وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

وبہ نستعین

الحمد للہ کہ لشکر شیطانی کی سرکوبی کے

لیے زبردست رئیس مغریب نفسانی کی نبض شناسی کے لیے حکیم نفیس وحشت

ضلالت زائل کرنیکے لیے بےمثل انیس صحبت ہدایۃ حاصل کرنیکیلئے منظیر جلیس یعنی

# تلبیس ابلیس

مع ترجمہ اردو

# تخجیس تدلیس

تصنیف حامی دین مبین۔ ناصر شرع متین سردار فوج اسلام و مسلمین سالار

لشکر ایمان و مومنین مولانا عبد الرحمن بن علی بن جوزی بہ ترغیب وزیر سرگروہ

مسلمین میر قافلہ مسلین مولانا امیر علی صاحب لکھنوی

۱۳۲۳ھ

[illegible] محمد معظم [illegible] عفی عنہ [illegible] بمبئی

قیمت ہے     رجسٹری شدہ     (تعداد جلد ۱۲۵۰)

# مصنف تلبیس ابلیس کے مختصر حالات از کتاب طبقات ابن رجب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ کا نام عبدالرحمن ہے اور لقب جمال الدین اور کنیت ابو الفرج اور ابن جوزی کے نام سے مشہور ہیں۔ جوزی کی نسبت میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ آپکے دادا جعفر بصرے کے ایک فرضہ کی طرف منسوب تھے جس کا نام جوزہ تھا اور فرضۃ النہر نہر کے دہانے کو کہتے ہیں جہاں سے پانی لیا جاتا ہے اور فرضۃ البحر اُس مقام کو کہتے ہیں جہاں کشتیاں بندھتی ہیں یہ اکثر لوگوں کا قول ہے اور منذری کہتے ہیں کہ یہ ایک مقام کی طرف نسبت ہے جسکو فرضۃ الجوز کہتے ہیں اور شیخ عبدالصمد بن ابو الجیش کہتے ہیں کہ یہ بصرے کے ایک محلے کی طرف نسبت ہے جسکا نام محلۃ الجوز ہے۔ بعض کا قول ہے کہ یہ نہیں بلکہ شہر واسط میں انکے گھر میں جوز یعنی اخروٹ کا ایک درخت تھا جسکے سوا وہاں اور کوئی اسکا درخت نہیں تھا اور آپکے سن پیدائش میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ۵۰۸ھ ہے اور بعض کا قول ہے کہ ۵۰۹ھ اور بعض کا قول ہے کہ ۵۱۰ھ اور خود اُن کی ایک تحریر ملی تھی جس میں لکھا ہوا تھا کہ مجکو اپنی پیدائش کا وقت ٹھیک معلوم نہیں۔ اتنا معلوم ہے کہ والد صاحب کا ۵۱۴ھ میں انتقال ہوا تھا اور والدہ کہتی تھیں کہ اُس وقت تمھاری عمر تقریباً تین برس کی تھی۔ اس بنا پر آپ کا سن پیدائش ۵۱۰ھ یا ۵۱۲ھ ہوگا اور آپ بغداد میں درب حبیب میں پیدا ہوئے تھے آپکے والد بچپن میں انتقال کر گئے تو آپ کی والدہ اور پھوپی نے آپ کی پرورش کی۔ اور آپکے ہاں تانبے کی تجارت ہوتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ کی بعض پرانی سندوں میں ابن جوزی صفار لکھا ہوا ہے اور جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی پھوپی ابو الفضل بن ناصر کے یہاں لے گئیں تو آپنے انکی طرف توجہ کی اور اُن کو حدیث سُنائی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ کی ابتدائی تعلیم ۵۱۶ھ میں ہوئی تھی۔ اور قرآن شریف یاد کیا اور ائمۂ قرآن کی ایک جماعت سے آپنے پڑھا۔ اور آپنے بڑے ہونے کے بعد شہر واسط میں علی بن باقلانی سے قرآن شریف روایات کے ساتھ پڑھا اور خود بہت کچھ حاصل کیا اور طالب علمی کی طرف توجہ کی اور آپنے اپنے مشائخ میں ستاسی اشخاص کو ذکر کیا ہے حالانکہ ان کے سوا اور بھی ایک جماعت سے علم حاصل کیا ہے لیکن بڑے بڑے مشائخ پر اکتفا کیا ہے جیسے ابن الحصین۔ قاضی ابو بکر انصاری۔ ابو بکر مزرفی۔ ابو القاسم حریری۔ علی بن عبد الواحد دینوری۔ ابو السعادات متوکلی۔ ابو غالب بن بنا اور اُن کے بھائی یحیے۔ ابو عبداللہ بارع۔ ابو الحسن علی بن احمد موحد۔ ابو غالب ماوردی۔ ابو الحسن بن زاغونی۔ ابو منصور بن خیرون۔ ابو القاسم سمرقندی۔ عبد الوہاب انماطی۔ عبد الملک کروخی۔ ابو القاسم عبداللہ بن محمد اصبہانی خطیب اصبہان۔ ابو سعید زوزنی۔ ابو سعد بغدادی۔ یحییٰ بن طراح۔ اسمٰعیل بن ابو صالح موذن۔ ابو القاسم بن علی بن علی علوی ہری واعظ۔ ابو منصور قزاز۔ عبد الجبار بن ابراہیم بن عبد الوہاب بن مندہ۔ اور ۵۶۲ھ میں آپ کو اجازت دی گئی کہ آپ باب بدر میں سلطان کی موجودگی میں وعظ کے لیے بیٹھیں اور سلطان نے آپ کی مالی خدمت کی۔ شیخ کہتے ہیں کہ چاشت کے وقت سے لیکر عصر کے بعد تک لوگ اپنے لیے جگہ کا انتظام کرتے رہے اور وہاں پر چند چبوترے تھے جو کرایہ پر لیے گئے چنانچہ ایک آدمی کی جگہ وہ تین قیراط کو ملتی تھی پھر آپ باب بدر میں عرفہ کے روز وعظ کے لیے تشریف لے گئے تو لوگ چاشت ہی وقت سے حاضر ہونے لگے اور گرمی سخت تھی اور لوگ روزے سے تھے کہتے ہیں اُس روز ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ ایک شخص نے آپکے سر پر سایہ تانا جس کو دس آدمی ظہر سے عصر تک پکڑے رہے اور لوگوں نے انکو پانچ قیراط دیئے۔ اور بہت سے پنکھے دوگنی قیمت کو خریدے گئے اور اُس دن ایک شخص چلایا کہ ایک بھیڑ میں ابھی میرے سو دینار چوری گئے تو سلطان نے اسکو سو دینار دیئے۔ پھر شیخ لکھتے ہیں کہ اسی سال میں نے عاشورا کے روز جامع مسجد منصور میں وعظ کی ایک مجلس قائم کی اور اتنے لوگ حاضر ہوئے جن کا اندازہ ایک لاکھ تھا اور ایسا ہی واقعہ ۵۶۹ھ میں بھی ہوا۔ شیخ کہتے ہیں مجھسے اہل حربیہ نے چاہا کہ میں ان کے لیے رات کو وعظ کی مجلس قائم کی تو میں نے اُنسے ۔ ربیع الاول جمعرات کا وعدہ کیا یعنی ۵۶۹ھ میں اور بغداد وغیرہ کے لوگوں کی وہاں اسقدر کثرت ہوئی جو نصف شعبان کی کثرت سے کہیں زیادہ تھی تو میں باب بصرہ سے جاکر مغرب کے بعد حربیہ میں داخل ہوا تو وہاں کے لوگ بہت سی مشعلیں لیکر مجھسے ملے اور ایک بڑی جماعت میرے ساتھ ہولی تو جب میں باب بصرہ سے نکلا تو میں نے حربیہ والوں کو دیکھا کہ اتنی مشعلیں لیکر آرہے ہیں جن کا شمار ممکن نہیں

اور سب ملا کر ایک ہزار مشعلوں کا اندازہ کیا گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ میدان روشنی سے جگمگا رہا ہے اور محلے کے لوگ اور عورتیں اور بچے دیکھنے کے لیے نکلے اور میدان میں اس قدر بھیڑ تھی جیسے سہ شنبہ کے روز بازار میں بھیڑ ہوتی ہے۔ تو میں حربیہ میں داخل ہوا اور سڑک آدمیوں سے بھر رہی تھی اور چاشت ہی کے وقت سے جگہیں کر لیے پڑے لی گئیں اور اگر کہا جائے کہ جو لوگ مجلس وعظ کی غرض سے آئے اور لوگوں کے ساتھ حربیہ اور باب بصرہ کے درمیان میں چلے تین لاکھ تھے تو یہ بات بیجا نہ ہوگی۔ حاصل یہ کہ آپ کی وعظ کی مجلسوں کی نظیر نہ تو دیکھی گئی اور نہ سنی گئی۔ اور اس سے بڑا نفع پہنچتا تھا۔ غافل نصیحت حاصل کرتے تھے۔ جاہل علم کی باتیں سیکھتے تھے۔ گنہگار توبہ کرتے تھے مشرک مسلمان ہوتے تھے۔ اور آپنے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ آپنے ایک مرتبہ وعظ کہا تو قریب دو سو آدمیوں کے اسی مجلس میں تائب ہوئے اور ان میں سے ایک بیس تو میووں کی پیروں کے نام کی چوٹیاں کاٹی گئیں اور کتاب القصاص والمذکرین کے آخر میں کہا ہے کہ میں ہمیشہ لوگوں کو وعظ سناتا رہا اور ان کو توبہ اور تقوے کی ترغیب دلاتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کتاب میں لاکھ آدمیوں سے زیادہ کی فہرست جمع کر لی اور دس ہزار سے زیادہ بچوں کی پیروں کے نام کی چوٹیاں کاٹیں اور ایک لاکھ سے زیادہ آدمی میرے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ آپکے پوتے **ابو المظفر** کہتے ہیں کہ کم سے کم آپکے وعظ میں دس ہزار آدمی حاضر ہوتے تھے اور بسا اوقات آپکے پاس ایک ایک لاکھ آدمی حاضر ہوتے تھے اور اللہ تعالی کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں آپ کی قبولیت اور ہیبت پڑی ہوئی تھی اور آپ کو دنیا سے رغبت نہیں تھی اور کم تعلق تھا اور میں نے آپ کو آخر عمر میں منبر پر فرماتے سنا ہے کہ میں نے اپنی ان دونوں انگلیوں سے ایک ہزار جلدیں لکھی ہیں اور میرے ہاتھ پر ایک لاکھ آدمیوں نے توبہ کی ہے اور بیس ہزار یہودی اور نصارے مسلمان ہوئے اور ہفتے وار قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے اور مکان سے صرف جامع مسجد کو جمعہ اور وعظ کے لیے نکلا کرتے تھے اور کبھی کسی سے مذاق نہیں کیا اور نہ کسی بچے کے ساتھ کھیلے اور نہ کبھی کوئی مشتبہ چیز کھائی اور اسی طرح تمام عمر گزار دی **ابن قطیعی** کہتے ہیں کہ لوگوں نے آپکے کلام سے بہت فائدہ اٹھایا۔ بعض مرتبہ ایک ایک مجلس میں سو سو اور اس سے زیادہ آدمی گناہ سے توبہ کرتے تھے۔ اور سال میں دو ایک روز جامع مسجد منصور میں وعظ فرماتے تھے تو اشتہارات تقسیم ہوتے تھے اور ایک ایک لاکھ آدمی جمع ہوتے تھے۔

**حافظ ابن دبیثی** نے آپ کا یوں ذکر کیا ہے کہ ہمارے شیخ امام جمال الدین ابن جوزی رحمہ اللہ کی بہت سی تصانیف مختلف فنون میں ہیں جیسے تفسیر۔ فقہ۔ حدیث۔ وعظ۔ رقائق۔ تواریخ وغیرہ اور حدیث اور علوم حدیث کی معرفت اور صحیح ضعیف حدیث کی واقفیت آپ پر ختم ہو گئی۔ اور اس فن میں آپکی بہت سی تصنیفات ہیں جیسے مسانید اور ابواب اور اسماء رجال اور ان احادیث کی معرفت جنسے احکام اور فقہ میں استدلال کیا جاتا ہے اور ان احادیث کی معرفت جو قابل استدلال نہیں ہیں جیسے ضعیف اور موضوع حدیثیں اور انقطاع اور اتصال کا بیان۔ اور وعظ میں آپکی تقریر شستہ ہوتی تھی اور اشارات عمدہ اور معانی باریک اور استعارات نفیس اور آپکا کلام پاکیزہ ہوتا تھا اور انداز کلام شائستہ اور زبان میٹھی تھی اور بیان اعلی اور آپ کی عمر اور علم میں برکت دی گئی۔ آپنے بہت سی حدیثیں روایت کیں اور چالیس برس سے زیادہ علم حاصل کیا اور اپنی تصنیفات کو متعدد مرتبہ بیان کیا۔ **موفق عبد اللطیف** کہتے ہیں کہ ابن جوزی رح خوش آواز نیک خصلت نرم آواز موزون الافعال خوش خلق تھے آپ کی مجلس میں ایک لاکھ یا زیادہ آدمی حاضر ہوئے۔ اپنا کوئی وقت ضائع نہیں کرتے تھے۔ ایک روز میں چار جزو تصنیف کر لیتے تھے اور ہر سال آپ کی تصنیف میں پچاس سے ساٹھ تک جلدیں بڑھتی تھیں۔ اور آپ کو ہر علم میں مہارت تھی لیکن آپ تفسیر میں مشاہیر سے تھے اور حدیث میں حفاظ حدیث سے اور تواریخ میں متوسطوں میں سے اور آپکے پاس فقہ کا کافی حصہ تھا۔ اور قافیہ بندی میں تو آپ کو نہایت کمال تھا اپنا کلام بیان کرتے تھے تو پاکیزہ غیر کا نقل کرتے تھے تو شائستہ **ابن نجار** آپ کی چند تصنیفات کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ جس نے آپ کی تالیفات میں غور کیا اسکو آپ کا حفظ اور ضبط اور علمی مرتبہ معلوم ہے اور آپ باوجود ان فضائل اور وسیع علوم کے وظائف اور عبادات کے بھی پابند تھے اور آپ کو ذوق صحیح کا حصہ اور شیرینی مناجات کا بہرہ بھی تھا اور آپنے اسکی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ وعظ اور معارف میں آپ کا کلام نقل محض اور ذوق سے خالی نہیں ہے بلکہ پر ذوق ہے اور **ابن قادسی** نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ شیخ رات کو نماز پڑھا کرتے تھے اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے اور کام بھی کرتے تھے اور رات کی ظلمت میں بزرگوں سے ملتے تھے اور ذکر الٰہی سے تھکتے نہیں تھے اور اللہ تعالی کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا۔ **امام ابو العباس ابن تیمیہ** رح اجوبہ مصریہ میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابو الفرج مفتی اور بڑے صاحب تصنیف و تالیف تھے اور آپکی بہت سے فنون میں تصنیفات ہیں یہاں تک کہ میں نے شمار کیا تو ہزار سے زیادہ پایا اور اسکے بعد اور بھی دیکھیں جو پہلے نہیں دیکھی تھیں۔

اور حدیث اور فنون حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات ہیں جنسے لوگون کو بہت فائدہ پہنچا اور ہمیں آپکو کمال مہارت تھی اور وعظ اور فنون
وعظ میں آپکی ایسی تصنیفات ہیں کہ ان جیسی کوئی تصنیف نہیں ہوئی۔ اور عمدہ تصنیف آپ کی وہ ہے جس میں سلف کے حالات جمع کیے ہیں
جیسے وہ مناقب جو آپنے تصنیف کیے ہیں کیونکہ آپ معتبر تھے۔ لوگوں کی تصنیفات سے آپکو بہت واقفیت تھی ترتیب اور تفصیل اچھی کرتے
تھے جمع کرنے اور لکھنے پر قادر تھے اور ان فنون میں آپ کو اور مصنفین سے اچھی تمیز تھی کیونکہ بہتسے لوگ ہیں جنہونے اس فن میں تصنیف کی ہو
لیکن انکو سچ جھوٹ میں تمیز نہیں ہے اور شیخ ابو الفرج کو اس فن میں ایسی تمیز تھی جو اور ونکو نہیں تھی اور ابو نعیم کو تمیز اور واقفیت تھی
لیکن حلیہ میں بہت سی موضوع حدیثیں ذکر کرتے ہیں اور یہ مجموعے جو لوگ متقدمین کے حالات میں جمع کرتے ہیں ان میں اور لوگوں کی تصنیفات
سے ابو الفرج کی تصنیفات بہتر ہیں اور ابو بکر بیہقی کی تصنیفات بھی بہت تنقیح ہو۔ ابو الفرج کی تصنیفات کے قریب قریب ہیں کیونکہ
دونوں صاحبوں کو فقہ اور حدیث میں واقفیت تھی بیہقی حدیث میں بڑھے ہوئے تھے اور ابو الفرج علوم و فنون کی کثرت میں بڑھے ہوئے
تھے۔ **ابن قطیعی** اپنی تاریخ میں کہتے ہیں کہ ابن جوزی نے مجھکو اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ایک کتاب دی اور کہا کہ یہ میری تصنیفات کی فہرست ہے
اور میرا خیال ہی کہ ابن قطیعی سے نہیں اور کچھ بھی بڑھا یا ہی ابو الفرج کہتے ہیں کہ میری پہلی تصنیف اس وقت ہوئی کہ جب میری عمر تیرہ برس کی
برس کی تھی۔ قرآن اور علوم قرآن کے متعلق تصنیفات۔ کتاب المغنی فی علم التفسیر ۸۱ جزو۔ کتاب زاد المسیر فی علم التفسیر چار جلد۔ کتاب تیسیر
القرآن فی تفسیر القرآن ایک جلد۔ کتاب تذکرة الاریب فی تفسیر الغریب ایک جلد۔ غریب الغریب ایک جزو۔ کتاب نزہة العیون النواظر فی الوجوه والنظائر
ایک جلد۔ الوجوه النواظر فی الوجوه والنظائر ایک جلد مختصر کتاب نزہة العیون۔ کتاب الاشارة الی القراءة المختارة چار جزو۔ کتاب تذکرة المنتبہ
عیون المشتبہ ایک جزو۔ کتاب فنون الافنان فی عیون علوم القرآن ایک جلد۔ کتاب ورد الاغصان فی فنون الافنان ایک جزو۔ کتاب عمدة الراسخ فی معرفة
المنسوخ والناسخ دو جزو۔ المصفا باکف اہل الرسوخ من علم الناسخ والمنسوخ ایک جزو۔ اصول دین میں تصنیفات۔ کتاب منتقد المعتقد ایک جزو۔
کتاب منہاج الوصول الی علم الاصول دو جزو۔ کتاب بیان غلطة القائل بقدم افعال العباد ایک جزو۔ غوامض الالہیات ایک جزو۔ مسلک العقل ایک جزو
منہاج اہل الاصابہ۔ السر المصون ایک جلد۔ دفع شبہ التشبیہ چار جزو۔ الرد علی المتعصب العنید۔ علم حدیث اور زہد یات میں تصنیفات۔ کتاب جامع المسانید بالخص الاسانید
کتاب الحدائق ۳۴ جزو۔ کتاب نفی النقل دو جزو۔ کتاب المجتبی ایک جلد۔ کتاب النزہ ۲۰ جزو۔ کتاب عیون الحکایات ایک جلد۔ کتاب ملتقط الحکایات ۱۳ جزو۔ کتاب ارشاد المریدین
فی حکایات السلف الصالحین ایک جلد۔ کتاب صفة الناقل ایک جزو۔ کتاب غرر الاثر ۳۰ جزو۔ کتاب التحقیق فی احادیث التعلیق دو جلد۔ کتاب المدبج سات جزو۔ کتاب
الموضوعات من الاحادیث المرفوعات دو جلد۔ کتاب العلل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ دو جلد۔ کتاب الکشف لمشکل الصحیحین چار جلد۔ کتاب الضعفاء والمتروکین ایک جلد۔ کتاب اعلام العالم
بعد رسوخہ بحقائق ناسخ الحدیث ومنسوخہ ایک جلد۔ کتاب اخبار اہل الرسوخ فی الفقہ والتحدیث بمقدار المنسوخ من الحدیث ایک جزو۔ کتاب السہم المصیب دو جزو۔ آفة اصحاب الحدیث ایک جزو۔ کتاب
الفوائد من الشیوخ ۳۰ جزو۔ مناقب اصحاب الحدیث ایک جلد۔ موت الخضر ایک جلد۔ مختصر موت الخضر ایک جزو۔ المشیخہ ایک جزو۔ المسلسلات ایک جزو۔ الموضح فی النسب ایک جلد
تحفة الکلیات تین جزو۔ تنویر مدلہم السدف ایک جزو۔ الالقاب ایک جزو۔ یہاں تک ابن قطیعی کا بڑھایا ہوا ہے۔ کتاب فضائل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلد
فضائل عمر بن عبد العزیز ایک جلد۔ فضائل سعید بن المسیب ایک جلد۔ فضائل الحسن البصری ایک جلد۔ مناقب الفضیل بن عیاض چار جزو۔ مناقب بشر الحافی سات جزو
مناقب ابراہیم بن ادہم چھ جزو۔ مناقب سفیان الثوری ایک جلد۔ مناقب احمد بن حنبل ایک جلد۔ مناقب معروف الکرخی دو جزو۔ مناقب رابعہ عدویہ ایک جزو
مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن۔ ایک جلد۔ صفوة الصفوة پانچ جلد۔ منہاج القاصدین چار جلد۔ المختار من اخبار الانیا ایک جلد۔ القاطع لمحال اللجاج
القاطع لمحال المحلاح ایک جزو۔ عجالة المنتظر لشرح حال الخضر ایک جزو۔ کتاب النساء وما یتعلق بآدابہن ایک جلد۔ کتاب بیان علة الحدیث المنقول فی ان ابا بکر ام
الرسول۔ کتاب الجوہر۔ کتاب المقلق۔ تواریخ کے متعلق تصنیفات۔ تلقیح فہوم اہل الاثر فی عیون التاریخ والسیر ایک جلد۔ کتاب المنتظم فی تاریخ الملوک والامم
دس جلد۔ کتاب شذور العقود فی تاریخ العہود ایک جلد۔ کتاب طرائف الظرائف فی تاریخ السوالف ایک جزو۔ مناقب بغداد ایک جزو۔ فقہ میں تصنیفات۔ الانصاف
فی مسائل الخلاف۔ کتاب جنة النظر وجنة النظر۔ یہ درمیانی تعلیق ہے۔ کتاب معتمر المختصر فی مسائل النظر۔ یہ اس سے چھوٹی تعلیق ہے۔ کتاب عمل الدلائل فی مشتہ المسائل
یہ چھوٹی تعلیق ہے۔ کتاب المذہب فی المذہب۔ مسبوک الذہب ایک جلد۔ کتاب البلغہ ایک جزو۔ کتاب العبادات الخمس ۵ جزو۔ کتاب الہدایہ لاہل البدایہ ایک جزو
کتاب کشف الظلمة عن الضیا فی رد الدعوی۔ کتاب درر اللوم والضیم فی صوم یوم الغیم ایک جزو۔ علوم وعظ میں تصنیفات۔ کتاب الیواقیت فی الخطب ایک جلد
المنتخب فی النوب ایک جلد۔ منتخب المنتخب ایک جلد۔ وعظ میں تصنیفات۔ ابن قادسی کہتے ہیں کہ وعظ میں آپکی تصنیفات سو سے زیادہ ہیں۔ المنتقل المنتقل ایک جلد
نسیم الریاض ایک جلد۔ اللؤلؤ ایک جلد۔ کنز المذکر ایک جلد۔ کتاب الارج ایک جلد۔ کتاب اللطف ایک جلد۔ کتاب اللطائف ایک جلد۔ کنز الرموز ایک جلد۔ منتہی المنتہی ایک جلد

زین القصص یکجلد۔ موافق للرافق یک جلد۔ الشاہد للمشہود یک جلد۔ واسطات العقود من شاہد و مشہود یکجلد۔ المہلب ۱۴ جزو۔ المدہش یکجلد۔ صبا نجد مجانستہ العقل یکجز۔ لقط الجمال یک جز۔ معانی المعانی چند جز۔ فتوح الفتوح یکجلد۔ التعازی الملوکیہ یکجز۔ المقعد المقیم یکجز۔ کتاب ایقاظ الوسنان مالرفی الحیوان و النبات دو جزو۔ نکت المجالس البدریہ دو جزو۔ نزہتہ الادیب ۱۴ جزو۔ منتہی المنتہی یکجلد۔ تبصرۃ للمبتدی ۲۰ جز۔ کتاب الیاقوتہ دو جز۔ کتاب تحفۃ الواعظ یک جلد۔ مختلف فنون میں تصنیفات۔ ذم الہویٰ یکجلد۔ صید الخاطر ۶۵ جزو۔ کتاب احکام الاشعار باحکام الاشعار ۲۰ جزو۔ کتاب القصاص و المذکرین۔ کتاب تقویم اللسان یک جلد۔ کتاب الاذکیا یکجلد۔ کتاب الحمقی یکجلد۔ **تلبیس ابلیس** دو جلد۔ لقط المنافع فی الطب ۲ جلد۔ الشیب و الخضاب یکجلد۔ اعمار الاعیان یکجز۔ الثبات عند الممات دو جزو۔ تنویر الغبش فی فضل السود و الحبش یکجلد۔ الحث علی حفظ العلم و ذکر کبار الحفاظ یکجز۔ اشراف الموالی دو جز۔ کتاب اعلام الاحیاء باغلاط الاحیاء۔ کتاب تحریم المحل المکروہ یک جز۔ کتاب المصباح المضی لرد دعوۃ الامام المستضی یکجلد۔ کتاب عطف العلماء علی الامراء و الامراء علی العلماء یکجز۔ کتاب النصر علی المصر یکجز۔ المجیب المقصدی یکجلد۔ الفجر النوری یکجلد۔ مناقب الستر الرفیع یکجز۔ ماقلتہ من الاشعار یکجز۔ **المقامات** یکجلد۔ من سائل یکجز۔ الطب الروحانی یکجز۔ یہ وہ کتابیں ہیں جنہیں ابن قطیعی نے خود انکے خط سے نقل کیا ہے اور انکو سنایا ہے اور اسمیں پڑھا ہے اور باوجود اسکے اس فہرست کے علاوہ اور بہت سی تصنیفات ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکے بعد کی تصنیف ہیں جنمیں سے بعض کی فہرست یہ ہے۔ کتاب بیان الخطاء و الصواب من احادیث الشہاب ۱۰ جزو۔ کتاب الباز الاشہب المنقض علے من خالف المذہب یہ ایک تعلیق ہے فقہ میں۔ کتاب الوفا بفضائل المصطفیٰ دو جلد۔ کتاب النور فی فضائل الایام و الشہور یک جلد۔ تقریب الطریق الابعد فی فضل مقبرۃ احمد۔ کتاب مناقب الامام الشافعی۔ کتاب العزلۃ۔ کتاب الریاضۃ۔ کتاب منہاج الاصابہ فی محبۃ الصحابہ۔ فنون الالباب الظرفاء و المتحابین۔ تقویم اللسان۔ مناقب ابی بکر یک جلد۔ مناقب علی یک جلد۔ فضائل ابو بکر۔ درۃ الاکلیل فی التاریخ چار جلد۔ اس کتاب کو آپکے پوتے نے ذکر کیا ہے۔ الامثال یکجلد۔ المنفعۃ فی المذاہب الاربعہ دو جلد۔ المختار من الاشعار ۱۰ جلد۔ رؤس القواریر دو جلد۔ المرتحل فی الوعظ یکجلد۔ ذخیرۃ الوعظ چند جزو۔ کبیر نسیم الریاض یکجلد۔ **الزجر المخوف**۔ **الانس و المحبۃ** المطرب للملہب۔ الزید الورسے فی الوعظ الناصری دو جزو۔ الفاخر فی ایام الامام الناصر یکجلد۔ المجد الصلاحی یکجلد۔ لغۃ الفقہ دو جز۔ اور کہا جاتا ہے کہ آپ کی ایک کتاب ہے عقد الخناصر فی ذم الخلیفۃ الناصر۔ اور ایک کتاب ہے شیخ عبد القادرؒ کی گرفت میں۔ غریب الحدیث یک جلد۔ ملح الاحادیث دو جز۔ الفصول الوعظیہ حروف کی ترتیب پر۔ سلوۃ الاحزان دس جلد۔ الشوق فی الوعظ۔ المجالس الیوسفیہ فی الوعظ۔ یہ کتاب آپنے اپنے بیٹے یوسف کے لیے لکھی ہے۔ الوعظ المقبری یکجز۔ قیام اللیل تین جز۔ المحادثہ یکجز۔ المناجات یکجز۔ جواہر الزواہر فی الوعظ چار جز۔ کنز المذکر۔ النجاۃ بالخواتیم دو جز۔ المرتقی لمن اتقی۔ اور اسکے علاوہ آپکی اور بہی تصنیفات ہیں اور میں نے سنا ہے کہ صحاح جوہری پر آپکا حاشیہ ہے اور آپنے اسپر گرفت کی ہے اور فنون ابن عقیل کو کچہاو پر دس جلد و نمیں مختصر کیا ہے ذہبی لکہتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ کسی عالم نے ایسی تصنیفات کیں جیسی آپنے کیں۔ آپکے پوتے ابو مظفر لکہتے ہیں کہ میرے دادے ۸ رمضان کو ہفتے کے روز یعنی ۵۹۷ھ میں والدہ سلطان کی قبر کے نیچے جو معروف کرخی کے متصل ہے وعظ کے لیے بیٹھے اور میں موجود تہا تو آپنے چند شعر پڑھے جنپر مجلس ختم ہوگئی۔ پھر آپ منبر سے اُترے اور پانچ روز تک بیمار رہے اور جمعرات کو مغرب عشاء کے درمیان میں اپنے گہر میں انتقال کیا والدہ کہتی تہیں کہ میں نے انکو تو یہی پہلے سنا کہ بار بار کہہ رہے تھے کہ میں کیا کتابوں پر عمل کرونگا۔ کتابیں تو میرے لیے ختم ہوگئیں اور آپکے غسل کے لیے ہمارے شیخ ناصر الدین بن سکینہ اور ضیاء الدین بن خبیر صبح کے وقت تشریف لائے اور بغداد کے لوگ جمع ہوئے اور دوکانیں بند ہوگئیں اور محلوں کے لوگ آئے اور ہمنے جنازے کو رسیوں سے باندہکر انکے سپرد کیا اور وہ جنازے کو اُسی قبر کے نیچے لے گئے جہاں آپ وعظ کے لیے بیٹھے تھے اور اتفاق ایسا ہوا کہ آپ کی نماز آپکے بیٹے ابو القاسم علی نے پڑھائی کیونکہ مشاہیر اُن تک پہنچ نہ سکے۔ پھر جنازے کو جامع مسجد منصور کو لے گئے اور لوگوں نے آپ کی نماز پڑہی اور لوگوں کی سخت کشمکش تہی گویا میلے کا دن تہا امام احمد بن حنبل کے پاس قبر پر جنازہ نماز جمعہ کے وقت تک نہیں پہنچا اور موسم گرمی کا تہا۔ اور ساتھیوں میں سے بہت لوگوں نے روزہ توڑ ڈالا اور خندق ظاہریہ میں پانی میں جا گرے اور قبر تک تہوڑا ہی سا کفن پہنچا اور جنازہ قبر میں اُس وقت اتارا گیا جب مؤذن کہہ رہا تہا اللہ اکبر۔ اور لوگوں کو آپ کی مفارقت کا سخت صدمہ ہوا اور بہت روئے اور لوگ آپ کی قبر کے پاس سارے رمضان رہے۔ قرآن کے ختم کرتے تھے اور قندیلیں اور مشعلیں اور جہنڈے لیے ہوتے تھے اور احمد بن سلیمان حربی نے اُسی رات کو آپکو یاقوت کے منبر پر دیکہا جسمیں جواہرات جڑے ہوئے تھے اور فرشتے آپکے سامنے بیٹھے تھے اور اللہ تعالیٰ آپکا کلام سن رہا تہا۔ یہ تمام مضامین تواریخ کی مستند کتاب طبقات ابن رجب سے عربی سے اردو میں نقل کیے گئے ہیں لیکن نہایت اختصار کے ساتھ وہاں پر آپکے حالات پندرہ صفحوں میں لکھے ہوئے ہیں جن میں بڑے بڑے علمی معارک کا بیان ہے جن حضرات کو شوق ہو وہاں دیکہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ابو محمد عبد الحق۔ اعظم گڈہی عفی عنہ آخر ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ

صاف معلوم ہوتا ہے کہ حنفی شافعی مالکی مذہب ایسے نہ تو پہلے کوئی ولی ہوا ہے نہ آیندہ ہوگا لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ اس وجہ سے حضرت شیخ قابل تسلیم نہ رہے یا آپکے فضائل جاری ہیں اسطرح بیان

# فہرست تجنیس تدلیس ترجمہ تلبیس ابلیس مشتمل بر جمیع ابواب و بیانات و ضروری فصول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

**تمت**

## قطعہ تاریخ چکیدہ کلک جواہر سلک افضل دوران مولوی یوسف حسین صاحب سلمہ اللہ

اے خدا شیطان کے پھندوں سے تو ہم کو بچا — تو نگہباں ہو ہمارا سال و مہ صبح و مسا
ابتدا ہر کام کی ہے نام سے تیرے مدام — تیری رحمت ہے محیط اتقیا و اشقیا
بے نہایت خوبیاں ہیں تیری رب العلمین — عام رحمت تیری یاں اور خاص ہے روز جزا
فیصلے کے دن کا مالک تجھ سوا کوئی نہیں — کانپتے ہوں گے جہاں سب اولیا و انبیا
خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم جب کریں — تجھ سوا کوئی نہیں ہے لائق حمد و ثنا
اپنی ہر حاجت میں دینی ہو وہ یا ہو دنیوی — خاص تیری ہی مدد کے ہیں طلبگار اے خدا
تو ہمیں ہر بات میں ہر کام میں ہر حال میں — دین و دنیا میں ہر دم سیدھے رستے پر چلا
راہ ان لوگوں کی جن پر تیرا ہر دم فضل ہے — صالح و اہل شہادت اہل صدق و انبیا
اس رہ کج سے بچانا جس پہ ہیں اہل غضب — جان کر جو ضد سے ہوتے ہیں رہ حق سے جدا
نیز یارب ہم کو رکھ محفوظ از راہ ضلال — یا الٰہی کیجیو مقبول یہ میری دعا
حضرت میر معظم سید اہل شرف — پیرو راہ سلف مستوجب مدح و ثنا
خیر خواہ اہل سنت قامع اہل بدع — ناصر دین محمد محو توحید خدا
جن کے مطبع میں ہمیشہ سے بفضل کردگار — طبع ہوتی ہیں کتابیں علم سنت کی سدا
ان دنوں اک اور طرز نو کی ان کے ہاں کتاب — چھپ کے نکلی ہے باٰب و تاب با زیب و صفا
نام ہے تلبیس ابلیس ابن جوزی کی لکھی — ہیں محرر جس میں شیطاں کے سبھی مکر و دغا
آگہی کے واسطے یکجا کیے اک جلد میں — تا نہ ہو شیطان کا راہ ہدا میں سامنا
ہوشیاری سے ہوں مشغول عبادت اہل دل — بر خلاف دین احمد ہو نہ ان کا راستا
لیکن اس کا فائدہ اہل عرب سے خاص تھا — اہل ہند اکثر نہ تھے اس سے بخوبی آشنا
اس لیے اس کو مترجم کر کے چھاپا ہے یہاں — تا کہ خاص و عام کا اس سے بر آوے مدعا
ابن جوزی جیسے علامہ کی ہے جب یہ کتاب — یہ فضیلت کم نہیں کیا ہم کریں مدح و ثنا
تیج دلوہ فرقدی و اوسط ذی الحجہ میں — اس کے چھپنے کا ہوا باعہد تجمل انقضا
اب اسی ترتیب سے تاریخ طبع از روی سال — پڑھ سنا با کر و فر از ابتدا تا انتہا
از سر دانش برائے سال میلاد نبی — آدلو تلبیس ابلیس مترجم لکھدیا
نیز بہر سال عیسے از سر آئیں کہو — ہو چکی تیار تلبیس مترجم دو ندا
از سر ہجرت برائے سال ہجری پڑھ سنا — چھپ گئی با ترجمہ تلبیس ابلیس ای ہدا

بسم الله الرحمن الرحيم

الحنبلي

وما توفيقي الا بالله قال الشيخ الامام العالم جمال الدين ابو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد بن علي الجوزي
الواعظ البغدادي رح الحمد لله الذي سلم ميزان العدل الى اكف اولي الالباب وارسل الرسل مبشرين
ومنذرين بالثواب والعقاب وانزل عليهم الكتب مبينة للخطاء والصواب وجعل الشرائع
كاملة لا نقص فيها ولا عاب احمده حمد من يعلم انه مسبب الاسباب واشهد بوحدانيته شهادة
مخلص في نيته غير مرتاب وان محمدا عبده ورسوله وقد سدل الكفر على وجه الايمان الحجاب
فنسخ الظلام بنور الهدى وكشف النقاب وبين للناس ما نزل اليهم واوضح مشكلات الكتاب و
جعلهم على المحجة البيضاء لا ريب فيها ولا ارتياب وصلى الله عليه وعلى جميع الآل وكل الاصحاب وعلى

ترجمہ بسم اللہ الرحمن الرحیم وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم شیخ امام عالم ربانی جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بن علی معروف بابن
الجوزی الحنبلی واعظ بغدادی نے فرمایا حمد وثنا اعلی شایان حضرت باری تعالیٰ ہی جس نے ترازوی عدل عقلا کے ہاتھوں میں سپرد فرمائی
اور انبیاء برگزیدہ بھیجکر مطیعین کو ثواب کی خوشخبری سنائی اور منکرین کو عذاب آلہی سے ڈرایا۔ اور ان پر سچی کتابیں نازل فرماکر ٹیڑہی
جہنمی راہوں سے راہ راست کی تمیز صاف صاف بتلائی۔ اور ہر قسم کی عملی شریعت بغیر نقص وعیب کے کمال کو پہونچائی میں ایسے
شخص کی طرح اُس کی حمد کرتا ہوں جس کو یقین ہے۔ کہ وہی مسبب الاسباب ہے۔ اور اس کی وحدانیت کی گواہی ایسے مخلص کیطرح
ادا کرتا ہوں جس کی نیت میں نہ کچھ شک ہے۔ نہ ارتیاب ہے اور یہ گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں خاتم
النبیین احمد مجتبیٰ بجمال عبودیت ازلی مقبول ہیں جن کو رب عزوجل نے ایسے وقت مبعوث فرمایا۔ جب ایمان کے چہرہ پر
کفر نے اپنا پردہ لٹکایا۔ تو اس سراج المنیر آفتاب رسالت نے نور ہدایت سے تاریکی کو مٹایا۔ اور راہ حق کے چہرے سے باطل کا
پردہ اوٹھایا۔ اور بندوں کے لئے جو پیغام اترا۔ اُس کو صاف صاف بیان کیا۔ اور قرآن مجید کے مشکلات کو واضح کردیا۔ آخر
انکو ایسے صاف ہموار روشن رستہ پر چھوڑا ہے جسمیں نہ اونچا خالی ہے۔ نہ دھوکا ہے صلی اللہ علیہ وعلی جمیع الآل وکل الاصحاب وعلے

التابعین لھم باحسان الی یوم الحشر والحساب وسلم تسلیما کثیرا **اما بعد** فان اعظم النعم علی الانسان العقل لانہ الآلۃ فی معرفۃ الالہ سبحانہ والسبب الذی یتوسل بہ الی تصدیق الرسل الا انہ لما لم ینھض بکل المراد من العبد والرب بعثت الرسل وانزلت الکتب فمثال الشرع الشمس ومثال العقل العین فاذا فتحت وکانت سلیمۃ رات الشمس ولما ثبت عند العقل اقوال الانبیاء الصادقۃ بدلائل المعجزات الخارقۃ سلم الیھم واعتمد فیما خفی علیھم ولما انعم اللہ سبحانہ علی ھذا العالم الانسی بالعقل افتتحہ بنبوۃ ابیھم ادم علیہ السلام فکان یعلمھم عن وحی اللہ عزوجل فکانوا علی الصواب الی ان انفرد قابیل بھواہ فقتل اخاہ ثم تشعبت الاھواء بالناس فشردتھم فی بیداء

**ترجمہ** التابعین لھم باحسان الی یوم الحشر والحساب وسلم تسلیما کثیرا **اما بعد** واضح ہو کہ انسان پر عقل بڑی نعمت ہے کیونکہ اسی ذریعہ سے اللہ تعالی کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور اسی وسیلہ سے رسولونکی تصدیق نصیب ہوتی ہے لیکن جو تعلق بندے اور اُسکے رب کے درمیان ہے جب عقل سے اسکا کام پورا نہو سکا تو رسول بھیجے گئے اور کتابیں اُتاری گئیں تو عقل کی مثال آنکھ ہے اور شرع کی مثال آفتاب ہے پس آنکھ کھولنے پر جب ہی آفتاب دیکھے گی کہ درست ہو ورنہ نہیں اور جب عقل کے نزدیک انبیا کے دلائل معجزات سے یہ ثابت ہوا کہ جو کچھ انبیا فرماتے ہیں یہ قول سچ ہیں تو عقل نے اُن کا کہنا بسر وچشم قبول کیا۔ اور پوشیدہ امور میں اُن کے کہنے پر اعتماد کیا **ف** جب انبیا علیھم السلام نے فرمایا کہ ہمکو تمہارے رب عزوجل نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ اگر ہم پر ایمان لاؤ تو تمہارے لیے جنت ہے اور اگر اپنے جی کی پیروی کرو تو تمہارے لیے عذاب جہنم ہے عقل نے دیکھا کہ یہ چیزیں نظر نہیں آتی ہیں تو اُسنے دلیل چاہی کہ یہ کیونکر معلوم ہو کہ آپ لوگ اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں انبیا نے جناب باری تعالی میں عرض کیا تو اللہ تعالی نے اُنکے ہاتھ سے دنیا میں وہ چیزیں پیدا کیں جو یہاں کسی ترکیب سے نہیں پیدا ہو سکتی ہیں تو عقل نے جان لیا کہ بیشک اللہ تعالی کے بھیجے ہوئے ہیں تو انکا سب کہنا سچ ہے واضح ہو کہ مصنف نے سالۃ الذکیا میں کہا کہ عقل کا لفظ چار معنی پر بولا جاتا ہے (اول) وہ چیز جس سے انسان حیوان میں فرق ہے جس سے فکر وتدبیر کر کے باریک صنعتیں نکالتا ہے امام احمد حارث محاسبی نے کہا کہ وہ پیدائشی قوت ہے تو اس سے یہی معنی مراد ہیں (دوم) جایز ومحال سمجھنے والی قوت طبعی کا علم (سوم) تجربہ سے جو ملکہ حاصل ہو (چہارم) پیدائشی قوت کا کمال حتے کہ فانی خواہشیں چھوڑ کر اور آخرت مانگے **مترجم** کہتا ہے کہ عقل کی دو قسمیں ہیں **ایک** عقل جسمانی جو مجموعہ حواس ظاہری وباطنی کا نام ہے اور حیوانات میں یہ سب حواس نہیں ہیں بلکہ تھوڑے تھوڑے ہیں کیونکہ انسان سے زیادہ قوی ہیں اور تجربہ وسن بلوغ سے یہ عقل قوی ہو جاتی ہے اور اسی عقل سے انسان دنیاوی زندگی کے سامان پیدا کرتا ہے اور جسقدر بدن قوی ہو اُسیقدر یہ عقل تیز ہوتی ہے اور بدن کی موت کے ساتھ مر جاتی ہے **قسم دوم** عقل روحانی وہ روح کے حواس ہیں اور جب قلب پر مہر ہو تو نہیں کھلتی ہیں بلکہ ایمان ہی سے کھلتے ہیں دلیل قولہ تعالی ماکان لنفس ان تؤمن الا باذن اللہ الآیۃ یعنی کسی جی کو ایمان حاصل کرنے کی قدرت نہیں مگر جب اللہ تعالی کا ارادہ ہو اور وہ شرک کی پلیدی عقلوں پر ڈالتا ہے (الخ) ومن یرغب عن ملۃ ابراھیم الآیۃ یعنی ملت ابراہیمی سے وہی منہ موڑتا ہے جو بے عقل ہے معلوم ہوا کہ کافر کی عقل ہوتی ہی نہیں یعنی یہ عقل نہیں رکھتے اگرچہ قسم اول میں بڑے ہوشیار ہوں اور اسکے واسطے آیات کثیرہ دلیل ہیں فافہم واللہ تعالی اعلم ۱۲ جب اللہ تعالی نے اس عالم انسانی پر عقل کا انعام کیا تو پہلے پہل انکے باپ آدم کی پیغمبری سے شروع کیا پس آدم انکو اللہ تعالی کی وحی سے تعلیم فرمایا کرتے تھے سب انسان ٹھیک راہ پر جمع تھے یہانتک کہ قابیل نے اپنی خواہش نفس کی پیروی میں جدا ہو کر اپنے بھائی (ہابیل) کو قتل کیا۔ (تب سے اختلاف شروع ہوا) پھر تو لوگ مختلف خواہشوں کی پیروی میں جدا جدا شاخیں ہو کر مختلف گمراہیوں

الضلال حتی عبدوا الاصنام واختلفوا فی العقائد والافعال اختلافا خالفوا فیه الرسل والعقول
اتباعا لاهوائهم ومیلا الی عاداتهم وتقلیدا لکبرائهم فصدق علیهم ابلیس ظنه فاتبعوه الا
فریقا من المؤمنین **فصل** واعلم ان الانبیاء جاءوا بالبیان الکافی وقابلوا الامراض بالدواء الشافی و
توافقوا علی منهاج لم یختلف فاقبل الشیطان ابلیس یخلط بالبیان شبها وبالدواء سما وبالسبیل
الواضح جوادا مضلة ومازال یلعب بالعقول الی ان فرق اهل الجاهلیة فی مذاهب سخیفة وبدع
قبیحة فاصبحوا یعبدون الاصنام فی البیت الحرام ویحرمون البحیرة والسائبة والوصیلة والحام
ویئدون البنات ویمنعونهن المیراث الی غیر ذلک من الضلال التی سولها لهم ابلیس فبعث الله
نبینا محمدا صلی الله علیه وسلم فرفع المقابح وشرع المصالح فسار اصحابه معه وبعده فی ضوء نوره
سالمین من العدو وغروره فلما انسلخ نهار وجودهم اقبلت اغباش الظلمات فعادت الاهواء تنشئ
بدعا وتضیق سبیلا ما زال متسعا ففرق الاکثرون دینهم وکانوا شیعا ونهض ابلیس یلبس

**ترجمہ** گمراہی کے بیابانوں میں بھٹکنے لگے یہانتک نوبت پہنچی کہ بت پوجنے لگے اور طرح طرح کے عقیدے و افعال ایسے نکالے کہ وہ رسولوں کے ارشاد سے اور عقل کی ہدایت سے مخالف تھے یہ سب اس لیئے کہ انہوں نے اپنی جی کا کہنا مانا اور اپنی رسوم و عادات کے پابند ہوئے اور اپنے باپ دادون کی تقلید کی پس ابلیس نے اُن پر اپنا گمان سچا کر لیا کہ ان فرقوں نے اُس کی پیروی کر لی سوائے ایک فریق مؤمنین کے **فصل** واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کافی بیان لائے اور ہر مرض کی شافی دوا بتلائی اور سب پیغمبروں کا اتفاق ایک ہی راہ مستقیم (توحید) پر ہے اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے پھر شیطان ابلیس نے آکر بیان کافی کے ساتھ اپنا شبہہ ملایا اور دوائے شافی کے ساتھ اپنا زہر ملایا اور واضح راہ کی دونوں طرف گمراہ کرنے والی پگڈنڈیاں ملائیں اور اسی طرح وہ برابر اُن کی عقلوں سے کھیلتا رہا یہانتک کہ اُس نے اسلام سے پہلے زمانہ جہالت والے لوگوں کو حماقت کے مختلف مذاہب میں اور قبیح بدعتوں میں پراگندہ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بیت الحرام (کعبہ) میں بت پرستی کرنے لگے اور بحیرہ و سائبہ و حام و وصیلہ کو حرام ٹھہرایا اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا بہتر جانتے اور لڑکیوں اور ان کی مانند کمزور وارثوں کو میراث نہ دیتے اسی طرح کی بہت گمراہیاں ابلیس نے اُن کی نقاہت میں جمائی تھیں یہانتک کہ اللہ تعالٰی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ نے قبیح بدباتیں دور فرمائیں اور نیک مصلحت کی باتوں کی تشریع مقرر فرمائی چنانچہ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے ساتھ اور آپ کے بعد اس شرع نورانی کی روشنی میں دشمن شیطان اور اُس کے فریب سے بچے ہوئے راہ چلتے رہے جب اُن کے نورانی چہرے جن کی طرح روشنی تھی فوت ہوئے تو پھر گھٹا ٹوپ اندھیریاں سامنے آئیں اور نفس پرستی دوبارہ بدعتوں کی بنیاد ڈالنے لگی اور جو کشادہ راہ شریعت چلی آتی تھی اُس میں کوتاہی نا بہاں بنانے لگی چنانچہ بہتیرے لوگ دین حق سے چھوٹ کر جدا جدا فرقے ہو گئے حالانکہ پہلے متفق جماعت تھے اور ابلیس نے اُن کو مکاری میں پھانسا اور

۵ کما قال اللہ تعالٰی لقد صدق علیہم ابلیس ظنہ فاتبعوہ الا فریقا من المؤمنین ۱۲ منہ بحیرہ وغیرہ کا ذکر قرآن شریف میں سورہ انعام میں ہے ــ بحیرہ اونٹ کان پھاڑ کر بتوں کے نام پر چھوڑتے اور سائبہ سانڈ ہے اور حام چند بار جفتی کے بعد سواری و باربرداری سے آزاد ہونا ــ اور وصیلہ چند پیٹ جننے کے بعد بُت کے نام پر آزاد ہوتی اور اُن کی صورتیں اقسام جانوروں میں مختلف تھیں اور تفصیل اردو تفسیر مواہب الرحمان میں دیکھو ۱۲

يزخرف ويخرق ويؤلف وانما يلتصص في ليل الجهل فلو قد طلع عليه صبح العلم افتضح فرأيت ان احذر
من مكائده وادل على مصائده فان في تعريف الشر تحذيرا من الوقوع فيه ففي الصحيحين من حديث
حذيفة قال كان الناس يسألون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير وكنت اسأله عن الشر
مخافة ان يدركني وعن ابن عباس قال والله ما اظن على ظهر الارض اليوم احدا احب الى الشيطان
هلاكا مني فقيل وكيف فقال والله انه ليحدث البدعة في مشرق او مغرب فيحملها الرجل الي
فاذا انتهت الي قمعتها بالسنة فترد عليه كما اخرجها **فصل** وقد وضعت هذا الكتاب محذرا من
فتنه ومخوفا من محنه وكاشفا عن مستوره وفاضحا له في خفي غروره والله المعين بجوده كل
صادق في مقصوده وقد قسمته ثلثة عشر بابا تتكشف بمجموعها تلبيسه وتتبين للفطن تفهيمها
وتدليسه فمن انتهض بغرمه للعمل بما صح منه ابليسه والله موفقي فيما قصدت وملهمي الصواب فيما
اردت ذكر تراجم الابواب **الباب الاول** في الامر بلزوم السنة والجماعة **الباب الثاني** في ذم البدع

**ترجمہ** بدکاری اُن پر رچانا اور اُن کو پھوٹ مین ڈالنا شروع کیا۔ اور جان رکھو کہ ابلیس کی چوری جبھی بن پڑتی ہے کہ نادانی و
جہالت کی اندھیری رات ہو۔ اور اگر اُس پر صبح علم کی روشنی پڑ جائے تو وہ فضیحت ہو جائے گا **لہذا** مجھے مناسب معلوم ہوا کہ ابلیس کی
مکاریون سے ڈرا دون اور اُس کے شکاری جال کے موقعے بتا دون کیونکہ بدی کی شناخت بتلانا اس مین مبتلا ہونے سے بچانا ہی چنانچہ صحیحین مین
حدیث حذیفہ رضؓ سے وارد ہے۔ کہ لوگ تو رسول اللہ صلعم سے نیکیان دریافت کیا کرتے اور مین آپ سے برائیان پوچھتا تا کہ ایسا نہ ہو مین اُس مین مبتلا
ہو جاؤن **ابن عباس** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ مین نہین جانتا کہ آج روئے زمین پر کوئی دوسرا ہے جس کا مرنا شیطان کو میرے مرنے سے
زیادہ پسند ہو عرض کیا گیا کہ یہ کیون ہی تو فرمایا کہ شیطان کہین مشرق یا مغرب مین کوئی بدعت نکالتا ہے۔ جس کو مرد مسلمان (حکم پوچھنے)
میرے پاس لاتا ہے پس وہ مجھ تک یہ بدعت لے کر پہنچا ہی تھا کہ مین اُس کو بدعت کے پیچھے رسول اللہ صلعم کی راہ لگا دیتا ہون پس شیطان
کی نکالی ہوئی بدعت جون کی تون اُس پر پھینک ماری جاتی ہے **فصل** مین نے اس کتاب کا موضوع یہ رکھا کہ وہ ابلیس کے فتنون سے
ہوشیار کرنے والی اور اُس کی قبیح بیہودگیون سے ڈرانے والی اور اُس کی چھپی چالون کو کھولنے والی اور اُس کے خفیہ دھوکے ظاہر
کرنے والی ہے اور اللہ تعالے اپنے کرم سے ہر سچے کی مراد پوری کرنے والا ہے۔ اور مین نے اس کتاب کو تیرہ ۱۳ باب پر منقسم کیا ان سب کے
مجموعہ سے شیطان کی تلبیس کھل جائیگی اور سمجھ دار کو اُس کی تدلیس سمجھنا آسان ہوگا اور جس بندۂ صالح نے اُس پر عمل کرنے کا عزم مصمم کیا
تو اُس سے شیطان ہار کر چیخ اٹھیگا اللہ تعالی ہی مجھے میرے مقصود کی توفیق دینے والا اور میری مراد مین ٹھیک بات کا الہام فرمانے والا ہے

## مضامین ابواب کا مجمل بیان

**باب اول** سنت و جماعت کو لازم پکڑنے کی تاکید کا بیان **باب دوم** بدعت و بدعتیون کی مذمت کا بیان +

یعنی رسول اللہ صلعم فرماتے تھے اور وہ یقینی طور سے متواتراً صحابہؓ سے حاصل ہوا اور جماعت اسی پر متفق تھی پھر خوارج نے پہلے پھوٹ ڈالی پھر فتنہ پھیلا

والمبتدعين الباب الثالث فی التحذیر من فتن ابلیس ومکائدہ الباب الرابع فی معنی التلبیس و
الغرور الباب الخامس فی ذکر تلبیسہ علی العقائد والدیانات الباب السادس فی ذکر تلبیسہ علی العلماء
فی فنون العلم الباب السابع فی ذکر تلبیسہ علی الولاۃ والسلاطین الباب الثامن فی ذکر
تلبیسہ علی العباد فی فنون العبادات الباب التاسع فی ذکر تلبیسہ علی الزہاد فی زہدہم
الباب العاشر فی ذکر تلبیسہ علی الصوفیۃ الباب الحادی عشر فی ذکر تلبیسہ علی
المتدینین بما یشبہ الکرامات الباب الثانی عشر فی ذکر تلبیسہ علی العوام الباب
الثالث عشر فی ذکر تلبیسہ علی الکل بتطویل الامل الباب الاول فی الامر
بلزوم السنۃ والجماعۃ عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ خطب بالجابیۃ فقال
قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال من اراد منکم بحبوحۃ الجنۃ فلیلزم الجماعۃ فان
الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد وعن جابر بن سمرۃ قال خطب عمر بن الخطاب الناس بالجابیۃ

ترجمہ- **باب سوم** ابلیس کے فتنہ ومکرون سے ڈرانے کا بیان- **باب چہارم** ابلیس کے مکر گانٹھنے اور دھوکا دینے کے کیا
معنی ہین **باب پنجم** عقیدون مین اور دینی اعمال مین ابلیس کے مکر کا بیان **باب ششم** عالمون کو فنون علم مین دھوکا دینے کا بیان
**باب ہفتم** سلاطین و والیان ملک پر ابلیس کی تلبیس کا بیان **باب ہشتم** عابدون پر فنون عبادات مین اُس کی تلبیس کا بیان **باب نہم**
زاہدون پر اُن کے زہد مین ابلیس کی تلبیس کا بیان **باب دہم** صوفیون پر شیطانی تلبیس کا بیان **باب یازدہم** بدعت اختیار کرنے
والون پر ایسی دولت سے تلبیس کرنا جو کرامت کے مشابہ ہے **باب دوازدہم** عوام پر اُس کی تلبیس کا بیان **باب سیزدہم**
دور دراز امیدون کے ذریعے سے سب لوگون پر اُس کی تلبیس کا بیان • **باب اوّل** سنت وجماعت کو لازم پکڑنے کی تاکید کا
بیان- ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مقام جابیہ مین لوگون کو خطبہ سُنانے مین فرمایا کہ جس طرح مین تم
مین کھڑا ہوں- اسی طرح ہم مین کھڑے ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سُنایا- پس فرمایا کہ تم مین سے جس کو بہتر وسط جنت مرغوب
ہو- اُس کو چاہیے کہ طریقہ جماعت کو لازم پکڑے رہے- کیونکہ شیطان اکیلے کے ساتھ ہے- اور دو سے دور تر ہے **ف** بعض نسخون مین
یہ حدیث متعدد عبارات سے مذکور ہے- شاید مصنفؒ نے اشارہ کیا کہ یہ حدیث عمر رضی اللہ عنہ سے بعض نے خطبۂ جابیہ مین اور بعض نے
بدون ذکر جابیہ کے بھی روایت کی- یہ حدیث طویل ہے- طبرانی رح نے معجم صغیر مین مسند کیا کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جابیہ مین
عمر رضی اللہ عنہ نے ہم کو خطبہ سُنایا- پس فرمایا کہ جیسے مین تم مین کھڑا ہوں اسی طرح ہم مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر
فرمایا- کہ تم لوگ بزرگی مانو میرے اصحاب کی- پھر جو اصحاب کے بعد ہون گے پھر جو اُن کے بعد ہون گے پھر جھوٹ پھیل جائیگا
یہانتک کہ آدمی گواہی دیگا حالانکہ وہ موقع پر حاضر و گواہ نہین کیا گیا تھا اور قسم کھائیگا حالانکہ اس سے قسم نہین چاہی گئی •

اختیار الخ یعنی ان لوگون نے وہ عمل اختیار کیا جو شرع مین گناہ ہے مگر اُن کو ظاہر مین نفع حاصل ہوا تو شیطان نے تلبیس کی کہ اس سے تم کو کرامت حاصل ہوگی ۱۲

فقال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قام فی مثل مقامی هذا فقال من احب منکم ان ینال
بحبوحة الجنة فلیلزم الجماعة فان الشیطان مع الواحد وهو من الاثنین ابعد قال الترمذی
هذا حسن صحیح **وعن عمر** قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اراد بحبوحة
الجنة فلیلزم الجماعة فان الشیطان مع الواحد وهو من الاثنین ابعد **وعن ابن عمر** بن الخطاب ان النبی
صلی الله علیه وسلم قال من سره ان یسکن بحبوحة الجنة فلیلزم الجماعة فان الشیطان مع
الواحد وهو من الاثنین ابعد **وعن عرفجة** قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم
یقول ید الله علی الجماعة والشیطان مع من یخالف الجماعة **وعن** اسامة بن شریک قال
سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ید الله علی الجماعة فاذا اشذ الشاذ منهم
اختطفته الشیاطین کما یختطف الذئب الشاة من الغنم **وعن عبد الله** قال خط رسول
الله صلی الله تعالی علیه وسلم خطا بیدهٖ ثم قال هذا سبیل الله مستقیما ثم خط عن

**ترجمہ** پس جس کو یہ پسند ہو۔ کہ وہ وسط جنت میں گھر پاوے۔ تو چاہیے کہ جماعت کو لازم پکڑے۔ کیونکہ شیطان اکیلے
کے ساتھ ہے اور وہ دو سے دور تر ہے خبردار رہو۔ کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے۔ کیونکہ ان دونوں
کا تیسرا شیطان ہوگا خبردار رہو۔ کہ جس شخص کو اس کی برائی ناگوار گزرے۔ اور اس کی نیکی اس کو خوش کرے۔ تو وہ مومن
ہے۔ اور طحاوی نے اس کو مختصر روایت کیا۔ طبرانی رح نے دوسرے مقام پر کہا۔ کہ اس حدیث کو عبد اللہ بن الزبیر رض
اور ربعی بن خراش ثقہ تابعی وغیرہم نے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ امام ترمذی نے بطریق عبد اللہ بن
عمر رض حضرت عمر رض سے پورا خطبہ جابیہ روایت کیا اور اسمیں یہ لفظ زیادہ ہیں (لوگو تمپر فرض ہی کہ جماعت کیساتھ رہو اور خبردار رہو تفرقہ سے بہت بچو) ترمذی
نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بطریق زید بن وہب تابعی کے حضرت عمر سے بدون قصہ جابیہ کے روایت کیا۔ **عرفجہ** رضی اللہ عنہ
نے کہا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جماعت پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہے۔ اور
جو کوئی جماعت سے مخالف ہو شیطان اوسی کے ساتھ ہے۔ **اسامہ** بن شریک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کہ میں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ جماعت پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہے پس جب اُن میں سے کوئی پھوٹ
کے الگ ہوا۔ تو اسی کو شیاطین اُچک لیتے ہیں جیسے بھیڑیا گلہ سے الگ بھٹکی ہوئی بکری کو اچک لے جاتا ہے **ف** رواہ
احمد معناہ فی الترمذی عن ابن عمر و ابن عباس قولہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ یعنی اللہ کی حفاظت و رحمت ہے جیسے بدن
میں نگاہ و دعوت مشہور ہے کہ فلان مفلس کے سر پر ہاتھ رکھو کہ اس کا بیڑا پار ہو جاوے (مترجم) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک خط سیدھا[علہ] کھینچا پھر فرمایا کہ یہ اللہ تعالےٰ کی راہ مستقیم ہے۔
پھر اس کے دائیں بائیں خطوط کھینچے

علہ
جیسے
صورت یہ
سیدھا خط

عينه وشماله ثم قال هذه السبل ليس منها سبيل الا عليه شيطان يدعو اليه ثم
قرأ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِىْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ **وعن** معاذ بن جبل ان نبي الله
صلى الله عليه وسلم قال ان الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم يأخذ الشاة
القاصية والناحية فاياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة والمسجد **وعن**
ابي ذر عن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم انه قال اثنان خير من واحد وثلثة خير من
اثنين واربعة خير من ثلاثة فعليكم بالجماعة فان الله عز وجل لن يجمع امتي الا على
هدى **وعن** ابن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليأتين على امتي ما اتے
على بني اسرائيل حذو النعل بالنعل حتى ان كان منهم من اتى امه علانية لكان في امتي من
يصنع ذلك وان بني اسرائيل تفرقت على ثنتين وسبعين ملة وتفترق امتي على ثلث و
سبعين ملة كلهم في النار الا واحدة قالوا من هي يا رسول الله قال ما انا عليه واصحابي قال
الترمذي هذا حديث غير مفسر ولا يعرف مثل هذا الا من هذا الوجه **وروى** ابو داؤد

**ترجمہ** - پھر فرمایا کہ یہ کچھ راہیں ہیں ان میں سے کوئی راہ خالی نہیں جس پر ایک شیطان نہ ہو۔ جو اپنی راہ کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ
نے یہ آیت پڑھی وَاَنَّ ہٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِکُمْ عَنْ سَبِیْلِہٖ **ترجمہ** بیشک یہی میری راہ ہے سیدھی تم اسی
کی پیری کرو اور دیگر راہوں پر نہ چلنا کہ تم کو میرے راہ سے جدا کرکے بچلا دین ھ **ف** رواه الدارمی وہو فی بعض الصحاح
ایضا **معاذ** بن جبل نے کہا۔ کہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ شیطان آدمیوں کا بھیڑیا ہے (یعنی جسکو جماعت کی راہ سے
جدا پاتا ہے ہلاک کر دیتا ہے) جیسے بکریوں کا بھیڑیا۔ جس بکری کو گلہ سے دور اور کھڑکی پاتا ہے۔ پکڑ لیتا ہے۔ پس خبردار
تم پھوٹ کر مختلف رستہ چلنے سے بچنا۔ اور تم پر واجب ہے۔ کہ جماعت و عامہ مؤمنین و مسجد کو لازم پکڑو **ف** رواه احمد
**ابوذر** رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سے دو بہتر ہیں اور دو سے تین بہتر ہیں تین سے چار بہتر ہیں
پس تم پر واجب ہے۔ کہ جماعت کو لازم پکڑو۔ کیونکہ یہ نہیں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو سوائے ہدایت کے جمع کرے
(یعنی ہدایت ہی پر متفق کریگا) **ف** رواه احمد **عن** ابن عمرو رضی اللہ عنہ یعنی عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ
صلعم نے فرمایا کہ جو فتنہ بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ) پر آیا وہی قدم بقدم میری امت پر آوےگا یہی۔ حتی کہ اگر ان میں ایسا شخص ہوا ہے
جس نے علانیہ اپنی ماں سے بدکاری کی۔ تو اس امت میں بھی ایسا شخص ہوگا جو یہ حرکت کرے اور بنی اسرائیل بہتر فرقوں ہو گئے تھے اور
میری امت تہتر فرقوں میں متفرق ہوگی یہ سب فی النار ہیں سوائے ایک فرقہ کی صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ ناجی فرقہ کون ہے
ہوگا فرمایا جس صفت پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کرکے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے تفسیر کیا تھ فقط اسی اسناد
سے **ف** یعنی بدون تفسیر فقط تہتر فرقوں کی پھوٹ تک متعدد اسانید صحیحہ سے ثابت ہے اور شک نہیں کہ جو فرقہ اس طریقہ پر ہے جس پر آپ مع اصحاب تھے وہ جنتی ہے + **ھ** اور

في سننه من حديث معاوية بن ابي سفيان انه قام فقال الا ان من قبلكم من اهل الكتب
افترقوا على ثنتين وسبعين ملة وان هذه الملة ستفترق على ثلث وسبعين ملة ثنتان و
سبعون في النار وواحدة في الجنة وهي الجماعة **وعن** عبد الله قال الاقتصاد في السنة خير من
الاجتهاد في البدعة **وعن** ابي بن كعب قال عليكم بالسبيل والسنة فانه ليس من عبد على سبيل وسنة
ذكر الرحمن ففاضت عيناه من خشية الله فتمسه النار وان اقتصادا في سبيل وسنة
خير من اجتهاد في خلاف سبيل وسنة **وعن** ابن عباس قال النظر الى رجل من اهل السنة
يدعو الى السنة وينهى عن البدعة عبادة **وعن** ابي العالية قال عليكم بالامر الاول الذي كانوا
عليه قبل ان يفترقوا قال عاصم فحدثت به الحسن فقال قد نصحك والله وصدقك

الاقتصاد

اپنی سنن مین معاویہ بن ابی سفیان کی حدیث روایت کی کہ انہون نے کھڑے ہو کر فرمایا خبردار ہو جاؤ کہ اہل کتاب جو تم سے پہلے تھے وہ بہتر ملتون مین متفرق ہوئے اور یہ امت عنقریب
تہتر فرقون مین متفرق ہو جائیگی انمین سے بہتر فے النار ہین اور ایک فرق جنت مین ہے **ف** واضح ہو کہ فی النار ہونا دو صورتون کو شامل ہے ایک یہ کہ دائرہ
ایمان کے لگاؤ سے بالکل خارج نہوا اگرچہ دین رسالت سے خارج ہو گیا جیسے معتزلا و شیعہ وغیرہ ہین تو نتیجہ یہ کہ اول فی النار ہونگے پھر انکے لیئے وہان سے
نکالے جانے کی امید ہے اور دوم یہ کہ دین توحید ہی سے خارج ہو گیا جیسے بعضے رافضی حضرت علی میں الوہیت کہتے ہین اور جیسے اباحیہ فقیر اور بعضے مرجیہ
جو نفاق اقراری کو ایمان کہتے ہین حالانکہ دل مین کچھ نہین ہے تو یہ کفار ہین ہمیشہ جہنم مین رہینگے **م** عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
سنت کے طریقہ پر اوسط چال سے عبادت کرنا۔ بدعت طریقہ پر بہت کوشش کی عبادت سے بہتر ہے **ف** اس بدعت سے یہ غرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم خود اس طریقہ سے عمل نہین کرتے تھے اگرچہ وہ جائز ہو جیسے بیس رکعات تراویح سے یہ افضل ہے کہ تہجد کیوقت آٹھ رکعات مین قرآن شریف جس
قدر حفظ ہو پڑھے۔ اور اگر کسی نے ناجائز طریقہ سے عبادت نکالی تو وہ مردود ہے اور اسکا حکم مکروہ و حرام و کفر تک پہونچتا ہے جیسے مقبرہ مین آواز سے
قرآن پڑھنا مکروہ ہے اور حیلہ کشی اس طرح کہ نماز سے عاجز ہو احرام ہے اور بغداد کو قبلہ بنا کر ادہر منہ کرکے ایک پاؤن پر کھڑے ہو کر صلوۃ غوثیہ پڑھنا کفر
ہے **م** ابی بن کعب رضی اللہ نے کہا کہ راہ حق و طریقہ رسالت کو لازم پکڑنا تمپر واجب ہے کیونکہ جس بندہ نے طریقہ حق تعالے و سنت رسول اللہ پر قائم
ہو کر اللہ تعالے الرحمن الرحیم کو یاد کیا پس اُس کے خوف سے اس بندے کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے تو یہ نہوگا کہ اسکو آگ چھوجاوے اور راہ الہی وسنت
رسالت پناہی پر اعتدال کی عبادت کرنا بہت بہتر ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ برخلاف سبیل وسنت کے جد و جہد کرے **ف** اگر ایک شخص رات دن
نمازین پڑھے اور وہ طریقہ سنت پر نہو تو اُس سے وہ ولی اللہ بہت بہتر ہے جو ظاہر و باطن مین طریقہ سنت کے موافق فرائض و معمولی سنتین ادا کرتا ہو **م** ابن عباس رض
نے کہا کہ جو کوئی طریقہ سنت پر ہو کہ بدعت سے منع کرتا اور طریقہ رسالت کی وصیت کرتا ہو تو ایسے شخص کو دیکھنا عبادت ہے **ف** کیونکہ یہ ولی
ہے اسکے دیکھنے سے اللہ تعالے یاد آویگا۔ اور اللہ تعالی کی یاد اچھی عبادت ہے **م** ابو العالیہ تابعی نے فرمایا کہ تمپر واجب ہے کہ وہ پہلا طریقہ اختیار کرو
جسپر اہل ایمان پھوٹ پڑنے سے پہلے متفق تھے **ف** یہ حضرت ابوبکر و عمر کا پورا زمانہ تھا۔ اور اکثر وقت حضرت عثمان کی خلافت سے تھا **م**
عاصم نے کہا کہ مین نے ابو العالیہ کا یہ قول حسن بصری سے بیان کیا تو کہا۔ کہ ہان واللہ ابو العالیہ نے سچ کہا اور تمکو خیر خواہی کی نصیحت فرمائی

**وعن** الاوزاعی قال اصبر نفسك على السنة وقف حيث وقف القوم وقل بما قالوا وكف عما كفوا عنه واسلك سبيل سلفك الصالحين فانه يسعك ما وسعهم **وعن** الاوزاعی قال رأيت رب العزة فى المنام فقال لى يا عبد الرحمن انت الذى تامر بالمعروف وتنهى عن المنكر فقلت بفضلك يا رب وقلت يا رب امتنى على الاسلام فقال وعلى السنة **وعن** سفيان يقول لا يستقيم قول الا بعمل ولا يستقيم قول وعمل الا بنية ولا يستقيم قول وعمل ونية الا بموافقة السنة **وعن** يوسف بن اسباط قال قال سفيان يا يوسف اذا بلغك عن رجل بالمشرق انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام واذا بلغك عن آخر بالمغرب انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام فقد قل اهل السنة والجماعة **و** قال ايوب انى لاخبر بموت الرجل من اهل السنة

**ترجمہ** **اوزاعی** (امام عبدالرحمن بن عمرو کبار اولیائے محدثین سے ہین) رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ طریقہ سنت پر اپنے جی کو تھامے رہ اور جہان صحابہ رضی اللہ عنہم ٹھیر گئے۔ تو بھی وہان ٹھیر جا اور جہان اُنہون نے کلام کیا وہان تو کلام کر اور جس چیز سے وُہ رک رہے تو بھی رُک رہ اور اپنے دین کے سلف صالحین (صحابہؓ) کی راہ چل کیونکہ جہان اُنکی سمائی ہوئی تیری بھی سمائی ہوگی **ف** یعنی تو بھی جنت عالیہ مین اُن کے ساتھ پہنچ جائیگا (م) امام **اوزاعی** رحؒ نے یہ بھی بیان کیا کہ مین نے رب العزة جل جلالہ کو خواب مین دیکھا مجھسے فرمایا کہ اے عبدالرحمن تو ہی میری راہ مین نیک باتون کا تقید کرتا اور بُری باتون سے منع کرتا ہے تو مین نے عرض کیا کہ اے رب یہ تیرے ہی فضل سی مجھے نصیب ہوا ہے اور مین نے التجا کی کہ اے رب مجھے اسلام پر موت دیجیو فرمایا بلکہ اسلام اور سنت پر **ف** یعنی اسلام وسنت پر تو کی آرزو کر کیونکہ مین تجھے اپنے پسندیدہ دین اسلام پر اپنے حبیب رسول اللہ کے طریقہ سنت پر وفات دونگا **سفیان الثوری** (امام جلیل القدر مشہور) فرماتے تھے کہ کوئی قول ٹھیک نہین ہوتا جبتک اُسکے ساتھ عمل نہو پھر کوئی قول و عمل ٹھیک نہین ہوتا جب تک نیت صحیح نہو اور کوئی قول و عمل و نیت ٹھیک نہین ہوتی جب تک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سنت سے مطابق نہو **ف** صحابہؓ کے بعد حدیث شریف سی طریقہ رسالت معلوم ہوتا ہے اور یہ متقی ظاہر و باطن کی موافقت سے ہوگا حتی کہ اگر خالی ظاہری اعمال مین موافق ہوا اور باطنی خوف و عظمت آلہی و شوق آخرت و دائمی یاد سے غافل ہو تو گویا بے نیت ہے اور ایسے لوگ ہمیشہ سی بہت کم ہین۔ (م) **یوسف** بن اسباط نے کہا۔ کہ مجھ سی سُفیان ثوری نے فرمایا کہ اے یُوسف۔ اگر تجھے خبر ملے کہ فلان شخص حد مشرق مین سُنت کے طریقہ پر مُستقیم ہے تو اُس کو سلام بھیج اور اگر تجھے خبر ملے کہ ایک شخص دیگر سرحد مغرب مین طریقہ سنت پر مُستقیم ہے تو اُس کو سلام بھیج کہ اہل سُنت والجماعت بہت کم رہ گئے ہین **ف** ظاہر کے سُنت وجماعت تو ابتدا سے برابر بکثرت اور سب سے بڑا گروہ رہتے آئے۔ جن سے یہ متواتر ثابت ہوا۔ کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ طریقہ تھا۔ اور وُہ ظاہر و باطن مین کامل تھے۔ اور اللہ تعالےٰ نے۔ اُن کو اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا خلیفہ کیا تھا کہ تابعین کو راہ نبوّت و طریقہ سُنت سکھلاوین۔ پھر تابعین کے بعد بالکل آخرت کی خالص نیت والے بہت کم رہے (م) **ایوّب سختیانی** (امام مشہور) نے کہا کہ مین طریقہ نبوت پر عمل کرنے والون مین سے جب کسی کے مرنے کی خبر سُنتا ہون +

وكاني افقد بعض اعضائي وعن ايوب ان من سعادة العرب والعجم ان يوفقهما الله تعالى لعالم
من اهل السنة وعن ابن شوذب قال ان من نعمة الله على الشاب اذا نسك ان يواخي صاحب
سنة يحمله عليها وعن يوسف بن اسباط يقول كان ابي قدريا واخوالي روافض فانقذني الله
تعالى بسفيان وعن معتمر بن سليمان يقول دخلت على ابي وانا منكسر فقال لي مالك قلت مات
صديق لي قال مات على السنة قلت نعم قال لا تحزن عليه وعن سفيان الثوري قال استوصوا
باهل السنة خيرا فانهم غرباء وعن ابي بكر بن عياش السنة في الاسلام اعز من الاسلام في سائر
الاديان وعن الشافعي يقول اذا رايت رجلا من اصحاب الحديث فكاني رايت رجلا من اصحاب النبي
صلى الله عليه وسلم وعن الجنيد يقول الطرق كلها مسدودة على الخلق الا من اقتفى اثر الرسول

**ترجمہ** تو اُسکا جاتا رہنا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا میرے بدن کا کوئی عضو جاتا رہا **ایوب** رح یہ بھی فرماتے تھے کہ عرب اور عجم دونوں کی
نیکبختی کے آثار میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالے انہیں اہل السنۃ کا عالم عطا فرما دے **ف** یعنی ایسا عالم اُنکا پیشوا کرے جو طریقہ رسالت کا عالم
ہو سنت پر مستقیم ہو اُس زمانہ میں لوگ عالم کی تعظیم و اتباع کرتے تھے اب تو ربانی عالم کے دشمن ہو جاتے ہیں اور شیطانی مکار جاہل
طالب دنیا کی پیروی کرتے ہیں اور یہی حدیث شریف میں صحیح آیا ہے (م) **عبد اللہ** بن شوذب (امام عابد) رحمہ اللہ تعالے نے کہا کہ نوجوان جب طاعت
الٰہی پر متوجہ ہو تو اُسپر اللہ تعالی کی بڑی نعمت یہ ہے کہ اُس کا بھائی چارہ ایسے مرد صالح سے کردے جو طریق سنت پر مستقیم ہو تا کہ وہ صاحب سنت
اس نوجوان کو بھی طریق سنت پر اُبھارے جاوے **یوسف** بن اسباط نے کہا کہ میرا باپ قدری معتزلی تھا اور میرے ننہیال کے لوگ رافضی تھے پھر اللہ
کا شکر ہے کہ اسنے امام سفیان الثوری رحمہ اللہ تعالے کے ذریعہ سے مجھے ان دونوں گمراہ فرقوں سے نکال کر نجات دی **ف** حضرت ابن شوذب کے قول کی یہ مثال ہے
(م) معتمر بن سلیمان التیمی نے کہا کہ میں اپنے باپ (حضرت سلیمان التیمی امام جلیل زاہد کبیر الشان تابعی) کی خدمت میں حاضر ہوا اُسوقت میں شکستہ خاطر تھا
مجھسے فرمایا کہ تیرا کیا حال ہے میں نے عرض کیا کہ میرا ایک دوست انتقال کر گیا مجھسے پوچھا کہ کیا وہ طریق سنت پر مرا ہے میں نے کہا کہ جی
ہاں۔ فرمایا کہ پھر تو کچھ غم نکر **ف** یعنی وہ اللہ تعالی کی رحمت میں گیا۔ **امام سفیان الثوری** رحمہ اللہ تعالی نے (اپنے علماء شاگردوں سے)
فرمایا کہ اہل سنۃ کے حق میں بھلائی کرنیکی وصیت قبول کرو کہ یہ پردیسی بیچارے بہت کم ہیں **امام ابوبکر بن عیاش** رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جسطرح کہ
و باطل دینوں کی بہ نسبت اسلام نادر عزیز ہے اسی طرح اسلام میں بدعتی فرقوں کی بہ نسبت فریق سنت نادر عزیز بلکہ بہت نادر عزیز ہے **امام شافعی** رح
فرماتے تھے کہ جب میں کسی شخص کو جو حدیث و سنت والا ہو دیکھتا ہوں تو ایسا ہے گویا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کو
دیکھ لیا **ف** کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی رائے و قیاس کو بالکل دخل نہیں دیتے تھے بلکہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کیا ہو یا دیکھکر منع نکیا اسی حد پر رہتے تھے اور انہیں سے تابعین و اہل حدیث نے یہی طریقہ لیا اور اپنے نفس کو طریق سنت کے تابع کیا اور یہی ایمان ہے کیونکہ حدیث
صحیح میں حضرت رسول اللہ صلعم سے آیا کہ تم میں سے کوئی ایمان والا نہو گا جبتک ایسا نہو کہ اُسکا جی جو کچھ میں لایا ہوں اسکے تابع ہو جاوے (م) شیخ الطائفہ
شیخ جنید رح فرماتے تھے کہ راہیں سب خلق پر بند ہیں سوا اُس شخص کے جسنے رسول اللہ کے نشان قدم کی پیروی کی پس جسنے سنت رسول اللہ کی پیروی

واتبع سنتہ ولزم طریقتہ فان طرق الخیرات کلھا مفتوحۃ علیہ وعن الجنید بن محمد قال الطریق الی اللہ عزوجل مسدود علی خلق اللہ تعالیٰ الا تار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین لسنتہ کما قال اللہ عزوجل لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

## الباب الثانی فی ذم البدع

والمبتدعین عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ما لیس فیہ فھو رد ومن طریق اخر عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احدث فی امرنا ھذا ما لیس فیہ فھو رد وعن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال من فعل امرا لیس علیہ امرنا فھو رد اخرجاہ فی الصحیحین وعن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من رغب عن سنتی فلیس منی انفرد باخراجہ البخاری

**ترجمہ** کی اور آپ کا طریقہ لازم پکڑا۔ تو نیکیوں کی سب راہیں اسپر کھلی ہیں **ف** پورا قول یہ کہ اللہ تعالےٰ کی طرف بعض کا رستہ ہے۔ ولیکن راہیں سب خلق پر بند ہیں الخ۔ **شیخ جنید** رحمہ اللہ تعالےٰ سے دوسری روایت اس طرح ہے کہ اللہ تعالےٰ کی طرف تقرب حاصل کرنے کی راہ سب خلق پر مسدود ہے۔ سوائے اُن مومنون کے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والے۔ اور آپ کے طریقہ سُنت کے تابع ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (یعنی) بے شک تمہارے واسطے نیک طریقہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں ہے۔ م۔ **باب دوم** ۔ ہر قسم کی بدعت و بدعتیون کی مذمت کے بیان میں **ام المومنین** عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے ہمارے امر دین میں ایسی چیز نکالی جو اسمیں (دین میں) نہیں ہے۔ تو وہ رد ہے +
**ف** یعنی اُسی نکالنے والے بدعتی پر اُلٹی پھینک ماری گئی اللہ تعالےٰ ایسی بدعت سے بغض رکھتا ہے تو بجائے رضائے الٰہی کے وہ مردود کیا گیا یہ حدیث دوسری اسناد صحیح سے بھی حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے **ام المومنین** عائشہ رضؓ نے کہا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کسی نے ایسا کام کیا جسپر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے (صحیحین) **عبد اللہ بن عمرو** نے روایت کی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جس کسی نے میری طریق سنت سے بے رغبتی کی تو وہ مجھ سے نہیں ہے (صحیح بخاری)

وعن عبد الرحمن بن عمرو السلمي وحجر بن حجر قالا اتينا العرباض بن سارية وهو ممن نزل فيه ولا على الذين اذا ما اتوك لتحملهم قلت لا اجد ما احملكم عليه فسلمنا وقلنا اتيناك زائرين وعائدين ومقتبسين فقال عرباض صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلوة الصبح ذات يوم ثم اقبل علينا فوعظنا موعظة بليغة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب فقال قائل يا رسول الله كان هذه موعظة مودع فماذا تعهد الينا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة وان كان عبدا حبشيا فانه من يعش بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ واياكم ومحدثات الامور فان كل محدثة بدعة وكل بدعة ضلالة قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح

ترجمہ عبد الرحمن بن عمرو السلمی اور حجر بن حجر الکلاعی نے عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی یہ عرباض بن ساریہ اُن صحابہ میں سے ہیں جنکے حق میں اللہ تعالے نے نازل فرمایا۔ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملہم قلت الآیۃ یعنی اُن محتاج مومنوں پر بھی جہاد میں ساتھ نہ جانے میں کچھ حرج نہیں کہ جو تیری خدمت میں اس امید پر آئے تھے کہ تو اُنکو سواریاں عطا فرمائے تو تُونے اُن سے کہا کہ میرے پاس ایسی چیز نہیں ہے کہ تمہاری سواری کا انتظام کروں تو وہ اس غم سے آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹے کہ اُن کے پاس ایسی مالیت نہیں کہ جسکو راہ الٰہی میں خرچ کرتے (ھ) (یعنی یہ صحابی اللہ تعالی کی گواہی سے سچے مومنین میں سے تھے) پس ہمنے عرباض رضی اللہ عنہ کو سلام کرکے کہا کہ ہم لوگ آپکی خدمت میں اس نیت سے آئے ہیں کہ آپ کے دیدار سے مشرف ہوں اور آپ سے فیوض علمی حاصل کرکے لیجاویں پس عرباض رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھی پھر ہم لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر ایسی نصیحت بلیغ فرمانے لگے جسکو سنکر آنکھوں سے آنسو جاری ہوے اور دل خوف الٰہی سے لرزنے لگے (پھر صحابہ میں سے) کسی کہنے والے نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نصیحت گویا الوداعی (رخصتی) نصیحت ہے پس آپ ہماری پرداخت کیواسطے ہمپر کیا عہد رکھتے ہیں (یعنی ہمکو وصیت فرمادیجیے) فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالی کا تقوی رکھنا اور اپنے امام کا حکم سننا اور فرمانبرداری کرنا اگرچہ تمہارا امام کوئی حبشی غلام ہو کیونکہ میرے بعد جو کوئی تم میں سے جیتا رہیگا وہ بکثرت اختلاف اور پھوٹ دیکھے گا۔ پس تمپر واجب ہے کہ میرا طریقہ اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کا طریقہ لازم پکڑنا اُسکو ہاتھوں سے مضبوط پکڑنا بلکہ اُسکو دانتوں سے سخت پکڑے رہنا اور خبردار خبردار تم نئی نکالی ہوئی باتوں سے بہت بچنا کیونکہ ہر نئی نکالی ہوئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے (اور ہر گمراہی جہنم میں ہے) امام ترمذی نے اس حدیث کی روایت کے بعد کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

ف خلفائے راشدین بالاتفاق حضرات ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم ہیں کیونکہ حدیث صحیح میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری خلافت میرے بعد تیس برس تک ہے پھر سلطنت ہوگی اس مدت میں چھ مہینے باقی رہے تھے کہ حضرت سیدنا امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے شہادت پائی پھر حضرت امام حسن رض نے چھ مہینے خلافت کرکے خلافت نبوت پوری کی ٹھیک ۴۱ھ کی بعد شروع سال میں خلافت چھوڑ کر اہل شام سے صلح کر لی پس ان خلفاء راشدین کی سنت بھی طریقہ نبوت میں شامل ہے کیونکہ یہ نبوت کی خلافت تھی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین سب جہان کو پہنچانے کیلئے اور اسلام کا طریقہ طاعت و بغاوت پورا ظاہر کرنیکے لیئے یہ کبار اصحاب آپ کی جگہ خلیفہ تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رض کو سب لوگ خلیفہ رسول اللہ کہا کرتے تھے جان رکھو کہ اہل معرفت کے نزدیک مومن کا ہر کام دین ہے لیکن عوام کے سمجھانے کیلئے علماء نے کہا کہ دین میں جو کوئی نئی بات نکالے وہ بدعت ہے نکالنیوالا بدعتی ہے اُسپر قیامت تک اس بدعت پر عمل کرنیوالوں کا عذاب بھی لکھا جاویگا۔

وعن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا فرطکم علی الحوض ولیختلجن
رجال دونی فاقول یارب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک اخرجاہ فی الصحیحین
وعن عبد اللہ بن محیریز قال یذھب الدین سنۃ سنۃ کما یذھب الحبل قوۃ قوۃ وعن معمر قال کان ابن طاؤس جالسا
وعندہ ابنہ فجاء رجل من المعتزلۃ فتکلم فی شیٔ فادخل ابن طاؤس اصبعیہ فی اذنیہ وقال یا بنی
ادخل اصبعیک فی اذنیک حتی لا تسمع من قولہ شیئا فان ھذا القلب ضعیف ثم قال ای بنی اسدد فما
زال یقول اسدد حتی قام الرجل وعن عیسی بن محل الضبی قال کان رجل معنا یختلف الی ابراھیم قال
فبلغ ابراھیم انہ قد دخل فی الارجاء فقال لہ ابراھیم اذا قمت من عندنا فلا تعد وعن محمد بن داود
الحداد قال قلت لسفیان بن عیینۃ ان ھذا یتکلم فی القدر یعنی ابراھیم بن ابی یحیی

ترجمہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر تمہارا میر منزل ہونگا اور ضرور کچھ قومیں آوینگی وہ مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی روک لی جاوینگی
تو میں کہونگا کہ ای رب یہ تو میرے اصحاب ہیں تو مجھسے کہا جائیگا کہ تجھے نہیں معلوم ہے کہ انہوں نے تیرے بعد کیا نیا طریقہ نکالا تھا یہ حدیث صحیحین میں ہے **ف** مترجم
کہتا ہے کہ اس حدیث کے اکثر طرق میں یہ مضمون ہے کہ جب وہ لوگ دوزخ کی گرفتار کر لیجاوینگے تو آپ فرماوینگے کہ ای رب یہ لوگ تو کچھ دیر میری صحبت میں رہے تھے ارشاد
ہوگا کہ تجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ تیرے بعد انہوں نے کیا برا طریقہ اختیار کیا یہ لوگ برابر الٹے پاؤں مرتد ہوتے گئے ۔ علماء امت سب متفق ہیں کہ یہی قومیں ہیں جو
آپ کی وفات کے بعد مرتد ہوگئیں اور ابوبکرؓ نے اصحاب مہاجرین و انصار سے مشورہ کیا جمیع اصحاب نے ان قوموں کی کثرت دیکھکر یہی رائے دی کہ انکو انکے حال پر چھوڑ دیجئے
ہم لوگ کیونکر انسے مقابلہ کر سکتے ہیں ابوبکرؓ نے نہ مانا اور کہا کہ اگر کوئی میرا ساتھ نہ دے تو بھی میں تنہا لڑونگا یہانتک کہ لوگ اسلام میں پھر آویں یا میں مارا جاوں تاکہ خدا
تعالے کے سامنے عذر ہو کہ میں نے تیری راہ میں جہاد سے دریغ نہیں کیا آخر صحابہؓ آپکے حکم ماننے پر مجبور ہوئے اور اللہ تعالے نے آپکے لشکروں کو ایسی فتح و نصرت دی کہ تھوڑی
ہی مدت میں سب قومیں مسلمان ہوئے اور بہت سے مرتد مارے گئے اسوقت صحابہؓ نے آپکی خلافت کو اسلام پر اللہ تعالے کا فضل عظیم جانا اور بہت شکر گزار ہوئے ۔ عبد اللہ بن محیریز
نے کہا کہ دین ایک ایک سنت کر کر جاتا رہیگا جیسے رسی ایک ایک بل ٹوٹ کر جاتی رہتی ہے **ف** حدیث میں ہے کہ جو بدعت نکلی اسکی شامت سے ایک سنت اٹھالی
جاتی ہے معمرؒ کہتے ہیں کہ طاؤس تابعی کبیر بیٹھے تھے اور انکے پاس انکا بیٹا بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص فرقہ معتزلہ میں سے آیا اور ایک شرعی باتیں بداعتقادی
کی گفتگو کرنے لگا طاؤسؒ نے اپنے دونوں کانوں میں اپنی انگلیاں دے لیں اور بیٹے سے کہا کہ اے فرزند تو بھی اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں دے لے
تاکہ تو اسکی گفتگو کچھ نہ سنے اسلئے کہ یہ دل ضعیف ہے پھر کہا کہ اے فرزند خوب زور سے کان بند کر لے پھر برابر یہی کہتے رہے کہ ای فرزند خوب زور سے بند کئے رہنا
یہانتک کہ وہ معتزلی گمراہ اٹھکر چلا گیا عیسے بن محل الضبیؒ نے کہا کہ ایک شخص ہمارے ساتھ ابراہیم رحمہ اللہ تعالے تابعی کی خدمت میں جایا کرتا تھا پھر ابراہیم
کو خبر ملی کہ وہ شخص مرجیہ کے گروہ میں شامل ہوا ہے تو ابراہیمؒ نے اوس سے فرمایا کہ اب جو تو ہمارے پاس سے جاتا ہے تو پھر ہمارے یہاں نہ آنا **ف** مرجیہ گمراہ بدعتی فرقہ تھا۔
جس نے اپنی رائے سے دین نکالا تھا کہ قرآن شریف میں جہنم کے عذاب کی آیتیں فقط دھمکانے کیلئے ہیں اور جس نے خالی زبان سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر دیا تو وہ
جنتی ہوچکا دل میں اعتقاد نہو اور چاہے نماز وغیرہ نہ پڑھے اور اسکے گناہ کچھ نہیں لکھے جاوینگے بلکہ نیکیاں لکھی جاوینگی اور اسی قسم کی باطل اعتقادات نکالی ہیں محمد
بن داؤد الحداد کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ تعالے سے ذکر کیا کہ یہ شخص جسکا نام ابراہیم بن ابی یحیی ہے ◆

فقال سفیان عرفوا الناس امرہ وسلوا ربکم العافیة وعن صالح قال دخل رجل علی ابن سیرین وانا شاهد ففتح بابا من ابواب القدر فتکلم فیه فقال ابن سیرین اِمّا اَنْ تقوم واِمّا اَنْ نقوم وعن مقسم قال کان ابن لی جالسا وعنده ابنه فجاء رجل من المعتزلة فتکلم فی شئ فادخل طاؤس اصبعه فی اذنیه فقال یا بنی ادخل اصبعك فی اذنیك حتی لا تسمع من قوله شیئا فان هذا القلب ضعیف ثم قال ای بنی اشدد فما زال یقول اشدد حتی قام الاخر وعن ابی مطیع قال رجل من اهل الاهواء لایوب اکلمك کلمة قال ولا نصف کلمة وعن ایوب السختیانی قال ما ازداد صاحب بدعة اجتهادا الا ازداد من الله عز وجل بعدا وعن سفیان الثوری یقول البدعة احب الی ابلیس من المعصیة فان المعصیة یتاب منها والبدعة لا یُتاب منها وعن مؤمل بن اسمٰعیل قال مات عبد العزیز بن ابی رواد وکنت فی جنازته حتی وضع عند باب الصفا فصف الناس وجاء الثوری فقال الناس جاء الثوری فجاء حتی خرق الصفوف والناس ینظرون الیه فجاوز الجنازة ولم یصل علیه لانه کان یرمی بالارجاء وعن الثوری یقول من سمع من مبتدع لم ینفعه الله

**ترجمہ** تقدیر کی معاملہ مین کلام کرتا ہی تو ابن عُیینہ رح نے مجھسے فرمایا کہ لوگون کو انکی حال سے ہوشیار کردو اور اپنے رب عز و جل سے عافیت مانگو **ف** تاکہ اس شخص کی دھوکہ و فتنہ سے محفوظ رہین واضح ہو کہ شافعی نے ابراہیم بن ابی یحیٰی کی تعریف کی ہو شاید انہون نے قدریہ مذہب جو خوارج و معتزلہ کا اعتقاد ہے کہ بندہ اپنے افعال پیدا کرتا ہے اور جیسا کرے ویسا ہو جاتا ہے یہ قبیح عقیدہ نہین نکالا تھا بلکہ تقدیر کی معاملہ مین سلفشہ کیا تھا لیکن بالاتفاق محققین محدثین کے نزدیک انکی روایت ضعیف ہے ام **صالح** نے کہا کہ مین ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی جلیل کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور تقدیر کی دروازون مین سے ایک دروازہ گفتگو کرنیکے لیے کھولا تو ابن سیرین رح نے اس سے فرمایا کہ یا تو اوٹھ جا یا مین ہی اوٹھ جاؤن **ف** ایک نسخہ مین اس مقام پر طاؤس رح کی روایت مذکور ہے اور پہ گزری ابن ابی مطیع سے روایت ہے کہ ایک بدعتی نے کہا کہ آپسے ایک کلمہ کہون فرمایا کہ نہین بلکہ آدھا کلمہ بھی مت کہہ **ایوب** سختیانی تابعی جلیل نے فرمایا کہ بدعتی جسقدر ریاضت و جہد زیادہ کرتا ہے اُسی قدر اللہ تعالیٰ سے زیادہ دور ہوتا جاتا ہے **ف** یہ نہایت عمدہ نکتہ معرفت ہے اس لیئے کہ جب تقدیر اللہ تعالیٰ کی علم و حکمت سے ہے جسکا ایک قطرہ بھی تمام مخلوقات آسمان و زمین کو نہین ملا تو جسقدر زیادہ غور کریگا اُسیقدر زیادہ شیطان کی گمراہی مین پڑیگا اسیطرح جو مشرک مانند بت پرست یا نصرانی وغیرہ کی جسقدر کلمہ شرک کا ورد کریگا اُسے قدر گناہ کی زیادہ کثرت اور اللہ تعالیٰ سے دوری ہوگی ام **سفیان الثوری** رح نے فرمایا کہ ابلیس کو گناہ کی نسبت بدعت زیادہ پسند ہے اس لیئے کہ گناہ سے توبہ کیجاتی ہے یعنی گناہگار خود اُسکو گناہ جانتا ہے تو اُس سے توبہ کرنے پر آمادہ رہتا ہے اور بدعت ایسی گمراہی ہے کہ اُس سے توبہ نہین کیجاتی **ف** کیونکہ بدعتی بلند معتزلی و نیچری و رافضہ کے اُسے ایک حق پہچانتا ہے ام **مؤمل** بن اسمٰعیل رح نے کہا کہ عبد العزیز بن ابی رواد نے انتقال کیا مین انکے جنازہ مین شریک تھا انکا جنازہ باب الصفا پر لاکر رکھا گیا وہان لوگون نے نماز کیلیے صفین جمائین اتنے مین سفیان ثوری نمودار ہوئے لوگون نے کہا کہ سفیان ثوری آئے ہین لیکن سفیان ثوری آئے دیکھا لیکن سے آگے بڑھ چلے گئے یعنی نماز نہین پڑھی اور لوگ دیکھتے رہگئے اسلیئے کہ یہ شخص مرجیہ سمجھا جاتا تھا **ف** مترجم کہتا ہے کہ عبد العزیز بن رواد سے مرجیہ کا عقیدہ ثبوت نہین ہوا شاید یقین نہین ہے جیسکے دوسرے معنی یہ ہون کہ اعمال کو ایمان کا رکن نہین کہتے تھے واللہ اعلم اور مصنف کا مطلب یہ ہے کہ سفیان الثوری نے لوگونکو دکھلا کر نماز نہ پڑھی تاکہ لوگ بدعت کی تہمت سے بھی دور رہین ام **سفیان ثوری** رح فرماتے تھے کہ جس شخص نے بدعتی سے علم سُنا تو اُسکو اللہ تعالیٰ اُسکو نفع نہ دیگا

ابو داود

بماسمع ومن صافحہ فقد نقض الاسلام عروۃ عروۃ وعن سعید الکریزی قال مرض سلیمان التیمی فبکی فی مرضہ بکاء شدیدا فقیل لہ ما یبکیک اتجزع من الموت قال لا ولکن مررت علی قدری فسلمت علیہ فانا اخاف ان یحاسبنی ربی علیہ وعن فضیل بن عیاض یقول من جلس الی صاحب بدعۃ فاحذروہ وعن فضیل بن عیاض یقول ایضا من احب صاحب بدعۃ احبط اللہ عملہ واخرج نور الاسلام من قلبہ وعنہ ایضا یقول اذا رأیت مبتدعا فی طریق فخذ طریقا اٰخر ولا یرتفع لصاحب البدعۃ الی اللہ عز وجل عمل ومن اعان صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام وسمعت رجلا قال للفضیل من زوج کریمتہ من فاسق فقد قطع رحمھا فقال الفضیل من زوج کریمتہ من مبتدع فقد قطع رحمھا ومن جلس مع صاحب بدعۃ لم یعط الحکمۃ واذا علم اللہ عز وجل من رجل انہ مبغض لصاحب بدعۃ رجوت ان یغفر لہ قال المصنف قلت وقد روی بعض ھذا الکلام مرفوعا عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام وعن محمد بن النضر الحارثی قال من اصغی بسمعہ الی صاحب بدعۃ نزعت منہ العصمۃ ووکل الی نفسہ وعن اللیث بن

**ترجمہ** اور جس نے بدعتی سے مصافحہ کیا تو اُس نے اسلام کی دستگی توڑی سعید الکریزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضرت سلیمان التیمی رحمہ بیمار ہوئے۔ تو حالت مرض میں بہت کثرت سے رونا شروع کیا آخر آپ سے عرض کیا گیا کہ یا حضرت آپ کیوں روتے ہیں کیا موت سے اِس قدر گھبراہٹ ہے فرمایا کہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ ایک روز میرا گذر ایک بدعتی کی طرف ہوا تھا جو تقدیر سے منکر اور مخلوق کو قادر رکھتا تھا میں نے اُس بدعتی کو سلام کر لیا تھا۔ تو اب مجھے سخت خوف ہے کہ میرا پروردگار کہیں مجھ سے اسکا حساب نکرے **فضیل بن عیاض** (زاہد عالم معروف) فرماتے تھے کہ جو کوئی کسی بدعتی کے پاس بیٹھا ہو تم اوس سے بچے رہنا **فضیل بن عیاض** رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی نے کسی بدعتی سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے نیک اعمال میٹ دیتا ہے۔ اور اسلام کا نور اُس کے دل سے نکال دیتا ہے

**ف** اِس مقام سے خیال کرو کہ خود بدعتی کا کیا حال ہوگا (م) **فضیل** رحمہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جب تو بدعتی کو رستہ میں دیکھے تو اپنے واسطے دوسرا رستہ اختیار کرے اور بدعتی کا کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ کی جناب میں بلند نہیں کیا جاتا ہے اور جس کسی نے بدعتی کی اعانت کی تو خوب یاد رکھو کہ اُس نے اسلام کے ڈھانے پر مدد کی **اور** میں نے سنا کہ ایک شخص نے فضیل سے کہا کہ جس نے اپنی دختر کسی فاسق (بدعتی) سے بیاہی تو اُس نے قرابت پدری کا ناطا اُس سے قطع کر دیا اُس پر فضیل نے اُسے جواب دیا کہ جس شخص نے اپنی لڑکی کو بدعتی سے بیاہ دیا تو اُس نے قرابت پدری کا ناطا اُس سے قطع کر دیا اور جو بدعتی کے ساتھ بیٹھتا ہے تو اُسکو حکمت (یعنی معرفت) نہیں دی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ جس بندہ کو جانتا ہے کہ وہ بدعتی سے بغض رکھتا ہے تو میں امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ اُسکو بخش دے **مصنف** رحمہ نے فرمایا کہ اس میں سے تھوڑا کلام حدیث میں روایت کیا گیا ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے بدعتی کی توقیر کی تو اُس نے اسلام کی بنیاد ڈھانے میں مدد کی **محمد بن النضر الحارثی** رحمہ نے فرمایا کہ جس شخص نے بدعتی کی بات سننے کو کان لگائے تو اُس سے حفاظت الٰہی نکال لیجاتی ہے اور وہ اپنے نفس کے بھروسے پر چھوڑا جاتا ہے لیث بن

الھویٰ بدعۃ

سعد یقول لو رأیت صاحب ھوی یمشی علی الماء ماقبلتہ **فقال** الشافعی اما انہ قصر لو رأیتہ یمشی علی الھواء ما قبلتہ **وعن** بشر بن الحارث انہ یقول جاء موت ھذا الذی یقال لہ المریسی وانا فی السوق فلولا انہ کان موضع شھرۃ لکان موضع شکر وسجود الحمد للہ الذی اماتہ ھکذا قولوا قال المصنف وقد روی بعض ھذا الکلام مرفوعًا عن عائشۃ رض قالت قال رسول اللہ صلعم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام **قال** المصنف حدثنا عن محمد بن سھل البخاری قال کنا عند الغزالی فجعل یذکر اھل البدع فقال لہ رجل لو حدثنا کان احب الینا فغضب وقال کلامی فی اھل البدع احب الی من عبادۃ ستین سنۃ **فصل** **قال المصنف** فان قال قائل قد مدحت السنۃ وذممت البدعۃ فما السنۃ وما البدعۃ فانا نری کل مبتدع فی زعمنا یزعم انہ من اھل السنۃ **فالجواب** ان السنۃ فی اللغۃ الطریق ولا ریب فی ان اھل النقل والاثر المتبعین آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآثار صحابتہ ھم اھل السنۃ لانھم علی تلک الطریق التی لم یحدث فیھا حادث وانما وقعت الحوادث والبدع بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ والبدعۃ عبارۃ

**ترجمہ** سعد رحمہ اللہ تعالیٰ (امام معروف) فرماتے تھے کہ اگر میں دین کے خودرے کو دیکھوں کہ پانی پر چلتا ہی تو بھی اُسکو قبول نکروں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب امام لیث کا یہ کلام حکمت سُنا تو فرمایا کہ امام لیث رہنے بھر کم کہا اور میں تو اگر بدعتی کو دیکھوں کہ ہوا پر اڑتا پھرتا ہے تو بھی اُس کو قبول نہ کروں بشر بن الحارث (امام شیخ معروف جنکو بشر حافی کہتے ہیں) فرماتے تھے کہ میں نے مریسی بدعتی پیشوا کے مرنے کی خبر بیچ بازار میں سُنی اگر وہ مقام شہرت نہوتا تو یہ موقعہ تھا کہ میں شکر کرکے اللہ تعالیٰ کے لیئے سجدہ کرتا کہ الحمد للہ الذی اماتہ یعنی اللہ تعالیٰ کا شکر ہی کہ جس نے اس مفسد بدعتی کو موت دی اور تم لوگ یون ہی کہا کرو **ف** بعض نسخے میں حدیث ام المومنین عائشہ رض اس مقام پر ہے ۔م **مصنف** رح نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ محمد بن سہل البخاری نے کہا۔ کہ ہم لوگ امام غزالی کے پاس تھے اُنھوں نے بدعتیوں کی مذمت شروع کی تو ایک نے عرض کیا کہ اگر آپ یہ ذکر چھوڑکر ہم کو حدیث سُناتے تو ہم کو زیادہ پسند تھا۔ امام غزالی یہ سنکر بہت غصہ ہو گئے اور فرمایا۔ کہ بدعتیوں کی تردید مین میرا کلام کرنا مجھے ساٹھ برس کی عبادت سے زیادہ پسندیدہ ہے **فصل** مصنف رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اگر یہان کوئی ہم سے پوچھے کہ آپ نے طریق سنت کی تعریف فرمائی اور بدعت کی مذمت بیان کی تو ہم کو بتلائیے کہ سنت کیا ہے اور بدعت کیا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ ہر بدعتی اپنے آپ کو اہل سُنت مین سے جانتا ہے **جواب** اُس کا یہ ہے کہ سنت کے معنی راہ کے ہین اور کچھ شک نہین کہ جو لوگ اہل حدیث وآثار ہین کہ بذریعہ ثقات اولیاء کی روایات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآپکے اصحاب وخلفاء راشدین رض کے نشان قدم کی پیروی کرتے ہین۔ یہی لوگ اہل السنت ہین کیونکہ یہی اُس راہ وطریقہ پر ہین جس مین کوئی نئی نکالی ہوئی بات شامل نہین ہونے پائی اسلیئے کہ بدعتین اور نئے طریقے تو بعد رسول صلعم کے اور آپکے اصحاب کے طریقہ کے بعد نکلی ہین اور بدعت اُس فعل بد کو کہتے ہین

عن فعل لم يكن فابتداع والاغلب في المبتدعات انها تصادم الشريعة بالمخالفة او يوجب التعاطي عليها
بزيادة او نقصان فان ابتدع شئ لا يخالف الشريعة ولا يوجب التعاطي عليها نقد كان جمهور
السلف يكرهونه وكانوا ينفرون من كل مبتدع وان كان جائزا حفظا للاصل وهو الاتباع
وقد قال زيد بن ثابت لابي بكر وعمر رضي الله عنهما حين قالا له اجمع القرآن كيف تفعلان شيئا لم يفعله رسول
الله صلى الله عليه وسلم **وعن** عبد الله بن ابي سلمة ان سعد بن مالك سمع رجلا يقول
لبيك ذا المعارج فقال ما كنا نقول هذا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم **وعن**
ابي البختري قال اخبر رجل عبد الله بن مسعود ان قوما يجلسون في المسجد بعد المغرب فيهم رجل
يقول كبروا الله كذا وكذا سبحوا الله كذا وكذا واحمدوا الله كذا وكذا قال عبد الله فاذا رأيتهم
فعلوا ذلك فأتني واخبرني بمجلسهم فاتاهم فجلس فلما سمع ما يقولون قام وكان
رجلا حديدا فقال انا عبد الله بن مسعود والله الذي لا اله غيره لقد جئتم ببدعة ظلما او
لقد فضلتم اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم علما فقال عمرو بن عتبة نستغفر الله فقال عليكم بالطريق

**ترجمہ** جو نیا نکل آیا اور پہلے نہین تھا۔ اور اکثر بدعات کا یہ حال ہے کہ وہ شریعت کی مخالفت سے شریعت کو درہم برہم کرتی
ہیں۔ یا جب بدعت پر عملدرآمد عام ہو تو شریعت مین کمی بیشی ہو جاتی ہے اور اگر کوئی ایسی بدعت نکالی جاوے جو شریعت سے مخالف نہین ہے
اور نہ اوسپر عملدرآمد سے نقص یا زیادتی لازم آتی ہے تو ایسی بدعت سے بھی عموماً بزرگان سلف کراہت کرتے اور عموماً ہر قسم کی بدعتی
سے نفرت کیا کرتے تھے اگرچہ وہ جائز ہوتا کہ اصل جو کہ اتباع سلف ہی محفوظ رہی **تم دیکھو** کہ جب حضرت ابوبکر رض نے اپنی خلافت
مین اور عمر رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو قرآن شریف کو جمع کر تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ دونون صاحب
کیونکر ایسا کام کرنے پر آمادہ ہوئے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین کیا ہے اور عبد اللہ بن ابی سلمہ رح نے کہا
کہ سعد بن مالک (ابن ابی وقاص) نے ایک حاجی سے سُنا کہ وہ تلبیہ مین یہ لفظ کہتا ہے **لبیک ذا المعارج** تو فرمایا۔ کہ
ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک مین یہ لفظ نہین کہتے تھے **ف** یعنی اُس کو منع نہ کیا لیکن بتلا دیا۔ کہ
یہ بدعت ہے **ابو البختری** رح نے بیان کیا کہ ایک شخص نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ یہان مسجد مین مغرب کے بعد ایک قوم
(حلقہ کرکے) بیٹھتی ہے اُمین ایک شخص کہتا جاتا ہی کہ اتنی مرتبہ اللہ تعالی کی تکبیر کہو۔ اور اتنی مرتبہ اللہ تعالی کی تسبیح پڑھو اور اتنی مرتبہ
اللہ تعالی کی حمد کرو (یہ لوگ اس کے کہنے کے موافق کرتے جاتے ہین) عبد اللہ بن مسعود نے یہ سنکر کہا کہ جب تو اُن کو ایسا کرتے
دیکھا تو میری پاس آکر مجھے خبر کر دینا کہ اب وہ لوگ بیٹھے ہین (اوسنے وقت پر خبر دی) تو عبد اللہ بن مسعود رض اُن کی مجلس مین جا کر نزدیک
بیٹھ گئے جب اُنکا ذکر کرنا بطور رند کو سُن لیا تو کھڑے ہوگئے اور ابن مسعود رض سخت آدمی تھے پھر فرمایا کہ مین ہون عبد اللہ بن مسعود قسم ہو اُس پاک معبود کی
جسکے سوا کوئی معبود نہین ہے کہ تم لوگون نے بیجا ظلم سے ایک بدعت نکالی ہی اور تم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی (اپنے نزدیک) علم مین بڑھ چلے ہو پھر عمرو بن عتبہ

فالزموه ولئن اخذ تم يمينا وشمالا لتضلن ضلالا بعيدا وعن ابن عبدان قال كنا
عند ابراهيم النخعي فجاء رجل فقال يا ابا عمران ادع الله لي ان يشفيني فرأيت انه
كرهه كراهة شديدة حتى عرفنا كراهية ذلك في وجهه وذكر ابراهيم السنة
فرغب فيها وذكر ما احدث الناس فكرهه وقال فيه وعن ذي النون يقول و
جاءه اصحاب الحديث فسألوه عن الخطرات والوساوس فقال انا لا اتكلم في
شئ من هذا فان هذا محدث سلوني عن شئ من الصلوٰة او الحديث قال ورأى
ذو النون ابنه على خف احمر فقال انزع هذا يا بني فانه شهرة ما لبسه رسول
الله صلى الله عليه وسلم انما لبس النبي صلى الله عليه وسلم خفين اسودين
ساذجين فصل قال المصنف قد بينا ان القوم كانوا يحترزون من كل
بدعة وان لم يكن بها بأس لئلا يحدثوا ما لم يكن وقد جرت محدثات
لا تصادم الشريعة ولا تتعاطى عليها فلم يروا بفعلها بأسًا كما روي ان الناس

ترجمہ - اسی کو لازم پکڑو - اور اگر تم لوگ ادہر ادہر پڑے پھرے تو دور کی گمراہی مین پڑ جاؤ گے ف مترجم
کہتا ہی کہ اس حدیث کو امام ازدی نے اس سے زیادہ طویل روایت کیا اُسمین یہ بھی ہی کہ ابن مسعود رض نے ایسے کلمات کہی کہ ہنوز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کھانے پینے کے برتن سلامت موجود ہین کہ تمنے یہ بدعت نکالی اور فرمایا کہ اگر تم لوگ اتنی دیر تک ہر ایک اپنے لئے استغفار کرتا تو اس بہت بہتر ہوتا
راوی نے بیان کیا کہ واللہ ہمنے بعد اسکے دیکھا کہ اس جماعت الون مین سے اکثر خارجیونکے ساتھ ہو گئے تھے م ابن عبدان[۱] سے روایت ہے کہ ہم لوگ ابراہیم
نخعی رح کے پاس بیٹھے تھے اتنے مین ایک شخص نے آکر کہا کہ ای ابو عمران آپ میرے لئے دعا کرین کہ اللہ تعالیٰ مجھے شفا عطا کرے تو ہمنے دیکھا کہ ابراہیم نخعی رح کو اس کلمہ
سے سخت کراہت پیدا ہوئی حتی کہ ہم نے انکے چہرے پر اسکے آثار دیکھے اور ابراہیم نخعی رح نے طریقۂ سنت کا ذکر فرما کر اسی کی رغبت دلائی اور لوگون نے جو
بدعت نکالی ہی اُسکو ذکر کرکے اوس سے کراہت ظاہر کی اور اُسکی مذمت فرمائی ذی النون مصری (اولیاے معروفین سے ہین) کی پاس محدثین
علما مین سے لوگ آئے اور ذو النون سے نفسانی خطرے اور شیطانی وساوس کو دریافت کیا (یعنی اسکی کیا حقیقت ہے) تو شیخ ذو النون رح نے فرمایا
کہ مین اس معاملہ مین کچھ گفتگو نہین کرتا ہون کیونکہ ایسی گفتگو نئی نکالی ہوئی بدعت ہی تم مجھ سے کچھ نماز سے یا حدیث سے پوچھو ذو النون رح نے اپنے بیٹے
کو سرخ موزہ پہنے دیکھکر فرمایا کہ ای فرزند یہ شہرت کی چیز ہے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین پہنا بلکہ آپنے سادے سیاہ موزے پہنے
ہین فصل مصنف رح نے کہا کہ ہم نے یہ بات بیان کر دی کہ پیشوایان سلف و خلف ہر بدعت سے احتراز کرتے تھے اگرچہ وہ ایسی بدعت
نکالی گئی ہو کہ اُسمین بظاہر کچھ مضایقہ نہین ہے اس سے اُن کی غرض یہ تھی کہ شریعت مین ایسی بات ہی پیدا نہ ہو نے پائے جس کا
وجود پہلے نہین تھا - تاہم ایسی چند باتین جاری ہو گئین جن سے شریعت کو صدمہ نہین پہونچا اور نہ اُن کی عملدرآمد عام سے
کچھ تغیر ہے تو انپر عمل کرنے مین کچھ مضایقہ نہین دیکھتے تھے چنانچہ روایت ہے کہ ماہ رمضان کی راتوں مین کچھ لوگ

[۱] قولہ ابن عبدان مترجم کو نہین معلوم ہوا کہ یہ کس بزرگ کا نام ہے ۱۲

كانوا يصلون فى رمضان وحدانا وكان الرجل يصلى فيصلى بصلاته الجماعة فجمعهم عمر رضى الله عنه على ابى بن كعب فلما خرج فراهم قال نعمت البدعة هذه وكذلك قال الحسن القصص بدعة ونعمت البدعة كم من اخ مستفاد ودعوة مستجابة **وقال المصنف** قلت وانما جمعهم عمر على ابى لان صلوة الجماعة مشروعة وانما قال الحسن فى القصص نعمت البدعة لان الوعظ مشروع ومتى اسند المحدث الى اصل مشروع لم يذم فاما اذا كانت البدعة كالمتمم فقد اعتقد نقص الشريعة وان كانت مضادة فهى اعظم فقد بان بما ذكرنا ان اهل السنة هم المتبعون وان اهل البدعة هم المظهرون شيئا لم يكن قبل لا مستند له ولهذا استتروا ببدعتهم ولم يكتم اهل السنة مذهبهم وكلمتهم ظاهرة ومذهبهم مشهور والعاقبة لهم **وعن** المغيرة بن شعبة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال من امتى قوم ظاهرين على الناس حتى ياتيهم امر الله وهم ظاهرون

**ترجمہ** تنہا ایک ایک اپنی اپنی نماز پڑہا کرتے تھے اور کہین ایک نمازی کے پیچھے کچھ لوگ اقتدار کرکے اُسکی امامت سے نماز پڑہتے تھے پس حضرت خلیفہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے سب کو ایک امام اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اقتدا مین جمع کر دیا۔ پھر ایک رات نکلے تو اُن کو دیکھکر فرمایا کہ یہ اچھی بدعت ہے حسن بصری رح نے اسی طرح مجلس وعظ کی نسبت فرمایا کہ یہ بدعت ہی لیکن اچھی بدعت ہی کہ اس مجلس مین بہت سے دینی دوست مل جاتے ہین اور اکثر دعائین مقبول حاصل ہوجاتی ہین **مصنف** رح نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو اُبی ابن کعب رض کے پیچھے جماعت مین اس لئے جمع کر دیا کہ شرع مین جماعت سے نماز ثابت ہے اور حسن بصری رح نے وعظ کو اس لئے بدعت حسنہ فرمایا کہ وعظ خود مشروع ہی اور کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جو نئی بات کسی شرعی اصل پر مبنی ہو وہ مذموم نہین ہوتی ہی۔ اور اگر کوئی بدعت ایسے طریقہ سے نکالی گئی گویا وہ کسی امر خیر کو پورا کرنیوالی سمجھی جاوے تو شریعت کے ناقص ہونیکا اعتقاد ہوا یہ بد تر اعتقاد ہی پھر اگر وہ کسی شرعی اصل سے مخالف ہو تو نہایت بدتر ہو گئی **ف** مترجم کہتا ہی کہ اصل اسمین حدیث صحیح ہی کہ جو ایسی بات نکالے جو ہمارے اس دین مین نہو تو بدعت مردود ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں خود اسی حدیث مین مذکور ہی کہ مسجد مین بعض لوگ تو ایک شخص کی امامت سے تراویح پڑھتے تھے اور کچھ لوگ تنہا فرد فرد پڑھتے تھے تو حضرت عمر رض نے فقط یہ کیا کہ جو فرد فرد تھے اُنکو بھی ایک ہی امام کے پیچھے جمع کر دیا لیکن تنہا پڑہنے سے منع نہین فرمایا چنانچہ اسی حدیث مین ہی کہ عشرہ اخیرہ مین حضرت ابی بن کعب رض نے خود آنا چھوڑ دیا تھا۔ اور اُس زمانہ مین صحابہ رض کے واسطے جماعت سے ادا کرنیکے لئے شرعی اصل موجود تھی کہ خود آنحضرت صلعم نے چند روز انکو جماعت سے پڑہائی تھی بلکہ جب حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و علی رض خلافت نبوت پر تھے اور رسول اللہ صلعم نے اُنکے طریقہ کو بھی سنت قرار دیا تو ہمارے لئے یہی اصل کافی ہی ہمکو اسمین بحث کرنیکی ضرورت نہی ہی بلکہ جو بات انکے طریقہ کے علاوہ ہو وہ بحث میں آویگی اور حضرت عمر رض نے اسکو بدعت فقط اسوجہ سے فرمایا کہ زمانہ رسول اللہ صلعم مین ہمیشہ سب رمضان ایسا نہین ہوتا تھا فافہم۔ مصنف رح نے کہا کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا سے واضح ہو گیا کہ اہل سنۃ وہی لوگ ہین جو آثار رسول صلعم و خلفاء راشدین کی اتباع کرتے ہین (جو طبقہ صحابہ و تابعین و ما بعد مین متواتر ظاہر چلے آتے ہین) اور اہل بدعت وہ لوگ ہین جو جماعت کا متواتر طریقہ چھوڑ کر ایسی چیز ظاہر کرتے ہین۔ جو پہلے زمانہ مین نہ تھی۔ اور نہ وہ کسی اصل شرعی پر مبنی ہے۔ اسی وجہ سے بدعتی لوگون کو دیکھوگے اپنی بدعت کو چھپاتے رہتے ہین برخلاف انکے اہل السنۃ اپنے مذہب کو نہین چھپاتے اور انکا کلمہ ظاہر اور انکا مذہب متواتر مشہور چلا آتا ہی اور عاقبت انہی کیلئے ہے والحمد للہ رب العالمین۔

اخرجاه فی الصحیحین **وعن** ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق ظاہرین لا یضرہم من خذلہم حتی یاتی امر اللہ **قال المصنف** انفرد باخراجہ مسلم وقد روی ھذا المعنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم معٰویۃ وجابر بن عبد اللہ وقرۃ وعن الترمذی قال قال محمد بن اسماعیل قال علی المدینی ہم اصحاب الحدیث **فصل** فی بیان انقسام اہل البدع **عن** ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال تفرقت الیہود علی احدی وسبعین فرقۃ او اثنین وسبعین والنصاری مثل ذلک وتفرق امتی علی ثلث وسبعین فرقۃ قال الترمذی ھذا حدیث صحیح **قال المصنف** وقد ذکرنا ھذا الحدیث فی الذی قبلہ وفیہ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی **وعن** انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال

---

**ترجمہ** یہ حدیث صحیحین میں ہی **ثوبان** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ حق پر ظاہر ہونگے اُن کو کچھ مضر نہوگا اگر کوئی اُن کی مدد نہ کرے (وہ برابر بنصرت آلہی غالب رہینگے) یہانتک کہ امر آلہی آجاوے (رواہ مسلم فقط) واضح ہو کہ اس معنی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جابر بن عبد اللہ ومعاویہ وقرہ رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہی امام ترمذی نے امام بخاری رح سے نقل کیا کہ حضرت علی بن المدینی رح فرماتے تھے کہ حدیث شریف میں جس قوم کا ذکر ہی یہ اہل حدیث ہین **ف** مترجم کہتا ہے کہ علی بن المدینی رض کے زمانہ مین مامون بن الرشید خلیفہ بدعتی کی وجہ سی معتزلہ فرقہ کے بہت زور باندھا اور صدہا عالم اس فتنہ مین مقتول ہوا۔ لیکن آخر کو اہل حدیث ہی غالب ہوگئے اور اللہ تعالے نے بعد اُس امتحان کے انھین کو احترام وعزت عطا کی اور واضح ہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے طریقۂ نبوت پر آخرت کو چاہنے والے امتی پانچ سو برس تک اپنی امت سی فرمائے ہین جیسا کہ صحیح الاسناد حدیث سنن ابی داؤد مین مصرح ہے اور یہی واقع ہوا پھر آپکے معجزہ بیانی کے مطابق دشمنون کے دلون سے اس امت کی ہیبت جاتی رہی اور تداعی الامم کا واقعہ پیش آیا اور روم ارض وابق مین اترے اور خراسان کی طرف ترکون کا تھون بلابل پیش آئے لیکن اہل السنۃ جو اُسوقت شام ومصر مین اور کچھ ہندوستان مین منحصر تھی اُسوقت بھی غالب رہی چنانچہ کتب تواریخ مین صاف ان معجزات کے مطابق ظہور ہوا ہی۔ **فصل** اہل بدعت کے **اقسام** کے بیان مین **ابوہریرۃ** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی تو اکہتر فرقون مین متفرق ہوئے تھے یا بہتر فرقون مین اور اسی قدر فرقون مین نصاریٰ متفرق ہوئے اور میری امت تہتر فرقون مین متفرق ہوگی۔ امام ترمذی نے (بعد روایت کے) کہا کہ یہ حدیث صحیح ہی **مصنف** رح نے کہا کہ ہم نے اس حدیث کو سابق مین ذکر کیا ہی اُس روایت میں اسقدر زائد ہی کہ یہ سب فرقے فی النار ہین سوائے ایک فرق کے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اس نجات پانیوالے فرق کی کیا ملت ہوگی فرمایا کہ وہ فرق اسی بات پر ہوگا جسپر آج مین اور میری اصحاب ہین **انس بن مالک** رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

ان بنی اسرائیل تفرقت احدی وسبعین فرقة فهلکت سبعون فرقة وخلصت فرقة واحدة وان امتی ستفترق علی اثنین و سبعین فرقة تهلک احدی وسبعون وتخلص فرقة واحدة قالوا یا رسول الله ما تلک الفرقة قال الجماعة قال المصنف فاقبل وهل هذا الفرقة معوقة

**ترجمہ** کہ بنی اسرائیل باہمی اختلاف سے پھوٹ کر اکہتر فرقے ہوگئے جنمین سے ستر فرقے ہلاکت (جہنم) مین پڑے اور ایک فرقہ عذاب سے چھوٹا اور تھوڑے دنون بعد میری امت کے بہتر فرقے ہوجائینگے جنمین سے اکہتر ہلاکت مین پڑینگے اور فقط ایک فرقہ نجات پاویگا اصحاب رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کونسا فرقہ ہوگا فرمایا کہ وہ جماعت ہوگا **ف** یعنی اُسی طریقہ نبوت پر جمع رہینگے جسپر آج اصحاب مجتمع ہین اور واضح ہو کہ محققین علمائے بیان کیا کہ ایمان توحید آدمی کی نجات کا اصل اصول ہے چنانچہ حضرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ جب بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت غمناک اور متحیر ہوگئے حتی کہ حضرت خلیفہ رسول اللہ ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالے نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اوٹھا لیا اور ہم یہ پوچھنے نہ پائے کہ اس امر کی نجات کیونکر ہے تو حضرت صدیق رض نے کہا کہ مین پوچھ چکا ہون عثمان رض نے کہا کہ میرے مان باپ آپ پر فدا ہون آپ کو اللہ تعالے نے ایسے کمال سے سرفراز کیا ہے آپ ہم کو آگاہ کیجیے تو حضرت صدیق رض نے بیان کیا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُسکو پوچھا تھا تو فرمایا کہ نجات کا مدار اُس کلمہ پر ہے جو مینے اپنے چچا ابو طالب پر پیش کیا تھا۔ اور ابو طالب نے اُس کے قبول سے انکار کیا تھا۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ اصل نجات اعتقادِ توحید ہے۔ لا اله الا الله محمد رسول الله اور جب یہ اعتقاد دل مین سچا ہوگا یعنی نفس کا دھوکا نہ ہوگا۔ تو پہچان یہ کہ آدمی اپنے جی کی بندگی چھوڑ کر اللہ تعالے کی بندگی کریگا اور نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج وغیرہ پر عامل ہوگا۔ بعض محققین نے کہا۔ کہ یہ اعمال بمقابلہ ایمان توحید کے ایسے ہین جیسے ذرہ برابر دنیا مین سے ایک آدمی کا گھر بمقابلہ عرش اعظم کے حقیر ہے **تو معلوم ہوا** کہ جو کوئی اُس اعتقاد توحید پر ہو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو تعلیم فرمایا تھا۔ اور اپنے آپ کو دین حق کے لیئے وقف کرے اسلام سچا لاوے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین کے واسطے گردن جھکاوے جو کچھ رسول اللہ صلعم نے بتلایا اوسپر یقین لاوے اور جس طریق پر آپ چلتے تھے اوسی طریق سنت کو راہ حق جانے تو یہ نجات کی راہ ہے اور اگر اس اعتقاد مین خارجی یا رافضی یا معتزلی کیطرح مخالفت کی تو نجات کی راہ سے بھٹک گیا۔ اور شرک کی بدبو اُس مین آنے لگی تو جہنم مین آگ سے ظاہر و باطن جلیگا بشرطیکہ اس ضلالت مین یہانتک نہ پہنچا ہو کہ دین حق سے خارج ہی ہوگیا ہو تو پھر کافرون و مشرکون کیساتھ ہمیشہ جہنم کی بستی مین رہیگا۔ اور دیکھو اگر کلمۂ توحید و طریق سنت پر سچا اعتقاد ہو لیکن وہ بدکاری کی شامت مین پھنسا۔ اور ظاہر مین اپنے حصہ مین نفس کی پیروی کی اور یہانتک ہوا۔ کہ آخرت مین حرارت آفتاب سے سر کا بھیجا اُبلنے اور ہولناک تکلیفون سے بھی کفارہ نہ ہوا بلکہ جہنم مین ڈالا گیا۔ تو اُس کا عذاب گمراہ فرقہ کی طرح نہ ہوگا۔ جیسے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل توحید مین سے جو جہنم مین گیا۔ تو اوپر کے طبقہ مین رہیگا اور وہان پہونچتے ہی مردے کے مثل ہوجائیگا اور اُس کے دل کو آگ نہ جلاوے گی۔ یہ پوری روایت جامع صغیر وغیرہ مین ہے اس بیان سے حدیث شریف کے معنی حل ہوگئے۔ کہ گمراہ فرقے فی النار ہونگے اور جس فرقہ سُنت و جماعت کو نجات ہے وہی نجات کے واسطے ہے و للہ تعالیٰ الحمد والمنة م۔
**مصنف** رح کہتے ہین کہ اگر پوچھا جاوے۔ کہ بھلا اس اُمت کے یہ گمراہ فرقے جنکی خبر حدیث مین دیگئی ہے تمہارے یہان بھی آگئے ہین +

فالجواب انا نعرف الافتراق واصول الفرق وان کل طائفة من الفرق انقسمت الی فرق وان لم یحط باسماء تلك الفرق ومذاهبها وقد ظهرلنا من اصول الفرق الحروریة والقدریة والجہمیة والمرجیة والرافضة والجبریة وقد قال بعض اهل العلم ان اصل الفرق الست وقد انقسمت کل فرقة منها اثنتی عشرة فرقة فصارت اثنین وسبعین فرقة وانقسمت الحروریة اثنتی عشرة فرقة فاولہم الازرقیة قالوا لانعلم احدا مؤمنا وکفروا اهل القبلة الامن دان لقولہم والاباضیة قالوا من اخذ لقولنا فهو مؤمن ومن اعرض عنه فهو منافق

**ترجمہ توجواب** یہ ہے کہ اتنی بات توہم نے قطعی پہچان لی کہ پھوٹ پڑگئی (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم جس اتفاق وجماعت کے تھے اُس جماعت سے پہلے پہل خارجیون کے ٹکڑے پھوٹ کے علیحدہ ہوگئے۔ پھر معتزلہ وروافض وغیرہ کے ٹکڑیون نے جماعت کو چھوڑ کر اپنی ٹکڑی علیحدہ کرلی تو یہ معجزہ توہم نے صاف دیکھ لیا کہ جماعت سے پھوٹ ہوئی) اور ہم کو ان پھوٹے ہوئے فرقون کی اصلین بھی پہچان پڑتی ہین۔ بلکہ یہ بھی پہچان لیا گیا۔ کہ خود ہر فرقہ جو جماعت اعظم سے پھوٹ کر جُدا ہوا تھا خود اُس کے پھوٹ سے ٹکڑے ہوگئے۔ اگرچہ ہم کو ان سب فرقون کے نام اور گمراہی کے مذہب الگ الگ تفصیل کے ساتھ معلوم نہون۔ اور دیکھو۔ کہ بدعتی فرقون کی اصلون مین سے مفصلۂ ذیل ہم کو ظاہر مین معلوم ہوگئے ہین حَرُورِیہ وقَدَرِیہ وجَہمِیہ و مُرجِیَّہ ورافِضَہ وجَبرِیَّہ (یہ چھ ظاہر ہین) اور بعضے اہل علم نے کہا۔ کہ بدعت ضلالت کی جڑ یہی چھ فرقے ہین اور ہر فرقہ کی بارہ شاخین ہین۔ توکل بہتّر شاخین ہوئین۔ جو جماعت سے پھوٹ کے فرقہ فرقہ ہوگئے **ف** مترجم کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کی عجب قدرت وتمام رحمت اس دین اسلام پر یہ ہے۔ کہ ان گمراہ فرقون کی باوجودیکہ اس کثرت سے شاخین ہوگئین اور فریق جماعت فقط ایک فریق ہے۔ لیکن ہر زمانہ اور ہر صدی مین ابتدا سے اس وقت تک فریق جماعت بکثرت زائد رہتا چلا آیا۔ حتے کہ جب فریق جماعت دس کروڑ مانا جاوے تو اس وقت مین یہ بہتّر گمراہ فرقے ایک کروڑ بھی ہرگز نہ ہوئے بلکہ آدھا کروڑ بھی نہ تھے۔ بلکہ شاید دس لاکھ ہون تاکہ اللہ تعالیٰ کا دین حق ہمیشہ بندگان حق اہل توحید سے متواتر چلا جاوے۔ کیونکہ جب تک فریق جماعت اِس قدر زائد نہ ہو تب تک قطعی متواتر نہین رہ سکتا تھا۔ بلکہ دو تین صدی کے بعد ان بدعتیون کی بہت سے فرقے تو کالعدم ہوگئے (مترجم) **مصنف** رحمہ نے فرمایا کہ فرقہ حَرُوریہ کی بارہ شاخین ہین (ہر ایک خارجی فرقہ کا عجب مختلف گمراہ اعتقاد ہے) چنانچہ شاخ اوّل ازرقیہ ہے (اسکا بانی نافع ازرق خارجی تھا) یہ فرقہ زعم رکھتا کہ اُسکو توکوئی آدمی مومن نہین دکھائی دیتا سوا اُس شخص کی جو اس فرقہ کے قول پر ہو اُنہون نے اہل قبلہ کو کافر قرار دیا **ف** مترجم کہتا ہے کہ اُس زمانہ مین ایک جماعت صحابہؓ وبکثرت اکابر تابعین موجود تھے پھر اس ظالم گمراہ فرقہ کا قول دیکھو شاخ دوم اباضیہ جسکا قول یہ تھا کہ جو کوئی ہماری کہنی پر ہووے تو مومن ہے اور جو ہم سے منہہ پھیرے وہ منافق ہے (نہ مومن ہے نہ کافر ہے)

والثعلبیۃ قالوا ان اللہ لم یقض ولم یقدر والجازمیۃ قالوا ماندری ما الایمان والخلق کلہم معذورون والخلفیۃ زعموا ان من ترک الجہاد من ذکر وانثیٰ کفر والکوزیۃ قالوا لیس لاحد ان یمس احدا لانہ لا نعرف الطاہر من النجس ولا ان یواکلہ حتی یغتسل ویتوب والکنزیۃ قالوا لا یسع احدا ان یعطی مالہ احدا لانہ ربما لم یکن مستحقا بل یکنزہ فی الارض

ترجمہ - سوم تغلبیہ - جس گمراہ فرقہ کا اعتقاد یہ تھا - کہ خدا نے نہ کچھ جاری کیا اور نہ کچھ تقدیر مین مقدر کیا **ف** مترجم کہتا ہی - کہ خارجی فرقہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ و آپ کے اصحاب کو جن مین مہاجرین و انصار و اہل بدر و بیعۃ الرضوان وغیرہ بکثرت شامل تھے سب کو کافر کہتا تھا - تو اس فرقہ سی کہا گیا - کہ ابھی آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات پائی چالیس برس نہین گزری اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی طرح سے حضرت عثمان و حضرت علی اور یہ اصحاب رضی اللہ عنہم آپ کے اکابر مقرب صحابہؓ مین سے ہین یہ سب زمانہ متواتر جانتا ہے - کیا تم انکار کر سکتے ہو - خارجیون نے کہا کہ بیشک یہ تو سب ہی جانتے ہین اور یہ باتین آفتاب کی طرح روشن ہی ہم اُس سے کیونکر انکار کرین گے تو کہا گیا کہ پھر جب اللہ تعالے نے قرآن مجید مین صحابہ رضی اللہ عنہم کو مومنین صادقین اور مومنون حقًا اور مفلحون فرمایا ہے تو یہ اصحاب کبار سب سے پہلے اس صفت مین داخل ہو گئے - خارجی فرقہ نے کہا کہ ہان اُس وقت بے شک داخل ہو گئے تھے پھر بعد اس کے ابوبکر و عمر تو بیشک اوسی طریقہ پر رہے لیکن عثمان و علی نے ہماری راے مین وہ طریقہ بدلا تو اس صفت سے خارج ہو گئے اور رسول اللہ صلعم نے اُسوقت کے مطابق اِن لوگون کو جنتی کہا تھا - پھر جب وہ حال نہ رہا - تو سب باتین جاتی رہین - تب خارجی فرقے کو جواب دیا گیا کہ یہ تم نے بڑی غلطی کھائی - کیونکہ اللہ تعالے نے جب اُن لوگون کا جنتی ہونا مقدر کیا تھا - تو قضائے مقدر پوری ہوگی اب اسمین تغیر کیونکر ممکن ہے - خارجی نے کہا کہ ہم اپنے نزدیک ضرور جانتے ہین - کہ یہ لوگ کافر ہو گئے - اور ہم یہ نہین مانینگے کہ خدا نے کچھ مقدر کیا ہے - بلکہ تقدیر کچھ چیز نہین ہے ولیکن جو کوئی جیسا کرے ویسا ہوتا جاویگا - اور تقدیر ہماری سمجھ مین نہین آتی - مترجم کہتا ہے - کہ دیکھو اس بدبخت فرقہ نے متواتر اعتقاد کو چھوڑ کر کفر اختیار کرنا منظور کر لیا - اور وہ عداوت جو اکابر اصحاب رضی اللہ عنہم سے اُسکے جی مین بیٹھ گئی تھی وہ نہ چھوڑی - یہی حال روافض وغیرہ کا ہے نعوذ باللہ من الضلال شاخ چہارم جازمیہ کا یہ قول ہے - کہ ہم نہین جان سکتے کہ ایمان کیا چیز ہے - اور مخلوق بیچارے سب معذور ہین (اُن کو معاف ہے جبکہ ایمان پہچاننا محال ہے) پنجم خلفیہ نے یہ قول نکالا کہ جس کسی نے جہاد چھوڑا وہ کافر ہے چاہے مرد ہو یا عورت ہو ششم کوزیہ نے نکالا - کہ کسی کو کسی کا چھونا روا نہین ہے - کیونکہ ہم کو پاک و نجس کی شناخت واقعی نہین ہو سکتی ہے اور جب تک ہمارے سامنے کوئی نہا کر توبہ نکرے تبتک اُسکے ساتھ کھانا نہین جائز ہے **ف** دیکھو اس پاکیزگی کے مکر سے کس طرح شیطان نے اِس احمق فرقہ کو دھوکا دیا جس سے لوگون مین بے انتہا پھوٹ و جدائی پڑ جاوے حالانکہ شرع مین باہم میل جول و اتفاق کی بہت تاکید رکھی گئی ہی ہفتم کنزیہ کا یہ قول ہے کہ کسی کو کچھ مال دینا حلال نہین ہی - کیونکہ شاید یہ شخص اِس مال کے پانے کا مستحق نہ ہو (تو غیر مستحق کو دینا ظلم ہوگا - تو اس گناہ سے کفر ہو جائیگا) بلکہ واجب یہ ہے کہ مال کو خزانہ کر کے زمین مین دفن کرے

حتی یظهر اهل الحق والشمارخیة قالوا لا باس بمس النساء الاجانب لانهن ریاحین والاخنسیة قالوا لا
یلحق المیت بعد موته خیر ولا شر والمحکمیة قالوا من حاکم الی مخلوق فهو کافر والمعتزلة
من الحروریة قالوا اشتبه علینا امر علیؓ ومعٰویة فنحن نتبرأ من الفریقین والمیمونیة
قالوا لا امام الا برضی اهل محلتنا وانقسمت القدریة اثنی عشرة فرقة
الاحمریة وهی التی زعمت ان فی شرط العدل من الله ان یملک عباده امورهم ویحول بینهم و
بین معاصیهم والثنویة وهی التی زعمت ان الخیر من الله والشر من ابلیس والمعتزلة
الذین قالوا بخلق القرآن وجحدوا الرؤیة والکیسانیة وهم الذین قالوا لا ندری هذه الافعال من الله او من
العباد ولا نعلم ایثاب العباد بعد الموت ام یعاقبون والشیطانیة قالوا ان الله لم
یخلق الشیطان والشریکیة قالوا ان السیئات کلها مقدرة الا الکفر

**ترجمہ** پھر جب قطعی یقینی دلیل سے کوئی شخص سب سے زیادہ مستحق معلوم ہو۔ تو اوس کو دے (پھر جو کوئی اسی طرح دوسرے درجہ کا مستحق ہو اُس کو دے وعلی ہذا القیاس) یعنی اس مکر سے کبھی زکوٰۃ دینا نہ پڑے **ہشتم** شمارخیہ (نسفی رح نے شماخیہ نام لکھا ہے) اس خبیث فرقہ کا یہ قول ہے کہ اجنبی عورتون کو چھونے و مساس کرنے مین کچھ ڈر نہین ہے اسلیئے کہ عورتین تو ریاحین بنائی گئی ہین **ف** ریاحین کی خوشبو سونگھنا اور چھونا روا ہوتا ہی۔ اور **نہم** اخنسیہ کا یہ قول ہے۔ کہ مرنے کے بعد میت کو کچھ بھلائی یا برائی لاحق نہین ہوتی ہے **ف** یعنی عذاب و ثواب سے انکار کرتے ہین **دہم** محکمیہ کہتے ہین کہ جو کوئی کسی مخلوق کیطرف فیصلہ چاہنے جاوے تو وہ کافر ہے **ف** اسی وجہ سے جب حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ و اہل شام مین ثالثی فیصلہ قرار پایا تو اس خارجی فرقے نے امیر المومنین کے لشکر سے جدا ہوکر دونون فریق کو کافر کہنا شروع کیا **یازدہم** معتزلہ یعنی حروریہ مین سے معتزلہ تو وہ فرقہ ہے جو کہتے ہین کہ علی بن ابیطالب و معاویہ کا معاملہ ہم پر مشتبہ ہوا یعنی حکم صاف نہین کھلتا ہے اسلیئے ہم دونون فریق سے بیزاری و تبرا کرتے ہین **دوازدہم** میمونیہ فرقہ کہتا ہی کہ کوئی امام نہین ہو سکتا جب تک ہمارے اہل محلہ راضی ہوون **ف** اہل محلہ سے اپنی ملت والے مراد لیتا ہی واللہ اعلم اور فرقہ **قدریہ** بھی بارہ ٹکڑے ہوکر منقسم ہوا (۱) احمریہ جسکا قول یہ ہی کہ (اللہ تعالےٰ پر عدل جاری کرنا فرض ہی اور) اللہ تعالےٰ کے عدل مین شرط یہ ہی کہ اپنے بندونکو اُنکے کامون کا مختار کرے اور اُن کے گناہون کے درمیان انمین حائل ہوکر روکے اور (۲) فرقہ ثنویہ کہتا ہے کہ بھلائی تو اللہ تعالےٰ کیطرف سے پیدا ہوتی ہے اور برائی ابلیس پیدا کرتا ہے اور (۳) معتزلہ کہتا ہے کہ قرآن پیدا کیا ہوا ہے اور آخرت مین خدا کا دیدار محال ہی **ف** مترجم کہتا ہے کہ سب بدعتی گمراہ فرقے اللہ تعالےٰ کے دیدار کو محال کہتے ہین اسمین خوارج و روافض وغیرہ سب یکسان ہین م اور (۴) کیسانیہ جو کہتے ہین کہ ہمکو نہین معلوم ہوتا کہ یہ افعال آیا اللہ کیطرف سے پیدا ہوتی ہین یا بندونسے پیدا ہوتی ہین اور یہ بھی ہم نہین جانتے کہ بندے بعد موت کے ثواب پاوینگے یا عذاب پاوینگے اور (۵) شیطانیہ جسکا یہ قول ہی کہ خدا نے شیطان کو نہین پیدا کیا ہی اور (۶) شریکیہ جو کہتے ہین کہ سب برائیان مقدر ہین سوا کفر کے

والوهمية قالوا ليس لافعال الخلق وكلامهم ذات ولا للحسنة ولا السيئة ذات والربوبية قالوا كل كتاب نزل من الله تعالى فالعمل به حق ناسخا كان او منسوخا والمثبرية زعموا ان من عصى ثم تاب لم تقبل توبته والناكثية زعموا ان من نكث بيعة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلا اثم عليه والقاسطية فضّلوا طلب الدنيا على الزهد فيها والنظامية تبعوا ابراهيم النظام فى قوله من زعم ان الله شئ فهو كافر وانقسمت الجهمية اثنتى عشرة فرقة المعطلة زعموا ان كل ما يقع عليه وهم الانسان فهو مخلوق و ان من ادعى ان الله يرى فهو كافر والمرسية قالوا اكثر صفات الله مخلوقة والواردية جعلوا البارى سبحانه و تعالى فى كل مكان والملتزقة قالوا لا يدخل النار من عرف ربه ومن دخلها لم يخرج منها ابدا

**ترجمہ** اور (۷) وہمیہ کہتے ہین کہ مخلوق کے افعال کی ذات نہین ہے اور نہ نیکی و بدی کی ذات ہے اور (۸) ربوبیہ (اور فرقہ) کہتے ہین۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کتابین اُتری ہین تو اُس پر عمل کرنا فرض ہے خواہ کوئی اُسکو ناسخ کہے یا منسوخ کہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ اس نفس پرست فرقہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر آدم ؑ کے وقت مین بھائی بہن کا نکاح دو بطن مختلف سے جائز تھا تو اب بھی یہ لوگ اُس پر عمل کرینگے اسی طرح حضرت یعقوب کے وقت مین دو بہنون کا نکاح اور ما بعد شراب خواری وغیرہ سب عمل مین لاوینگے اور (۹) مثبریہ کہتے ہین کہ جس نے گناہ کرکے توبہ کی تو اُس کی توبہ قبول نہ ہوگی اور (۱۰) ناکثیہ فرقہ کہتا ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت توڑدی تو اُس پر گناہ نہین ہے اور (۱۱) قاسطیہ کہتے ہین کہ دنیا مین زاہد ہونے سے یہ افضل ہے کہ دنیا تلاش کرنیمین کوشش کرے اور (۱۲) نظامیہ جسنے ابراہیم نظام کی پیروی مین یہ کہا کہ جو کوئی اللہ تعالیٰ کو شے کہے تو وہ کافر ہی **ف** مترجم کہتا ہی کہ یہ بھی فرقہ اعتقاد معتزلہ پر گمراہ ہے اور یہ ایک بات اُس گمراہی پر اور زیادہ بڑہائی ہی اسی طرح ان سب فرقون مین باہم مخالفت ہے اور سب خلاف طریقۂ رسالت ہین ۔م۔ اور جہمیہ فرقہ میں بھی بارہ شاخین ہین (۱) معطلہ جو کہتے ہین کہ جس چیز پر انسان کا وہم پڑے وہ مخلوق ہی اور جو کوئی دعوےٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے تو وہ کافر ہے (۲) مرسیہ (مُرَیسیہ) فرقہ گمراہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اکثر صفات مخلوق ہین اور (۳) واردیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہی **ف** تعجب ہے کہ اسی گمراہ فرقہ کا یہ اعتقاد اکثر عوام اہل السنۃ مین پھیل گیا اور یہ لوگ بھی کہنے لگے کہ خدا ہر جگہ موجود ہے شاید اسکا سبب یہ ہوا کہ محکمۂ عدالت و قضا مین قسم لینی کا یہ طریقہ تھا کہ خدا کو حاضر ناظر جانکر قسم کہا ؤ یا گواہی دو تو عوام اپنی بعلمی سے یہ سمجھے کہ خدا حاضر موجود ہے حالانکہ قاضی کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ عالم و ناظر ہی اور یہی عربی محاورہ ہے یعنی اللہ تعالےٰ تجکو دیکھتا اور علیم و خبیر ہی یہ یاد کرکے سچی قسم کھائی گا عوام نے اپنی سمجھ سے حاضر کے یہ معنی لگائے جیسے آپسمین بولا کرتے ہین لہذا علما پر فرض ہی کہ وعظ مین اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و اعتقاد حق کو اول بیان کیا کرین تاکہ آیندہ انکی نصیحت سے ایمان والون کو مفید ہو واللہ سبحانہ ہو الموفق اور (۴) ملتزقہ کہتا ہی کہ جسنے اللہ کو پہچانا وہ جہنم مین نہ جائے گا اور جو کوئی جہنم مین گیا وہ کبھی وہانسے نہین نکالا جائیگا **ف** مترجم کہتا ہی کہ اس فرقہ جاہل کو نفس نے اُن کو یہ یقین دلایا کہ تم لوگ اللہ کو پہچانتے والے ہو بعد اس جاہل نے

والزنادقة قالوا ليس لاحد ان يثبت لنفسه ربا لان الاثبات لا يكون الا بعد ادراك الحواس وما يدرك
فليس باله وما لا يدرك لا يثبت والحرقية زعموا ان الكافر يحرقه النار مرة واحدة ثم يبقى محترقا ابدا لا يجد حر النار
والمخلوقية زعموا ان القران مخلوق والفانية زعمت ان الجنة والنار فنيان ومنهم من قال لم يخلقا
والعربية جحدوا الرسل وقالوا انما هم حكماء والواقفة قالوا لا نقول القران مخلوق ولا غير مخلوق
والقبرية ينكرون عذاب القبر والشفاعة واللفظية قالوا لفظنا بالقران مخلوق وانقسمت المرجية
اثنتي عشرة فرقة التاركية قالوا ليس لله على خلقه فريضة سوى الايمان به فمن امن به وعرفه
فليفعل ما شاء والسابية قالوا ان الله تعالى سيب خلقه ليعملوا ما شاؤا و
المرجية قالوا لا يسمى الطائع طائعا ولا العاصي عاصيا لانا لا ندري ماله عند الله

**ترجمہ** اور (۵) زنادقہ کہتے ہین کہ کسی کے واسطے یہ ممکن نہین ہے کہ اپنی ذات کی واسطے کوئی رب (پروردگار) ثابت کرے اسلیے کہ
ثابت کرنا جبھی ہوسکتا ہے کہ حواس سے ادراک کر لے حالانکہ یہ ادراک نہین ممکن ہے تو یہ حواس کے ادراک کرنیکا آلہ نہین ہوسکتے ہین تو پھر جو چیز
ادراک ہی نہین ہوسکتی ہے تو ثابت بھی نہین ہوسکتی ہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ دلیل محض غلط اور بالکل خبط ہے اور یہ سبب بھی غلط
ہے کہ رب کو ثابت کرے اسلیے کہ پہچاننا اور ہے اور ثابت کرنا اور ہے اسیواسطے مصنف رحمہ نے ان احمقونکی دلیل بھی نقل کردی تاکہ لوگ
سمجھ لین کہ یہ فرقہ کیسا بیوقوف ہے اور (۶) حرقیہ فرقہ کا قول ہے کہ کافر کو (جب جہنم مین ڈالا جائیگا) آگ ایکبار جلاکر کوئلہ کردیگی پھر وہ
ہمیشہ کوئلہ پڑا رہیگا اسکو آگ کی جلن محسوس نہوگی اور (۷) مخلوقیہ کہتا ہے کہ یہ قرآن مخلوق ہے (۸) فانیہ فرقہ کا قول ہے کہ جنت و دوزخ
دونون فنا ہونیوالی ہیں اور اُن مین سے بعضے یہ کہتے ہین کہ ہنوز وہ دونون پیدا ہی نہین ہوئی ہین اور (۹) عربیہ نے پیغمبرون سے انکار
کیا یعنی وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے بھیجے ہوئے نہین ہین بلکہ وہ لوگ صرف عقلا تھے **ف** یہ قول محض کفر ہے اور یہی اس زمانہ مین نیچریہ فرقہ کا قول
ہے جو سر سید احمد خان کی کتاب مین جو تفسیر کے نام سے لکھی ہے صاف مذکور ہے اور (۱۰) واقفیہ کہتے ہین کہ ہم توقف کرتے ہین نہ یہ
کہتے ہین کہ قرآن مخلوق ہے اور نہ یہ کہ نہین مخلوق ہے اور (۱۱) قبریہ کہتا ہے کہ قبر مین عذاب (ثواب) نہین ہے اور نہ آخرت مین شفاعت
ہے اور (۱۲) لفظیہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن کے ساتھ ہمارا تلفظ کرنا مخلوق ہے اور اسیطرح مرجیہ فرقے کی بھی بارہ قسمیں ہین (۱)
تارکیہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے مخلوق پر کوئی عمل فرض نہین ہے سوا ایمان کے پس جب بندہ اُس پر ایمان لایا اور اُسکو
پہچانا تو پھر جو چاہے وہ کرے اور (۲) سابیہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کر کے چھوڑ دیا ہے کہ جو چاہین وہ کرین **ف** مترجم
کہتا ہے کہ ہان پھر جو کچھ کرینگے اُسکا عوض آخرت مین پائینگے لیکن اس گمراہ فرقے نے اس سے انکار کیا۔ اور (۳) مرجیہ کہتا ہے کہ ہم
کسی بدکار کو عاصی و نافرمان نہین کہ سکتے اور نہ کسی نیکوکار کو طائع و فرمانبردار کہہ سکین کیونکہ ہم کو یہ نہین معلوم کہ اُسکے لیے عند اللہ کیا ہے
**ف** اس فرقہ کا یہ مطلب نہین کہ ہم انجام نہین جانتے ہین اس لیے کہ انجام کو کوئی نہین جانتا ولیکن جو حالت بالفعل موجود ہے
یہ ظاہر ہے تو یہ فرقہ اس سے بھی منکر ہے گویا کہتا ہے کہ اس بدکار کی بدکاری شاید پسندیدہ ہو اور یہ قبیح گمراہی ہے ٭

والسّاكتيّة قالوا الطاعات ليست من الايمان والبهشيئة قالوا الايمان العلم ومن لا يعلم الحق من
الباطل والحلال من الحرام فهو كافر والعمليّة قالوا الايمان العمل والمستثنية نفوا الاستثناء في الايمان
والمتشبهة يقولون لله بصر كبصري ويد كيدي والحشويّة جعلوا احكم الاحاديث كلها واحدًا فعندهم ان تارك النفل
كتارك الفرض والظاهرية الذين لا يقولون بالقياس والبدعية اول من ابتدع الاحداث في هذه الامة و
انقسمت الرافضة اثنتي عشرة فرقة العلويّة قالوا ان الرسالة كانت الى علي وان جبرئيل اخطأ والامريّة
قالوا ان عليا شريك محمد في امره والشيعيّة قالوا ان عليا
وصي رسول الله ووليه من بعده وان الامة كفرت بمبايعة غيره والاسحاقية

الامان

**ترجمہ** اور (۴) ساکتیہ کہتا ہے کہ نیک اعمال و طاعات کچھ ایمان سے نہین ہین اور (۵) بھشیہ کہتا ہے کہ ایمان علم ہے اور جس نے حق کو باطل سے تمیز کرنا اور حلال کو حرام سے تمیز کرنا نجانا وہ کافر ہے اور (۶) عملیہ کہتا ہے کہ ایمان فقط عمل ہی اور (۷) مستثنیہ نے ایمان مین استثنا سے انکار کیا اور (۸) مشبہہ کہتا ہے کہ خدا کی آنکھ میری آنکھ جیسی ہے۔ اور میرے ہاتھ کی طرح ہاتھ ہے **ف** اور عرش پر اسیطرح مستوی ہی جیسے ہم لوگ تخت پر بیٹھتے ہین (۹) حشویہ نے سب احادیث کا ایک حکم ٹھیرایا چنانچہ اُن کے نزدیک فرض ترک کرنے کا حکم ویسا ہی ہی جیسے نفل ترک کرنے کا **ف**۔ مترجم کہتا ہے کہ حشویہ نام اسلیئے ہوا کہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ قرآن مجید مین الم اور طس اور حم وغیرہ حروف مقطعات صرف زائد حروف بے معنی ہین اور جو آیتین عذاب کا خوف دلانے والی ہین وہ فقط دھمکی ہے نعوذ باللہ من کفرہم۔ (۱۰) ظاہریہ وہ فرقہ ہے جو شرعی مسائل مین قیاس سے حکم اجتہادی نکالنے سے انکار کرتے ہین اور (۱۱) بدعیہ جس نے اول اول اس امت مین بدعت کا احداث شروع کیا **ف** دوازدہم مذکور نہین ہے اور بعض نے کہا کہ اُس کا یہ اعتقاد ہے کہ جب ہم نے ایمان کا اقرار کیا تو جو کچھ نیکی کرین وہ مقبول ہے اور جو برائیان مانند زنا اور چوری وغیرہ کے عمل مین لاوین وہ بخشی جاتی ہین چاہے توبہ کرے یا نہ کرے واللہ اعلم۔ فرقہ رافضہ کی بھی بارہ شاخین ہی (۱) علویہ کہتا ہے کہ رسول بنانے کا پیغام اصل مین جبریل علیہ السلام کے ہاتھ حضرت علی کیطرف بھیجا گیا تھا اور جبرئیل نے غلطی کر کے وہ دوسری جگہ پہونچا دیا **ف** جیسے یہود کہتے تھے کہ جبرئیل ع نے ہماری عداوت سے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمٰعیل مین وحی اُتاری ہے یہ لوگ کافر ہین (۲) آمریہ۔ یہ فرقہ کہتا ہے کہ کار نبوت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ شریک ہین **ف** یہ بھی ظاہر کفر ہے (۳) شیعیہ فرقہ کہتا ہے کہ علی رض وصی رسول اللہ اور آپ کے بعد خلیفہ تھے اور امت نے دوسری کی بیعت کر کے کفر کیا **ف** مترجم کہتا ہے کہ امام ذہبی وغیرہ نے لکھا ہے کہ قدیم شیعیہ فرقہ کا قول فقط یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ عثمان رضی اللہ عنہ سے افضل ہین اور جس نے ان سے لڑائی کی اُس نے گناہ کمایا پھر اس فرقہ میں بعضے بڑھکر کہنے لگے بلکہ علی رض سب سے افضل ہین لیکن اللہ تعالی نے ابوبکر و عمر و عثمان کو پہلے خلیفہ اسلیئے کر دیا تا کہ خلافت کا خاتمہ علی رض پر ہو۔ او آپ کی اولاد مین قیامت تک باقی رہے جیسے نبوت آنحضرت صلعم پر ختم ہوئی اور جو قول مصنف نے بیان کیا یہ رافضیہ فرقہ کا جو آخر مین پیدا ہوا ہے (۴) اسحاقیہ

قالوا النبوة متصلة الى يوم القيامة وكل من يعلم علم اهل البيت فهو نبي والناؤوسية قالوا علي خير
افضل الامة فمن فضل غيره عليه فقد كفر والامامية قالوا لا يمكن ان تكون الدنيا بغير امام من ولد الحسين
وان الامام يعلمه جبريل فاذا مات بدل مكانه مثله والزيدية قالوا ولد الحسين كلهم ائمة في الصلوات فمتى وجد منهم
احد لم يجز الصلوة خلف غيرهم برهم وفاجرهم والعباسية زعموا ان العباس كان اولى بالخلافة من غيره و
المتناسخة قالوا الارواح تتناسخ فمن كان محسنا خرجت روحه فدخلت في خلق تسعد بعيشه وان كان مسيئا
دخلت روحه في خلق تشقى بعيشه والرجعية زعموا ان عليا واصحابه يرجعون الى الدنيا وينتقمون من اعدائهم واللاعنة
يلعنون عثمان وطلحة والزبير ومعوية وابا موسى وعائشة وغيرهم والمتربصة تشبهوا بزي النساك ونصبوا في كل عصر رجلا
ينسبون اليه الامر ويزعمون انه مهدي هذه الامة فاذا مات نصبوا اخر وانقسمت الجبرية اثنتي عشرة فرقة
فمنهم المضطرية قالوا لا فعل للادمي بل الله يفعل الكل والافعالية
قالوا لنا افعال ولكن لا استطاعة لنا فيها وانما نحن كالبهائم

**ترجمہ** فرقہ کہتا ہے کہ نبوت تاقیامت ہوتی چلی جائیگی اور جو کوئی اہل بیت کا علم جانے وہی نبی ہونا ہوگا (۵) ناؤوسیہ فرقہ
کہتا ہے ۔ کہ حضرت علیؓ سب امت سے افضل ہین پس جو کوئی کسی دوسرے صحابی کو آپ پر فضیلت دے وہ کافر ہوگا (۶) امامیہ فرقہ
کہتا ہے کہ دنیا کبھی ایک امام سے خالی نہ ہوگی اور وہ امام اولاد حسین رضی اللہ عنہ سے ہوگا اور اسکو جبرئیل علیہ السلام تعلیم کرتا رہیگا
جب وہ مریگا تو بجائے اُسکے دوسرا اُسکی مثل قائم ہوگا ف اس زمانہ مین جس فرقے نے امامیہ اپنا نام رکھا ہے وہ تو ناؤوسیہ
و رافضیہ وغیرہ کا مجموعہ مرکب ہے (۷) زیدیہ فرقہ کہتا ہے کہ نماز کے امام کل اولاد حسین ہین تو جب تک اُن مین سے کوئی ہو تو کسی غیر
کے پیچھے نماز نہین جائز ہے خواہ وہ پرہیزگار ہو یا اُسکے افعال خلاف شرع ہون (۸) عباسیہ فرقہ کا زعم یہ ہے کہ سب سے زیادہ
حقدار خلافت عباس بن عبدالمطلب تھے (۹) متناسخہ فرقہ کا یہ قول ہے کہ روحین ایک بدن سے نکلکر دوسرے بدن مین جاتی ہین چنانچہ اگر
وہ شخص نیکوکار تھا تو اُسکی روح نکلکر ایسے بدن مین پڑجاتی ہے جو دنیا مین عیش سے رہنے والا ہے اور اگر بدکار تھا تو ایسے بدن مین پڑتی
ہے جو دنیا مین کوفت و تکلیف سے زندگی بسر کریگا ۔ (۱۰) رجعیہ فرقہ کا زعم یہ ہے کہ حضرت علی اور آپکے اصحاب دنیا مین دوبارہ لوٹ
آوینگے اور یہان اپنے دشمنون سے اپنا بدلا لینگے (۱۱) لاعنہ فرقہ وہ ہے جو حضرت عثمان و طلحہ و زبیر و معاویہ و ابو موسیٰ اشعری
و ام المومنین عائشہ وغیرہم رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتے ہین (۱۲) متربصہ ایک فرقہ ہے کہ عابد فقیر و نکا سا لباس پہنتے ہین اور ہر وقت
مین ایک شخص کو مقرر کرکے رکھتے ہین ۔ کہ یہی اس عصر مین صاحب الامر ہے اور یہی اس امت کا مہدی ہے پھر جب وہ مرا تو دوسرے
کو اسیطرح مقرر کر لیتے ہین ۔ اور جبریہ فرقہ بھی بارہ قسمون مین منقسم ہوا ہے از انجملہ (۱) مضطریہ فرقہ کہتا ہے ۔ کہ آدمی کچھ بھی نہین
کرسکتا بلکہ جو کچھ کرتا ہے وہ اللہ تعالےٰ ہی کام کرتا ہے (۲) افعالیہ فرقہ کہتا ہے کہ ہمارے افعال تو ہم سے صادر ہوتے ہین
ولیکن ہم کو اُسکے کرنے یا نہ کرنے مین استطاعت خود نہین ہے بلکہ ہم لوگ بمنزلہ جانوروں کے ہین ۔ + + + + + + + + +

المفروغية

تقاد بالحبل والمفروغية قالت كل الاشياء قد خلقت والآن لا يخلق شئ والنجارية زعموا ان الله تعالى يعذب الناس على فعله لا على فعلهم والمباينية قالوا عليك بما يخطر بقلبك فافعل ما توسمت منه الخير والكسبية قالوا لا يكسب لعبد ثوابا ولا عقابا والسابقة قالوا من شاء فليعمل ومن شاء لم يعمل فان السعيد لا تضره ذنوبه والشقي لا ينفعه بره والحبية قالوا من شرب كاس محبة الله تعالى سقطت عنه عبادة الاركان والخوفية قالوا من احب الله لم يسعه ان يخافه لان الحبيب لا يخاف حبيبه والبكرية قالوا من ازداد علما سقط عنه بقدر ذلك من العبادة والحسنية قالوا الدنيا بين العباد سواء لا تفاضل بينهم فيما ورثهم ابوهم آدم والمعية قالوا منا الفعل ولنا الاستطاعة

الفكرية

## الباب الثالث في التحذير من فتن ابليس ومكايده قال المصنف

اعلم ان الآدمي لما خلق فتركب فيه الهوى والشهوة ليجتلب بذلك ما ينفعه ووضع فيه الغضب ليدفع به ما يؤذيه واعطى العقل كالمؤدب يامره بالعدل فيما يجتلب ويجتنب وخلق الشيطان محرضا له على الاسراف في اجتلابه واجتنابه

---

کہ وہ رسی سے باندھ کر جدہر کہ چاہتے ہیں ہانکے جاتے ہیں (۳) مفروغیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ کل چیزیں پیدا ہو چکیں اب کچھ پیدا نہیں ہوتا ہے (۴) نجاریہ فرقہ کہتا ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندون کو اُن کے نیک و بد افعال پر عذاب نہیں کرتا بلکہ اپنے فعل پر عذاب کرتا ہی (۵) مباینیہ فرقہ کہتا ہے کہ تجھپر لازم فقط وہ ہی جو تیرے دلمین آئے پس جس دلی خطرہ سے تجھے بہتری نظر آوے اُسپر عملکر (۶) کسبیہ فرقہ کہتا ہے کہ بندہ کچھ ثواب یا عذاب نہیں کماتا ہی (۷) سابقہ وہ فرقہ ہے جو کہتا ہے کہ جس کا جی چاہے نیک کام کرے اور جس کا جی چاہے نہ کرے اسلیے کہ جو نیکبخت ہی اُسکو گناہ ہونے سے کچھ ضرر نہیں ہوگا اور جو بدبخت ہے اسکو نیکیونسے کچھ فائدہ نہ ہوگا (۸) حبیہ فرقہ کہتا ہی کہ جسنے شراب محبت الٰہی کا پیالہ پیا اُس سے ارکان عبادت ساقط ہو جاتے ہین (۹) خوفیہ فرقہ کہتا ہی۔ کہ جس نے اللہ تعالی سے محبت کی تو اوسکو روا نہین کہ اللہ تعالی سے خوف کرے اس لیئے کہ محب اپنے محبوب سے خوف نہین کرسکتا (۱۰) بکریہ فرقہ کہتا ہے کہ جس قدر علم معرفت بڑہے اوسیقدر عبادت اُس کے ذمہ سے ساقط ہوتی جاتی ہی (۱۱) حسنیہ فرقہ کہتا ہی۔ کہ دنیا سب لوگونمین برابر مشترک ہے کسیکو دوسرے پر زیادتی نہین ہی کیونکہ وہ اُن کے باپ آدم علیہ السلام کی میراث ہی (۱۲) معیہ فرقہ کہتا ہے۔ کہ یہ افعال ہم سے صادر ہوتے ہین اور ہم کو ان کی استطاعت و قدرت حاصل ہے

## باب سوم

ابلیس کی مکاری چالون اور فتنون سے بچنے کی تاکید کا بیان ✦ **مصنف** نے کہا کہ انسان مین خواہش نفسانی و شہوات مرکب ہین جنکی وجہ سے وہ ایسی چیزین تلاش کرلاتا ہی جنکو اپنے جی مین آرام و نفع پہنچانیوالی جانتا ہی۔ اور انسان مین غضب (غصہ) بھی رکھا گیا ہے جس سے وہ ایذا دینے والی چیزین دفع کرتا ہی۔ اور اُسکو عقل بھی عطا ہوئی ہی جو اس کو طفیل نفس کیواسطے گویا ادب دینے والی معلم ہی کہ اُس کو سکھاتی رہتی ہی۔ کہ جو چیزین حاصل کرے یا جن کو دفع کرے سب اعتدال کے ساتھ ہون اور شیطان اوسکا دشمن پیدا کیا گیا ہے۔ جو گمراہ کو ابھارتا رہتا ہے۔ کہ حاصل کرنے اور دفع کرنے مین حد سے بڑھ چلے ✦

بکریہ

قالوا یجب علی العاقل ان یاخذ حذرہ من ہذا العدو الذی قد بان عداوتہ من زمن آدم وقد بذل نفسہ وعمرہ فی افساد احوال بنی آدم وقد امر اللہ تعالیٰ عزوجل بالحذر منہ فقال لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ اِنَّہٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالسُّوْءِ وَالْفَحْشَاءِ وَاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وقال الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وقال يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيْدًا وقال اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطَانُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰہِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ وقال اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ وقال اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْہُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَہٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ وقال وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰہِ الْغَرُوْرُ وفی القرآن من ہذا کثیر

**فصل** وینبغی ان یعلم ان ابلیس الذی شغلہ التلبیس اول من اشتبہ الامر علیہ فاعرض عن النص الصحیح علی السجود واخذ یفاضل

**ترجمہ** حکماء ربانیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا کہ عاقل پر لازم ہے کہ ایسے دشمن سے ہر وقت بچا رہے جسکی عداوت انسان کے ساتھ زمانہ آدم علیہ السلام سے صاف ظاہر ہو چکی ہے جس نے اپنے آپ کو تمام عمر اسی واسطے وقف کر دیا ہے۔ کہ ہر حال میں اولاد آدمؑ کی بربادی میں اپنی پوری کوشش صرف کریگا۔ اور اللہ عزوجل نے انسان کو اگرچہ یہ قوت نہیں دی کہ شیاطین کو دیکھیں تو اُسکے عوض میں آگہی دیدی اور اس دشمن سے بچے رہنے کی تاکید فرمائی بقولہ تعالیٰ لاتتبعوا خطوت الشیطان انہ لکم عدو مبین الآیۃ (سیقول ربع اول) یعنی اے اہل ایمان تم لوگ شیطان کے قدموں کی نشان پہ چلو وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔ وہ تمکو بری باتوں اور بدکرداریوں ہی کی تاکید کرتا رہتا ہے اور نیز اس امر کی کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی شان میں وہ بات کہو جسکا علم تم کو نہیں ہے وبقولہ تعالیٰ الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تمکو محتاج ہو جانے سے ڈراتا ہے اور قبیح بدکاریوں کی تاکید کرتا رہتا ہے **ف** مترجم کہتا ہے کہ یہ معجزہ آنکھوں دیکھا ہے کہ راہ خیر میں خرچ کرتے وقت یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے کہ بال بچوں کا ساتھ ہے اور یہی شخص بال بچوں کے ختنہ وغیرہ میں فحش قبائح میں اسراف کیساتھ خرچ کرتا ہے یہ بالکل شیطان کی اتباع ہے (م) وبقولہ تعالیٰ ویرید الشیطان ان یضلہم ضلالا بعیدا یعنی شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان کو دور کی گمراہی میں بھٹکا دے وبقولہ تعالیٰ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر۔ الآیۃ یعنی شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب و قمار بازی سے تم لوگوں میں باہمی عداوت اور بغض ڈالدے اور تمکو یاد الٰہی و نماز سے روک رکھے اب تو تم ان کاموں سے باز رہو گے۔ وبقولہ تعالیٰ انہ عدو مضل مبین یعنی شیطان کھلا ہوا گمراہ کرنیوالا دشمن ہے۔ وبقولہ تعالیٰ ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا الآیۃ یعنی شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اُسکو دشمن بنائے رہو وہ اپنے گروہ کو اسلیے بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ بھی جہنم میں رہنے والے ہو جاویں۔ وبقولہ تعالیٰ ولا یغرنکم باللہ الغرور یعنی شیطان تمکو اللہ تعالیٰ کیساتھ دھوکے میں ڈالے **ف** بچے رہو اور قرآن مجید میں اس قسم کی آیات بکثرت وارد ہیں

**فصل** جان لینا چاہیے کہ یہ ابلیس جسکا یہی کام ہے کہ اپنی ہمجنس مخلوقات کو تلبیس و شبہہ میں ڈالتا ہے سب سے پہلے وہ خود شبہ میں پڑا اور امر الٰہی سے مشتبہ ہو کر صریح حکم سجدہ سے جو بالکل صحیح تھا منہ موڑ کر قیاس دوڑانی لگا اور خلقت

بین الاصول فقال خلقتنی من نار وخلقته من طین ثم اردف ذلک بالاعراض علی المالک الحکیم فقال ارأیتک هذا الذی کرمت علی والمعنی خبرنی لم کرمته علی هذا الاعتراض ان الذی فعلته لیس بحکمة ثم اتبع ذلک بالکبر فقال انا خیر منه ثم امتنع من السجود فاهان نفسه التی اراد تعظیمها باللعنة والعقاب فمتی سوّل للانسان امرا فینبغی ان یحذر منه اشد الحذر ولیقل له حین امره ایاه بالسوء انما ترید بما تامرنی بنصحی ببلوغ شهوتی وکیف ینصح صواب النصح للغیر من لم ینصح نفسه ثم کیف اثق بنصیحة عدوّ فانصرف فما فی لقولک منفذ فلا یبقی لانه لیستعین بالنفس لانه یحث علی هواها فلیستحضر العقل ان ثبت التفکر فی عواقب الذنب لعل من توفیق یبعث جند عزیمة ثم یسکر الهوی والنفس **وعن عیاض بن حمار** قال قال رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم یا ایها الناس ان الله عز وجل امرنی ان اعلمکم ما جهلتم مما علمنی فی یومی هذا ان کل مال نحلته عبدی فهو له حلال وانی خلقت عبادی حنفاء کلهم فاتتهم الشیاطین فاجتالتهم من دینهم وامرتهم ان یشرکوا بی ما لم انزل به سلطانا

**ترجمہ** کے عناصر میں فضیلت دینے لگا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگاہ فرمایا **خلقتنی من نار وخلقته من طین** یعنی ابلیس نے کہا کہ تونے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور اُسکو تونے گوندھی مٹی سے پیدا کیا ہے۔ پھر اس نافرمانی کے بعد مالک حکیم عز وجل کی جناب میں اعراض لایا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **ارأیتک هذا الذی کرمت علی** الآیۃ یعنی مجھے آگاہ کر دے کہ آخر تونے اسکو کیوں مجھپر فضیلت دی اس اعتراض کی تہ میں اُسکی یہ جہالت ہے کہ تونے جو اسکو مجھپر فضیلت دی تو یہ کچھ حکمت نہیں ہے پھر اسکے بعد تکبر کرنے لگا کہ **انا خیر منه** یعنی میں اس سے بہتر ہوں پھر سجدہ بجالانے سے باز رہا اس سے کچھ نہ ہوا سوائے اسکے کہ شیطان نے خود اپنے نفس کو دائمی لعنت وعذاب سے خوار کیا۔ حالانکہ اپنے نزدیک وہ اپنے نفس کی بزرگی کرنا چاہتا تھا۔ پھر جب شیطان کسی انسان کو کوئی بات رچاوے۔ تو انسان کو سخت پرہیز کے ساتھ شیطان دشمن سے ڈرنا چاہیئے۔ اور جب وہ بری بات کہے تو اُس کو جواب دے کہ اے شیطان جو کچھ تو مجھ سے کہتا ہے اسمیں میری خیرخواہی بس یہی ہے کہ جو کچھ میری خواہش ہے وہ مجھے حاصل ہو جاوے لیکن جس نے اپنی ذات کی خیرخواہی نہ کی وہ دوسرے کی بھی خیرخواہی کیونکر کریگا۔ اس کے علاوہ میں خالص دشمن کی خیرخواہی پر کیونکر بھروسا کروں لہذا تو اپنی راہ لے کیونکہ میرے نزدیک تیری بات کارگر ہونے والی نہیں ہے۔ اب شیطانکو کوئی حیلہ باقی نہ رہیگا سوائے اسکے کہ وہ انسان کی نفس امارہ سے مدد لے کیونکہ وہ آدمی کے جی کو اُسکی چہیتی چیز پر اُبھاریگا۔ تو اُسوقت عقل کو بلانا چاہیئے تاکہ وہ ثابت قدم ہو کر گناہ کی انجام کار میں فکر کرے امید ہے کہ توفیق اپنا مددی لشکر عزم بھیجدے کہ اُسکی مردانہ ہمت سے لشکر شیطانی ونفسانی بھاگ کھڑے ہوں گے **عیاض** بن حمار نے کہا کہ رسول صلعم نے فرمایا اے لوگو اللہ نے مجھکو حکم دیا ہے کہ تم کو وہ باتیں بتاؤں جو تم نہیں جانتے اور اللہ نے مجھکو آج ہی بتائیں ہیں وہ یہ کہ اللہ فرماتا ہے جو مال میں نے اپنے بندہ کو بخشدیا وہ اسکو حلال ہے اور میں نے اپنے تمام بندوں کو ایک سیدھے دین پر پیدا کیا پھر شیاطین انکے پاس آئے اور انکو انکے دین سے پھیر دیا اور اُن کو حکم دیا کہ میرے ساتھ اُن چیزوں کو شریک کریں جنکی بابت میں نے کوئی برہان نہیں نازل کی

وان اللہ تعالی نظر الی اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقایا من اهل الکتب **وعنه** ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
خطب ذات یوم فقال فی خطبته ان ربی عز وجل امرنی ان اعلمکم ما جهلتم مما علمنی فی یومی هذا کل مال نحلته عبادی حلال
وانی خلقت عبادی حنفاء کلهم وانهم اتتهم الشیاطین فاضلتهم عن دینهم وحرمت علیهم ما احللت لهم وامرتهم ان یشرکوا بی
ما لم انزل به سلطانا ثم ان اللہ نظر الی اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقایا من اهل الکتب **وعن** جابر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان ابلیس یضع عرشه علی الماء ثم یبعث سرایاه فادناهم منه منزلة اعظمهم فتنة یجیء احدهم فیقول
فعلت کذا وکذا فیقول ما فعلت شیئا قال ویجیء احدهم فیقول ما ترکته حتی فرقت بینه وبین اهله قال
فیدنیه منه او قال فیلتزمه ویقول نعم انت **وعنه** قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان ابلیس قد یئس ان یعبده المصلون ولکن فی التحریش بینهم
**قال المصنف** انفرد باخراج الحدیث والذی قبله مسلم
وفی لفظ حدیثه قد یئس ان یعبده المصلون فی جزیرة العرب **وعن** انس بن مالک عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الشیطن واضع خطمه علی قلب ابن ادم فان ذکر اللہ خنس وان نسی التقم قلبه

بینه

---

**ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اہل زمین کو عرب سے لیکر عجم تک دیکھا تو سوائے چند بقایائے اہل کتاب کے سب پر غصہ فرمایا **عیاض**
بن حمار رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑہا۔ اور اُس خطبہ مین فرمایا کہ میرے پروردگار عز وجل نے مجھ کو
ارشاد فرمایا کہ تمکو وہ باتین تعلیم کرون جو تم نہین جانتے اور مجھکو آج ہی اللہ تعالے نے تعلیم فرمائی ہین وہ یہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہے مینے جو
کچھ اپنے بندونکو بخشدیا وہ حلال ہی اور مینے اپنے بندونکو ایک دین برحق پر پیدا کیا پھر اُنکی پاس شیاطین آئے اور اُنکو اُنکے دین سے
گمراہ کردیا اور جو چیزین مینے اُن پر حلال کی تھی شیاطین نے حرام کردی اور اُنکو حکم دیا کہ میری ساتھ اُس چیز کو شریک کرین جسکے لیے مینے کوئی
حجت نازل نہین کی پھر خدا تعالی نے اہل زمین کو دیکھا اور بجز چند باقیماندہ اہل کتاب کے سب اہل عرب و عجم پر غصہ فرمایا۔ **جابر** رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس لعین اپنا تخت پانی پر رکھتا ہی پھر اپنی لشکرون کو بھیجتا ہی اُن لشکرون مین سے
شیطان کی نزدیک زیادہ مقرب وہ ہوتا ہی جو بڑی سی بڑا فتنہ برپا کرتا ہی۔ پھر اُسمین سے ایک آتا ہے۔ اور بیان کرتا ہی کہ مینے ایسا کیا اور ویسا
کیا شیطان جواب دیتا ہی کہ تونے تو کچھ بھی نہین کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن مین سے ایک آکر کہتا ہی کہ مینے فلان شخص اور
اُسکی اہل مین تفرقہ ڈالدیا یہ سنکر شیطان اُسکو اپنے قریب بٹھاتا ہی یا یہ فرمایا کہ بغل مین لے لیتا ہی اور کہتا ہی کہ ہان بیشک تو اچھا ہی اور تو نے بڑا کام کیا
**جابر** رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے ناامید ہوگیا ہی کہ نمازی لوگ اوسکی پرستش کرین لیکن اُن کی درمیان لڑائی جھگڑا ڈالنے
مین تیح قابو پانے کا **مصنف** رح نے کہا کہ یہ اخیر کی دونو حدیثین فقط مسلم نے روایت کی ہین اور اُن کی روایت مین اسطرح ہی کہ شیطانکو اس سے
ناامیدی ہوگئی کہ جزیرۂ عرب مین نمازی لوگ اُسکی عبادت کرین **انس** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان
اپنی سونڈ کو فرزند آدم کی دل پر رکھی ہوئے ہے اگر وہ خدا تعالے کا ذکر کرتا ہی تو سونڈ پیچھے ہٹا لیتا ہے اور اگر خدا کو بھول جاتا ہی تو اُسکے دل کو

وعن ابن مسعود قال ان الشيطان اطاف باهل مجلس ذكر ليفتنهم فلم يستطع ان يفرق بينهم فاتى حلقة يذكرون الدنيا فاغوى بينهم حتى اقتتلوا فقام اهل الذكر فحجزوا بينهم فتفرقوا وعن قتادة قال ان لابليس شيطانا يقال له قبقب الجمه اربعين سنة فاذا دخل الغلام فى هذا الطريق قال له دونك انما كنت الجمك لمثل هذا اجلب عليه وافتنه وعن ثابت البنانى قال بلغنا ان ابليس ظهر ليحيى بن زكريا عليه السلام فراى عليه معاليق من كل شئ فقال يحيى يا ابليس ما هذه المعاليق التى ارى عليك قال هذه الشهوات التى اصيب بهن ابن ادم قال فهل لى فيها من شئ قال ربما شبعت فثقلتك عن الصلوٰة وثقلناك عن الذكر قال هل غير ذلك قال لا والله قال لله على ان لا املأ بطنى من الطعام ابدا قال ابليس ولله على ان لا انصح مسلما ابدا وعن الحارث بن قيس قال اذا اتاك الشيطان وانت تصلى فقال انك ترائى فزدها طولا وعن ابن عامر سمع عبيد بن رفاعة يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم قال كان راهب فى بنى اسرائيل فاخذ الشيطان جارية فخنقها والقى فى قلوب اهلها ان دواءها عند الراهب فاتى بها ان يقبلها فلم يزالوا به حتى قبلها وكانت عنده فاتاه الشيطان فقال الان تفضح ياتيك اهلها فاقتلها فان اتوك فقل ماتت فقتلها ودفنها

**ترجمہ ابن مسعود** رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ شیطان کا گذر ایک جماعت پر ہوا۔ جو یاد خدا کر رہی تھی اُس نے اُنکو فتنے مین ڈالنا چاہا مگر تفرقہ پردازی نہ کر سکا پھر ایک اور لوگون مین آیا۔ جو دنیا کی باتین کر رہے تھے اُنکو بہکایا۔ یہانتک کہ کشت و خون ہونے لگا خدا کا ذکر کرنیوالے لوگ انمین بیچ بچاؤ کرنے کے لیے اوٹھے اس طور پر اُن مین تفرقہ پڑ گیا **قتادہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابلیس کے پاس ایک شیطان ہے جسکو قبقب کہتے ہین اُس کے منہ پر چالیس برس سے لگام چڑہا رکھی ہے جب لڑکا اس رستے مین آتا ہی تو اُس شیطان سے کہتا ہی کہ اس لڑکے کو پکڑلے اسی کے لیے مین نے تیرے منہ پر لگام چڑہائی تھی اس پر غلبہ کر اور اُس کو فتنہ مین ڈال **ثابت** بنانی کہتے ہین ہمکو یہ حدیث پہنچی کہ ابلیس حضرت یحییٰ پر ظاہر ہوا۔ اُنہونے دیکھا کا سپر ہر قسم کے (لٹکن) ہین پوچھا کہ ای ابلیس یہ لٹکن کیسے ہین جو تجھپر نظر آتے ہین کہنے لگا کہ یہ دنیا کی شہوتین ہین جنمین مین فرزند آدم کو مبتلا کرتا ہون حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ کیا انمین میرے واسطے بھی کچھ ہے بولا کہ جب آپ شکم سیر ہوتے ہین تو نماز کا پڑہنا آپ پر گران کر دیتا ہون اور ذکر الٰہی آپ پر بار ہو جاتا ہی حضرت یحییٰ نے پوچھا کہ اسکے سوا اور بھی کچھ ہی کہا بخدا اور کچھ نہین حضرت یحییٰ نے کہا خدا کی قسم اب مین کبھی ہرگز پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤنگا ابلیس بولا خدا کی قسم مین ابکبھی کسی مسلمان کی خیرخواہی نہین کرونگا **حارث** بن قیس سی روایت ہی کہ جب نماز پڑہنے کی حالت مین تیرے پاس شیطان آوے اور کہے کہ تو ریا کر رہا ہے تو نماز کو خوب طویل کر دے ابن **عامر** نے عبید بن رفاعہ سی سُنا وہ رسول اللہ صلعم تک سند پہنچا کر روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک راہب تھا اُسکے زمانے مین شیطان نے آکر ایک لڑکی کا گلا دبایا اور اُس لڑکی کے گھر والون کے دلمین ڈالدیا کہ اسکی دوا راہب کے پاس ہے وہ لوگ اس لڑکی کو لیکر راہب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسکو اپنے پاس رکھو۔ الغرض وہ لڑکی راہب کے پاس رہنے لگی پھر اُسکے پاس شیطان آیا اور کہا کہ اب تو رسوا ہو جائیگا لڑکی کے گھر والے آکر تجھکو مار ڈالینگے تو اُس لڑکی کو مار ڈال جب وہ لوگ تیرے پاس آئین تو کہدینا کہ مر گئی راہب نے اسکو قتل کیا اور دفنا دیا ٭

فاتی الشیطان اهلها فوسوس الیهم فالقی فی قلوبهم انه احبلها ثم قتلها ودفنها فاتاه اهلها فسألوه فقال ماتت فاخذوه فاتاه الشیطان فقال انا الذی اخذتها وانا الذی القیت فی قلوب اهلها وانا الذی اوقعتک فی هذا فاطعنی تنجو اسجد لی سجدتین فسجد له سجدتین فهو الذی قال الله عزوجل کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف الله رب العالمین وقال المصنف وقد روی لنا هذا الحدیث علی صفة اخری عن وهب بن منبه ان عابدا کان فی بنی اسرائیل وکان من اعبد اهل زمانه وکان فی زمانه ثلاثة اخوة لهم اخت وکانت بکرا لیست لهم اخت غیرها فخرج البعث علی ثلاثتهم فلم یدروا عند من یخلفون اختهم ولا من یأمنون علیها ولا عند من یضعونها قال فاجمع رأیهم علی ان یخلفوها عند عابد بنی اسرائیل وکان ثقة فی انفسهم فاتوه فسألوه ان یخلفوها عنده فتکون فی کنفه وجواره الی ان یقفلوا من غزاتهم فابی ذلک علیهم وتعوذ بالله منهم ومن اختهم قال فلم یزالوا به حتی اطاعهم فقال انزلوها فی بیت حذاء صومعتی قالوا فانزلوها فی ذلک البیت ثم انطلقوا وترکوها فمکثت فی جوار ذلک العابد زمانا ینزل الیها بالطعام من صومعته فیضعه عند باب الصومعة ثم یغلق بابه ویصعد فی صومعته ثم یأمرها فتخرج من بیتها فتاخذ ما وضع لها من الطعام

ترجمہ زان بعد شیطان لڑکی کے گھر والون کے پاس آیا۔ اور اُن کے دلون مین وسوسہ ڈالا کہ راہب نے اُس کو پیٹ رکھوایا اور فضیحت کے خوف سے اُسے قتل کر ڈالا۔ لڑکی کے گھر والے آئے اور پوچھا۔ راہب نے کہا۔ لڑکی مرگئی لوگون نے راہب کو پکڑا شیطان راہب کے پاس آیا اور کہا کہ دیکھ مین نے ہی اُس لڑکی کا گلا دبایا تھا اور مین نے ہی اُس کے گھر والون کے دلون مین یہ بات ڈالی تھی اور مین نے ہی تجھ کو اس بلا مین پھنسایا ہے اب میرا کہا مان تو نجات ہوگی مجھکو دو سجدے کر لے راہب نے شیطان کو دو بار سجدہ کیا اسی کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے + کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر۔ الآیہ یعنی شیطان کی مثال ہے کہ آدمی سے کہتا ہے کافر ہوجا پھر جب وہ کافر ہوگیا تو کہتا ہے مین تجھ سے الگ ہون۔ مین اللہ رب العلمین سے ڈرتا ہون **مصنف**ؒ نے کہا۔ ہم کو اس حدیث کی روایت ایک اور طرز پر بھی پہنچی ہے **وہب** بن منبہ کہتے ہین کہ بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا۔ کہ اُس کے زمانہ مین کوئی عابد اُس کا مقابل نہ تھا اُس کے وقت مین تین بھائی تھے۔ اُن کی ایک بہن تھی جو باکرہ تھی اُس کے سوائے وہ اور بہن نہ رکھتے تھے اتفاقاً اُن تینون بھائیون کو کہین لڑائی پر جانا پڑا اُن کو کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جس کے پاس اپنی بہن کو چھوڑ جائین اور اُس پر بھروسہ کرین لہذا سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ اُس کو عابد کے سپرد کر جائین وہ عابد اُن کے خیال کے موافق تمام بنی اسرائیل مین ثقہ و پرہیزگار تھا۔ اُس کے پاس آئے اور اپنی بہن کو حوالہ کرنیکی درخواست کی کہ جبتک ہم لڑائی سے واپس آئین ہماری بہن آپکے سایۂ عاطفت مین رہے۔ راہب نے انکار کیا اور اُن سے اور اُن کی بہن سے خدا کی پناہ مانگی اُنہون نے نہ مانا حتی کہ راہب نے منظور کر لیا۔ اور کہا کہ اپنی بہن کو میرے عبادتخانہ کے سامنے کسی گھر مین اُتار دو اُنہون نے ایک مکان مین اُس کو لا اُتارا اور چلے گئے وہ لڑکی عابد کے قرب مین ایک مدت تک رہی عابد اُس کے لیے کھانا لے کر چلتا تھا اور اپنی عبادتخانہ کی دروازہ پر رکھکر کواڑ بند کر لیتا تھا اور اندر واپس چلا جاتا تھا اور لڑکی کو آواز دیتا تھا وہ اپنی گھر سے آکر کھانا لے جاتی تھی +

قال وهب بن منبه فتلطف له الشيطان فلم يزل يرغبه في الخير ويعظم عليه خروج الجارية من بيتها نهارا ويخوفه
ان يراها احد فيعلقها فلو مشيت بطعامها حتى تضعه على باب بيتها كان اعظم لاجرك فلم يزل به حتى مشى اليها
بطعامها فوضعه في بيتها قال فلبث بذلك زمانا فجاءه ابليس فرغبه في الخير وحضه عليه وقال له لو كنت تكلمها
وتحدثها فتانس بحديثك فانها قد استوحشت وحشة شديدة قال فلم يزل به حتى حدثها زمانا يطلع اليها من فوق
صومعته قال ثم اتاه ابليس بعد ذلك فقال لو كنت تنزل اليها فتقعد على باب صومعتك وتحدثها وتقعد على باب
بيتها فتحدثك كان آنس لها فلم يزل به حتى انزله فاجلسه على باب صومعته يحدثها وتخرج الجارية حتى تقعد على باب بيتها
قال فلبثا زمانا يتحدثان ثم جاءه ابليس فرغبه في الخير والثواب فيما يصنع بها وقال لو خرجت من باب صومعتك
فجلست قريبا من باب بيتها فحدثتها كان آنس لها فلم يزل به حتى فعل قال فلبثا بذلك زمانا حتى جاءه ابليس فرغبه
في الخير وفيما له من حسن الثواب فيما يصنع بها وقال لو دنوت من باب بيتها فحدثتها ولم تخرج من بيتها ففعل فكان ينزل من صومعته
فيقعد على باب بيتها فيحدثها فلبثا بذلك زمانا ثم جاءه ابليس فقال له لو دخلت البيت معها فحدثتها ولم تتركها تبرز وجهها لاحد
كان احسن لك قال فلم يزل به حتى دخل البيت فجعل يحدثها نهاره كله فاذا امسى صعد في صومعته قال ثم اتاه

**ترجمہ** راوی نے کہا کہ پھر شیطان نے عابد کو نرمایا۔ اور اُس کو خیر کی ترغیب دیتا رہا۔ اور لڑکی کا دن مین عبادتخانہ تک آنا اُس پر
گران ظاہر کرتا رہا کہ کہین ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکی دن مین کھانا لینے کے لیئے گھر سے نکلے اور کوئی شخص اُسکو دیکھکر اُس کی عصمت مین
رخنہ انداز ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اُسکا کھانا لے کر اُس کے دروازے پر رکھہ آیا کرے اسمین اجر عظیم ملیگا۔ غرضکہ عابد کہانا لے کر
اُس کی گھر تک جانے لگا۔ بعد ایک مدت کے پھر شیطان اُس کے پاس آیا اور اُس کو خیر کی ترغیب دی اور اس بات پر
اُبھارا کہ اگر تو اس لڑکی سے بات چیت کیا کرے تو تیرے کلام سے یہ مانوس ہو کیونکہ اُس کو سخت وحشت ہوتی ہے شیطان
نے اُس کا پیچھا نہ چھوڑا حتی کہ راہب اُس سے بات چیت کرنے لگا اپنے عبادتخانہ سے اُتر کر اُس کے پاس آنے لگا۔ پھر شیطان
اُس کے پاس آیا۔ اور اُس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو عبادتخانہ کے در پر اور وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے اور دونون باہم باتین کرو
تاکہ اُسکو انس ہو آخر کار شیطان نے اُسکو صومعہ سے اُتار کر دروازے پر لا بٹھایا۔ لڑکی بھی گھر سے دروازے پر آئی عابد باتین
کرنے لگا ایک زمانے تک یہ حال رہا پھر شیطان نے عابد کو کار خیر کی رغبت دی اور کہا بہتر ہے کہ تو خود لڑکی کے گھر
کے قریب جاکر بیٹھے اور ہمکلامی کرے اسمین زیادہ دلداری ہے عابد نے ایسا ہی کیا۔ شیطان نے پھر تحصیل ثواب کی رغبت دی
اور کہا کہ اگر لڑکی کے دروازے سے قریب ہو جائے تو بہتر ہے تاکہ اُس کو دروازے تک آنیکی بھی تکلیف نہ اُٹھانی پڑے عابد نے
یہی کیا اپنے صومعے سے لڑکی کے دروازے پر آکر بیٹھتا تھا۔ اور باتین کرتا تھا۔ ایک عرصے تک یہ کیفیت رہی شیطان نے
پھر عابد کو اُبھارا کہ اگر عین گھر کے اندر جاکر باتیں کیا کرے تو بہتر ہے تاکہ لڑکی باہر نہ آوے اور کوئی اُسکا چہرہ نہ دیکھ پاوے۔ غرض
عابد نے یہ شیوہ اختیار کیا۔ کہ لڑکی کے گھر کے اندر جاکر دن بھر اُس سے باتین کیا کرتا اور رات کو اپنے صومعے مین چلا آتا۔ اسکے بعد پھر

ابليس بعد ذلك فلم يزل يزينها له حتى ضرب العابد على فخذها وقبّلها فلم يزل به ابليس يحسنها في عينه ويسوّل له حتى وقع عليها فاحبلها فولدت غلاما فجاءه ابليس فقال له ارأيت ان جاء اخوة هذه الجارية وقد ولدت منك غلاما كيف تصنع لا آمن عليك ان تفتضح او يفضحوك فاعمد الى ابنها فاذبحه وادفنه فانها ستكتم ذلك عليك مخافة اخوتها ان يطلعوا على ما صنعت بها ففعل فقال له اتراها تكتم اخوتها ما صنعت بها ففعل فقال خذها فاذبحها وادفنها مع ابنها قال فلم يزل به حتى ذبحها والقاها في الحفيرة مع ابنها واطبق عليها صخرة عظيمة وسوّى عليها وصعد الى صومعته يتعبد فيها فمكث بذلك ما شاء الله ان يمكث حتى قفل اخوتها من الغزو فجاؤه فسألوه عن اختهم فنعاها لهم وترحم عليها وبكاها وقال وكانت خير امرأة وهذا قبرها فانظروا اليه فاتى اخوتها القبر فبكوا اختهم وترحموا عليها واقاموا على قبرها اياما ثم انصرفوا الى اهاليهم قال فلما جنهم الليل واخذوا مضاجعهم اتاهم الشيطان في النوم في صورة رجل مسافر فبدأ باكبرهم فسأله عن اختهم فاخبره بقول العابد وموتها وترحمه عليها وكيفية اراءهم موضع قبرها فكذبه الشيطان وقال لم يصدقكم امر اختكم انه قد احبل اختكم وولدت منه غلاما فذبحه وذبحها معه خوفا منكم والقاها في حفيرة

ترجمہ شیطان اُس کے پاس آیا۔ اور لڑکی کی خوبصورتی اُس پر ظاہر کرتا رہا یہانتک کہ عابد نے لڑکی کے زانو پر اپنا ہاتھ مارا اور اوسکے رخسارہ کا بوسہ لیا۔ پھر روز بروز شیطان لڑکی کو اُس کی نظروں میں آرایش دیتا رہا۔ اور اُس کے دل پر غلبہ کرتا رہا حتی کہ وہ اُس سے ملوث ہو گیا۔ اور لڑکی حاملہ ہو کر ایک لڑکا جنی پھر شیطان عابد کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا کہ اب یہ بتاؤ اگر اس لڑکی کے بھائی آ گئے اور اس بچہ کو دیکھا تو کیا کروگے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تم ذلیل ہو جاؤ۔ یا وہ تمہیں رسوا کریں تم اس بچے کو لو اور ذبح کر کے زمین میں گاڑ دو۔ یہ لڑکی اس معاملہ کو ضرور اپنے بھائیوں سے چھپائیگی اِس خوف سے کہ کہیں وہ نہ جان لیں کہ تم نے اُسکے ساتھ کیا حرکت کی عابد نے ایسا ہی کیا پھر شیطان نے اُس سے کہا کہ کیا تم یقین کرتے ہو کہ یہ لڑکی تمہاری ناشائستہ حرکت کو اپنے بھائیوں سے پوشیدہ رکھے گی ہرگز نہیں تم اسکو بھی پکڑو اور ذبح کر کے بچے کیساتھ دفن کر دو غرض عابد نے لڑکی کو بھی ذبح کیا۔ اور بچے سمیت گڑھے میں ڈالکر اُس پر ایک بڑا بھاری پتھر رکھدیا اور زمین کو برابر کر کے اپنی عبادتخانہ میں جاکر عبادت کرنے لگا۔ ایک مدت گزرنے کے بعد عورت کے بھائی لڑائی سے واپس آئے اور عابد کے پاس جاکر اپنی بہن کا حال پوچھا عابد نے اُن کو اُس کے مرنے کی خبر دی اور افسوس ظاہر کر کے رونے لگا اور کہا کہ وہ بڑی نیک بی بی تھی دیکھو اوسکی قبر ہے بھائی قبر پر آئے اور اُس کے لیے دعا خیر کی اور روئے اور چند روز اوسکی قبر پر رہکر اپنے لوگوں میں آئے راوی نے کہا جب رات ہوئی اور وہ اپنے بستر و بیہر سوئے شیطان اُن کو خواب میں ایک مسافر آدمی کی صورت بنکر نظر آیا پہلے بڑے بھائی کی پاس گیا اور اُسکی بہن کا حال پوچھا اوسنے عابد کا اُسکے مرنیکی خبر دینا اور اُسپر افسوس کرنا اور دفن قبر دکھانا بیان کیا شیطان نے کہا سب جھوٹ ہے تمکو کیونکر اپنی بہن کا معاملہ سچ مان لیا عابد نے تمہاری بہن سے فعل بد کیا وہ حاملہ ہو گئی اور ایک بچہ جنی عابد نے تمہارے ڈر کے مارے اُس بچے کو اُسکی ماں سمیت ذبح کیا۔ اور ایک گڑھا کھود کر دونو

له اور ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے ... [illegible] ... قال ابن العاص ... [illegible] ... فقال لہ الشیطان ... ۱۲

احفرها خلف باب البيت الذى كانت فيه عن يمين من دخله فانطلقوا فادخلوا البيت فانكم ستجدونهما هنالك جميعا كما اخبرتكم قال واتى الاوسط فى منامه فقال له مثل ذلك ثم اتى الى اصغرهم فقال له مثل ذلك فلما استيقظ القوم استيقظوا متعجبين بما راى كل واحد منهم فاقبل بعضهم على بعض يقول كل واحد منهم لقد رايت عجبا فاخبر بعضهم بعضا بما راى قال كبيرهم هذا حلم ليس بشئ فامضوا بنا ودعوا هذا قال اصغرهم لا امضى حتى اتى ذلك المكان فانظر فيه قال فانطلقوا جميعا حتى اتوا البيت الذى كانت فيه اختهم ففتحوا الباب وبحثوا الموضع الذى وصف لهم فى منامهم فوجدوا اختهم وابنها مذبوحين فى الحفيرة كما قيل لهم فسألوا عنها العابد فصدق قول ابليس فيما صنع بهما فاستعدوا عليه ملكهم فانزل من صومعته وقدم ليصلب فلما اوقفوه على الخشبة اتاه الشيطان فقال قد علمت انى انا صاحبك الذى فتنتك فى المرأة حتى احبلتها وذبحتها فان انت اطعتنى اليوم وكفرت بالله الذى خلقك خلصتك مما انت فيه قال فكفر العابد بالله فلما كفر العابد بالله خلى الشيطان بينه وبين اصحابه فصلبوه قال ففيه نزلت هذه الاية كمثل الشيطن اذ قال للانسان اكفر فلما كفر قال انى برىء منك الى قوله جزاء الظلمين وعن وهب ان راهبا تخلى فى صومعته فى زمن المسيح واراده ابليس

اخبرتکم

**ترجمہ** جس گھر میں وہ تھی اُسکے اندر داخل ہوتے میں وہ گڑھا داہنی جانب پڑتا ہے۔ تم چلو اور اُس گھر میں جاؤ تمکو وہان دونون مان بیٹے ایک جگہ ملیں گے جیسا کہ میں تم سے بیان کرتا ہون۔ راوی نے کہا کہ پھر شیطان منجھلے بھائی کی خواب میں آیا اور اُس سے بھی ایسا ہی کہا پھر چھوٹے کے پاس گیا اُس سے بھی یہی گفتگو کی جب صبح ہوئی تو سب لوگ بیدار ہوئے اور یہ تینون اپنے اپنے خواب سے تعجب میں تھے ہر ایک آپس میں ایک دوسرے سے بیان کرنے لگا۔ کہ مینے رات عجیب خواب دیکھا سب نے باہم جو کچھ دیکھا تھا۔ بیان کیا بڑے بھائی نے کہا یہ خواب فقط خیال ہے اور کچھ نہیں یہ ذکر چھوڑ دو۔ اور اپنا کام کرو چھوٹا کہنے لگا کہ میں تو جبتک اُس مقام کو دیکھ نہ لونگا باز نہ آؤنگا تینون بھائی چلے اور جس گھر میں اُنکی بہن رہتی تھی آئے دروازہ کھولا۔ اور جو جگہ اُنکو خواب میں بتائی تھی تلاش کی اور جیسا اُنسے کہا گیا تھا اپنی بہن اور اُسکے بچے کو ایک گڑھے میں ذبح کیا ہوا پایا۔ اُنہوں نے عابد سے کل کیفیت دریافت کی عابد نے شیطان کے قول کی اپنے فعل کے بارہ میں تصدیق کی اُنہوں نے اپنے بادشاہ سے جاکر نالش کی عابد صومعے سے نکالا گیا اور اُسکو دار پر کھینچنے کے لیے لیچلے جبکہ اُس کو دار پر کھڑا کیا گیا شیطان اُسکے پاس آیا اور کہا کہ تونے مجھے پہچانا میں ہی تمہارا وہ ساتھی ہون جسنے تمکو عورت کے فتنے میں ڈالدیا۔ یہانتک کہ تمنے اسکو حاملہ کر دیا اور ذبح کر ڈالا اب اگر تم میرا کہنا مانو اور جس خدا نے تمکو پیدا کیا ہے اُسکی نافرمانی کرو تو میں تمکو اس بلا سے نجات دون راوی نے کہا کہ عابد خدا سے کافر ہوگیا جب عابد نے کفر باللہ کیا شیطان اُس کو اُس کے ساتھیوں کے قبضہ میں چھوڑ کر چلا گیا۔ اُنہوں نے اُس کو دار پر کھینچا اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر الایۃ یعنی شیطان کی مثال ہے کہ انسان سے کہتا ہے کفر کر جب وہ کافر ہوگیا تو کہنے لگا میں تجھسے الگ ہوں میں اللہ رب العالمین سے خوف کرتا ہوں اس شیطان اور اوس کافر دونون کا انجام یہی ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ رہینگے اور ظالمون کی یہی سزا ہے وہب سے روایت ہے کہ حضرت عیسے کے زمانے میں ایک راہب اپنے صومعے

فلم یقدر ثم اتاہ بکل دامۃ فلم یقدر علیہ واتاہ متشبہا بالمسیح فقال ان کنت المسیح فمالی الیک حاجۃ الیس قد
امرتنا بالعبادۃ ووعدتنا القیمۃ انطلق لشانک فلاحاجۃ لی فیک فانطلق اللعین عنہ وترکہ وعن سالم بن
عبد اللہ عن ابیہ قال لما رکب نوح فی السفینۃ رای فیہا شیخا لم یعرفہ فقال لہ نوح ما ادخلک قال دخلت لا صیب
قلوب اصحابک فتکون قلوبہم معی وابدانہم معک قال نوح اخرج یا عدو اللہ فقال ابلیس خمس
اھلک بھن الناس وساحدثک منھن بثلاث ولا احدثک باثنتین فاوحی الی نوح قل لہ انہ لا
حاجۃ لی الی الثلاث ومرہ یحدثک باثنتین قال بہما اھلک الناس وھما لا یکذبان الحسد وبالحسد لعنت
وجعلت شیطانا رجیما والحرص ابیح لادم الجنۃ کلہا فاصبت حاجتی منہ بالحرص قال ولقی ابلیس موسی علیہ
السلام فقال یموسی انت الذی اصطفاک اللہ برسالتہ وکلمک تکلیما وانا من خلق اللہ اذنبت وانا ارید ان اتوب فاشفع
لی الی ربی عزوجل ان یتوب علی فدعا موسی ربہ فقیل یموسی قد قضیت حاجتک فلقی موسی ابلیس فقال قد امرت
ان تسجد لقبر ادم ویتاب علیک فاستکبر وغضب وقال لم اسجد لہ حیا اسجد لہ میتا ثم قال
ابلیس یا موسی ان ذلک علی حقا بما شفعت الی ربک فاذکرنی عند ثلاث لا اھلک فیہن

فقال

**ترجمہ** تو کچھ قابو نہ چلا اور اُس کے پاس ہر ڈھب سے آیا لیکن کسی طرح اُس پر قابو نہیں چلا پہانتک کہ اُس کے پاس حضرت عیسی کی شبیہ بنکر آیا راہب نے کہا کہ اگر تو عیسے
ہے تو مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں کیا تو نے ہم کو عبادت کرنے کا حکم نہیں کیا اور قیامت کا وعدہ نہیں دیا چل اور اپنا کام کر مجھے تجھسے کچھ کام
نہیں ابلیس لعین چلا گیا اور اُسے چھوڑ دیا سالم بن عبد اللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوے تو اُس
میں ایک انجان بڈھے کو دیکھا۔ حضرت نوح نے اُس سے کہا تو یہاں کیوں آیا اُسنے جواب دیا کہ میں تمہارے یاروں کے دلوں پر
قابو کرنے کو آیا ہوں تاکہ اُن کے دل میرے ساتھ ہوں اور جسم تمہارے ساتھ حضرت نوح نے کہا کہ ای خدا کے دشمن نکلجا۔ ابلیس بولا کہ پانچ
چیزیں ہیں جن سے میں لوگونکو ہلاک کرتا ہوں اُن میں سے تین تمہیں بتا دونگا۔ اور دو تمسے نہ کہونگا حضرت نوح کو وحی ہوئی کہ اُس سے کہو تین کی
مجھے حاجت نہیں وہ دو بیان کر ابلیس نے کہا ہم نہیں دو جنسے میں آدمیونکو ہلاک کرتا ہوں اور اُن کو کوئی جھوٹ نہیں کہہ سکتا ایک حسد کہ
اُسی کی وجہ سے میں ملعون ہوا اور شیطان مردود کہلایا دوسری حرص کہ حضرت آدم کے لیے تمام جنت مباح کر دی گئی میں نے حرص کی بدولت
اُن سے اپنا کام نکال لیا راوی نے کہا کہ ابلیس حضرت موسی علیہ السلام سے ملا اور کہنے لگا اسے موسے اللہ تعالی نے تم کو اپنی رسالت کیلیے
برگزیدہ فرمایا ہے اور تم سے ہمکلام ہوا ہے میں بھی خدا کی مخلوق میں شامل ہوں اور مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا اب میں توبہ کرنا چاہتا ہوں آپ
میرے پروردگار عزوجل کے پاس میری سفارش کیجئے کہ میری توبہ قبول کرے حضرت موسی نے اللہ سے دعا کی حکم ہوا کہ ای موسی ہم تمہاری حاجت
بر لائے پھر حضرت موسی شیطان سے ملے اور کہا کہ مجھے ارشاد ہوا ہے کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے تو تیری توبہ قبول ہو شیطان نے
انکار کیا اور غصے میں آکر کہنے لگا کہ جب میں نے آدم کو انکی زندگی میں سجدہ نہ کیا تو اب قبر پر کیا سجدہ کرونگا۔ پھر شیطان نے کہا کہ ای موسی تم نے
جو اپنے پروردگار کے پاس میری سفارش کی ہے اسلیے تمہارا مجھ پر ایک حق ہے تم مجکو تین حالتوں میں یاد کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تم کو اُن تین میں

اذكرني حين تغضب فان وحيى في قلبك وعيني في عينك واجري منك مجرى الدم واذكرني حين تلقى الزحف فاني اتي ابن ادم حين يلقى الزحف فاذكره ولده وزوجته واهله حتى يولي واياك ان تجالس امرأة ليست بذات محرم فاني رسولها اليك ورسولك اليها **وعن** سعيد بن المسيب قال ما بعث الله نبيا الا لم ييأس ابليس ان يهلكه بالنساء **وعن** فضيل بن عياض قال حدثني بعض اشياخنا ان ابليس جاء الى موسى وهو يناجي ربه عز وجل فقال له الملك ويلك ما ترجو منه وهو على هذه الحالة يناجي ربه قال ارجو منه ما رجوت من ابيه ادم وهو في الجنة **وعن** عبد الرحمن بن زياد بن انعم قال بينما موسى جالس في بعض مجالسه اذ اقبل ابليس وعليه برنس له يتلون الوانا فلما دنا منه خلع البرنس فوضعه ثم اتاه فقال له السلام عليك يا موسى قال له موسى من انت قال انا ابليس قال انت فلا حياك الله ما جاء بك قال جئتك لاسلم عليك لمنزلتك من الله ومكانتك منه قال فما الذي رايت عليك قال به اختطف قلوب بني ادم قال فما الذي اذا صنعه الانسان استحوذت عليه قال اذا اعجبته نفسه واستكثر عمله ونسي ذنوبه واحذرك ثلاثا لا تخل بامرأة لا تحل لك فانه ما خلا رجل بامرأة لا تحل له الا كنت

---

**ترجمہ** - ایک تو غصے کے وقت مجھکو یاد کرو۔ کیونکہ میرا وسوسہ تمہارے دل مین ہے اور میری آنکھ تمہاری آنکھ مین ہے اور مین تمہاری رگ و پوست مین خون کی طرح دوڑتا پھرتا ہون دوسرے جہاد و غزا کی حالت مین میرا خیال کیا کرو کیونکہ مین فرزند آدم کے پاس اُس وقت آتا ہون جب وہ کفار سے مقابلہ کرتا ہے اور اُسکے بال بچے بی بی گھر والے یاد دلاتا ہون یہانتک کہ جہاد سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے تیسرے غیر محرم عورت کے پاس بیٹھنے سے بچتے رہو کیونکہ مین تمہارے پاس اُسکا قاصد ہون اور اسکے پاس تمہارا پیامبر ہون **سعید بن مسیب** سے روایت ہے کہ اللہ نے کسی نبی کو مبعوث نہین فرمایا۔ مگر یہ کہ شیطان اس بات سے ناامید نہین ہوا کہ اُسکو عورتون کے ذریعہ سے ہلاک کر دے **فضیل بن عیاض** کہتے ہین ہمکو اپنی بعض مشائخ سے یہ حدیث پہونچی کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اُس وقت حضرت موسیٰ اللہ تعالے سے باتین کرتے تھے۔ شیطان سے فرشتے نے کہا ارے تو تجھے اس حالت مین کہ حضرت موسیٰ اپنے پروردگار سے باتین کر رہے ہین تو اُن سے کیا خواہش رکھتا ہے جواب دیا کہ مین اُن سے بھی وہی اُمید رکھتا ہون جو اس کے باپ آدم سے بہشت مین چاہا تھا **عبد الرحمن** بن زیاد بن انعم سے روایت ہے کہ ایک وقت حضرت موسیٰ کسی مجلس مین بیٹھے تھے اتنے مین ابلیس اُنکے پاس آیا اور اُسکے سر پر کلہ دار ٹوپی تھی جسمین طرح طرح کے رنگ تھے جب حضرت موسیٰ کے قریب ہوا تو ٹوپی اُتار ڈالی اور سامنے رکھ لی پھر اگر سلام علیک کیا حضرت موسیٰ نے کہا تو کون ہے بولا مین ابلیس ہون موسیٰ بولے خدا تجھے زندہ نہ رکھے تو کیون آیا کہنے لگا مین آپکو سلام کرنے کے لیئے آیا تھا کیونکہ آپکا مرتبہ اور آپکی منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہے حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو مینے تیرے سر پر دیکھی تھی۔ کہا کہ اُس سے اولاد آدم کے دلونکو لبھا لیتا ہون پوچھا کہ بھلا یہ تو بتا کہ وہ کونسا کام ہے جسکے مرتکب ہونے سے تو انسان پر غالب آجاتا ہے جواب دیا کہ جب آدمی اپنی ذات کو بہتر سمجھتا ہے اور اپنے عمل کو بہت کچھ خیال کرتا ہے اور اپنے گناہون کو بھول جاتا ہے اے موسیٰ مین تمکو تین باتون سے ڈراتا ہون ایک تو غیر محرم عورت کیساتھ تنہائی مین بیٹھنا کیونکہ جب کوئی شخص غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت مین ہوتا ہے تو اُس کے ساتھ مین بذات خود ہوتا ہون +

ومجرى ای وسوستی

برنس: ٹوپی لمبی

اعجبت: استکبر

صاحبه دون اصحابی حتی افتنه بها ولا تعاهد الله عهدا الا وفيت به فانه ما عاهد الله احد عهدا الا كنت صاحبه
دون اصحابي حتى احول بينه وبين الوفاء به ولا تخرجن صدقة الا امضيتها فانه ما اخرج رجل صدقة فلم
يمضها الا كنت صاحبه دون اصحابي احول بينه وبين الوفاء بها ثم ولى وهو يقول يا ويلاه ثلاثا اعلم
موسى ما يحذر به بنی ادم وعن حسن بن صالح قال سمعت ان الشيطان قال للمرأة انت نصف
جندی وانت سهمی الذی ارمی به فلا اخطی وانت موضع سری وانت رسولی فی حاجتی وعن عقیل بن معقل
بن اخی وهب بن منبه قال سمعت وهبا يقول قال راهب للشيطان ويلك ای اخلاق بنی ادم
اعون لك عليهم قال الحدة ان العبد اذا كان حديدا قلبناه كما يقلب الصبيان الكرة وعن ثابت قال لما
بعث النبي صلى الله عليه وسلم جعل ابليس يرسل شياطينه الى اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فيجيئوا
بصحفهم ليس فيها شيء فقال ما لكم لا تصيبون منهم شيئا فقالوا ما صحبنا قوما قط مثل هؤلاء قال رويدا بهم
عسى ان تفتح لهم الدنيا هنالك تصيبون حاجتكم منهم وعن ابی موسى الاشعری قال اذا
[illegible] اصبح ابليس بث جنوده فيقول من اضل مسلما البسته التاج [illegible]

حسين

الرجل

ترجمہ میرے ساتھی نہین ہوتے یہانتک کہ اُس عورت کی ساتھ اُس کو فتنے مین ڈالدیتا ہون دوسرا اللہ تم سے جو عہد کرو اُسکو پورا کیا کرو کیونکہ جب
کوئی اللہ تعالے سے عہد کرتا ہی تو اُس کا ہمراہی اپنے ساتھیونکو چھوڑکر مین خود ہوتا ہون یہانتک کہ اُس شخص اور وفاء عہد کے درمیان
حائل ہو جاتا ہون تیسری جو صدقہ نکالا کرو اُسے جاری کر دیا کرو کیونکہ جب کوئی صدقہ نکالتا ہی اور اُسی جاری نہین کرتا تو مین اُس صدقہ اور اوسکے پورا کرنے
کے بیچ مین حائل ہو جاتا ہون اور یہ کام بذات خود کرتا ہون اپنے ساتھ والونسے نہین لیتا یہ کہکر شیطان چلدیا اور تین بار کہا ہای افسوس
موسی نے وہ باتین جان لین جن سے بنی آدم کو ڈرائیگا حسن بن صالح کہتے ہین مینے سنا ہی کہ شیطان عورت سے کہتا ہی تو میرا آدھا
لشکر ہی اور تو میری لیے ایسا تیر ہے کہ جسکو مارتا ہون نشانہ خطا نہین کرتا۔ اور تو میری بھید کی جگہ ہے اور تو میری حاجت برلانے
مین قاصد کا کام دیتی ہے عقیل بن معقل بن اخی وہب بن منبہ نے کہا مینے وہب سے سنا کہ ایک راہب پر شیطان ظاہر ہوا اُس نے
اُس سے پوچھا کہ اولاد آدم کی کونسی ایسی خصلت ہی جو اُنکے بارے مین تیری بہت معاون ہوتی ہے شیطان نے جواب دیا کہ تیزی غصہ
جب انسان تندمزاج ہوتا ہے تو ہم شیاطین اُس کو اسطرح اُلٹتے پلٹتے ہین جیسے لڑکے گیند کو لڑھکاتے پھرتے ہین ثابت سے
روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوے تو ابلیس لعین نے اپنے شیاطین کو اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس بھیجنا شروع کیا وہ
نامراد لوٹے اور اپنی کارروائی کے دفتر اُسی طرح سادہ لیکے کچھ اُن مین نہین لکھا تھا شیطان نے اُن سے کہا تمکو کیا ہو گیا اُن
پر کچھ بھی حملہ نکر سکے اُنہون نے جواب دیا کہ ہمنے ایسے لوگ آجتک نہین دیکھے ابلیس نے کہا خیر اسوقت انکو جانے دو اور در گذر کرو عنقریب
دنیاوی فتوحات انکو حاصل ہونگی اُس وقت تم انسے خاطر خواہ اپنا مطلب نکال لوگے ابو موسی اشعری سے مروی ہی کہ جب صبح
ہوتی ہی ابلیس اپنی لشکر ونکو منتشر کر دیتا ہی پھر کہتا ہی کہ جو تم مین سے کسی مسلمان کو گمراہ کریگا مین اُس کو تاج پہناؤن گا +

قال فيقول له القائل لم ازل بفلان حتى طلق امرأته قال يوشك ان يتزوج ويقول اخر لم ازل بفلان حتى عق قال يوشك ان يبر قال ويقول القائل لم ازل بفلان حتى شرب قال انت قال ويقول لم ازل بفلان حتى زنى قال فيقول انت قال ويقول لم ازل بفلان حتى قتل فيقول انت انت وعن الحسن قال كانت شجرة تعبد من دون الله فجاء اليها رجل فقال لاقطعن هذه الشجرة فجاء ليقطعها غضبا لله فصور له الشيطان فى صورة انسان فقال ما تريد قال اريد ان اقطع هذه الشجرة التى تعبد من دون الله قال اذا انت لم تعبدها فما يضرك من عبدها قال لاقطعنها فقال له الشيطان هل لك فيما هو خير لك لا تقطعها ولك ديناران كل يوم اذا اصبحت عند وسادتك قال فمن ضمن لى بذلك قال انا لك فرجع واصبح فوجد دينارين عند رأسه ثم اصبح بعد ذلك فلم يجد شيئا فقام غضبا ليقطعها فتمثل له الشيطان فى صورته فقال ما تريد قال اريد قطع هذه الشجرة التى تعبد من دون الله قال كذبت ما لك الى ذلك من سبيل فذهب ليقطعها فضرب به الارض وخنقه حتى كاد يقتله قال تدرى من انا انا الشيطان جئت اول مرة غضبا لله فلم يكن لى عليك سبيل فخدعتك بالدينارين فتركتها فلما جئت غضبا للدينارين سلطت عليك وعن مجاهد قال لابليس خمسة من ولده قد جعل كل واحد منهم على شىء من امره

ترجمہ راوی نے کہا کہ ایک اُن مین سے آکر بیان کرتا ہی کہ مین نے فلان مسلمان سے اُس کی بی بی کو طلاق ہی دلوا کر چھوڑا۔ ابلیس کہتا ہے عجب نہین کہ دوسری شادی کرلے ایک اَور بیان کرتا ہے کہ مین نے فلان مسلمان سے اُس کے ماں باپ کی نافرمانی ہی کرا کر چھوڑی شیطان کہتا ہے عجب نہین کہ وہ پھر اُن کی خدمت کرے گا ایک اَور بیان کرتا ہے کہ مین نے فلان کو شراب پلا کر چھوڑی شیطان کہتا ہے تو نے بڑا کام کیا۔ ایک اَور بیان کرتا ہی کہ مین نے فلان مسلمان کو زنا کرا کے چھوڑا شیطان کہتا ہے تو نے ہی بڑا کام کیا ایک اَور کہتا ہی کہ مین نے فلان سے قتل ہی کرا کر چھوڑا شیطان کہتا ہی تو نے بہت ہی بڑا کام کیا حسن کہتے ہین کہ ایک درخت تھا جسکی لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے اُس درخت کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ مین اس درخت کو ضرور کاٹ ڈالون گا یہ کہکر خدا کے خوف سے اُس نے درخت کے کاٹنے کا قصد کیا اتنے مین شیطان ایک انسان کی صورت اختیار کرکے اُس کے سامنے آیا اور کہا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے اُس شخص نے جواب دیا کہ اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہون جسکو لوگ خدا کو چھوڑ کر پوجتے ہین شیطان نے کہا کہ جب تم اس درخت کی پرستش نہین کرتے تو دوسرون کی عبادت کرنے سے تمہارا کیا نقصان ہے اُس نے جواب دیا کہ مین اسکو ضرور کاٹونگا شیطان نے کہا کیا تم ایسی چیز چاہتے ہو جو تمہارے لیے بہتر ہو اس درخت کو مت کاٹو تم کو ہر روز علی الصباح دو دینار تکیہ کے نیچے سے ملا کرینگے اُس نے کہا کہ تمہاری بات کا ضامن کون ہے شیطان بولا مین جو ذمہ وار ہون وہ شخص واپس لوٹ آیا اگلے روز صبح کو دو دینار اپنے سرہانے پائے پھر جو دوسرے دن صبح کو اُٹھا تو اُسے کچھ نہ ملا غصے مین آکر درخت کو کاٹنے کے لیے اُٹھا شیطان اُس کے پاس آدمی کی صورت مین آیا تو کہا تو کیا چاہتا ہے اُس نے کہا اس درخت کو کاٹنا چاہتا ہون جسکی خدا کو چھوڑ کر عبادت کی جاتی ہے شیطان نے کہا تو جھوٹا ہے تو خدا کے خوف سے اس کو نہین کاٹتا وہ شخص درخت کو کاٹنے لگا شیطان نے اُس کو زمین پر دے مارا اور اُس کا گلا گھونٹ دیا قریب تھا کہ اُس کا دم نکل جاوے پھر اُس سے کہا تو مجھے جانتا ہے کہ مین کون ہون مجھکو شیطان کہتے ہین پہلی بار تو خدا کے واسطے غصہ مین بھرا ہوا آیا تھا تو مین تجھ پر قابو نہ پاسکا۔ اس لیئے تجھکو فریب دیا کہ دو دینار ملا کرینگے تو نے اُس کو چھوڑ دیا اب جب کہ تو دینارون کے لیئے غصہ کرکے آیا تو مین تجھ پر غالب ہوا مجاھد نے کہا کہ ابلیس کی اولاد مین سے پانچ ہین جن مین سے ہر ایک کو ایک کام پر جس کا اُس نے حکم کیا ہے مقرر کر رکھا ہے ✦

قال فيقول انت وعن الحسن قال كانت شجرة

فلم

دينارا

وسادتك

اقطع

ثم سماهم فذكر ثبر والاعور ومسبوط وداسم وزلنبور فاما ثبر فهو صاحب المصيبات الذى يامر بالثبور وشق الجيوب ولطم الخدود ودعوى الجاهلية واما الاعور فهو صاحب الزنى الذى يامر به ويزينه واما مسبوط فهو صاحب الكذب الذى يسمع فيلقى الرجل فيخبره بالخبر فيذهب الرجل الى القوم فيقول لهم قد رايت رجلا اعرف وجهه ولا ادرى ما اسمه حدثنى بكذا وكذا واما داسم فهو الذى يدخل مع الرجل الى اهله يريه العيب فيهم ويغضبه عليهم واما زلنبور فهو صاحب السوق الذى يركز رايته فى السوق وعن مخلد بن حسين قال ما ندب الله تعالى العباد الى شئ الا اعترض فيه ابليس بامرين ما يبالى بايهما ظفر اما غلوا فيه واما تقصير عنه وعن عبد الله بن عمرو يقول ان ابليس موثق فى الارض السفلى فاذا تحرك كان كل شر فى الارض بين اثنين فصاعدا من تحركه قال المصنف قلت وفتن الشيطان ومكائده كثيرة وسياتى فى غضون هذا الكتاب ما يليق بكل موضع ان شاء الله تعالى ولكثرة فتن الشيطان وتشبثها بالقلوب عزت السلامة فان من يدعو الى ما يحث عليه الطبع فهو كمداد لسفينة منحدرة فيا سرعة انحدارها ولما ركب الهوى فى هاروت وماروت لم يستمسكا فاذا رات الملائكة مؤمنا قد مات على الايمان تعجبت من سلامته وعن عبد العزيز بن رفيع قال اذا عرج بروح العبد المؤمن الى السماء قالت الملائكة سبحان الذى نجا هذا العبد من الشيطان ويحه كيف نجا

**ترجمہ** اور اُن کے نام یہ ہین ثبر اعور مسبوط داسم زلنبور ثبر کے اختیار مین تو مصیبتون کا کاروبار ہی جنمین لوگ ہائے واویلا کرتے ہین اور گریبان پھاڑتے ہین اور منہ پر طمانچے مارتے ہین اور ایام جاہلیت کی سی نوحہ وبیان کرتے ہین اور اعور زنا کا حاکم ہے لوگون کو زنا کا مرتکب کرتا ہی اور اُسے اچھا کر کے دکھاتا اور مسبوط اس کذب و دروغ پر مامور ہے جسکی لوگ کان لگا کر سنتے ہین ایک انسان سے ملتا ہی جھوٹی خبر اُسکو دیتا ہی وہ شخص لوگون کے پاس آتا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے ایک انسان کو دیکھا جسکی صورت پہچانتا ہون مگر نام نہین جانتا مجھسے ایسا ایسا کہتا تھا اور داسم کا کام یہ ہے کہ آدمی کے ساتھ اُسکے گھر مین داخل ہوتا ہی اور گھر والون کے عیب اُسکو دکھاتا ہی اور اُسکو اُن پر غضبناک کرتا ہی اور زلنبور بازار کا مختار ہی بازار مین آکر اپنا جھنڈا گاڑتا ہی **مخلد** بن حسین کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندون کو کسی شی کی طرف نہین بلاتا مگر یہ کہ شیطان اُس مین دخل دیکر دو باتون مین سے ایک کام کر گذرتا ہی یا وہ اُس شی مین افراط کرتے ہین یا اُس سے کوتاہی کرتے ہین **عبداللہ بن عمرو** کہتے ہین کہ شیطان سب سے نیچے والی زمین مین جکڑا ہوا ہی پھر جب وہ جنبش کرتا ہی تو زمین پر سب شر و فساد جو کہ دو یا زیادہ شخصون مین پیدا ہوتا ہی وہ اُس کی حرکت سے ہوتا ہی **مصنف** نے کہا مین کہتا ہون کہ شیطان کے مکر اور فتنے بہت ہین اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب مین اپنی اپنی موقع پر بیان ہونگے اور چونکہ شیطان کے فتنے بکثرت ہین اور دلونکو گھیرے ہوے ہین اسلیئے انسان کو اُسکی کید سے بچنا مشکل ہی کیونکہ جو شخص آدمی کو اُسکی مرغوب الطبع چیز پر اُبھارتا ہی تو وہ ایسا ہے جیسی کشتی کے لئے دریا کا بہاؤ ہوتا ہی دیکھو کس تیزی سے کشتی روان ہوتی ہی۔ اور جبکہ ہاروت و ماروت مین خواہش نفسانی کا مادہ پیدا کر دیا گیا۔ تو وہ ضبط نہ کر سکے لہذا جب فرشتے کسی مسلمان کو ایمان پر مرتا ہوا دیکھتے ہین تو اُسکی سلامت بچنے سے تعجب کرتی ہین **عبد العزیز** بن رفیع کہتے ہین کہ جب بندۂ مومن کی روح آسمان پر لیے جاتے ہین تو فرشتے کہتے ہین سبحان اللہ اس بندے کو خدا نے شیطان سے نجات دی تعجب ہے کہ یہ بیچارہ کیونکر بچ گیا ◆

ذکر الاعلام بان مع کل انسان شیطانا وعن ابن نشیط انه حدثه عروة الزبیر ان عائشة زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حدثته ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج من عندے لیلا قال فغرت علیہ قالت فجاء فرای ما صنع فقال مالک یا عائشة اغرت فقلت وما لی لا یغار مثلی علی مثلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقد اخذک شیطانک قلت یا رسول اللہ او معی شیطان قال نعم قلت ومع کل انسان شیطان قال نعم قلت ومعک یا رسول اللہ قال نعم ولکن ربی عز وجل اعاننی علیہ حتی اسلم قال المصنف انفرد باخراجہ مسلم ویجیئ فی لفظ اخر اعاننی علیہ فاسلم قال ابو سلیمان الخطابی عامة الرواة یقولون فاسلم علی مذھب الفعل الماضی یریدون ان الشیطان قد اسلم الا سفیان بن عیینة فانہ یقول فاسلم ای اسلم من شرہ وکان یقول ان الشیطان لا یسلم قال المصنف قلت قول ابن عیینة حسن وھو یظھر اثر المجاھدة لمخالفة الشیطان الا ان حدیث ابن مسعود کانہ یرد قول ابن عیینة وھو ما اخبرنا بہ عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا وقد وکل بہ قرینہ من الجن وقرینہ من الملائکة قالوا وایاک یا رسول اللہ قال وایای ولکن اللہ عز وجل اعاننی علیہ فلا یامرنی الا بحق وعن سالم عن ابیہ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ (بیان اسکا کہ ہر انسان کے ساتھ ایک شیطان ہی) ابن نشیط کہتے ہین کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس سے اٹھکر باہر تشریف لیگئے حضرت عائشہ کہتی ہین مجکو رشک ہوا پھر آپ میرے پاس آئے تو مجکو سوچ مین پایا فرمایا اے عائشہ تجکو کیا ہوا کیا تجھے رشک ہوا مینے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا مجھ ایسی عورت کو آپ ایسے کے بارے مین کیونکر رشک نہو آپنے فرمایا اے عائشہ کیا تجھپر تیرا شیطان غالب آیا مینے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میرے ساتھ شیطان ہی فرمایا ہان مین نے عرض کیا اور کیا ہر آدمی کے ساتھ شیطان ہی فرمایا ہان مین نے عرض کیا اور آپکے ساتھ یا رسول اللہ فرمایا ہان میرے ساتھ بھی ہی مگر میرے پروردگار عز وجل نے مجھکو اسپر غالب کردیا تھی کہ وہ مسلمان ہوگیا مصنف نے کہا یہ حدیث فقط مسلم مین ہے۔ اور دوسرے لفظ مین یون آئی ہے کہ خدا تعالی نے مجکو اسپر غالب کردیا اسلیئے مین اسکے شر سے بچا رہتا ہون ابو سلیمان خطابی نے کہا عامہ رواۃ لفظ فاسلم کو بصیغہ ماضی غائب کہتی ہین یعنی وہ شیطان مسلمان ہوگیا مگر سفیان بن عیینہ فاسلم بصیغہ مضارع متکلم کہتے ہین یعنی مین اسکے شر سے بچا رہتا ہون سفیان کا قول ہی کہ شیطان مسلمان نہین ہوتا مصنف نے کہا مین کہتا ہون کہ ابن عیینہ کا قول حسن ہے اور اس سے ریاضت ومحنت کشی کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ کیونکہ شیطان اس کے مخالف ہے لیکن بظاہر عبد اللہ بن مسعود کی حدیث ابن عیینہ کے قول کو رد کرتی ہے چنانچہ عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہین۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم مین سے کوئی فرد بشر نہین۔ مگر اس کے ساتھ ایک ہمراہی جن اور ایک ہمراہی فرشتہ موکل ہے صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ کہ اور آپ کے ساتھ یا رسول اللہ۔ فرمایا۔ میرے ساتھ بھی۔ مگر اللہ عز وجل نے اس پر مجھے غالب کردیا۔ اس سے مجکو حق بات کے سوا نہین بتاتا سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین۔ کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ن: لبسیط عروۃ بن

ن: وانا اقول

ما من احد الا وقد وكل به قرينه من الجن قالوا وانت يا رسول الله قال وانا الا ان الله اعانني عليه فاسلم فليس يأمرني
الا بخير قال المصنف انفرد باخراجه مسلم وسالم هو ابن ابي الجعد واسم ابي الجعد رافع وظاهره اسلام
الشيطان ويحتمل القول الآخر بيان ان الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم عن صفية
بنت حيي قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم معتكفا فاتيته ازوره ليلا فحدثته ثم قمت فانقلبت
فقام معي يقلبني وكان منزلها في دار اسامة بن زيد فمر رجلان من الانصار فلما رأيا النبي صلى الله عليه وسلم
اسرعا فقال النبي صلى الله عليه وسلم على رسلكما انها صفية بنت حيي فقالا سبحان الله يا رسول الله قال
ان الشيطان يجري من الانسان مجرى الدم واني خشيت ان يقذف في قلوبكما شرا او قال شيئا
اخرجاه في الصحيحين قال ابو سليمان الخطابي وفي هذا الحديث من العلم استحباب ان يتحرز
الانسان من كل امر من المكروه مما تجري به الظنون ويخطر بالقلوب وان يطلب السلامة
من الناس باظهار البراءة من الريب قال ويحكى في هذا عن الشافعي
انه قال خاف النبي صلى الله عليه وسلم ان يقع في قلوبهما شيء من امره فيكفرا وانما قال هذا شفقة عليهما
لا على نفسه ذكر التعوذ من الشيطان قال المصنف قد امر الله عز وجل بالتعوذ من الشيطان

یقلبنی

**ترجمہ** - کہ ہر ایک آدمی کیساتھ اُسکا قرین موکل ہے - لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ آپکے ساتھ فرمایا میرے ساتھ بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھکو اُسپر غالب کردیا - لہٰذا وہ اسلام لے آیا تو اب مجھے نیک کام کے سوا نہین بتاتا مصنف نے کہا یہ حدیث فقط مسلم مین ہے اور سالم راوی حدیث ابو الجعد کے بیٹے ہین اور ابو الجعد کا نام رافع ہے حدیث کے ظاہر الفاظ سے شیطان کا اسلام لانا پایا جاتا ہے اور احتمال دوسرے قول کا بھی ہے (بیان اس بات کا کہ شیطان آدمی مین خون کی طرح دوڑتا ہے) حضرت ام المومنین صفیہ بنت حیی نے کہا کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف مین تھے مین رات کو آپکی زیارت کیلئے گئی اور آپسے باتین کرکے واپس آنے لگی آپ میرے ساتھ مجھکو گھر پہنچانے کے لیے ہولیے حضرت صفیہ کا مکان اسامہ بن زید کے احاطہ مین تھا اتنے مین دو آدمی انصار کے نمودار ہوے اُنہون نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا - تو تیزی کے ساتھ آگے بڑھے آپنے اُن سے فرمایا ٹھیرو ٹھیرو میرے ساتھ صفیہ ہے - وہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ یہ آپ کیا فرماتے ہین - ارشاد فرمایا کہ شیطان انسان کے جسم مین خون کی طرح دوڑتا ہے - مین اس بات سے ڈرا کہ کہین تمہارے دلون مین خیال فاسد یا فرمایا کوئی بات نہ ڈال دے یہ حدیث صحیحین مین ہے - ابو سلیمان خطابی نے کہا - کہ اس حدیث مین فقہی بات یہ ہے کہ انسان کو ہر ایسے امر مکروہ سے بچنا مستحب ہے جس سے بدگمانیان پیدا ہون اور دلون مین خطرے گذرین اور چاہیے کہ عیب سے اپنی برأت ظاہر کرکے لوگون کی طعن سے بچنے کی کوشش کرے اسی بارہ مین شافعی سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا خوف ہوا کہ کہین اُن دونون انصاریون کے دل مین کوئی خیال ناقص آوے جسکی وجہ سے وے کافر ہوجائین اور یہ آپکا فرمانا اُن کی بہتری کے لیے تھا کچھ اپنی نفع کے واسطے نہین +

## شیطان سے پناہ مانگنے کا بیان

مصنف کہتے ہین کہ اللہ عز وجل نے ایک تو تلاوت قرآن مجید کے وقت شیطان سے

عند التلاوۃ فقال تعالیٰ وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وعند السحر قال سبحانہ وتعالیٰ
قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الیٰ اٰخر السورۃ فاذا امر بالتحرز من شرہ فی ھٰذین الامرین فکیف فی غیرھما وعن ابی
التیاح قال قلت لعبد الرحمٰن بن حبیش ادرکت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم قلت کیف صنع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ کادتہ الشیاطین فقال ان الشیاطین تحدرت تلک اللیلۃ علی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من الاودیۃ والشعاب وفیھم شیطان بیدہ شعلۃ نار یرید ان یحرق بھا وجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فھبط الیہ جبریل فقال یا محمد قل ما اقول قال قل اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما
خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ینزل من السماء ومن شر ما یعرج فیھا ومن شر فتن اللیل والنھار ومن شر کل طارق
الا طارقا یطرق بخیر یا رحمٰن قال فطفئت نارھم وھزمھم اللہ تبارک وتعالیٰ وعن عائشۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال ان الشیطان یاتی احدکم فیقول من خلقک فیقول اللہ تبارک وتعالیٰ فیقول فمن خلق اللہ فاذا وجد احدکم
ذلک فلیقل اٰمنت باللہ ورسلہ فان ذلک یذھب عنہ وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للشیطان لمۃ یابن اٰدم

قل اعوذ برب الناس

فیھبط الیہ

التامۃ

ترجمہ پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے چنانچہ فرمایا وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ الخ یعنی جب تم قرآن شریف پڑھا کرو تو شیطان
مردود سے خدا کی پناہ مانگو دوسرے جادو کیئے جانے کے وقت چنانچہ ارشاد فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ الخ جبکہ ان دو موقعوں مین شیطان کے
شر سے بچنے کا حکم فرمایا تو دوسرے موقعوں کا تو کیا ذکر ہے ابو التیاح کہتے ہین مین نے عبد الرحمٰن بن حبیش سے کہا کہ کیا تم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اوٹھائی ہے وہ بولے ہان مینے کہا بھلا یہ تو بتاؤ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے
شیاطین نے مکر گانٹھا تھا۔ تو آپنے کیا کیا تھا انہونّے جواب دیا کہ شیاطین جنگل کی نالیون سے اور پہاڑون کی گھاٹیون سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹوٹ پڑے تھے۔ اور ان مین سے ایک شیطان اپنے ہاتھ مین آگ کا شعلہ لیئے ہوئے تھا چاہتا تھا کہ آپکے
چہرۂ مبارک کو جلادے اتنے مین آپکے پاس حضرت جبریل آئے اور کہا یا رسول اللہ کہیئے فرمایا کیا کہون۔ کہا یہ دعا پڑھیئے۔
اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق وذرأ وبرأ ومن شر ما ینزل من السماء
ومن شر ما یعرج فیھا ومن شر فتن اللیل والنھار ومن شر کل طارق الا طارقا یطرق
بخیر یا رحمٰن راوی نے بیان کیا کہ اس دعا کے پڑھنے سے شیاطین کی آگ بجھ گئی اور خدا نے ان کو شکست دی عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور پوچھتا ہے
کہ تم کو کس نے پیدا کیا۔ وہ کہتا ہے خدا نے پھر پوچھتا ہے۔ کہ خدا کو کس نے بنایا۔ بس جب تم مین سے کسی کے دل مین
یہ خیال آئے تو یون کہنا چاہیئے اٰمنت باللہ ورسلہ اس کے کہنے سے یہ خیال جاتا رہیگا عبد اللہ
بن مسعود کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرزند آدم کو شیطان بھی چھوتا ہے ؏

وللملك لمة فاما لمة الشيطان فايعاد بالشر وتكذيب بالحق واما لمة الملك فايعاد بالخير وتصديق
بالحق فمن وجد من ذلك شيئا فليعلم انه من الله فليحمد الله ومن وجد الاخرى فليتعوذ من الشيطن ثم
قرأ الشيطن يعدكم الفقر ويأمركم بالفحشاء **قال المصنف** وقد رواه جرير عن عطاء فوقفه على ابن مسعود
**وعن** ابن عباس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعوذ الحسن والحسين فيقول اعيذكما بكلمات
الله التامة من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة ثم يقول هكذا كان ابي ابراهيم عليه السلام يعوذ
اسمعيل واسحق اخرجاه في الصحيحين **قال** ابوبكر الانباري الهامة واحد الهوام ويقال هي كل نسمة تهم
بالسوء واللامة الملمة وانما قال لامة لتوافق لفظ هامة فيكون ذلك اخف على اللسان **وعن** ثابت قال
قال مطرف نظرت فاذا ابن ادم ملقى بين يدي الله عزوجل وبين ابليس فان شاء ان يعصمه عصمه وان تركه ذهب به ابليس
**قد حكى** عن بعض السلف انه قال لتلميذه ما تصنع بالشيطان اذا سول لك الخطايا قال اجاهده
قال فان عاد قال اجاهده قال فان عاد قال اجاهده قال هذا يطول أرأيت لو مررت بغنم فنبحك كلبها ومنعك من العبور
ما تصنع قال اكابده واردّه جهدي قال هذا يطول عليك ولكن استغث بصاحب الغنم يكفه عنك

**ترجمہ** اور فرشتہ بھی مس کرتا ہے جب شیطان چھوتا ہے تو وہ برائی میں پڑجاتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور جب فرشتہ مس کرتا ہے تو
نیکی کیطرف جھکتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا ہے جب تمہارے دل میں خیال نیک آئے تو سمجھو کہ خدا کی طرف سے ہے اور اللہ تعالے
کا شکر کرو اور جب بُری بات جی میں آئے تو شیطان سے پناہ مانگو پھر آپنے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر و
یامرکم بالفحشاء الخ شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور بُری باتیں بتاتا ہے **مصنف** رح نے کہا کہ اس حدیث
کو جریر نے عطا سے اور عطا نے ابن مسعود سے موقوفاً روایت کیا ہے **ابن عباس** رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کیلیے تعوذ فرماتے تھے اور اسطرح کہتے تھے اعیذکما بکلمات اللہ التامة من کل
شیطان وھامة ومن کل عین لامة پھر فرماتے تھے کہ اسیطرح میرے باپ ابراہیم علیہ السلام بھی اسمعیل و اسحاق کے لیے
پناہ مانگا کرتے تھے یہ حدیث صحیحین میں ہے **ابوبکر انباری** نے کہا ہامہ واحد ہوام ہے اور ہامہ اُس مخلوق کو کہتے ہیں جو بدی کا قصد
کرے اور لامہ بمعنی ملمہ ہے یعنی رنج دینے والی اور حدیث میں لامہ فقط ہامہ کی مناسبت سے آیا ہے اور زبان پر خفیف ہے **ثابت** سے روایت ہے کہ مطرف نے
کہا کہ مینے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ فرزند آدم اللہ عزوجل اور ابلیس کے درمیان میں پڑا ہے اگر خدا چاہتا ہے کہ اُسکو محفوظ رکھے تو بچا لیتا ہے اور اگر چھوڑ دیتا ہے
تو شیطان اُسکو لیجاتا ہے **بعض سلف** سے حکایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب شیطان گناہ کو تیری نظروں میں آرایش دیگا تو تو کیا کریگا اُس نے جواب
دیا کہ میں اُس کو محنت میں ڈالونگا اُن بزرگ نے کہا کہ اگر پھر دوبارہ ایسا کرے تو تو کیا کریگا شاگرد نے کہا کہ اُسکو مشقت میں ڈالونگا بزرگ نے فرمایا کہ یہ بات بہت
بڑی ہے یہ بتا کہ اگر تو کسی بکریوں کے گلے پر گذرے تو گلے کا کتا تجھپر حملہ کرے اور تجھ کو چلنے سے باز رکھے تو تو کیا کریگا اُس نے کہا میں کتوں کو مارونگا
اور بقدر امکان ہٹاؤنگا بزرگ نے کہا یہ تیرے لیے بڑا کام ہے تم کو چاہیے کہ گلے کے مالک کو پکارا کرو وہ تم کو کتے کے شر سے بچائے گا +

هكذا نسخة

معنی هامه ذکرکم [illegible]

**قال المصنف** قلت واعلم ان مثل ابليس مع المتقي والمخلط كمثل رجل جالس بين يديه طعام فمر به كلب فقال له اخسأ فذهب فمر باخر بين يديه طعام ولحم وكلما اخسأه لم يبرح فالاول مثل المتقي يمر الشيطان فيكفيه في طرده الذكر والثاني مثل المخلط لايفارقه الشيطان لمكان تخليطه

**الباب الرابع في معنى التلبيس والغرور**

**قال المصنف** التلبيس اظهار الباطل في صورة الحق والغرور نوع جهل يوجب اعتقاد الفاسد صحيحا والردي جيدا وسببه وجود شبهة اوجبت ذلك وانما يدخل ابليس على الناس بقدر ما يمكنه ويزيد تمكنه منهم ويقل على مقدار يقظتهم وغفلتهم وجهلهم وعلمهم **واعلم** ان القلب كالحصن وعلى ذلك الحصن سور وللسور ابواب وفيه ثلم وساكنه العقل والملائكة يترددون الى ذلك الحصن والى جانبه ربض فيه الهوى والشياطين تختلف الى ذلك الربض من غير مانع والحرب قائم بين اهل الحصن واهل الربض والشياطين لاتزال تدور حول الحصن تطلب غفلة الحارس او السور ومن بعض الثلم فينبغي للحارس ان يعرف جميع ابواب الحصن الذي قد وكل بحفظه وجميع الثلم وان لايفتر عن الحراسة لحظة فان العدو ما يفتر **قال رجل للحسن البصري** أينام ابليس قال لو نام لوجدنا راحة

**ترجمہ مصنف** نے کہا میں کہتا ہون کہ جاننا چاہیئے ابلیس کی مثال متقی اور دنیادار کے ساتھ ایسی ہے جیسے ایک آدمی بیٹھا ہو اور اُس کے سامنے کھانا ہو اُس پر کتے کا گذر ہوا اور اُس نے اُس کو دھتکارا تو وہ جھٹ چلدیا پھر وہ دوسرے شخص پر گذرا اور اُس کے آگے کھانا اور گوشت ہو جب وہ اُس کو ڈانٹتا ہے تو وہ بھاگتا نہین۔ پہلی مثال متقی کی ہے کہ اُس کے پاس شیطان آتا ہے تو اُس کے دور کرنے کے لیے فقط ذکر خدا کافی ہے اور دوسری مثال دنیادار کی ہے کہ اُس سے شیطان جدا نہین ہوتا کیونکہ وہ ہر ایک سے ملا جلا رہتا ہے +

**چوتھا باب** تلبیس اور غرور کے معنون مین **مصنف** نے کہا کہ تلبیس کے معنی باطل کو حق کی صورت مین ظاہر کرنا ہے اور غرور ایک قسم کی نادانی ہے جس کی وجہ سے فاسد عقیدہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور ناقص چیز اچھی نظر آتی ہے اور اس نادانی کا سبب فقط کسی ایسے شبہہ کا وجود ہے جس سے یہ بات پیدا ہوئی اور ابلیس اپنے حتی المقدور لوگون کے پاس آتا ہے اور اُن پر قابو پانا چاہتا ہے اور اُس کا غالب ہونا آدمیون کے عقل و دانش اور جہل و علم کے موافق کم و بیش ہوتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ انسان کا دل مثل قلعے کے ہے اور اُس قلعے کی ایک چاردیواری ہے اور اُس چاردیواری مین دروازے ہین اور روزن ہین اُس مین عقل رہتی ہے اور فرشتے اُس قلعے مین آتے جاتے رہتے ہین اور قلعے کے ایک طرف رمنہ ہے اُس مین خواہشات اور شیاطین آتے جاتے ہین جن کو کوئی نہین روکتا قلعے والون اور رمنہ والون مین لڑائی ہوتی ہے اور شیاطین قلعے کے گردا گرد گھومتے رہتے ہین اور چاہتے ہین کہ پاسبان غافل ہو جاوے یا کسی روزن سے آہٹ پاکے قلعے مین گھس پڑین۔ لہذا پاسبانون کو چاہیئے کہ اُن کو قلعے کے جن جن دروازون کے لیے مقرر کیا ہے اُن کی خبرگیری رکھین اور تمام روزنون کا خیال رکھین اور پاسبانی سے ایک لحظہ بیخبر نہون کیونکہ دشمن موقعہ کا منتظر ہے۔ اور بیخبر نہین **کسی شخص** نے حسن بصری سے پوچھا کہ یا حضرت کیا کبھی شیطان سوتا بھی ہے **جواب** دیا کہ شیطان کو نیند آتی تو ہم لوگون کو بہت راحت ملتی +

مستتر

وهذا الحصن مستنير بالذکر مشرق بالایمان فیه مراة صیقلة یترا فیها صور کلما یمر به فاول ما یفعل الشیاطین
فی الربض اکثار الدخان لتسود حیطان الحصن وتصدأ المراة وشمال الفکر یرد الدخان وصیقل الذکر یجلو المراة
وللعدو حملات فتارة یحمل فیدخل الحصن فیکر علیه الحارس فیخرج وربما دخل فعاث وربما اقام بغفلة الحارس
وربما رکدت الریح الطاردة الدخان فتسود حیطان الحصن وتصدأ المرأة فیمر الشیطن ولا یدری به وربما خرج الحارس
بغفلته واسر واستخدم واقیم یستنبط الحیل فی موافقة الهوی ومساعدته وربما صار کالفقیه فی الشر **قال**
بعض السلف رایت الشیطان فقال لی قد کنت القی الناس فاعلمهم فصرت القاهم واتعلم منهم وربما هجم الشیطان علی
الذکی الفطن ومعه عروس الهوی قد جلاها فیتشاغل الفطن بالنظر الیها فیستاسره و
اقوی العدد والذی یوثق به الاسر الجهل واوسطه فی القوة الهوی واضعفه
الغفلة وما دام درع الایمان علی المؤمنین فان نبل العدو
لا یقع فی مقتل **وعن** الحسن بن صالح یقول ان الشیطان لیفتح للعبد
تسعة وتسعین بابا من الخیر یرید به بابا من الشر

ترجمہ - پھر وہ قلعہ ذکر خدا سے روشن اور ایمان سے پرنور ہے - اُس مین ایک جلا کیا ہوا آئینہ ہے جس
مین صورتین نظر آتی ہین جب شیاطین رمنہ مین بیٹھتے ہین تو پہلے دھوان کثرت سے کرتے ہین جس سے قلعے کی دیوارین سیاہ ہو جاتی
ہین - اور آئینہ زنگ آلود ہو جاتا ہے یہ دھوان فکر کی ہوا سے زائل ہوتا ہی اور آئینہ پر ذکر آلہی صیقل کا کام کرتا ہی دشمن کا حملہ
کئی طرح سے ہوتا ہے کبھی تو قلعے کے اندر آنے لگتا ہے تو پاسبان اُسپر حملہ کرتا ہے اور کبھی داخل ہو کر چھپ رہتا ہے اور
کبھی پاسبان کی غفلت سے قلعے مین قیام کرتا ہی - بسا اوقات دھوئین کو اڑا دینے والی ہوا ٹھیر جاتی ہے تو قلعے کی دیوارین سیاہ
رہتی ہین - اور آئینہ مین زنگ ہوتا ہے - تو شیطان جلد آتا ہی - اور اُس کو کوئی نہین جانتا - اور اکثر اوقات پاسبان اپنی غفلت کی
وجہ سے باہر چلا جاتا ہی - تو قید کر لیا جاتا ہی - اور اُس سے شیاطین خدمت لیتے ہین اور وہ ہوائے نفسانی کی موافقت کر کے خوشدلی
سے لشکر شیاطین مین رہ جاتا ہی اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ شر و فساد کا گرو گھنٹال بن جاتا ہے **ایک** بزرگ کہتے ہین مین نے
شیطان کو دیکھا - اُس نے مجھسے کہا - کہ ایک زمانہ وہ تھا - کہ مین لوگون سے ملتا تھا - تو اُن کو تعلیم دیتا تھا اب یہ حالت ہے کہ اُن سے
ملتا ہون اور خود تعلیم لیتا ہون اور اکثر اوقات شیطان ہوشمند اور عاقل آدمی پر ہجوم کرتا ہی اور خواہش نفسانی کو ایک دولہن کی
صورت مین اُس کی نظرون مین جلوہ گر کرتا ہی وہ شخص اُس کو دیکھکر شیطان کی قید مین پہنس جاتا ہے اور زیادہ قوی دشمن جس
کی زنجیر مین آدمی جکڑ جاتا ہے جہل و نادانی ہے اُس سے کم خواہش نفسانی ہی اُس کی بعد ایک دشمن ضعیف غفلت ہے جبتک ایمان
کی زرہ مومنون پر رہتی ہے اوس وقت تک دشمن کا تیر کارگر نہین ہوتا - **حسن بن صالح** کہتے ہین کہ شیطان آدمی کے
لیئے ننانوے دروازے نیکی کے کھولدیتا ہے جس سے ایک دروازہ برائی کا مقصود ہوتا ہے ؛

وعن الاعمش قال حدثنا رجل كان يكلم الجن قالوا ليس علينا اشد ممن يتبع السنة واما اصحاب الاهواء فانا نلعب بهم لعبا

## الباب الخامس في ذكر تلبيسه في العقائد والديانات

ذكر تلبيسه على السوفسطائية قال المصنف هؤلاء قوم ينسبون الى رجل يقال له سوفسطا زعموا ان الاشياء لا حقيقة لها فان ما نشاهده يجوز ان يكون على ما نشاهده ويجوز ان يكون على غير ما نشاهده وقد اورد العلماء عليهم بان قالوا لمقالتكم هذه لا حقيقة امر لا فان قلتم لا حقيقة لها وجوزتم عليها البطلان فكيف يجوز ان تدعوا الى ما لا حقيقة له فانكم تقرون بهذا القول انه لا يحل قبول قولكم وان قلتم لها حقيقة فقد تركتم مذهبكم قال المصنف وقد ذكر مذهب هؤلاء ابو محمد الحسن بن موسى النوبختي في كتاب الآراء والديانات وقال رأيت كثيرا من المتكلمين قد غلطوا في امر هؤلاء غلطا بينا لانهم ناظروهم وجادلوهم وراموا بالحجج والمناظرة والرد عليهم وهم لم يثبتوا حقيقة الامور والمشاهدة فكيف تكلم من يقول لا ادري اتكلمني ام لا وكيف يناظر من يزعم انه لا يدري اموجود هو ام معدوم وكيف يخاطب من يدعي ان المخاطبة بمنزلة السكوت في الابانة وان الصحيح بمنزلة الفاسد قال ثم انه انما يناظر من يقر بضرورة و يعترف بامر فيجعل ما يقربه سببا الى التصحيح ما يجحده فاما من لا يقر بذلك فمجادلته مطروحة

ترجمہ ۔ **اعمش** نے کہا کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو جنوں سے باتین کرتا تھا کہ شیاطین باہم گفتگو کرتے تھے کہ جو لوگ سنت نبوی کے تابع ہین وہ ہمارے لیے نہایت ہی سخت ہین لیکن جو خواہش نفسانی کے بندے ہین اُن کے ساتھ تو ہم کھیلتے ہین +

## پانچوان باب

شیطان کا عقائد و دیانات مین تلبیس کرنا (سوفسطائیہ کے لیے شیطان کی تلبیس کا بیان) **مصنف** نے کہا سوفسطائیہ ایک قوم ہے جو ایک شخص کی طرف منسوب ہین جسکو سوفسطا کہتے ہین اس قوم کا خیال ہی کہ اشیاء کی کوئی حقیقت نہین کیونکہ جو چیز ہم دور سے دیکھتے ہین ممکن ہی کہ جیسی ہم دیکھتے ہین ویسی ہی ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ اُسکے خلاف ہو علماء نے اُن پر اعتراض کیا ہے اور پوچھا ہی کہ تمہارے اس قول کی کوئی حقیقت ہی یا نہین اگر تم کہو کہ کچھ حقیقت نہین اور اسکے بطلان کو جائز رکھو تو ایسا دعوی جسکی کوئی حقیقت نہین کیونکر جائز ہو سکتا ہی اس لیئے کہ تم اس قول سے اقرار کرتی ہو کہ تمہاری بات قابل تسلیم نہین ۔ اور اگر تم یہ کہو کہ اس قول کی حقیقت ہے تو تم نے اپنے مذہب کو چھوڑ دیا **مصنف** نے کہا کہ ان لوگون کے مذہب کا تذکرہ **ابو محمد** حسن بن موسی نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات مین کیا ہی اور کہا ہی کہ مین نے اکثر علماء متکلمین کو دیکھا کہ اس جماعت کے بارہ مین اُنہون نے صریح غلطی کی کیونکہ اُنہون نے اس قوم سے بحث و مباحثہ کیا اور دلائل اور مناظرہ سے اُنکی تردید کی حالانکہ یہ لوگ حقیقت امور اور مشاہدہ ہی کو ثابت نہین کرتے پھر ایسے شخص سے کیونکر کلام کرے جو کہتا ہی کہ مجھے نہین معلوم تم مجھ سے کلام کرتے ہو یا نہین اور ایسا آدمی کس طرح مناظرہ کرتا ہی جو اتنا نہین جانتا کہ خود وہ موجود ہے یا معدوم اور ایسا انسان کیسے خطاب کرتا ہو جو خطاب کو بمنزلہ سکوت کے تصور کا دعوی کرتا ہی اور صحیح کو مثل فاسد کے خیال کرتا ہی نوبختی نے کہا پھر مناظرہ وہی شخص کرتا ہے جو ایک ضرورت کا مقر ہو اور ایک امر کا معترف ہو اور جسکا وہ مقر ہوا اسکو ایسی چیز کی صحت کا سبب قرار دے جس سے وہ منکر ہو لیکن جو شخص اُسکا معترف نہوا اسکا مجادلہ اعتبار سے ساقط

ف السوفسطائیۃ

ف نستبعدہ

ظ الامر

**وقال المصنف** قلت وقد رد هذا الكلام ابو الوفا ابن عقيل فقال ان اقواما قالوا كيف نكلم هؤلاء وغاية ما يمكن المجادل ان يقرب المعقول الى المحسوس ويستشهد بالشاهد فيستدل به على الغائب وهؤلاء لا يقولون بالمحسوسات فبم يكلمون قال وهذا كلام ضيق العطن ولا ينبغي ان يؤيس من معالجة هؤلاء فان ما اعتراهم ليس باكثر من الوسواس فلا ينبغي ان يضيق عطننا عن معالجتهم فانهم قوم اخرجتهم عوارض انحراف مزاج وما مثلنا ومثلهم الا كمثل رجل رزق ولدا احول فلا يزال يرى القمر بصورة قمرين حتى انه لم يشك في ان في السماء قمرين فقال له ابوه انما القمر واحد وانما السوء في عينك غط عينك الحولاء وانظر فلما فعل قال ارى قمرا واحدا لاني غطيت احدى عيني فغاب احدهما فجاء من هذا القول شبهة ثانية فقال له ابوه ان كان ذلك كما ذكرت فغط الصحيحة ففعل فرأى قمرين فعلم صحة ما قال ابوه **وعن** محمد بن عيسى النظام قال مات ابن لصالح بن عبد القدوس فمضى اليه ابو الهذيل ومعه النظام وهو غلام حدث كالمتوجع له فرآه منحرقا فقال ابو الهذيل لا اعرف لجزعك وجها اذ كان الناس عندك كالزرع فقال صالح يا ابا الهذيل انما اجزع عليه لانه لم يقرأ كتاب الشكوك فقال له ابو الهذيل وما كتاب الشكوك قال هو كتاب وضعته

---

**ترجمہ مصنف** نے کہا میں کہتا ہوں کہ اس کلام کو ابو الوفا ابن عقیل نے رد کیا۔ اور کہا ہے ایک جماعت کا قول ہے کہ ہم سوفسطائیوں سے کیا کلام کریں کیونکہ زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ مباحثہ کرنیوالا معقول کو محسوس سے ملاوے اور شاہد کو پیش کر کر اوسکی وجہ سے غائب پر دلیل لاوے حالانکہ یہ لوگ محسوسات ہی کے قائل نہیں ابو الوفا کہتے ہیں اور یہ کلام تنگ حوصلگی ہے۔ نہ چاہیے کہ ان لوگوں کے معالجہ سے مایوس ہو کر فارغ ہو جاویں کیونکہ اُن کو جو کچھ خبط ہوا ہے وہ فقط وسواس سے زیادہ نہیں لہذا ایسا زیبا نہیں کہ اُن کے تعرض سے حوصلہ تنگ کیا جاوے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنکو برگشتگی مزاج کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ ہماری اور اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو خدا نے بھینگا بیٹا بخشا وہ ہمیشہ ایک چاند کو دو چاند دیکھتا رہتے کہ اُس کو اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا کہ آسمان پر دو چاند ہیں اُس سے اُس کا باپ کہتا ہے کہ چاند ایک ہی ہے صرف قصور تیری آنکھ کا ہے اپنی عیب دار آنکھ بند کر کے دیکھ جب وہ لڑکا اسطرح کرتا ہے تو کہتا ہے کہ میں ایک چاند اسوجہ سے دیکھتا ہوں کہ ایک آنکھ بند کیے ہوں دوسرا چاند غائب ہو گیا اب اس قول سے ایک اور شبہ پیدا ہو گیا پھر اسکو باپ نے کہا کہ اگر تیرے قول کے مطابق اسوجہ سے ایک چاند جاتا رہا۔ تو اچھی آنکھ بند کر کے نظر کر جب اُس نے ایسا کیا تو دو چاند دکھائی دیے اب اُسنے باپ کی بات کو درست جانا محمد بن عیسی نظام نے کہا کہ صالح بن عبد القدوس کا ایک بیٹا مر گیا اُس کے پاس ابو الہذیل گئے اور نظام بھی اُنکے ہمراہ تھا اور اُس زمانے میں نو عمر لڑکا تھا صالح نے دردناک آواز سے گفتگو کی اس کی حالت متغیر دیکھکر ابو الہذیل نے کہا کہ مجھے رنج و غم کی کوئی وجہ نہیں دکھلتی کیونکہ تمہارے نزدیک آدمی ایسے ہیں جیسے کھیتی صالح نے جواب دیا کہ اے ابو الہذیل بیٹے کا غم محض اسلیے ہوں کہ اُسنے کتاب الشکوک کو نہ پڑھا ابو الہذیل نے پوچھا کتاب الشکوک کیا ہے کہنے لگا۔ ایک کتاب ہے جو میں نے تصنیف کی ہے

من قرأه يشك فيما قد كان حتى يتوهم انه لم يكن وفيما لم يكن حتى يظن انه قد كان فقال له
النظام فشك انت في موت ابنك واعمل على انه لم يمت وان كان قد مات وشك ايضا انه قرأ
الكتاب وان كان لم يقرأه وحكى ابو القاسم البلخي ان رجلا من السوفسطائية كان يختلف الى بعض
المتكلمين فاتاه مرة فناظره فامر المتكلم باخذ دابته فلما خرج لم يرها فرجع اليه وقال سرقت دابتي
فقال ويحك لعلك لم تأت راكبا قال بلى قال فكر فقال هذا امر اتيقنه فجعل يقول له تذكر فقال
ويحك ما هو موضع تذكر انا لا اشك اني جئت راكبا قال فكيف تدعي انه لا حقيقة لشيء وان حال اليقظان
كحال النائم فوجم السوفسطائي ورجع عن مذهبه **فصل** قال ابو محمد النوبختي وقد زعمت فرقة من المتجاهلين
انه ليس للاشياء حقيقة واحدة في نفسها بل حقيقتها عند كل قوم على حسب ما يعتقد فيها فان العسل
يجده صاحب المرة الصفراء مرا ويجده غيره حلوا قالوا فكذلك العالم قديم
عند من اعتقد قدمه محدث عند من اعتقد حدثه واللون جسم عند من
يعتقده جسما وعرضا عند من اعتقده عرضا قالوا فلو توهمنا عدم المعتقدين
وقف الامر على وجود من يعتقد قال وهؤلاء من جنس السوفسطائية فيقال لهم اتقولون

**ترجمہ** جو اسکو پڑھتا ہی اُس کو ہو چکی ہوئی چیزوں میں شک پڑتا ہے یہانتک کہ اُس کو وہم ہو جاتا ہی کہ نہیں ہوئیں اور جو باتیں نہیں
ہوئیں اُن میں شبہہ ہوتا ہی حتی کہ خیال کر لیتا ہے کہ ہو چکیں نظام کہتے ہیں بیٹے صالح سے کہا کہ پھر اب تم بھی اپنے بیٹے کے مرنے
میں شک کرو اور اسپر عمل کرو کہ وہ نہیں مرا گو کہ مر چکا اور شبہہ میں پڑ جاؤ کہ اُس نے کتاب الشکوک پڑھ لی اگرچہ نہیں پڑھی +
**ابوالقاسم** بلخی حکایت کرتے ہیں کہ ایک سوفسطائی شخص کسی متکلم کے پاس آیا جایا کرتا تھا ایک بار اُن کے پاس آیا اور بحث
مناظرہ کیا اُن عالم نے کسی سے کہدیا کہ اس شخص کی سواری کہیں لیجاؤ جب وہ سوفسطائی باہر آیا تو اپنی سواری کو نہ پایا عالم کے پاس پھر
گیا اور کہنے لگا کہ میری سواری چوری گئی عالم نے جواب دیا کہ یہ کیا کہتے ہو شاید تم سواری پر نہ آئے ہو گے اُسنے کہا کیوں نہیں عالم نے کہا سوچو
وہ کہنے لگا میں اس امر کا یقین کرتا ہوں عالم نے بار بار کہنا شروع کیا کہ یاد کرو وہ کہنے لگا آپ کیا فرماتے ہیں یہ کچھ یاد کرنیکی بات نہیں مجکو
کامل یقین ہے کہ میں سوار ہو کر آیا ہوں عالم نے کہا پھر تم کیونکر دعوی کرتے ہو کہ اشیا کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ حالت بیداری اور حالت خواب
یکساں ہے سوفسطائی لاجواب ہوا اور اپنے مذہب سے رجوع کیا **فصل** ابو محمد نوبختی نے کہا کہ ایک نادانوں کا گروہ خیال کرتا ہے کہ اشیا کی حقیقت
خاص ایک نہیں بلکہ ہر شے کی حقیقت ہر قوم کے نزدیک اُن کے اعتقاد کے موافق ہے [illegible] شہد [illegible] کو تلخ معلوم ہوتا اور دوسروں کو
شیریں اسیطرح عالم کو بھی جو لوگ قدیم سمجھتے ہیں [illegible] حادث [illegible] اور رنگ کو جو لوگ جسم [illegible]
[illegible] معدوم خیال کریں
[illegible] کیا [illegible]

فيقولون هو صحيح عندنا باطل عند خصمنا قلنا دعواكم صحة قولكم مردودة واقراركم بان مذهبكم عند خصمكم باطل شاهد عليكم ومن شهد على قوله بالبطلان من وجه فقد كفى خصمه بتبيان فساد مذهبه ومما يقال لهم اتثبتون للمشاهدة حقيقة فان قالوا لا الحقوا بالاولين وان قالوا حقيقتنا على حسب الاعتقاد فقد نفوا عنها الحقيقة فى نفسها وصار الكلام معهم كالكلام مع الاولين **فصل** قال النوبختي ومن هؤلاء من قال ان العالم فى ذوب وسيلان قالوا ولا يمكن الانسان ان يتفكر فى الشئ الواحد مرتين لتغير الاشياء دائما فيقال لهم كيف علمتم هذا وقد انكرتم ثبوت ما يوجب العلم وربما كان احدكم الذى يجيبه الان غير الذى كلمناه **ذكر تلبيسه على الدهرية قال المصنف** قد اوهم ابليس خلقا كثيرا انه لا اله ولا صانع وان هذه الاشياء كانت بلا مكون وهؤلاء لما لم يدركوا الصانع بالحس ولم يستعملوا فى معرفته العقل جحدوه وهل يشك ذو عقل فى وجود صانع فان الانسان لو مر بقاع ليس فيها بنيان ثم عاد فرأى حائطا مبنيا علم انه لابد له من بان بناه فهذا المهاد الموضوع وهذا السقف المرفوع وهذه الابنية العجيبة والقوانين الجارية على وجه الحكمة اما تدل على صانع

**ترجمہ** تو وہ کہین گے۔ کہ ہان ہمارے نزدیک صحیح ہے اور ہمارے مخالف کے نزدیک باطل ہی ہم جواب دینگے کہ تمہاری قول کا صحیح ہونا مردود ہے اور تمہارا یہ اقرار کرنا کہ تمہارا مذہب تمہارے مخالف کی نزدیک باطل ہے تمپر حجت ہے اور جو کسی وجہ سے اپنے قول کے باطل ہونے پر حجت لائے تو اُس کا مخالف اسکے فساد مذہب کے ظاہر کرنے مین کافی و غالب ہوجائیگا اور ایک دوسرا جواب اس قوم کا یہ ہے کہ اُن سے پوچھا جاوے تم مشاہدہ کے لیئے کوئی حقیقت ثابت کرتے ہو یا نہین اگر وہ کہین کہ نہین تو اسکا جواب اول الذکر جماعت مین مذکور ہو چکا اور اگر کہین کہ مشاہدہ کی حقیقت اعتقاد پر موقوف ہے تو انہون نے اُس سے نفس حقیقت کی نفی کر دی اب اُن کے ساتھ وہی کلام ہوگا جو پہلے فرقہ کیساتھ تھا **فصل** نوبختی نے کہا اس قوم مین سے بعض ایسے ہین جو کہتے ہین۔ کہ عالم پگھلتا رہتا ہے اور بہتا رہتا ہے اُن کا قول ہے کہ انسان ایک شئ کو دوبار ذہن مین نہین لا سکتا کیونکہ اشیاء ہمیشہ متغیر ہوتی رہتی ہین اُن کو۔ جواب دیا جاتا ہے کہ تم کو یہ علم کہان سے آگیا حالانکہ تم خود اُسی چیز کا انکار کرتے ہو جسکی وجہ سے یہ علم آیا۔ دوسرے جب ہم تم مین سے کیکو جواب دینگے تو وہ شخص اب وہ نہ ہوگا جس سے ہم نے کلام کیا تھا (**شیطان کی تلبیس کا ذکر دہریہ پر**) **مصنف**رح نے کہا ابلیس نے بہت سی مخلوق کو وہم مین ڈال دیا ہے کہ نعوذ باللہ۔ کوئی معبود اور صانع نہین اور یہ اشیاء بغیر کسی موجود کنندہ کے وجود مین آگئین ان لوگون نے جبکہ صانع کو حس کے ذریعہ سے نہ پایا۔ اور اسکی معرفت کے لیے عقل کو کام مین نہ لائے تو اُس کی ہستی کا انکار کر بیٹھے کیا بھلا کوئی عاقل آدمی صانع کے وجود مین شک لا سکتا ہی اگر انسان کا گذر کسی میدان میں ہوتا ہی جہان کوئی عمارت نہو پھر کبھی دوبارہ وہان دیوار کھڑی دیکھے تو یقیناً جانیگا۔ کہ اس دیوار کا کوئی بنا ہوا لا ہی پھر کیا یہ فرش زمین اور یہ آسمان بلند اور یہ عجیب بنیادین اور حکمت کی موافق جاری قوانین صانع مطلق پر دلالت نہین کرتے

وما احسن ما قال بعض العرب ان البعرة تدل على البعير فهيكل علوى بهذه اللطافة ومركز سفلى بهذه الكثافة اما يدلان على اللطيف الخبير ثم لو تامل الانسان فى نفسه لكفت دليلا وشفت غليلا فان فى هذا الجسم من الحكم ما لا يسع ذكره فى كتاب ومن تامل تحديد الاسنان ليتقطع وتعريض الاضراس لتطحن واللسان يقلب الممضوغ وتسلط الكبد على الطحن للطعام لينضجه ثم ينفذ الى كل جارحة قدر ما يحتاج اليه من الغذاء وهذه الاصابع التى قد هيئت فيها العقد لتنطوى وتنفتح فيمكن العمل ولم يجوف لكثرة عملها اذ لو جوفت لصدمها الشئ القوى فكسرها وجعل بعضها اطول من بعض لتستوى اذا ضمت واخفى ما فى البدن ما به قوامه وهو النفس التى اذا ذهبت فسد والعقل الذى يرشد الى المصالح وكل شئ من هذه الاشياء ينادى افى الله شك وانما يخبط الجاحد لانه طلبه من حيث الحس ومن الناس من جحده لانه ما اثبت وجوده من حيث الجملة لم يدركه من حيث التفصيل فجحد اصل الوجود ولو اعمل هذا فكره لعلم ان لنا اشياء لا تدرك الا جملة كالنفس والعقل ولم يمنع احد من اثبات وجودهما وهل الغاية الا اثبات الخالق جملة وكيف يقال هو او ما هو ولا كيفية ولا ماهية ومن

ترجمہ کسی عرب نے کیا خوب کہا ہے البعرة تدل على البعيرة فهيكل علوى بهذه اللطافة ومركز سفلى بهذه الكثافة اما يدلان على اللطيف الخبير یعنی اونٹ کی مینگنی اونٹ پر دلالت کرتی ہے۔ پھر ہیکل علوی اس لطافت سے اور مرکز سفلی اس کثافت سے کیا لطیف وخبیر پر دلالت نہیں کرتے پھر اگر انسان اپنی نفس مین تامل کرے تو اُس کے واسطے ایک کافی وشافی دلیل موجود ہے کیونکہ اس جسم انسانی مین وہ حکمتین ہین جن کے بیان کی کتاب مین گنجایش نہین جو شخص غور کریگا کہ دانت اس لیئے تیز ہین تاکہ ٹکڑے کرین ڈاڑہین اسلیئے چوڑی ہین کہ پیس ڈالین اور زبان لقمہ کو اولٹتی پلٹتی ہے اور جگر طعام پر مسلط ہے اُسے پکاتا ہے پھر ہر جاحی حصہ کو بقدر ضرورت غذا پہونچاتا ہے اور ان اُنگلیونمین اسلیئے گرہین لگائین تاکہ کھلین اور بند ہو جائین اور کام کر سکین پھر اُنگلیون کو ہڈی سے خالی نرا گوشت ہی نہ رکھا کیونکہ اگر پولی ہوتین تو مضبوط چیز سے اُنہین صدمہ پہونچتا اور ٹوٹ جاتین پھر کوئی اُنگلی بڑی کوئی چھوٹی بنائی جب سب ملجاتی ہین تو برابر ہو جاتی ہین اور بدن انسانی مین اُس چیز کو پوشیدہ کیا جس سے بدن قائم ہے۔ وہ نفس ہے جس کے نکلجانے سے بدن فاسد ہو جاتا ہے۔ اور عقل ہے جو مصلحتون کی ہدایت کرتی ہے ان چیزون مین سے ہر ایک بآواز بلند پکار کر کہتی ہے کہ افى الله شك کیا خدا کی ہستی مین کوئی شبہہ ہے منکرین فقط اسوجہ سے بیراہ ہو گئے کہ اُنہون نے خدا کو حس ظاہری کے ذریعے سے طلب کیا بعض لوگون نے اسلیئے خدا کا انکار کیا کہ جسکا وجود اجمالی طور پر ثابت کیا گیا اُنہون نے تفصیلی حیثیت سے اُسکا ادراک نکیا لہذا اصل وجود ہی سے منکر ہو گئے اور اگر یہ لوگ اپنے غور و فکر کو کام مین لاتے تو جان لیتے کہ خود ہم مین ایسی چیزین ہین جنکا ادراک ہم اجمالی طور پر کرتے ہین جیسے نفس و عقل حالانکہ کوئی انکا وجود ثابت کرنے سے باز نہین رہا اور زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ خالق کا وجود مجمل طور پر ثابت کیا جاتا ہے اور یہ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ وہ کیسا ہے اور کیا ہے جب کہ نہ اُس کی کوئی کیفیت ہے نہ ماہیت

ومن الادلة القطعية على وجوده ان العالم حادث بدليل انه لا يخلو من الحوادث وكل ما لا
ينفك من الحوادث حادث ولابد لحدوث هذا الحادث من سبب وهو الخالق سبحانه وللملحدين اعتراض
يتطاولون به على قولنا لابد للصنعة من صانع فيقولون انما تعلقتم فى هذا بالشاهد واليه تقاضيتم فنقول لكم
كما انه لابد للصنعة من صانع فلابد للصورة او للصنعة من الصانع من مادة تقع الصورة فيها كالخشب
لصورة الباب والحديد لصورة الفاس قالوا فدليلكم الذى تثبتون به الصانع يوجب قدم العالم والجواب
انه لا حاجة بنا الى مادة بل نقول ان الصانع اخترع الاشياء اختراعا فانا نعلم ان الصور
والاشكال المتجددة فى الجسم كصورة الدولاب ليس لها مادة وقد اخترعها ولابد لها من مصور فقد
اريناكم صورة وهى شئ جاءت لا من شئ ولا يمكنكم ان ترونا صنعة جاءت لا من صانع ذكر
**تلبيسه على الطبائعيين** قال المص لما راى ابليس قلة موافقته على جحد الصانع لكون العقول
شاهدة بانه لابد للمصنوع من صانع حسن لاقوام ان هذه المخلوقات فعل الطبيعة وقال ما من شئ
يخلق الا من اجتماع الطبائع الاربع فيه فدل على انها الفاعلة

**ترجمہ** اللہ تعالی کے وجود کی قطعی دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ عالم حادث ہے کیونکہ وہ حوادث سے خالی نہیں اور جو چیز کہ حوادث
سے کبھی نہ ہو وہ حادث ہو اب اس حادث کے حدوث کا کوئی سبب ہونا ضروری ہے وہی سبب خالق سبحانہ وتعالی ہو **ملحدین**
زبان درازی سے ہمارے اس قول پر اعتراض کرتے ہیں کہ صنعت کے لیے کوئی صانع ضرور ہوتا ہے وہ کہتے ہیں کہ تمہارا اس بارے میں
اس دلیل کا دارمدار ہے اور اسی دلیل سے تم فیصلہ کرتے ہو ہم کہیں گے کہ جس طرح صنعت کے لیے صانع کا ہونا ضروری ہے اسی طرح
اس صورت کیلیے جو صانع نے بنائی ایک مادہ کا ہونا لازمی ہے جسمیں وہ صورت واقع ہو جیسے لکڑی دروازے کی صورت کے لیے
اور لوہا کلہاڑی کی صورت کے واسطے ملحدین کہتے ہیں کہ اب جس دلیل سے تمنے صانع کا وجود ثابت کیا تھا اسی دلیل سے عالم کا قدیم ہونا
لازم آتا ہے **جواب** یہ ہے کہ ہمکو مادہ کی کوئی حاجت نہیں بلکہ ہم کہتے ہیں کہ صانع نے اشیاء کی ایجاد و اختراع کی ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں
کہ جسم میں صورتیں اور اشکال متجددہ جیسے دولاب کی صورت اس میں کوئی مادہ نہیں حالانکہ صانع نے اس صورت
کو اختراع کیا ہے اور اس کے لیے مصور کا ہونا ضرور ہے اب ہم نے تم کو ایک ایسی صورت دکھادی جسکا وجود عدم
محض سے ہوا اور تم ہم کو کوئی ایسی صنعت نہیں دکھا سکتے جو بغیر کسی صانع کے ظہور میں آئی ہو۔
**شیطان** کی تلبیس کا ذکر طبائعیین پر **مصنف** رحمہ نے کہا کہ جب شیطان نے دیکھا کہ صانع کا انکار کرنے میں اس کی
بات کم مانی جاتی ہے کیونکہ عقلیں اس بات کی شاہد ہیں کہ مصنوع کے لیے صانع کا ہونا لازم ہے تو چند اقوام کی نگاہ میں اس
عقیدہ کو زینت دی کہ یہ تمام مخلوقات صرف طبیعت کا فعل ہے اور سمجھایا کہ دنیا میں جو اشیاء ہیں وہ سب چاروں طبیعتوں
[illegible]

ذکر تلبیسہ علی الثنویۃ قال المصنف وهم قوم قالوا ان صانع العالم اثنان ففاعل الخیر نور وفاعل الشر ظلمة وهما قدیمان لم یزالا ولن یزالا قویین حساسین دراکین سمیعین بصیرین وهما مختلفان فی النفس والصورة متضادان فی الفعل والتدبیر فجوهر النور فاضل حسن صاف نقی طیب الریح حسن المنظر ونفسه نفس خیرة کریمة حکیمة نفاعة منها الخیر واللذة والسرور والصلاح ولیس فیها شیٔ من الضرر ولا من الشر وجوهر الظلمة علی ضد ذلک من الکدر والنقص ونتن الریح وقبح المنظر ونفسها نفس شریرة بخیلة سفیهة منتنة ضرارة منها الشر والفساد کذلک حکاه ابو محمد النوبختی عنهم قال وزعم بعضهم ان النور لم یزل فوق الظلمة وقال بعضهم بل کل واحد الی جانب الآخر وقال اکثرهم النور لم یزل مرتفعا فی ناحیة الشمال والظلمة منحطة فی ناحیة الجنوب ولم یزل کل واحد منهما مباینا لصاحبه قال النوبختی وزعموا ان کل واحد منهما له اجناس خمسة اربعة منها ابدان وخامس هو الروح وابدان النور الاربعة النار والنور والریح والماء وروحه النسیم لم یزل یتحرک فی هذه الابدان وابدان الظلمة اربعة الحریق والظلمة والسموم والضباب وروحها الدخان وسموا ابدان النور ملائکة وسموا ابدان الظلمة شیاطین وعفاریت وبعضهم یقول الظلمة تتوالد شیاطین والنور یتوالد ملائکة وان النور لا یقدر علی الشر ولا یجوز منه والظلمة لا تقدر علی الخیر ولا یجوز منها وذکر لهم مذاهب

**ترجمہ:** شیطان کی تلبیس کا ذکر ثنویہ پر۔ مصنف رح نے کہا ثنویہ وہ قوم ہے جس کا مقولہ ہے کہ صانع عالم دو ہیں ایک فاعل خیر جو نور ہے دوسرا فاعل شر جو ظلمت ہے اور یہ دونوں قدیم ہیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے دونوں قوی حساس سمیع بصیر ہیں اور دونوں کے دونوں نفس اور صورت میں مختلف ہیں فعل اور تدبیر میں باہم برعکس ہیں جو جوہر نور ہے وہ صاحب فضل وحسن و صاف ہے خوشبو اور خوبصورت ہے اور اس کی ذات خیر و برکت والی اور جود و کرم والی اور دانا اور نفع رسان ہے اسی سے خیر اور لذت اور سرور اور بہتری ظاہر ہوتی ہے اس میں کسی قسم کی زیان رسانی اور برائی نہیں جو جوہر ظلمت ہے وہ اسکے برخلاف ہے اس میں کدورت اور نقص اور گندگی اور بدنمائی ہے اور اس کی ذات مفسد اور کنجوس اور نادان اور زیان دہ ہے اسی سے جھگڑا اور فساد نکلتا ہے ثنویہ کی کتابوں سے ان کا یہ عقیدہ ابو محمد نوبختی نے اسیطرح نقل کیا ہے **نوبختی** نے کہا بعض ثنویہ کا خیال ہے کہ نور ہمیشہ ظلمت کے اوپر رہتا ہے بعض کا گمان ہے کہ ایک دوسرے کی جانب ہے اور اکثر یہ کہتے ہیں کہ نور ہمیشہ جانب شمال بلند ہوتا رہا اور ظلمت جانب جنوب گرتی رہی اور دونوں ہمیشہ ایک دوسرے سے علیحدہ رہے **نوبختی** رح نے کہا ثنویہ کا مقولہ ہے کہ یہ دونوں خدا پانچ پانچ جنس پر منقسم ہیں جن میں سے چار جسم ہیں اور پانچویں روح نور کے چاروں جسم یہ ہیں نار۔ نور۔ ہوا۔ پانی اور روح روشنی ہے جو ان بدنوں میں ہمیشہ متحرک رہتی ہے ظلمت کی چار جسم ہیں سوزش تاریکی غبار اور روح دھواں ہے انہوں نے نور کے اجسام کا نام ملائکہ ہے اور ظلمت کے اجسام کا نام شیاطین اور عفاریت ہے بعض کہتے ہیں کہ ظلمت سے شیاطین پیدا ہوتے ہیں اور نور سے ملائکہ تولد پاتے ہیں اور نور کو شر پر قدرت نہیں۔ اور نہ شر ہوس سے ممکن ہے۔ ظلمت خیر پر قادر نہیں۔ اور نہ خیر اس سے ممکن ہے **نوبختی** رح نے اُنکے مذاہب

مختلفة فيما يتعلق بالنور والظلمة ومذاهب سخيفة فمنها انه فرض عليهم ماني ان لا يدّخروا الا قوت يوم
وقال بعضهم على الانسان صوم سبع العمر وترك الكذب والبخل والسحر وعبادة الاوثان والزنا والسرقة
وان لا يؤذي ذا روح في مذاهب طريفة اخترعوها بواقعاتهم الباردة وذكر يحيى بن بشر النهاوندي
ان قوما منهم يقال لهم الديصانية زعموا ان طينة العالم كانت طينة خشنة وكانت تحاكي جسم الباري
الذي هو النار زمانا فتأذى بها فلما طال ذلك عليه قصد تنحيتها عنه فتوصل فيها واختلط بها فتركب من بينهما
هذا العالم النوري والظلمي فما كان من جهة الصلاح فمن النور وما كان من جهة الفساد فمن الظلمة وهؤلاء
يقتلون الناس ويخيفونهم ويزعمون انهم يخلصون بذلك النور من الظلمة في مذاهب سخيفة والذي
حملهم على هذا انهم رأوا في العالم شرا واختلافا فقالوا لا يكون من اصل واحد شيئان متضادان كما لا
يكون في النار التسخين والتبريد وقد رد العلماء عليهم في قولهم ان الصانع اثنان فقالوا لو كانا اثنين لم يخل ان يكونا قادرين
او عاجزين او احدهما قادر والآخر عاجز لا يجوز ان يكونا عاجزين لان العجز يمنع ثبوت الالهية ولا يجوز ان يكون احدهما
عاجزا فبقي ان يقال هما قادران فيتصور ان احدهما يريد تحريك هذا الجسم في حالة واحدة ويريد الآخر

النور

**ترجمہ** نور اور ظلمت کے متعلق مختلف بیان کیے ہین۔ اور پوچ عقاید ذکر کیے ہین اُنمین سے ایک یہ ہو کہ اُنپر محنت و مشقت فرض
ہے اور ایک دن کی خوراک سی زیادہ ذخیرہ نہ جمع کرین بعض کہتے ہین کہ انسان پر عمر کے ساتوین حصے کی مدت کے روزے رکھنا اور جھوٹ
اور بخل اور جادو اور بت پرستی اور زنا اور چوری چھوڑ دینا فرض ہے اور کسی ذی رُوح کو ایذا نہ دینا چاہیئے اس بارے مین اُنکی مذاہب ہین
جو انہون نے اپنے خیالات ناقصہ سی ایجاد کرلیے ہین یحییٰ ابن بشر نہاوندی نے ذکر کیا کہ اُنمین سے ایک قوم ہے جسکو دیصانیہ کہتے
ہین اُنکا خیال ہو کہ عالم کی طینت سخت و درشت تھی تو وہ طینت ایک زمانہ تک جسم باری تعالیٰ مین جسکو نار کہتے ہین حلول کیے رہی باری تعالے
نے اس سے تکلیف پائی جب اُسکو ایک زمانہ گذرا تو اُس نے اپنے جسم سے اُس طینت کو جدا کرنا چاہا وہ جسم طینت مین ملگیا اور گڈمڈ ہوگیا
اسی جسم اور طینت سے یہ عالم مرکب ہوا جو کہ نوری اور ظلمی ہے اب جو کچھ صلاح کی قسم سے ہوتا ہے وہ نور کیطرف سے ہے اور جو
فساد کی قسم سے ہو وہ ظلمت کی جانب سے ہی جن لوگون کا یہ عقیدہ ہی وہ آدمیونکو قتل کرتے اور آزار پہونچاتے ہین اور اپنے
بیہودہ مذہب کی رو سے خیال کرتے ہین کہ اس حرکت سے نور کو ظلمت سے جُدا کرتے ہین اُن کو اس عقیدہ پر جس نے مجبور کیا وہ یہ ہے کہ انہون
عالم مین شر اور اختلاف دیکھا۔ لہذا سمجھ گئے کہ ایک اصل سے دو متضاد چیزین ظاہر نہین ہوسکتین جسطرح آگ مین گرمی اور
سردی نہین جمع ہوسکتین۔ علماء نے اُنکے اس قول کو کہ صانع عالم دو ہین یون رد کیا ہے کہ اگر خدا دو ہوتے تو ضرور
ہے کہ دونون یا قادر ہوتے یا عاجز یا ایک قادر ہوتا اور دوسرا عاجز۔ اب یہ تو ممکن نہین کہ دونون عاجز ہون کیونکہ عجز کے ساتھ الٰہیت
کا ثبوت نہین ہوسکتا اور یہ بھی جائز نہین کہ دونون مین سے ایک عاجز ہو لہذا ایک صورت باقی رہگئی کہ دونون قادر ہون اب خیال مین آتا کہ
دونون مین سے ایک قادر کسی جسم کو ایک حالت مین حرکت دینا چاہتا ہو اور دوسرا

فيهما تسكينه ومن المحال وجود ما يريدانه فان تم مراد احدهما ثبت عجز الآخر وردوا عليهم في قولهم ان النور يفعل
الخير والظلمة تفعل الشر بانه لو هرب مظلوم فاستتر بالظلمة فهذا خير قد صدر من شر ولا ينبغي مد النفس في
الكلام مع هؤلاء فان مذاهبهم خرافات لا اصل لها **ذكر تلبيسه على الفلاسفة وتابعيهم** قال المصنف
انما تمكن ابليس من التلبيس على الفلاسفة من جهة انهم انفردوا بآرائهم وعقولهم وتكلموا بمقتضى ظنونهم
من غير التفات الى الانبياء فمنهم من قال بقول الدهرية وانه لا صانع للعالم حكاه النوبختي وغيره عنهم وحكى يحيى بن
بشر النهاوندي ان ارسطاطاليس واصحابه زعموا ان الارض كوكب في جوف هذا الفلك وان في كل كوكب عوالم كما
في هذه الارض وانهارا واشجارا كما في هذه الارض وانكروا الصانع واكثرهم اثبت علة قديمة للعالم ثم قال بقدم العالم وانه لم يزل
موجودا مع الله تعالى ومعلولا له ومساوقا غير متاخر عنه بالزمان مساوقة المعلول للعلة والنور للشمس بالذات والرتبة
لا بالزمان فيقال لهم لم انكرتم ان يكون العالم حادثا بارادة قديمة اقتضت وجوده في الوقت الذي وجد فيه فان قالوا
فهذا يوجب ان يكون بين وجود الباري وبين المخلوقات زمان قلنا الزمان مخلوق وليس قبل الزمان زمان ثم يقال
لهم هل كان الحق قادرا على ان يجعل سمك الفلك

اس کے سکون کا خواہان ہی یہ دونون جب امر کا ارادہ کرتے ہین اُسکا ظہور مین آنا محال ہی کیونکہ اگر ایک کی مراد پوری ہوگی تو دوسرے کا عجز ثابت ہوگا۔ ثنویہ کے
اس مقولہ کو کہ فاعل خیر نور ہی اور فاعل شر ظلمت ہی۔ علماء نے یون رد کیا ہے کہ اگر کوئی مظلوم بھاگ کر ظلمت سے پناہ لے تو یہ خیر
ہے جو شر سے صادر ہوئی اس قوم کیساتھ کلام کرنے مین نفس کو راغب نہ کرنا چاہیئے کیونکہ انکی مذاہب محض خرافات ہین جنکی کوئی اصل نہین ہے

(**شیطان کی تلبیس کا ذکر** فلاسفہ اور اُن کے تابعین پر) **مصنف** نے کہا کہ شیطان نے فلاسفہ کو دھوکا
دینے پر اس جہت سے قابو پایا۔ کہ یہ لوگ فقط اپنی رایون اور عقلون کے ہورہے اور اپنے خیالات کی مطابق گفتگو کی انبیا علیہم السلام
کی طرف متوجہ نہین ہوئے ان مین سے بعض وہ ہین جو دہریہ فرقے کے ہم مشرب ہین اور کہتے ہین کہ عالم کا کوئی صانع نہین فلاسفہ
کا یہ مقولہ نوبختی وغیرہ نے اُن کی کتابون سے نقل کیا یحییٰ بن بشر نہاوندی نے ذکر کیا۔ کہ ارسطاطالیس اور اُسکے اصحاب
کا خیال ہے کہ زمین ایک ستارہ ہے جو کہ اس آسمان کے جوف مین ہے اور ہر ایک ستارے مین اس زمین کی طرح کے عالم ہین اور درخت اور
نہرین ہین جیسے کہ زمین مین ہین اور یہ فرقہ صانع کو نہین مانتا اور انہین سے اکثر وہ ہین جو عالم کے لیے علت قدیمہ ثابت کرتے ہین پھر عالم کو قدیم کہتے ہین
اور قائل ہین کہ عالم ہمیشہ خدائے تعالیٰ کے ساتھ موجود اور اُسکا معلول رہا اُس کے وجود سے پیچھے نہین ہٹا اُسکے ساتھ ساتھ ایسا رہا
جیسے کہ معلول علت کیساتھ رہتا ہی اور نور شمس کیساتھ لازم ہی۔ اور یہ لزوم بالزمان نہین بلکہ بالذات اور بالرتبہ ہی اس گروہ کی جواب مین
کہا جاتا ہی کہ تم قدیم ارادہ کی جہت سے عالم کے حادث ہونیکا انکار کیون کرتے ہو کیونکہ ارادہ قدیمہ اس عالم کے اسیوقت موجود ہونے کو چاہتا تھا۔
جسوقت یہ عالم پایا گیا۔ پھر اگر وہ کہین کہ اس سے لازم آتا ہی کہ وجود باری اور وجود مخلوقات مین ایک زمانہ ہو تو ہم جواب دینگے زمانہ خود
مخلوق ہی اور زمانہ سے پہلے کوئی زمانہ نہین پھر اس قوم سے کہا جاتا ہے کہ تم یہ بتاؤ۔ کہ آیا خدا مین یہ قدرت ہی کہ آسمان کے دل کو موٹا

الاعلى اكثر مما هو بذراع او اقل مما هو بذراع فان قالوا لا يمكن فهو تعجيز ولان ما لا يمكن ان يكون اكثر او اصغر
وجوده على ما هو عليه واجب لا ممكن والواجب يستغنى عن علة وقد ستر وا مذهبهم بان قالوا الله عز وجل
صانع العالم وهذا يجوز عندهم لا حقيقة لان الفاعل مريد لما يفعله وعندهم ان العالم ظهر ضرورياً
لا ان الله تعالى فعله ومن مذاهبهم ان العالم باق ابداً كما لا ابتداء لوجوده فلا نهاية قالوا لانه معلول علة قديمة
وكان المعلول مع العلة ومتى كان العالم ممكن الوجود لم يكن قديما ولا معلولا وقد قال جالينوس لو كانت
الشمس مثلا تقبل الانعدام ظهر فيها ذبول في هذه المدة الطويلة فيقال له قد يفسد الشئ بغتة
لا بالذبول ثم من اين لهم انها لا تذبل فانها عندهم بمقدار الارض مائة وسبعين مرة ونحو ذلك فلو نقص
منها مقدار جبال لم يبن ذلك للحس ثم نحن نعلم ان الذهب والياقوت يقبلان الفساد وقد يبقيان
سنين ولا يحس نقصانهما وانما الايجاد والاعدام بارادة القادر والقادر لا يتغير في نفسه ولا تحدث له
صفة وانما يتغير الفعل بارادة قديمة **فصل** وقد حكى ابو محمد الحسن بن موسى النوبختى فى كتاب الآراء
والديانات ان سقراط كان يزعم ان اصول الاشياء ثلثة علة فاعلة والعنصر والصورة قال الله عز وجل هو العلة والعنصر

**ترجمہ** بلندی سے ایک آدھ ہاتھ کم زیادہ کردے۔ اگر وہ کہیں کہ یہ بات ممکن نہیں۔ تو یہ ایک تو خدا کو عاجز بنانا ہے دوسرے جس چیز
کا بڑھنا گھٹنا ممکن نہ ہو۔ اُس کا اپنی اصلی حالت پر موجود رہنا واجب ہی نہ ممکن اور جو چیز واجب ہوتی ہے۔ وہ علت سے مستغنی ہے
اس قوم نے جو یون کہا کہ خدا تعالیٰ عالم کا صانع ہے تو در اصل اپنا مذہب چھپایا ہے عالم کا مصنوع ہونا اُنکے خیال مین جائز ہے
حقیقت مین نہین کیونکہ فاعل اپنے فعل مین ارادہ کرنیوالا ہوتا ہی اور اُنکے نزدیک عالم کا ظہور ضروری ہے خدا کے فعل سے نہین ہے
اس فرقہ کے مذہب مین یہ بھی ہے کہ عالم ہمیشہ رہیگا۔ جسطرح اس کی ابتدا نہین اُسیطرح انتہا بھی نہین ہے کیونکہ عالم علت قدیمہ
کا معلول ہی اور معلول اپنی علت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ اور جب عالم ممکن الوجود ہوا تو نہ قدیم ہوگا۔ اور نہ معلول ہوگا جالینوس نے
کہا ہے کہ مثلاً فرض کرو۔ اگر آفتاب قابل انعدام ہوتا تو اس قدر مدت دراز مین اوس پر پژمردگی ظاہر ہوتی اس کے جواب مین کہا
جاتا ہے کہ بہت سی چیزون مین پژمردگی نہین آتی بلکہ یکایک فاسد ہوجاتی ہین علاوہ ازین تمنے کیونکر جان لیا کہ آفتاب
مین پژمردگی اور کمی نہین آئی۔ کیونکہ آفتاب فلاسفہ کے نزدیک زمین سے ایکسو ستر حصے یا اُس سے کم و بیش بڑا ہے پھر اگر اوس مین سے
پہاڑونکے برابر کم بھی ہوجائے۔ تو وہ حس سے معلوم نہ ہوگا۔ پھر ہم جانتے ہین کہ یاقوت اور سونا فاسد ہوجاتے ہین حالانکہ
برسون تک باقی رہتے ہین اور اُنکا نقصان محسوس نہین ہوتا۔ پس ظاہر ہوا۔ کہ ایجاد اور اعدام اوسی قادر کے ارادہ سے ہے۔ جو کہ اپنی
ذات مین تغیر سے پاک ہے۔ اور اُس کی کوئی صفت حادث نہین فقط اُس کا فعل متغیر ہوتا ہے جو ارادہ قدیمہ کے متعلق
ہے **فصل**۔ **ابو محمد** حسن بن موسی **نوبختی** نے کتاب الآراء والدیانات مین نقل کیا ہے کہ سقراط کا خیال ہے
کہ اشیاء کے اصول تین ہین۔ علت فاعلی۔ اور عنصر۔ اور صورت۔ وہ کہتا ہے۔ اللہ عز و جل تو عقل ہے۔ اور عنصر

هو الموضوع الاول للكون والفساد والصورة جوهر لا جسم وقال اخر منهم الله عز وجل هو العلة الفاعلية والعنصر المنفعل وقال اخر منهم العقل رتّب الاشياء هذا الترتيب وقال اخر منهم بل الطبيعة فعلته وحكى يحيى بن بشر بن عمير النهاوندى ان قوما من الفلاسفة قالوا لما شاهدنا العالم مجتمعا متفرقا ومتحركا وساكنا علمنا انه محدث ولا بد من محدث ثم راينا ان الانسان يقع فى الماء ولا يحسن السباحة فيستغيث بذلك الصانع المدبر فلا يغيثه او فى النار فعلمنا ان ذلك الصانع معدوم وقال واختلف هؤلاء فى عدم هذا الصانع على ثلث فرق فرقة زعمت انه لما اكمل العالم استحسنه فخشى ان يزيد فيه او ينقص منه فيفسد فاهلك نفسه وخلا منه العالم وبقيت الاحكام تجرى بين حيواناته ومطبوعاته على ما اتفق وقالت الفرقة الثانية بل ظهر فى ذات البارى تولول فلم يزل ينجذب قوته ونوره حتى بانت القوة والنور فى ذلك التولول وهو العالم وساء نور البارى وكان الباقى منه لسكون وزعموا انه سينجذب النور من العالم اليه حتى يعود كما كان ولضعفه عن مخلوقاته اهمل امرهم فشاع الجور وقالت الفرقة الثالثة بل البارى لما اتقن العالم تفرقت اجزاؤه فيه وكل قوة فى العالم فهى من جوهر اللاهوتية

ترجمہ کون وفساد کا موضوع اول ہے اور صورت جسم نہیں۔ بلکہ جوہر ہے۔ اسی فرقہ مین سے دوسرے کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ علت فاعلی ہے اور عنصر منفعل ہے تیسرا کہتا ہے کہ عقل نے اشیا کو اسی ترتیب کے ساتھ مرتب کیا ہی چوتھے کا مقولہ ہے کہ عقل نے ترتیب نہین دی۔ بلکہ طبیعت کا فعل ہے یحییٰ بن بشر بن عمیر نہاوندی نے نقل کیا کہ فلاسفہ مین سے ایک قوم کا قول ہے کہ جب ہم نے عالم کو مجتمع اور متفرق اور متحرک اور ساکن دیکھا تو جان لیا کہ وہ حادث ہے۔ اور حادث کے لیئے کسی محدث کا ہونا ضروری ہے۔ پھر ہمنے دیکھا کہ آدمی پانی مین جا گرتا ہے اور اچھی طرح تیرنا نہین جانتا۔ لہذا اُس صانع ومدبر سے فریاد کرتا ہے مگر وہ اُس کی فریادرسی نہین کرتا۔ اسی طرح کوئی آگ مین گر پڑتا ہے۔ تو ہمنے معلوم کرلیا کہ صانع معدوم ہے یحییٰ نے کہا کہ عدم صانع کے بارے مین یہ لوگ تین فرق ہین ایک فرقہ کا تو یہ خیال ہے کہ جب صانع نے عالم کو کامل اور تمام کردیا۔ تو اُسکو اچھا معلوم ہوا۔ اسلیئے وہ ڈرا کہ کہین اُسمین زیادتی کمی نہ آجائے جس سے وہ فاسد ہوجائے اس خوف سے اُسنے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالا اور عالم اُس سے خالی ہوگیا۔ اور تمام احکام حیوانات اور عالم کے مطبوعات مین حسب اتفاق باقی رہ گئے دوسرا فرقہ کہتا ہے کہ ایسا نہین بلکہ باری تعالےٰ کی ذات مین ایک شور وغوغا ظاہر ہوا۔ اس لیئے اُسکی قوت منجذب ہوتی رہی۔ اور نور گھٹتا رہا حتی کہ وہ نور اور قوت اُس شور وغوغا مین آگئے اُسی شور کو عالم کہتے ہین اور باری تعالےٰ کا نور بگڑ گیا۔ اور اُسمین سے ایک محدود رہگیا۔ اور ان لوگون کا گمان ہے کہ عالم مین سے نور جاذب ہو کر اُسیکی طرف جائیگا پھر وہ ویسا ہی ہو جائیگا جیسا تھا اور چونکہ وہ اپنی مخلوقات کی کارپردازی سے کمزور تھا اسلیئے اُنکا کاروبار مہمل چھوڑ دیا اسلیئے جور وظلم شائع ہوگیا تیسرا فرقہ گمان کرتا ہی کہ یون نہین بلکہ باری تعالےٰ نے جب عالم کو استوار کیا تو اُسکی اجزا عالم مین متفرق ہوگئے۔ اور عالم مین جو قوت ہے وہ جوہر لاہوتی سے ہے +

ولا یغیثه

لسکون

قال المصنف هذا الذی ذکرہ یحیی بن بشر نقلته من نسخة بالنظامیة قد کتبت منذ مائتین وعشرین سنة ولولا انه قد قیل ونقل وفی ذکرہ بیان ما قد فعل ابلیس فی تلبیسه لکان الاولی الاضراب عن ذکرہ تعظیما لله عز وجل ان یذکر بمثل هذا ولکنا قد بینا وجه الفائدة فی ذکرہ **فصل** وقد ذهب اکثر الفلاسفة الی ان الله تعالی لا یعلم شیئا وانما یعلم نفسه وقد ثبت ان المخلوق یعلم نفسه ویعلم خالقه فقد زاد مرتبة المخلوق علی رتبة الخالق **قال المصنف** وهذا اظهر فضیحة من ان یتکلم علیه فانظر الی ما زینه ابلیس لهؤلاء الحمقی مع ادعائهم کمال العقل وقد خالفهم ابو علی بن سینا فی هذا فقال بل یعلم نفسه ویعلم الاشیاء الکلیة ولا یعلم الجزئیات وتلقف هذا المذهب منهم المعتزلة فکانهم استکثروا المعلومات والحمد لله الذی جعلنا ممن ینفی عن الله سبحانه وتعالی الجهل والنقص ونؤمن بقوله **الا یعلم من خلق** وقوله **ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقة الا یعلمها** وذهبوا الی ان علم الله وقدرته هو ذاته وانما راموا بذلک ان لا یثبتوا قدیمین وجوابهم ان یقال انه قدیم واحد موصوف بصفات الکمال **فصل** **قال المصنف** وقد انکرت الفلاسفة بعث الاجساد ورد الارواح الی الابدان ووجود جنة و

**ترجمہ** - **مصنف** نے کہا یہانتک جو کچھ ذکر ہوا۔ وہ یحییٰ بن بشر نے بیان کیا ہے جسکو مینے نظامیہ مین ایک نسخہ سے نقل کیا جو آغاز سنہ ۲۰۰ ھ مین لکھا گیا تھا۔ اور اگر اسکے نقل کرنے سے ابلیس کے تلبیس کا بیان مقصود نہوتا تو اللہ تعالےٰ کی تعظیم کے سبب سے اس بیان سے روگردانی بہتر ہوتی ایسی ناشائستہ عقائد کا ذکر کرنا زیبا نہین لیکن ہمنے اُسکے ذکر کرنے مین فائدہ کی صورت بیان کردی +

**فصل** اکثر فلاسفہ اسطرف گئے ہین کہ اللہ تعالیٰ کو کچھ علم نہین فقط اپنی ذات کا علم ہے حالانکہ یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ مخلوق کو اپنی ذات کا علم ہے۔ اور اپنے خالق کا بھی علم ہے۔ تو گویا انہون نے مخلوق کا رتبہ خالق کے مرتبہ سے بڑھا دیا **مصنف**رح نے کہا اتنی ہی بات سے اس عقیدہ کی سخت رسوائی ظاہر ہوگئی زیادہ کلام کرنیکی ضرورت نہین غور کا مقام ہے کہ ان احمقون کو ابلیس نے کیسا فریب دیا۔ باوجودیکہ یہ لوگ کمال عقل کا دعوی کرتے ہین اس عقیدہ مین شیخ بوعلی سینا اُن کے خلاف ہے وہ کہتا ہے کہ یہ بات نہین بلکہ خدا کو اپنے نفس کا علم ہے اور اشیاء کلیہ کا بھی علم ہے لیکن جزئیات کا علم نہین اس مذہب کو معتزلہ نے بھی ان لوگون سے لیا ہے گویا انہون نے معلومات زیادہ بہم پہونچائی الحمد للہ کہ خدا تعالی نے ہم کو اُس جماعت مین داخل کیا جو ذات باری تعالےٰ سے جہل اور نقص کو دور کرتی ہے اور ہم اللہ تعالی کے اس ارشاد پر ایمان لائے **الا یعلم من خلق** یعنی کیا اللہ تعالی کو مخلوق کا علم نہین وقولہ **ویعلم ما فی البر والبحر** یعنی اللہ تعالےٰ کو بحر و بر کی ہر چیز کا علم ہے کوئی پتا درخت سے نہین گرتا مگر یہ کہ اللہ تعالی جانتا ہے اور معتزلہ اس طرف گئے ہین کہ اللہ تعالےٰ کا علم اور اُسکی قدرت خود اُس کی ذات ہی ہے یہ عقیدہ اسلیے رکھا تاکہ دو قدیم ثابت نہ کرنا پڑین **جواب** اس قوم کا یہ ہے کہ قدیم فقط ایک ذات ہے جو صفات کمالیہ سے موصوف ہے

**فصل** - **مصنف**رح نے کہا۔ کہ مرنے کے بعد اوٹھنے سے اور روحون کے بدنون مین لوٹائے جانے سے اور بہشت و دوزخ

مازینہ لهؤلاء

ونار جسمانيتين وزعموا ان تلك الامثلة ضربت لعوام الناس ليفهم الثواب و العقاب الروحانيين و
زعموا ان النفس تبقى بعد الموت بقاء سرمديا اما فى لذة لا توصف وهى الانفس الكاملة او الم لا يوصف وهى النفس
المتلوثة وقد تتفاوت درجات الالم على مقادير الناس وقد ينجى عن بعضها الالم ويزول فيقال لهم نحن لا
ننكر وجود النفس بعد الموت ولذلك سمى عودها اعادة ولا ان لها نعيما وشقاء ولكن ما المانع من حشر الاجساد
ولم ننكر اللذات الجسمانية فى الجنة والنار وقد جاء الشرع بذلك فنحن نؤمن بالجمع بين السعادتين و الشقاوتين
الروحانية والجسمانية واما اقامتكم الحقائق فى مقام الامثال فتحكم بلا دليل فان قالوا اما لا بد ان يتحلل
البدن بالاكل ويستحيل قلنا القدرة لا يقف بين يديها شئ على ان الانسان انسان بنفسه فلو وضع له بدن
من تراب غير التراب الذى خلق منه لم يخرج عن كونه هو هو كما انه تتبدل اجزاؤه من الصغر الى الكبر و بالهزال
والسمن فان قالوا لم يكن البدن بدنا حتى ترقى من حالة الى حالة الى ان صار لحما وعرقا قلنا قدرة الله سبحانه
لا تقف على المفهوم المشاهد ثم قال قد اخبرنا نبينا عليه السلام ان الاجساد تنبت
فى القبور قبل البعث **عن ابى هريرة** قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين
النفختين اربعون قالوا يا ابا هريرة اربعون يوما قال ابيت قال اربعون شهرا

**ترجمہ** اور کہتے ہین کہ یہ فقط مثالین ہین جو عوام الناس کے لئے بیان کیگئی ہین تاکہ عذاب و ثواب رُوحانی سمجھ مین آجائے۔ اور خیال کیا ہے
کہ نفس بعد موت کی ہمیشہ کیلئے زندہ رہتا ہے یا تو ایسی لذت مین ہوتا ہی جو بیان مین نہین آسکتی وہ کامل نفوس ہوتے ہین یا ایسی تکلیف مین ہوتا
ہے جسکا بیان نہین ہوسکتا ہے یہ وہ نفوس ہین جو گناہون مین آلودہ ہوتے ہین اور اس تکلیف کے درجے لوگون کے اندازونکی موافق کم
و بیش ہوا کرتے ہین اور کبھی بعض نفوس سی یہ تکلیف مٹ بھی جاتی اور دور ہی ہوجاتی ہی اس قوم کی جواب مین کہا جاتا ہے کہ موت کی بعد وجود نفس کے ہم
منکر نہین اور اسیواسطے نفس کے عود کو اعادہ کہتے ہین اور نہ اس سے انکار کرتے ہین۔ کہ نفس کے لیے راحت اور رنج ہی مگر یہ بتاؤ کہ حشر اجساد
کو کونسی چیز مانع ہے اور ہم بہشت اور دوزخ مین لذات جسمانی کا کیون کر انکار کرین جبکہ شریعت نے ہمکو اسکی تعلیم دی لہذا ہم سعادت و
شقاوت روحانی و جسمانی دونون پر ایمان لاتے ہین اور لیکن تم جو حقائق کو مقام امثال مین قائم کرتے ہو یہ بلا دلیل زبردستی ہے پھر اگر وہ کہین کہ
ابدانکا بعد ریزہ ریزہ اور معدوم ہونے کی پایا جانا محال ہے تو ہم جواب دینگی کہ قدرت کے سامنے کوئی بات بعید نہین علاوہ اسکی انسان اپنی ذات
مین انسان ہی۔ اب اگر اس خاک کے سوا جس سے وہ پیدا ہوا ہے دوسری خاک کا بدن اسکے لئے بنا دیا جا تو انسان انسانیت سے خارج
نہین ہوگا چنانچہ اسکی اجزا خوردی سے بزرگی کیطرف اور لاغری سے فربہی کی جانب بدلتے رہتے ہین اور اگر وہ کہین کہ بدن وہ بدن نہین ہو بلکہ ایک حالت سے دوسری
حالت مین ترقی کر گیا حتی کہ رگ و پوست بن گیا۔ تو ہم جواب دینگے کہ اللہ تعالی کی قدرت مفہوم مشاہد پر موقوف نہین **مصنف** نے کہا کہ ہمکو ہماری نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دیہے کہ اجساد قبل از بعث قبرون سے اُگینگے **ابوہریرہ** سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا دونون نفخون کی درمیان
چالیس کا زمانہ ہوگا لوگون نے کہا ای ابوہریرہ کیا چالیس دنکا زمانہ ہوگا جواب دیا کہ مجھی یاد نہین۔ پوچھا کیا چالیس مہینے ہون گے +

نعم

قال بیت قالوا اربعون سنة قال ابیت قال ثم ینزل الله تعالی ماء من السماء فینبتون کما تنبت البقل قال ولیس من الانسان شئ الا یبلی الا عظما واحدا وھو عجب الذنب ومنه ترکب الخلق یوم القیامة اخرجه البخاری ومسلم **فصل وقال المصنف** وقد لبس ابلیس علی اقوام من اھل ملتنا فدخل علیھم من باب قوة ذکائھم وفطنتھم واراھم ان الصواب اتباع الفلاسفة لکونھم حکماء صدرت منھم افعال واقوال دلت علی نھایة الذکاء وکمال الفطنة کما ینقل من حکمة سقراط وبقراط وافلاطون وارسطاطالیس وجالینوس وھؤلاء قد کانت لھم علوم ھندسیة ومنطقیة وطبیعیة واستخرجوا بفطنھم امورا خفیة الا انھم لما تکلموا فی الالٰھیات خلطوا ولذلک اختلفوا فیھا ولم یختلفوا فی الحساب والھندسیات **قال المصنف** وقد ذکرنا جنس تخلیطھم فی معتقداتھم وسبب تخلیطھم ان قوی البشر لا تدرک تلک العلوم الا جملة والرجوع فیھا الی الشرائع وقد حکی لھؤلاء المتاخرین فی الامثال ان اولئک الحکماء کانوا ینکرون الصانع ویدفعون الشرائع ویعتقدونھا نوامیس وحیلا فصدقوا ما حکی لھم عنھم فرفضوا شعار الدین واھملوا الصلوات ولابسوا المحظورات واستھانوا بحدود الشرع وخلعوا ربقة الاسلام والیھود والنصاری اعذر منھم لکون اولئک متمسکین بشرائع دلت علیھا معجزات والمبتدعة فی الدین اعذر منھم لانھم یدعون النظر فی الادلة وھؤلاء لا مستند لکفرھم الا علمھم بان الفلاسفة کانوا حکماء اتراھم ما علموا ان الانبیاء حکماء

**ترجمہ** کہا مجھے خیال نہین سوال کیا گیا چالیس برس کی مدت ہوگی جواب دیا کہ مجھے دھیان نہین آپنے فرمایا کہ پھر اللہ تعالی آسمان سے پانی برسائے گا تو تم اسطرح اگو گے جیسے سبزہ اُگتا ہی۔ اور فرمایا کہ انسان کی ہر شئے بوسیدہ ہوجاتی ہی مگر صرف ایک ہاڑی باقی رہتی ہے اور وہ ہڈی دم گزی کی ہڑی ہے قیامت کے دن خلقت مرکب ہوگی یہ حدیث بخاری و مسلم مین ہے **فصل مصنف** نے کہا کہ ابلیس نے دو مذہب والون مین چند قومون پر تلبیس کی ہے تو انکی ذکاوت اور ذہن اور عقلون کی راہ سے داخل ہوا اُنکو سمجھایا کہ فلاسفہ کی پیروی صواب ہے کیونکہ ان لوگون سے ایسے ایسے افعال اور اقوال صادر ہوے جو نہایت ذکا اور کمال عقل پر دلالت کرتے ہین یہ لوگ ہمیشہ سقراط و بقراط و افلاطون و ارسطاطالیس و جالینوس کی حکمت مین پڑے رہتے ہین حالانکہ ان حکما پر فقط علوم ہندسہ و منطق و طبعیات کا مدار ہی اور اُنہون نے اپنی عقل سی پوشیدہ امور نکالی ہین لیکن جب انہون نے الٰہیات مین گفتگو کی تو گڈمڈ کر دیا۔ اور اسیوجہ سے اُنمین اختلاف پڑا اور حساب و ہندسہ مین خلاف نہوا **مصنف** نے کہا کہ ہمنے اُن کی تخلیط کا بیان انکی عقائد مین کیا ہی اور اُنکی تخلیط کا سبب یہ ہے کہ بشری قوتین علوم الٰہیہ کو فقط اجمالی طور سے ادراک کر سکتی ہین اور اس ادراک کیلیے شرائع کیجانب رجوع کرنا پڑتا ہی اور ان متاخرین کیلیے امثال مین بیان کیا گیا کہ حکما متقدمین صانع کی منکر تھے اور شرائع کو دور کر دیتے تھے بلکہ اُنکو ملمع کری اور دہوکا دہی سمجھتے تھی پس متاخرین نے اُنکی خیالات کی تصدیق کی اُنہون نے شعار دین کو چھوڑ دیا نماز کو مہمل اور بیکار سمجھا ممنوعات کے مرتکب ہوے اور حدود شریعت کو ناچیز جانا اور اسلام کی پابندی دور کر دی ان لوگون کی بہ نسبت یہود و نصاری اپنی عقائد مین معذور ہین کیونکہ وہ اپنی شرائع کی سند ہین جنپر معجزات دلالت کرتے ہین اور اہل بدعت بھی معذور ہین کیونکہ وہ ادلہ شرعیہ مین غور و فکر کرتے ہین اور ان لوگون کے کفریات کی کچھ بھی سند نہین ہے بجز اس کے

وزیادۃ وما قد حکی لهؤلاء عن الفلاسفة من جحد الصانع محال فان اکثر القوم یثبتون الصانع ولا ینکرون النبوات وانما اهملوا النظر فیها وسلم منهم قلیل فاتبعوا الدهریة الذین ظهر فساد فهمهم بمرة وقد رأینا من المتفلسفة من امتنا جماعة لم یکسبهم التفلسف الا التحیر فلا هم یعملون بمقتضاه ولا بمقتضی الاسلام بل فیهم من یصوم ویصلی ثم یاخذ فی الاعتراض علی الخالق وعلی النبوات ویتکلم فی انکار بعث الاجساد ولا یکاد فیهم من یری احدا الا وقد ضربه الفقر فاضرّبه فهو عامة زمانه فی تسخط علی الاقدار والاعتراض علی المقدر حتی قال لی بعضهم انا لا اخاصم الا من فوق الفلک وکان یقول اشعارا کثیرة فی هذا المعنی فمنها قوله فی صفة الدنیا

اتراها صنعة من صانع ام تراها رمیة من غیر رام ومنه قوله واحیرتا من وجود ما تقدمه منا اختیار ولا علم فنقتبس کانه فی عناء ما یخلصنا منه ذکاء ولا لین ولا شرس ونحن فی ظلمات ما لها قمر یضیء فیها ولا شمس ولا قبس مولهین حیاری قد تکنفنا جهل لجهمنا فی وجه عبس فالفعل فیه بلا ریب کلا عمل والقول فیه کلام کله هوس

**فصل** ولما کان الفلاسفة قریبا من زمان شریعتنا والرهبة کذلک مد بعض اهل ملتنا یده الی التمسک بهذا وبعضهم مد یده الی التمسک بهذا فتری کثیرا من الحمقی اذا نظروا فی باب الاعتقاد تفلسفوا واذا نظروا فی

**ترجمہ** اور حکماء سے زیادہ بھی ہیں اور ان لوگوں کو جو حکما سے انکار صانع کی خبر ملی ہے تو محض دروغ اور محال ہے کیونکہ انمین سے اکثر صانع کو ثابت کرتے ہین اور نبوتوں کے منکر نہین الا آنکہ اُسمین غور کرنا بیکار جانا۔ ان مین سے معدودے چند بچے کہ دہریہ کے تابع ہوگئے جنکی فہموں کا فساد کئی مرتبہ ظاہر کیا جا چکا کہ ہم نے اپنی اُمت کے تفلسف پیشیون مین سے اکثر کو دیکھا کہ اُنکو اس تفلسف سے بجز سرگردانی کے کچھ حاصل نہین ہوا اب نہ وہ مقتضائے فلسفہ ہی سمجھتے ہین اور نہ مقتضائے اسلام جانتے ہین بلکہ بہت سے اُنمین ایسے ہین جو روزہ رکھتے ہین نماز پڑھتے ہین اور پھر خالق اور نبوتو پر اعتراض کرنا شروع کر دیتے ہین اور حشر اجساد کے انکار مین بحث کرتے ہین اور جسکو دیکھیے کہ فقر و فاقہ کی مصیبت مین گرفتار ہے وہ عام طور پر قضا و قدر سے ناراض ہے حتی کہ مجھسے بعض متفلسفہ نے کہا کہ ہم تو اُوسی سے مخاصمہ کرتے ہین جو آسمان پر ہے اور اس بارے مین بہت سے اشعار پڑھتا تھا چنانچہ اُنمین سے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے۔ جو دنیا کی صفت مین ہے۔ کیا تم دنیا کو کسی صانع کی صنعت خیال کرتے ہو یا تم اُسکو ایسا تیر سمجھتے ہو جسکا کوئی پھینکنے والا نہین۔ ان ہی مین سے چند شعرونکا ترجمہ یہ ہے افسوس دنیا مین ہمارے پیدا ہونے کو نہ اختیار پیش کرتا ہے نہ علم سے حاصل ہوتی ہے پھر تحصیل علم سے کیا فائدہ ہے۔ ہم زمانے کے ہاتھون سے ایسی مصیبت مین گرفتار ہین جس سے نہ عقل ہی نجات دے سکتی ہے اور نہ نرمی اور نہ تندخوئی۔ ہم ایسی تاریکیون مین پڑے ہین جنمین نہ کوئی چاند چمکتا ہے نہ آفتاب روشن ہے اور نہ کوئی چنگاری سلگتی ہے ہم سراسیمہ و حیران ہین جہل نے ہم کو گھیر رکھا ہے جو کہ ہمپر ترشروئی کرتا ہے۔ بیشک زمانے مین عمل کرنا محض بیکار ہے اور کسی قسم کی گفتگو کرنا بالکل ہوس ہے **فصل** چونکہ ہمارے زمانہ سے فلاسفہ اور رہبان دونون کا زمانہ قریب ہے لہذا ہمارے اہل ملت مین سے بعض نے تو اُنکا دامن پکڑ لیا۔ اور بعض نے اُنکی اطاعت کی اسی لئے تم اکثر احمقونکو دیکھتے ہو کہ جب وہ اعتقاد کے باب مین غور کرتے ہین تو تفلسف مین پڑ جاتے ہین اور جب زہد کے بارے مین فکر کرتے

فی باب الزهد ترهبوا فنسئل الله ثباتا علی ملتنا وسلامة من عدونا انه ولی الاجابة ذکر تلبیس ابلیس علی اصحاب الهیاکل
وهم قوم یقولون ان لکل روحانی من الروحانیات العلویة هیکلا اعنی جرما من الاجرام السماویة هو هیکله ونسبته
الی الروحانی المختص به نسبة ابداننا الی ارواحنا فیکون هو مدبره والمتصرف فیه فمن جملة الهیاکل العلویة السیارات و
الثوابت قالوا ولا سبیل لنا الی الروحانی بعینه فنتقرب الی هیکله بکل عبادة وقربان وقال آخرون منهم لکل هیکل سماوی
شخص من الاشخاص السفلیة علی صورته وجوهره فعمل هؤلاء الصور ونحتوا الاصنام وبنوا لها بیوتا وقد ذکر یحیی بن
بشر النهاوندی ان قوما قالوا الکواکب السبعة وهی زحل والمشتری والمریخ والشمس والزهرة و
عطارد والقمر هی المدبرات لهذا العالم وهن یصدرن عن امر الملأ الاعلی ونصبوا لها الاصنام علی
صورتها وقربوا لکل واحد منها ما یشتبه من الحیوانات فجعلوا لزحل صنما عظیما من الآنک اعمی یتقرب الیه بثور مسن یؤتی
به الی البیت تحته محفورا وفوقه درابزین من حدید علی تلک الحفرة فیضرب الثور حتی یدخل البیت ویمشی علی ذلک
الدرابزین من الحدید فتغوص یداه ورجلاه هناک ثم توقد تحته النار حتی یحترق ویقول المقربون

آنک — الاسرب یعنی سیسہ ۱۲

مقدس انت ایها الاله الاعمی المطبوع علی الشر الذی لا یفعل خیرا قربنا لک ما تشتهی
فتقبل منا واکفنا شرک وشر ارواحک الخبیثة

ترجمہ تو راہب بن جاتے ہین پس ہم اللہ تعالی سے التجا کرتے ہین کہ ہمکو ہمارے مذہب پر قائم رکھے اور ہمارے دشمن سے ہمین بچائے
ہیکل پرستون پر ابلیس کی تلبیس کا بیان ہیکل پرست وہ لوگ ہین جو کہتے ہین کہ علوی روحانیات مین سے ہر ایک روحانی کے لیے
ایک ہیکل ہی یعنی اجرام فلکی مین سے ایک جرم اسکی صورت ہی اور ایک روحانی کیطرف جو اسکے ساتھ مختص ہی منسوب ہے جسطرح ہمارے
روحونکی نسبت ہمارے ابدان کی جانب ہی وہی روحانی اوسکا مدبر ہے اور وہی اسمین تصرف کرتا ہی منجملہ ہیاکل علویہ کے ثوابت اور سیارے
ہین اس گروہ کا قول ہی کہ ہماری رسائی خاص روحانی تک نہین ہوسکتی اسلیئے ہم اوسکی ہیکل کی پرستش کرتے ہین اور اسپر چڑھاوے چڑھاتے
ہین اس قوم کا دوسرا فریق کہتا ہے کہ ہر ہیکل آسمانی کے لیئے اسی کی صورت اور جوہر کا ایک شخص اشخاص سفلی مین سے ہے لہذا اس
فریق نے صورتین بنائی ہین اور بت تراشے ہین اور ان کے لیئے مکان تیار کیئے ہین یحیی بن بشر نہاوندی نے ذکر کیا ایک قوم کا
قول ہی کہ سات ستارے زحل اور مشتری اور مریخ اور شمس اور زہرہ اور عطارد اور قمر اس عالم کے مدبر ہین اور ملاء اعلی کے حکم سی صدور پاتے
ہین اس قوم نے ان ستارون کی صورتون پر بت نصب کیے ہین اور انمین سی ہر ایک کیلیے ایک حیوان جو اس سے مشابہ ہی چڑھاوا مقرر کیا ہی زحل
کے واسطے ایک بت کور چشم سیسے کا بنایا ہی اسپر ایک بڈھا بیل چڑھایا جاتا ہی اس بیل کو ایک گڑھے پاس لاتے ہین جو نیچے کھودا ہوتا ہی اس
گڑھے کے اوپر لوہے کی درازین ہوتی ہین بیل کو مارتے ہین یہانتک کہ وہ اس گڑھے مین داخل ہوتا ہی اور ان درازون پر چلتا ہی جس سے اسکے ہاتھ
پانون جکڑ جاتے ہین پھر اسکے تلے آگ روشن کیجاتی ہے حتی کہ بیل جلکر رہ جاتا ہی نیاز چڑھانے والے کہتے ہین کہ اے معبود نابینا تو پاک ہی تیری
سرشت وہ شر ہی کہ کبھی نیکی نہین کرتا ہمنے تجھپر وہ چیز چڑھائی جو تجھسے مشابہ ہی ہمسے اسکو قبول کر اور اپنی شر اور اپنی ارواح خبیثہ کی بلائی

ويقربون للمشتری صبيا طفلا وذلك انهم يشترون جارية فيطأها السدنة للاصنام السبعة فتحمل
وتترك حتى تضع وياتون بها وبالصبی على يدها ابن ثمانية ايام فيجسونه بالمسال والابر وهی تبكی على يدی ويقولون
ايها الرب الخير الذی لا يعرف الشر قد قربنا لك من لا يعرف الشر يجانسك فی الطبيعة فتقبل قربانا وارزقنا خيرك
وخير ارواحك الخيرة ويقربون للمريخ رجلا اشقر اغمش ابيض الراس من الشقرة ياتون به فيدخلونه فی حوض عظيم ويشد
فيه الی اوتاد فی قعر الحوض ويملئون الحوض زيتا حتى يبقى الرجل فيه قائما الی حلقه ويخلطون بالزيت الادوية المقوية للعصب المعفنة
للحم حتى اذا دار عليه الحول بعد ان يغذى بالاغذية المعفنة للحم والجلد فيصير على راسه فيسلخوا عصبه من جلده ولفوه
تحت راسه فاتوا به الی صنمهم الذی هو على صورة المريخ فقالوا ايها الاله الشرير ذو الفتن والجوائح قربنا اليك ما تشتهيه
لتقبل قربانا وتكفنا شرك وشرار ارواحك الجبلية الشريرة ويزعمون ان الراس تبقى فيه الحيوة سبعة ايام ويكلمهم
يعلمهم ما يصيبهم تلك السنة من خير وشر ويقربون للشمس تلك المرأة التی قتلوا ولدها للمشتری
ويطوفون بصورة الشمس ويقولون مسبحة وهللة ايتها الالهة النورانية قربنا لك ما تشتهيه فتقبلی
قرباننا وارزقينا من خيرك واعيذينا من شرك ويقربون للزهرة عجوزا

**ترجمہ مشتری** پر ایک شیر خوار لڑکا چڑہاتے ہین اُسکا طریق یہ ہے کہ ایک لونڈی خریدتے ہین اُس سے ساتون بتون کے مجاور وطی
کرتے ہین وہ حاملہ ہوجاتی ہے وضع حمل تک اُسکو نہین چھیڑتے بعد اُسکے لاتے ہین آٹھ روز کا بچہ اُس کی گود مین ہوتا ہے اُس بچے کے
جسم مین سوئیان اور کانٹے چبھوتے ہین وہ لونڈی ندامت کے مارے روتی ہے یہ نیاز چڑہا کر کہتے ہین کہ ای معبود خیر جو کہ شر سے ناواقف
ہی ہمنے تجھپر ایسے شخص کو چڑہایا ہی جو شر کو مطلق نہین جانتا طبیعت مین تیرا ہمجنس ہے ہماری نیاز قبول کر اور اپنی ارواح نیک کی خیر
ہمکو نصیب کر مریخ پر ایک آدمی بھوری رنگ کا سفید داغون والا جس کا سر بھورے پن کی وجہ سے سفید ہوتا ہی چڑہاتے ہین اُس آدمی کو
لاتے ہین اور ایک بڑے حوض مین داخل کرتے ہین اور حوض کی تہ مین میخین گاڑ کر اُس کو باندہ دیتے ہین پھر حوض کو روغن زیتون سے
بھر دیتے ہین وہ شخص اُس مین گلے تک ڈوبا ہوا کھڑا رہتا ہے اور زیتون مین ایسی دوائین ملاتے ہین جو اعصاب کو قوت پہنچائین اور
جسم پر گوشت بڑہاوین جب ایک سال گذر جاتا ہے اور قوت بخش غذاؤن سے موٹا تازہ ہوتا ہے تو اُس کی چربی کھال سے جدا
کرتے ہین اور اُس کے سر کے نیچے لپیٹتے ہین پھر اُس بت کے پاس لاتے ہین جو مریخ کی صورت پر ہے اور کہتے ہین اے معبود شریر صاحب
فتنہ و فساد ہمنے تجھپر وہ نیاز چڑہائی جو تیرے مشابہ ہی ہماری نیاز قبول کر اور ہم کو اپنے اور اپنی ارواح شریرہ وخبیثہ کی شر سے
محفوظ رکھہ اُن کا خیال ہے کہ اُسکے سر مین سات دن تک حیات باقی رہتی ہے وہ اُنسے گفتگو کرتا ہی اور اُس سال جو خیر و شر
اُنکو پہونچنے والا ہی وہ جانتا ہے شمس پر اُس عورت کو چڑہاتے ہین جس کے بچے کو مشتری کے لیے مار ڈالا تھا شمس کی
صورت کا طواف کراتے ہین اور کہتے ہین اے نورانی معبود تو قابل مدح وثنا ہے ہم نے تجھ پر وہ چڑہاوا چڑہایا ہے جو تیری مشابہ ہے
ہماری نظر قبول کر اور ہم کو اپنی خیر نصیب کر اور اپنی بُرائی سے پناہ دے زہرہ پر ایک بیباک ادھیڑ بُڑھیا عورت چڑہاتے ہین

شمطاء ماجنة يقدمونها بين يديها وينادون حولها ايتها الالهة الماجنة ابنتنا قربانا بياضا كبياضك وغنجا كغنجك ومجانة كمجانتك وطرفا كطرفك فتقبليها ثم ياتون بالحطب فيجعلونه حول العجوز ويضرمون فيه النار الى ان تحترق فيحملون رمادها في وجه الصنم ويقربون لعطارد شابا اشقر حاسبا اديبا ياتون به بحيلة وكذا يفعلون بالكل يخدعونهم ويبيحونهم ويسقونهم ادوية تزيل العقل وتخرس الالسنة فيقعد من هذا الشاب الى الصنم ثم يسجدون ويقولون ايها الرب الظريف جئناك بشخص ظريف ويطيعك اهديناه فتقبل منا ثم ينشرون الشاب نصفين ويربعونه ويجلس على اربع خشبات حوله ويضرم في كل خشبة النار حتى يحترق ويحترق الربع معها ويحملون رماده في وجهه ويقربون للقمر رجلا ادم كبير الوجه ويقولون يا بريد الالهة وخفيف الاجرام العلوية **ذكر تلبيس ابليس على عباد الاصنام** قال المصنف كل محنة لبس بها ابليس على الناس فسببها الميل الى الحس والاعراض عن مقتضى العقل ولما كان الحس يانس بالمثل دعا ابليس خلقا كثيرا الى عبادة الصور وابطل عند هؤلاء عمل العقل بالكلية فمنهم من حسن له انها الالهة وجدها ومنهم من وجد فيهم قليلا فطنة يعلم انه لا يوافقه على هذا فزين ان عبادة هذه تقرب الى الخالق

**ترجمہ** اسطرح کہ اُس ادھیڑ عورت کو زہرہ کے روبرو کرکے اُسکے گرد پکارتے ہین۔ کہ اے بیباک معبود ہم تیرے لیئے وہ قربانی کرتے ہین جس کی سفیدی تیری سفیدی کے مشابہ ہے جسکی بیباکی تیری بیباکی سے ملتی ہوئی ہے جسکی نظربازی تیری نظربازی کی مانند ہے ہماری قربانی قبول کر۔ پھر لکڑیان لاتے ہین اور اُس عورت کی گرد انبار لگاکر آگ سلگاتے ہین حتی کہ عورت جلکر خاک ہوجاتی ہے۔ اور اُس کی راکھ لیکر اس بُت کی مونہہ پر ملتے ہین **عطارد** پر ایک جوان آدمی خوشخرام لکھاپڑھا حسابدان آداب سے واقف چڑہاتے ہین اُسکو کسی حیلے سے پھانس لاتے ہین اور ہر ایک کو جس قدر بندگو رہے اُسی طرح مکر وفریب مین پھانستے اور لالچ دیتے اور ایسی دوائین کھلاتے ہین جس سے عقل زائل اور زبان بند ہوجاتی ہے اُس جوان کو عطارد کے روبرو کرکے کہتے ہین کہ (اے ظریف معبود ہم تیرے پاس ایک شخص ظریف لائے ہین۔ اور ہم نے تیری طبیعت کو پہچان لیا۔ اب ہم سے اس نیاز کو قبول کرلے) پھر اس جوان کو چیر کر دو ٹکڑے پھر چار ٹکڑے کرڈالتے ہین اور بت مذکور کی گرد چار لکڑیون پر پھیلایا جاتا ہے یعنی ہر ٹکڑا ایک لکڑی پر ہوتا ہے) پھر ہر لکڑی مین آگ لگاتے ہین وہ جلنے لگتی ہی اُس کیساتھ چوتھائی ٹکڑا بھی جل جاتا ہے اُسکی راکھ لیکر بت کی منہ پر ملتے ہین اور **قمر** کے لیئے ایک مرد گندم گون بڑے چہرہ والا چڑہاتے ہین۔ اور کہتے ہین کہ ای معبودونکی ہرکارے اور بالائی اجرام کے ہلکے **بت پرستونپر** تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** نے کہا کہ ہر امتحان جس سے ابلیس نے لوگونپر شبہہ ڈالا۔ تو اُسکا سبب یہ کہ خواہش جو اسکی طرف جھکی اور عقل جس امر کو مقتضی ہی اس سے منہ پھیر لیا اور حواس کا میلان اپنے مثل کیطرف ہوا کرتا ہی۔ لہذا ابلیس نے بکثرت مخلوق کو صورتون کی پوجا کرنے کی طرف بلایا۔ اور ان لوگون مین عقل کا عمل ایکبارگی مٹادیا۔ پس انہین سے بعضونکو تو یہ سمجھایا۔ کہ یہی صورت خود تمہاری معبود ہی۔ اور وہ حقیقی مان گئی اور بعضونمین کچھ تھوڑی سی دانائی تھی جس سے وہ جانتا تھا کہ یہ لوگ مجھسے اس بات پر موافقت نہ کرینگے تو ان کیلیے یہ رچایا کہ اگر اس مورتکی بندگی کرو تو تم کو خالق

فقالوا ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى ذكر بداية تلبيسه على عباد الاصنام وعن هشام بن محمد بن السائب الكلبي قال اخبرني ابي قال اول ما عبدت الاصنام ان ادم عليه السلام لما مات جعله بنو شيث بن ادم في مغارة في الجبل الذي اهبط عليه ادم بارض الهند ويقال للجبل نود وهو اخصب جبل في الارض قال هشام فاخبرني ابي عن ابي صالح عن ابن عباس قال وكان بنو شيث ياتون جسد ادم في المغارة فيعظمونه ويترحمون عليه فقال رجل من بني قابيل يا بني قابيل ان لبني شيث دوارا يدورون حوله ويعظمونه وليس لكم شيء فنحت لهم صنما وكان اول من عملها قال هشام واخبرني ابي قال كان ود وسواع ويغوث ويعوق ونسر قوما صالحين فماتوا في شهر فجزع عليهم ذووا قاربهم فقال رجل من بني قابيل يا قوم هل لكم ان اعمل لكم خمسة اصنام على صورهم غير اني لا اقدر ان اجعل فيها ارواحا قالوا نعم فنحت لهم خمسة اصنام على صورهم ونصبها لهم فكان الرجل ياتي اخاه وعمه وابن عمه فيعظمه ويسعى حوله حتى ذهب ذلك القرن الاول وعملت على عهد يرد بن مهلائيل بن قينان بن انوش بن شيث ابن ادم ثم جاء قرن اخر فعظموهم اشد من تعظيم القرن الاول ثم جاء من بعدهم القرن الثالث

**ترجمہ** کی جناب مین تقرب دلاوے گی چنانچہ قرآن مجید مین اُنکا مقولہ ہے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُونَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (ترجمہ) ہم ان عورتونکو نہین پوجتے مگر اس لیئے کہ اللہ تعہ کے نزدیک یہ ہم کو تقرب دلادین **بت پرستو نپر** ابلیس کی ابتدائی تلبیس کا بیان ۔ ہشام بن محمد بن السائب الکلبی نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ بت پرستی کی بنیاد اسطرح شروع ہوئی کہ جب آدم علیہ السلام نے انتقال کیا۔ تو شیث بن آدم کی اولاد نے انکی لاش اُس پہاڑ کی غار مین رکھی جسپر جنت سے اوتارے گئے تھے وہ پہاڑ سرزمین ہندوستان مین ہی اور اُسکا نام نود ہی۔ اور وہ روئے زمین کے پہاڑون سے زیادہ سرسبز ہے ہشام نے کہا کہ پھر میرے باپ نے مجھے خبر دی **بروایتہ** عن ابی صالح عن ابن عباس کہ ابن عباس بیان کرتے تھے کہ شیث کی اولاد اُس پہاڑ کے غار مین آدم کی لاش پاس جایا کرتی پس اُسکی تعظیم کرتے اور اوسپر ترحم کرتے تھے یہ دیکھکر قابیل کی اولاد مین سے ایک نے کہا کہ اے بنی قابیل دیکھو کہ بنی شیث کی پاس ایک چیز ایسی ہے جسکے گرد گھومتے اور اُسکی تعظیم کرتے ہین۔ اور تمہارے پاس کچھ نہین ہی۔ پھر انکے لیے ایک مورت گڑھی۔ اور یہی پہلا شخص ہے جس نے مورت بنائی ہشام نے کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ **ود** اور **سواع** اور **یغوث** اور **یعوق** اور **نسر** یہ سب بندگان صالح تھے۔ پھر ایک ہی مہینے مین سب نے انتقال کیا۔ تو انکی برادری والون کو ان کی وفات سے بڑا صدمہ ہوا پس بنی قابیل مین سے ایک اُس نے کہا کہ اے قوم کیا تم چاہتے ہو کہ مین اُنکی صورتون کے پانچ مورتین تمکو گھڑ دون (تو گویا وہ تمہارے سامنے ہونگے) سوا اتنی بات کے کہ مجھے یہ قدرت نہین کہ انکی روحین انمین پہناؤن اُنھون نے کہا کہ ہان ہم چاہتے ہین پس اُس نے اُنکو پانچ بت گڑھ دیے جو انکی صورتون کے موافق تھے اور وہان نصب کر دیئے پس آدمی اپنے بھائی و چچا و چچیرے بھائی کی مورت پاس آتا اور اُسکی تعظیم کرتا اور اس کے گرد پھرتا اور انکی شناخت بزمانہ یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم ہوئی تھی۔ پھر یہ پہلی صدی گزر گئی اور دوسری صدی آئی تو اول قسم سے بڑھ کر اُنھون نے اُن مورتون کی تعظیم و تکریم کی پھر ان کے بعد تیسرا قرن آیا

فقالوا ما عظّم اولونا هؤلاء الا وهم يرجون شفاعتهم عند الله فعبدوهم وعظموهم واشتد كفرهم فبعث
الله اليهم ادريس فدعاهم فكذبوه فرفعه الله مكانا عليا ولم يزل امرهم يشتد فيما قال الكلبي عن
ابی صالح عن ابن عباس حتى ادرك نوح فبعثه الله نبيا وهو يومئذ ابن اربعمائة وثمانون سنة
فدعاهم الى الله عزوجل في نبوته عشرين ومائة سنة فعصوه وكذبوه فامره الله عزوجل ان
يصنع الفلك ففرغ منها وركبها وهو ابن ستمائة سنة وغرق من غرق ومكث بعد ذلك ثلث
مائة وخمسين سنة وكان بين ادم ونوح الفا سنة ومائتا سنة فاهبط الماء هذه
الاصنام من ارض الى الارض حتى قذفها الى ارض جدة فلما نضب الماء بقيت على
الشط فسفت الريح عليها حتى وارتها قال الكلبي وكان عمرو بن لحي كاهنا وكان
يكنى ابا ثمامة له رئی من الجن فقال له عجل المسير واظعن من تهامة بالسعد والسلامة ايت صف جدة تجد فيها اصناما معدة فاوردها تهامة ولا تهب ثم ادع العرب الى
عبادتها فاتى نهر جدة فاستثارها ثم حملها حتى وردبها تهامة

لحی ن

ترجمہ تو کہنے لگے کہ ہم سے اگلے لوگ جو ہمارے بزرگ تھے بیفائدہ انکی تعظیم نہین کرتے تھے بلکہ اس لیئے تعظیم کرتے تھے کہ اللہ تعالی کے
نزدیک انکی شفاعت (سفارش) کے امیدوار تھے پس یہ لوگ ان مورتون کو پوجنے لگے اور انکی شان بزرگ قرار دی اور کفر شدید ہوا
پس اللہ تعالی نے انکی طرف ادریس علیہ السلام کو رسول کرکے بھیجا ادریس نے انکو توحید کیطرف بلایا تو انہون نے ادریس کو جھٹلایا اور اللہ تعالی نے
ادریس کو مقام بلند مین اوٹھالیا۔ اور کلبی کی روایت ابی صالح عن ابن عباس مین ہی کہ بت پرستون کا معاملہ سخت ہوتا گیا۔ یہانتک کہ نوح
کے ادراک کا زمانہ آیا اور وہ چار سو اسی (۴۸۰) برس کے تھے کہ اللہ تعالی نے انکو پیغمبری عطا کی پس نوح انکو ایکسو بیس ۱۲۰ برس تک اپنی نبوت کے
زمانہ مین اللہ تعالی کیجانب بلایا۔ انہون نے نہ مانا۔ اور نوح علیہ السلام کو جھوٹا ٹھیرایا پس اللہ نے نوح کو حکم دیا کہ کشتی بناوے پھر جب نوح کشتی
بنا فارغ ہوئی اور اوسپر سوار ہوچکی تو چھ سو ۶۰۰ برس کے تھے اور طوفان مین جو غرق ہونیوالے تھے غرق ہوئے اور نوح علیہ السلام اسکے بعد
تین سو پچاس ۳۵۰ برس تک زندہ رہی اور آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک دو ہزار دو سو برس کا فرق تھا۔ اور پانی طوفان ان بتون کو ایک جگہ
سے دوسری جگہ اور ایک زمین سے دوسری زمین تک اوچھالتا پھرا یہانتک کہ پانی کے تھپیڑون نے انکو جدہ مین لا کر ڈالا جب پانی خشک ہوا
تو یہ مورتین کناری ساحل پر پڑی رہین اور ہوا کی جھونکون سے ریگ بیابان اوڑکر اسقدر اونپر پڑی کہ یہ ریگ کی نیچی دب گئین کلبی نے کہا کہ عمرو
بن لحی ایک کاھن تھا اسکی کنیت ابو ثمامہ تھی اور ایک جن اسکا موکل تھا اور سنی کاہنون کے لہجہ مین اوس سے کہا کہ عجل للسیر واظعن من تھامۃ
بالسعد والسلامۃ + ایت صفت جدہ + تجد فیھا اصناما معدۃ فاوردھا تھامۃ ولا تھب سادتھا + ثم ادع العرب
الی العبادۃ تھا + یعنی تہامہ سے کاوہ کس کو جلد اپنی آپکو سعد و سلامتی مین پہنچا۔ پھر جدہ کے کنارے جا وہان تجھکو رکھی ہوئی مورتین ملینگی انکو تہامہ مین لے آیا اور
وہان کے سردارون سے خوف نہ کھا پھر عرب کو انکی عبادت کیلیے بلا۔ عمرو بن لحی نے جاکر نہر جدہ سے نشان ڈھونڈکر انکو نکالا پھر لادکر تہامہ مین لایا

ثم انه مرض مرضا شدیدا فقیل له ان بالبلقا من الشام حمة ان اتیتها برأت فاتاها فاستحم بها فبرأ ووجد اهلها یعبدون الاصنام فقال ما هذه فقالوا نستسقی بها المطر ونستنصر بها علی العدو فسالهم ان یعطوه منها ففعلوا فقدم مکة ونصبها حول الکعبة واتخذت العرب الاصنام وکان اقدمها مناة وکان منصوبا علی ساحل البحر من ناحیة المشلل بقدید بین مکة والمدینة فکانت العرب جمیعا تعظمه وکانت الاوس والخزرج ومن ینزل مکة والمدینة وما قرب من المواضع یعظمونه ویذبحون له ویهدون له ولم یکن احد اشد اعظاما له من الاوس والخزرج وعن ابن یاسر قال کانت الاوس والخزرج ومن یأخذ باخذهم من عرب اهل یثرب وغیرها یحجون فیقفون مع الناس المواقف کلها ولا یحلقون رؤسهم فاذا نفروا اتوه فحلقوا عنده رؤسهم واقاموا عنده لا یرون لحجهم تماما الا بذلک وکانت مناة لهذیل وخزاعة فبعث رسول الله صلی الله علیه وسلم علیا فهدمها عام الفتح ثم اتخذوا اللات واللات بالطائف وهی احدث من مناة وکانت صخرة مربعة وکانت سدنتها من ثقیف وکانوا قد بنوا علیها بناء وکانت قریش وجمیع العرب یعظمها وبها کانت العرب یسمی زید اللات وتیم اللات فکانت فی موضع منارة مسجد الطائف الیسری الیوم فلم یزل کذلک حتی اسلمت ثقیف

نستسقی

**ترجمہ** پھر عمرو بن لحی سخت بیمار ہوا۔ تو اُس سے کہا گیا۔ کہ بلقا رشام مین ایک گرم چشمہ ہے اگر تو جا کر اُس مین نہائے تو اچھا ہو جائے۔ وہ منحوس وہان جا کر نہایا۔ اور اچھا ہو گیا اور دیکھا کہ وہان کے لوگ مورتین پوجتے ہین اُنسے پوچھا کہ یہ کیا چیزین ہین۔ اُنھون نے کہا کہ ہم اِن سے بارش پاتے ہین انکی مدد سے دشمنون پر غالب ہو جاتے ہین ابن لحی نے اُنسے ایک بت مانگا۔ اُنھون نے دیدیا۔ وہ اُسکو مکہ مین لایا اور خانۂ کعبہ کے گرد بٹھایا اور عرب نے بتون کو معبود بنا لیا۔ اور سب سے پرانا بت **مناۃ** تھا وہ بحر قلزم کے کنارے مشلل کے ایک جانب قدید مین مکہ و مدینہ کے درمیان مین بنایا گیا تھا۔ اور عرب سب اُسکی تعظیم کرتے اور اوس[1] وخزرج اور جو کوئی مدینہ و مکہ اور اُس قرب وجوار کے مواضع مین رہتا سب اُسکی تعظیم کرتے اور اُس کیواسطے قربانی کرتے اور اُس کیلیے ہدیے بھیجتے رہتے تھے اور یون تو یہ سب لوگ اُسکی تعظیم کرتے ولیکن اوس وخزرج سے بڑھکر کوئی اُس کی تعظیم نہ کرتا **ابن یاسر** رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اوس وخزرج اور جو کوئی اُن کے مسلک پر چلتا تھا خواہ یثرب (مدینہ) کا ہو یا دوسری جگہ کا ہو یہ لوگ حج کرنے آیا کرتے اور ہر ایک موقف مین لوگون کے ساتھ کھڑے ہوتے ولیکن اپنا سر نہین منڈاتے تھے پھر جب مکہ سے روانہ ہوتے تو مناۃ کے یہان جا کر اُس کے پاس اپنا سر منڈاتے اور وہان ٹھیرتے تھے اور بدون اس کے اپنا حج پورا نہین جانتے تھے اور بت مناۃ قبیلہ ہذیل وخزاعہ کا تھا۔ اور مکہ فتح کرنے کے سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو بھیجا حضرت علیؓ نے اُسکو توڑ کر منہدم کر دیا پھر مناۃ کے بعد لوگون نے لات کو نکالا تھا وہ مناۃ کی بہ نسبت جدید تھا اور طایف مین ایک بڑے مربع پتھر پر بنایا گیا تھا۔ اور اُسکے دربان قبیلہ ثقیف کے لوگ تھے۔ اُنھون نے اُس پر عمارتین بنائی تھین۔ اور قریش اور جمیع عرب اُس کی تعظیم کرتے تھے۔ اور عرب اُسی کی نسبت زید اللات اور تیم اللات وغیرہ نام رکھتے تھے اور اب جہان مسجد طائف ہے اُسکے بائین منارہ کے مقابل تھا پس وہ برابر اسی حالت پر رہا یہانتک کہ ثقیف مسلمان

[1] اوس وخزرج دو بھائی تھے جن کی اولاد مین انصار ہین ۱۲

بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم المغیرة بن شعبة فهدمها وحرقها بالنار ثم اتخذها ظالم بن اسعد
كانت بواد من نخلة الشامية فوق ذات عرق وبنوا عليها بيتا وكانوا يسمعون منه الصوت **وعن** ابن عباس قال
كانت العزى شيطانة تاتي ثلاث سمرات ببطن نخلة فلما افتتح رسول الله صلى الله عليه وسلم مكة
بعث خالد بن الوليد فقال ائت بطن نخلة فانك تجد ثلاث سمرات فاعضد الاولى فاتاها فعضدها فلما
جاء اليه قال هل رأيت شيئا قال لا قال فاعضد الثانية فاتاها فعضدها ثم اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال
هل رأيت شيئا قال لا قال فاعضد الثالثة فاتاها فاذا هو بحبشية نافشة شعرها واضعة يديها على عاتقها تضرب
بانيابها وخلفها دبية السلمي وكان سادنها **فقال خالد** كفرانك لا سبحانك اني رأيت الله قد اهانك ثم
ضربها ففلق رأسها فاذا هي حممة ثم عضد الشجرة وقتل دبية السادن ثم اتى النبي صلى الله عليه وسلم واخبره فقال
تلك العزى ولا عزى بعدها للعرب **قال هشام** وكانت لقريش اصنام في جوف الكعبة وحولها واعظمها عندهم
هبل كان فيما بلغني من عقيق احمر على صورة انسان مكسور اليد اليمنى ادركته قريش كذلك فجعلوا له يدا من ذهب و
كان اول من نصبه خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر وكان في جوف الكعبة وكان قدامه سبعة اقداح

---

**ترجمہ** پھر تو رسول اللہ صلعم نے مغیرہ بن شعبۃ کو بھیجا۔ اُنہون نے اُسکو منہدم کر کے آگ سے پھونک دیا۔ پھر اُسکو ظالم بن اسعد لے بھاگا
اور ذات عرق سے اوپر نخلہ شامیہ کی وادی مین نصب کر کے اُسپر کوٹھری بنا لی اور یہ لوگ اُس سے آواز سنا کرتے تھے **ابن عباسؓ**
سے روایت ہے کہ عزیٰ ایک شیطانہ عورت تھی جو بطن نخلہ کے تین درخت کیکر پر آیا کرتی تھی پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ
فتح کیا تو خالد بن الولید سے فرمایا کہ تو بطن نخلہ مین جاو وہان تجھے کیکر کے تین درخت ملینگے اُنمین سے اول درخت کو جڑ سے کاٹ ڈالنا۔
خالدؓ نے وہان جا کر ایک درخت کو جڑ سے کھود پھینکا۔ اور واپس آئے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تو نے کچھ دیکھا تھا خالدؓ نے عرض
کیا کہ جی نہین آپنے فرمایا کہ پھر جا کر دوسرے کو جڑ سے کاٹ دے خالدؓ نے حکم کی تعمیل کی جب واپس آئے تو پھر آپنے پوچھا کہ تو نے
کچھ دیکھا تھا۔ خالدؓ نے کہا کہ جی نہین آپ نے فرمایا کہ پھر جا کر تیسرے درخت کو بھی جڑ سے کاٹ دے پس خالدؓ وہان پہونچے تو دیکھا
کہ وہ بال بکھیری اپنے دونون ہاتھ دونون کندھون پر رکھے اپنے دانت کٹکٹاتی ہے۔ اور اس کے پیچھے دبیہ السلمی کھڑا ہے جو اُس کا
دربان تھا خالدؓ نے کہا کہ تجھے کفر ہے نہ تعریف کیونکہ مین نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالے نے تجھے خوار کیا پھر اُسکو تلوار ماری تو اُسکا سر دو ٹکڑے ہو گیا اور دیکھا
تو وہ کوئلہ ہی ہے پھر خالدؓ نے درخت مذکور کو کاٹ ڈالا اور دبیہ دربان کو بھی قتل کر ڈالا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہو کر
حال عرض کیا تو آپنے فرمایا کہ یہی عزیٰ تھی اب آیندہ عرب کیواسطے عزیٰ نہو گی **ہشام بن الکلبی** نے بیان کیا کہ قریش کے بہت سے بت
خانہ کعبہ کے اندر اور اسکے گرد رہا کرتے تھے۔ اور سب سے بڑا ان کے نزدیک **ہُبل** تھا۔ اور مجھ کو خبر ملی ہے کہ وہ سرخ یاقوت کا تھا۔
اُسکی پیٹھ پر ایک آدمی بنا ہوا تھا جسکا دایان ہاتھ ٹوٹا ہوا تھا قریش نے اسی صورت سے اُسکو پایا تھا۔ پھر اُسکا ہاتھ سونے کا بنا کر لگایا سب سے
اول اس بُت کو خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر نے نصب کیا تھا اور یہ بیچ کعبے مین تھا۔ اور اس کے آگے سات لکڑیان تھین ہبل تیر کی شکل

مکتوب فی احدهما صریح والاخر ملصق فاذا شکوا فی مولود اهدوا الیه هدیة ثم ضربوا بالقداح فان خرج صریح الحقوه
وان کان ملصقا دفعوه وکانوا اذا اختصموا فی امر او ارادوا سفرا فاستقسموا بالقداح عنده وهو الذی قال له ابو سفیان
یوم احد اعل هبل وعلا دینك وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الله اعلی واجل وکان لهم اساف ونائلة
وعن ابن عباس ان اسافا ونائلة رجل وامرأة من جرهم یقال له اساف بن یعلی ونائلة بنت زید من
جرهم وکان یتعشقها فی ارض الیمن فاقبلوا حجاجا فدخلوا البیت فوجدوا غفلة من الناس وخلوة من البیت
ففجر بها فی البیت فمسخا فاصبحوا فوجدوهما مسخین فاخرجوهما فوضعوهما فعبدتهما خزاعة وقریش ومن حج البیت بعد
من العرب قال هشام لما مسخا حجرین وضعا عند الکعبة لیتعظ الناس بهما فلما طال مکثهما وعبدت الاصنام عبدا
معها وکان احدهما یلصق الکعبة والاخری فی موضع زمزم فنقلت قریش التی یلصق الکعبة الی الاخر فکانوا ینحرون ویذبحون
عندهما وکان من تلك الاصنام ذو الخلصة وکانت مروة بیضاء منقوشة علیها کهیئة التاج وکانت بتبالة بین مکة والیمن علی سیرة
سبع لیال من مکة وکانت تعظمها وتهدی لها وکان بموضع من ارض سبا یقال له بلخع تعبدها
حمیر ومن والاها فلم یزل یعبدونه حتی هودهم

**ترجمہ** پڑی تھیں ایک مین صریح اور دوسری مین ملصق لکھا ہوا تھا۔ اور لوگ جب کسی بچہ مین شک کرتے تو ھبل کے نام چڑھاوا لیجاتے
پھر ان تیرون سے پانسہ پھینکتے اگر صریح نکلتا تو اُس بچہ کو الفت سے لیتے اور اگر ملصق نکلتا تو دفع کرتے اسی طرح جب کسی امر مین جھگڑتے
یا سفر کا قصد کرتے تو ھبل کے پاس جاکر پانسہ پھینکتے تھے اور ابو سفیان بن حرب نے اُحُد کی لڑائی کے دن اسی بت کو کہا تھا۔ کہ
اعل ھبل یعنی ای ہبل تیرا دین بلند ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اعلی واجل یعنی اللہ تعالی برتر اور بزرگتر ہے +
**مصنف** نے کہا کہ مشرکون کے بتون مین سے اساف و نائلہ بھی تھے۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اساف و نائلہ قبیلہ جُرہُم مین سے
ایک مرد و ایک عورت تھی اُنکو اساف بن یعلی اور نائلہ بنت زید کہتے تھے یہ دونون جُرہُم کی نسل سے تھے اور دونون کا عشق زمین یمن
شروع ہوا تھا پھر قافلہ کے ساتھ دونون حج کو آئے اور ایک رات دونون خانہ کعبہ مین داخل ہوئے تو وہان خالی گھر پایا کوئی آدمی نہ
تھا پس اساف نے نائلہ سے بدکاری کی تو مسخ ہو کر پتھر ہو گئے صبح کو لوگون نے انکو مسخ پا کر خانہ کعبہ سے باہر نکالکر قائم کیا بعد ازان قریش
و خزاعہ و دیگر عرب نے جو حج کو آتے تھے ان دونون کو پوجنا شروع کیا ہشام بن الکلبی نے کہا کہ جب یہ دونون مسخ ہو کر پتھر ہو گئے تو کعبہ کے باہر اس غرض
سے رکھے گئے تھے کہ لوگون کو عبرت ہو جب زیادہ مدت گذری اور بتون کی پوجا شروع ہوئی تو بتون کے ساتھ انکی بھی پوجا ہونے لگی اور
پہلے ایک تو کعبہ سے ملصق تھا اور دوسرا زمزم کے مقام پر تھا پھر قریش نے کعبہ کے پاس والا بھی اوٹھا کر دوسرے سے ملا دیا اور اُنکے پاس
قربانی کی بھینٹ چڑھایا کرتے تھے **منجملہ** بتون کے ایک ذو الخلصہ تھا سفید دودھیا پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اور اُسپر تاج کی سی صورت
نقش تھی اور مکہ سے سات روز کے رستہ پر یمن اور مکہ کے درمیان ایک مکان مین رکھا تھا اُسکی بھی تعظیم ہوتی اور چڑھاوے کی قربانی بھیجی
جاتی تھی **ف** نسر ایک بت زمین سبا کی موضع بلخع مین تھا جسکو قبیلہ حِمیَر اور اُسکی حلیف دوست پوجتے تھے اور برابر اس بت کی پرستش

ذو نواس فلم تزل هذه الاصنام تعبد حتى بعث الله النبي صلى الله عليه وسلم فامر بهدمها وعن بن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رفعت الى النار فرايت عمرو بن لحي قصيرا احمر ازرق يجر قصبه في النار قلت من هذا قيل هذا عمرو بن لحي اول من بحر البحيرة ووصل الوصيلة وسيب السائبة وحمى الحام (اسا دکم خود) وغير دين اسماعيل ودعا العرب الى عبادة الاوثان قال هشام وحدثنا ابي وغيره ان اسماعيل عليه السلام لما سكن مكة وولد له بها اولاد فكبروا حتى ملكوا مكة ونفوا من كان بها من العماليق ضاقت عليهم مكة ووقعت بينهم الحروب والعداوات واخرج بعضهم بعضا فتفسحوا في البلاد والتماس المعاش وكان حملهم على عبادة الاوثان والحجارة انه كان لا يظعن من مكة ظاعن الا احتمل معه حجرا من حجارة الحرام تعظيما للحرم وصبابة بمكة فحيث ما حلوا وضعوه وطافوا به كطوافهم بالكعبة تيمنا منهم بها وصبابة بالحرم وحبا له وهم بعد يعظمون الكعبة ومكة يحجون ويعتمرون على ارث ابراهيم واسماعيل ثم عبدوا ما استحسنوا ونسوا ما كانوا عليه واستبدلوا

ترجمہ کرتے رہے یہانتک کہ ذو نواس نے ان لوگوں کو یہودی بنا لیا اور ان بتوں کی برابر پرستش ہوتی رہی یہانتک کہ جب اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو آپ (غلبہ پاکر) انکے منہدم کرنیکا حکم فرمایا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میرے سامنے کی گئی تو مین نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ ایک شخص پست قد سرخ رنگ کرنجا ہے وہ آگ میں اپنی آنتیں گھسیٹتا پھرتا ہے میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ یہی عمرو بن لحی ہے جس نے سب سے اول بحیرہ اور وصیلہ اور سائبہ اور حام کو نکالا اور حضرت اسمعیل کا دین بگاڑا اور عرب کو بت پرستی کی طرف بلایا ف بتوں کے نام پر بحیرہ کان پھاڑ کر چھوڑتے اور وصیلہ نر و مادہ جننے والی یا دو نر کے بعد تیسری مادہ یا برعکس جننی تو بت کے نام پر چھوڑتے اور اسکی دوسری صورتیں بھی تفسیر میں مذکور ہیں اور سائبہ جیسے سانڈ ہے اور حامی ایک مدت تک نر اونٹ کی جفتی لینے یا لادنے کے بعد بتوں کے نام پر آزاد کرتے ہشام بن الکلبی نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ محمد بن السائب اور دوسروں نے بیان کیا کہ جب اسمعیلؑ مکہ میں ساکن ہوئے اور اُن کی اولاد پیدا ہو کر بڑے ہوئے تو مکہ کے مالک ہو گئے اور وہاں سے قوم عمالقہ کو نکال دیا تو کثرت ہونے سے مکہ میں انکی گنجائش نہ رہی اور باہم ان میں لڑائیاں و عداوت واقع ہوئی اور بعض نے بعض کو نکال دیا آخر دوسرے بلاد میں پھیلے اور روزی کی تلاش میں بھی نکلے پھر جس باعث سے انہوں نے اول بتوں و پتھروں کی پرستش شروع کی یہ ہے کہ انمیں سے جو کوئی مکہ سے باہر جاتا تو وہ ضرور اپنے ساتھ حرم سے ایک پتھر لیجاتا کیونکہ وہ لوگ حرم مکہ کی تعظیم کرتے تھے تو جہاں کہیں منزل اختیار کرتے وہاں اسی پتھر کو رکھ لیتے اور طواف کعبہ کیطرح اسکا طواف کرتے کیونکہ اسکو متبرک سمجھتے اور اس لئے کہ حرم کو مسعود جانتے اور اس سے محبت کرتے تھے اور باوجود اسکے انمیں مکہ و کعبہ کی تعظیم بدستور باقی رہتی تھی چنانچہ حضرت ابراہیم و اسمعیل کی شریعت پر خانہ کعبہ کا حج و عمرہ ادا کیا کرتے تھے پھر رفتہ رفتہ اپنی پسند کے موافق پوجنے لگے اور طریقہ قدیم کو بھول گئے۔ اور دین ابراہیم و اسمعیل کے بدلے دوسرا

بدین ابراھیم واسماعیل فبدلہ فعبدوا الاوثان وصاروا الی ما کانت علیہ الامم من قبلھم استخرجوا ما کان بعید قوم نوح وفیہم علی ذلک بقایا من عہد ابراھیم واسماعیل یتمسکون بہا من تعظیم البیت والطواف بہ والحج والعمرۃ و الوقوف بعرفۃ والمزدلفۃ واھداء البدن والاھلال بالحج والعمرۃ وکانت نزار تقول اذا ما اھلت لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک الاشریکا ھو لک تملکہ وما ملک وکان اول من غیر دین اسمٰعیل فنصب الاوثان وسیب السائبۃ ووصل الوصیلۃ عمرو بن ربیعہ وھو لحی بن حارثۃ وھو ابو خزاعۃ وکانت ام عمرو بن لحی فہیرۃ بنت عامر بن الحرث وکان الحارث ھو الذی یلی امر الکعبۃ فلما بلغ عمرو بن لحی نازعہ فی الولایۃ و قاتل جرھم ببنی اسماعیل فظفر بہم واجلاھم عن الکعبۃ ونفاھم من بلاد مکۃ

ترجمہ: دین اختیار کرلیا اور بتوں کی پوجا کرنے لگے اور ان کا بھی وہی حال ہوا جو ان سے پہلی امتوں کا حال ہوچکا تھا اور انہوں نے وہ بت نکالے جن کو نوح کی قوم پوجتی تھی اور باوجود اس کے انہیں بعض امور شریعت ابراہیم و اسمٰعیل سے ایسے باقی رہے جنکو نہیں چھوڑا جیسے بیت اللہ کی تعظیم و اسکا طواف کرنا و حج و عمرہ اور وقوف عرفات و مزدلفہ اور اونٹ وغیرہ قربانی کا ہدیہ بھیجنا اور حج وعمرہ کے لئے تلبیہ کہنا۔ اور قبیلہ نزار کے لوگ جب احرام باندھتے تو تلبیہ اس طرح کہتے لبیک اللھم لبیک لاشریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک یعنی لبیک الٰہی لبیک تیرا کوئی شریک نہیں ہے سوائے ایسے شریک کے کہ وہ تیرا ہی ہے تو ہی اسکا اور اس کی مملوک چیزوں کا مالک ہے ف قولہ سوائے ایسے الخ یہ فقرہ اپنی طرف سے ملاکر شریک کرلیا۔ پھر سب سے پہلے جس نے دین اسمٰعیلؑ کو بدلا اور بت کھڑے کئے اور سانڈ چھوڑے۔ اور وسیلہ کی رسم نکالی وہ عمرو بن ربیعہ اور ربیعہ ہی لحی بن حارثہ ہے اور یہی حارثہ قبیلہ خزاعہ کا جد اعلیٰ ہے اور عمرو بن لحی کی ماں کا نام فہیرہ بنت عامر بن الحارث ہے اور یہی حارث خانہ کعبہ کا متولی تھا پھر جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو متولی ہونے میں حارث سے جھگڑا کرنے لگا آخر قبیلہ جرہم نے اولاد اسمٰعیل سے قتال کیا اور فتحیاب ہوکر انکو کعبہ کے متولی ہونے سے روک بلاد مکہ سے خارج کردیا +

سے وفی البخاری ج ۱ ص ۱۰۰ در باب اذا انفلتت الدابۃ فی الصلوۃ الحدیث الثانی من ذلک الباب وھو حدیث طویل آخر طرفہ ولقد رأیت جہنم یحطم بعضہا بعضا حین رأیتمونی تاخرت ورأیت فیہا عمرو بن لحی وھو الذی سیب السوائب اھ قولہ عمرو بن لحی بضم اللام وفتح المہملۃ وشدۃ التحتیۃ وسیجیٔ فی قصۃ خزاعۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت عمرو بن عامر الخزاعی یجر قصبہ فی النار وکان اول من سیب السوائب وھی جمع سائبۃ وھی اللتی کانوا یسیبونہا لالھتہم فلا یحمل علیہا شیٔ ۱۲ کرمانی قسطلانی وایضا فی البخاری ص ۴۹۹ باب قصۃ خزاعۃ قال وقال ابوھریرۃ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیت عمرو بن عامر الخزاعی یجر قصبہ فی النار وکان اول من سیب السوائب عمرو بن عامر قیل ھو من اعمام بن قمعۃ فان قلت تقدم فی باب انفلتت الدابۃ فی الصلوۃ ورأیت فیہا عمرو بن لحی الخ (کان الاصل ھھنا مشکو کالم یقرء) سے بخاری ص ۴۹۹ باب قصۃ خزاعۃ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عمرو بن لحی بن قمعۃ بن خندف ابو خزاعۃ اھ لحی بضم اللام وفتح المہملۃ وتشدید اللام ابن قمعۃ بفتح القاف والمیم وتخفیفہا وباہمال العین وقیل بکسر القاف وشدۃ المیم بفتحہا کسرھا وقیل بفتحہا وسکون المیم من خندف بکسر المعجمۃ وسکون النون کسر المہملۃ وفتحہا وبالفاء وھی لقب القبیلۃ نذ بضم و قمعۃ منسوب الی الام ولا غایرۃ اسم الیاس بن مضر واسم الخندف لیلی والخندف لقبہا

وتولى حجابة البيت من بعدهم وحضر الحج فدعا العرب الى عبادتها قاطبة فاجابه عوف بن عذرة بن زيد اللات فدفع اليه ودًّا فحمله وكان بوادي القرى بدومة الجندل وسمى ابنه عبد ودّ فهو اول من سمي به وجعل عوف ابنه عامرا سادنا له فلم يزل بنوه يسدنونه حتى جاء الله بالاسلام قال الكلبي فحدثني مالك بن حارثة انه راى ودا قال وكان ابي يبعثني باللبن اليه فيقول اسقه الهك فاشربه قال ثم رأيت خالد بن الوليد بعد كسره فجعله جذاذا وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث خالد بن الوليد من غزاة تبوك لهدمه فحالت بينه وبين هدمه بنو عبد ود وبنو عامر فقاتلهم وهدمه وكسره وقتل يومئذ رجلا من بني عبد ود يقال له قطن بن شريح فاقبلت امه وهو مقتول وهي تقول الا تلك المودة لا تدوم ولا يبقى على الدهر النعيم ولا يبقى على الحدثان غفر له ام بشاهقة رؤوم ثم قالت يا جامعا جامع الاحشاء والكبد يا ليت امك لم تولد ولم تلد ثم اكبت عليه فشهقت فماتت قال الكلبي فقلت لمالك بن حارثة صف لي ودا حتى كاني انظر اليه قال كان تمثال رجل كاعظم ما يكون من الرجال قد دبر اي نقش عليه حلتان متزر بحلة مرتد باخرى عليه سيف قد تقلده وقد تنكب قوسا

ترجمہ اور بعد ان کے خود خانہ کعبہ کا متولی بن بیٹھا۔ اور جب حج کا موسم آیا تو عمرو بن لحی نے سب عرب کو بتوں کی پرستش کی جانب بلایا پس عوف بن عذرہ بن زید اللات نے اس کا کہنا مان لیا تو اس نے عوف مذکور کو ودّ نام بت حوالہ کیا۔ وہ ود کو لے گیا اور وادی القرای کے قریب دومۃ الجندل میں رکھا۔ اور اسی کے نام سے منسوب کرکے اپنے بیٹے عبد ود کا نام رکھا اور یہی شخص سب سے پہلے اس بت کے نام سے منسوب ہوا اور عوف نے اپنے دوسرے بیٹے عامر کو اس بت کا دربان مجاور مقرر کیا۔ اس وقت سے اسکی اولاد برابر اس بت کی پرستش کا دین پکڑتے آتے یہاں تک کہ اللہ تعالے نے اسلام بھیجا۔ کلبی نے کہا کہ مجھ سے مالک بن حارثہ نے بیان کیا کہ میں نے ود کو دیکھا تھا اور میرا باپ میرے ہاتھ دودھ بھیجا کرتا تھا کہ یہ لیجاکر اپنے معبود کو پلا تو میں اسکو خود پی جاتا تھا پھر بعد اس کے میں نے دیکھا کہ خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے اسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک سے خالد بن الولید رض کو اس بت کے منہدم کرنے کے لئے روانہ کیا تھا وہاں عبد ود کی اولاد اور عامر کی اولاد نے خالد رض کو اس کے توڑنے سے روکا اور مانع ہوئے پس خالد رض نے ان سے قتال کرکے اس بت کو منہدم کرکے توڑ ڈالا۔ اور اس لڑائی میں خالد نے بنی عبد ود میں سے ایک مرد کو قتل کیا تھا جسکا نام قطن بن شریح تھا تو اسکی لاش پر اسکی ماں یہ کہتی ہوئی دوڑی آئی سے آگاہ ہو کہ الفت ہمیشہ پائدار نہیں رہتی ہے اور زمانہ میں کوئی نعمت باقی نہیں رہیگی۔ اور پہاڑی بزغالہ زمانہ میں نہیں بچتا اور اسکو ماں چوٹی پر بٹھاتی ہے۔ پھر اس نے کہا اے میرے دل و جگر کے جمع کرنے والے ۔ اے کاش تیری اماں پیدا نہ ہوتی اور تجھ کو نہ جنتی۔ پھر اس کی لاش پر اوندھی گر کر اور زور سے ایک نعرہ مارا و مر گئی۔ کلبی نے کہا کہ میں نے مالک بن حارثہ سے کہا کہ ود کی مورت کو ایسے بیان تمیز ظاہر کیجئے کہ گویا میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ مالک نے کہا کہ ایک مرد کی صورت تھا جو بڑے سے بڑا ہو سکتا ہے۔ اور اس پر دو حلہ بنائے گئے تھے۔ ایک ازار کی طرح تھا۔ اور دوسرا اوڑھے تھا اور اُدھر سے ایک تلوار لٹکائے اور کندھے پر کمان لگائے ۔

وبين يديه حربة فيها لواء وقصبة فيها نبل يعني جعبة قال واجابت عمرو بن لحي مضر بن نزار فدفع الى رجل من هذيل يقال له الحرث بن تميم بن سعد بن هذيل بن مدركة بن الياس بن مضر سواعًا فكان بارض يقال لها رهاط ببطن نخلة يعبده من يليه من مضر فقال رجل من العرب ترا هم حول قيلتهم عكوفا كما عكفت هذيل على سواع، يظل جنابه صرعى لديه عتائر من ذخائر كل راع، واجابته مذحج فدفع الى انعم بن عمرو المرادي يغوث وكان بأكمة باليمن يعبده مذحج ومن والاها واجابته همدان فدفع الى مالك بن مرثد بن خثم يعوق وكان بقرية يقال له خيوان يعبده همدان ومن والاها من اليمن واجابته حمير فدفع الى رجل من ذي رعين يقال له معد يكرب صنعه لا من صنعه وما خيل اليهم من الاصنام تتشفع فمحال لبس فيه شبهة تتعلق بها

## ذكر تلبيس ابليس على عابدي النار والشمس والقمر

قال المصنف قد لبس ابليس على جماعة فحسن عبادة النار وقال الجوهر الذي لا يستغني العالم عنه ومن ههنا زين عبادة الشمس وذكر ابو جعفر بن جرير الطبري انه لما قتل قابيل هابيل وهرب من ابيه آدم الى اليمن اتاه ابليس فقال له ان هابيل انما قبل قربانه واكلته النار لانه كان يخدم النار ويعبدها

ترجمہ اور آگے ایک نیزہ بطور جھنڈے کے لیے ہوئے تھا اور ترکش میں تیر تھے - کلبی رحمہ نے کہا کہ مضر بن نزار نے بھی عمرو بن لحی کا کہنا مان لیا تو اس نے ہذیل کے ایک شخص کو جسکا نام حارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر تھا ایک بت دیا جسکو سواع کہتے تھے اور وہ بطن نخلہ کی زمین رہاط میں تھا اور اس کے قرب وجوار کے مضر اسکی عبادت کرتے تھے چنانچہ عرب کے ایک شاعر کے اشعار سے ظاہر ہوتا ہے کہ تو انکو دیکھے کہ اپنے قبیلہ کے گرد عبادت میں ایسے جھکے ہیں جیسے ہذیل کے لوگ سواع کے گرد پوجا کے لیے جھکے رہتے تھے - ہمیشہ اسکی درگاہ پر انبار دیکھو - کہ ہر ایک راعی کے ذخیرہ کے نفائس ہیں کلبی نے کہا کہ مَذحِج نے بھی اسکا کہنا مانا تو اس نے انعم بن عمرو المرادی کو وہ بت دیا جس کا نام یغوث تھا - یمن کے ایک ٹیلہ پر تھا اور مذحج اس کے حلیف قومیں اس بت کی پرستش کیا کرتے تھے - اور ہمدان نے اسکا کہنا مان لیا تو اس نے مالک بن یزید بن جیشم کو وہ بت دیا جس کا نام یعوق تھا وہ ایک گاؤں میں رکھا گیا جس کا نام خیوان تھا اسکو قبیلہ ہمدان و اسکے یمنی حلیف پوجا کرتے تھے - قبیلہ حمیر نے اسکا کہنا مانا تو اس نے ذی رعین کے ایک شخص کو جسکا نام معد یکرب تھا ایک ساختہ بت دیا جو اسکا بنا ہوا نہ تھا - پھر بت پرستوں کے خیال میں جو یہ اعتقاد جم گیا ہے کہ بت ہماری سفارش کیا کرتے ہیں تو یہ محض خیال ہے جس میں کوئی مناسبت بھی بتوں کے ساتھ نہیں ہے -

## آگ و سورج و چاند پوجنے والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان

مصنف نے کہا کہ ایک جماعت پر ابلیس نے تلبیس سے یہ بچایا - کہ آگ کی عبادت کریں اور کہا کہ آگ ایسا جوہر ہے کہ عالم کو اس سے چارہ نہیں یعنی عالم کے لئے یہ ضروری ہے اور اسی سے آفتاب کی پوجا بھی رچائی - امام ابو جعفر بن جریر الطبری نے ذکر کیا کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اپنے باپ آدم علیہ السلام کے پاس سے بھاگ کر یمن کو چلا گیا - تو ابلیس نے اس کے پاس آکر کہا - کہ ہابیل کا نذرانہ اس جہت سے قبول ہوا - اور آگ نے اس کو کھا لیا -

فانصب نت نارا تكون لك ولعقبك فبنى بيت نار فهو اول من نصب النار وعبدها **قال الجاحظ** وجاء زرادشت من بلخ وهو صاحب المجوس فادعى ان الوحي ينزل عليه على جبل سيلان فدعا اهل ملك النواحي الباردة الذين لا يعرفون الا البرد وافترى بانه لم يبعث الا الى اهل الجبال فقط وشرع لاصحابه التوضي بالابوال وغشيان الامهات وتعظيم النيران مع امور سمجة **قال** ومن قول زرادشت كان الله وحده فلما طالت وحدته فكر فتولد من فكره ابليس فلما مثل بين يديه اراد قتله فامتنع منه فلما رأى امتناعه وادعه الى مدة وقد بنى عابدو النار لها بيوتا كثيرة **فاول** من رسم لها بيتا افريدون فاتخذ لها بيت بطرسوس واخر ببخارا واتخذ لها بهمن بيتا بسجستان واتخذ لها بيتا ابوقباذ بناحية بخارا وبنيت بعد ذلك بيوت كثيرة وكان زرادشت قد وضع نارا زعم انها جاءت من السماء فاكلت قربانهم وذلك انه بنى بيتا وجعل في وسطه مرأة ولف القربان في حطب وطرح عليه الكبريت فلما استوت الشمس في كبد السماء قابلت كوة قد جعلها في ذلك البيت فدخل شعاع الشمس فوقع على المرأة فانعكس على الحطب فوقعت فيه النار فقال لا تطفئوا هذه النار **فصل قال المصنف** وقد حسن ابليس لاقوام

ترجمہ کہ وہ آگ کی خدمت کرتا تھا اور اس کو پوجتا تھا اب تو بھی آگ مہیا کر تو آیندہ تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے وہ کارساز ہوگی۔ پس اس نے ایک آتشخانہ بنایا اور آگ کو پوجنے لگا **جاحظ** نے بیان کیا کہ **زرادشت** جس کو مجوسی اپنا پیغمبر جانتے ہیں وہ بلخ سے آیا۔ اور دعوی کیا کہ وہ کوہ سیلان پہ تھا وہاں اسپر وحی نازل ہوئی اور یہ ممالک بہت سرد ہیں وہاں کے لوگ سوائے سردی کے کچھ نہیں جانتے ہیں اور اقرار کیا کہ وہ فقط ان پہاڑیوں کے سوائے کسی کی طرف پیغمبر کر کے نہیں بھیجا گیا ہے اور جن لوگوں نے اسکو مانا اُن کے لئے اس نے ایسے قبیح امور سے شرع مقرر کی جیسے اقسام پیشاب سے وضو کرنا اور ماؤں (بیٹیوں و بہنوں) سے وطی کرنا اور آگ کی پوجا کرنا وغیرہ اور **زرادشت** مذکور کے اقوال میں سے یہ ہے کہ اللہ اکیلا تھا جب تنہائی کو مدت دراز گذر گئی تو اُسنے غور و فکر کر کے ابلیس کو بنایا جب ابلیس اس کے روبرو آیا تو خدا نے اس کو قتل کرنا چاہا ابلیس نے روکا اور مانع ہوا تو جب خدا نے دیکھا کہ وہ قائم نہیں آتا ہی تو ایک مدت کیلئے اس سے صلح کر لی۔ **واضح** ہو کہ آتش پرستوں نے آگ کی پوجا کرنے کے لئے بہت سے آتشخانے بنائے چنانچہ سب سے اول افریدوں نے آگ کی پوجا کے لئے طرسوس میں آتشخانہ بنایا اور دوسرا بخارا میں بنایا اور بہمن نے سیستان میں بنایا اور ابو قباد نے نواح بخارا میں بنایا اور اسکے بعد بکثرت آتشخانے بنائے گئے اور زرادشت نے ایک آگ رکھی تھی جسکی نسبت وہ مدعی تھا کہ یہ آسمان سے اوتری ہو اور اسی نے ان کے نذرانے کھائے ہیں اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ اس نے ایک مکان بنایا اور اسکے درمیان میں ایک شیشہ نصب کیا اور نذرانہ کا جانور ایک لکڑی پر لٹکایا جسپر گوگرد لگا ہوا تھا جب ٹھیک دوپہر کو سورج سر پر آیا اور چھت کی روشندان سے سورج کی کرن اس شیشہ پر پڑی تو گوگرد کی تیزی سے لکڑی میں آگ لگی۔ زرادشت نے کہا کہ اب تم لوگ اس آگ کو بجھنے نہ دینا +

**فصل مصنف** نے کہا کہ ابلیس نے چند اقوام کے خیال میں + + + + + + + + + + +

عبادۃ القمر والاخرین عبادۃ النجوم **قال ابن قتیبۃ** کان قوم فی الجاھلیۃ عبدوا الشعریٰ العبور وفتنوا بہا و
قربوا لہا لموضع المشابہۃ علیٰ زعمھم **وقیل لبعضہم** ان الکواکب والافلاک اقرب الاجسام الی الخالق
فعظموھا وقربوا لہا ثم عملوا الاصنام وبنی جماعۃ من القدماء بیوتا کانت للاصنام **فمنہا بیت علیٰ** جبل
باصفہان فیہ اصنام اخرجہا بستاسب لما تمجس وجعلہ بیت نار **والبیت الثانی والثالث** فی ارض
الھند **والرابع** بمدینۃ بلخ بناہ بنو شھر فلما ظھر الاسلام خربہ اھل بلخ **والخامس** بیت بصنعاء
بناہ الضحاک علی اسم الزھرۃ فخربہ عثمان بن عفان **والسادس** بناہ قابوس الملک علی اسم الشمس بمدینۃ فرغانۃ فخربہ
المعتصم **وذکر** یحیی بن بشر بن عمیر النہاوندی ان شریعۃ الھند وضعہا لھم رجل یقال لہ برھمن ووضع لھم اصناما وجعل اعظم
بیوتہم بیتا بالملتان وھی مدینۃ من مدائن السند جعل فیہا صنمہم الاعظم الذی ھو بصورۃ الھیولی الاکبر وھذہ المدینۃ فتحت فی
ایام الحجاج واراد وا قلع الصنم فقیل لہم ان ترکتموہ ولم تقلعوہ جعلنا لکم ثلث ما یجتمع لہ من المال فامر عبد الملک بن مروان
بترکہ فالھند یحج الیہ من الفی فرسخ ولابد للحاج ان یحمل معہ درا ھم علی قدر ما یمکنہ من مائۃ

**ترجمہ** چاند کی پوجا رچائی اور دوسروں کے خیال میں ستاروں کی پرستش اچھی دکھلائی ابن قتیبہؒ نے کہا کہ اسلام سے پہلے جاہلیت
کے زمانہ میں ایک قوم نے ستارہ شعریٰ العبور کو پوجا اور اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑے اور اس کے واسطے وہ نذرانہ چڑھایا جس کو اپنے
زعم میں اس کے مشابہ سمجھے **بعض** کے خیال میں یہ سمایا کہ ستارے اور آسمان بہ نسبت دیگر اجسام کے خالق سے زیادہ نزدیک ہیں اس
خیال پر ان چیزوں کی تعظیم کرنے لگے اور ان کے لئے چڑھاوے چڑھانے لگے پھر ان کے نام کے بت بنائے اور بہت سے پرانے زمانہ کے
لوگوں نے بتوں کے واسطے گھر بنائے تھے از انجملہ اصفہان میں پہاڑ کی چوٹی پر ایک گھر تھا جس میں بُت رکھے تھے پھر جب بستاسب
مجوسی ہوگیا تو اس نے اسکو آتشخانہ بنادیا دوم و سوم دو گھر ہندوستان میں تھے اور **چہارم** شہر بلخ میں تھا جسکو بنو شہر نے
بنایا تھا پھر جب اسلام کا غلبہ ہوا تو بلخ کے مسلمانوں نے اسکو خراب کر ڈالا **پنجم** بتخانہ شہر صنعاء میں تھا جسکو ضحاک نے زہرہ ستارے
کے نام پر بنایا تھا اسکو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے برباد کردیا۔ **ششم** شہر فرغانہ میں قابوس شاہ نے آفتاب کے نام پر بنایا تھا۔
جسکو خلیفہ معتصم عباسی نے اجاڑ دیا **یحییٰ** بن بشیر بن عمیر نہاوندی نے لکھا ہے کہ ہندوستان کا دین ان کے لوگوں کی لئے ایک شخص نے بنایا تھا۔
جس کو برہمن کہتے تھے اور انکے لئے بُت بنائے اور سب سے بڑا بتخانہ اس نے ملتان میں بنایا تھا اور یہ سندھ کے شہروں سے بڑا
شہر تھا اسی بتخانہ میں ان کا سب سے بڑا بت **تھا** جو ہیولائے اکبر کی صورت پر بنایا تھا (یعنی اپنے خیال کے موافق) اور **حجاج** ثقفی کے
زمانہ میں یہ شہر فتح ہوا اور مسلمانوں نے چاہا کہ اس بت کو توڑ دیں تو مجاوروں و متولیوں نے کہا کہ اگر تم اسکو باقی رکھو تو جس قدر
اس کا چڑھاوا آتا ہے۔ اس کا تہائی ہم تم کو دیں گے۔ پس سپہ سالار نے حجاج کو لکھا اس نے خلیفہ عبد الملک بن
مروان کو لکھا اس نے حکم دیا کہ اچھا باقی رکھو۔ پس دو ہزار فرسخ سے اس بت کا حج کرنے آتے۔ اور
[illegible] حاجی کے لئے یہ شرط تھی۔ کہ اسکے نذرانہ کے لئے سو روپیہ [illegible]

جُبُل
بہا
آتشناسب

الى عشرة الاف لا يكون اقل من هذا ولا اكثر ومن لم يحمل معه ذلك لم يتم حجه فيلقيه فى صندوق عظيم
هنالك ويطوفون بالصنم فاذا ذهبوا اقسم ذلك المال فثلثه للمسلم وثلثه لعمارة المدينة وحصونها
وثلثه لسدنة الصنم ومعالجه قال المصنف قلت انظر كيف تلاعب الشيطان بهؤلاء وذهب بعقولهم

فنحتوا بايديهم ما عبدوه وما احسن ما عاب الحق عز وجل اصنامهم فقال الهم ارجل يمشون بها ام لهم ايد
يبطشون بها ام لهم اعين يبصرون بها ام لهم اذان يسمعون بها وكان الاشارة الى العباد اى انتم تمشون وتبطشون و
تبصرون وتسمعون والاصنام عاجزة عن ذلك وهى جماد وهم حيوان فكيف عبد التام الناقص ولو تفكروا
لعلموا ان الاله يصنع الاشياء ولا يصنع ويجمع ولا يجمع ويقوم الاشياء ولا تقوم بها وكان من تلك الاصنام ذو الخلصة وهذا وكانت تعظمها
لها خثعم وبجيلة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لجرير الا تكفينى ذا الخلصة فوجهه اليه فسار اليه باحمس فقاتلته خثعم
باهله فظفر بهم وهدم بنيان ذى الخلصة واضرم فيه النار وذو الخلصة اليوم عتبة باب مسجد

**ترجمہ** سے دس ہزار تک کے درمیان جس سے ہوسکے نذر چڑھاوے اور اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوسکتا تھا اور جو کوئی اسقدر نذرانہ
نہیں لایا تو اس کا حج پورا نہوگا پھر جو کوئی مال لیئے ہوئے درشن کو آتا وہ مال پہلے ایک بڑے صندوق میں ڈال دیتا جو وہاں رکھا تھا
پھر بت کا طواف کرتا جب درشنی لوگ چلے جاتے تو وہ صندوق کھولا جاتا اس میں سے تہائی مال مسلمان کا حق تھا اور ایک تہائی
اس شہر کی قلعہ جات وغیرہ کی مرمت میں خرچ ہوتا اور باقی ایک تہائی اس کے مجاوروں وخدمتیوں کا حق تھا مصنف نے کہا
کہ ذرا غور کرو کہ کس طرح ان لوگوں کو شیطان نے اپنا مسخرہ بنایا اور انکی عقلیں گم کیں کہ جس چیز کو اپنے ہاتھوں سے گڑھا تھا اسی کی
پوجا کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے ان مسخروں کے بتوں کی بہت اچھی مذمت فرمائی ہے بقولہ تعالیٰ الہم ارجل یمشون بہا ام لہم اید یبطشون بہا ام لہم
اعین یبصرون بہا ام لہم آذان یسمعون بہا یعنی کیا ان بتوں کے پاؤں ہیں جن سے چلتے ہیں یا انکے ہاتھ ہیں کہ جن سے گرفت کرتے ہیں یا انکی آنکھیں
ہیں جن سے دیکھتے ہیں یا انکے کان ہیں جن سے سنتے ہیں (د) یہ بت پرستوں کی طرف اشارہ ہے یعنی تم لوگ پیروں سے چلتے اور ہاتھوں سے
گرفت کر سکتے ہو اور دیکھتے وسنتے ہیں اور یہ تمہارے بت تعجب ان سب باتوں سے عاجز ہیں اور یہ بیجان جمادات ہیں اور تم لوگ حیوان جاندار ہو
تو کیونکر پوری خلقت کے جانداروں نے ناقص جمادات کو اپنا معبود بنایا ہے اور اگر یہ بت پرست ذرا غور کرتے تو اسقدر ضرور جان لیتے کہ
معبود خدا تو چیزوں کا بنانے والا ہوتا ہے اور وہ خود نہیں بنایا جاتا ہے اور وہی جمع کرتا ہے وہ خود نہیں جمع کیا جاتا اور کل ہشیار کا قیام
اوسی کی قدرت سے ہوتا ہے اس کو کوئی قائم نہیں کرسکتا تو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرنا چاہیے جو سب صورت سے کامل ہو نہ کہ ان بتوں کی جن میں
کچھ قدرت نہیں اور انہیں بتوں میں سے ذو الخلصہ تھا اور خثعم وبجیلہ اوسکی تعظیم کرتے تھے اور قربانی چڑھاتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ
سے فرمایا کہ تو مجھے اس ذی الخلصہ سے کفایت نہیں کرتا پس جریر سواران احمس (۱۵۰) لے کر روانہ ہوئے تو خثعم و باہلہ دونوں
قبیلوں نے جریر کو روکا اور جریر نے مقابلہ میں ان کو بھگا دیا۔ اور ذی الخلصہ کی عمارت میں آگ لگا دی۔ اور
منہدم کر ڈالی اور ذی الخلصہ اب مسجد

تبالہ وکان لدوس صنم یقال لہ الکفین فلما اسلموا بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطفیل بن عمرو فحرقہ و
کان لبنی الحارث بن یشکر صنم یقال لہ ذو الشریٰ وکان لقضاعۃ ولخم وجذام وعاملۃ وغطفان صنم فی مشارق
الشام یقال لہ الاقیصر وکان لمزینۃ صنم یقال لہ نہم وبہ کانت تسمی عبد نہم وکان لعنزۃ صنم یقال لہ
سعیر وکان لطی صنم یقال لہ الفلس وکان لاھل کل دار من مکۃ صنم فی دارھم یعبدونہ فاذا اراد
احدھم السفر کان اخر ما یصنع فی منزلہ ان یتمسح بہ واذا قدم من سفرہ کان اول ما یصنع اذا دخل منزلہ ان یتمسح بہ وفیھم من
اتخذ بیتا ومن لم یکن لہ صنم ولا بیت نصب حجرا مما استحسن ثم طاف بہ وسموھا الانصاب وکان الرجل اذا سافر فنزل منزلا
اخذ اربعۃ احجار فنظر الی احسنھا فاتخذہ ربا وجعل ثلاثا اثافی لقدرہ واذا ارتحل ترکہ فاذا نزل منزلا اخر فعل
مثل ذلک ولما ظھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مکۃ دخل المسجد والاصنام منصوبۃ
حول الکعبۃ فجعل یطعن بسیۃ قوسہ فی عیونھا ووجوھھا ویقول جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا
ثم امر بھا فکفئت علی وجوھھا ثم اخرجت من المسجد فحرقت وعن ابن عباس

ترجمہ تبالہ کا جو کعبہ ہے (یعنی اس بت کو جو کعبہ بنا دیا گیا) اور قبیلہ دوس کا ایک بت تھا جسکو ذو الکفین کہا کرتے تھے جب وہ لوگ
اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طفیل بن عمرو (ذی النور الازدی) کو بھیجا انھوں نے اس کو جلا دیا اور بنی حارث بن یشکر کا ایک
بت تھا جس کو ذو الشریٰ کہتے تھے اور قضاعہ و لخم و جذام و عاملہ و غطفان کا ایک بت ملک شام کے مشرقی حصہ میں تھا اسکو
اقیصر کہتے تھے اور مزینہ کا ایک بُت بنام نہم تھا اور اسی کے نام پر اس کے پوجنے والوں کے نام لئے جاتے تھے۔ اور قبیلۂ عنزہ
کے بت کا نام سعیر تھا اور قبیلہ طی کے بت کو فلس کہتے تھے اور مکہ کے ہر حاطہ میں ایک ایک بت رہتا تھا اس کو اسی حاطہ والے پوجتے
تھے اور جب اس حاطہ والوں میں سے کوئی سفر کو جانا چاہتا تو سب سے پہلے کام اس کا یہ تھا کہ اس بت کو چھوئے اور جب سفر سے آتا تو سب سے
پہلے اس حاطہ میں داخل ہو کر یہ کام کرتا کہ اس بت کو چھوتا بعض ان میں ایسے تھے کہ انھوں نے بت کا گھر بنایا تھا یعنی بت کو
کوٹھری میں رکھا تھا اور بعض جس کے پاس کوئی مورت نہ تھی اس نے اپنی نظر سے کوئی اچھا پتھر ہی تلاش کر کے رکھ لیا تھا پھر اس کا
طواف کیا اور مشرکین انکو انصاب کہتے تھے اور جب کوئی مشرک سفر کو جاتا اور کسی منزل پر اترتا تو چار پتھر تلاش کر کے لاتا ان میں
سے جو پتھر اس کو اچھا معلوم ہوتا اس کو اپنا رب بنا لیتا اور باقی سے اپنی ہانڈی کا چولھا بنا لیتا اور جب وہاں سے کوچ کرتا تو اسکو چھوڑ جاتا
پھر جب دوسری منزل پر اترتا تو وہاں بھی ایسا ہی کرتا اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ پر غالب ہوئے تو مسجد الحرام میں گئے
وہاں خانہ کعبہ کے گرد مورتیں رکھیں تھیں اور آپ کمان کی نوک سے انکی آنکھوں و چہروں پر چبھوتے جاتے اور یہ کہتے جاتے جاء الحق و زھق
الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ یعنی حق آگیا اور باطل مٹا اور باطل تو ہمیشہ ہی نیست ہوتا ہے۔ پھر حکم فرمایا تو سب بت اوندھے
گرائے گئے پھر مسجد سے نکلوا کر پھونک دے گئے ف بعض کتب السیر میں ہے کہ جس بت کیطرف اشارہ کرتے وہ اوندھا
گر جاتا تھا۔ اور یہ اقرب ہے اگرچہ اسناد میں کچھ کلام ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال فی زمان یرتد عبدۃ الاصنام ورجع من رجع عن الاسلام **وعن** مهدی بن میمون قال سمعت ابا رجاء العطاردی یقول لما بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمعنا بہ لحقنا بمسیلمۃ الکذاب لحقنا بالنار قال وکنا نعبد الحجر فی الجاهلیۃ فاذا وجدنا حجرا هو احسن منہ نلقی ذالک ونأخذہ فاذا لم نجد حجرا جمعنا حثیۃ من تراب ثم جئنا بغنم فحلبناها علیہ ثم طفنا بہ **وعن** رجاء العطاردی قال کنا نعمد الی الرمل فنجمعہ ونحلب علیہ فنعبدہ وکنا نعمد الی الحجر الابیض فنعبدہ زمانا ثم نلقیہ **وعن** ابی عثمان النهدی یقول کنا فی الجاهلیۃ نعبد حجرا فسمعنا منادیا ینادی یا اهل الرحال ان ربکم قد هلک فالتمسوا ربا قال فخرجنا علی کل صعب وذلول فبینما نحن کذلک نطلب اذ نحن بمناد ینادی انا قد وجدنا ربکم او شبهہ قال فجئنا فاذا نحن بحجر فنحرنا علیہ الجزور **وعن عمرو بن عتبۃ** قال کنت امرأ ممن یعبد الحجارۃ فینزل الحی لیس معهم الٰہ فیخرج الرجل منهم فیاتی باربعۃ احجار فینصب ثلثۃ لقدرہ ویجعل احسنها الٰها یعبدہ ثم لعلہ یجد ما هو احسن منہ قبل ان یرتحل فیترکہ ویاخذ غیرہ **وسئل** سفیان بن عیینۃ کیف عبدت العرب الحجارۃ والاصنام فقال اصل عبادتهم الحجارۃ والاصنام

**ترجمہ** کہ ایک زمانہ آویگا کہ بت پرست لوگ لوٹا دئے جاوینگے اور جو پھرنے والے ہین دین اسلام سے پھر جاوینگے **مهدی** بن میمون نے کہا کہ مین نے ابو رجاء العطاردی سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے ہم نے آپ کی بعثت کی خبر سن لی پھر مسیلمہ کذاب سے ملے تو آگ مین ملے اور ابو رجاء نے بیان کیا کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت مین پتھرون کو پوجا کرتے تھے۔ پھر جب ہم ایک پتھر سے بہتر دوسرا پتھر خوبصورت پاتے تو پہلے پتھر کو پھینک دیتے اور دوسرے کو پوجنے لگتے تھے اور جب ہم کسی مقام پر پتھر نہ پاتے تو ریگ کا تودہ جمع کر لیتے اور ایک بھیڑ لا کر اُسپر کھڑی کر کے وہان اسکا دودھ دوہ دیتے پھر اُس تودہ کے گرد طواف کیا کرتے **ابو رجاء** العطاردی سے مروی ہے کہ ہم بالو لیکر اسکو جمع کر کے اوسپر دودھ دوہ دیتے پھر اُسکو پوجتے اور سپید پتھر لیکر ایک مدت تک اُسکو پوجتے پھر اوسے پھینک دیتے **ابو عثمان** النهدی سے روایت ہے کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت مین پتھر پوجتے ایکدفعہ ہم نے سنا کہ ایک پکارنیوالا پکارتا ہے کہ اے قوم والو تمهارا رب تباہ وہلاک ہوگیا ہے اب کوئی دوسرا رب تلاش کرو۔ تو ہم لوگ نکلکر ہر طرف اونچے نیچے میدانمین ڈھونڈھتے پھرتے تھے کہ اتنے مین ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ ہم نے تمهارا رب پا یا ہے (یا اسیطرح کوئی اور لفظ کہا) پھر ہم لوگ لوٹ آئے تو دیکھا کہ ایک پتھر پایا ہے پھر اوسپر اونٹونکی قربانی کی گئی **ف** ابو رجاء العطاردی وابو عثمان دونون کبیر تابعی تھے **عمرو** بن عتبہ نے کہا کہ مین بھی اُنہی لوگون سے تھا جو پتھر پوجتے تھے پھر جب گروہ خاندان جاکر کہین (پانی پر) اترتے اور انکے ساتھ معبود (پتھر) نہین ہوتا تو آدمی انمین سے نکلکر جاتا اور چار پتھر لاتا پھر تین پتھر تو نسی ہانڈی کا چولھا بناتا اور چوتھا پتھر جو سب سے اچھا ہوتا اُسکو معبود بنا کر رکھتا اسکی پوجا کرتا پھر اُسی پانی پر سے اوٹھ کر نہ جانے پاتے کہ شاید وہ کبھی اُس سے خوبصورت پتھر پایا جاتا تو پہلے پتھر کو پھینک دیتا اور دوسرے کو معبود بنا لیتا **سفیان** بن عیینہ سے پوچھا گیا کہ عرب نے پتھرون اور بتون کی پوجا کیونکر شروع کی تو فرمایا کہ وہ لوگ اصل مین بتون اور پتھرونکی عبادت کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی۔

یرتد

کثبۃ

عیینۃ

منٹ زیادہ ہو جاتی گی

قالوا البيت حجر فحيث ما نصبنا فهو بمنزلة البيت **وقال** ابو معشر كان كثير من اهل الهند يعتقدون الربوبية و يقرون ان لله تعالی ملائکة الا انهم یعتقدون انه صورة کاحسن الصور وان الملائکة اجسام حسان وانه و ملائکته محتجبون فی السماء واتخذوا اصناما علی صورة الله عندهم وعلی صورة الملائکة فعبدوها **ابو کبشة** الذی کان المشرکون ینسبون رسول الله صلی الله علیه وسلم الیه اول من الشعری وقال قطعت السماء عرضا نجم غیرها فعبدها وخالف قریشا فلما بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم ودعا الی عبادة الله وترك الاوثان قالوا هذا ابن ابی کبشة ای شبیهه ومثله فی الخلاف کما قال بنو اسرائیل لمریم یا اخت هرون ای یا شبیه هرون فی الصلاح وهما شعریان احدهما هذه والشعری الاخری هی الغمیصاء وهی تقابلها وبینهما المجرة والغمیصاء من الذراع المبسوط فی نجم الاسد وتلك فی الجوزاء وزین ابلیس لاخرین من عبادة الملائکة فقالوا هی بنات الله تعالی عما یقولون علوا کبیرا وزین للاخرین عبادة الخیل والبقر وکان السامری من قوم یعبدون البقر فلهذا صاغ عجلا وجاء فی التفسیر ان فرعون کان یعبد تیسا ولبس فی هؤلاء من عمل فکره ولا استعمل عقله فی تدبیر ما یفعل **قال** المصنف انظر کیف تلاعب الشیطان بهؤلاء وذهب بعقولهم فنحتوا بایدیهم ما عبدوه وما احسن ما عاب الحق عز وجل علیهم اصنامهم فقال الهم ارجل یمشون بها ام لهم اید یبطشون بها ام لهم اعین یبصرون بها ام لهم اذان یسمعون بها وکان الاشارة الی العباد ای انتم تمشون ویبطشون ویبصرون وتسمعون والاصنام عاجزة عن ذلك وهی جماد وهم حیوان فکیف عبد التام الناقص ولو تفکروا لعلموا ان الاله یصنع الاشیاء ولا یصنع ویجمع ولا یجمع یقوم الاشیاء به ولا یقوم بها وانما ینبغی ان یعبد من له الکمال من کل الوجوه

**ترجمہ** کہ انہوں نے کہا بیت اللہ پتھر ہے تو ہم جہان کہین کوئی پتھر رکھ لین وہی بمنزلہ بیت اللہ کے ہو جاویگا **ابو معشر** نے کہا کہ بہت سے ہندوں کا اعتقاد ہے کہ رب بیشک ہی اور یہ بھی اقرار کرتے ہین کہ اللہ تعالی کے ملائکہ بھی ہین ولیکن وہ لوگ اللہ تعالی کو سب سے اچھی صورت تصور کرتے ہین اور ملائکہ کو بھی خوبصورت اجسام بیان کرتے ہین اور کہتے ہین کہ خدا اور ملائکہ نے آسمان مین مخلوق سے پوشیدگی کر لی ہی اور اپنے نزدیک خدا کی صورت پر بت بنائے اور ملائکہ کی صورتون کے بت بنائے اور اُن کی پوجا کرتے ہین **ابو کبشہ** جسکی نسبت کر کے رسول اللہ صلعم کو مشرک لوگ ابن ابی کبشہ کہا کرتے تھے وہ پہلا شخص ہی جس نے شعری کو پوجا اور کہا کہ یہ ستارہ آسمان کو چوڑان مین کاٹتا ہے اور سوا اس کے کوئی ستارہ اس عرض مین طے نہین کرتا اس خیال پر اس کو پوجنا شروع کیا اور قریش کے خیالات سے مخالف ہوا لہذا جب رسول اللہ صلعم مبعوث ہوے اور لوگون کو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کی طرف بلایا اور کہا کہ بتون کو چھوڑ دو تو قریش نے کہنا شروع کیا کہ یہ بھی ابو کبشہ کا بیٹا ہی یعنی جیسے ابو کبشہ نے ہم سے مخالفت کی اسی طرح اس نے مخالفت کی اور بنی اسرائیل نے اسی محاورہ کے موافق حضرت مریم کو اخت ہارون کہا تھا یعنی ہارون کی طرح نیک بخت صالح ہے جاننا چاہئے کہ شعری دو ہین ایک یہی شعری عبور ہی اور دوسرے کو شعری غمیصا کہتے ہین وہ اس کے مقابل ہے اور دونون کے درمیان مین مجرہ (ثریا) ہے اور غمیصا برج اسد مین ذراع مبسوط ہے اور یہ شعری برج جوزا مین ہے **ابلیس** نے دیگر قومون پر فرشتون کی پوجا رچائی اور انہون نے فرشتون کو خدا کی بیٹیان کہا تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا اور شیطان نے ایک اور قوم پر گھوڑے و گائے کی پوجا رچائی اور **سامری** گائے پوجنے والون مین سے تھا۔ لہذا اُس نے گوسالہ بنایا تھا اور تفسیر مین آیا ہی کہ فرعون بھی مینڈھا پوجتا تھا ان احمقون مین کوئی ایسا نہ تھا جسنے فکر و عقل سی کچھ کام لیا ہو **ف** بعض نسخون مین یہان مصنف کا وہ قول مذکور ہی جو اوپر گذرا کہ دیکھو کیونکر شیطان نے انکو اپنا مسخرہ بنایا ❖

صفتے اور
حم

ذکر تلبیسہ علی الجاھلیۃ قال المصنف قد ذکرنا کیف

لبس ابلیس علیہم فی عبادۃ الاصنام ومن اقبح تلبیسہ علیھم فی ذلک تقلید الاباء من غیر

نظر فی دلیل کما قال اللہ عزوجل واذا قیل لھم اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا

اولو کان اباؤھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون ان المعنی یتبعونھم ایضا وقد لبس علی طائفۃ

منھم فقالوا بمذاھب الدھریۃ وانکروا الخالق وجحدوا البعث وھؤلاء الذین قال اللہ تعالی فیھم ما ھی الا حیاتنا

الدنیا نموت ونحیا وما یھلکنا الا الدھر وعلی اخرین منھم فاقروا بالخالق لکنھم جحدوا الرسل والبعث

وعلی اخرین فزعموا ان الملائکۃ بنات اللہ وامال اخرین منھم الی مذھب الیھود والنصاری وا

اخرین الی مذھب المجوس وکان ھذا فی بنی تمیم منھم زرارۃ بن حدس التمیمی وابنہ حاجب وممن کان

## ترجمہ اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت والوں پر ابلیس کی تلبیس کا بیان مصنف نے

کہا ہم نے بیان کردیا کہ ابلیس نے کیونکر ان لوگوں پر بت پوجنے میں تلبیس کی۔ اور سب سے بدتر اس معاملہ میں اُس کی تلبیس ان پر

یہ تھی کہ بغیر دلیل کے بے سوچے سمجھے اپنی باپ دادون کی تقلید کرتے تھے چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا واذا قیل لھم

اتبعوا ما انزل اللہ قالوا بل نتبع ما الفینا علیہ اباءنا اولو کان اباءھم لا یعقلون شیئا ولا یھتدون

یعنی جب اُن لوگون سے کہا جاوے کہ جو اللہ تعالے نے اُتارا ہے۔ اُسکی پیروی کرو۔ تو کہیں کہ نہیں بلکہ ہم تو اُسی

راہ چلے چلے گین۔ جس پر ہم نے اپنے باپ دادون کو پایا ہے تو کیا باپ دادون کی تقلید پر اڑے رہنگے۔ اگرچہ ان کے

باپ دادے نہ کچھ سمجھتے اور نہ راہ پاتے تھے ﴿ اور ان مین سے ایک گروہ پر شیطان نے ایسی تلبیس کی کہ دہریہ کے مذہب

اختیار کرلیے اور خالق اور مرے پیچھے جی اُٹھنے کا انکار کیا اور کہا کہ کوئی پیدا کرنیوالا نہیں اور نہ کبھی مرے اُٹھائے جاوین اور اسی فرقہ کے حق مین اللہ تعالے نے

فرمایا ان ھی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین یعنی کچھ نہیں یہی فقط ہماری دنیا کی زندگی ہے اور ہم کبھی

اوٹھائے نہ جائینگے وما یھلکنا الا الدھر اور ہم کو یہی زمانہ کی گردش ہلاک کرتی ہے ف مترجم

کہتا ہے۔ کہ اس زمانہ مین تو بکثرت دہریے موجود ہین۔ لیکن دنیا مین عیش کی زندگی بسر کرنے مین ایک انتظامی

قانون کے پابند ہین مصنف رحمہ اللہ نے کہا کہ ان مین سے ایک فرقہ پر ابلیس نے یہ تلبیس کی کہ

خالق کا اپنی رائے سے اقرار کیا۔ لیکن رسولون اور قیامت سے انکار کیا۔ اور ایک فرقہ پر یہ تلبیس کی۔ کہ

ملائکہ اللہ تعالے کی بیٹیان ہین۔ اور ایک فرقہ کو دین یہود و نصاریٰ کی طرف مائل کیا۔ اور ایک

فرقہ کو مجوسی دین کی طرف مائل کیا۔ اور یہ عقیدہ عرب کے اکثر بنی تمیم

مین تھا۔ چنانچہ زرارہ بن حدس التمیمی اور اُس کے بیٹے حاجب بن زرارہ

کا یہی عقیدہ تھا۔ اور بعضے عرب ایسے تھے +

يقر بالخالق والابتداء والاعادة والثواب والعقاب عبد المطلب بن هاشم و زيد بن عمرو بن نفيل وقيس بن ساعدة وعامر بن الظرب وكان عبد المطلب قد رأى ظالما لم تصبه عقوبة فقال تالله ان وراء هذه الدار لدارا يجزى فيها المحسن والمسيئ ومنهم زهير بن ابى سلمى القائل سه يؤخر فيوضع فى كتاب فيدخر ليوم الحساب او يعجل فينقم ثم اسلم ومنهم زيد الفوارس بن حصن ومنهم القلمس بن امية الكنانى كان يخطب بفناء الكعبة وكانت العرب لا تصدر عن مواسمها حتى يخطبها ويوصيها فقال يوما يا معشر العرب اطيعونى ترشدوا قالوا وما ذاك قال انكم تفردتم بالهة شتى انى لاعلم ما الله بكل هذا راض وان الله رب هذه الالهة وانه ليحب ان يعبد وحده فتفرقت عنه العرب ذلك العام ولم يسمعوا مواعظه وكان فيهم قوم يقولون من مات فربطت على قبره راحلته وتركت حتى تموت حشر عليها ومن لم يفعل به ذلك حشر ماشيا وممن قاله عمرو بن زيد الكلبى وعبد المطلب بن هاشم و زيد بن عمرو بن نفيل وقيس بن ساعدة

ترجمہ کہ خالق کا اقرار کرتے اور کہتے کہ اسنے ابتدا ءً پیدا کیا۔ اور آخر بعد موت کے دوبارہ پیدا کریگا اور ثواب و عذاب بھی دیگا اور ان مین سے عبد المطلب اور زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ او عامر بن الظرب بھی تھے اور روایت ہی کہ عبد المطلب نے ایک ظالم کو دیکھا جسکو دنیا مین اوس کے ظلم کی سزا نہین پہونچی تو کہا کہ خدا کی قسم اس دنیا کے سواے دوسرا جہان ہی جہان نیک و بد کو اپنا عوض ملیگا۔ اسی فرقہ مین سے زہیر بن ابی سلمی بھی تھا (جسکا قصیدہ سبعہ معلقہ مین موجود ہے) اور اسی کا یہ شعر ہے۔

سہ یوخر فیوضع فی کتاب فیدخر لیوم الحساب او یعجل فینقم یعنی جب خدا کے نزدیک تمہاری دلی بدنیتی معلوم ہے اور چھپ نہین سکتی تو دو ہی صورتین ہین یا تو وہ عذاب مین تاخیر کریگا۔ تو نامۂ اعمال مین لکھ کر ذخیرہ رکھی جائیگی۔ روز حساب کے لیئے یا بالفعل ہی تم سے انتقام لیا جاویگا کہ عذاب دیا جاویگا ف یہ شخص یہ بھی اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ تعالی دل کے بھید سب جانتا ہی مصنف نے کہا کہ پھر یہ شخص زمانۂ اسلام مین مسلمان ہو گیا اور اسی قسم مین سے زید الفوارس بن حصین تھا اور اسی قسم مین سے قلمس بن امیہ الکنانی تھا اور یہ شخص کعبہ کے سایہ مین کھڑا ہو کر وعظ سنایا کرتا تھا اور عرب کے قبائل مواسم حج سے بغیر اس کا خطبہ سنے ہوے اور وصیت لیے ہوے واپس نہین جاتے تھے ایکروز اسنے کہا کہ اے قوم عرب میری بات سنو۔ اور مانو تم فلاح پاوگے عرب نے کہا کہ وہ کیا بات اسنے کہا کہ تم لوگو نمین سے ہر کنبے نے الگ الگ بت بنا لیئے ہین اور جدا جدا ہو گئے ہو اور مین خوب جانتا ہون کہ اللہ تعالے ان سب سے راضی نہین ہی اور اللہ تعالی ان سب ٹھاکرونکا پروردگار ہے اور وہ یہی چاہتا ہی کہ فقط اسی کی عبادت کیجاوے یہ سنکر عرب کے لوگ اس سال متفرق ہو گئے اور اسکی نصیحت کچھ نہین سنی عرب مین بعض قوم ایسی تھی جسکا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص مرا اور اسکی قبر پر اسکا اونٹ باندہ دیا گیا اور چھوڑ دیا گیا یہانتک کہ وہ بھی مر گیا تو یہ شخص حشر مین یہ سواری پاویگا اور اگر ایسا نہ کیا جاوے تو وہ پیدل محشر مین جاے گا اور اسی قوم مین سے عمرو بن زید الکلبی تھا اور عبد المطلب بن ہاشم اور زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ تھا۔

قال المصنف واكثر هولاء لم يزل عن الشرك وانما تمسك منهم بالتوحيد ورفض الاصنام القليل
قس وزيد وما زالت الجاهلية تبتدع البدع الكثيرة فمنها النسيئ وهو تحريم الشهر الحلال وتحليل
الشهر الحرام وذلك ان العرب كانت قد تمسكت من ملة ابراهيم عليه السلام بتحريم الاشهر الاربعة
فاذا احتاجوا الى تحليل المحرم للحرب اخروا تحريمه الى صفر ثم يحتاجون الى صفر ثم كذلك حتى
تتدافع السنة وكانوا اذا حجوا قالوا لبيك لا شريك لك الا شريكا هو لك تملكه وما ملك ومنها توريث الذكر
دون الانثى ومنها ان احدهم كان اذا مات ورث نكاح زوجته اقرب الناس منه
ومنها البحيرة وهي الناقة تلد خمسة ابطن فان كان الخامس انثى شقوا اذنها وحرمت
على النساء والسائبة من الانعام كانوا يسيبونها فلا يركبون لها ظهرا ولا يحلبون
لها لبنا والوصيلة الشاة التي تلد سبعة ابطن فان كان ذلك السابع ذكرا او
انثى قالوا وصلت اخاها فلا تذبح وتكون منافعها للرجال دون النساء فان ماتت
اشترك فيها الرجال والنساء والحام الفحل ينتج من ظهره عشرة ابطن فيقولون قد حمى ظهره فيسيبونه لاصنامهم

ترجمہ مصنف نے کہا کہ انمین سے اکثر ایسے تھے کہ برابر شرک پر رہے اور بہت کم ایسے ہوئے کہ بتون کو چھوڑ کر فقط خدا کو مانا ہو جیسے
قس بن ساعدہ اور زید بن عمرو بن نفیل اور زمانہ جاہلیت کے لوگ ہمیشہ بکثرت نئی نئی بدعتین نکالا کرتے منجملہ اُن بدعات کے نسئی
یعنی حلال مہینے کو حرام کر دینا اور حرام مہینے کو حلال کر دینا اور بات یہ تھی کہ عرب والے ملت ابراہیم میں سے چار ماہ (رجب ۔ ذوالقعدہ
ذوالحجہ ۔ محرم) کی حرمت پر متمسک رہے ۔ لیکن جب قبائل مین خانہ جنگی ہوتی اور محرم مین لڑائی کی ضرورت ہوتی تو اسکو حلال کر لیتے
اسکی تحریم کو صفر پر نسی کرتے یعنی ہٹا کر تاخیر کرتے پھر اگر صفر مین بھی لڑائی ختم نہ ہوتی تو ضرورت کے اسکو آیندہ تاخیر کرتے چلے جاتے
یہانتک کہ سال پلٹ جاتا اور ان لوگونکا یہ حال تہا کہ جب حج کرتے تو تلبیہ اسطرح کہتے لبیک لا شریک لک الا شریکا ھو لک
تملکہ وما ملک یعنی لبیک تیرا کوئی شریک نہین ہے سوا ایسے شریک کے جو تیرا ہے تو اُسکا اور اُسکے مملوکون کا مالک ہے منجملہ بدعتون کے
مردونکو میراث دینا اور عورتون کو محروم رکھنا منجملہ ان کے یہ کہ جب کوئی مرتا تو اُسکی زوجہ کے نکاح کا وارث وہ مرد ہوتا جو میت کی اقربا
مین سب سے زیادہ قریب ہے ف مگر باپ یا بیٹا نہین بلکہ جس سے نکاح ہو سکتا ہو منجملہ ان کے بحیرہ کی رسم نکالی یعنی وہ اونٹنی
جو پانچ پیٹ جنی لیس اگر پانچوان پیٹ مادہ جنی تو اسکے کان پھاڑ دیے اور عورتو پر اُسکا کھانا حرام کیا سائبہ نکالی یعنی اونٹ کا
کے قسم سے جانور کو آزاد چھوڑ دیتے ۔ نہ اُسکی پیٹھ پر کوئی سواری لیتا اور نہ کوئی اُسکا دودھ دوہ سکتا تھا وصیلہ
مقرر کی وصیلہ وہ بکری جو سات پیٹ جنی اگر ساتوان پیٹ دو بچہ ایک نر اور دوسرا مادہ ہو تو کہتے کہ اس نے مادہ کے ساتھ
ملا دیا تو وہ ذبح نہین کیجاتی اور اُسکا نفع (دودھ وغیرہ) فقط مردونکے لیے ہوتا اسمین عورتون کے لیے کچھ نہ ہوتا اور اگر مر جاتا تو اس مین مرد
و عورت دونون شریک ہوتے حام نکالا یعنی وہ نر جس سے جفتی کھلا کر دس پیٹ جنائے تو کہتے کہ اس نے اپنی پیٹھ کی حمایت کر لی اور اُسکو بتون کے نام پر سانڈ کی طرح

ولا عمل عليه ثم يقولون ان الله امرنا بهذا فذالك معنى قوله تعالى ولكن الذين كفروا يفترون على الله الكذب
ثم ان الله عزوجل رد عليهم فيما حرموه من البحيرة والسائبة والوصيلة والحام وفيما احلوه بقولهم خالصة لذكورنا
ومحرم على ازواجنا فقال قل آلذكرين حرم ام الانثيين المعنى ان كان حرم الذكرين فكل الذكور حرام وان كان حرم الانثيين
فكل الاناث حرام وان كان حرم ما اشتملت عليه ارحام الانثيين فانها تشتمل على الذكور والاناث فيكون كل
جنين حراما وزين لهم ابليس قتل اولادهم فالانسان منهم يقتل ابنته ويغذو كلبه ومن جملة ما لبس عليهم
ابليس انهم قالوا لو شاء الله ما اشركنا اي لو لم يرض شركنا حال بيننا وبينه فتعلقوا بالمشيئة وتركوا الامر
ومشيئة الله تعم الكائنات وامره لا يعم مراداته فليس لاحد ان يتعلق بالمشيئة بعد ورود الامر ومذاهبهم السخيفة
التي ابتدعوها كثيرة لا يصلح تضييع الزمان بذكرها ولا هي مما يحتاج الى تكلف ردها **ذكر تلبيس ابليس**
**على جاحدي النبوات قال المصنف** قد لبس ابليس على البراهمة والهند وغيرهم فزين لهم جحد النبوات ليسد
طريق ما يصل من الاله وقد اختلف اهل الهند **فمنهم** دهرية **ومنهم** ثنوية **ومنهم** على مذهب
البراهمة **ومنهم** من يعتقد نبوة آدم وابراهيم

**ترجمہ** اور اُس پر کچھ لادا بھی نہ جاتا پھر مشرکین یہ دعوی کرتے کہ اللہ تعالی نے ہمکو ان رسموں کا حکم دیا ہی اور یہ جھوٹ
تھا اللہ تعالی نے فرمایا لکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب لیکن جو لوگ کافر ہوتے ہین وہ اللہ تعالی پر جھوٹ بہتان باندھتے
ہین پھر مشرکون نے جو بحیرہ و سائبہ و وصیلہ و حام کو حرام ٹھیرایا۔ اور جسقدر حلال بتلایا کہ خالص مردون کے لیئے حلال ہی تو
اللہ نے اُسکو رد کیا بقولہ قل آالذکرین حرم ام الانثیین الآیۃ یعنی اگر نر ہونیکی وجہ سے ان جانورون مین حرمت ہے تو جو جانور نر ہوگا
حرام ہو جائیگا اور اگر مادہ ہونیکی جہت سے حرمت ہے تو جو مادہ جانور ہو حرام ہوگی اور مادہ کے حمول مین آنیسے حرمت ہوتی ہی تو مادہ کے پیٹ مین
دونون آتے ہین پس دونو حرام ہونگے **ف** پھر معلوم ہوا کہ یہ سب مشرکون کا جاہلانہ افترا ہی **منجملہ** قبائح کی ابلیس نے عرب کے گنوار دیہاتیون پر اولاد کا قتل
رچایا چنانچہ اُنمین بہتیرے ایسے تھے کہ اپنی دختر کو مار ڈالتے اور کتے کو اُسکا گوشت کھلا کر پالتے اور **منجملہ** جہالتون کے جس سے ابلیس نے
ایک یہ تھا کہ جو اللہ تعالی نے فرمایا قالوا لو شاء اللہ ما اشرکنا یعنی مشرکون نے جھگڑا اور یہی کہا کہ اگر اللہ تعالی چاہتا تو ہم لوگ شرک نکرتے یعنی
ہمارا شرک سے راضی نہوتا تو ایسا رخنہ ڈالدیتا کہ ہم اُسکے ساتھ شرک نہ کرسکتے دیکھو ان جاہلون نے اللہ کی مشیت کو پکڑا اور حکم چھوڑ دیا اور
کائنات کو شامل ہی اور حکم سے عام مراد نہین ہوتی تو حکم خاص آجانیکے بعد کسیکو روا نہین ہی کہ مشیت کی حجت پکڑے **واضح** ہو کہ مشرکون
کی رسمین اور واہی دلیلین جو انہون نے نکالی تھے وہ بہت کثرت سے ہین کہانتک انکے بیان سے وقت ضائع کیا جاوے اور رد ایسی بیہودہ ہین کہ انکو
رد کرنیکی تکلیف اٹھانیکی ضرورت بھی نہین ہی **نبوت سے منکرون پر** تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ ابلیس نے برہمن و ہندون وغیرہ
پر تلبیس کا پردہ ڈالا تو انکے لیئے یہ رچایا کہ نبوت سے منکر ہوئے تاکہ اس تلبیس سے جو فیض رحمت پہنچتا اُسکا راستہ بند کردیا اور ہندوان
بہت مختلف ہین **بعض** دہریہ ہین اور **بعض** ثنویہ ہین اور **بعض** برہمنونکے مذہب پر ہین **بعض** فقط آدم و ابراہیم علیہما السلام

وقد حكى ابو محمد النوبختي في كتاب الآراء والديانات ان قوما من الهند البراهمة اثبتوا الخالق والرسل
والجنة والنار وزعموا ان رسولهم ملك اتاهم في صورة البشر من غير كتاب له اربعة ايد
اثنا عشر رأسا من ذلك راس انسان وراس اسد وراس فرس وراس فيل وراس خنزير وغير
ذلك من رؤس الحيوان وانه امرهم بتعظيم النار ونهاهم عن القتل والذبائح الا ما كان
للنار ونهاهم عن الكذب وشرب الخمر واباح لهم الزنا وامرهم ان يعبدوا البقر ومن
ارتد منهم ثم رجع حلقوا رأسه ولحيته وحاجبيه واشفار عينيه ثم يذهب
فيسجد للبقر في هذيانات يضيع الزمان بذكرها **قال المصنف** وقد القى ابليس الى
البراهمة ست شبهات **الشبهة الاولى** استبعدوا اطلاع بعضهم على ما خفي عن بعض فقالوا ان هذا
الا بشر مثلكم والمعنى وكيف اطلع على ما خفي عنكم **وجواب** هذه الشبهة انهم لو نطقوا العقول لشخص بخص بخصائص
يعلو بها على ابناء جنسه فصلح بتلك الخصائص للتلقف الوحي اذ ليس كل احد يصلح لذلك وقد علم الكل ان الله سبحانه ركب الامزجة متفاوتة
واخرج الادوية لتقاوم ما يعرض من الفساد البدني فاذا املت النبات والاحجار بخواص لا صلاح الابدان خلقت الفقهاء ههنا وللبقاء وان الآخرة

ترجمہ۔ اور شیخ ابو محمد نوبختی نے کتاب الآراء والدیانات میں ذکر کیا کہ ہند و برہمنوں کی ایک قوم نے ثابت کیا کہ خالق ہے
اور رسول آئے ہیں اور بہشت و دوزخ ٹھیک ہے اور کہتے ہیں۔ کہ اُن کا رسول ایک فرشتہ آیا تھا جو آدمی کی صورت میں تھا لیکن اُس
کے پاس کوئی کتاب نہیں تھی اور چار ہاتھ اور دس سر تھے ان میں سے ایک سر آدمی کے سر کی طرح تھا۔ اور باقی شیر گھوڑے ہاتھی سور وغیرہ
حیوانات کے سروں کی طرح تھے۔ اور اُس نے اُن کو حکم دیا کہ آگ کی تعظیم کریں۔ اور قتل و ذبح سے منع کیا سوا اس کے کہ آگ کی تعظیم
کے لیئے جانور ماریں اور اُن کو جھوٹ و شراب خواری سے منع کیا اور زنا انپر مباح کر دیا اور اُن کو یہ حکم دیا کہ گائے کی پوجا
کریں اور جب انمیں سے کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے۔ تو اس کا سر اور داڑھی و مونچھیں و بھوئیں و پلکیں سب مونڈ ڈالتے ہیں پھر
اُس کو لیجا کر گائے کا سجدہ کراتے ہیں اسی قسم کی بیہودہ ہذیان کی باتیں بہت ہیں کہانتک اُس کے بیان سے وقت ضائع کیا جائے
مصنف نے کہا کہ ابلیس نے براہمہ پر چھ شبہے ڈالے ہیں شبہہ اول یہ ہے کہ ایک شخص کا ان چیزوں پر مطلع ہونا از بس بعید ہے جو اور وں سے مخفی رکھی گئی ہیں چنانچہ وہ کہا
کرتے تھے ماہذا الا بشر مثلکم مطلب یہ ہے کہ جو بات دوسروں پر پوشیدہ ہو وہ ایک شخص پر کیونکر ظاہر ہو سکتی ہے **جواب** اس کا یہ ہے کہ اگر یہ لوگ انسانی عقل و انصاف
سے بات کرتے تو اُن کو بتلاتے۔ کہ ان کی جنس میں ایک شخص میں ایسے عمدہ خصائل ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ سب پر فوقیت
رکھتا ہے پس ان خاص فضائل کے وجہ سے وہ اس لائق ہو سکتا ہے۔ کہ اس کو وحی حاصل ہو اور ہر ایک آدمی اس لائق
نہیں ہو سکتا۔ اور سب لوگوں کو یہ بات معلوم ہے کہ اللہ تعالے نے مزاج مرکب فرمائے ہیں اور انمیں بہت فرق پیدا کیا ہے اور
بہت سی دوائیں پیدا فرمائیں جو بدن کے فساد کو اصلاح پر لاتی ہیں۔ تو جب اللہ تعالے نے نباتات و پتھروں میں ایسی خاصیتیں
پیدا کیں جن سے اس بدن کی اصلاح ہو جاتی ہے جو حقیقت میں اسے دار فنا میں مٹ جانے کے لیئے رکھا گیا ہے تو دار آخرت

لم یبعد ان یخص اشخاصا من خلقه بالحکمة البالغة والدعایة الیه اصلاحا لمن یفسد فی العالم بسوء
الاخلاق والافعال ومعلوم ان المخالفین لا یستنکرون ان یختص قوام بالحکمة لیسکنوا فورات
الطبائع الشریرة بالموعظة وکیف ینکرون امداد الباری سبحانه بعض الناس برسائل ووصایا یصلح بها العالم
ویطیب خلاقهم ویقیم بها سیاستهم وقد اشار عزوجل الی ذلک فی قوله تعالی اکان للناس عجبا ان اوحینا
الی رجل منهم ان انذر الناس **الشبهة الثانیة** قالوا هلا ارسل ملکا فان الملائکة الیه اقرب ومن الشک فیهم ابعد و
الادمیون یحبون الریاسة علی جنسهم فیوتم ذلک شکا **وجواب** هذا من ثلثة اوجه احدها ان فی قوی الملائکة
قلب الجبال والصخور فلا یمکن اظهار معجزة تدل علی صدقهم لان المعجزة ما خرقت العادات وهذه عادة الملائکة وانما المعجزة
الظاهرة علی ید بشر ضعیف یکون دلیلا والثانی ان الجنس الی الجنس امیل فصلح ان
یرسل الیهم من جنسهم لئلا ینفروا ولیعقلوا عنه ثم تخصیص ذلک الجنس بما عجز عنه جنسه
دلیل علی صدقه والثالث انه لیس فی قوی البشر رؤیة الملک وانما الله تعالی یقوی
الانبیاء بما رزقهم من ادراک الملائکة ولهذا قال الله تعالی ولو جعلناه ملکا لجعلناه رجلا

**ترجمہ** مین باقی رکھنے کے لیئے ضرورت زاید ہے تو کچھ بعید نہین کہ اللہ تعالی اپنی مخلوقات مین سے کچھ اشخاص کو حکمت بالغہ کیساتھ خاص کری
جسکے ذریعہ سی وہ مخلوق کو اللہ تعالی کیطرف بلاوین اور مخلوقات مین جنکے اندر بسبب بداعمالیون بداخلاقیونکے فساد ہوگیا ہے اُنکو اصلاح
پر لاوین اور یہ بات معلوم ہے کہ جو لوگ نبوت مین مخالفت کرتے ہین وہ اس سے انکار نہین کرتے کہ کچھ قومین حکمت کیساتھ مخصوص ہون
تاکہ شریر طبیعتون کے جوش کو اچھی نصیحت سی ٹھنڈا کرین تو پھر کیونکر منکر ہون گے کہ اللہ تعالی بعض لوگونکو ایسی رسالت و وصیت سے
مخصوص فرمادے جس سے وہ لوگ عالم کی اصلاح کرین اور اُنکے اخلاق درست کرین اور اُنکی سیاست ٹھیک کرین اور اسلیے اللہ تعالی
نے بھی اسکی جانب اشارہ فرمایا بقولہ تعالی اکان للناس عجبا ان اوحینا الی رجل منہم ان انذر الناس الخ یعنی کیا لوگونکو اس امر سے تعجب ہوا
کہ ہم نے انمین سی ایک مرد کو یہ وحی بھیجی کہ لوگونکو ڈراوی ۔ شبہہ **دوم** یہ کہ منکرون نے کہا کہ اللہ تعالی نے فرشتونکو رسول کرکے کیون نہ بھیجا کیونکہ
ملائکہ اس سے اقرب ہین اور انمین شک ہونا بہت بعید ہے اور آدمیون مین یہ خصلت ہی کہ اپنی جنس کے آدمیونپر سردار ہوجانا پسند کرتی ہین تو
اس سی شک پیدا ہوگا **جواب** اسکا تین وجہ سی دیا گیا ہے (اول) یہ کہ ملائکہ کی قوت مین یہ ہی کہ بڑے پہاڑونکو اُلٹ دین تو ایسا کوئی معجزہ نہین
ہوسکتا جو انکی سچائی پر دلیل ہوسکی کیونکہ معجزہ وہ ہوتا ہی جو اس جنس کی عادت کے خلاف محال ہو اور ملائکہ کی یہ عادت ہی تو معجزہ صرف
کمزور آدمی ہی کے ہاتھ سے ظاہر ہوکر اُسکی نبوت کے صدق دعوی پر دلیل ہوسکتا ہی (دوم) یہ کہ ہر جنس کو اپنے ہم جنس کیطرف زیادہ
میلان ہوتا ہی تو یہ لائق ہوا کہ لوگون کی طرف انکی جنس سے آدمی بھیجا جاوی تاکہ اس سے نفرت نہ کرین اور اُسکی باتونکو سمجھین پھر اسی
ہمجنس کو خاصکر ایسی چیز بطور معجزہ دیجاتی ہے جس سے اس جنس والے عاجز ہون تاکہ اوسکے صدق دعوی پر دلیل ہوجاوے (سوم) یہ کہ آدمی کو یہ طاقت
نہین ہی کہ فرشتہ کو دیکھکر زندہ بچ سکی اور انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالی نے خاصکر ایک قسم کا ادراک نصیب کرتا ہے اسلیئے اللہ تعالی نے فرمایا ولو جعلناہ ملکا

لینظروا الیه ویأنسوا به ویفهموا منه ثم قال وللبسنا علیهم ما یلبسون ای لخلطنا علیهم ما یخلطون علی انفسهم حتی یشکوا فلا یدرون املک هو ام آدمی **والشبهة الثالثة** قالوا ان ما یدعیه الانبیاء من علم الغیب والمعجزات وما یلقی الیهم من الوحی یظهر جنسه علی الکهنة والسحرة فلم یبق لنا دلیل تفرق بین الصحیح والفاسد **والجواب** ان یقال ان الله تعالی بین الحجج لدفع الشبهة وکلف العقول للفرق فلا یقدر ساحر ان یحیی میتا ولا ان یخرج من عصا حیة واما الکاهن فقد یصیب وقد یخطی بخلاف النبوة التی لا خطأ فیها بوجه **الشبهة الرابعة** قالوا لا یخلو ان یجیٔ الانبیاء بما یوافق العقل او بما یخالفه فان جاؤا بما یخالفه لم یقبل وان جاؤا بما یوافقه فالعقل یغنی **والجواب** ان نقول قد بینت ان کثیرا من الناس یعجزون عن سیاسات الدنیا حتی یحتاجون الی تتمة الحکماء والسلاطین فکیف بامور الالهیة والآخرة **الشبهة الخامسة** قالوا قد جاءت الشرائع باشیاء ینفر منها العقل فکیف یجوز ان تکون صحیحة من ذلک ایلام الحیوان **والجواب** ان العقل ینکر ایلام الحیوان بعضه لبعض فاما اذا حکم الخالق بالایلام لم یبق للعقل اعتراض وبیان ذلک ان العقل قد عرف حکمة الخالق

---

**ترجمہ** جعلناہ رجلا یعنی اگر ہم فرشتہ کو رسول بناوین تو اسکو مرد کی صورت مین بناوین یعنی تاکہ اسکو دیکھکر مانوس ہو کر اُس کی ہدایت کو سمجھین پھر فرمایا وللبسنا علیہم ما یلبسون یعنی جو شبہہ یہ لوگ اپنے اوپر ڈالتے ہین وہی ہم ان پر ڈالین یعنی اگر وہ فرشتہ بصورت مرد آدمی ہوگا۔ تو نہ جانینگے کہ یہ فرشتہ ہے کہ حقیقت مین آدمی ہے **ف** اور اگر وہ نہ کھائے نہ پیئے اور نہ نکاح کرے تو اس قسم کے شرائع انکو کیسے معلوم ہوتے اور یہ آدمی کے جامہ مین یہ خواہش اس مین مرکب ہو تو وہی کیفیت ہوگی **شبہہ سوم** منکروں نے کہا کہ انبیاء جن معجزات کا دعوی کرتے ہین اور جو علم الغیب بتلاتے ہین اور جو وحی انپر آتی ہے تو ہم دیکھتے ہین کہ اس قسم کے آثار کاہنوں و ساحروں سے ظاہر ہوتے ہین تو کس دلیل سے ہم فرق پہچانین کہ یہ معجزہ ہے اور جادو نہین ہے۔ تو صحیح و فاسد مین فرق کی دلیل نہ رہی **جواب** یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالی نے شبہہ دور کرنے کی حجتین بیان فرمائین۔ اور عقلوں کو پابند کیا کہ دونوں مین فرق کرلے۔ تو جادوگر کو یہ قدرت نہین ہے کہ مرے کو زندہ کردے یا عصا سے اژدہا نکالے رہا کاہن تو وہ کبھی ٹھیک کہتا ہے کبھی غلط یعنی سو مین سے ایک بات سچ کہتا ہے اور باقی جھوٹ کہتا ہے۔ برخلاف نبوت کے کہ اُس مین کچھ غلطی و خلاف نہین ہے **ف** اور خصوصاً آسمانی چاند کو دو ٹکڑے کرنا کسی ساحر سے ممکن نہین ہے **شبہہ چہارم** یہ ہے کہ منکروں نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام جو کچھ لائے وہ عقل کے خلاف ہے تو قبول نہین ہے۔ اور اگر عقل کے موافق ہے تو عقل ہی کافی ہے **جواب** یہ ہے کہ خوب ثابت ہوگیا کہ بکثرت آدمی اپنے دنیاوی معاملات سیاست سے عاجز ہین حتی کہ ایک قسم عقلاء و سلاطین کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو بھلا امور آلہی و آخرت سے کیونکر عاجز نہ ہونگے **ف** یعنی اس مین کل عاجز ہین تو وحی آلہی کی ضرورت ہے **شبہہ پنجم** یہ ہے کہ شریعت مین چند چیزین ایسی آئی ہین جن سے ہماری عقل نفرت کرتی ہے جیسے جاندار کو ذبح کرنا تو یہ شریعت کیسے صحیح ہوسکتی ہے **جواب** یہ ہے بیشک عقل اس سے منکر ہے کہ ایک حیوان دوسرے حیوان کو دکھ دے اور جب خالق نے ایسا حکم دیا ہو تو عقل کو اعتراض کی جگہ نہین رہی اس جواب کا مشرح بیان یہ ہے کہ عقل کے نزدیک ثابت ہوگیا۔ کہ خالق

سيئها وانه لاخلل فيها ولا نقص فوجبت عليه هذه المعرفة التسليم لما خفي عنه ومتى اشتبه علينا امر في
فرع لم يجز ان يحكم على الاصل بالبطلان ثم قد ظهرت حكمة ذلك فانا نعلم ان الحيوان يفضل على
الجماد ثم الناطق افضل مما ليس بناطق بما اوتي من الفهم والفطنة والقوى النظرية والعملية وحاجة هذا
الناطق الى بقائه مهمة ولا يقوم في ابقاء القوى مقام اللحم شئ ولا يستطرف بتناول القوى الضعيف وما
فيه فائدة عظيمة لما قلت فائدته وانما خلق الحيوان البهيم للحيوان الكريم فلو لم يذبح كثر وضاق به
المرعى ومات فيتاذى الحيوان الكريم بجيفته فلم يكن لايجاده فائدة فاما الم الذبح فانه ليسير وقد
قيل لا يوجد اصلا لان الحساس للالم اغشية الدماغ لان فيه الاعصاب الحساسة ولذلك
اذا اصابتها آفة من صرع او سكتة لم يحس الانسان بالم اذا قطعت الاوداج سريعا لم يصل الالم الجسم الى
محل الحس ولهذا قال عليه السلام اذا ذبح احدكم فليحد شفرته وليرح ذبيحته الشبهة السادسة قالوا ربما
يكون اهل الشرائع قد ظفروا بخواص من جماد وخشب والجواب ان هذا الكلام ينبغي ان يستحيي من ايراده

**ترجمہ** اور اس میں کچھ خلل و نقص نہیں ہے۔ اور جب یہ معرفت عقل کو مل گئی تو اسپر لازم ہے کہ خالق کے سب احکام تسلیم کرے۔
اگرچہ بعض کی حکمت اسپر مخفی رہے اور اگر کسی شاخ کی حکمت ہمپر مشتبہ ہو تو بھی یہ جائز نہیں کہ ہم جڑ کے باطل ہونے کا حکم لگا دیں پھر ہم کہتے ہیں۔ کہ
اس حکم کی حکمت بھی ظاہر ہو گئی چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ جمادات پر حیوانات کو فضیلت ہے اور حیوانات میں غیر ناطق پر ناطق کو فضیلت ہے کیونکہ ناطق
کو فہم و فطنت دی گئی۔ اور نظری و عملی قوتیں عطا کی گئی ہیں اور ناطق کا باقی رہنا بہ نسبت غیر ناطق کے زیادہ اہتمام کے قابل ہے۔ اور ناطق
کی یہ قوتیں باقی رہنے میں گوشت کے قایم مقام اور کوئی چیز نہیں ہے تو کچھ مضایقہ نہیں ہے کہ جس قسم کا فائدہ عظیم ہے وہ کم فائدہ والے
کو کھالے اور کمزور کو قوی تناول کرے۔ اور بہائم حیوان نو بزرگ حیوانات اشرف المخلوقات کے لیئے پیدا ہوئے ہیں پھر اگر بہائم ذبح نہ
کیئے جاویں تو بہت کثرت سے بڑھ جاویں اور چراگاہ و کھیتی باڑی کی گنجایش نہ رہے اور مریں تو اُن کے مردار کی بدبو سے اشرف المخلوقات
کو بہت ایذا ہو (بلکہ اسکی قوای عقلیہ میں خلل ہو جاوے) تو بہائم کے ایجاد کا کچھ فائدہ بھی نہ رہے۔ اور یہ جو تم کہتے ہو کہ ذبح کرنے میں دکھ ہے تو
یہ بہت خفیف ہے اور بعض حکماء نے کہا کہ درد بالکل محسوس نہیں ہوتا کیونکہ درد کا محسوس ہونا دماغ کی جھلیوں کو ہوتا ہے اسواسطے
کہ اسی میں اعصاب حساسہ ہوتے ہیں اسی وجہ سے جب خود دماغ کو صرع یا سکتہ پہونچتا ہے تو انسان کو کچھ درد محسوس نہیں
ہوتا اور ذبح میں جب تیزی سے شاہ رگیں کاٹ دی گئیں تو درد ایسے محل میں نہیں پہونچا جسکو حس ہو اسی لیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے حکم دیا کہ تم میں سے جب کوئی ذبح کرے تو چھری تیز کرلینا چاہیئے اور ذبیحہ کو آرام دینا چاہیئے **ف** اور اگر حیوان کی غذا
ہو جانے میں مصیبت ہوتی تو حکیم مطلق خود بھی درندہ جانور وں کو خشکی و تری میں ایسی حقیقت پر پیدا کرتا کہ ساگ پات کھاتے یا انکے
دانت پنجے نہ ہوتے کیونکہ انسا میں اگر عقل ہو تو درندوں میں نہیں ہے فافہم **شبہہ ششم** نبوت کے منکروں نے کہا کہ شاید صاحبان شریعت کو بعض پتھروں
لکڑیوں کی کچھ خواص معلوم ہو گئی ہوں جنکی اُنکو ذریعہ سے معجزہ بنالیا **جواب** یہ کہ شبہہ وارد کرنے والوں کو کچھ شرم کرنی چاہیئے تھی +

فانه لم يبق شيء من العقاقير الا وقد فحصت خواصها وبان سرها فلو ظفر واحد منهم بشيء واظهر خاصية لوقع الانكار من العلماء بتلك الخواص وقالوا هذا ليس منك انما هذه خاصية في هذا ثم ان المعجزات ليست نوعا بل هي بين صخرة خرجت منها ناقة وعصا انقلبت حية وحجر تفجر عيونا وهذا القرآن المعجز له منذ نزل دون الست مائة سنة فالاسماع تدركه والافكار تتدبره والتحدي به على الدوام ولم يقدر احد على مداناة سورة منه فاين هذا والخاصية والسحر والشعبذة قال ابو الوفاء علي بن عقيل رضي الله عنه طينت قلوب هؤلاء الالحاد لاستثقالهم كلمة الحق وثبوت الشرائع بين الخلق والامتثال لاوامرها كابن الراوندي ومن شاكله كابي العلاء ثم مع ذلك لا يرون لمقالتهم نباهة ولا اثرا بل الجوامع تنشق زحاما والاذانات تملأ اسماعهم بالتعظيم لشان النبي صلى الله عليه وسلم والاقرار بما جاء به وانفاق الاموال والانفس في الحج مع ركوب الاخطار ومعاناة الاسفار ومفارقة الاهل والاولاد

**ترجمہ** اس لیئے کہ نباتات کے خواص ومنافع مدت دراز سے بخوبی ظاہر ہو چکے اور بھید کھل چکا ہے پھر اگر کسی شخص کو کوئی پتھر یا لکڑی ملجاتی اور وہ اُسکی خاصیت ظاہر کرتا (مثلاً موسیٰؑ کے عصا میں کوئی خاصیت ہوتی) تو ان چیزوں کے جاننے والے اُسیوقت کہتے کہ یہ آپکا معجزہ نہیں ہی بلکہ اس لکڑی یا پتھر کی خاصیت ہی۔ پھر معلوم ہی کہ معجزات کچھ ایک ہی قسم کے نہ تھے بلکہ اقسام ہیں جیسے پہاڑ سے ناقہ نکلا اور موسیٰؑ کا عصا بالکل بدلکر اژدہا ہوگیا اور پتھر سے چشمے جاری ہوئے اور یہ قرآن عظیم معجزہ کبریٰ ہی کہ قریب چھ سو برس کے ہوئے جب سے نازل ہوا ہی اور کان اسکو سنتے ہیں اور افکار اس میں غور کرتے ہیں اور اس سے تحدی کی گئی کہ اسکی ایک سورۃ کی مثل بنا کر لاؤ اور یہ تحدی قیامت تک باقی ہی پھر کسیکو یہ قدرت نہ ہوئی کہ ایک آیت بھی اسکی علاوہ کہیں سی بنا کے لاتا **ف** بلکہ اب تو عقلاً محال ہو گیا اسلیئے کہ عرب عرباء جو کامل فصیح اہل زبان تھے جب لاکھوں نے عاجزی کا اقرار کیا تو اب جو کوئی مدعی ہو وہ قطعاً واہی وکاذب ہی خصوص جبکہ اہل زبان آج ہی نہ ہوں اور عرب میں یہود ونصاریٰ سب موجود تھے۔ اور عراق ونجران بنی تغلب مدت تک اسلام نہ لائے اور لڑائیاں لڑے **مصنف** رحمہ اللہ نے کہا کہ پھر کہاں یہ معجزہ عظیم اور کہاں خاصیت وسحر وشعبدہ شیخ ابو الوفا علی بن عقیل رحمہ اللہ نے کہا کہ ملحدوں کی جبلت کا خمیرہ یہ ہی کہ دل سے چاہتے ہیں کہ یہ مطلع کلمۂ حق چھپ جاوے اور مخلوقات میں شریعت کا ثبوت نہ رہے اور لوگ اسکے احکام پر عمل نکریں انہیں ملحدوں میں سی ابن الراوندی فیلسوف وابو العلاء المعری شاعر اور انکی مانند بہت ہیں جیسے اکثر دیلمی روافض تھے اور باوجود اس کوشش کے ان ملحدوں کو اپنی گفتگو کی کچھ قدر نہیں دکھائی دیتی اور نہ کچھ اثر پاتے ہیں بلکہ ان خبیثوں کی امید کے برخلاف جامع مسجدیں لوگوں کی کثرت ازدحام سی لبریز ہوتی ہیں اور باغوں وقت عام ہوتی ہیں بندگان حق کی اذانوں سے ان ملحدوں کے کانوں میں سوراخ ہوتے ہیں کہ بندگان باریتعالیٰ جل وعلا اس کے رسول مصطفےٰ سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا کی تعظیم کرتے جو نعمت بدی آپ لائے سب کی گواہی دی اسکا اقرار کرتے ہیں اور حج میں اپنی جانیں ومال خرچ کرتے ہیں باوجودیکہ سفر میں ہر طرح کے خطرات ومشقت اور آل واولاد سے مفارقت برداشت کرنی پڑتی ہی لیکن حکم شریعت کی تعظیم الٰہی

فجعل بعضهم يندس في اهل النقل فيضع المفاسد على الاسانيد ويضع السير والاخبار وبعضهم يروي ما يقارب المعجزات من ذكر خواص في الحجار وخوارق للعادات في بعض البلاد واخبار عن الغيوب عن كثير من الكهنة والمنجمين ويبالغ في تقرير ذلك حتى قالوا ان سطيحا قال في حق الذي خبأ له حبة بر في احليل مهر والاسود كان يعظ ويقول الشيء قبل كونه وههنا اليوم معزمون يكلمون الجني الذي في بطن المجنون فيكلمهم بما كان يكون وما شاء كل ذلك من الخرافات فمن رأى مثل هذا قال بقلة عقله وقلة تأمله بقصد هؤلاء الملحدين هل ما جاءت به النبوة الا مقارب هذا وليس قول الكاهن حبة في احليل مهر وقد اخفيت هذه الاخفاء باكثر من قوله انبئكم بما تأكلون وما تدخرون في بيوتكم وهل بقي لهذا وقع في القلوب وهذا التقويم ينطق بالمنع من الركوب اليوم وهل ترى تلمح هذا الا الغبي والله ما قصد وابذلك الا قصدا ظاهرا ولمحوا لمحا جليا فقالوا تعالوا نكثر الحوالات على البلاد والاشخاص والنجوم والخواص فلا يخلو مع الكثرة مصادفة الاتفاق ولحوق من هذه فيصدق بها الكل يبطل ما جاء به الانبياء خرقا للعادات

**ترجمہ** — پھر ان ملحدون کے مکر کو دیکھو کہ بعضے تو یہ کرتے ہین کہ علماء نقل کے یہان کسی فاجر کو لالچ دیکر جھوٹی اسنادین مساوی بات بناکر انکی کتابون مین خفیہ داخل کراتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے حالات اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات مین جھوٹی سیرت و خبرین بناکر اسیطرح علماء نقل کے یہان داخل کراتے ہین اور بعضے ملحدون نے یہ کام اپنے ذمہ لیا ہی کہ معجزات کے مشابہ چیزین نقل کرتے ہین کہ بعضے ملکون مین ایسا پتھر ہوتا ہے جسکی یہ خاصیت ہے یعنی اُس سے خرق عادات ظاہر ہوتے ہین اور بہت سے کاہنون و منجمون سے غیب کی خبرین نقل کرتے ہین اور اُس کے اندازے مین بہت مبالغہ کرتے ہین یہانتک کہ ان ملحدون نے بیان کیا کہ سطیح کاہن کے امتحان کے لئے گھیسنے بچھیرے کے آلہ کے سوراخ مین گیہون کا دانہ رکھدیا تھا اور سطیح سے پوچھا کہ جو کچھ ہمنے مخفی کیا ہے وہ بتلاؤ تو اُس نے کہا کہ حبة بر فی احلیل مہر یعنی بچھیرے کے آلہ میں گیہون کا دانہ ہی اور اسود عنسی بحالت وعظ مین بعض بات جو ہونیوالی ہے قبل وجود کے بتلاتا تھا اور آجکل یہان بہت عامل موجود ہین جو اس جنی سے باتین کرتے ہین جو مجنون کے پیٹ مین ہوتا ہی۔ تو وہ اُن کو بہت سی ہونیوالی باتین بتلاتا ہے شیخ ابو الوفاؒ نے کہا کہ یہ لوگ اسی قسم کے خرافات بہت بیان کرتے ہین اور جس نے یہ دیکھا تو اپنی کم عقلی سے ان ملحدون کا اصلی فتنہ نہین سمجھا اور کہنے لگتا ہی کہ نبوت کے ذکر مین جو اس قسم کی مخفی باتین بتلانیکا حال آیا ہی تو کیا اسکے قریب پہونچتا ہی بلکہ نبوت مین فقط اسیقدر تو آیا ہی وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم مین تمکو آگاہ کرتا ہون جو تم اپنے گھرون مین کھاتے ہو اور جو چھپا رکھتے ہو اور کیا اب اسکی کچھ وقعت دلونمین باقی رہی اور یہ ملا مرادہ عادت ہی تو ہوا کہ ابتک وقوع منع نہین ہوا شیخ نے کہا کہ دیکھو اس غبی نے کیسا اشارہ کیا ہی اسلئے لوگون نے جو کچھ قصد کیا وہ ظاہر ہی اور جدھر اشارہ کیا وہ کھلا ہوا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ آؤ ہم تم کو بکثرت ملکون و شخصون و نجوم و خواص کے حوالے بتلادین۔ اور اس کثرت سے خود ظاہر ہے۔ کہ آخر کوئی ایک امر تو سچ ہوگا اور جب ایک بات سچ مانی گئی تو پھر سب سچ مانی جاوین کیونکہ سب ہی یکسان ہین تو پھر یہ دعوے کہ جو انبیا لائے تھے وہ خرق عادت تھا یہ دعوے باطل ہوگیا۔

تمردس قوم من الصوفية ان فلانا اهوى باناءه الى دجلة فامتلأ ذهبا فصار هذا كالعادة بطريق
الكرامات من المتصوفين وبطريق العادات في حق المنجمين وبطريق الخواص في حق الطبائعيين وبطريق الكهانة
في حق المعزمين والعرافين فاي حكم بقي لقوله عيسى فانبئكم بما تاكلون وما تدخرون
في بيوتكم واي خرق بقي للعادات وهل العادات الا استمرار الوجود وكثرة الحصول واذا نبههم
العاقل المتدين على ما في هذا من الفساد قال الصوفي اتنكر كرامات الاولياء وقال اهل الخواص اتنكر
المقناطيس التي تجذب الحديد والنعامة تبلع النار فيسكت عن جحد ما لم يكن لاجل ما كان فويل
للحق معهم هذا والباطنية من جانب والمنجمون من جانب مع ارباب المناصب لا يعقدون ولا يحلون الا
بقوالهم فسبحان من يحفظ هذه الملة ويعلي كلمتها حتى ان كل الطوائف تحت قهرها اقبالا من الله
عز وجل على حراسات النبوات وتعالى اهل المحال **فصل** ومن الهند البراهمة قوم قد حسن لهم ابليس ان يتقربوا
باحراق نفوسهم فيحفر للانسان منهم اخدود ويجتمع الناس فيجيء مضمخا بالخلوق والطيب ويضرب
المعازف والطبول والصنوج ويقولون طوبى لهذه النفس التي تعلو الى عالي الجنة ✻

**ترجمہ** پھر ان فسادی ملحدوں نے مکار صوفیہ میں سے ایک جماعت کو اپنے مکر میں ملا کر داخل کیا جو بیان کرتے ہیں کہ فلان بزرگ نے اپنے پیالے کو دجلہ کیطرف جھکا کر سونے سے بھر لیا اور یہ بطور
کرامت کے صوفیوں کیطرف سے عادت ہوگئی اور نجومیوں کے حق میں بطور عادت کے ہوا اور طبیعی گروہ میں بطریق خواص اشیا کے ہوا اور اہل عزیمت یعنی عاملوں و عرافین کیطرف سے بطور کہانت کے
ہوا تو اب عیسی کے قول وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم کا حکم کیا رہا اور اسمیں خرق عادت کیا ہوئی کیونکہ یہ تو برابر سے ملتا ہوتا رہا اور عادت اسی کو کہتے ہیں کہ وہ چیز برابر جاری ہے اور اکثر پائی جاوے
پھر جب کسی عاقل دیندار نے انکو ہوشیار کیا کہ اسمیں یہ فساد ہے تو صوفی مکار جھگڑنے لگتا ہے کہ کیا اب اولیا اللہ کی کرامت سے انکار کرتے ہو
اور طبیعی کہتا ہے کہ کیا تم خواص سے منکر ہو کہ مقناطیس لوہے کو جذب کرتا ہے اور شترمرغ آگ کی انگاری نگل جاتا ہے۔ تو آخر وہ اصلی بات واقعی
کی وجہ سے ان کی جھوٹی باتوں سے بھی سکوت کرتا ہے تو یہ زمانہ ہے کہ اسمیں حق کے معتقد کو ان ملحدوں سے پریشانی ہے اور ایک طرف باطنیہ ملاحدہ
ہیں اور ایک طرف منجم ہیں مع ارباب مناصب کے یعنی امراء و سلاطین و وزراء وغیرہ جو حل و عقد کے مالک ہیں۔ اور اُن ہی کی باتوں پر
چلتے ہیں باوجود اس فتنہ عظیم کے **پاک ہے حق** سبحانہ وتعالی جو اس ملت حنیفیہ کی حفاظت فرماتا ہے اور اس کا کلمہ بلند رکھتا ہے یہاں
تک کہ یہ سب گروہ اُس کے قہر کے نیچے مقہور ہیں کیونکہ حق سبحانہ وتعالی نے نبوت کے احکام کی نگہبانی رکھی اور ملاحدہ حیلہ گروں کو مردود
اور نابود کیا **فصل** ہندوستان کے برہمنوں میں سے بعض قوم ہے جن پر شیطان نے یہ رچایا کہ اپنی جان
جلا کر خدا کے یہاں تقرب حاصل کریں چنانچہ جب کوئی آمادہ ہوتا ہے۔ تو اُس کے لئے ایک گڑھا کھودا
جاتا ہے۔ یعنی آگ بھری جاتی ہے۔ اور لوگ بکثرت جمع ہوتے ہیں۔ اور اس کو خوشبو لگا کر خلوق سے لتھڑ
کرتے ہیں۔ اور ڈھول و نقارہ و جھانجھ بجاتے ہوئے یہ کہتے ہوئے لاتے ہیں۔ کہ اس جیو کو مبارک ہو کہ اب
بیکنٹھ کے اونچے درجہ پر چڑھ جاوے گا۔

ویقول هو لیکن هذا القربان مقبولا ویکون ثوابی الجنة ثم یلقی نفسه فی الاخدود فیحترق فان هرب نابذوه ونفوه
وتبرأوا منه حتی یعود **ومنهم** من یحمی له الصخر فلا یزال یلزم صخرة صخرة حتی ینقب جوفه ویخرج معاه فیموت
**ومنهم** من یقف قریبا من النار الی ان یسیل ودکه فیسقط **ومنهم** من یقطع من ساقه وفخذه
قطعا ویلقیها الی النار والناس یزکونه ویمدحونه ویسألون مثل مرتبته حتی یموت **ومنهم** من یقف
فی اخثاء البقرة الی ساقه ویشعل فیه النار فیحترق **ومنهم** من یعبد الماء ویقول هو حیاة کل شئ فیسجد له
**ومنهم** من یحفر له اخدود قریبا من الماء فیقع فی الاخدود حتی اذا التهب قام فانغمس فی الماء ثم رجع
الی الاخدود حتی یموت فان مات وهو بینهما حزن اهله وقالوا حرم الجنة وان مات فی احدهما شهدوا له بالجنة
**ومنهم** من یزهق نفسه بالجوع والعطش فیسقط اولا عن المشی ثم عن الجلوس ثم ینقطع کلامه ثم
تبطل حواسه ثم تبطل حرکته ثم یخمد **ومنهم** من یهیم فی الارض حتی یموت **ومنهم** من یغرق نفسه فی النهر **ومنهم**
من لا یاتی النساء ولا یواری الا العورة وفی الهند جبل شاهق تحته شجرة وعندها رجل بیده کتاب یقرأ فیه طوبی لمن ارتقی هذا الجبل وبعج بطنه

**ترجمہ** وہ کہتا ہے کہ ہماری یہ قربانی مقبول ہو اور یہ ثواب جنت ہو پھر وہ اپنے آپ کو اس خندق مین ڈالدیتا ہے اور جل کر خاک سیاہ ہو جاتا ہے
اور اگر وہ آگ مین نہ کودا اور بھاگ کھڑا ہوا تو اُسکو ٹھکاتے اور نکالتے اور اُس سے قطع تعلق کرتے ہین آخر وہ لاچار ہو کر پھر جلنا اختیار کرتا ہے
**بعض** کے لئے ایک پتھر سخت گرم کیا جاتا ہے اور اُس کے پیٹ پر لگایا جاتا ہے اور اسی طرح دوبارہ کیا جاتا ہے اور برابر اسی طرح اُسکے پیٹ سے
پتھر گرم لگائے رہتے ہین یہانتک کہ اُس کا پیٹ پھٹ جاتا ہے اور آنتین نکل پڑتی ہین تب وہ مرجاتا ہے **بعض** اس قدر آگ سے نزدیک کھڑا ہوتا ہے
کہ اُس کی چربی گلکر بہتی ہے تب گرکر جل جاتا ہے اور **بعض** کی پنڈلی اور ران سے ٹکڑے ٹکڑے کاٹ کر آگ مین ڈالے جاتے ہین اور لوگ
اُس کی تعریف کرتے جاتے ہین اور اُس کے مثل مرتبہ مانگتے ہین آخر وہ مرجاتا ہے اور **بعض** گائے کے گوبر مین (یعنی کنڈون مین) ساق
تک کھڑا ہوتا ہے اور اُس مین آگ لگادیجاتی ہے اور وہ جل کر مرجاتا ہے **بعض** ہندو پانی پوجتے ہین اور کہتے ہین کہ اسی سے ہماری
زندگی ہے پس اُسکو سجدہ کرتے ہین اور **بعض** کے لئے پانی کے قریب خندقین کھودیجاتی ہین تو وہ خندقون مین گر پڑتا ہے یہانتک کہ
جب آگ مشتعل ہوتی ہے تو وہ اٹھکر پانی مین غوطہ مارتا ہے اور پھر وہ پانی سے خندقون کی طرف لوٹتا ہے یہانتک کہ مرجاوے پھر اگر وہ پانی و خندق
کے درمیان مین مرگیا تو اُس کی لوگ غمگین ہوتے ہین اور کہتے ہین کہ جنت سے محروم رہا اور اگر وہ پانی یا خندق مین مرا تو گواہی دیتے ہین کہ وہ
جنت مین پہنچ گیا **بعض** ان مین سے بھوک پیاس سے تڑپ کے جان دیتا ہے پس پہلے تو چلنے سے عاجز ہو کر بیٹھ جاتا ہے پھر بیٹھنے
سے عاجز ہو کر مردہ کی طرح لیٹ جاتا ہے پھر بات نہین نکلتی پھر حواس مین خلل ہو کر تڑپنے لگتا ہے پھر تڑپنا بھی موقوف ہو کر مرجاتا ہے **بعض** ان
مین سے زمین مین آوارہ ہو کر مخبوط پھرتا ہے اور **بعض** ان مین سے اپنے آپکو دریا مین غرق کرکے مرجاتا ہے اور **بعض** ان مین سے عورت
کے پاس نہین جاتا اور بالکل ننگا پھرتا ہے فقط ایک چھوٹی سی لنگوٹی باندھے پھرتا ہے **ہند** مین ایک بلند پہاڑ ہے اُس کے نیچے ایک
درخت ہے وہان ایک شخص کتاب لیئے پڑھتا اور کہتا ہے کہ مبارک ہو اُس کو جو اس پہاڑ پر چڑھ کر اپنا پیٹ پھاڑ کر

واخرج معاه بيده ومنهم من ياخذ الصخور فيرض بها جسده حتى يموت والناس يقولون طوبى لك وفي الهند عندهم
نهران فيخرج اقوام من عبادهم يوم عيد لهم وهناك رجال فياخذون ما على العباد من الثياب ويبطحونهم
فيقطعونهم نصفين ثم يلقون احد النصفين في نهر والنصف الآخر في نهر ويزعمون انهما يجريان الى الجنة ومنهم
من يخرج الى البراح ومعه جماعة يدعون له ويهنؤنه بهنيئة فاذا اصحر جلس وجمع سباع الطير من كل
جهة فيتجرد من ثوبه ثم يمتد والناس ينظرون اليه فتبتدره الطير فتاكله فاذا تفرقت الطير جاء الجماعة
فاخذوا من عظامه واحرقوها وتبركوا بها في افعال طويلة قد ذكرها ابو محمد النوبختي يضيع الزمان في كتابتها
والعجب ان الهند يؤخذ عنهم الحكمة ولهم دقائق الاعمال فسبحان من اعمى قلوبهم حتى قادهم ابليس هذا المقاد
قال وفيهم من يزعم ان للجنة ثنتان وثلثون مرتبة وان مكث اهل الجنة في ادنى مرتبة منها اربع مائة الف
ثلثة وثلثين الف وستمائة وعشرين سنة وكل مرتبة اضعاف اضعاف ادونها وان النار ثنتان وثلثون مرتبة
منها ستة عشرة مرتبة فيها الزمهرير وصنوف عذابه وست وعشر مرتبة فيها الحريق وصنوف
عذابه **ذكر تلبيس ابليس على اليهود قال المصنف** قد لبس عليهم في اشياء كثيرة

**ترجمہ** اپنے ہاتھ سے اپنی آنتین نکال ڈالے اور **بعض** انمین وہ ہے جو بڑا پتھر لیکر اپنا بدن کچل کر مرجاتا ہے اور لوگ اسکو مبارکباد دیکر
جاتے ہین **ہند** مین دو دریا ہین او جو فقیر لوگ غارون وغیرہ مین بیٹھے رہتے ہین وہ عید کے روز نکلکر وہان آتے ہین اور کچھ لوگ وہان
مقرر ہین وہ ان جوگیون اور عابدون کے کپڑے وغیرہ اوتار لیتے ہین اور انکو پٹ لٹاکر دو ٹکڑے کاٹ ڈالتے ہین ایک ٹکڑا ایک دریا
مین اور دوسرا ٹکڑا دوسرے دریا مین ڈال دیتے ہین اور ان لوگونکا دعوی یہ ہے کہ یہ دونون دریا بہکر جنت مین جاتے ہین +
**بعض** ان مین سے نکلکر آفتاب مین جاتا ہے جہان دھوپ کے سوا سایہ نہین ہے اور کچھ لوگ اسکے ساتھ دعا دیتے اور مبارکباد
کہتے جاتے ہین جب صحرا مین جاتا ہے تو بیٹھ جاتا ہے اور شکاری چڑیان ہر طرف سے اکٹھی ہوتی ہین پھر وہ ننگا ہوکر لیٹ جاتا ہے اور لوگ
اسکو دیکھتے ہین۔ اور شکاری چڑیان ہر طرف سے اوسپر ہجوم کرکے اسکو کھاتی ہین جب وہ چلی جاتی ہین تو لوگ آکر اسکی ہڈیان
لیجاکر جلاتے اور اسکی راکھ تبرک بناتے ہین شیخ ابو محمد **نوبختی** نے اس کے ساتھ بہت طول طویل افعال ذکر کئے ہین ان کے
لکھنے مین تضیع اوقات ہے تعجب کی بات یہ ہے کہ ہندوستان سے مسافر لوگ حکمت کی باتین لے جاتے ہین اور انمین باریک اعمال ہین
باوجود اس کے پاک ہے حق سبحانہ تعالی کہ جس نے ہندیون کو ایسا اندھا کر دیا کہ شیطان نے انکو اس حالت تک کھینچا
نمونہ بیان کیا گیا۔ ابو محمد نوبختی نے لکھا کہ **بعض** ہندی دعوی کرتا ہے کہ جنت کے ۳۲ درجات ہین اور اگر کوئی جنتی اس کے سب
سے نیچے درجے مین چار لاکھ تینتیس ہزار چھ سو بیس سال رہا تو اوپر پڑھیگا اور ہر بالائی مرتبہ بہ نسبت اول کے دوچند ہے اور دوزخ کے
۳۲ درجے مین از انجملہ ۱۶ مرتبہ مین زمہریر وغیرہ طرح طرح کے عذاب ہین اور باقی ۱۶ مرتبہ مین جلن اور طرح طرح کے عذاب ہین +

## یہود پر تلبیس ابلیس کا بیان

مصنف نے کہا کہ ابلیس نے یہود کو بھی طرح طرح کے تلبیس مین ڈالدیا

نذکر منها نبذۃ لیستدل بها علی تلک **فمن ذلک** تشبیههم الخالق بالخلق ولو کان تشبیهاً حقاً لجاز علیه ما یجوز علیهم **وحکی** ابو عبداللہ بن حازم من اصحابنا ان الیهود یزعم ان الالٰہ المعبود رجل من نور علی کرسی من نور علی راسه تاج من نور وله اعضاء کما للآدمیین **ومن ذلک** قولهم عزیر ابن اللہ ولو فهموا ان حقیقة البنوة لا تکون الا بالتبعیض والخالق لیس بذی ابعاض لانه لیس بمؤلف لم یثبتوا بنوة ثم ان الولد فی معنی الوالد وقد کان عزیر لا یقوم الا بالطعام والله تعالیٰ من قامت به الاشیاء لا من قام بها والذی دعاهم الی هذا مع جهلهم بالحقائق انهم راوه قد عاد بعد الموتی وقرأ التوراة من حفظه فتکلموا بذلک من ظنونهم الفاسدة ویدل علی ان القوم کانوا بعیدین للذهن انهم لما راوا اثار القدرة فی فرق البحر لهم ثم مروا علی اصنام طلبوا مثلها فقالوا اجعل لنا الٰهاً کما لهم الٰهة فلما زجرهم موسیٰ عن ذلک بقی فی نفوسهم فظهر المستور بعبادتهم العجل والذی حملهم علی هذا شیئان احدهما جهلهم بالخالق والثانی انهم ارادوا ما یسکن الیه الحس لغلبة الحس علیهم وبعد العقل عنهم ولولا جهلهم بالمعبود ما اجترؤا علیه بکلمات القبیحة کقولهم ان اللہ فقیر

**ترجمہ** اس ڈھیری مین سے ایک مٹھی نمونہ ذکر کیا جاتا ہے جس سے باقی پر قیاس دوڑایا جاسکتا ہے **ازانجملہ** یہ کہ یہود نے خالق کو مخلوق سے مشابہ کیا۔ اور یہ نہ سمجھے کہ اگر تشبیہ حق ہوتی تو جو باتین مخلوق پر جائز ہوتی ہین وہ اُس پر بھی جائز ہوتین **شیخ ابو عبداللہ** بن حازم حنبلی نے ذکر کیا۔ کہ یہود کا زعم ہے کہ الٰہ معبود ایک نور کا شخص ہے وہ نور کی کرسی پر نور کا تاج رکھے ہوئے **بیٹھا** ہے اور آدمیون کی اعضا کیطرح اُس کی اعضا ہین **ازانجملہ** یہود نے دعویٰ کیا کہ **عزیر** خدا کا بیٹا ہے اگر یہودی سمجھ رکھتے ہوتے کہ فرزند ہونا حقیقت مین اسی طرح ہوسکتا ہے کہ بیٹا اپنے باپ کا جزو ہوتے تو پھر حماقت مین نہ پڑتے اس لئے کہ خالق عزوجل کی یہ شان نہین ہے کہ اُس کے ٹکڑے ہوسکین یا بعض بعض ہوسکے اس لیے کہ وہ کچھ مرکب نہین ہے تو اپنی حماقت سے اُسکا بیٹا نہ بناتے **پھر** بیٹا بھی باپ کے معنی مین ہوتا ہے۔ حالانکہ **عزیر** بغیر کھانے پینے کے قائم نہین رہتے تھے اور **اللہ** وہ ہے جس سے مخلوق اشیاء کا قیام ہے اور وہ نہین کہ جسکا قیام اللہ تعالیٰ سے ہے۔ **واضح** ہو کہ یہودی حقائق سے بھی واقف نہ تھے اور باوجود اس کے یہ قول جو اُنہون نے کہا تو اس کا باعث یہ ہوا کہ اُنہون نے عزیر کو دیکھا کہ موت کے سو برس بعد زندہ ہو کر آئے اور تمام توریت اپنے حفظ سے سنائی تو (پچھلے زمانہ کے) یہود نے اپنے بیہودہ قیاس (نصرانیوں کی مشابہت کرنیکو) عزیر کی نسبت یہ کلمہ کہا۔ اور اس قوم کی بھدی سمجھ پر دلیل یہ ہے کہ اُنھون نے اللہ کی قدرت دیکھی کہ کسطرح اُس نے بنی اسرائیل کیلئے سمندر پھاڑ دیا۔ پھر جب پار ہو کر ایک قوم کے بتون پر گزر ہوا تو حضرت موسیٰ سے درخواست کی کہ ہمارے لیئے بھی ایسے ہی بُت بنا دیجئے جیسے ان کے واسطے بُت ہین پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے انکو جھڑکا تو چپ رہے لیکن انکے دلون مین مخفی خواہش باقی رہگئی جو سامری کے گوسالہ بنانے پر انکی عبادت کرنے سے ظاہر ہوئی اور جس چیز نے ان لوگون کو ایسے افعال پر آمادہ کیا وہ دو باتین تھین ایک یہ کہ یہ لوگ اپنے خالق عزوجل کی شان سے جاہل تھے اور دوم یہ کہ اُنہون نے چاہا کہ انکا معبود وہ ہو جو اُنکے حواس مین آوے اسلیئے کہ حواس اُنپر غالب تھے اور عقل سے یہ لوگ بعید پڑے تھے

**ف** یہی حال آجتک جمیع یہود و نصاریٰ مین صاف ظاہر ہے۔ اور اگر یہ لوگ اپنے معبود سے جاہل نہ ہوتے تو کبھی اُسکی شان مین ایسے کلمات ناشائستہ کہنے کی جرات نہ کرتے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین یہود نے کہا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء اللہ یہودیون کا

دعوا اغنیاء وقولهم ید الله مغلولة **ومن تلبیسه** علیهم انهم قالوا لا یجوز نسخ الشرائع وقد علموا ان من دین ادم جواز نکاح الاخوات وذوات المحارم والعمل فی یوم السبت ثم نسخ ذلك بشریعة موسیٰ قالوا لا یجوز اذا امر الله بشیء کان حکمة فلا یجوز تغییره قلنا قد یکون التغییر فی بعض الاوقات حکمة فان تقلیب الادمی من صحة الی مرض ومن مرض الی صحة کله حکمة وقد حظر علیکم العمل یوم السبت واباح لکم یوم الاحد وهذا من جنس ما انکرتم وقد امر الله ابراهیم بذبح ابنه ثم نهاه عن ذلك **ومن تلبیسه** علیهم انهم قالوا لن تمسنا النار الا ایاما معدودة وهی الایام التی عبدنا فیها العجل وفضائحهم کثیرة **ثم حملهم** ابلیس علی العناد المحض فجحدوا ما فی کتابهم من صفة نبینا صلی الله علیه وسلم وغیروا ذلك وقد امروا ان یؤمنوا به ورضوا بعذاب الاخرة فعلموا وهم عاندوا علمائهم فلله انتم العجب انهم غیروا ما امروا به وحرفوا ودانوا بما یریدوا فان العبودیة من ترك الامر بحال بالهوی ثم انهم کانوا یؤذون موسیٰ ویعنتونه حتی قالوا ... واتهموه بقتل هارون واتهموا داود بزوجة اوریا **وعن ابی هریرة** رضی الله عنه قال اتی رسول الله صلی الله علیه وسلم

ترجمہ اور ید الله مغلولة یعنی یہود کو دینے سے اللہ کا ہاتھ بندھ ہے **از انجملہ** یہود پر ابلیس نے یہ تلبیس رچائی کہ تم لوگ یہ دعویٰ کرو کہ شریعت منسوخ نہیں ہو سکتی ہے باوجودیکہ یہودی خوب جانتے تھے کہ آدم علیہ السلام کیوقت میں بہنوں سے اور محرمات عورتوں سے نکاح روا تھا اور سنیچر کے دن سب مباح کام کرنے جائز تھے پھر موسیٰ کی شریعت میں یہ امر منسوخ ہو گیا لیکن یہودیوں نے ابلیس کی پیروی میں یہ دعویٰ کیا کہ جب خدا نے کسی چیز کا حکم دیا تو وہ حکمت ہے پس حکمت کو منسوخ کر دینا نہیں جائز ہے (غرض یہ کہ موسیٰ علیہ السلام کی شریعت قیامت تک منسوخ نہوگی) ہم انکو جواب دیتے ہیں کہ بعض اوقات میں اسکو بدل دینا حکمت ہوتا ہے چنانچہ آدمی کو صحت سے مرض کی طرف بدل دینا اور مرض سے صحت کی طرف بدل دینا اور وہ کر دینا سب حکمت ہے اسی طرح تم پر سنیچر کے دن دنیاوی کام کرنا حرام کیا گیا۔ پھر اتوار کے دن اختیار دیا گیا۔ اور یہ اسی قسم کی بات ہے جس سے تم انکار کرتے ہو۔ اور یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم عم کو اپنے فرزند کو ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔ پھر اس سے منع کر دیا **از انجملہ** ابلیس نے یہود پر یہ تلبیس کی کہ یہودیوں نے یہ دعوے کیا کہ لن تمسنا النار الا ایاما معدودة یعنی ہم لوگوں کو آگ نہیں چھوئے گی سوائے گنتی کے چند دنوں کے اور یہ چند دن وہی دن ہیں جن میں ہم نے گوسالہ کو پوجا تھا۔ یہودیوں کی اشائستہ باتیں بہت ہیں پھر ابلیس نے یہودیوں کو خالص عداوت پر آمادہ کیا چنانچہ ان کی کتاب میں جو صفت ہمارے نبی صلعم کی مذکور تھی اسکے جان بوجھکر انکار کیا اور اس صفت کو بدل ڈالا حالانکہ کتاب توریت میں انکو تاکیدی حکم تھا۔ کہ اس نبی آخر الزمان پر ایمان لاوین لیکن یہ بدبخت آخرت کے عذاب پر راضی ہو گئے پس انکے پڑھے لکھون نے دشمنی پر کمر باندھی اور جاہلون نے اپنے عالمونکی تقلید پر اصرار کیا پھر تعجب تو یہ ہے کہ جو کچھ انکو حکم دیا گیا تھا وہ تو بکار کے بدل ڈالا اور جو کچھ انکی جی چاہتی تھی اسکو دین بنایا تو بھلا ایسی شخص کے حق میں خدا کی بندگی کہان رہی جس نے حکم الٰہی چھوڑ دیا اور اپنے جی کی پیری کر لی پھر واضح رہے کہ یہودی تو حضرت موسیٰ سے مخالفت کرتے بلکہ انکو عیب لگاتے چنانچہ کہتے کہ انکو فتق کا مرض ہے اور اتہام لگایا کہ انہون نے ہارون کو قتل کیا ہے اور حضرت داؤد عم کی نسبت اتہام لگایا۔ کہ ان سے اوریا کی جورو سے آشنائی ہے **ابو ہریرہ** رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز یہود کی

نسخہ بجعالہم

بيت المدراس فقال اخرجوا الىّ اعلمكم فقالوا عبد الله بن صوريا فخلا به فناشده بدينه وبما انعم الله
عليهم واطعمهم من المن والسلوى وظللهم من الغمام اتعلم انى رسول الله قال اللهم نعم وان القوم ليعرفون
ما اعرف وان صفتك ونعتك مبين فى التورية ولكنهم حسدوك قال فما يمنعك انت قال اكره خلاف قومى وعسى ان
يتبعوك ويسلموا فاسلم وعن سلمة بن سلامة بن وقش قال كان لنا جار من يهود فى بنى عبد الاشهل قال فخرج علينا يوما من بيته قبل مبعث النبى
صلى الله عليه وسلم حتى وقف على مجلس بنى عبد الاشهل قال سلمة وانا يومئذ احدث من فيه سنا على بردة مضطجعا فيها بفناء اهلنا
فذكر البعث والقيامة والحساب والميزان والجنة والنار فقال ذلك لقوم اهل شرك واصحاب اوثان لا يرون ان بعثا كائنا
فقالوا له ويحك يا فلان ترى هذا كائنا ان الناس يبعثون بعد موتهم الى دار فيها جنة ونار يجزون فيها باعمالهم قال
نعم والذى يحلف به لود احدهم ان له بحظه من تلك النار اعظم تنور فى الدار يحمونه ثم يدخلونه اياه فيطبقونه
عليه ان ينجو من تلك النار غدا قالوا له ويحك وما اية ذلك قال نبى مبعوث من اهل هذه البلاد واشار بيده نحو مكة واليمن قالوا ومتى تراه

**ترجمہ** مدرسہ مین تشریف لے گئے اور فرمایا کہ جو تم مین سب سے بڑا عالم ہو اس کو میرے سامنے لاؤ انہون نے کہا کہ وہ عبد اللہ بن صوریا ہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسکو تنہا بلایا اور الگ اسکو اس کے دین کی قسم دلائی کہ بعوض اُس حق کے کہ اللہ تعالے نے بنی اسرائیل پر انعام کیا اور من وسلوی کھانے کو
دیا اور بادل سے اُن پر سایہ کیا تو سچ بتلا۔ کہ تو یہ جانتا ہے کہ مین رسول اللہ ہون عبد اللہ بن صوریا نے کہا کہ ہان و اللہ مین جانتا ہون اور یہ قوم
سب میری طرح آپ کو پیغمبر پہچانتے ہین اور بیشک آپ کی صفت و تعریف توریت مین صاف صاف مذکور ہے ولیکن یہ لوگ آپ سے حسد کرتے ہین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صوریا سے کہا کہ پھر خود تجھکو کیا چیز مانع ہے اُس نے کہا کہ مجھے اپنی قوم سے مخالفت کرنا گوارا نہین ہے اور امید ہے کہ عنقریب
یہ لوگ آپ کے تابع ہونگے اور اسلام لاوینگے تب مین بھی مسلمان ہو جاونگا **سلمہ** بن سلامہ بن وقش سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے بنی عبد الاشہل
کے محلہ مین ہمارے پڑوس مین ایک یہودی رہتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے گھر سے نکل کر ہمارے پاس آیا اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ ابھی نبی صلے اللہ علیہ
وسلم مبعوث نہین ہوئے تھے الغرض وہ یہودی بنی عبد الاشہل کی مجلس مین آکھڑا ہوا اور سلمہ نے کہا کہ وہان کے لوگون مین اُسوقت مین سب سے چھوٹا
تھا اور مین ایک چادر لپیٹے اپنے لوگون کے گھر کے صحن مین بیٹھا تھا۔ پس اُس یہودی نے موت کے بعد زندہ کرکے اوٹھائے جانے کا اور قیامت کا
اور میزان و جنت و دوزخ کا ذکر کیا۔ اور یہ قوم اس زمانہ مین اہل شرک و بت پرست تھی موت کے بعد زندگی کی قائل نہ تھی تو کہنے لگے کہ اے فلان
بھلا تو سمجھتا ہے کہ یہ بات ہونے والی ہے کہ بعد موت کے لوگ زندہ کرکے اُٹھائے جاوینگے ایسے ملک مین جہان جنت و دوزخ ہے وہان
اپنے اپنے اعمال کے موافق بدلا دیے جاوینگے اُس یہودی نے کہا۔ کہ ہان اور قسم ہے کہ جہنمی اُس دن آرزو کریگا کہ کاش اس جہنم کی آگ سے ایک لحظہ
نکال کر ایک بہت بڑے تنور مین ڈالا جاوے ۔ تم لوگ یہان بڑے سے بڑا تنور تصور کرو۔ جس کو تم خوب آگ جلا کر گرم کرو۔
پھر اُس کو اس مین ڈال کر اوپر سے بند کر دو تو وہان جہنم کی آگ سے بچ کر اس تنور مین بند ہونے کی آرزو کریگا۔
قوم نے یہودی سے کہا کہ ارے جو کچھ تو کہتا ہے اس کی کیا دلیل ہے اُس نے مکہ و یمن کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ انہین ملکون
سے ایک پیغمبر مبعوث ہونے والا ہے۔ قوم نے کہا کہ تیرے نزدیک وہ کب تک مبعوث ہوگا ✦

قال فنظر الی وانا من احدثهم سنا فقال ان یستنفذ هذا الغلام عمرہ یدرکہ قال سلمۃ فواللّٰہ ما ذهب
اللیل والنهار حتی بعث اللّٰه رسوله صلی اللّٰه علیه وسلم وهو حی بین اظهرنا فامنا به وکفر به بغیا وحسدا فقلنا ویلک
یا فلان الست قلت لنا فیه ما قلت قال بلی ولکن لیس به **ذکر تلبیس ابلیس علی النصاریٰ** قال المصنف
تلبیسه علیهم کثیر فمن ذلک انه اوهمهم ان الخالق سبحانه جوهر فقالت الیعقوبیۃ اصحاب یعقوب والملکیۃ
اهل دین الملک والنسطوریۃ اصحاب نسطور بین ان اللّٰه جوهر واحد اقانیم ثلاثۃ فهو واحد
فی الجوهریۃ ثلاثۃ فی الاقنومیۃ واحد الاقانیم عندهم الاب والاخر الابن والاخر روح القدس فبعضهم
یقول الاقانیم خواص **وبعضهم** یقول صفات **وبعضهم** یقول اشخاص وهؤلاء قد نسوا
انه لو کان الاله جوهرا لجاز علیه ما یجوز علی الجواهر من التحیز بمکان والتحرک
والسکون والالوان ثم سوّل **لبعضهم** ان المسیح هو اللّٰه قال ابو محمد النوبختی زعمت الملکیۃ و
الیعقوبیۃ ان الذی ولدت مریم هو الاله **وسوّل** الشیطن لبعضهم ان المسیح ابن اللّٰه **وقال**
بعضهم المسیح جوهران احدهما قدیم والاخر محدث ومع قولهم هذا فی المسیح یفترون

**ترجمہ** یہودی نے نظر دوڑا کر مجھے دیکھا کہ مین انمین سب سے چھوٹا ہون۔ تو کہا کہ اگر یہ لڑکا اپنی عمر تک بچ گیا تو اُس پیغمبر
کا زمانہ پاویگا **مسلمہ** رضی نے کہا کہ واللہ کچھ بہت دن نہین گزری تھے کہ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث
فرمایا۔ اور وہ یہودی ابھی تک ہماری محلہ مین زندہ موجود تھا۔ تو ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور اُس
یہودی نے بغاوت وحسد سے انکار کیا۔ تو ہم نے اُس سے کہا کہ اری بدبخت تو وہ نہین ہے جس نے ہم سے فلان روز اس پیغمبر
کے بارہ مین ایسا ایسا کہا تھا۔ اُسنے کہا کہ ہان مین نے کہا تو تھا لیکن یہ وہ پیغمبر نہین ہین۔ **نصاریٰ** پر تلبیس ابلیس کا بیان
**مصنف** نے کہا۔ کہ ابلیس نے نصاریٰ پر بہت سی تلبیس کر دی ہے **ازانجملہ** اُسنے نصاریٰ کے وہم مین یہ جما دیا کہ خالق
سبحانہ تعالیٰ جوہر ہے چنانچہ نصاریٰ کے فرقہ یعقوبیہ نے (جو یعقوب کے شاگرد ہین) اور ملکیہ نے (جو بادشاہی دین پر کہلاتے تھے)
اور نسطوریہ نے (جو نسطور کے تابع تھے) ان سب گمراہون نے زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ جوہر واحد ہے تین اقنوم والا یعنی وہ جوہر ہونے مین
ایک ہے اور اقنوم ہونے مین تین ہے اور ان تین اقنوم مین سے ایک باپ ہے اور دوسرا بیٹا ہے اور تیسرا روح القدس ہے۔ پھر
**بعض** نے کہا کہ اقنوم خواص ہین اور **بعض** نے کہا کہ صفات ہین اور **بعض** نے کہا کہ اشخاص ہین اور ان لوگون کو یہ نہین
سوجھا کہ اگر اللہ تعالیٰ جوہر ہوتا تو جو چیزین جواہر کے لوازم ہین وہ اللہ تعالیٰ پر جائز ہوتین جیسے کسی مکان مین جگہ پکڑنا اور جنبش کرنا
اور ساکن ہونا اور کسی وقت و زمانہ مین ہونا **پھر** ابلیس نے بعض نصرانیون پر یہ تلبیس کی کہ مسیح ہی اللہ ہے۔ شیخ ابو محمد **نوبختی** نے
لکھا کہ ملکیہ و یعقوبیہ نے کہا کہ مریم نے جسکو جنا تھا وہی اللہ ہے اور **بعض** پر شیطان نے تلبیس کی کہ مسیح خدا کا بیٹا ہے اور **بعض**
نے کہا کہ مسیح مین دو جوہر ہین ایک قدیم ہے اور دوسرا حادث ہے اور باوجودیکہ یہ لوگ مسیح کے بارہ مین یہ زعم بیان کرتے ہین پھر بھی قرار دیتے ہین کہ اسکو

بحاجة الى الطعام ولا يختلفون فی انه صُلب ثم لم يقدر على الدفع عن نفسه ويقولون انما فعل هذا بالناسوت فهل لا دفع الناسوت ما فيه من اللاهوت ثم لبس عليهم امر نبينا صلى الله عليه وسلم حتى جحدوه ولم يذكروه فی الانجيل ومن الكفار من يقول عن نبينا صلى الله عليه وسلم انه نبی الا انه مبعوث الى العرب خاصة وهذا التلبيس من البليس استغفلهم فيه لانه متى ثبت انه نبی فالنبی لا يكذب وقد قال بعثت الى الناس كافة وقد كتب الى قيصر وكسرى وسائر ملوك الاعاجم ومن تلبيس ابليس على اليهود والنصارى انهم قالوا لا يعذبنا الله لاجل اسلافنا فمنا الانبياء والاولياء فاخبر الله عز وجل عنهم بذلك نحن ابناء الله واحباؤه لان منا ابناء عزير وعيسى وكشف هذا التلبيس ان كل شخص يطالب بحق الله عليه ولا يدفع ذو قرابته ولو تعدت المحبة بشخص لغيره بموضع القرابة لتعدت البغض وقد قال نبينا صلى الله عليه وسلم لابنته فاطمة لا اغنى عنك من الله شيئا وانما فضل محبوبيه بالتقوى فمن عدمها عدم المحبة ثم ان محبة الله تعالى للعبد ليست تتعلق كمحبة الادميين بعضهم بعضا اذ لو كانت كذلك كان الامر يحتمل

**ترجمہ** کھانے پانی کی ضرورت تھی اور سب کے سب یہ کہتے ہیں کہ مسیح کو سولی دی گئی اور وہ قتل سے اپنے آپکو نہ بچا سکا اور اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ ناسوت کے ساتھ کیا گیا یعنی جو جزو اسمیں مخلوقیت کا تھا وہ سولی دیا گیا یہ جواب رد کیا گیا کہ آیا جو لاہوت کا جز تھا اسنے ناسوت سے یہ بلا کیوں نہ دفع کی۔ پھر انجیل میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر صاف تھا مگر شیطان نے ان پر تلبیس کی تو بہت دھرمی انکار کر گئے اور کفار میں سے بہت لوگ ہمارے نبی صلعم کے باب میں کہتے ہیں کہ وہ نبی ہیں لیکن فقط عرب کے واسطے بھیجے گئے ہیں اور یہ ابلیس نے انپر عجب تلبیس کی اور غفلت میں ڈبویا کیونکہ جب معلوم ہوا کہ وہ نبی ہیں تو نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ اور بیشک آپ نے فرمایا کہ میں تمام جہان کے سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں اور کچھ شک نہیں کہ آپ نے قیصر و کسریٰ و دیگر ملوک عجم سب کے نام ہدایت کے فرمان لکھے تھے **ابلیس** نے یہود و نصاریٰ دونو پر جو تلبیس کی منجملہ ایک یہ ہے کہ ان دونوں نے دعویٰ کیا کہ ہمارے بزرگوں کی وجہ سے خدا ہمکو عذاب نہ کریگا۔ کیونکہ ہم میں بنی اسرائیل کے انبیاء و اولیاء گذرے ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ نے انکا زعم قرآن میں بیان فرمایا نحن ابناء الله واحباؤه۔ یعنی ہم تو خدا کے بیٹے اور اسکے محبوب ہیں مطلب یہ کہ ہم خدا کے بیٹے عزیر ہیں اور عیسے ہیں اس تلبیس کا پردہ اس طرح کھلتا ہے کہ ہر شخص پر اللہ تعالےٰ کے حق کا مطالبہ ہوتا ہے (جیسے نماز روزہ) تو کوئی قرابتی اوس کے ذمہ سے خدا کے حق کو دفع نہیں کرسکتا اور سمجھنے کی بات ہے کہ اگر کسی شخص سے محبت ہو اور وہ اس کی وجہ سے غیر پر جاوے جو محبوب کا قرابتی ہے تو عداوت و بغض بھی اسی طرح متعدی ہوگا۔ یعنی جس کافر سے بغض ہے۔ وہ بغض بھی اسکی قرابتی پر جاوے اگرچہ وہ مومن ہو یعنی یہ صریح باطل ہے اور بیشک ہمارے نبی صلعم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ کہ لا اغنی عنک من الله شیئا یعنی میں تجھ سے خدا کا عذاب نہیں دفع کرسکتا ہوں (یعنی شفاعت کی اجازت تو ایمان پر موقوف ہے) اور محبوب کو فضیلت تقویٰ سے ہے (شرک وغیرہ سے بچے) پس جو تقویٰ نہیں کرسکتا اس کے لیے محبت بھی نہیں ہے پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت بندہ کے ساتھ کچھ جوش قلب نہیں ہوتی جیسے آدمیوں کی محبت باہم ہوا کرتی ہے۔ کیونکہ اگر محبت ایسی ہوتی تو امر محتمل تھا +

ذکر تلبیسه علی الصابئین قال المصنف اصل هذه الکلمة اعنی الصابئین من قولهم صبأت اذا خرجت من
شیء الی شیء وصبأت النجوم اذا ظهرت وصبأ نابه اذا خرج والصابئون الخارجون من دین الی دین وللعلماء فی مذاهبهم عشرة
اقوال احدها انهم قوم بین النصاری والمجوس رواه سالم عن سعید بن جبیر ولیث عن مجاهد والثانی انهم بین الیهود
والمجوس رواه ابن ابی نجیح عن مجاهد والثالث انهم بین الیهود والنصاری رواه القاسم بن ابی بزة عن مجاهد والرابع انهم
صنف من النصاری الین قولا منهم رواه ابو صالح عن ابن عباس والخامس انهم قوم من المشرکین لا کتاب لهم
رواه القاسم ایضا عن مجاهد والسادس انهم کالمجوس قاله الحسن والسابع انهم فرقة من اهل الکتاب یقرأون
الزبور قاله ابو العالیة والثامن انهم قوم یصلون الی القبلة ویعبدون الملائکة ویقرأون الزبور قاله قتادة ومقاتل
والتاسع انهم طائفة من اهل الکتاب قاله السدی والعاشر انهم کانوا یقولون لا اله الا الله ولیس لهم عمل ولا کتاب ولا نبی الا قول لا اله الا الله
قاله ابن زید وقال المصنف هذه اقوال المفسرین مثل ابن عباس والقاسم والحسن وغیرهم واما المتکلمون فقالوا ان مذهب الصابئین مختلف فمنهم من قال
ان هناک هیولی کان لم یزل یصنع العالم من تلک الهیولی وقال اکثرهم العالم

ترجمہ۔ صابی فرقہ پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف نے کہا کہ صابئین کی اصل اس محاورہ سے ہے کہ صبأت
یہ اس وقت کہتے ہیں جب تو ایک چیز سے نکلکر دوسری چیز میں چلا جاوے وصبأت النجوم اسوقت بولتے ہیں جب تارے
ظاہر ہو جاویں صبأ نابہ جب بچہ کے دانت نکل آویں صابئون وہ لوگ جو ایک دین سے نکلکر دوسرے دین میں چلے جاویں +
صابئون کے مذاہب کے بارہ میں علماء کے دس اقوال ہیں قول اول یہ کہ صابیہ ایک قوم ہے جو مجوس و نصاریٰ کے درمیان
میں ہے اسکو سالم رحمہ نے سعید بن جبیر سے روایت کیا اور لیث بن ابی سلیم نے مجاہد سے روایت کیا قول دوم یہ کہ وہ یہود و مجوس کے درمیان
قوم ہے اسکو ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا قول سوم یہ کہ صابیہ یہود و نصاریٰ کے بیچ میں ہیں اسکو قاسم ابن ابی بزہ نے
مجاہد سے روایت کیا چہارم یہ نصاریٰ میں سے ایک قوم ہے جنکا قول بہ نسبت نصاریٰ کے نرم ہے اسکو ابو صالح نے ابن عباس سے
روایت کیا پنجم یہ ایک قوم مشرکین سے ہے انکے واسطے کوئی کتاب نہیں ہے اسکو بھی قاسم نے مجاہد سے روایت کیا ششم
یہ کہ صابیہ مثل مجوس کے ہیں یہ حسن بصری کا قول ہے ہفتم یہ کہ یہ اہل کتاب میں سے ایک فرقہ ہے جو زبور پڑھتے ہیں یہ ابو العالیہ کا قول
ہے ہشتم یہ کہ صابیہ قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں اور ملائکہ کی عبادت کرتے اور زبور پڑھتے ہیں یہ قتادہ و مقاتل کا قول
ہے نہم یہ کہ اہل کتاب میں سے ایک گروہ ہے یہ سدی کا قول ہے۔ دہم یہ فرقہ فقط لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور نہ کچھ کام و عمل کرتے
ہیں اور نہ ان کے واسطے کوئی کتاب ہے اور نہ پیغمبر ہے فقط لا الہ الا اللہ قول ہے یہ ابن زید کا قول ہے مصنف رحمہ
نے کہا کہ یہ اقوال مفسرین مثل حضرت ابن عباس و قاسم و حسن و غیرہم سے مروی ہیں اور متکلمین نے کہا کہ صابئین کے
مذاہب مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہاں فقط ایک ہیولیٰ ہے وہی ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ بنانے والا
اسی ہیولیٰ سے عالم کو بناتا ہے۔ اکثر صابیہ کہتے ہیں کہ عالم قدیمی ہے

ليس بمحدث وسموا الكواكب ملائكة وسماها قوم منهم آلهة وعبدها وبنوا لها بيوت عبادات وهم يدعون ان بيت الله الحرام واحد منها وهو بيت زحل وزعم بعضهم انه لا يوصف الله الا بالنفي دون الاثبات فيقال ليس بمحدث ولا اموات ولا جاهل ولا عاجز قالوا لئلا يقع نسبية ولهم تعبدات شرائع منها انهم يزعمون ان عليهم ثلث صلوات في كل يوم اولها ثمان ركعات وثلاث سجدات في كل ركعة اخذ وسبعة ايام اولها بسبع بقين من كانون الاول وسبعة اولها الثمان ليال تمضي من شباط ويختمون صيامهم بالصدقة والذبائح وحرموا لحم الجزور وفي خرافات يضيع الزمان بذكرها وزعموا ان الارواح الخيرة تصعد الى الكواكب الثابتة والى الضياء وان الشريرة تنزل الى خرافات يضيع الزمان بذكرها وزعموا ان الارواح الخيرة تصعد الى الكواكب الثابتة والى الضياء وان الشريرة تنزل الى اسفل الارض والى الظلمة وبعضهم يقول هذا العالم لا يفنى وان الثواب والعقاب في التناسخ ومثل هذه المذاهب لا يحتاج الى تكلف ردها اذ هي دعاوى بلا دليل **وقد حسن ابليس** لاقوام من الصابئين انهم راوا الكمال في تحصيل مناسبة بينهم وبين الروحانيات العلوية باستعمال الطهارات وقوانين ودعوات واشتغلوا بالتنجيم والتسخير وقالوا لابد من متوسط بين الله وبين خلقه في تعريف المعارف

**ترجمہ** پیدا نہین ہوا ہے اور ستارون کو یہ لوگ ملائکہ کہتے ہین اور انمین سے ایک قوم نے ستارون کا نام آلہہ رکھا۔ اور اُن کی عبادت کرتے ہین اور اُن کے لیئے عبادت خانے بناتے ہین اور دعوی کرتے ہین کہ اُن مین سے ایک خانہ جو زحل کا خانہ ہے وہی خدا کا بیت الحرام ہے **بعض** نے زعم کیا کہ خدا کی صفت نفی سے بیان ہوسکتی ہے اثبات سے نہین ہوسکتی چنانچہ یون کہہ سکتے ہین کہ وہ مخلوق نہین ہے وہ مردہ نہین ہے وہ جاہل نہین ہے۔ وہ عاجز نہین ہے اور کہتے ہین کہ ہم نے اس لیے کہا کہ مشابہت اور نسبت ثابت نہو اور انہون نے اپنی عبادت کے طریقے بنا رکھے ہین **ازانجملہ** کہتے ہین کہ اُنپر ہر روز تین نمازین ہین اول نماز آٹھ رکعات اور ہر رکعت مین تین سجدے ہین اُسکا وقت طلوع آفتاب کے وقت ختم ہوتا۔ دوم پانچ رکعتین ہین اور سوم بھی پانچ رکعات ہین اور انپر ایک ماہ کے روزے ہین جنکا شروع ماہ آذر کے آٹھ راتین گزری ہوتا ہے اور سات دن کے روزے اُسوقت ہین جبکہ کانون کے اول سات روز باقی رہتے ہین اور سات دن کے روزے اور ہین جنکی ابتدا شباط کی آٹھ راتین گزرنے پر اور اپنے روزون کے ختم پر صدقہ دیتے اور قربانی کرتے ہین اور اُونٹ کا گوشت حرام رکھتے اور اسی قسم کے دیگر خرافات ہین۔ جن کے بیان مین تضیع اوقات ہے اور صابیہ کا گمان یہ ہے کہ نیک روحین ثوابت تارون کی جانب چڑھ جاتی ہین اور نور مین پہونچتی ہین اور شریر روحین زمین اور تاریکی کیطرف اُتاری جاتی ہین **بعض** صابیہ کہتے ہین کہ یہ عالم فنا نہوگا۔ اور ثواب عذاب بذریعہ تناسخ کے ملتا ہے یعنی جیسے ہندو آواگون کہتے ہین اور ایسی مذاہب کی تردید مین زیادہ تکلف کی ضرورت نہین اس لیئے کہ یہ سب بلا دلیل کے محض دعوی ہین **ابلیس** نے بہت سے صابئین کو یہ امر اچھا دکھایا کہ کمال اس طرح حاصل کرین کہ انمین اور عالم بالا کی روحانیات مین بذریعہ طہارتون کے مناسبت حاصل ہو اور چند قوانین و دعاؤن کا ورد کرین اور یہ لوگ نجوم کی تعلیم و تسخیر مین پڑ گئے اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی اور مخلوق کے درمیان مین کوئی درمیانی واسطہ ضرور ہونا چاہیئے۔ جو معارف کی شناخت

وانقضى وقتها عند طلوع الشمس والثانية خمس ركعات والثالثة كذلك وعليهم صيام اوله الثمان ليال تمضي من

ولا ارشاد للصالح الا ان ذلك المتوسط ينبغي ان يكون روحانيا لا جسمانيا قالوا فنحن نحصل لانفسنا مناسبة قدسية
بيننا وبينه فيكون ذلك وسيلة لنا اليه وهؤلاء ينكرون بعث الاجساد **ذكر تلبيس ابليس على المجوس** قال يحيى
بن بشر النهاوندي كان اول ملوك المجوس كومرث فجاءهم بدينهم ثم تتابع المدعون للنبوة فيهم حتى انتهت نبوتهم الى زرادشت
وكانوا يقولون ان الله عز وجل شخص روحاني ظهر وظهرت معه اشياء روحانية تامة فقال لا يتهيأ لغيري ان يبدع مثل
هذا الذي ابتدعتها فتولد من فكرته هذه الظلمة لما كان فيها جحود لقدرة غيره فقامت الظلمة
تغالبه وكان ممن لاهل لنار زرادشت عبادة النار والصلوة الى الشمس يتأولون فيها انها ملكة العالم
التي تأتي بالنهار وتذهب بالليل وتحيي النبات والحيوانات وترد الحرارات الى اجسادها وكانوا
لا يدفنون موتاهم في الارض تعظيما لها ويقولون منها نشو الحيوانات لا نقذرها وكانوا
لا يغتسلون بالماء تعظيما له وقالوا لان به حياة كل شيء الا ان يستعملوا قبله بول
البقر ونحوه ولا يبزقون فيه ولا يرون قتل الحيوانات ولا ذبحها وكانوا يغسلون وجوههم
ببول البقر تبركا به واذا كان عتيقا كان اكثر بركة ويستحلون فروج الامهات

نسخہ: کیومرث

نسخہ: نشو

**ترجمہ** کرادی۔ اور خوبیوں کی طرف ہدایت کرے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ درمیانی واسطہ کوئی جسمانی شخص نہ ہو بلکہ روحانی ہو پس
ہم اپنے واسطے اپنے اور خدا کے درمیان مناسبت قدسیہ تلاش و حاصل کرتے ہیں تاکہ وہ ہمارے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہو جاوے اور اُس تک
پہونچاوے اور یہ لوگ جسمانی حشر سے انکار کرتے ہیں **مجوس پر تلبیس ابلیس کا بیان** یحییٰ بن بشر نہاوندیؒ نے کہا کہ مجوس
کا پہلا بادشاہ کیومرث تھا۔ اوسی نے ان کو یہ دین بتلایا۔ پھر ان میں پے در پے نبوت کے مدعی پیدا ہوئے یہاں تک کہ انہوں میں
**زرادشت** مشہور ہوا۔ اور کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ ایک شخص روحانی ہے وہ ظاہر ہوا۔ تو اُس کے ساتھ روحانی چیزیں پوری
ظاہر ہوئیں پھر اُس نے کہا کہ کوئی دوسرا اس طرح ایجاد نہ کر سکے جیسے میں ایجاد کرتا ہوں پس اُس نے اپنے فکر سے یہ تاریکی پیدا
کی۔ تاکہ غیر کی قدرت سے انکار ہو سکے پھر اُس تاریکی نے اُٹھکر اُس پر غلبہ پانا شروع کیا **منجملہ** اُن اُمور کے جو زرادشت نے
مجوسیوں اور آتش پرستوں کے لئے نکالے ایک آگ کی پوجا ہے اور آفتاب کی جانب نماز ہے اور اسکی دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ آفتاب اس عالم
کا بادشاہ ہے وہی دن کو لاتا اور رات کو لے جاتا ہے اور نباتات کو زندہ کرتا اور حیوانات کو بڑھاتا اور انکے اجسام میں حرارات کو پھیر
لاتا ہے اور مُردوں کو تعظیم زمین کی وجہ سے اسمیں دفن نہیں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ اس سے پیدائش حیوانات ہے ہم
اس کو گندہ نہیں کرینگے۔ اور پانی کی تعظیم کی وجہ سے اس سے نہاتے نہ تھے۔ اور کہتے کہ اسی سے ہر چیز کی زندگی ہے
لیکن اگر اس سے پہلے گائے وغیرہ کا پیشاب استعمال کر لیتے تو پانی استعمال کرتے۔ اور اسمیں تھوکتے نہ تھے اور
حیوانات کا قتل و ذبح جائز نہ رکھتے تھے اور اپنا مونھ گائے کے پیشاب وغیرہ سے بطور تبرک کے دھوتے اور جسقدر
گائے کا پیشاب پُرانا ہوتا اوسی قدر اوس میں زیادہ تبرک سمجھتے تھے اور اپنی ماؤں کی فرج اپنے واسطے حلال سمجھتے تھے

وقالوا الابن احق بتسكين شهوة امه واذا مات زوج المرأة فابنه اولى بالمرأة فان لم يكن ابن اكترى رجل من مال الميت ويجيزون للرجل ان يتزوج بمائة والف واذا ارادت الحائض ان يغتسل دفعت دينارا الى الهربد فيحملها الى بيت النار ويقيمها على اربع وينصفها بسبابته واظهر هذا الامر مزدك في ايام قباذ واباح النساء لكل من شاء ونكح نسل قباذ ليقتدي به العامة فيفعلون بالنساء مثله فلما بلغ الى ام نوشيروان قال لقباذ اخرجها الي فانك ان منعتني شهوتي لم يتم ايمانك فهم باخراجها فجعل انوشيروان يبكي بين يدي مزدك ويقبل يدي مزدك ويقبل رجله بين يدي ابيه قباذ ويسأله ان يهب امه فقال قباذ لمزدك الست تزعم ان المؤمن لا ينبغي ان يرد عن شهوته قال بلى قال فلم ترد انوشيروان عن شهوته قال قد وهبتها له ثم اطلق الناس في اكل الميتة فلما ولي انوشيروان افنى المزدكية قال ومن اقوال المجوس ان الارض لا نهاية لها من اسفلها وان السماء جلد من جلود الشياطين والرعد انما هو حركة خرخرة العفاريت المحبوسة في الافلاك المأسورة تصرخ ... ترجمہ اور یہ کہتے کہ ماں کی شہوت بجھانے کی کوشش کرنے کا حق بیٹے پر زیادہ ہے اور جب شوہر مر جاوے تو بیٹا اس عورت کا زیادہ مستحق ہے اور اگر بیٹا نہ ہو تو میت کے مال سے کوئی مرد کرایہ پر کر لیا جاتا تھا۔ اور مرد کے واسطے جائز رکھتے کہ وہ سو عورتوں و ہزار عورتوں سے نکاح کرے جب حائضہ عورت غسل کرنا چاہتی تھی تو ہربد (داروغہ آتش خانہ) کو ایک اشرفی دیتی۔ وہ اسکو آتش خانہ میں لے جاتا۔ اور جانور کی طرح چار پاؤں پر اسکو کھڑا کرکے اپنی انگلی سے اُس کے اندام شرم میں آمد و رفت کرتا اور یہ قاعدہ بادشاہ قباد کے وقت میں مزدک نے ظاہر کیا اور عورتیں اُس نے ہر مرد کے واسطے مباح کر دین کہ جو مرد جس عورت سے چاہے وطی کرے اور قباد کی عورتوں سے خود وطی کی تاکہ باقی سب لوگ اس فعل میں اُس کی اقتدا کرین چنانچہ عموماً عورتوں کے ساتھ یہی طریقہ عمل میں آنے لگا یہانتک کہ جب نوشیروان کے ماں کا نمبر آیا تو اُسنے بادشاہ قباد سے کہا کہ نوشیروان کی ماں کو میرے پاس بھیجدے اگر تو انکار کریگا اور میری شہوت پوری نہ ہونے دیگا تو تیرا ایمان درست نہ ہوگا قباد نے قصد کیا کہ اُسکو بھیجدے جب یہ خبر نوشیروان کو پہونچی تو اُسنے مزدک کے سامنے رونا شروع کیا اور باپ کے سامنے مزدک کے دونو ہاتھوں اور پاؤں کو چومتا رہا۔ اور درخواست کی کہ میری ماں مجھے بخشدے تو قباد نے مزدک سے کہا کہ آپکا قول یہ نہیں ہے کہ مومن کو اُسکی شہوت سے روکنا نچاہیے کہا کہ ہان ہے تو قباد نے کہا کہ پھر آپ کیون نوشیروان کو اُسکی شہوت سے روکتے ہین مزدک نے کہا کہ اچھا مین نے اسکی ماں اسکو ہبہ کر دی پھر مزدک نے لوگونکو مردار کھانے کی اجازت دیدی جب قباد کے مرنے کے بعد نوشیروان بادشاہ ہوا۔ تو اُسنے مزدکیون کو بالکل قتل کرکے نیست کر دیا نہا دندی نے لکھا کہ مجوس کے اقوال میں سے یہ بھی ہے کہ زمین کی کچھ انتہا نیچے کی طرف نہیں ہے اور آسمان جو نظر آتا ہے تو شیاطین کی کھال میں سے ایک کھال ہے اور گرج فقط اُن عفریتوں کی خرخرہ کی آوازیں جو افلاک میں قید ہیں۔ اور لڑائیوں میں قید ہوئے ہین ...

والجبال من عظامهم والبحر من ابوالهم ودمائهم **وتبع المجوس** رجل فی زمان انتقال دولة بنی امية الی بنی العباس واستغوی خلقا وجرت له قصص يطول الامر بذكرها فهو اخر من ظاهر للمجوس **وذكر بعض العلماء** انه كان للمجوس كتب يدرسونها وانهم احدثوا دينا فرفعت كتبهم **ومن ظرف تلبيس ابليس عليهم** انهم راوا فی الافعال خيرا وشرا وسولهم ان فاعل الخير لا يفعل الشر فاثبتوا الهين وقالوا احدهما نور حكيم لا يفعل الا الخير والاخر شيطان هو ظلمة لا يفعل الا الشر علی نحو ما ذكرناه من الثنوية **قال المصنف** وقد ذكر شبههم وجوابها **وقال بعضهم** الباری قديم ولا يكون منه الا الخير والشيطان محدث ولا يكون منه الا الشر فيقال لهم اذا اقررتم بان النور خلق الشيطان فقد خلق راس الشر **وزعم بعضهم** ان الخالق هو النور تفكر فكرة ردية فقال اخاف ان يحدث فی ملكی من يضادنی وكانت فكرته ردية فحدث منها ابليس فرضی ابليس ان ينسب الی الرداءة بعد اثبات انه شريك **وحكی النوبختی** ان بعضهم قال ان الخالق شك فی شیء وكان الشيطان من ذلك الشك

**ترجمہ** اور پہاڑ انکی ہڈیاں ہیں۔ اور سمندر ان کے پیشاب وخون سے جمع ہوا ہے۔ جب بنی امیہ سے دولت اسلامی منتقل ہوکر بنی عباس کے ہاتھہ مین آئی تو اس زمانہ میں ایک شخص مجوس کے دین کا تابع پیدا ہوا اور اس نے بہت مخلوق کو گمراہ کردیا اور اس کے متعلق بہت سے وقایع پیش آئے جن کا ذکر طویل ہے اور یہ آخری شخص ہے جس نے مجوس کا دین ظاہر کیا **بعض علماء** نے بیان کیا کہ مجوس کے واسطے آسمانی کتابیں تھیں جنکو تلاوت کرتے اور پڑھتے پڑھاتے تھے پھر انھون نے نیا دین نکالا وہ کتابیں اٹھالی گئیں **اور منجملہ** عجائب تلبیس کے جو ابلیس نے مجوس پر ڈالیں یہ اطرف ہے کہ مجوس نے افعال میں نیک و بد دیکھے پھر ابلیس نے ان کو تلبیس مین ڈالا۔ کہ نیکی کا پیدا کرنے والا برائی نہین پیدا کرتا ہے۔ تو اونھون نے دو خدا ثابت کیئے۔ اور کہا کہ ان مین سے ایک نور ہے۔ وہ حکیم ہے۔ وہ فقط خیر پیدا کرتا ہے۔ اور دوسرا شیطان ہے۔ وہ تاریکی ہے وہ فقط بدی و برائی پیدا کرسکتا ہے۔ جیسے ہم نے ثنویہ کے مذہب کے بیان مین ذکر کیا ہے۔ **مصنف**رح نے کہا کہ وہان مین نے ان کے شبہات و جوابات ذکر کردیئے ہین **بعض** مجوس نے کہا کہ باری تعالیٰ قدیم ہے۔ اس سے سوائے بہتری کے کچھ نہین ہوسکتا اور شیطان مخلوق ہے اور اس سے سوائے بدی کے کچھ نہین ہوسکتا **جواب** یہ کہ ان سے کہا جاوے کہ جب تم نے اقرار کیا کہ نور (ایزد) نے شیطان کو (اہرمن کو) پیدا کیا تو اس نے بدی کا پتلا مجسم پیدا کردیا یعنی اس سے زیادہ بدی کیا ہوگی، **بعض** مجوس نے کہا کہ خالق نور ہے۔ وہ ردی فکر سوچتا ہے۔ چنانچہ اس نے سوچا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ میری بادشاہت میں کوئی ایسا پیدا ہو۔ جو میرا مخالف ہوجاوے۔ اور یہ فکر اس کی ردی تھی۔ اس سے ابلیس پیدا ہوگیا۔ پھر بعد شریک ثابت ہونے کے ابلیس فقط اتنی بات پر راضی ہوگیا۔ کہ وہ ردی چیز ان کی طرف منسوب رہے **شیخ نوبختی** نے ذکر کیا ہے کہ بعض مجوس نے کہا۔ کہ خالق نے کسی بات مین **شک** کیا تھا تو اس شک سے شیطان پیدا ہوگیا ✦

قال وزعم بعضهم ان الاله والشيطان جسمان قديمان كان بينهما فضاء وكانت الدنيا سليمة من الآفة والشيطان بمعزل عنها فاحتال ابليس حتى خرق السماء بجنوده فهرب الرب عز وجل عن قوتهم بملائكته فاتبعه ابليس حتى حاصره وحاربه ثلثة الاف سنة لا هو يصل اليه ولا الرب يدفعه ثم صالحه على ان يكون ابليس وجنوده في الدنيا سبعة الاف سنة ورأى الرب ان الصلاح في احتمال مكروه ابليس الى ان ينقضي الشرط فالناس في البلايا الى انقضائه ثم يعودون الى النعيم وشرط ابليس عليه ان يمكنه من اشياء ردية فوضعها في هذا العالم وانهما لما فرغا من شرطهما اشهدا عدلين ودفعا سيفيهما الى العدلين وقالا من نكث قتلناه بسيفه هذيانات كثيرة يضيع الوقت بذكرها فتركناها لذلك وقد ذكرنا انه من تلبيس ابليس عليهم ما اتى ذكر شيء من هذا التخليط والعجب انهم يجعلون الخالق خيرا ثم يزعمون انه حدث منه فكرة ردية فعلى قولهم يجوز ان يحدث من فكرة ابليس ملك ثم يقال لهم ايجوز ان يفي الشيطان بما ضمن فان قالوا لا قيل لهم فلا يليق بالحكمة استبقاؤه وان قالوا نعم فقد اقروا بوجود الوفاء المحمود

**ترجمہ** اور کہا کہ بعض مجوس کا یہ زعم ہے کہ آلہ و شیطان دو جسم قدیم ہیں۔ ان دونوں میں موافقت تھی اور دنیا آفت سے پاک تھی۔ اور شیطان اس سے الگ تھا پھر ابلیس نے یہ حیلہ کیا کہ تدبیر کالکر آسمان چیرا اور اپنے لشکروں کو لیکر چڑھ دوڑا تو آلہ ان کی قوت سے خوف کر کے اپنے فرشتوں کو ساتھ لیکر بھاگا اور ابلیس نے اسکا پیچھا کر کے محاصرہ کر لیا اور تین ہزار برس تک لڑائی رہی نہ تو ابلیس ہی آلہ تک پہونچ سکا اور نہ آلہ ہی نے اسکو دفع کیا پھر آلہ نے اس شرط پر ابلیس سے صلح کر لی کہ سات ہزار برس تک ابلیس اور اسکے لشکر دنیا میں رہیں اور آلہ نے اسی میں بہتری دیکھی کہ ابلیس کے مکر کو برابر برداشت کرتا رہے یہانتک کہ شرط کی میعاد پوری ہو جاوے اور دنیا کے لوگ اس مدت کے گزرنے تک آفات و بلاؤں میں ہیں جب یہ مدت گزر جائیگی تو پھر عیش میں ہو جائینگے اور ابلیس نے آلہ سے یہ شرط لی تھی کہ اسکو ردی چیزوں پر قابو دیگا۔ تو اس نے اس عالم میں ردی چیزیں رکھدیں اور یہ مجوسی کہتے ہیں کہ جب آلہ و شیطان ان شرائط سے فارغ ہوئے تو دو عادلوں کو اسپر گواہ کر لیا اور دونوں نے اپنی تلواریں انہیں دونوں عادلوں کے حوالے کیں اور انہوں نے کہدیا کہ تم میں سے جس کسی نے عہد توڑا ہم اسکو قتل کر دینگے اسی قسم کی بیہودہ باتیں بہت سی ذکر کیں جنکی لکھنے میں وقت ضائع ہوتا ہے اسلیئے ہم نے انکو چھوڑ دیا اور ہم اس خبط کو بھی بیان نہ کرتے اگر یہ مفاد نہوتا کہ ہوشیار ہو کہ کہانتک ابلیس کی تلبیس کا اثر ہوا ہے اور اس قوم احمق سے تعجب یہ ہے کہ یہ لوگ خالق کو خیر و بہتر بتلاتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ اس سے فکر ردی سرزد ہوئی جس سے شیطان پیدا ہو گیا یعنی جو کہ بدی کی جڑھ ہے اور ان لوگوں کے قول پر یہ جائز ہوتا ہے کہ ابلیس کے فکر سے فرشتہ پیدا ہو جاوے۔ پھر ان لوگوں سے کہا جاوے کہ تمہارے کہنے کے موافق بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ شیطان نے جو عہد کیا ہے وہ پورا کرے اگر یہ لوگ جواب دیں کہ وہ نہیں پورا کر سکتا ہے تو کہا جاوے کہ پھر اسکو باقی رکھنا حکمت سے منافی ہے اور اگر کہیں کہ ہاں وفا کریگا تو کہا جاوے کہ تم نے اقرار کر لیا کہ عہد پورا کرنیکی اچھی خصلت

من الشر وكيف اطاع الشيطان العدلين وقد عصى ربه وكيف يجوز التسلط على الاله وهذه خرافات
لولا التفرج فيما صنعه ابليس بالعقول ما كان لذكرها معنى **ذكر تلبيس ابليس على المنجمين و**
**اصحاب الفلك** قال ابو محمد النوبختي ذهب قوم الى ان الفلك قديم لا صانع له **وحكى جالينوس**
عن قوم انهم قالوا زحل وحده قديم وزعم قوم ان الفلك طبيعة خامسة ليست فيه حرارة ولا برودة
ولا رطوبة ولا يبوسة وليس بخفيف ولا ثقيل وكان بعضهم يرى ان الفلك جوهر ناري وانه اختطف من الارض
بقوة دورانية **وقال** بعضهم ان الكواكب من جسم يشابه الحجارة وقال بعضهم هي من غيم يطفى كل يوم ويستنير بالليل مثل الفحم يشتعل
وقال بعضهم جسم القمر مركب من نار وهواء وقال الاخرون ان الفلك من الماء والريح والنار وانه بمنزلة الكرة وانه يتحرك
حركتين من المشرق الى المغرب ومن المغرب الى المشرق **قالوا وزحل** يدور الفلك في نحو من ثلثين
سنة **والمشتري** في نحو من اثنتي عشرة سنة **والمريخ** في نحو سنتين **والشمس والزهرة وعطارد** في سنة
**والقمر** في ثلثين يوما **وقال بعضهم** افلاك الكواكب سبعة فالذي يلينا فلك القمر **ثم** فلك عطارد ثم
فلك الزهرة **ثم** فلك الشمس **ثم** فلك المريخ **ثم** فلك المشتري **ثم** فلك زحل **ثم** فلك الكواكب الثابتة واختلفوا في مقادير اجرام الكواكب

**ترجمہ** اُس شر محض سے صادر ہوگئی اسی طرح ان لوگون سے کہا جاوے کہ جب شیطان نے اپنے خدا ہی کی نافرمانی کی تو پھر ان دونون
درمیانی عادلون کی اطاعت کیسی کریگا اور کہا جاوے کہ آلہ پر غلبہ کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہی اور یہ سب باتین خرافات ہین انکے ذکر کرنیکا بھی
کچھ مطلب نہین تھا سوا اسکے کہ لوگون پر یہ ظاہر ہو کہ شیطان نے کس طرح عقلون پر تسلط کیا ہی **فلکیات** والون اور **منجمون** پر تلبیس ابلیس کا
بیان شیخ ابو محمد نوبختی نے کہا کہ ایک قوم کا مذہب ہے کہ فلک قدیم ہی اسکا بنانیوالا کوئی نہین ہی اور جالینوس نے ایک قوم سے نقل کیا کہ انکا یہ دعوے
تھا کہ فقط فلک زحل قدیم ہی اور **ایک قوم** کا یہ گمان ہی کہ فلک کی پانچوین طبیعت ہی یعنی نہ حرارت ہے نہ رطوبت ہی نہ سردی ہی نہ خشکی ہی
بلکہ ان چارون کے علاوہ پانچوین طبیعت ہے اور نہ بھاری ہے نہ ہلکا ہے اور **بعض** کی یہ رائے تھی کہ فلک ایک آتشی جوہر ہے
اور قوت دورانیہ کے ساتھ وہ زمین سے لیا گیا ہے **بعض** نے کہا کہ ستارے پتھر کے مشابہ جسم سے بنے ہین اور بعض نے کہا یہ بادل
سے ہین ہر روز دن مین بجھ جاتے ہین اور رات مین روشن ہو جاتے ہین جیسے کوئلے مین آگ لگنے سے شعلہ ہو جاتا ہے اور پھر بجھ جاتا ہی اور بعض نے کہا کہ قمر کا جسم آگ اور ہوا سے
سے مرکب ہی دوسرون نے کہا کہ فلک پانی اور ہوا اور آگ سے بنا ہی اور وہ بمنزلہ گیند کے ہی اور وہ دو حرکتین کرتا ہی ایک مشرق سے مغرب کیطرف ہی اور دوسری مغرب
مشرق کیطرف ہے اور ان لوگونکا قول ہے کہ زحل ستارہ قریب تیس (۳۰) سال مین آسمان کا دور ختم کرتا ہی اور مشتری قریب بارہ سال مین
ختم کرتا ہی اور مریخ قریب دو سال کے دورہ پورا کرتا ہی اور سورج و زہرہ و عطارد ایک سال مین دور کرتے ہین اور چاند تیس (۳۰) دن دور کرتا ہی
**بعض** نے کہا کہ کواکب کے سات افلاک ہین پس یہ فلک جو ہم سے نزدیک ہے۔ چاند کا فلک ہی پھر فلک عطارد
پھر فلک زہرہ۔ پھر **فلک** آفتاب۔ پھر فلک مریخ۔ پھر فلک مشتری۔ پھر فلک زحل ہے پھر ان جڑے ہوئے ستارون
کا فلک ہے۔ اور **کواکب** کی بڑائی چھٹائی مین یہ لوگ اختلاف کرتے ہین

فقال اکثر الفلاسفۃ اعظمہا جرما الشمس وھو نحو من مائۃ وستۃ وستین مرۃ مثل الارض والکواکب الثابتۃ مقدار کل واحد منہا نحو من اربعۃ وتسعین مرۃ مثل الارض والمریخ نحو مرۃ ونصف مثل الارض قالوا ومن کل موضع من اعلی الفلک الی ان یعود الیہ مائۃ الف فرسخ الف فرسخ واربعۃ وستین فرسخا وقال بعضہم الفلک حی والسماء حیوان وفی کل کوکب نفس قال قدماء الفلاسفۃ والنجوم تفعل الخیر والشر وتعطی وتمنع علی حسب طبائعہا من النحوس والسعود وتؤثر فی النفوس والابدان وانہا حیۃ فعالۃ **ذکر تلبیس ابلیس علی جاحدی البعث قال المصنف** قد لبس علی خلق کثیر فجحدوا البعث واستحالوا الاعادۃ بعد البلی واقام لھم شبہتین احدھما انہ اراھم ضعف المادۃ والثانیۃ اختلاط الاجزاء المتفرقۃ فی اعماق الارض قالوا وقد یاکل الحیوان الحیوان فکیف یتہیأ اعادتہ وقد حکی القران شبہتہم فقال فی الاولی ایعدکم انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون ھیہات ھیہات لما توعدون وقال فی الثانیۃ ءاذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید وھذا کان مذھب اکثر الجاھلیۃ **قال قائلھم** یخبرنا الرسول بانا سنحیی، وکیف حیاۃ اصداء وھام **وقال آخر** حیاۃ ثم موت ثم نشر حدیث خرافۃ یا ام عمرو

ترجمہ۔ اکثر فلاسفہ نے کہا کہ آفتاب کا جرم سب سے بڑا ہے اور زمین سے قریب ایک سو ساٹھ گونہ کے زیادہ ہے اور جو کواکب ثابتہ یعنی بےحرکت جڑی ہوئی ہیں وہ ہر ایک زمین سے قریب چورانوے گونہ کے زیادہ ہیں اور مریخ قریب ڈیڑھ گونہ زمین کے ہے اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اعلای فلک کے ہر مقام سے وہاں عود کرنے تک ایک لاکھ ایک ہزار چونسٹھ فرسخ ہیں اور بعض نے کہا کہ فلک زندہ ہے اور آسمان جاندار ہیں اور ہر ستارہ میں جان ہے پرانے فلاسفہ نے کہا کہ ستارے نیکی و بدی کے کام کرتے ہیں اور ہر ایک ستارہ اپنی نیک یا منحوس طبیعت کے موافق عطا کرتا ہے یا روکتا ہے اور جان و جسم میں انکا اثر ہوتا ہے اور وہ سب زندہ ہیں اپنا اپنا کام کیا کرتے ہیں **مردہ ہونیکے بعد** دوبارہ زندہ ہونے سے منکروں پر تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** نے کہا کہ ابلیس نے بہت سے لوگوں پر تلبیس کی تو انہوں نے موت کے بعد زندگی سے انکار کیا اور سڑگل جانیکے بعد دوبارہ اعادہ کو محال تصور کیا اور ابلیس نے انپر دو شبہے ڈال دیے ایک یہ کہ اس نے ان لوگوں کو مادہ کا ضعیف ہونا دکھلا دیا دوم یہ دکھلایا کہ بدن کے اجزای متفرقہ زمین کی تہ میں متفرق ہوگئے اور انہوں نے کہا کہ کبھی ایک حیوان دوسرے حیوان کو کھا لیتا ہے تو کیسے اعادہ ہو سکتا ہے اور قرآن شریف میں ان کے دونوں شبہے مذکور فرمائے ہیں چنانچہ اول شبہہ کی نسبت فرمایا ایعدکم انکم اذا متم وکنتم ترابا وعظاما انکم مخرجون ھیہات ھیہات لما توعدون یعنی کافروں نے آپس میں کہا کہ کیا تم کو وہ پیغمبر یہ وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مرے اور خاک ہو گئے اور ہڈیاں ہو گئے تو پھر تم نکالے جاؤ گے جس کا تم وعدہ دیے جاتے ہو یہ بہت دور ہے۔ اور دوسری شبہہ کی نسبت فرمایا۔ أاذا ضللنا فی الارض ءانا لفی خلق جدید یعنی کیا جب ہم زمین میں گم ہو گئے تو کیا ہم نئی خلقت میں پیدا ہونگے۔ یہی اکثر زمانہ جاہلیت والوں کا مذہب تھا اس میں جاہلیت والوں کے اشعار ہیں ؎ ہم کو رسول خبر دیتا ہے کہ ہم پھر زندہ کیے جاوینگے بھلا سڑی ہوئی پریشان چیز کیونکر زندہ ہو سکتی ہے دوسرے جاہل کا شعر ؎ حیات ہے پھر موت پھر زندگی ہے اے ام عمرو یہ خرافہ کی کہانی ہے

**والجواب** عن شبهتهم الاولى ان ضعف المادة فی الثانی وهو التراب یدفعه کون البدایة من نطفة ومضغة
وعلقة ثم اصل الآدمیین وهو آدم من تراب علی ان اللّٰہ سبحانه لم یخلق شیئا مستحسنا الا من مادة
سخیفة فانه اخرج هذا الآدمی من نطفة والطاوس من البیضة المدورة والطاقة
الخضراء من الحبة العفنة فالنظر ینبغی ان یکون الی قوة الفاعل وقدرته لا الی ضعف
المواد وبالنظر الی قدرته یحصل جواب الشبهة الثانیة ثم قد ارانا کالانموذج فی جمع المتفرق
فان نخالة الذهب المتفرقة فی التراب الکثیر اذا القی علیها قلیل من زیبق اجتمع
الذهب مع تبدده فکیف بالقدرة الالهیة التی من تاثیرها خلق شیء لا من شیء علی انا لو قدرنا ان هذا
التراب غیر ما استحالت الیه الابدان لم یضر لان الآدمی بنفسه لا ببدنه فانه ینحل ویسمن ویتغیر من صغر الی
کبر وهو هو **ومن اعجب الادلة** علی البعث ان اللہ تعالی قد اظهر علی ایدی انبیائه ما هو
اعظم من البعث وهو قلب العصا حیوانا واخراج ناقة من صخرة واظهر حقیقة البعث علی ید عیسیٰ ع
وقال المصنف رحمه الله وقد ذکرنا هذه الشبهة فی الرد علی الفلاسفة **فصل** وقد لبس ابلیس علی اقوام شبهة اقدرته الخالق سبحانه

**ترجمہ** اول شبہ کا جواب یہ ہی کہ دوسری زندگی میں جس مادہ یعنی خاک کو تم ضعیف ٹھراتے ہو وہ غلط ہی کیونکہ ابتدا میں
انسان نطفہ پہر خون کی پھٹکی پہر لوتھڑے سے پیدا ہوا تہا پہر آدمیونکی جو اصل ہی یعنی آدم وہ تو خاک ہی سے بنائے گئے تہ علاوہ برین
اللہ نے جو خوبصورت خلقت پیدا کی وہ ضرور کسی ضعیف مادہ سے بنائی چنانچہ اللہ نے آدمی کو نطفہ سے بنایا اور طاؤس کو گول انڈے
بنایا اور سبزی کا گپھا ایک گندہ سڑی دانہ سے نکالا پس چاہئے کہ پیدا کرنیوالے کی قوت وقدرت پر نظر ہو اور مادہ کی کمزوری ومتفرق ہونے
پر نظر نہین ہونا چاہئے اور قدرت پر نظر کرنے سے دوسرے شبہہ کا بہی جواب نکل آتا ہی **پھر** اللہ تعالے نے ہم کو متفرق ذرون
کے جمع ہو جانیکا نمونہ دکھلا دیا چنانچہ جب سونے کے ریزے بہت سی خاک مین متفرق ملے ہوتے ہین تو جب اسپر تھوڑا سا
پارہ ڈالا جاوے تو سب سونے کے ذرات جو متفرق تہی جمع ہو جاتے ہیں پہر بہلا قدرت الٰہیہ مین کیا تر دد ہو سکتا ہی جس کے
اثر سے بدون کسی چیز کے خلقت موجود ہو جاتی ہے علاوہ برین اگر یہ فرض کرین کہ دوبارہ پیدا کرنیکی صورت میں اس خاک کے
سوائے دوسری خاک سے جسم پیدا ہونگے تو بہی کچہ مضرت نہین ہی اسواسطے کہ آدمی تو اس روح کا نام ہی اس بدن کا نام نہین ہے
کیونکہ آدمی بدستور باقی رہتا ہی اور جسم کبہی گل جاتا ہی اور کبہی موٹا ہو جاتا ہی اور بچپن سے بوڑھا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہی آدمی رہتا ہی
اور **سب سے عجیب** دلیل جس سے بعث ثابت ہوتا ہی یہ ہی کہ اللہ تعالی نے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھوں سے ایسے
امور ثابت فرمائے جو دوبارہ زندگی سے بہت بڑہے ہوئے ہین جیسے موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کو بدلکر اژدھا بنا دیا اور
پہاڑی پتھر کے جوف سے ناقہ عظیم پیدا کر دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں سے دوبارہ زندگی حقیقت [illegible]
کہا کہ ہمنے فلسفہ کی تردید مین اسکی توضیح زیادہ بیان کی ہی **فصل** بعض اقوام نے خالق سبحانہ تعالیٰ کی [illegible]

ثم اعترضت لهم الشبهتان اللتان ذكرناهما فترددوا فى البعث **فقال** قائلهم ولئن رددت الى ربى لأجدن خيرا منها منقلبا **وقال** العاص بن وائل لاوتين مالا وولدا وانما قالوا هذا لموضع شكهم **ولبس** عليهم ابليس فى ذلك فقالوا ان كان بعث فنحن على خير لان من انعم علينا فى الدنيا بالمال لا يمنعنا فى الآخرة **وقال المصنف** وهذا غلط منهم لانه لم يجوز ان يكون الاعطاء استدراجا وعقوبة ولا انسان يحمى ولده ويطلق فى الشهوات عبده

**ذكر تلبيسه على القائلين بالتناسخ قال المصنف** وقد لبس ابليس على اقوام فقالوا بالتناسخ وان ارواح اهل الخير اذا خرجت دخلت فى ابدان خيرة فاستراحت وارواح اهل الشر اذا خرجت دخلت فى ابدان شريرة فتحمل عليها المشاق وهذا المذهب ظهر فى زمن فرعون موسى **وقد ذكر** ابو القاسم البلخى ان ارباب التناسخ لما رأوا الم الاطفال والسباع والبهائم استحال عندهم ان يكون لها ليمتحن به غيرها او ليعوض او لمعنى اكثر من انها مملوكة فصح عندهم ان ذلك لذنوب سلفت منها قبل تلك الحال **وذكر** يحيى بن بشر بن عمير النهاوندى ان الهند يقولون الطبائع اربع هيولى مركبة ونفس وعقل وهيولى مرسلة فالمركبة هى الرب الاصغر

**ترجمہ** پھر انکو یہ دونون شبہے مذکورہ عارض ہوئے۔ تو اُن کو دوبارہ زندگی مین تردد ہوگیا چنانچہ انمین سے ایک نے کہا ولئن رددت الی ربی لاجدن خیرا منہا منقلبا یعنی بطور شک کے کہا کہ کیا اگر مین اپنے رب کے یہان لوٹایا گیا تو اس سے بہتر مرجع پاؤنگا۔ **عاص** بن وائل نے کہا کہ لاوتین مالا وولدا یعنی طعنے سے کہا کہ وہان بھی میرے واسطے مال واولاد عنایت ہونگے یہ اُن کا قول بوجہ شک کے تہا۔ اور ابلیس نے انپر اس معاملہ مین تلبیس ڈالدی اور کہنے لگے کہ اگر وہان دوبارہ زندگی ہوئی تو ہم ہی اچھے رہینگے کیونکہ جسنے ہمکو دنیا مین یہ نعمت مال واولاد دی ہے وہ آخرت مین بھی ہم کو مکرم رکھیگا **مصنف** نے کہا کہ یہ اُن کی غلطی ہے اس لیئے کہ وہ لوگ یہ کیون نہین سمجھتے کہ شاید دنیا مین ہم کو یہ چیزین استدراج و عذاب کے طور پر دی گئی ہون کیونکہ آدمی کبھی اپنے فرزند کو پرہیز کراتا اور اپنے غلام کو اُس کی خواہشون مین مطلق العنان کر دیتا۔ **تناسخ** (آواگون) والون پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف نے کہا کہ ابلیس نے بعض اقوام پر تلبیس کی کہ وہ لوگ آواگون کے قائل ہوگئے کہ نیکون کی روحین جب بدن سے نکلتی ہین تو اچھے بدنمین داخل ہوتی ہین پس آرام سے عیش کرتی ہین اور بدکاریون کی روحین جب نکلتی ہین تو برے اجسام مین داخل ہوتی ہین تو انپر مشقتین ڈالی جاتی ہین اور یہ مذہب زمانہ فرعون وموسی سے ظاہر ہوا ہے **ابو القاسم** البلخی نے ذکر کیا کہ ان لوگون نے یہ مذہب اس خیال سے اختیار کیا کہ جب انہون نے دیکھا کہ بچون ودرندون وجانورون کو دکھ حاصل ہوتا ہے تو انکی سمجھ مین یہ بات کسی طرح نہ آئی کہ انکے دکھ سے غیرونکا امتحان کیا جاے یا اُنکو ثواب وعوض دیا جائے یا کسی غیر معنی سے ہو سوا اتنی بات کے کہ یہ چیزین مملوک ہین تو اُنہون نے اپنے زعم مین یہ صحیح سمجھا۔ کہ اس حالت سے پہلے ان سے کچھ گناہ سرزد ہوئے ہین جن کی یہ سزا ہے **یحیی بن عمیر النہاوندی** نے کہا کہ ہندو کہتے ہین کہ طبیعتین چار ہین مادہ مطلقہ۔ مادہ مرکبہ نفس عقل پس مادہ مرکبہ چھوٹا رب ہے + + + +

والنفس هي الهيولى الاصغر والعقل الرب الاكبر والهيولى هو ايضا اكبر وان الانفس اذا فارقت الدنيا صارت الى الرب الاصغر وهو الهيولى المركبة فان كانت محسنة صافية قبلها في طبعه فصفاها حتى يخرجها الى الهيولى الاصغر وهو النفس حتى تصير الى الرب الاكبر فيخلصه الى الهيولى الاكبر فان كان محسنا تام الاحسان اقام عنده في العالم البسيط وان كان محسنا غير تام رده الى الرب الاكبر ثم يعيده الرب الاكبر الى الهيولى الاصغر ثم يعيده الهيولى الاصغر الى الرب فيخرجه ممازجا للشعاع حتى يقلبه حشيشة يأكلها الانسان فيتحول انسانا ويولد ثانية في العالم وهكذا يكون حاله في كل موتة يموتها واما المسيئون فانهم اذا بلغت نفوسهم الى الهيولى الاصغر انعكست فصارت حشائش يأكلها البهائم ثم تصير الروح في بهيمة ثم تنسخ من بهيمة الى اخرى عند موت تلك البهيمة فلا يزال منسوخا مترددا في العالم ويعود كل الف سنة الى الصورة الانسانية فان احسن في صورة الانسان لحق بالمحسنين قال المصنف قلت فانظر الى هذه التلبيسات التي رتبها لهم ابليس على ما عنّ له لا يستند الى شيء وهذا مذهب باطل بالدلائل العقلية والنقلية وعن ابي الحسن علي بن نطيف المتكلم قال كان بحضرتنا ببغداد شيخ للامامية يعرف بابي بكر بن الفلاس فحدثنا انه دخل على بعض من كان يعرفه بالتشيع ثم صار يقول بمذهب اهل التناسخ

العلل
الانس

**ترجمہ** اورنفس ہی مادہ اصغر ہے اورعقل رب اکبر (بڑا) ہے اور وہی مادہ اکبر بھی ہے اور نفوس جب دنیا چھوڑتے ہیں تو چھوٹے رب کے پاس جاتی ہیں اور وہی مادہ مرکبہ ہے پس اگر نفس نیک صاف ہو وہ اسکی اپنی طبیعت میں قبول کرتا ہے پھر اوسکو صاف کرکے مادہ اصغر کے یہان نکالتا ہے اور وہ نفس ہے یہانتک کہ وہ رب اکبر کے یہان جاتا ہے وہ اسکو رب اکبر کے یہان پہونچاتا ہے وہ اسکو مادہ اکبر کے یہان بہنچاتا ہے پھر اگر وہ نیکی مین پورا تھا تو عالم بسیط مین اوس کے پاس رہتا ہے اور اگر وہ نیکی مین پورا نہ ہوا تو وہ دوبارہ رب اکبر کے پاس واپس کرتا ہے پھر رب اکبر اسکو مادہ اصغر کے پاس کھیچتا ہے پھر مادہ اصغر اسکو رب کے پاس پھیر دیتا ہے تو وہ اسکو نورانیت سے مخلوط نکالتا ہے حتی کہ ایسا ساگ کردیتا ہے جسکو آدمی کھاتے ہین تو وہ انسان کی صورت مین بدل جاتا ہے۔ اور دوبارہ اس عالم مین پیدا ہوتا ہے اور یہی حال ہر ایک موت کے وقت ہوتا جب وہ یہان مرتا ہے۔ رہے وہ لوگ جو بدکردار ہین تو انکے نفوس جب مادہ اصغر کے پاس کھینچے جاتے ہین تو الٹ کر گھاس ہو جاتے ہین۔ لیکن ایسی گھاس پات جسکو جانور کھاتے ہین تو اوس کی روح کسی جانور کی صورت مین جاتی ہے پھر اس جانور کے مرنے پر کسی دوسرے جانور کے اندر ہو جاتی ہے اسی طرح ہمیشہ تناسخ سے صورتون مین پھرتی رہتی ہے۔ اور ہر ہزار برس کے بعد انسانی صورتمین پھر جاتی ہے پھر اگر اوسنے انسانی صورتمین نیکی اختیار کی تو نیکیون مین مل جاتی ہے **مصنف** نے کہا کہ دیکھو ان گمراہون کے واسطے کسطرح ابلیس نے یہ تلبیسات ترتیب دیکر انپر ڈالی ہین کہ بدون کسی دلیل مستند کے اونھون نے یہ تلبیسات قبول کر لین حالانکہ عقلی و نقلی سب طرح کی دلیلون سے یہ مذہب باطل ہے **ابوالحسن** علی بن نظیف المتکلم نے بیان کیا کہ بغداد مین ہمارے پاس فرقہ امامیہ کا ایک پیشوا جس کو ابوبکر بن الفلاس کہتے تھے۔ آیا کرتا تھا۔ اوس نے ہم سے بیان کیا کہ مین ایک شخص کے پاس جایا کرتا تھا جسکو مین شیعہ جانتا تھا ایک مدت کے بعد مین نے دیکھا۔ کہ وہ تناسخ کا قائل ہو گیا۔

فوجدت بین یدیه سنورا اسود وهو یمسحها ویحک بین عینیها وراسها وعینیها تدمع کما جرت عادة السنانیر
واذا هو یبکی بکاء شدیدا فقلت له لم تبکی فقال ویحک ما ترى هذه السنور تبکی کلما مسحتها هذه
امی لا شک وانما تبکی من رؤیتها الی حسرة قال واخذ یخاطبها خطاب من عنده انها تفهم
عنه وجعلت السنور تصیح قلیلا قلیلا فقلت له فهی تفهم عنک ما تخاطبها به فقال نعم فقلت افتفهم
انت عنها صیاحها قال لا قلت فانت اذا المنسوخ وهی الانسان **ذکر تلبیس ابلیس علی متنا فی العقائد**
**والدیانات** قال **المصنف** دخل ابلیس علی هذه الامة فی عقائدها من طریقین احدهما التقلید للاباء والاسلاف
والثانی الخوض فیما لا یدرک غوره او یعجز الخائض عن الوصول الی عمقه فاوقع اصحاب هذا القسم فی فنون من
التخلیط فاما الطریق الاول فان ابلیس زین للمقلدین ان الادلة قد تشتبه والصواب قد یخفی والتقلید سلیم
وقد ضل فی هذا الطریق خلق کثیر وبه هلاک عامة الناس فان الیهود والنصارى قلدوا اباءهم وعلماءهم و
کذلک اهل الجاهلیة واعلم ان العلة التی بها مدحوا التقلید بها یذم لانه اذا کانت الادلة تشتبه والصواب
یخفی وجب هجر التقلید لئلا یوقع فی ضلال وقد ذم الله سبحانه الواقفین مع تقلید اباءهم واسلافهم فقال تعالى

**ترجمہ** چنانچہ ایک روز میں نے دیکھا کہ اسکے سامنے ایک سیاہ بلی بیٹھی ہے وہ اسکو پیار کرتا اور اسپر ہاتھ پھیرتا اور اسکا سر و آنکھیں
کھجلاتا ہے۔ اور بلی کی آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں جیسے عموماً بلیوں کی عادت ایسی حالت میں یونہی جاری ہے اور وہ شخص
بہت روتا ہے میں نے اس سے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں اسنے کہا کہ واہ کیا تجھے یہ بھی نظر آتا ہے کہ جسقدر میں اس پر
ہاتھ پھیرتا ہوں یہ روتی ہے یہ بلاشک میری ماں ہے اور مجھے دیکھ کر حسرت سے روتی ہے اور اس سے اس طرح باتیں کرنا لگا
جیسے کوئی اپنے نزدیک سمجھدار سے باتیں کرتا ہے اور بلی نے آہستہ آہستہ میوں میوں کرنا شروع کیا میں نے کہا کہ تم جو کچھ
کہتے ہو یہ سمجھتی ہے کہنے لگا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ تم بھی اس کی بولی سمجھتے ہو کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ پھر تو تجھ میں تناسخ ہوا
اور وہ انسان ہے **تلبیس ابلیس** کا بیان اس امت پر عقائد اور دیانات میں **مصنف** نے کہا کہ ابلیس دو طریقوں
سے اس امت کے عقائد میں داخل ہوا (ایک) باپ دادوں کی تقلید (دوم) ایسی بات میں خوض کرنا جسکی تہ نہیں ملسکتی ہے یا
غور کرنیوالا اسکی تہ کو نہیں پہونچ سکتا ہے پس ابلیس نے دوسری قسم کی لوگوں کو طرح طرح کے خراب خلط ملط میں ڈالدیا رہا طریق اول تو ابلیس
نے مقلدوں پر یہ رچایا کہ دلیلیں کبھی مشتبہ ہوتی ہیں اور راہ صواب مخفی ہو جاتی ہے تو تقلید کر لینا سلامت راہ ہے اس راہ تقلید میں بکثرت مخلوق
گمراہ ہوئی اور عموماً اسی سے لوگوں پر تباہی آئی بیشک یہود و نصاریٰ نے اپنے باپ داداؤں کی اور اپنے پادریوں اور پوپوں کی تقلید کی اور
اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت والے بھی اسی تقلید میں پڑے تھے اور واضح ہو کہ جس دلیل سے انہوں نے تقلید کی تعریف کی ہے اسی سے اس کی مذمت نکلتی
ہے کیونکہ جب دلیلیں مشتبہ ہیں اور صواب مخفی ہے تو ضرور تقلید کو چھوڑ دینا چاہئے تاکہ ضلالت میں نہ پڑ جاوے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے
مذمت فرمائی جو اپنے باپ داداؤں کی تقلید میں پڑے تھے بقولہ تعالیٰ بل قالوا انا وجدنا اباءنا علی امة وانا علی آثارهم مقتدون انا

بل قالوا انا وجدنا اباءنا على امة وانا على آثارهم مقتدون قال اولو جئتكم باهدى مما وجدتم عليه اباءكم
المحتاج تتبعونهم وقد قال الله تعالى انهم الفوا اباءهم ضالين فهم على آثارهم يهرعون وقال المصنف اعلم
ان المقلد على غير ثقة فيما قلد فيه وفي التقليد ابطال منفعة العقل لانه انما خلق للتأمل والتدبر وقبيح
بمن اعطي شمعة ليستضيء بها ان يطفئها ويمشي في ظلمة واعلم ان عموم اصحاب المذاهب يعظم في قلوبهم الشخص
فيتبعون قوله من غير تدبر بما قال وهذا عين الضلال لان النظر ينبغي ان يكون الى القول لا الى القائل
كما قال علي عليه السلام للحرث بن حوط وقد قال له اتظن انا نظن ان طلحة والزبير كانا على باطل
فقال له يا حار انه ملبوس عليك ان الحق لا يعرف بالرجال اعرف الحق تعرف اهله وكان احمد بن حنبل يقول من
ضيق علم الرجل ان يقلد في اعتقاده رجلا ولهذا اخذ احمد بقول زيد في الجد وترك قول ابي بكر الصديق فان قال قائل فالعوام لا يعرفون الدليل فكيف
يقلدون فالجواب ان دليل الاعتقاد ظاهر على ما قررنا اليه في ذكر الدهرية ومثل ذلك لا يخفى على عاقل واما الفروع فانها لما كثرت حوادثها واعتاص
على العامي عرفانها وقرب له الخطأ فيها كان اصلح ما يفعله العامي فيها التقليد لمن قد سبر ونظر الا ان اجتهاد العامي في اختيار من يقلده

ترجمہ یعنی کفار نے کہا نہیں بلکہ ہم نے اپنے باپ دادونکو ایک طریقہ پر پایا اور ہم اُنہی کے قدم کی اقتدا کرتے ہیں پیغمبر نے
کہا کیا تم تقلید ہی کیئے جاؤ گے اگرچہ میں اُس سے بہتر ہدایت لایا ہوں جسپر تمنے اپنے باپ دادونکو پایا ہے یعنی کیا ایسی صورت میں بھی
تم انہیں گمراہوں کی پیروی کروگے ویقوله تعالى انهم الفوا اباءهم ضالين الآیہ یعنی کافرون نے اپنے بزرگون کو گمراہ پایا تھا تو یہ
بھی اُنکے نشان قدم پر دوڑے جاتے ہیں۔ **مصنف** نے کہا کہ یہ بات جان لینا چاہئیے کہ مقلد نے جس بارہ میں تقلید کی اسمیں اعتماد پر
نہیں ہوتا اور تقلید کرنے میں عقل کی منفعت بھی زائل کرنا لازم ہے اسلئے کہ عقل تو اسلئے پیدا کی گئی ہے کہ غور و تامل کرے اور جس شخص کو
خدا نے شمع دی ہو جس سے روشنی ہوتی ہے وہ اگر شمع کو بجھا دے اور اندھیری میں چلے تو اُس کی یہ حرکت قبیح ہے واضح ہو کہ جتنے
اصحاب مذاہب ہیں اُن کے ذہن میں ایک شخص بڑی شان کا متصور ہو گیا تو جو کچھ اُسنے کہا اُسکو بے سوچے سمجھے مانتے اور اسکی پیروی کرتے
ہیں اور یہی عین گمراہی ہے کیونکہ نگاہ درحقیقت بات پر چاہیئے اور بات کہنے والے پر نہیں چاہیئے چنانچہ حارث بن حوط نے حضرت علی رضہ
سے کہا تھا کہ کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ ہمارا گمان یہ ہے کہ طلحہ و زبیر باطل پر تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُس سے فرمایا کہ اے حارث
تجھپر معاملہ مشتبہ ہے حق کا پہچاننا لوگوں سے نہیں ہوتا ہے بلکہ حق کو پہچان لے تو حق والے لوگ بھی پہچان جاویگا۔ اور امام احمد بن حنبل کہا کرتے
تھے کہ آدمی کی تنگی علم سے یہ ہے کہ اپنے اعتقاد میں کسی شخص کی تقلید کرلے اور اسی وجہ سے احمد نے جد کے مسئلے میں ابوبکر الصدیق کا قول چھوڑ
دیا اور زید بن ثابت کا قول لے لیا اگر کوئی اعتراض کرے کہ عوام تو دلائل نہیں جانتے ہیں تو کیونکر تقلید نہ کرینگے **جواب** یہ کہ اعتقاد کی دلیل تو
ظاہر ہے جیسا کہ ہم نے دہریہ فرقہ کی تردید میں اشارہ کیا ہے اور ایسی واضح دلیل کسی پر مخفی نہیں ہو سکتی جس کو عقل دی گئی ہو رہے
مسائل فرعیہ تو یہ چونکہ بکثرت نئے نئے واقع ہوتے ہیں اور عوام پر انکا پہچاننا دشوار ہے اور دھوکا کھانا قریب ہے اسلئے ان مسائل میں
عامی کو تقلید کرنا بہتر ہے اسی شخص کی تقلید کرے کہ جسکو علم و نظر حاصل ہو علاوہ برین عامی کا اختیار اسکے ہاتھ ہے کہ کسی شخص عالم کی تقلید کرے

**فصل** واما الطريق الثاني فان ابليس لما تمكن من الاغبياء فورطهم في التقليد وساقهم سوق البهائم ثم رأى خلقا فيهم نوع ذكاء وفطنة فاستغواهم على قدر تمكنه منهم فمنهم من قبح عنده الجمود على التقليد وامره بالنظر ثم استغوى كلا من هؤلاء فمنهم من راه ان الوقوف مع ظواهر الشرائع عجز فساقهم الى مذاهب الفلاسفة ولم يزل بهم حتى خرجوا عن الاسلام وقد سبق ذكرهم في الرد على الفلاسفة ومن هؤلاء من حسن له ان لا يعتقد الا ما ادركته حواسه فيقال لهؤلاء بالحواس علمتم صحة قولكم فان قالوا نعم كابروا لان حواسنا لم تدرك ما قالوا واذا ما يدرك بالحواس لا يقع فيه خلاف وان قالوا بغير الحواس نقضوا قولهم **ومنهم** من نفره ابليس عن التقليد وحسن له الخوض في علوم الكلام والنظر في اوضاع الفلاسفة ليخرج بزعمه عن عماء العوام وقد تنوعت احوال المتكلمين وافضى الكلام باكثرهم الى الشكوك وبعضهم الى الالحاد ولم يسكت القدماء من فقهاء هذه الامة عن الكلام عجزا ولكنهم راوا انه لا يشفي غليلا ثم يرد الصحيح عليلا فامسكوا عنه ونهوا عن الخوض فيه حتى قال الشافعي لان يبتلى العبد بكل ما نهى الله عنه ما عدا الشرك خير له من ان ينظر في الكلام قال واذا سمعت الرجل يقول الاسم

عجزوا

**ترجمہ فصل** جاننا چاہیئے کہ دوسرا طریق قابل تفصیل کیونکہ ابلیس نے جسطرح احمقون کو قابو مین لاکر محض تقلید کے گرداب مین ڈبویا۔ اور جانورون کی طرح انکو اُن کے متبوع کے پیچھے ہانک لیگیا۔ تو غبی لوگون کے برخلاف جن مین اُسنے کچھ ذہن کی تیزی دیکھی اُن کو بھی جتنا جسپر قابو پایا گمراہ کیا چنانچہ بعض کو اُسنے سجھایا کہ محض تقلید پر جم جانا قبیح ہے اور اُنکو ارشاد کیا کہ عقائد اسلام مین غور کرین پھر اُسنے اُنمین سے ہر ایک کو ایک طریقہ سے گمراہی مین ڈالا چنانچہ **بعض** نے دیکھا کہ ظاہر شریعت پر ٹھیرنا عاجزی ہے۔ تو ابلیس ان لوگون کو کھینچکر فلاسفہ کے مذہب مین لے گیا اور برابر اُنکی خیالات کو دوڑاتا رہا یہانتک کہ آخر یہ لوگ اسلام سے نکل گئے اور فلاسفہ کے رد مین ان کا تذکرہ ہو چکا ہے **بعض** کے خیال مین یہ رچایا کہ فقط اُسی بات پر اعتقاد جماوے جو حواس کی ادراک مین آوے ان گمراہون سے پوچھا جاوے کہ کیا تمنے حواس سے اپنی قول کی صحت پہچانی ہے اگر کہین کہ ہان تو جھوٹے جھگڑالو ہونگے کیونکہ ہمارے حواس[۱] نے تو اسکو صحیح نہ جانا جو وہ اپنے حواس سے ادراک کرنا بیان کرتے ہین کیونکہ حواس سے جو چیز پہچانی جاتی ہے اُسمین جسقدر لوگ یہ حواس رکھتے ہین کوئی اختلاف نہین کرتا ہے اور اگر کہین کہ ہمنے اسکو حواس کے علاوہ دوسری چیز سے ادراک کیا تو خود اُنہون نے اپنے قول کو توڑ دیا **بعض** کو ابلیس نے تقلید سے نفرت دلائی اور یہ رچایا کہ علم کلام مین خوض کرین اور فلاسفہ کے اوضاع دیکھین اور وہ اس سے اپنے زعم مین سمجھتا ہے۔ کہ مین عوام کے غول سے نکل آیا۔ اور فرقہ متکلمین کے **حالات** طرح طرح سے بگڑے۔ اور اکثرونکا انجام یہ ہوا کہ کلام سے اُن کو دین حق مین شکوک پیدا ہو گئے اور بعضی نکلکر ملحد ہو گئے اور واضح رہی کہ دین اسلام کی قدیم علماء نے جو علم کلام سے سکوت کیا تو کچھ عاجزی سے نہین تھا۔ بلکہ اُنہون نے کمال عقل سے دیکھ لیا کہ اس سے بیمار کو صحت نہین ہوتی اور نہ پیاسے کی پیاس بجھتی ہے لہذا خود اوس سے باز رہے۔ اور سب کو اس مین خوض کرنے سے منع کر دیا **امام شافعی** نے کہا کہ اگر آدمی سوا شرک کے باقی ہر گناہ مین مبتلا رہی تو اس سے بہتر ہے کہ علم کلام مین نظر کرے اور کہا کہ جب تو کسی شخص سے سنے کہ وہ کہتا ہی کہ اسم

[۱] یعنی حواس اُس کو پہچان لیتے ہین تو کل حواس جیسکے ہون سب کا یہی حکم ہونا چاہیئے ۱۲

هو المسمى وغير المسمى فاشهد انه من اهل الكلام ولا دين له قال وحكى في اهل الكلام ان يضربوا بالجريد و يطاف بهم في العشائر والقبائل ويقال هذا جزاء من ترك الكتاب والسنة واخذ في الكلام وقال احمد بن حنبل لا يفلح صاحب كلام ابدا علماء الكلام زنادقة وقال المصنف قلت وكيف لا يذم الكلام وقد افضى بالمعتزلة الى انهم قالوا ان الله تعالى يعلم جمل الاشياء ولا يعلم تفاصيلها وقال جهم بن صفوان علم الله وقدرته وحياته محدثة وقال ابو محمد النوبختي عن جهم انه قال ان الله عز وجل ليس بشئ وقال ابو علي الجبائي وابو هاشم ومن تابعهما من البصريين المعدوم شئ وذات ونفس جوهر وبياض وحمرة وصفرة وان الباري لا يقدر على جعل الذات ذاتا ولا العرض عرضا ولا الجوهر جوهرا وانما هو قادر على اخراج الذات من العدم الى الوجود وحكى القاضي ابو يعلى في كتاب المقتبس قال قال العلاف والمعتزلي لنعيم اهل الجنة وعقاب اهل النار اخر لا يوصف الله بالقدرة على رفعه ولا تصح الرغبة حينئذ اليه ولا الرهبة منه لانه لا يقدر اذ ذاك على خير ولا على شر ولا نفع ولا ضر قال ويبقى اهل الجنة جمودا سكونا لا يفيضون بكلمة ولا يتحركون حركة ولا يقدرون ولا ربهم على فعل شئ من ذلك لان الحوادث كلها لا بد لها من اخر تنتهي اليه لا يكون بعده شئ وقال المصنف قلت وذكر

يصلح

اذا دركه

جمودا

**ترجمہ** عین مسمی ہے یا غیر مسمی ہے تو سمجھ لے کہ کلام والون مین سے ہے اور اسکا کچھ دین نہین ہے اور **اہل کلام** کے حق مین نقل کیا کہ چھڑیون سے پیٹے جاوین۔ اور انکو محلہ محلہ اور قبیلہ قبیلہ مین پھرایا جاوے اور پکارا جاوے کہ یہ ایسے شخص کی سزا ہے جس نے قرآن وحدیث چھوڑ کر علم کلام مین خوض شروع کیا **احمد** بن حنبل نے کہا کہ کلام والا کبھی فلاح نہین پاویگا۔ اور کلام جاننے والے ملحد زندیق ہوتے ہین **مصنف** نے کہا کہ کیونکر علم الکلام کی مذمت نہ کیجائے تم دیکھتے ہو کہ اُسنے معتزلہ کی نوبت یہانتک پہنچائی۔ کہ انکا یہ قول ہے کہ اللہ تعالی چیزونکو مجمل جانتا ہے۔ اور تفصیل سے نہین جانتا ہے **جہم** بن صفوان نے کہا کہ اللہ تعالی کا علم وقدرت وحیات سب پیدا ہوئی ہین ابو محمد نوبختی نے جہم کا یہ قول نقل کیا کہ اللہ تعالی کچھ چیز نہین ہے **ابو علی** الجبائی اور ابو ہاشم اور اُن کے تابعین معتزلہ نے کہا کہ معدوم ایک شے ہے اور ذات ونفس وجوہر ہین اور سفیدی وسرخی وزردی عرض ہین اور اللہ تعالی کو یہ قدرت نہین کہ ذات کو ذات بنادے یا عرض کو عرض بناوے یا جوہر کو جوہر بنادے بلکہ یہ قدرت ہے کہ فقط ذات کو عدم سے وجود مین کردے **قاضی ابو یعلی** نے کتاب المقتبس مین نقل کیا کہ مجھسے علاف معتزلی نے کہا کہ جنت والون کی نعمت کا اور جہنم والون کے عذاب کا آخر خاتمہ ہے اللہ کا یہ وصف نہین ہوسکتا کہ وہ اسکو دفع کرنے پر قادر ہے۔ اور ایسی صورت مین اس کی جانب رغبت صحیح نہین ہے اور نہ اُس سے خوف کرنا چاہئے کیونکہ وہ اس صورت مین کسی بھلائی یا برائی پر قدرت نہین رکھتا ہے اور کسی نفع یا ضرر پر قادر ہے اور اس نے کہا کہ اہل جنت جب سکوت مین پڑے رہینگے کوئی کلمہ بول سکینگے۔ اور نہ جنبش کرینگے۔ اور نہ کسی چیز پر قادر ہونگے اور نہ انکا رب ان مین سے کسی بات پر قادر ہوگا۔ اس لیے کہ سب حادث کلیہ آخر انتہا ضرور ہے کہ وہانتک پہونچکر ختم ہوجاوے جسکے بعد کچھ نہ ہو مصنف نے [illegible]

ابو القاسم عبد الله بن احمد بن محمد البلخی فی کتاب المقالات ان ابا الهذیل سمه محمد بن الهذیل العلاف وهو من اهل البصرة من عبد القیس مولی لهم فانفرد بان قال اهل الجنة تنقضی حرکاتهم فیصیرون الی سکون دائم وان لم یقدر الله علیه نهایة لو خرج الی الفعل ولن یخرج استحال ان یوصف الله بالقدرة علی غیرها وکان یقول ان علم الله هو الله وان قدرة الله هی الله وقال ابو هاشم من تاب عن کل شیء الا انه شرب جرعة من خمر فانه یعذب کعذاب اهل الکفر ابدا وقال النظام ان الله لا یقدر علی شیء من الشر وان ابلیس یقدر علی الخیر والشر وقال هشام الفوطی ان الله لا یوصف بانه عالم لم یزل وقال بعض المجسمة لا یجوز علی الله سبحانه الکذب بل لا یکذب لانه قبیح منه وقالت الجبرة لا قدرة للآدمی بل هو کالجماد مسلوب الاختیار والفعل وقالت المرجئة ان من اقر بالشهادتین واتی بکل المعاصی لم یدخل النار اصلا وخالفوا الاحادیث الصحاح فی اخراج الموحدین من النار قال ابن عقیل ما اشبه ان یکون واضع الارجاء زندیقا فان صلاح العالم باثبات الوعید واعتقاد الجزاء فالمرجئة لما لم یمکنهم جحد الصانع لما فیه من نفور الناس ومخالفة العقل اسقطوا فائدة الاثبات وهی الخشیة والمراقبة وهدموا سیاسة الشرع فهم شر طائفة علی الاسلام

ترجمہ - ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن البلخی نے کتاب المقالات میں لکھا کہ ابو الہذیل محمد بن ہذیل علاف نے جو اہل بصرہ میں سے تو عبد القیس کا غلام تھا اور فرقہ معتزلہ میں سے تھا اُس نے تنہا یہ قول نکالا کہ اہل جنت کی حرکات ختم ہو جائینگے تو آخر وہ ساکن ہو کر ہمیشہ کے لیئے بت کی طرح سے سکون میں پڑے رہینگے اور اگر اُس کی نہایت مقدر نہ ہو تو بالفعل قدرت سے خارج ہوا اور یہ نہیں ہو سکتا تو غیر متناہی پر قدرت بھی محال ہے اور یہ شخص کہا کرتا تھا کہ اللہ تعالی کا علم خود اللہ ہی اور اُسکی قدرت خود اللہ ہے ابو ہاشم معتزلی نے کہا کہ جس شخص نے ہر گناہ سے توبہ کی و لیکن اُسنے ایک گھونٹ شراب پی تو اُسکی وجہ سے ہمیشہ کے لیئے کافروں کی طرح عذاب میں پڑا رہیگا نظام معتزلی نے کہا کہ اللہ تعالی کو کسی بُرائی پر کچھ قدرت نہیں ہے اور ابلیس کو برائی و بھلائی دونو پر قدرت ہے ہشام الفوطی کہتا تھا کہ اللہ کا یہ وصف نہیں ہو سکتا کہ ہمیشہ کے لیئے عالم ہے بعض معتزلہ نے کہا کہ خدا سے جھوٹ سرزد ہونا جائز ہے و لیکن یہ بات اُس سے واقع نہیں ہوئی فرقہ مجبرہ نے کہا کہ آدمی کو کچھ قدرت نہیں ہے بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے نہ اُس کو کسی فعل پر قدرت ہے نہ اختیار ہے فرقہ مرجیہ نے کہا کہ جسنے اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ زبان سے کہا پھر وہ سب قسم کے معاصی کرتا رہا تو وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا ان لوگوں نے صحیح احادیث سے انکار کیا جنمیں مذکور ہے کہ اہل توحید جہنم سے نکالے جائینگے ابو الوفا ابن عقیلؒ نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جسنے مرجیہ مذہب نکالا وہ کوئی زندیق تھا اس لیئے کہ عالم کی صلاحیت اسی پر موقوف ہے کہ عذاب کی آیات سے ڈریں اور ثواب کے امیدوار ہوں پس جب مرجیہ نے دیکھا کہ صانع عز و جل سے انکار کرنا ممکن نہیں ہے اس لیئے کہ لوگ سنکر نفرت کرتے ہیں اور عقل کے بھی مخالف ہے تو صانع عز و جل کو ثابت کر کے اس سے جو فائدہ تھا اُسکو مٹا دیا یعنی اُس سے خوف کرنا اور گناہ کے وقت اُسکو حاضر ناظر جاننا اور انھوں نے شرعی سیاست کو مٹا دیا یہ لوگ اسلام کے حق میں

وقال المصنف قلت وتبع ابو عبد الله محمد بن كرام فاختار من المذاهب اردأها ومن الاحاديث اضعفها ومال الى التشبيه واجاز حلول الحوادث فى ذات البارى عز وجل وقال ان الله لا يقدر على اعادة الاجسام والجواهر وانما يقدر على ابتدائها وقالت السالمية ان الله يتجلى يوم القيامة لكل قوم فى جنسهم فيتجلى للآدمى آدميا وللجنى جنيا وقالوا لله سر لو اظهر بطل التدبير قال المصنف قلت فاعوذ بالله من نظر وعلوم اوجبت هذه المذاهب القبيحة وقد زعم ارباب الكلام انه لا يتم الايمان الا بمعرفة ما ذكروه وهو كلام خطأ لان الرسول صلى الله عليه وسلم امر بالايمان ولم يأمر ببحث المتكلمين ودرج على ذلك الذين شهد لهم النبى صلى الله عليه وسلم بانهم خير الناس على ذلك وقد ورد ذم الكلام على ما قد اشرنا اليه فقد نقل الينا الائمة رجوع متكلمين عما كانوا عليه لما راوا من قبح غوائله كما حدثنا ابن الاشعث قال سمعت احمد بن سنان يقول كان الوليد بن ابان الكرابيسى خالى فلما حضرته الوفاة قال لبنيه تعلمون احدا اعلم بالكلام منى قالوا لا قال فتتهمونى قالوا لا قال فانى اوصيكم اتقبلون قالوا نعم قال عليكم بما عليه اصحاب الحديث فانى رأيت الحق معهم وكان ابو المعالى الجوينى يقول لقد خليت اهل الاسلام وعلومهم وركبت البحر الاعظم

**ترجمہ** مصنف نے کہا کہ **ابو عبد اللہ** بن کرام نے تقلید کی تو سب مذاہب میں ردی مذہب لیا اور احادیث میں جو سب سے ضعیف احادیث لیں اور خالق کی مشابہت جائز رکھی بلکہ ذات باریتعالی میں حوادث کا حلول جائز رکھا اور کہا کہ اللہ تعالی کو یہ قدرت نہیں ہے کہ اجسام وجواہر کو دوبارہ پیدا کرے بلکہ فقط ابتداءً ان کو پیدا کر سکتا ہے **سالمیہ** فرقہ کا قول ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالی ہر فرقہ و ہر جنس کے لیئے اُسکے معنی میں تجلی ہوگا چنانچہ آدمی تو اسکو آدمی دیکھیگا اور جن اسکو جنی دیکھے گا اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالی کا ایک بھید ہے کہ اگر اسکو ظاہر کردے تو تدبیر سب جاوے **مصنف** کہتا ہے کہ میں اللہ کی ایسی علم سے پناہ مانگتا ہوں جو ایسی قبیح مذاہب لیطرف لیجاوے متکلمین نے اپنے زعم میں یہ مقرر کیا کہ ایمان پورا نہیں ہوتا جبتک انکے مذہب کی ہوئی قواعد نہ جانے یہ لوگ بالکل غلطی پر ہیں اسلیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلایق کو ایمان کا حکم دیا اور متکلمین کی ان بحثوں کا حکم نہیں دیا صحابہ رض اسی پر تھے جنکے حق میں رسول کی شہادت اللہ ورسول کے سب اولین آخرین سے افضل ہے اور کلام کی مذمت وارد ہوئی ہے جیساکہ ہم اشارہ کر چکے ہیں اور ہم کو نقل پہونچی کہ متکلمین نے اپنے طریقہ سے جسپر وہ چلتے تھے آخر بیزاری کی اور بالکل الگ ہو گئے کیونکہ انھوں نے اُسکی قبح وفساد کا انجام دیکھ لیا چنانچہ ہم سے ابن الاشعث نے بیان کیا کہ میں نے احمد بن سنان سے سنا کہتے تھے کہ ولید بن ابان الکرابیسی میرا ماموں تھا جب اُسکی موت کا وقت آیا تو اپنے بیٹوں سے کہا کہ کیا تم لوگ علم کلام میں مجھسے بڑھکر کسیکو جانتے ہو انھوں نے کہا نہیں تو اُس نے کہا کہ پھر مجھے اپنے حق میں دروغگوئی وغیرہ سے متہم سمجھتے ہو انھوں نے کہا کہ نہیں کہا کہ میں تمکو وصیت کرتا ہوں تم میری وصیت قبول کروگے انھوں نے کہا ہاں تو فرمایا کہ تمپر فرض ہے کہ اُس طریقہ کو اختیار کرو جسپر حدیث جاننے والے علما ہیں کیونکہ میں نے حق انھیں کے ساتھ دیکھا ۔

**ابو المعالی** جوینی (امام غزالی کے استاد) یہ کہتے تھے کہ افسوس میں نے اہل اسلام اور انکے علوم کو چھوڑا اور بڑے سمندر میں چلا اور جس سے انھوں نے منع کیا تھا

وغصت في الذي نهوا عنه كل ذلك في طلب الحق وهربا من التقليد والآن فقد رجعت عن الكل الى كلمة
الحق عليكم بدين العجائز فان لم يدركني الحق بلطيف بره فاموت على دين العجائز ويختم عاقبة امري عند الرحيل
بكلمة الاخلاص فالويل لابن الجويني وكان يقول لاصحابه يا اصحابنا لا تشتغلوا بالكلام فلو عرفت ان الكلام يبلغ بي ما
بلغ ما تشاغلت به **قال** ابو الوفاء بن عقيل لبعض اصحابه انا اقطع ان الصحابة ماتوا وما عرفوا الجوهر والعرض فان
رضيت ان تكون مثلهم فكن وان رأيت ان طريقة المتكلمين اولى من طريقة ابي بكر وعمر فبئس ما رأيت
**قال** وقد افضى الكلام باهله الى الشكوك وكثير منهم الى الالحاد تشم روائح الالحاد من فلتات كلام المتكلمين و
اصل ذلك انهم ما قنعوا بما قنعت به الشرائع وطلبوا الحقائق وليس في قوة العقل ادراك ما عند الله من الحكمة التي
انفرد بها ولا اخرج الباري لخليقته من علمه ما علمه هو من حقائق الامور **قال** قد بالغت في الاصول طول عمري
ثم عدت القهقرى الى مذهب المكتب وانما قالوا ان مذهب العجائز اسلم لانهم لما انتهوا الى غاية التدقيق في النظر
لم يشهدوا ما يشفي العقل من التعليلات والتاويلات فوقفوا مع مراسم الشرع وجنحوا عن القول بالتعليل واذعن
العقل بان فوقه حكمة الهية فسلم وبيان هذا ان القول احب ان يعرف ارادات

**ترجمہ** جہان مجھے منع کرتے تھے یہ سب اس قصد سے کیا تھا کہ حق تلاش کرون اور تقلید سے بھاگون اور اب مین ہر چیز سے منہ پھیر کر کلمۂ حق کو لیا اور تم پر واجب ہے کہ بوڑہی عورتون کے یقین پر جم جاؤ اور اگر حق تعالیٰ نے اپنی لطف و احسان سے مجھے سرفراز نکیا کہ مین بڑہیون کے دین پر مرون اور موت کے وقت کلمۂ اخلاص پر میرا خاتمہ بخیر ہو تو جوینی کے حق مین ہلاکت ہے اور اپنی شاگردون سے فرماتے کہ تم لوگ علم کلام مین مشغول نہو کیونکہ اگر مین یہ جانتا کہ کلام سے یہانتک نوبت پہنچے گی جہانتک پہونچی تو مین کبھی اسمین مشغول نہوتا شیخ **ابو الوفا بن عقیل** نے اپنے بعض شاگردون سے فرمایا کہ ہم قطعاً جانتے ہین کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے انتقال کیا اور یہ نجانا کہ جوہر کیا چیز ہی اور عرض کیا چیز ہی پھر اگر تجھی یہ منظور ہے بلکہ ان کی مثل ہو جائے تو وہی طریقہ اختیار کر اور اگر تیری رای مین یہ سماوے کہ متکلمین کا طریقہ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے طریقہ سے بہتر ہے تو بہت بری بات تیرے خیال ناقص مین سمائی **ابن عقیل** رح نے کہا کہ مین نے خوب دیکھا کہ علم کلام سے آخر متکلمین کے بعض لوگون مین شکوک پیدا ہوگئی اور بکثرت اسمین ملحد ہو گئے پھر انہون نے متکلمین کے لایعنی کلمات کے ذریعہ سے الحاد کو رواج دینا شروع کیا **اصل** اس کی یہ ہے کہ انہون نے اس حد پر قناعت نہ کی جہان انکو شریعت نے ٹھیرایا تھا۔ اور بڑھکر حقائق کو اپنی حواس سے طلب کرنے لگے حالانکہ ان کی عقل مین یہ قوت نہین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو حکمت ہے اسکو دریافت کرلین کہ وہ حکمت فقط اللہ تعالیٰ ہی کیواسطے منفرد ہے اور جو حقائق امور وہ جانتا ہے اسنے مخلوق کیلیے اسکے دریافت کا طریقہ نہین پیدا کیا ہے **ابن عقیل** رح نے کہا کہ اول مین بہت مدت تک مین نے کلام مین مبالغہ کیا پھر اُلٹے پاؤن لوٹ کر کتابون کے مذہب پر آگیا اور یہ جو کہا گیا کہ بوڑہی عورتون کا دین بہت سالم ہے تو اس لیے کہا کہ جب متکلمین اپنی نظری بحث مین انتہا تدقیق کو پہونچے تو انہون نے تعلیلات و تاویلات مین ایسی چیز نہ پائی جسکو عقل نکالتی ہے پس شرع کے مراسم پر ٹھیر گئے اور تعلیل کی گفتگو سے رکے اور عقل نے یقین کر لیا کہ اس سے برتر حکمت الٰہیہ ہے تو اسنے گردن جھکا دی **اسکا بیان** یہ ہے کہ قول فریقی کی توجہ یا کہ

يذكر فيقول قائل هل شغف بايصال النفع هل داع عاه داع الى افاضة الاحسان ومعلوم ان
الداعي عوارض على الذات وتطلبات من النفس وما يعقل في الذات الا لذات يدخل عليها الخلل من شوق الى
تحصيل ما لم يكن لها وهي اليه محتاجة فاذا وجد ذلك الغرض سكن الشغف وفتر الداعي وذلك
الحاصل يسمى غنى والقديم لم يزل موصوفا بالغنى منعوتا بالاستقلال بذاته الغنية عن استزادة او عارض
ثم اذا نظرنا في نعمائه رأيناه مشحونا بالنقص والآلام واذى الحيوانات فاذا رام العقل ان يعلل بالانعام
جاء تحقيق النظر فراى ان الفاعل قادر على الصفاء ولا صفاء وراءه ضرها بادلة العقل عن البخل الموجب لمنع ما
يقدر على تحصيله وعن العجز عن دفع ما يعرض لهذه الموجودات من الفساد فاذا عجز عن التعليل كان التسليم اولى
وانما دخل الفساد من ان الخلق اقتضوه للفوائد ودفع المضار على مقتضى قدرته ولو خرجوا مع ذلك العلم
بانه حكيم لاقتضوا انفسهم له التسليم بحسب حكمته فما شوا في نحو خنة التفويض بلا اعتراض فصل
وقد وقف اقوام مع الظواهر فحملوها على مقتضى الحس فقال بعضهم ان الله جسم وهذا مذهب هشام بن الحكم وعلي
ابن منصور ومحمد بن الخليل ويونس بن عبد الرحمن ثم اختلفوا فقال بعضهم جسم كالاجسام ومنهم من قال

ترجمہ مذکور ہو تو کسی کہنے والے نے کہا کہ کیا نفع پہونچانیکا شوق شدید تیری دل میں پیدا ہوا تھا یا کوئی امر دیگر داعی ہوا کہ تو احسان پھیلادے-
یہ معلوم ہے کہ شوق و داعی تو ذات کے عوارض ہیں اور نفس کے خواہشات ہیں اور یہ بات کبھی عقل میں نہیں آتی سوا ایسی ذات کی جس
میں شوق ایسی چیز حاصل کرنیکا سما جاوے جو اسکو حاصل نہ تھی اور اب اس ذات کو اس چیز کی احتیاج ہے پھر جب یہ غرض حاصل ہو جای تو
اسکا شوق تھم جائیگا اور خواہش سست ہو جائیگی اور ایسے حاصل کو غنی کہتے ہیں اور ذات باری تعالی قدیم سے موصوف ہے کہ وہ غنی ہے
اور مستقل بالذات ہے اُسکو کسی مزید کی یا عارض کی کچھ حاجت نہیں ہے پھر جب ہم اُسکے انعام میں نظر کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ یہاں فقیری
اور دکھ اور ایذائے حیوانات بھری پڑی ہیں پس اگر عقل نے چاہا کہ خلق پیدا کرنیکی علت اُسکا انعام بنا دے تو تحقیق کی نگاہ نے اگر دیکھا
کہ فاعل قادر ہے کہ بالکل صافی انعام دے جس سے بڑھکر صافی امکان میں نہیں ہے اور وہ فاعل قطعی دلیل عقل سے بخیلی سے پاک ہے اور نہیں ہے
ایسی بخیلی کہ جس چیز کو حاصل کرتا اُس سے منع کرے اور وہ عاجزی سے پاک ہے کہ جو فساد و خرابی ان موجودات کو عارض ہوتی ہے اُسکو دفع نہ
کر سکے تو اب یہاں عقل عاجز ہوئی کہ مخلوقات کو پیدا کرتے ہیں محض انعام کی علت نہیں نکال سکتی ہے پس عقل نے عاجز ہو کر اس علت کو چھوڑا
اور اُسپر واجب ہوا کہ گردن جھکا دے اور ان لوگون میں فساد اس وجہ سے داخل ہوا کہ انھوں نے فوائد کا پیدا کرنا و مضرتوں کا دور کرنا
صرف اُسکی قدرت کے مقتضا پر رکھا اور اگر اس کیساتھ یہ بھی ملاتے کہ وہ پاک عز و جل حکیم ہے تو اُن کے نفس گردن جھکا کر اُسکے لیے
حکمت کاملہ تسلیم کرتے اور بغیر اعتراض کے وسیع باغ تفویض میں اچھی طرح زندگی بسر کرتے فصل چند اقوام نے ظاہری آیات و احادیث
پر وقوف کیا اور انکو اپنے ظاہری حواس کے مقتضی پر محمول کیا چنانچہ بعض نے کہا کہ اللہ تعالے جسم ہے اور یہ ہشام بن الحکم و علی بن منصور و محمد
بن الخلیل و یونس بن عبد الرحمن کا مذہب ہے پھر ان لوگون نے باہم اختلاف کیا تو بعض نے کہا کہ وہ جسم مانند دیگر اجسام کے ہے اور بعض نے کہا

كالاجسام ثم اختلفوا فمنهم من قال هو نور ومنهم من قال هو على هيئة السبيكة البيضاء هكذا كان يقول هشام بن الحكم وكان يقول ان
الله سبعة اشبار بشبر نفسه وانه يرى ما تحت الثرى بشعاع منه ابيه بالمرئي قلت ما العجب الا من هذا بسبعة اشبار حتى علمت انه جعله
كالادميين والادمي طوله سبعة اشبار بشبر نفسه وذكر ابو محمد النوبختي عن الجاحظ عن النظام ان هشام بن الحكم قال في التشبيه في سنة واحدة
خمسة اقاويل قطع في اخرها ان معبوده بسبعة اشبار بشبر نفسه وان قوما قالوا انه على هيئة السبيكة وان قوما قالوا هو على هيئة البلورة الصافية المستوية
الاستدارة التي من حيث اتيتها رأيتها على هيئة واحدة وقال هشام هو متناه بالذات حتى قال ان الجبل اكبر منه وله ماهية يعلمها
هو قال المصنف هذا باطل لانه [illegible] ماهية [illegible] كيفية وذلك يقتضي القول بالتوحيد وقد استقر ان الماهية لا تكون
الا لمن كان ذا جنس و[illegible] نظائر فيحتاج الى ان يفرق منها ويبان عنها وهو سبحانه ليس بذي جنس ولا مثل
له ولا يجوز ان يوصف بانه [illegible] بالارادة [illegible] متناهية لا على معنى انه ذاهب في الجهات بلا غاية انما المراد انه ليس بجسم
ولا جوهر فيلزم النهاية قال النوبختي قد حكى كثير من المتكلمين ان مقاتل بن سليمان ونعيم بن حماد وداود الجواربي يقولون
ان لله صورة واعضاء قال المصنف لعمري هؤلاء كيف يثبتون القدم دون الادميين ولم يجوزوا عليه عندهم ما يجوز على الادميين من مرض
وتلف ثم قال لكل من ادعى التجسيم باي دليل اثبت حدث الاجسام فبدلالة ذلك على ان الاله

ترجمہ کہ نہیں بلکہ ان اجسام کی مانند نہیں ہے پھر اگر ان اجسام کے مثل نہیں ہے تو کس قسم کا جسم ہے اس میں انھوں نے پھر اختلاف کیا
بعض نے کہا کہ وہ نور ہے اور بعض نے کہا کہ سفید چاندی کی مانند ہے یہی ہشام بن الحکم کہا کرتا تھا اور کہتا کہ اللہ اپنی بالشت سے
سات بالشت ہے اور اسکی آنکھ سے شعاع نورانی نکلکر تحت الثری تک پہونچکر ہر شے سے متصل ہوتی ہے تو وہ اسکو دیکھتا ہے ابو محمد نوبختی رح
نے جاحظ سے اس نے نظام سے نقل کیا کہ ہشام بن الحکم نے ایک ہی سال میں تشبیہ کے بارے میں پانچ اقوال نکالے آخری قول جسپر
اس نے یقین کر لیا وہ یہ ہے کہ خدا اپنی بالشت سے سات بالشت ہے کیونکہ ایک قوم نے کہا تھا کہ وہ گداختہ چاندی کی شکل ڈھلا ہوا
ہے اور ایک قوم دیگر نے کہا تھا کہ وہ صاف بلور کی مانند گول ہے جو ہر طرف سے دیکھو ایک ہی صورت ہو۔ ہشام نے کہا کہ اسکی ذات حد
ہے یہانتک کہا کہ پہاڑ اس سے بڑا ہے اور کہا کہ اسکی ماہیت کو وہی جانتا ہے مصنف رح کہتا ہے کہ ماہیت کہنے سے لازم ہے
کہ اس کی کیفیت بھی ہو اور جب اسکے قائل ہوں تو اثبات توحید کا قول مٹا جاتا ہے۔ اور یہ بات ثابت ہو چکی کہ ماہیت اسی کی ہوتی ہے
جو جنس کے تحت میں ہو اور اسکے نظائر ہوں تو وہ فصل سے جدا کرنے کا محتاج ہوتا ہے کہ ممیز ہو جاوے اور حق سبحانہ تعالی جنس والا نہیں
ہے اور نہ اس کا مثل ہے۔ اور نہ اس کا وصف تناہی بارادہ ہو سکتا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ وہ سب طرف
بے انتہا رہا گیا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ وہ جسم نہیں اور نہ جوہر ہے۔ جس کو انتہا لازم ہوتی ہے۔ اور نوبختی رح نے نقل
کیا۔ کہ مقاتل بن سلیمان و نعیم بن حماد اور داؤد الجواری یہی کہتے تھے۔ کہ اللہ تعالے کے واسطے صورت و
اعضا ہیں۔ مصنف رح نے کہا کہ پھر تو دیکھتا ہے۔ کہ یہ لوگ کس طرح اس کے لیئے قدیم ہونا ثابت کرتے
ہیں اور آدمیوں کے لیئے نہیں ثابت کرتے۔ اور مرض و تلف وغیرہ جو آدمیوں کے لیئے جائز ہے وہ اپنے خدا

هو الذی اعتقد انه جسماً محدثاً لا غير قديم ومن قول المجسمة ان الله تعالى يجوز ان يمس ويلمس فيقال
لهم فيجوز على قولكم ان يمس ويلمس ويعانق وقال بعضهم انه جسم هو فضاء والاجسام كلها فيه وكان
بنان بن سمعان بن عمران يزعم ان معبوده نور كله وانه على صورة رجل وانه يهلك جميع اعضائه الا وجهه فقتله خالد
ابن عبد الله وكان المغيرة بن سعد العجلي يزعم ان معبوده رجل من نور على رأسه تاج من نور وله اعضاء
وقلب ينبع منه الحكمة واعضاؤه على صورة حروف الهجاء وكان هذا يقول بامامة محمد بن عبد الله بن الحسن
بن الحسن وكان زرارة بن اعين يقول لم يكن الباري عالماً قادراً حيا في الازل
حتى خلق لنفسه هذه الصفات وقال داؤد الجواربي هو جسم ولحم ودم وله
جوارح واعضاء وهو اجوف من فمه الى صدره ومصمت ما سوى ذلك
ومن الواقفين مع الحس اقوام قالوا هو على العرش بذاته على وجه المماسة فاذا نزل انتقل و
تحرك وجعلوا لذاته نهاية وهؤلاء قد اوجبوا عليه المساحة والمقدار واستدلوا على انه
على العرش بانه يقول رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل الله ربنا الى السماء الدنيا قالوا ولا ينزل الا من هو فوق وهؤلاء حملوا

**ترجمہ** کے لیے کیون نہین جائز رکھتے **پھر** ہر ایک شخص جس نے جسم ہونے کا دعوی کیا اس سے کہا جاوے کہ تو نے اس دلیل سے
اجسام کا حادث ہونا ثبوت کیا تو اس کا انجام یہ ہوگا کہ آخر نتیجہ ملیگا کہ جس معبود کو تو نے جسم ثابت کیا ہے وہ حادث ہے قدیم نہین ہے
**مجسمہ** فرقہ کے اقوال مین سے یہ ہے کہ اللہ تعالی کو ٹٹول کے چھو سکتے ہین تو ان سے کہا جاوے کہ پھر اس سے لازم آتا ہے کہ اس سے
معانقہ بھی کیا جاوے **بعض** مجسمہ نے کہا کہ وہ جسم **ایک فضا** ہے یعنی خالی جیسے آسمان وزمین کے درمیان نظر آتا ہے) اور جمیع اجسام
اسی کے درمیان ہین **بنان** بن سمعان بن عمران کہتا تھا کہ اسکا معبود بالکل نور ہے اور وہ ایک مرد کی صورت پر ہے اور
وہ اپنے سب اعضا کا مالک ہے سوا چہرے کے تو اوس شخص کو خالد بن عبداللہ نے قتل کر دیا **مغیرہ** بن سعد العجلی کہتا تھا کہ اس کا
معبود نور کا ایک مرد ہے جس کے سر پر نور کا تاج ہے اور اس کے اعضا ہین اور اس کی قلب سے حکمت اسطرح جوش مارتی ہے جیسے
چشمہ سے پانی ابلتا ہے اور اس کے اعضا کی صورت ایسی ہے جیسے الف بے کے حروف ہین اور یہ شخص قائل تھا کہ محمد بن
عبداللہ بن الحسن بن الحسین امام ہین **زرارہ** بن اعین کوفی کہا کرتا تھا کہ ازل مین باریتعالی کو علم وقدرت وحیات کی صفتین نہین تھین
پھر اسنے اپنے لیئے یہ صفتین پیدا کر لین اور داؤد الجواربی نے کہا کہ وہ جسم ہے اسمین گوشت وخون ہے اور اسکے جوارح واعضا ہین
اور منہ سے سینہ تک جوف دار (خول) ہے اور باقی ٹھوس ہے **منجملہ** ان لوگون کے جو حواس پر ٹھیرگئے کچھ لوگ ہین جنکا یہ قول ہے کہ اللہ تعالی
عرش پر بذات خود اس سے ملا ہوا بیٹھا ہے پھر جب وہان سے اترتا ہے تو عرش کو چھوڑ کے اتر آتا ہے اور متحرک ہوتا ہے اور ان
لوگون نے اسکی ذات کو ایک محدود متناہی قرار دیا اور یہ لازم کیا کہ وہ ناپ مین آسکتا ہے اور اسکی مقدار محدود ہے اور انکی دلیل یہ ہے
کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ آسمان دنیا کیطرف نزول فرماتا ہے ان لوگون نے کہا کہ اترنا اسی کے حق مین کہتے ہین جو اوپر ہو اور ان لوگون نے

تنزوله على الامر المحسوس الذي توصف به الاجسام هؤلاء المشبهة الذين حملوا الصفات على مقتضى
الحس وقد ذكرنا جمهور كلامهم في كتابنا المسمى بمنهاج الوصول الى علم الاصول وربما تخيل
بعض المشبهة في رؤية الحق يوم القيامة ما يراه في الاشخاص فيتمثل شخصا يزيد حسنه على
كل حسن فتراه يتنفس من الشوق اليه ويتمثل الزيادة فيزداد شوقه ويتصور رفع الحجاب فيقلق و
يذكر الرؤية فيغشى عليه ويسمع في الحديث انه يدني عبده المؤمن اليه فيتخايل القرب الذاتي
كما يجالس الجنس الجنس وهذا كله جهل بالموصوف ومن الناس من يقول لله وجه هو
صفة زائدة على صفة ذاته لقوله تعالى ويبقى وجه ربك وله يد وله اصبع لقول رسول الله صلى الله عليه وسلم
يضع السموات على اصبع وله قدم الى غير ذلك مما تضمنته الاخبار وهذا كله انما استخرجوه من مفهوم الحس وانما الصواب قراءة الآيات و
الاحاديث من غير تفسير ولا كلام فيها وما يؤمن هؤلاء ان يكون المراد بالوجه الذات لا انه صفة زائدة وعلى هذا فسر الآية المحققون فقالوا
ويبقى ربك هو وقالوا في قوله يريدون وجهه يريدونه وما يؤمنهم ان يكون اراد بقوله قلوب العباد بين اصبعين ان الاصبع

**ترجمہ** اترنے کو محسوس چیز پر رکھا جس سے اجسام کا وصف بیان کیا جاتا ہے اور یہ قوم مشبہ وہ ہین جو اللہ تعالی کی صفات کو محسوس کے موافق
قرار دیتے ہین۔ اور ہم نے انکا اکثر کلام اپنی کتاب منہاج الوصول الی علم الاصول مین ذکر کیا ہے **بعضے** مشبہ اپنے خیال مین قیامت مین اللہ
کا دیدار اس طرح جماتے ہین جیسے اشخاص کو دیکھتے ہین۔ کہ سامنے ہوا لہذا یہ تصور باندھتے ہین کہ ایک شخص سامنے نظر آوے گا۔
جس کا حسن سب حسنون سے بڑھا ہوا ہوگا۔ لہذا تم دیکھو کہ یہ شخص اس کے شوق مین ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے اور دیدار کو تصور مین لاتا ہے
تو زیادہ جوش مین آتا ہے اور حجاب دور ہونے کو تصور کرتا ہے۔ تو زیادہ قلق تک نوبت پہونچتی ہے۔ اور دیدار کو یاد کرتا ہے
تو اسپر غشی طاری ہوجاتی ہے۔ اور وہ سنتا ہے۔ کہ حدیث مین آیا ہے۔ کہ اللہ تعالے بندۂ مومن کو اپنے قریب بلاوے گا۔
پس یہ سنکر خیالی نزدیکی کو تصور مین لاتا ہے جیسے ہمجنس آدمی سے ہوتی ہے۔ یہ سب اُسکی جہالت اس لیئے ظاہر ہوئی کہ وہ اللہ تعالی سے
جاہل ہے **بعض** کہتا ہے کہ اللہ تعالی کیواسطے چہرہ ہے۔ اور یہ اُسکی صفت ذات سے زائد صفت ہے اور دلیل یہ لاتا ہے کہ اللہ نے فرمایا
ویبقے وجہ ربک اور یہ شخص اوس کے واسطے ہاتھ اور انگلیان ثابت کرتا ہے کیونکہ حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یضع
السموات علی اصبع یعنی وہ آسمانونکو ایک انگلی پر رکھیگا۔ اور کہتا ہے کہ اُسکے واسطے قدم بھی ہے اور اسیطرح اور چیزین بھی ثابت کرتا
ہے جن کا ذکر حدیثون مین وارد ہوا ہے یعنی ان سب کو اپنے خیالی محسوس پر محمول کرتا ہے۔ اور یہ سب اُس نے حواس کے فہم
سے نکالا ہے۔ اور صحیح وصواب طریقہ یہ تھا۔ کہ وہ آیات کو اور احادیث کو پڑھتا اور اُن کی تفسیر نہ کرتا اور نہ اُن مین اپنے
حواس سے کچھ کلام کرتا۔ اور ان لوگون کو کس نے منع کیا کہ یہ معنی لیتے۔ کہ وجہ سے مراد ذات باریتعالی ہے نہ یہ کہ وہ صفت زائدہ ہے
اور اسی بنیاد پر اہل تحقیق نے آیت کی تفسیر بیان فرمائی ہے چنانچہ وجہ ربک کی یہ معنی کہے کہ یبقی ربک یعنی فقط تیرے رب کی ذات باقی رہیگی
اور قولہ تعالی یریدون وجہہ یعنی یریدونہ یعنی اُسکو چاہتے ہین۔ اور یہ لوگ کیون نہین سمجھتے کہ دو انگلیون مین بندونکے دل سے یہ مراد ہو کہ انگلی

لما كانت هي المقلبة للشيء وان ما بين الاصبعين يتصرف فيه صاحبها كيف شاء ذكر ذلك لا ان ثم صفة
زائدة **قال المصنف** والذي اراه السكوت عن هذا التفسير ايضا الا انه يجوز ان يكون مرادا ولا يجوز ان يكون ثم ذات
تقبل التجزي والانقسام **ومن اعجب** احوال الظاهرية **قول السالمية** ان الميت يأكل في القبر ويشرب وينكح
لانهم سمعوا بنعيم ولم يعرفوا من النعيم الا هذا ولو قنعوا بما ورد في الآثار من ان ارواح المؤمنين تجعل في حواصل طير
تأكل من شجر الجنة لسلموا لكنهم اضافوا ذلك الى الجسد **قال ابن عقيل** وهذا المذهب مرض يضاهي استشعارات
الواقع للجاهلية وما كانوا يقولونه في الهام والصداء والمكالمة لها ولا ينبغي ان يكون على سبيل المداراة
لاستشعارهم على وجه المناظرة فان المقاواة تفسدهم وانما لبس ابليس على هؤلاء لتركهم البحث عن
التاويل المطابق لادلة الشرع والعقل فانه لما ورد النعيم والعذاب للميت علمنا ان الاضافة حصلت الى الاجساد والقبور تعريفا كانه
يقول صاحب هذا القبر الروح التي كانت في هذا الجسد منعمة بنعيم الجنة معذبة بعذاب النار **فصل قال المصنف** فان قال
قائل قد عبت طريق المقلدين في الاصول وطريق المتكلمين **فما الطريق** السليم عن تلبيس ابليس
**فالجواب** انه ما كان عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه وتابعوهم باحسان

---

**ترجمہ** چونکہ شئی کی پلٹنے والی وہی ہے جو چیز کہ دو انگلیوں کے درمیان ہو تو انگلیوں والا جس طرح چاہے تصرف کرتا ہے اسلیئے یہ لفظ ذکر کیا نہ یہ کہ یہ صفت
زائد ہے **مصنف** نے کہا کہ میرے علم میں اس تفسیر سے بھی سکوت کرنا چاہیئے اگرچہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہی تفسیر مراد ہو اور یہ جائز نہیں ہے کہ وہاں ایک ذات ہو
جسکے اجزاء و ٹکڑے ہو سکتے ہیں **ظاہریہ** کے سب سے عجیب حالات سے یہ ہے کہ **سالمیہ** فرقہ نے کہا کہ قبر میں میت کھاتا و پیتا و نکاح کرتا ہے اس کا
باعث یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سنا کہ نیکبخت میت کے واسطے وہاں نعمت ہے اور عمدہ عیش ہے اور انکو عیش سوا اس کے ظاہر نہ ہوا تو یہ اعتقاد جما لیا۔ اور اگر
یہ لوگ فقط اسی قدر پر اکتفا کرتے جو احادیث میں وارد ہے کہ مومنوں کی روحیں پرندوں کے پوٹوں میں رکھی جاتی ہیں اور جنت کے درختوں سے
کھاتے ہیں تو اس **خراب** اعتقاد سے بچ جاتے لیکن انہوں نے اس کے ساتھ میں جسم کو بھی ملا لیا **ابن عقیل** نے کہا کہ یہ مذہب وہ مرض
ہے جو خیالات جاہلیت کے مشابہ ہے جسکو جاہلیت والے **ھام** و صداء کے بارہ میں کہا کرتے تھے **ان لوگوں** کے ساتھ مناظرہ کے
طور پر مدارات کرنی چاہیئے جس سے جاہلیت کے خیالات کو سمجھکر راہ حق کیطرف آجاویں اور ان سے ضد باندھکر مخالفت نہ کی جاوے کیونکہ
اس طریقہ سے یہ لوگ بگڑ جاوینگے اور ابلیس نے ان لوگوں پر تلبیس اس لیئے ڈالی کہ انہوں نے ایسے دلائل سے بحث چھوڑ دی جو شرع
و عقل سے منطبق ہیں چنانچہ جب میت کے لیئے نعمت عیش یا عذاب وارد ہوا ہے تو معلوم ہو گیا کہ قبر یا جسم کی طرف نسبت کر کے بیان
فقط اس لیئے ہے کہ میت کی پہچان ہو جاوے۔ گویا یہ فرمایا کہ اس قبر میں دفن ہونیوالا اور وہ روح جو اس جسم میں تھی وہ جنت کی
نعمتوں سے عیش میں ہے یا آگ کے عذاب سے تکلیف میں ہے **فصل** مصنف نے کہا کہ اگر سوال کیا جاوے کہ تمنے اعتقادات
کے بارے میں تقلید کرنیوالوں پر بھی عیب لگایا اور بحث و خوض کرنیوالے متکلمین پر بھی عیب لگایا۔ اب بتلاؤ۔ وہ طریقہ کیا ہے جس سے ابلیس کی
تلبیس سے بچ جاوے۔ **جواب** یہ وہ طریقہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب اور انکے تابعین باحسان تھے

علو

من اثبات الخالق سبحانه واثبات صفاته على ما وردت به الايات والاخبار من غير تفسير ولا بحث عما ليس في
قوة البشر ادراكه وان القرآن كلام الله غير مخلوق قال علي كرم الله وجهه والله ما حكمت مخلوقا انما
حكمت القرآن وانه المسموع لقوله تعالى حتى يسمع كلام الله وانه في المصاحف لقوله تعالى في رق منشور
ولا يتعدى مضمون الايات ولا نتكلم في ذلك برائنا وقد كان احمد بن حنبل ينهى ان يقول الرجل لفظي بالقرآن
مخلوق او غير مخلوق لئلا يخرج عن اتباع السلف الى الحدث والعجب ممن يدعي اتباع هذا الامام ثم
يتكلمون في المسائل المحدثة وفي الحديث عن عمرو بن دينار قال ادركت تسعة من اصحاب رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقولون من قال القرآن مخلوق فهو كافر قال انس بن مالك من قال القرآن
مخلوق فيستتاب فان تاب والا ضربت عنقه وعن جعفر بن برقان ان عمر بن عبد العزيز
قال لرجل وسأله عن الاهواء فقال عليك بدين الصبي الذي في الكتاب والاعرابي واله عما سواهما وعن عمر بن عبد العزيز
قال اذا رأيت قوما يتناجون في دينهم بشيء دون العامة فاعلم انهم على تاسيس ضلالة وعن
سفيان الثوري قال بلغني عن عمر انه كتب الى بعض عماله اوصيك بتقوى الله واتباع سنة رسوله

الامر

ترجمہ یعنی یہ ایمان لاوے کہ حق سبحانہ تعالی برحق ہے اور اُسکی وہ سب صفات برحق ہین جو آیات و احادیث مین وارد ہوئین بدون اسکے
ہم اُن صفات کے معانی بگاڑین یا بیجا بحث کرکے ایسی تفسیر و علم کا دعوی کرین جو قوت بشری سے باہر ہے اور یہ کہ قرآن اللہ تعالی
کا کلام غیر مخلوق ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ واللہ مین نے کسی مخلوق کو اپنے اور معاویہ کے درمیان حکم نہین ٹھیرایا بلکہ مین نے تو قرآن کو
حکم ٹھیرایا ہے (وہ مخلوق نہین ہے) اور یہ ایمان لاوے کہ قرآن باوجود اسکے ہمارے سننے مین آتا ہے بدلیل
قولہ تعالی حتی یسمع کلام اللہ الخ یعنی اگر کوئی مشرک پناہ مانگے تو اُسکو پناہ دے یہانتک کہ کلام اللہ سنے پھر اُسکو الخ۔ اور یہ کہ کلام اللہ
مصاحف مین ہے بدلیل قولہ تعالی فی رق منشور اور مضمون آیات ادا نہین ہوسکتا (یعنی بیشک ہے) اور اسکی تفسیر مین اپنی رائے سے کلام
نہین ہوسکتا امام احمد بن حنبل اس امر سے منع کیا کرتے تھے کہ کوئی کہے کہ قرآن کی ساتھ میرا بولنا مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے تاکہ
سلف صالحین کی پیروی سے خارج ہوکر بدعت مین نہ پڑجاوے اور اب تو ایسے لوگون سے تعجب ہے جو اس امام کی پیروی کا دعوی کرتے
اور ایسے مسائل بدعتیہ مین گفتگو کرتے ہین عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ مین نے نو اصحاب رسول اللہ کو پایا جو فرماتے تھے۔ کہ جو کوئی کہے
کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے امام مالک بن انس رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے اُس سے توبہ کرائی جاوے اگر توبہ کرے تو
بہتر ورنہ وہ قتل کیا جاوے جعفر بن برقان نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز سے کسی نے بدعتون کو پوچھا تو فرمایا کہ تجھ پر واجب ہے کہ اسطرح عقیدہ رکھ جیسے
مکتب مین لڑکے اور دیہات مین اعراب ہوتے ہین اور ان دونون کے سوا سب سے غافل ہوجا عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ جب تو کسی قوم کو دیکھے
کہ علانیہ عام لوگون کو چھوڑ کر خاص طور پر دین مین خفیہ مشورہ کرتے ہین تو جان لے کہ یہ قوم کسی ضلالت کی بنیاد قائم کرنے کی فکر مین ہے سفیان الثوری
نے کہا ہے کہ مجھ کو حضرت عمرؓ سے یہ روایت پہونچی کہ اُنہونے اپنے بعض عاملون کو لکھا کہ مین تجھ کو وصیت کرتا ہون کہ اللہ تعالی کا تقوی رکھ اور سنت رسول اللہ صلعم

سہ شاید عمر بن عبد العزیز مراد ہین ۱۲

وترك ما احدث المحدثون بعدهم مما قد كفوا مؤونته واعلم ان من سن السنن قد علم ما في خلافها من الخطأ والزلل والتعمق فان السابقين الماضين عن علم توقفوا وببصر نافذ قد كفوا وفي رواية اخرى عن عمر وانهم كانوا على كشف الامور اقوى وما احدث الا من اتبع غير سبيلهم ورغب بنفسه عنهم لقد قصر دونهم اقوام فجفوا وطمح عنهم آخرون فغلوا وعن سفيان الثوري قال عليكم بما عليه الحمالون والنساء في البيوت والصبيان في الكتاب من الاقرار والعمل قال المصنف فان قال قائل هذا مقام عجز لا مقام الرجال فقد سلف جواب هذا وقلنا ان الوقوف على الحد ضرورة لان بلوغ ما يشتفي العقل من التعليل لم يدرك من غاص من المتكلمين في البحار ولذلك امروا بالوقوف على الساحل كما ذكرنا عنهم **ذكر تلبيس ابليس على الخوارج** **قال المصنف** اول الخوارج واقبحهم حالة ذو الخويصرة **وعن ابي سعيد الخدري** قال بعث علي من اليمن الى رسول الله صلى الله عليه وسلم بذهيبة في اديم مقروظ لم تخلص من ترابها فقسمها رسول الله صلى الله عليه وسلم بين اربعة بين زيد الخيل والاقرع بن حابس وعيينة بن حصن وعلقمة بن علاثة او عامر بن الطفيل شك عمارة فوجد من ذلك بعض اصحابه والانصار وغيرهم فقال رسول الله الا

**ترجمہ** اور وہ بدعتین چھوڑ دے رہنا جو بعد کو بدعتیون نے نکالی ہین جنکی محنت سے تمکی کفایت کی گئی تھی اور تو جان رکھ کہ جس کسی کو علم سنن کی مہارت ہی وہ خوب جانتا ہے کہ طریقۂ سنت سے مخالفت کرنے مین کیسی غلطی و لغزش اور بیکار کرید ہی چنانچہ اگلی بزرگون نے باوجود علم معرفت کے توقف کیا۔ اور باوجود دیکھنے والی نگاہ کی رک گئے **دوسری** روایت مین عمر (بن عبد العزیز) نے کہا کہ سلف سابقین ان امور کے ظاہر کرنے مین زیادہ قدرت رکھتے تھے اور جس نے کوئی بدعت نکالی یہ وہی شخص ہوگا جسنے انکی راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کی اور خود ان کی راہ سے بیرغبت ہو گیا۔ اور کچھ اقوام نے انکے طریقہ سے کوتاہی کی تو اپنے اوپر ظلم کیا اور کچھ لوگون نے ان کی حد سے زیادہ بڑھ جانے مین غلو کیا (تو یہ گمراہ ہوئے) **سفیان** الثوری نے کہا کہ تم لوگون پر لازم ہی کہ اُس عقیدہ و یقین پر رہو جسپر کاشتکار اور گھرون کی عورتین اور مکتب کے لڑکے رہتے ہین کہ ایمان کا اقرار کرتے اور عمل کئے جاتے ہین **مصنف** کہتا ہی کہ اگر کوئی کہے کہ یہ تو کم عقل و عاجز کا کام ہی اور مردون کا مقام نہین ہی (**جواب**) ہمنے پہلے ہی لکھ دیا اور کہدیا ہی کہ عمل پر ٹھیر جانا ضروری ہی اس لئے کہ جن متکلمین نے سمندرون مین غوطہ مارا وہ ہرگز اسی نہایت تک نہ پہونچ سکے جس سے پیاسے کی پیاس بجھ جاوے اسلئے انھون نے سب کو نصیحت کی کہ کنارہ پر ٹھیرے رہو چنانچہ ہمنے انکے اقوال ذکر کردیے مین **خوارج** پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ مصنف نے کہا کہ خوارج مین جو شخص سب سے اول ہوا اور سب سے بدتر تھا اسکا نام ذوالخویصرہ تھا **ابو سعید** خدریؓ سے روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کملائے ہوئے چمڑے کے تھیلے مین کافی سونا بھیجا یہ سونا خاک مین مخلوط تھا اس سے صاف نہین کیا گیا تھا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید خیل اور اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن اور علقمہ بن علاثہ یا عامر بن الطفیل چار آدمیون مین تقسیم کیا۔ عمارہ راوی کو شک ہے کہ علقمہ بن علاثہ کا نام لیا تھا کہ عامر بن الطفیل کا نام لیا تھا۔ اس وجہ سے بعض اصحاب انصار وغیرہ کو کچھ آزردگی ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ◆

الا تأمنونی وانا امین من فی السماء یاتینی خبر السماء صباحا ومساء ثم اتاه رجل غائر العینین مشرف الوجنتین ناشز الجبهة کث اللحیة مشمر الازار محلوق الرأس فقال اتق الله یا رسول الله فرفع راسه الیه وقال ویحک الیس احق الناس ان یتقی الله انا ثم ادبر فقال خالد یا رسول الله الا اضرب عنقه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فلعله یکون یصلی فقال انه رب مصل یقول بلسانه ما لیس فی قلبه فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لم اومر ان انقب علی قلوب الناس ولا اشق بطونهم ثم نظر الیه النبی صلی الله علیه وسلم وهو مقف فقال ها انه سیخرج من ضئضئ هذا قوم یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة قال المصنف هذا الرجل یقال له ذو الخویصرة التمیمی وفی لفظ انه قال له اعدل فقال له ویلک ومن یعدل اذا لم اعدل فهذا اول خارجی خرج فی الاسلام وآفته انه رضی برأی نفسه ولو وقف لعلم انه لا رای فوق رای رسول الله صلی الله علیه وسلم واتباع هذا الرجل الذین قاتلوا علی بن ابی طالب وذلک انه لما طالت الحرب بین علی ومعاویة ورفع اصحاب معاویة المصاحف ودعوا اصحاب علی الی ما فیها وقالوا تبعثون منکم رجلا

**ترجمہ** نے فرمایا کیا تم لوگ مجھے امین نہیں سمجھتے حالانکہ میں آسمان والے کا امین ہوں مجھے ہر صبح وشام آسمان سے خبر پہنچتی ہے پھر آپ کے پاس ایک شخص آیا جسکی آنکھیں گھسی ہوئی اور پیشانی ابھری ہوئی اور گالوں کا گوشت اٹھا ہوا تھا اور داڑھی کے بال بہت گھنے تھے اور ساق پر لنگی (ازار لنگی) باندھے اور سر گھٹائے تھا اُسنے آکر کہا کہ ای رسول اللہ تم خدا سے ڈرو اور انصاف کرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کیطرف سر اٹھا کر فرمایا کہ اری کیا خدا تعالی سے تقوی کرنے میں سب سے زیادہ میں لایق نہیں ہوں پھر وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا تو خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا میں اسکی گردن نہ ماردوں تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو تو خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا حضرت بعضے نمازی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ منہ سے وہ کہتے ہیں جو انکے دل میں نہیں ہوتا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کی دل چیر کے دیکھوں اور نہ انکے پیٹ پھاڑوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کیطرف نگاہ کی اور وہ پیٹھ پھیرے جا رہا تھا تو پھر فرمایا کہ تم آگاہ رہو کہ اس کے جتھے سے ایک قوم نکلے گی جو قرآن پڑھینگے وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اتریگا اور دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے نشانہ سے تیر نکل جاتا ہے **مصنف** نے کہا کہ یہ شخص جس نے اس طرح بے ادبی سے کلام کیا تھا۔ اس کا نام ذوالخویصرہ تمیمی تھا۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اُس نے آکر کہا کہ عدل کرو تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ارے تیرا بُرا ہو اگر میں بھی عدل نہ کروں تو کون شخص عدل کریگا **مصنف** نے کہا کہ دین اسلام میں یہ سب سے پہلا خارجی تھا۔ اور اُس کمبخت پر آفت یہ پڑی کہ وہ اپنے نفس کی راے پر نازاں ہوا اور اگر ٹھیرتا تو جان لیتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راے کے اوپر کسی کی راے نہیں ہوسکتی ہے۔ اسی خارجی شخص کے تابعین وہ لوگ تھے جنھوں نے حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا تھا اور اس کا قصہ یہ ہے کہ جب امیر المؤمنین علی اور معاویہ کے درمیان لڑائی بہت مدت تک قائم رہی تو معاویہ کے اصحاب نے مصاحف بلند کیے اور اصحاب علی رضہ کو دعوت دی کہ جو کچھ ان مصاحف مجید میں ہے اسپر ہم اور تم راضی ہو جاویں اور کہا کہ ایک شخص تم اپنے لوگوں میں سے بھیجو

ونبعث منا رجلا ثم یاخذ علیہما ان یعملا بما فی کتاب اللہ فقال الناس قد رضینا فبعثوا عمرو بن العاص
فقال اصحاب علی ابعث اباموسی فقال علی لا اری ان اولی اباموسی ھذا ابن عباس قالوا لا نرید
رجلا منک فبعث اباموسی واخر القضاء الی رمضان فقال عروۃ بن ادیۃ تحکمون فی امر اللہ الرجال لا
حکم الا للہ ورجع علی من صفین فدخل الکوفۃ ولم یدخل معہ الخوارج فاتوا حرورا فنزل بہا منہم
اثنا عشر الفا وقالوا لا حکم الا للہ وکان ذلک اول ظہورہم ونادی منادیہم ان امیر القتال شبث بن ربعی
التمیمی وامیر الصلوۃ عبد اللہ بن الکوا الیشکری وکانت الخوارج یتعبد الا ان اعتقادھم انہم
اعلم من علی بن ابی طالب وھذا مرض صعب **وعن ابن عباس** قال لما اعتزلت الخوارج دخلوا دارا
وھم ستۃ الاف واجمعوا علی ان یخرجوا علی ابن ابی طالب وکان لا یزال یجیئ انسان فیقول
یا امیر المؤمنین ان القوم خارجون علیک فیقول دعوھم فانی لا اقاتلہم حتی یقاتلونی وسوف
یفعلون فلما کان ذات یوم اتیتہ قبل صلوۃ الظہر فقلت لہ یا امیر المؤمنین ابرد بالصلوۃ

**ترجمہ** اور ایک شخص ہم اپنی طرف سے بھیجیں اور ان سے عہد لیں کہ وہ اللہ تعالی کی کتاب پر عمل کریں سب لوگوں نے کہا کہ ہم اسپر راضی
ہیں پھر اہل شام نے عمرو بن العاص کو بھیجا اور ادہر اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ابوموسی اشعری کو بھیجئے حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے نہیں ہی کہ ابوموسی کو بھیجو جو سادہ دل ہی یہ ابن عباس موجود ہی اسکو کیوں نہ بھیجو۔ لوگوں نے کہا کہ
انکو ہم نہیں چاہتے کیونکہ یہ تو آپ کی ذات کے مانند آپکا قرابتی ہے آخر آپنے ابوموسی اشعری کو بھیجا۔ اور حکم فیصلہ میں رمضان تک
تاخیر ہوئی پس عروہ بن ادیہ نے کہا کہ تم لوگ اللہ تعالی کے حکم میں لوگوں کو حاکم بناتے ہو اور اللہ تعالی فرماتا ہی ان الحکم
الا للہ حکم نہیں ہی سوائے اللہ تعالی کے ھ (اور یہ شخص مع اپنے تابعین کے جماعت سی خارج ہوگیا) اور جب حضرت علی رضی اللہ عنہ
مقام صفین سی واپس ہوکر کوفہ میں داخل ہوئے تو خوارج آپ کے ساتھ کوفہ میں داخل نہ ہوئے بلکہ موضع حرورا میں اپنا جتھا بہاں
تک کہ وہاں بارہ ہزار خوارج جمع ہوگئے اور کہنے لگے کہ لا حکم الا للہ اور یہی خوارج کے ظاہر ہونے کی ابتدا ہے اور خوارج کی
لشکر میں ان کے منادی نے آواز دی کہ قتال کرنے میں شبث بن ربعی تیمی سردار ہے اور نماز پڑہانے میں **عبد اللہ** بن الکوا
یشکری سردار ہے اور واضح ہو کہ خارجی لوگ بہت عبادت کیا کرتے تھے مگر انکا حماقت کا یہ اعتقاد تھا۔ کہ وہ لوگ علی بن ابیطالب
رضی اللہ عنہ سی بڑہکر عالم ہیں اور یہی انکا سخت مہلک مرض تھا **ابن عباس** رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ جب خوارج الگ ہوئے تو ایک حاطہ
میں جمع ہوئے اور وہ یہاں چھ ہزار تھے اور سب نے اتفاق کیا کہ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب پر خروج کریں اور لوگ ایک ایک دو دو
برابر آتے اور خبر دیتے کہ اے امیر المومنین یہ قوم آپ پر خروج کرنے والے ہیں تو حضرت امیر المومنین فرماتے کہ انکو چھوڑ دو میں
انسے قتال نہیں کرتا جب تک وہ مجھسے قتال نہ کریں یہ وقت قریب ہے کہ جب وہ لوگ خود ایسا کرینگے پھر ایک روز نماز
ظہر سے پہلے میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا اے امیر المومنین ذرا ظہر کی نماز میں ٹھنڈے وقت تک تاخیر کیجیے گا

لعلی ادخل علی هؤلاء القوم فاکلمهم فقال انی اخاف علیک فقلت کلا وکنت رجلا حسن الخلق لا اوذی احدا فاذن لی فلبست حلة من احسن ما یکون من التمنیة وترجلت فدخلت علیهم نصف النهار فدخلت علی قوم لم ار قط اشد منهم اجتهادا جباههم قرحة من السجود وایدیهم کانها ثفن الابل وعلیهم قمص مرحضة مشمرین مسهمة وجوههم من السهر فسلمت علیهم فقالوا مرحبا یا ابن عباس ما جاء بک قلت اتیتکم من عند المهاجرین والانصار ومن عند صهر رسول الله صلی الله علیه وسلم وعلیهم نزل القران وهم اعلم بتاویله منکم فقالت طائفة منهم لا تخاصموا قریشا فان الله عزوجل قال بل هم قوم خصمون فقال اثنان او ثلاثة لنکلمنه فقلت هاتوا ما نقمتم علی صهر رسول الله صلی الله علیه وسلم والمهاجرین والانصار وعلیهم نزل القران ولیس فیکم منهم احد وهم اعلم بتاویله قالوا ثلاثا قلت هاتوا قالوا اما احداهن فانه حکم الرجال فی امر الله وقد قال الله تعالی ان الحکم الا لله فما شان الرجال والحکم بعد قول الله فقلت هذه واحدة وماذا قالوا **واما الثانیة** فانه قاتل

ترجمہ میرا ارادہ ہے کہ شاید مین اس قوم خوارج کے پاس جاکر ان سے گفتگو کرون آپ نے فرمایا کہ مجھے ان کی طرف سے تیری ذات پر خوف ہے مین نے عرض کیا کوئی نہین آپ مجھ پر کچھ خوف نہ کیجیے اور مین ایک شخص نیک خلق ملنسار تھا کسیکو ایذا نہین دیتا تھا آپ نے مجھے اجازت دی تو مین نے بیش قیمت حلہ پہنا اور روانہ ہوکر اس قوم خوارج کے یہان پہونچا وہ دوپہر کا وقت تھا مین نے وہان ایسی قوم کو دیکھا جن سے بڑھکر عبادت مین کوشش کرنیوالی قوم مین نے نہ دیکھی تھی ان کی پیشانیون مین سجدے کی کثرت سے زخم پڑے تھے اور انکے ہاتھ گویا اونٹ کے دست تھے اور ان کے بدن پر حقیر قمیصین تھین اور ان کی ازارین ٹخنون سے بہت اونچی تھین اور راتون کو عبادت مین جاگنے سے انکے چہرے خشک ہو رہے تھے مین نے انکو سلام کیا تو انہون نے کہا کہ مرحبا ای ابن عباس آپ اسوقت کس غرض سے تشریف لائے ہین مین نے کہا کہ مین تمہارے پاس مہاجرین وانصار کے پاس سے آیا ہون اور رسول اللہ صلعم کے داماد کے پاس سے آیا ہون انھین لوگون پر قرآن نازل ہوا ہے اور یہ لوگ قرآن کے معنی تم سے زیادہ سمجھتے ہین میری گفتگو سنکر ان مین سے ایک قوم نے کہا کہ یہ شخص قریش مین سے ہے اور تم قریش سے مناظرہ مت کرو کیونکہ اللہ تعالی نے قریش کے حق مین فرمایا کہ (بل هم قوم خصمون) یعنی یہ لوگ جھگڑالو قوم ہین پھر انہین مین سے دو تین آدمیون نے کہا کہ نہین بلکہ ہم ان سے مباحثہ کرینگے تب مین نے کہا کہ تم لوگ وہ باتین پیش کرو جو تم نے عیب لگانے مین رسول اللہ کے داماد پر اور مہاجرین وانصار پر حالانکہ انہین لوگون پر قرآن نازل ہوا ہے اور انہین سے کوئی بھی تم مین شامل نہین ہے اور وہ لوگ قرآن کی تاویل تم سے زیادہ جانتے ہین **خوارج** نے کہا کہ وہ تین باتین ہین مین نے کہا کہ اچھا انکو بیان کرو کہنے لگے کہ ایک یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے خدا کے معاملہ مین لوگون کو ثالث فیصلہ کرنے والا بنایا اور اللہ تعالے کہتا ہے ان الحکم الا للہ یعنی حکم کسیکا نہین سوا اللہ تعالی کے تو اس قول الٰہی کے بعد آدمی کو حکم سے کیا تعلق رہا مین نے کہا کہ یہ تو ایک اعتراض ہوا باقی کیا ہے۔ کہنے لگے کہ دوسرا اعتراض یہ کہ علی رضی اللہ عنہ نے لوگون سے قتال کیا مگر نہ مخالفوں

ولم يسب ولم يغنم فلئن كانوا مؤمنين فما حل لنا قتالهم وسباهم والثالثة قالوا انه محى عن نفسه امير المؤمنين فان لم يكن امير المؤمنين فانه لامير الكافرين قلت هل عندكم غير هذا قالوا كفانا هذا قلت لهم اما قولكم حكم الرجال في امر الله انا اقرأ عليكم في كتاب الله ما ينقض قولكم اترجعون قالوا نعم قلت فان الله قد صير من حكمه الى الرجال في ربع درهم ثمن ارنب وتلى هذه الآية لا تقتلوا الصيد وانتم حرم الى آخر الآية وفي المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها الى آخر الآية فنشدتكم بالله هل تعلمون حكم الرجال في اصلاح ذات بينهم وفي حقن دمائهم افضل ام حكمهم في ارنب وبضع امرأة فايهما ترون افضل قالوا بل هذه قلت خرجت من هذه قالوا نعم قال واما قولكم قاتل ولم يسب ولم يغنم فتسبون امكم عائشة فوالله لئن قلتم ليست بامنا لقد خرجتم من الاسلام ووالله لئن قلتم لنسبينها ونستحل منها ما نستحل من غيرها لقد خرجتم من الاسلام فانتم بين ضلالتين ان الله تعالى قال النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم فان قلتم ليست بامنا لقد خرجتم من الاسلام قلت خرجت من هذه قالوا نعم

ترجمہ لونڈی غلام بنایا اور نہ انکا مال لیکر غنیمت جہادی ٹھیرایا۔ تو ہم پوچھتے ہین۔ کہ جن سے قتال کیا اگر وہ مومنین تھی تو البتہ ہمکو انسے لڑنا حلال نہین اور نہ اُنکو لونڈی غلام بنانا حلال ہے اور تیسرا اعتراض یہ ہے کہ علی رض نے ثالثی فیصلہ کا عہدنامہ لکھواتے وقت امیر المومنین کا لقب اپنے نام سے مٹا دیا پس وہ اگر امیر المومنین نہین ہین تو امیر الکافرین ہوے یعنی کافرون کے سردار مین نے پوچھا کہ کیا کچھ اسکے سوا ابھی باقی ہی خوارج نے کہا کہ بس یہی اعتراضات ہمکو کافی ہین مین نے کہا کہ پہلا قول تمہارا یہ کہ امر الٰہی مین علی رض نے لوگونکو حکم بنایا ہی بھلا اگر مین تم پر کتاب الٰہی سے ایسی آیات تلاوت کرون جن سے تمہارا قول ٹوٹ جائے تو کیا تم اپنے قول سے توبہ کرلوگے کہنے لگے کہ ہان مین نے کہا کہ اللہ تعالی نے ایک خرگوش کے معاملہ مین جسکی قیمت چوتھائی درم ہوتی ہے دو مردون کے حکم پر اسکا فیصلہ راجع کر دیا اور مین نے یہ آیت پڑھی لا تقتلوا الصید وانتم حرم الآیۃ یعنی احرام مین شکار کے قتل سے ممانعت فرمائی اور اگر کسی نے حرم کیا شاید ایک خرگوش مارا تو فرمایا کہ تم مین دو عادل مرد اس موقعہ پر جہان جانور مارا ہے اسکی قیمت کا فیصلہ کرین اور اللہ نے عورت اور اسکی شوہر کے نفاق کیصورت مین فرمایا وان خفتم شقاق بینهما الآیۃ یعنی مرد کی برادری سے ایک مرد اور عورت کی برادری سے ایک مرد بھیجو وہ دونون اُنکے معاملہ مین حکم کرین اب مین تم لوگونکو اللہ تعالی کی قسم دلاتا ہون۔ کہ بھلا مردونکا حکم لگانا اپنی درمیانی اصلاح حال مین اور خونریزی روکنے مین افضل ہے یا کہ ایک خرگوش مین اور ایک عورت کی بارہ گوشت مین افضل ہی مین نے کہا کہ اچھا مین تمہاری اس اعتراض کی جواب سے باہر ہوا کہنے لگے کہ ہان مین نے کہا کہ اب تمہارا یہ قول کہ علی رض نے قتال کیا اور قیدی و غنیمت حاصل نہ کی تو مین تمسے پوچھتا ہون کہ کیا تم اپنی مان ام المومنین عائشہ کو اپنی مملوکہ لونڈی بناؤگے واللہ اگر تم کہو کہ وہ ہماری مان نہین ہی تو تم اسلام سے خارج ہو۔ اور واللہ اگر تم یہ کہو۔ کہ ہم اُس کو مملوکہ بنا دینگے یا اُس سے بھی وہ بات حلال کرینگے جو دیگر عورتون سے حلال ہوا کرتی ہے۔ تو واللہ تم اسلام سے خارج ہوگئے تم تو دو گمراہیون کے بیچ مین گھرے ہو اور اللہ تعالے فرماتا ہے النبی اولی بالمومنین من انفسهم وازواجه امهاتهم یعنی مومنون کے حق مین پیغمبر اُن کی جان سے زیادہ پیارا اور حقدار ہے اور اسکی ازواج مطہرات اُنکی مائین ہین۔ پھر اب اگر تم کہو کہ ہماری مان نہین ہے۔ تو تم اسلام سے خارج ہو اب بتلاؤ کہ مین تمہاری اس اعتراض کے جواب سے باہر ہوا کہ نہین

قلت وما قولكم محى نفسه من امير المؤمنين فانا آتيكم بمن ترضون ان النبي صلى الله عليه وسلم يوم الحديبية
كاتب المشركين اباسفيان صخر بن حرب وسهيل بن عمرو فقال يا علي اكتب هذا ما اصطلح عليه محمد رسول الله فقال
المشركون والله ما نعلم انك رسول الله لو نعلم انك رسول الله ما قاتلناك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
اللهم انك تعلم اني رسولك امح يا علي اكتب هذا ما كاتب عليه محمد بن عبد الله فوالله لرسول الله خير من علي وقد محى نفسه
قال فرجع منهم الفان وخرج سائرهم فقتلوا وعن جندب الازدي قال لما عدلنا الى الخوارج ونحن مع علي بن
ابي طالب فانتهينا الى عسكرهم فاذا لهم دوي كدوي النحل من قراءة القرآن **قال المصنف** وفي رواية
اخرى ان عليا عليه السلام لما حكم اتاه من الخوارج زرعة بن البرج الطائي وحرقوص بن زهير السعدي
فدخلا عليه فقالا له لا حكم الا لله فقال علي لا حكم الا لله فقال له حرقوص تب من خطيئتك وارجع عن
قضيتك واخرج بنا الى عدونا نقاتلهم حتى نلقى ربنا ولئن لم تدع تحكيم الرجال في كتاب الله لاقاتلنك اطلب
بذلك وجه الله واجتمعت الخوارج في منزل عبد الله بن وهب الراسبي فحمد الله واثنى عليه
ثم قال ما ينبغي لقوم يؤمنون بالرحمن وينسبون الى حكم القرآن ان يكون عند هذه الدنيا

ترجمہ **میں** نے کہا کہ رہا تمہارا یہ قول کہ علی رضہ نے امیرالمومنین کا لفظ اپنے نام سے مٹا دیا تو میں تمہارے پاس ایسی عادل گواہ لاتا
ہوں جنکو تم مانتے ہو کہ جب حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکون کیساتھ صلح ٹھیرائی تو مشرکون کے سردار ابوسفیان صخر بن حرب و سہیل
بن عمرو وغیرہ کیساتھ عہدنامہ لکھوایا اور علی رضہ سے فرمایا کہ لکھو ہذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ یعنی یہ وہ صلحنامہ ہے جو محمد رسول اللہ نے اور الخ۔
تو مشرکون نے کہا کہ واللہ یہ ہم نہیں جانتے کہ تم رسول اللہ ہو اور اگر ہم یہی جانتے کہ تم رسول اللہ ہو تو ہم تم سے قتال نہ کرتے تو آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں رسول اللہ ہوں۔ پھر فرمایا کہ اے علی اسکو مٹا دے اور یون لکھ کہ یہ وہ صلحنامہ ہے جو محمد بن عبداللہ نے اور اہل مکہ نے لکھا الخ
اب تم دیکھو کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضہ سے بہتر ہیں اور رسول اللہ کا لفظ اپنے نام مبارک سے محو کرا دیا حالانکہ اس سے وہ رسول اللہ
ہونے سے خارج نہیں ہو گئے۔ **ابن عباس** رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے پھر خوارج میں سے دو ہزار آدمی توبہ کرکے واپس آئے
اور باقی اپنی گمراہی پر مقتول ہوئے **جندب** الازدی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم لوگ حضرت علی کے ساتھ خوارج پر چڑھائی کرکے
گئے۔ اور ان کے لشکرگاہ کے قریب پہونچے تو ان کی تلاوت قرآن کی آوازیں اس کثرت سے آتی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ
ہوتی ہے مصنف کہتا ہے کہ دیگر روایت میں ہے کہ جب علی رضہ نے ثالثی فیصلہ ٹھیرایا تو خوارج میں سے زرعہ بن البرج الطائی اور حرقوص بن زہیر السعدی دونوں حضرت
علی رضہ کے پاس آئے اور کہا کہ لاحکم الا للہ حضرت علی رضہ نے فرمایا کہ ہاں لاحکم الا للہ تو حرقوص نے کہا کہ آپ اپنے گناہ سے توبہ کیجئے اور اس توقف سے رجوع کیجئے اور ہمکو لیکر
دشمنوں پر چلئے ہم اُن سے یہانتک قتال کرینگے کہ اپنے رب تعالیٰ سے مل جاویں اور اگر آپ یہ لوگوں کا فیصلہ نہ چھوڑینگے کہ کتاب الٰہی
میں حکم لگاویں۔ تو ہم خالص رضائے الٰہی کے واسطے آپ سے قتال کرینگے پھر خوارج جاکر عبداللہ بن وہب الراسبی کے
گھر میں جمع ہوئے اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر کہا کہ جو قوم حضرت باری تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہو اور حکم قرآن کی مائل ہو اسکو نہیں چاہئے کہ اس دنیا

التي ابتزرها عنا ان غضبنا لله من الامر بالمعروف ونهي عن المنكر والقول بالحق فاخرجوا بنا فكتب اليهم علي عليه السلام اما بعد فان هذين الرجلين الذين ارتضينا حكمين قد خالفا كتاب الله واتبعا اهواءهما ونحن على الامر الاول فكتبوا اليه انك لم تغضب لربك وانما غضبت لنفسك فان شهدت على نفسك بالكفر واستقبلت التوبة نظرنا فيما بيننا وبينك والا فقد نابذناك على سواء والسلام ولقي الخوارج في طريقهم عبد الله بن خباب فقالوا هل سمعت من ابيك حديثا يحدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم تحدثناه قال نعم سمعت ابي يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه ذكر فتنة القاعد فيها خير من القائم والقائم فيها خير من الماشي والماشي فيها خير من الساعي فان ادركت ذلك فكن عبد الله المقتول قالوا أأنت سمعت هذا من ابيك يحدثه عن رسول الله قال نعم فقدموه الى شفير النهر فضربوا عنقه فسال دمه كانه شراك نعل وبقروا بطن ام ولده عما في بطنها وكانت حبلى ونزلوا تحت نخل مواقير فسقطت رطبة فاخذها احدهم فقذف بها في فيه فقال احدهم بغير حلها وبغير ثمنها فلفظها من فيه واخترط احدهم سيفه فاخذ يهزه فمر به خنزير لاهل الذمة فضربه به فقالوا هذا فساد في الارض فلقي صاحب الخنزير فارضاه فبعث اليهم علي عليه السلام اخرجوا الينا قاتل عبد الله بن خباب

ترجمہ کے واسطے امر معروف اور نہی منکر اور حق بات کہنا چھوڑ دیے اب ہم تم سب چلو نکل کھڑے ہوں پھر حضرت علی رضہ نے انکو لکھا کہ اما بعد یہ دونو آدمی جو باہمی رضامندی سے حَکَم بنائے گئے تھے انہون نے کتاب الٰہی کے خلاف کیا اور اپنی خواہش نفس کی پیروی کی اور اب ہم اپنی اول حالت پر ہین خوارج نے جواب لکھا کہ آپکو اپنے رب عزوجل کیواسطے کچھ غیظ نہین آیا بلکہ یہ اپنی نفس کیواسطے آپ کا غصہ ہے اب اگر آپ اپنی نفس پر گواہی دین کہ ہم کافر ہوگئے تھے اور نئے سرے سے توبہ کرو تو البتہ ہم اپنے اور آپ کے معاملہ مین غور کرین ورنہ ہم اعلان سے تمکو اطلاع دیتے ہین کہ ہمارے تمہارے درمیان لڑائی و قتال ہے خوارج جب راستہ مین جاتے تھے تو عبد اللہ بن خباب رضہ سے ملاقات ہوئی انہون نے عبد اللہ کو گرفتار کیا اور کہا کہ تونے اپنی باپ سے کوئی حدیث سنی جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہو وہ ہم سے بیان کر عبد اللہ نے کہا کہ ہان مین نے اپنی باپ سے سنا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے ایسے فتنہ عظیم کا ذکر کیا جسمین بیٹھ جانیوالا کھڑے سے بہتر ہوگا اور کھڑا بہ نسبت چلنے والے کے بہتر ہوگا اور چلنے والا بہ نسبت دوڑنیوالے کے بہتر ہوگا اگر تجھکو یہ فتنہ پہونچے تو تجھکو چاہیے کہ مقتول بندہ ہو جاے تو خوارج نے کہا کہ کیا تو نے یہ حدیث اپنے باپ سے سنی جو رسول اللہ سے روایت کرتا تھا عبد اللہ نے کہا کہ ہان تو خوارج نے اسکو نہر کے کنارے کھڑا کر کے گردن ماردی چنانچہ اسکا خون نہر مین اسطرح رواں ہوا جیسے جوتی کا تسمہ ہوتا ہے اور اسکی جورو حاملہ تھی اسکا پیٹ پھاڑ دیا اور چلکر ایک ذمی کے باغ مین اُترے درخت سے پھل گرا اسکو ایک نے اپنے منہ مین ڈال لیا تو دوسرے نے کہا کہ بحلیت اور بغیر دام کے اسکو کھاتا ہے اسنے فوراً منہ سے نکال پھینکا یعنی ان جاہلونکی یہ کیفیت تھی کہ ایک پھل کا یہ لحاظ اور عبد اللہ بن خباب کی خونریزی کا وہ حال تھا پھر انمین سے ایک نے اپنی تلوار نکالکر ہلائی اور ذمی کا خنزیر وہان جاتا تھا اسپر ایک سوار تلوار آزمائی تو دوسرے نے کہا کہ یہ ملک مین فساد کرنا ہے یعنی حرام ہے تو اسنے جاکر سور کے مالک کو تلاش کر کے اسکو جسطرح ہو سکا راضی کر لیا اور جب یہ سن چکا تو پھر حضرت امیر المومنین علی نے انکے پاس آدمی بھیجا کہ جس شخص نے عبد اللہ بن خباب کو قتل کیا ہے اسکو قصاص

فقالوا كلنا قتلناه فنادا هم ثلثا كل ذلك يقولون هذا القول فقال علىؑ لاصحابه دونكم القوم فما لبثوا ان قتلوهم وكانوا وقت القتال يقول بعضهم لبعض تهيئوا للقاء الرب الروح الرواح الى الجنة وخرج على عليه السلام بعدهم جماعة منهم فبعث اليهم من قاتلهم ثم اجتمع عبد الرحمن بن ملجم باصحابه فذكروا اهل النهروان فترحموا عليهم وقالوا والله ما قنعنا بالبقاء فى الدنيا شيئا بعد اخواننا الذين كانوا لا يخافون فى الله لومة لائم فلو انا شرينا انفسنا لله والتمسنا الخيرة هذه الائمة الضلال فثارنا بهم اخواننا وارحنا منهم العباد وعن محمد بن سعد عن اشياخ له قالوا انتدب ثلثة نفر من الخوارج عبد الرحمن بن ملجم والبرك بن عبد الله وعمرو بن بكير التميمى فاجتمعوا بمكة وتعاهدوا وتعاقدوا لنقتلن هؤلاء الثلثة على ومعوية وعمرو بن العاص ويريحوا العباد منهم فقال ابن ملجم انا لكم بعلى وقال البرك انا لكم بمعوية وقال عمرو انا لكم بعمرو فتواثقوا الا ينكص رجل منهم عن صاحبه فقدم ابن ملجم الكوفة فلما كانت الليلة التى عزم على قتله فيها خرج على عليه السلام لصلوة الصبح فضربه على قرنه فوصل الى دماغه فقال على لا يفوتنكم الرجل فاخذ فقالت ام كلثوم يا عدو الله

ترجمہ خوارج نے جواب بھیجا کہ ہم سب نے انکو قتل کیا ہے پھر حضرت امیر المومنین نے انکو تین مرتبہ اسیطرح آواز دی اور ہر بار خوارج نے یہی جواب دیا تب حضرت امیر المومنین رض نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ اب تم اس قوم کو لو پس ذرا سی دیر میں سب خوارج مارے گئے (یہ واقعہ نہروان ہے) اور خوارج لڑائی شروع ہونے کے وقت ایک دوسرے کو وعظ کرتے تھے کہ اپنے رب سے ملنے کے لئے آراستہ ہو اور چلو جنت کو چلو پھر ان خوارج کے مقتول ہونیکے بعد ایک جماعت دیگر خارج ہوئی تو آپنے ایک سردار کو اسکے قتال کے واسطے روانہ کیا پھر عبد الرحمان ملجم اور اسکے ساتھی جمع ہوئے اور اپنے بھائیوں پر جو نہروان میں مارے گئے تھے رحمت بھیجی اور کہنے لگے کہ ہمکو اب دنیا میں زندگی کا کیا لطف ہے جبکہ ہمارے وہ بھائی مارے گئے جو اللہ کے معاملہ میں کسی ملامتی کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے اب ہمکو چاہیئے کہ خدا سے اپنی جانیں جنت کے بدلے خریدیں اور موقع تلاش کریں جب ان گمراہ سرداروں (حضرت علی و معاویہ وغیرہ) کو غافل پاویں تو اپنے بھائیوں کے عوض انکو قتل کرکے بندگان خدا کو راحت پہونچاویں محمد بن سعد نے اپنے مشائخ سے روایت کی کہ خوارج کے تین سرداروں نے دیہات میں رہنا اختیار کیا تھا انکا نام عبد الرحمن بن ملجم اور برک بن عبد اللہ اور عمرو بن بکر التمیمی تھا یہ لوگ مکہ میں ایام حج میں جمع ہوئے اور باہم عہد و میثاق باندھا کہ جسطرح ہو سکے تین آدمیوں یعنی حضرت علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص کو قتل کریں اور مخلوق کو ان سے راحت پہنچاویں ان میں سے عمرو نے کہا کہ عمرو بن العاص کے قتل کا ضامن ہوں اور برک نے کہا کہ میں معاویہ کے قتل کا ضامن ہوں اور ابن ملجم مردود نے کہا کہ میں علیؑ کے قتل کا ضامن ہوں پس سب نے عہد کیا کہ جس نے جس کے قتل کا ذمہ لیا ہے اس میں عہد شکنی نکریگا۔ پھر ابن ملجم کوفہ میں آیا۔ اور جب وہ رات آئی جس میں ابن ملجم نے حضرت علی رض کے شہید کرنے کا عزم مصمم کر لیا تھا۔ تو حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ صبح کی نماز کے واسطے مسجد کی طرف نکلے اور ابن ملجم مردود نے آپ کو تلوار ماری جو آپکے قرن مبارک سے پیشانی مبارک تک پڑی۔ اور بتقدیر ربانی دماغ مبارک تک پہونچ گئی آپ نے آواز دی کہ یہ شخص نکلنے نہ پائے۔ پس وہ پکڑا گیا پس ام کلثوم (آپ کی صاحبزادی) نے فرمایا کہ اے دشمن خدا تو نے

قتلت امیر المؤمنین قال ما قتلت الا اباك قالت والله انی لارجوا ان لا یکون علی امیر المؤمنین باس قال فلم تبکین اذن ثم قال والله لقد سممته شهرا یعنی سیفه فان اخلفنی فابعده الله واسحقه فلما مات علی اخرج ابن ملجم لیقتل فقطع عبد الله بن جعفر یدیه ورجلیه فلم یجزع ولم یتکلم فکحل عینیه بمسمار محمی فلم یجزع وجعل یقرأ اقرأ باسم ربك الذی خلق خلق الانسان من علق حتی ختمها وان عینیه لتسیلان فعولج علی قطع لسانه فجزع فقیل له لم تجزع قال اکره ان اکون فی الدنیا فواقا لا اذکر الله وکان رجلا اسمر فی جبهته اثر السجود قال المصنف قلت ولما اراد الحسن ان یصالح معویة خرج علیه من الخوارج الجراح بن سنان وقال اشرکت کما اشرك ابوك ثم طعنه فی اصل فخذه وما زالت الخوارج تخرج علی الامراء ولهم مذاهب مختلفة وکان اصحاب نافع بن الازرق یقولون نحن مشرکون ما دمنا فی دار الشرك فاذا خرجنا فنحن مسلمون قالوا ومخالفونا فی المذهب مشرکون ومرتکبوا الکبائر مشرکون والقاعدون عن موافقتنا فی القتال کفرة واباح هؤلاء قتل النساء والصبیان من المسلمین وحکموا علیهم بالشرك وکان نجدة بن عامر الثقفی من القوم فخالف نافع بن الازرق وقال بتحریم دماء المسلمین واموالهم وزعم ان اصحاب الذنوب من موافقیه معذبون فی غیر نار جهنم وان نار الجحیم لا یدخلها الا مخالفوه فی مذهبها

ترجمہ امیر المؤمنین کو قتل کیا اس مردود نے کہا کہ مین نے تو فقط تیری باپ کو مارا ہی۔ ام کلثوم نے فرمایا کہ مجھی امید ہے کہ امیر المؤمنین پر اس زخم سے کچھ خوف کا مقام نہ ہوگا۔ ابن ملجم بولا کہ پھر تو کیون روتی ہے۔ پھر بولا کہ واللہ مین نے اس تلوار کو ایک مہینہ سے زہر مین برابر بجھا دیے ہین اگر اب بھی اُسنے کام نہ کیا تو خدا اسکا برا کرے پھر جب علی رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو ابن ملجم قیدخانے سے نکالا گیا تا کہ قتل کیا جاوے پس عبد اللہ بن جعفر نے اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے تو اُسنے کچھ جزع نہ کیا۔ اور نہ بولا۔ پھر گرم سیخ سے اسکی آنکھوں مین سلائی پھیری تو بھی جزع نہ کیا اور اقرا باسم ربک الذی خلق پڑھتا رہا۔ یہانتک کہ ختم کردی اور اس حالت مین اسکی آنکھونسے مواد جاری تھا پھر اُسکی زبان کاٹنے کا قصد کیا تو وہ گھبرانے لگا۔ اس سے پوچھا گیا تو کہا کہ مجھی یہ گوارا نہین ہوتا کہ دنیا مین کچھ دیر ایسی حالت مین رہون کہ اللہ کا ذکر نہ کر سکون اور ابن ملجم ایک شخص گندم گون تھا جسکے چہرے پر سجدہ کا گھٹا تھا مصنف نے کہا کہ جب حضرت حسن بن علی نے چاہا کہ معاویہ سے صلح کر لین تو امیر المؤمنین حسنؓ پر بھی ایک خارجی جراح بن سنان نے خروج کیا اور نیزہ مارا جو آپ کی ران مبارک کی جڑ مین پڑا اور کہا کہ تم نے بھی اپنے باپ کی طرح سے شرک اختیار کیا الغرض خوارج برابر امراء اسلام پر خروج کرتے رہے اور انکے مختلف مذاہب ہوئے اور نافع بن الازرق خارجی کی ساتھی یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب تک ہم لوگ شرک کے ملک مین رہین تب تک مشرک ہین اور جب ملک شرک سے نکل جاوین تو مومن ہین اور کہتے تھے کہ جو کوئی ہمارے مذہب سے مخالف ہو وہ مشرک ہی اور جس کسی سے کبیرہ گناہ سرزد ہو وہ مشرک ہی اور جو کوئی لڑائی مین ہمارے ساتھ نہ ہو وہ کافر ہے اور اس فرقہ خوارج نے بچون و عورتون کا قتل کرنا بھی جائز رکھا ہی اور انکو مشرک قرار دیا اور اس قوم مین نجدہ بن عامر الثقفی تھا اس نے نافع بن الازرق کی خلاف کیا اور کہا کہ مسلمانون کی جان و مال حرام ہین اور دعوی کیا کہ اسکی موافقت کرنیوالون مین سے جو گنہگار ہو وہ جہنم کی آگ کی سوا دوسری آگ سے عذاب کیا جائیگا اور جہنم مین وہی جاوینگے جو اسکے مذہب سے مخالف ہین۔

وقال ابراهيم الخارجي قومنا كفار ويحل لنا مناكحتهم ومواريثهم كما كان الناس في بدء الاسلام وكان بعضهم يقول لو ان رجلا اكل من مال يتيم فلسين وجبت له النار ولو قتله او قطع يديه وبقر بطنه لم يجب له النار لان الله اوعد على ذلك النار۔ قال المصنف ولهم قصص تطول ومذاهب عجيبة لم ار التطويل بذكرها وانما المقصود النظر في حيل ابليس وتلبيسه على هؤلاء الحمقى الذين عملوا بواقعاتهم واعتقدوا ان علي بن ابي طالب على الخطأ وانهم على الصواب واستحلوا دماء الاطفال ولم يستحلوا اكل ثمرة بغير ثمنها وتعبوا في العبادات وسهروا وجزع ابن ملجم عند قطع لسانه من فوات الذكر واستحل قتل علي عليه السلام ثم شهروا السيوف على المسلمين ولا العجب من اقتناع هؤلاء بعلمهم واعتقادهم انهم اعلم من علي عليه السلام فقد قال ذو الخويصرة لرسول الله صلى الله عليه وسلم اعدل فما عدلت وما كان ابليس ليهتدي الى هذه المخازي نعوذ بالله من الخذلان وعن ابي سعيد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يخرج قوم فيكم يحقرون صلاتكم مع صلوتهم وصيامكم مع صيامهم واعمالكم مع اعمالهم يقرؤن القران لا يجاوز حناجرهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية اخرجاه في الصحيحين وعن عبد الله بن ابي اوفى قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الخوارج كلاب اهل النار

---

ترجمہ ابراہیم الخارجی نے کہا کہ قوم کفار ہین اور ہمکو ان کے ساتھ نکاح بیاہ کرنا اور میراث کا حصہ بانٹ کرنا جائز ہے جیسے ابتدا اسلام مین جائز تھا اور بعض خارجی کا قول تھا کہ اگر کسی نے یتیم کے مال سے دو پیسے کھا لیے تو اس پر جہنم کی آگ واجب ہو گی اس لئے اللہ تعالی نے اُسپر آتش جہنم کی وعید فرمائی ہے اور اگر یتیم کو قتل کرے یا اُس کے ہاتھ کاٹے یا پیٹ پھاڑے تو اُسپر جہنم واجب نہین ہے مصنفؒ نے کہا کہ خارجیون کے قصص طویل ہین اور عجیب مذاہب ہین جنکے ان کے ذکر مین طول دینا بیفائدہ سمجھا۔ اور مقصود تو فقط اسی قدر ہے کہ ابلیس نے کسطرح اپنے حیلے وتلبیس ان احمقون پر ڈالے جس سے اُنکی لڑائیان لڑی اور یہ اعتقاد کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غلطی پر ہین۔ اور یہ احمق خوارج راہ صواب پر ہین اور اُنہون نے بچون کا خون بہانا حلال جانا اور ایک پھل بغیر دامون کے کھانا حلال نہین جانا اور راتونکو عبادات مین او بیداری مین تعب وتکلیف اُٹھائی اور ابن ملجم مردود کو اُس کی زبان کاٹے جانے کے وقت اس لئے گھبراہٹ ہوئی کہ ذکر کرنا جاتا رہیگا اور اُسنے حضرت علی رضؓ کا قتل کرنا حلال سمجہا تھا پھر اُنہون نے مسلمانون پر تلوار کھینچی اور اگر ان خوارج نے اپنے علم واعتقاد پر غرہ کیا کہ وہ حضرت علیؓ سے بڑہ کر ہین تو کیا عجب ہے ان سے بڑہکر انکا پیشوا ذو الخویصرہ تھا جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ تم نے عدل نہین کیا ہے انصاف کرو اور ابلیس کو کہان یہ بے ادبیان سوجھی تھین اللہ تعالی بدبختی سے ہمکو پناہ دے ابو سعید خدری نے آنحضرت صلعم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ تم مین ایک قوم ایسی نکلیگی کہ اُن کی نماز کے مقابلہ مین تم اپنی نماز حقیر سمجھو گے اور اُن کے روزہ کے مقابلہ مین اپنا روزہ حقیر سمجھو گے اور اُنکے اعمال کے مقابلہ مین اپنے اعمال حقیر سمجھو گے وہ لوگ قرآن پڑہینگے تو ان کے حلق سے نیچے نہین اتریگا اور وہ دین سے ایسے نکلجاوینگے جیسے نشانہ سے تیر نکلجاتا ہے چنانچہ صحیحین مین یہ حدیث موجود ہے۔ عبد اللہ بن ابی اوفی نے رسول صلعم سے روایت کی کہ خوارج جہنمیون کے کتے ہین

فصل قال المصنف ومن رأى الخوارج انه لا يختص الامامة بشخص الا ان يجتمع فيه العلم والزهد فاذا اجتمعا كان اماما ولو كان نبطيا ومن رأى هؤلاء اخترعت المعتزلة في التحسين والتقبيح الى العقل وان العدل ما يقتضيه ثم حدث القدرية في زمن الصحابة وصار معبد الجهني وغيلان الدمشقي والجعد بن درهم الى القول بالقدر ونسج على منوال معبد الجهني واصل بن عطاء وانضم اليه عمرو بن عبيد وفي ذلك الزمان حدثت سنة المرجئة حين قالوا لا يضر مع الايمان معصية كما لا ينفع مع الكفر طاعة ثم طالعت المعتزلة مثل ابي الهذيل العلاف والنظام ومعمر والجاحظ كتب الفلاسفة في زمان ملوك المامون واستخرجوا منها فخلطوه باوضاع الشرع مثل لفظ الجوهر والعرض والزمان والمكان والكون واول مسئلة اظهروها القول بخلق القرآن وحينئذ سمي هذا الفن علم الكلام قلت هذه المسئلة من مسائل الصفات مثل العلم والقدرة والحياة والسمع والبصر فقال قوم هي معان زائدة على الذات ونفتها المعتزلة وقالوا عالم لذاته قادر لذاته وكان ابو الحسن الاشعري على مذهب الجبائي ثم انفرد عنه الى مثبتي الصفات ثم اخذ بعض مثبتي الصفات في اعتقاد التشبيه واثبات الانتقال في النزول ذكر تلبيسه على الرافضة قال المصنف وكما لبس ابليس على هؤلاء الخوارج حتى قاتلوا علي بن ابي طالب حمل

ترجمہ فصل مصنفؒ نے کہا کہ خوارج کی رای یہ بھی ہی کہ امام ہونا ایک شخص مین مختص نہین ہو سکتا مگر جب کہ اُسمین علم و زہد جمع ہو تب وہ البتہ امام ہوگا اگرچہ وہ عجم کے کسانون مین سے ہو اور انہین خوارج کے رائے سے معتزلہ نے یہ قول نکالا کہ بھلی و برائی کا حکم لگانا عقل کے اختیار مین ہے اور عدل وہی ہے جسکو عقل مقتضی ہو۔ پھر یہ **قدریہ** فرقہ نکلا اُس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اور معبد الجہنی و غیلان دمشقی و جعد بن درہم نے قدریہ کا قول کہا (یعنی بندہ سب امور کا خود مختار ہے جیسا کرے ویسا ہو جاوے) اور معبد الجہنی کی بناوٹ پر واصل بن عطاء نے تانا تانا اور عمرو بن عبید بھی انمین مل گیا۔ اور اسی زمانہ مین **مرجیہ** فرقہ نکلا جن کا یہ قول ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہین کرتا جیسے کفر کے ساتھ مین کوئی بندگی مفید نہین ہوتی ہے **پھر** مامون عباسی وغیرہ کے زمانہ مین معتزلہ نے مانند ابو الہذیل علاف اور نظام و معمر و جاحظ وغیرہ نے فلاسفہ کی کتابین مطالعہ کر کے اسمین سے مانند لفظ جوہر و عرض و زمان و مکان و کون وغیرہ نکالکر ان کو شرعی مسائل مین ملایا اور پہلا مسئلہ جو ظاہر کیا وہ قرآن مخلوق ہونیکا مسئلہ ہے اور اُسی وقت سے اس حرکت کا نام علم کلام رکھا اور ان دونون مسائل کے ساتھ مین تیسرا مسئلہ صفات کا نکالا جیسے علم و قدرت و حیات و سننا و دیکھنا چنانچہ ایک قوم نے کہا کہ یہ سب ذات کے اوپر زائد معانی ہین اور معتزلہ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ اپنی ذات سے عالم ہے اور اپنی ذات سے قادر ہے۔ **ابو الحسن الاشعری** پہلے جُبائی معتزلی کے مذہب پر تھے پھر اُس سے جدا ہو کر ان لوگون مین آ گئے جو صفات کو ثابت کرتے ہین۔ پھر بعضے صفات ثابت کرنے والون نے تشبیہ کا اعتقاد نکالنا شروع کیا اور انتقال و نزول کے مسئلہ مین کہ نزول کر کے اُس سے زائل ہونے کا اعتقاد نکالا **ذکر تلبیس ابلیس بر روافض** مصنفؒ نے کہا کہ جیسے ابلیس نے خوارج پر تلبیس کی تو اُنہون نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قتال کیا۔ اسی طرح ان کے برعکس ایک

الآخرين على الغلو في حبه فزادوا على الحد فمنهم من كان يقول هو الاله ومنهم من يقول هو خير من الانبياء ومنهم من
حمله على سب ابي بكر وعمر حتى ان بعضهم كفّر ابا بكر وعمر الى غير ذلك من المذاهب السخيفة التي يرغب عن تضييع الزمان
بذكرها وانما نشير الى بعضها **وعن** اسحاق بن محمد النخعي الاحمر كان يقول ان عليا هو الله عز وجل وبالمدائن جماعة من
الغلاة يعرفون بالاسحاقية ينسبون اليه قال الخطيب ووقع الى كتاب لابي محمد الحسن بن يحيى النوبختي من تصنيفه في
الرد على الغلاة وكان النوبختي هذا من متكلمي الشيعة الامامية فذكر اصناف مقالات الغلاة الى ان قال وقد كان ممن جود
الجنون في الغلو في عصرنا اسحق بن محمد المعروف بالاحمر كان يزعم ان عليا هو الله وانه يظهر في كل وقت فهو الحسن في
وقت وكذالك هو الحسين وهو الذي بعث محمدا صلى الله عليه وسلم **وقال المصنف** قلت وقد اعتقد جماعة من الرافضة
ان ابا بكر وعمر كانا كافرين وقال بعضهما ارتدا بعد موت رسول الله صلى الله عليه وسلم ومنهم من يقول بالتبري من غير
علي وقد روينا ان الشيعة طالبت زيد بن علي بالتبري ممن خالف عليا في امامته
فامتنع من ذلك فرفضوه فسموا الرافضة ومنهم اقوام قالوا الامامة في موسى ابن جعفر ثم
في ابنه علي ثم الى محمد بن علي ثم الى علي بن محمد

ترجمہ قوم کو تلبیس میں ڈالا جنہون نے حضرت علی رض کی محبت مین یہانتک غلو کیا کہ حد سے بڑھا دیا چنانچہ **بعض** رافضی نے کہا کہ
علی اله ہے **بعض** نے کہا کہ وہ انبیاء سے افضل ہے **بعض** روافض کو شیطان نے اُبھارا تو وہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو برا کہنے لگا۔ بلکہ
بعض نے ان دونوں بزرگون کو کافر کہا۔ اور اسی قسم کے بیہودہ مذاہب باطلہ ان روافض مین بہت ہین یہانتک ان کے بیان مین
وقت ضائع ہو [illegible] میری غرض تو یہ ہے کہ تلبیس ظاہر کرنے کے لیئے کچھ ذکر کردون **اسحاق** بن محمد نخعی احمر کہا کرتا تھا کہ علی ہی اللہ
عز وجل ہے اور مدائن مین ایک جماعت اسی اسحاق گمراہ کی طرف منسوب ہے **خطیب**ؒ نے کہا کہ مجھے ابو محمد حسن بن یحیی النوبختی کی
ایک کتاب ملی تھی جس مین غلاة روافض پر رد کیا تھا اور یہ شخص نوبختی مصنف خود متکلمین شیعہ امامیہ مین سے ہے پس اُسنے
غلو کرنیوالے روافض کے مقالات نقل کرنے شروع کیئے یہانتک کہ اُس نے لکھا کہ ہمارے زمانہ مین جسکو غلو کے جنون نے کھینچ لیا ہے
ایک شخص اسحٰق بن محمد معروف باحمر ہے اس کا گمان یہ تھا کہ علی ہی اللہ تعالی ہے اور وہی ہر وقت مین ظہور کرتا ہی چنانچہ ایک
وقت مین حسن کی شکل مین ظاہر ہوا تھا۔ اور دوسرے وقت حسین کی شکل مین ظاہر ہوا اور اُسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر کرکے
بھیجا تھا۔ **مصنف** کہتا ہی کہ روافض مین سے ایک فرقہ کا یہ اعتقاد ہی کہ ابوبکر و عمر کافر تھے اور **بعض** نے کہا کہ نہین بلکہ بعد رسول اللہ
صلعم کے مرتد ہوگئے اور **بعض** روافض کا یہ قول ہے کہ سوائے علی رض کے سب سے تبرا و بیزاری کرتے مین ہمکو صحیح روایت پہونچی کہ
شیعہ نے زید بن علی رض سے درخواست کی کہ آپ ان لوگون سے تبرا کرین جنہون نے علی رض کی امامت مین مخالفت کی ورنہ ہم آپکو رفض
(ترک) کرینگے آپ نے اس بات سے انکار کیا۔ تو ان شیعون نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اس لیئے اس فرقہ کا نام رافضہ
ہوا اور روافض مین **بعضے** اقوام کا یہ قول ہی کہ امامت موسی بن جعفر مین تھی پھر آپ کے فرزند علی مین آئی پھر ان کے بیٹے محمد مین

ثم الى الحسن بن محمد العسكري ثم الى ابنه محمد وهو الثاني عشر الامام المنتظر الذي يزعمون انه لم يمت و
انه سيرجع في اخر الزمان فيملأ الارض عدلا وكان ابو منصور العجلي يقول بانتظار محمد بن علي الباقر ويدعي انه
خليفة وانه عرج به الى السماء فمسح الرب بيده على راسه ويزعم انه الكسف الساقط من السماء ومنهم
طائفة من الرافضة يقال لها الجناحية وهم اصحاب عبد الله بن معاوية بن عبد الله بن جعفر ذي الجناحين يقولون
ان روح الاله دارت في اصلاب الانبياء والاولياء الى ان انتهى الى عبد الله وانه لم يمت وهو المنتظر ومنهم طائفة يقال
لها الغرابية يثبتون شركته في النبوة وطائفة يقال لها المفوضة يقولون ان الله تعالى خلق محمدا ثم فوض خلق العالم
اليه وطائفة يقال لها الذمية يذمون جبرئيل ويقولون كان مامورا بالنزول الى علي فنزل الى محمد ومنهم
من يقول ان ابا بكر ظلم فاطمة ميراثها وقد روينا عن السفاح انه خطب يوما فقام رجل من آل علي رضي الله عنه فقال
يا امير المؤمنين اعدني على من ظلمني قال ومن ظلمك قال انا من اولاد علي رضي الله عنه والذي ظلمني ابو بكر حين اخذ فدك من فاطمة
قال ودام على ظلمك قال نعم قال ومن قام بعده قال عمر قال ودام على ظلمك قال نعم قال ومن قام بعده قال عثمان
قال ودام على ظلمك قال نعم قال ومن قام بعده قال فجعل يلتفت كذا وكذا ينظر مكانا يهرب اليه

**ترجمہ** پھر حسن بن محمد العسکری ہیں پھر ان کے بیٹے محمد ہیں اور یہی بارہویں امام مہدی ہیں جن کا انتظار تھا اور کہتے ہیں کہ وہ مرے نہیں
بلکہ غار میں چھپ رہے ہیں اور آخر زمانہ میں آوینگے۔ تو زمین کو عدل سے بھر دینگے **ابو منصور** العجلی کہتا تھا کہ محمد بن علی الباقر کا انتظار ہے
اور دعویٰ کرتا کہ یہی خلیفہ ہیں اور ان کو بالفعل آسمان پر لے گئے ہیں وہاں پروردگار نے انکے سر پر ہاتھ پھیرا اور قرآن میں جو آسمان سے کسفا ساقطا
آیا وہ یہی ہیں **روافض** میں سے ایک فرقہ **جناحیہ** کہلاتا ہے جو عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر ذی الجناحین کے مریدین تھے انکا یہ
قول تھا کہ اللہ کے روح نے انبیاء کی پشت میں دورہ کیا۔ یہانتک کہ عبد اللہ مذکور کی نوبت پہونچی اور یہ شخص مرا نہیں بلکہ اسی مہدی کا
انتظار ہے اور انہیں میں سے ایک فرقہ غرابیہ ہے جو اس کے حق میں نبوت کی شرکت ثابت کرتے ہیں **ایک** گروہ مفوضہ کہلاتا ہے جو کہتے ہیں۔
کہ خدا نے محمد کو پیدا کر کے باقی عالم کا پیدا کرنا ان کے اختیار میں سپرد کیا **ایک** گروہ کو ذمیہ کہتے ہیں یہ لوگ حضرت جبرئیل ع کی مذمت
کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انکو حکم تھا کہ حضرت علی رض کو وحی پہونچائیں انہوں نے محمد کو پہونچائی۔ انہیں سے بعضے کہتے ہیں کہ **ابو بکر** نے
فاطمہ پر ظلم کیا کہ انکی میراث نہ دی روایت ہے کہ **سفاح** عباسی نے ایک روز خطبہ شروع کیا تو ایک شخص نے جو اپنے آپ کو آل علی کہتا
تھا عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین جس نے مجھ پر ظلم کیا وہ مظلمہ مجھے واپس کرا دیجئے۔ سفاح نے کہا کہ کس نے تجھ پر ظلم کیا ہے اس نے کہا کہ میں
اولاد علی رض سے ہوں۔ اور مجھ پر ظلم یہ کہ ابو بکر نے فاطمہ کو فدک نہیں دیا۔ (خلاصہ یہ کہ فدک مجھے دلا دو) سفاح نے کہا کہ پھر
ابو بکر کے بعد کون شخص ہوا۔ اس نے کہا کہ عمر۔ سفاح نے کہا۔ کہ وہ بھی برابر ظلم پر رہے۔ کہا۔ کہ **ہاں**۔ سفاح نے کہا کہ
پھر کون شخص خلیفہ ہوا کہا کہ عثمان۔ سفاح نے کہا۔ کہ وہ بھی بدستور ظلم پر رہے کہا کہ ہاں۔ سفاح نے کہا کہ پھر عثمان کے بعد کون شخص ہوا آدمی نے کہا
کہ اب اس بغضی کو ہوش آیا تو اس نے جواب چھوڑ کر ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا کہ میں کس طرف بھاگوں سفاح نے کہا کہ اگر یہ میرا خطبہ نہ ہوتا تو میں تلوار سے دو ٹکڑے کر دیتا جس میں تیری دونوں آنکھیں ہیں

قال ابن عقیل الظاهر ان من وضع مذهب الرافضة قصد الطعن فی اصل الدین والنبوة وذلك ان الذی جاء به رسول الله صلی الله علیه وسلم امر غائب عنا وانما نثق فی ذلك بنقل السلف وجودة نظر الناظرین الی ذلك منهم فكاننا نظرنا اذ نظر لنا من نثق بدینه وعقله فاذا قال قائل انهم اول ما بدأوا بعد موته بظلم اهل بیته فی الخلافة وابنته فی ارثها فما هذا الا لسوء اعتقاد فی المتوفی فان الاعتقادات الصحیحة سیما فی الانبیاء توجب حفظ قوانینهم بعدهم لا سیما فی اهلیهم وذریتهم فاذا قالت الرافضة ان القوم استحلوا هذا بعده خانت امالنا فی الشرع لانه لیس بیننا وبینه الا النقل عنهم والثقة بهم فاذا كان هذا محصول ما حصل لهم بعد موته خست فی المنقول وزالت یقیناً فیما عولنا علینا من اتباع ذوی العقول ولم نامن ان یکون القوم لم یروا ما یوجب اتباعه فراعوه مدة الحیوة

ترجمہ ابن عقیلؒ نے کہا کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جس نے رافضی مذہب بنایا ہے اُسکی اصلی غرض یہ تھی کہ دین اسلام مین اور اصل نبوت محمدی مین (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) طعن کر کے مٹا دے اس لیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اعتقاد حق لائے وہ ہماری نظر سے غائب چیز ہی اور ہم نے آپکی زبان سے کچھ سنا بھی نہین ہے) بلکہ ہمارا بھروسہ فقط سلف صالحین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین بالاحسان کے منقول پر اور دیکھنے والون کی جودت نظر پر ہے یعنی ان بزرگون نے اپنی خوبی نظر سے انکو بزرگ پیغمبر پایا تھا۔ تو اُن کی جودت نظر پر بھی ہمارا بھروسہ ہے ان دونون باتون سے ہمارا یہ حال ہے کہ گویا ہم خود دیکھتے ہین جب کہ ہمارے لئے ایسے اکابر نے دیکھ پایا تھا جنکی بزرگی دین و کمال عقل و جودت نظر پر ہمارا بھروسہ ہے پس رافضی مذہب کے بانی نے کہا کہ جنپر تم یہ وثوق و اعتماد کرتے ہو۔ اُنہون نے پیغمبر صلعم کی وفات کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ انکے خاندان پر خلافت کا ظلم کیا۔ اور ان کی بیٹی پر میراث کا ظلم کیا۔ تو یہ بات جبھی ہو سکتی ہے کہ جس کے عین حیات مین اُس کی نبوت کا اعتقاد تھا وہ ان کی نظر مین ٹھیک شخص نہ تھا۔ اس لئے کہ جنکے حق مین سچا اعتقاد ہوتا ہے خصوصًا انبیاءؑ کے حق مین تو یہ واجب کرتا ہی کہ اُن کے مرنے کے بعد اُن کے قوانین مقررہ کی حفاظت لازم سمجھی جاوے خصوصًا اُسکے اہل و عیال و اولاد کے حق مین اُسکے قواعد کے موافق احترام ضروری ہوتا ہی پس جب فرقۂ رافضہ نے کہا کہ اُنہون نے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتین حلال سمجھین تو اس فرقہ نے گویا صاف صاف یہ کہا۔ کہ جو شریعت تم کو پہونچی ہے اسکا کچھ اعتبار نہین ہے اس لیے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ہمکو پہونچی ہین ہمارا منقول طریقہ کے دوسرا کوئی طریقہ نہین ہے یعنی صحابہ رضؓ نے ہم سے نقل کیا اور ہم نے ان کے بیان پر اعتماد کیا پھر جب رافضی کے اعتقاد پر یہ لوگ جنکو پیغمبر بیان کرتے ہین۔ اس کی موت کے بعد ان کے فعل کا محصول یہ ٹھہرا۔ تو ان کے منقول اعتقادات و شریعت پر اعتبار نہ رہا۔ اور جن عقلاء کے اتباع پر اعتماد کر کے شریعت پر جزم کیا گیا تھا اس سے بداعتقادی ہو جائیگی۔ اور یقین جاتا رہیگا۔ اور یہ دغدغہ پیدا ہوگا۔ کہ جن کے اعتماد پر شریعت کا انحصار ہے۔ شاید اُنہون نے ایسی کوئی بات نہ دیکھی۔ جس سے اتباع واجب فرض ہو۔ لیکن بمصلحت اس کے زندگی تک رعایت رکھی۔

انقلبوا عن شریعته بعد الوفاة ولم یبق علی دینه الا الاقل من اهله فطاحت الاعتقادات وضعفت النفوس عن قبول الروایات فی الاصل وهو المعجزات فهذا من اعظم المحن علی الشریعة قال المصنف قلت و غلوّ الروافضة فی حب علی حملهم علی ان وضعوا احادیث کثیرة فی فضائله اکثرها تشینه وتؤذیه وقد ذکرت منها جملة فی کتاب الموضوعات منها ان الشمس غابت ففاتت علیا علیه السلام العصر فردت له الشمس وهذا من حیث النقل موضوع لم یروه ثقة ومن حیث المعنی فان الوقت قد فات وعودها طلوع متجدد فلا یرد الوقت وکذلک وضعوا ان فاطمة اغتسلت ثم ماتت واوصت ان یکتفی بذلک الغسل وهذا من حیث النقل کذب ومن حیث المعنی قلة فهم لان الغسل عن حدث الموت فکیف یصح قبله ثم لهم خرافات لا یستندونها الی مستند ولهم مذاهب فی الفقه ابتدعوها تخالف الاجماع

**ترجمہ** اور اُس کے مرتے ہی اس کی شریعت سے منحرف ہوگئے اور ان بیشمار لوگوں میں سے کوئی تابع نہ رہا سوا نہایت کم دو چار کے جو اس شخص کے گھر والے تھے تو لامحالہ رافضی کے مکر کا یہی نتیجہ ہے کہ اعتقادات مٹ جاویں اور اصل ایمان کے روایات قبول کرنے سے سب کے جی سُست ہو جاویں اور معجزات کی روایتیں نہ مانیں ابن عقیل رح نے فرمایا۔ کہ اس مکار فرقہ کا فتنہ بھی اسلام میں سخت مصیبت ہے (مترجم کہتا ہے کہ ابن عقیل رح نے جس امر کا اشارہ کیا بہت قوی خیال ہے کہ فرقۂ رافضہ کا بانی اسطرح شیطان کے پنجہ میں احمق ہے کہ اگر اُس نے دین اسلام مٹانے کا قصد نہ کیا تو حماقت سے اُسنے یہ کام کیا کیونکہ اعتقاد حق بدون قطعی روایت کے ثبوت نہیں ہو سکتا ہے اور جب معدودے چند اہل بیت میں سے مسلمان بیان کرتے ہیں تو انکی بیانسے کچھ ثبوت نہیں ہو سکتا کیونکہ افراد ہیں اور خود پیغمبر کو اللہ تعالیٰ معجزات سے قوت دیتا ہے اور رافضی تو انکی معارضہ میں باتوں کے منحرف ہو جانے کا مدعی ہے اور اسپر طرہ یہ ہے کہ قرآن بھی امام مہدی کیساتھ غائب ہو جانے کا دعوی کرتا ہے۔ تو بالکل دین سے بے نصیب ہوگیا۔ رہا یہ دعوی کہ اہل بیت میں سے جو اسلام پر رہے یہ سب معصوم تھے۔ اس بیہودہ دعوے سے اُسنے یہود و نصاریٰ وغیرہ اہل شرک پر کیا ثبوت کیا کیونکہ اگر وہ لوگ دعوی مان لیں تو پہلا دعوی نبوت ہی مان لیں پس اس فرقہ سے زیادہ احمق و دشمن اسلام ظاہر نہیں ہوا نعوذ باللہ من شرہا۔

**مصنف** رح نے کہا کہ فرقۂ رافضہ نے حضرت علی رض کے ساتھ دوستی کا دعوی کاذبہ یہانتک بڑھایا کہ آپ کی فضائل میں اپنی طرف سے بہت سی روایتیں گھڑیں جنمیں انکی نادانی سے بکثرت ایسی ہیں۔ جن سے حضرت علی کی مذمت و ایذا نکلتی ہے اور میں نے کتاب الموضوعات میں اس قسم کی موضوعات بہت سی لکھدی ہیں اور منجملہ انکی موضوعات کے یہ ہے کہ آفتاب غروب ہوگیا اور حضرت علی کی نماز عصر جاتی رہی پھر انکے لیئے دوبارہ پھیر دیا گیا۔ اور یہ من حیث النقل ایسی حالت میں ہے کہ کسی ثقہ راوی نے اسکو نہیں روایت کیا اور من حیث المعنی بھی باطل ہے اس لیئے کہ جب پہلے آفتاب ڈوب گیا تو وقت عصر جاتا رہا پھر اگر وہ دوبارہ طلوع کر دیا گیا تو یہ جدید وقت پیدا کیا گیا از انجملہ یہ کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمہ نے خود غسل کیا پھر انتقال کا وقت آیا تو وصیت کی کہ میرے لیے اسی غسل پر اکتفا کیا جاوے اور دوبارہ غسل میت نہ دیا جاوے یہ موضوع من حیث النقل تو جھوٹ ظاہر ہے اور من حیث المعنے اس فرقہ کی حماقت ہے کیونکہ موت حادث ہونیسے غسل لازم آتا ہے تو بھلا موت سے پہلے غسل سے کیا فائدہ ہوگا پھر انکے علاوہ خرافات بہت کثرت سے ہیں۔ جن کے لیئے کچھ سند نہیں ہے اور فقہ میں انکے مذاہب بدعتیہ عجیب ہیں۔ جو اجماع کے خلاف ہیں

فنقلت منها مسائل من خط ابن عقيل قال نقلتها من كتاب المرتضى فيما انفردت به الامامية منها انه لا يجوز السجود على ما ليس بارض ولا من نبات الارض فاما الصوف والجلود والوبر فلا وان الاستجمار لا يجزي في البول بل في الغائط خاصة ولا يجوز مسح الراس الا بباقي البلل الذي في اليد فان استانف للراس بللا مستانفا لم يجزه حتى لو نشفت يده من البلل احتاج الى استيناف الطهارة وانفردوا بتحريم من زنى بها وهي تحت زوج ابدا فلو طلقها زوجها لم يحل للزاني بها نكاحها وحرموا الكتابيات وان الطلاق المعلق على شرط لا يقع وان وجد شرطه وان الطلاق لا يقع الا بحضور شاهدين عدلين وان من نام عن صلوة العشاء الى مضي نصف الليل وجب عليه اذا استيقظ القضاء وان يصبح صائما كفارة لذلك التفريط وان المرأة اذا جزت شعرها فعليها كفارة قتل الخطاء وان من شق ثوبه من موت ابن له او زوجة فعليه كفارة يمين ومن تزوج امرأة ولها زوج وهو لا يعلم لزمه التصدق بخمسة دراهم وان شارب الخمر اذا احد ثانية قتل في الثالثة ويجلد شارب الفقاع كشارب الخمر وان قطع السارق من اصول الاصابع ويبقى له الكف فان سرق مرة اخرى قطعت الرجل اليسرى فان سرق ثالثة خلد في الحبس الى ان يموت وحرموا السمك الجري وذبائح اهل الكتب واشترطوا في الذبح

**ترجمہ** چنانچہ ابن عقیل کے خط مین **نقل** کیئے۔ اور ابن عقیل نے کہا کہ مین نے مرتضی کی کتاب سے اُن کو نقل کیا جس نے منفردات امامیہ کے بیان مین لکھا ہے **از انجملہ** یہ کہ جو چیز مین زمین و نباتات نہ ہو۔ اُس پر سجدہ جائز نہین ہے۔ اور اُونٹ و بھیڑی وغیرہ کے بال و کھال پر سجدہ روا نہین ہے۔ اور ڈھیلے سے استنجا فقط پائخانہ مین جائز ہے۔ پیشاب مین نہین جائز ہے۔ اور سر کا مسح نہین جائز ہے مگر اُسی تری سے جو ہاتھ مین لگی رہگئی ہے۔ اور اگر جدید پانی لے کر ہاتھ تر کیا تو اُس سے سر کا مسح نہین جائز ہے حتی کہ اگر تری نہ باقی رہی ہو۔ تو دوبارہ وضو شروع کرے۔ اور کہا کہ اگر کسی مرد نے ایک عورت سے جس کا خاوند موجود ہے۔ زنا کیا تو یہ عورت زانی پر ہمیشہ کے لیئے حرام ہوگئی حتی کہ اگر اُس کا خاوند اُس کو طلاق دیدے تو بھی زانی اُس سے نکاح نہین کرسکتا ہے یہ کسی مسلمان کا قول نہین ہے اور اس فرقے نے کتابیات کو حرام ٹھیرایا۔ اور کہا کہ اگر طلاق کسی شرط پر رکھی اور وہ شرط پائی گئی۔ تو طلاق نہین پڑے گی اور کہا کہ جب تک دو گواہ عادل موجود نہ ہون تب تک طلاق نہین پڑتی۔ اور کہا کہ جو شخص آدھی رات تک بغیر عشا پڑھے سوتا رہا تو اُس کی قضا واجب ہوگی جب جاگے اور اس قصور کے واسطے صبح کو روزہ سے اُٹھے تا کہ کفارہ ہو اور عورت نے اگر اپنے بال کاٹے تو اُس پر خطا کا کفارہ لازم ہے اور اگر کسی نے اپنی بیٹی یا زوجہ یا شوہر کی مرگ مین کپڑے پھاڑے تو اُس پر قسم کا کفارہ ہے اور جس نے کسی عورت سے نکاح کرلیا حالانکہ اُس کا شوہر موجود تھا مگر وہ نہ جانتا تھا تو اُس پر پانچ درم کفارہ لازم ہوگا۔ اور شراب خوار اگر دو مرتبہ حد مارا گیا۔ تو تیسری مرتبہ قتل کر دیا جاوے اور جو کوئی فقاع پیئے تو اُس پر شراب خوار کی طرح حد ماری جاوے اور چور کا ہاتھ انگلیون کی جڑون سے کاٹا جاوے اور ہتھیلی باقی رکھی جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اُس کا بایان پاؤن کاٹا جاوے اور اگر تیسری بار پھر چوری کرے تو ہمیشہ کے لیئے قید خانہ مین ڈال دیا جاوے حتی کہ مر جاوے۔ اور روافض نے بام مچھلی کو اور اہل کتاب کی ذبائح کو حرام رکھا اور ذبح کرنے مین اُنھون نے

استقبال القبلة فی مسائل کثیرة یطول ذکرها خرقوا فیها الاجماع وسول لهم ابلیس وضعها علی وجه لا یستند فیه الی اثر ولا قیاس بل الی الواقعات ومقابح الرافضة اکثر من ان تحصی وقدح موافی الصلوٰة لکونهم لا یغسلون ارجلهم فی الوضوء والجماعة لطلبهم اماما معصوما وابتلوا بسب الصحابة وفی الصحیحین عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال لا تسبوا اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احد ذهبا ما ادرک مد احدهم ولا نصیفه وفی الحدیث عن ابن ساعدة عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منهم وزراء وانصارا واصهارا فمن سبهم فعلیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین لا یقبل الله منه یوم القیٰمة صرفا ولا عدلا قال المصنف والمراد بالعدل الفریضة والصرف النافلة وعن سوید بن غفلة قال مررت بنفر من الشیعة یتناولون ابا بکر وعمر وینتقصونهما فدخلت علی علی ابن ابی طالب فقلت یا امیر المؤمنین مررت بنفر من اصحابک یذکرون ابا بکر وعمر بغیر الذی هما له اهل ولولا انهم یرون انک تضمر لهما علی مثل ما اعلنوا ما اجترؤا علی ذلک

فقال علی اعوذ بالله اعوذ بالله ان اضمر لهما الا الذی

ترجمہ یہ شرط کی کہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور بہت سے قیود لگا دیئے ہیں کہ ذکر میں بیفائدہ طول ہے اور سب مخالف اجماع ہیں اور شیطان نے اُن کو تلبیس میں لیا کہ بغیر مستند کئے اور بدون اثر و قیاس کے انہوں نے یہ احکام بنائے ہیں اور روافض کی قبیح باتیں شمار سے باہر ہیں **ف** مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے تو ان ہی مسائل پر تعجب کیا اور رہا بعد کے روافض کے مسائل اگر کوئی سنے تو اُن کی ضلالت میں شک کیا بلکہ اللہ تعالے سے پناہ مانگے شیخ رح نے لکھا کہ روافض نماز سے محروم ہوئے کیونکہ وہ وضو میں پاؤں نہیں دہوتے اور جماعت سے محروم ہوئے کیونکہ امام معصوم ڈھونڈتے رہتے ہیں (جن کا ملنا محال ہے) اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنے کے وبال میں مبتلا ہوئے اور صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے اصحاب کو بُرا نہ کہنا کیونکہ اگر تم میں سے کوئی شخص کوہ اُحد کے برابر سونا راہ خدا میں خرچ کرے تو اُن کی ایک مُد بلکہ نصف کے برابر نہ پہونچے گا **ابن** ساعدہ عن ابیہ عن جدہ مرفوعا روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے برگزیدہ کیا اور میرے واسطے میری اصحاب برگزیدہ فرمائے وہ میرے لئے وزیر و انصار و اصہار بنائے تو جو کوئی اُن کو بُرا کہے اُس پر اللہ تعالےٰ و ملائکہ و سب لوگوں کی لعنت ہے ایسے بدگو سے اللہ تعالےٰ قیامت کے روز صرف و عدل کچھ قبول نہ کریگا۔ **مصنف** نے کہا کہ صرف سے مراد نفل اور عدل سے مراد فریضہ ہے **سوید** بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں گزرا ایک جماعت کی طرف (کوفہ میں) جو ابوبکر و عمر کا ذکر کرتے اور اُن کی شان میں کچھ نقص ظاہر کرتے تھے پس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا اور میں نے بیان کیا کہ یا امیر المؤمنین آپ کے چند لشکریوں کی طرف میرا گزر ہوا تو وہ ابوبکر و عمر کے حق میں ایسی باتیں بیان کر رہے تھے جو ان دونوں بزرگوں کی شان کے لائق نہیں ہیں اور شاید اُن کی جراءت اس گمان پر ہو کہ آپ کے دل میں بھی ان بزرگوں کی طرف سے یہی خیال ہے نہ علانیہ اس طرح کیونکر بیان کرتے حضرت **علی** نے فرمایا اعوذ باللہ میں خدا کی پناہ لیتا ہوں اس امر سے کہ میں

اتمنی النبی علیه لعن الله من اضمر لهما الا الحسن الجمیل اخوا رسول الله وصاحباه ووزیراه رحمة الله علیهما ثم نهض دامع العینین یبکی قابضا علی ید حتی دخل المسجد فصعد المنبر وجلس علیه متمکنا قابضا علی لحیته وهو ینظر فیها وهی بیضاء حتی اجتمع له الناس ثم قام فتشهد بخطبة موجزة بلیغة ثم قال ما بال اقوام یذکرون سیدی قریش وابوی المسلمین ما انا متنزه ومما قالوه بری وعلی ما قالوا معاقب اما والذی فلق الحبة وبرأ النسمة لا یحبهما الا مؤمن تقی ولا یبغضهما الا فاجر ردی صحبا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی الصدق والوفاء یامران وینهیان ویغضبان ویعاقبان ما یجاوزان فیما یصنعان رأیا رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یری کرأیهما رأیا ولا یحب لحبهما احدا مضی رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو راض عنهما ومضیا والمؤمنین عنهما راضون امر رسول الله صلی الله علیه وسلم علی صلاة المؤمنین فصلی بهم تسعة ایام فی حیوة رسول الله صلی الله علیه وسلم فلما قبض الله نبیه واختار له ما عنده ولاه المؤمنون ذلک وفوضوا الیه الزکوة ثم اعطوه البیعة

فاما

ترجمہ جو نبی صلعم کی طرف سے ہے۔ اور جو کوئی اُن کی طرف سے سوائے بہتر وخوبی کے کوئی بات دل مین مضمر کرے اُس پر اللہ کی لعنت ہے وہ دونون تو رسول اللہ صلعم کے صحابی برادر اور وزیر تھے اللہ تعالی اُن پر رحمت فرماوے۔ پھر اسی طرح آبدیدہ روتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے اور چل کر مسجد مین داخل ہوکر منبر پر چڑھے اور اچھی طرح تمکن سے اُس پر بیٹھ گئے اور اُس وقت اپنی سفید داڑہی ہاتھ مین لیئے ہوئے اُس کی طرف نگاہ رکھتے تھے۔ یہانتک کہ لوگ آکر آپ کے گرد جمع ہوئے۔ پھر کھڑے ہوکر مختصر موجز بلیغ خطبہ سے اللہ ورسول کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ بعض اقوام کی یہ کیا حرکت ہے کہ ابو بکر وعمر کو جو قریش (مہاجرین) کے سردار اور مسلمانون کے باپ ہین ایسے نقص سے ذکر کرتے ہین کہ مین اُس سے بری وبیزار ہون اور ان اقوام کو ایسی گفتگو پر سزا دون گا. خبردار ہو جاؤ کہ قسم اُس پاک عزوجل کی جس نے دانہ اُگایا اور انسان پیدا کیا ہے کہ ابو بکر وعمر سے وہی محبت کریگا جو مومن متقی ہے۔ اور ان دونون سے وہی بغض رکھیگا جو فاجر ردی ہے ان دونون نے کامل صدق ووفا کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حق صحبت ادا کیا۔ پھر کبھی رسول اللہ صلعم کے رائے وحکم سے تجاوز نہ کیا درحالیکہ امر بالمعروف کرتے رہے اور منکر سے منع کرتے اور غصے بھی ہوتے اور سزا بھی دیتے تھے مگر رسول اللہ صلعم کی رائے سے تجاوز نہ کرتے اور رسول اللہ صلعم بھی اُن کی رائے کے مثل کسی کی رائے نہین دیکھتے تھے اور رسول اللہ صلعم ان دونون سے جیسی محبت کرتے ویسی کسی سے نہین رکھتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخرت کو گئے درحالیکہ ان دونون سے بہت راضی تھے پھر یہ دونون آخرت کو گئے درحالیکہ سب مومنین اُن سے بہت راضی تھے اور جب رسول اللہ صلعم بیمار ہوئے یعنی مرض وفات مین تو ابو بکر رضہ کو حکم دیا کہ مومنون کو نماز پڑھاوین پس آنحضرت کی زندگی مین نو دن تک ابو بکر رضہ نے مومنون کو نماز پڑھائی پھر جب اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر صلعم کو اُٹھا لیا اور اپنی یہان کی نعمت آپکے لیے پسند فرمائی تو مومنون نے ابو بکر رضہ کو اپنا متولی وخلیفہ رسول اللہ بنایا اور (مثل رسول اللہ کے) ابو بکر کو زکوة سپرد کی اور خوشی کے ساتھ اُن کو

طائعين غير كارهين وانا اول من سن له ذلك من بني عبد المطلب وهو لذلك كاره يود لو
ان منا احدا كفاه ذلك وكان والله خير من بقي ارحمه رحمة وارأفه رأفة
واقدمه سنا واسلاما شبهه رسول الله صلى الله عليه وسلم بميكائيل رأفة ورحمة وبابراهيم
عفوا ووقارا فسار بسيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى مضى على ذلك رحمة الله عليه ثم ولي
الامر من بعده عمر وكنت فيمن رضي فاقام الامر على منهاج النبي صلى الله عليه وسلم وصاحبه يتبع آثارهما
كما يتبع الفصيل اثر امه وكان والله رفيقا رحيما بالضعفاء ناصرا للمظلومين على الظالمين لا تاخذه في الله لومة لائم وضرب الله بالحق
على لسانه وجعل الصدق من شانه حتى ان كنا لنظن ان ملكا ينطق على لسانه اعز الله باسلامه الاسلام وجعل هجرته للدين قواما والقى في قلوب المنافقين
الرهبة وفي قلوب المؤمنين المحبة شبهه رسول الله صلى الله عليه وسلم بجبريل فظا غليظا على الاعداء فمن لكم بمثلهما رحمة الله عليهما

---

ترجمہ کسی قسم کی زبردستی نہ تھی۔ اور مین بنی عبد المطلب مین سے پہلا شخص ہون جس نے ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کا طریقہ شروع کیا
باوجودیکہ ابوبکر کو خود اس خلافت کی خوشی نہ تھی وہ چاہتے تھے کہ ہم مین سے کوئی شخص اس کام کی کفایت کرے اور ابوبکر کی شان یہ تھی
کہ رسول اللہ کے بعد جو لوگ باقی رہے تھے واللہ ابوبکر ان سب سے بہتر تھے رحمت کی صفت مین سب سے بڑھکر رحیم تھے اور رافت مین
سب سے افضل تھے اور تقوے و دیانت مین سب سے بڑھکر پرہیزگار تھے اور بعد رسول اللہ کے سن مین بھی باقیون سے بڑے تھے۔
اور ایمان لانے مین بھی سب سے مقدم تھے اور رافت و رحمت مین ابوبکر ایسی فضیلت رکھتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اُن کو میکائیل سے مشابہ کیا اور عفو و وقار مین ایسے بہتر تھے کہ آنحضرت نے اُن کو ابراہیم خلیل اللہ سے مشابہ کیا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلتے رہے یہانتک کہ اسی طریقہ پر منزل مقصود کو چلے گئے اللہ تعالے اُن پر رحمت فرماوے
پھر اُن کے بعد عمر بن الخطاب متولی و خلیفہ ہوئے اور مین اُن لوگون مین تھا جو اُن کے خلیفہ ہونے پر ابتداء سے راضی ہوئے تھے[1]
پس عمر رضہ نے اس معاملہ کو حضرت رسول اللہ اور اُن کے یار غار کے طریقہ پر بہت ٹھیک قائم رکھا کہ ہر معاملہ مین انہین دونون صاحبون کے
نشان قدم پر چلتے رہے جیسے اونٹنی کے پیچھے اس کا بچہ قدم بقدم چلتا ہی اور بے شک واللہ عمر کی شان یہ تھی کہ مومنین و ضعفاء پر
نرمی و رحمت رکھنے والے اور مظلومون کے مددگار تھے اور ظالمون پر سخت و شدید تھے اور اللہ تعالے کے معاملہ مین کسی ملامت
کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرتے اور اللہ تعالے نے حق ان کی زبان پر روان کیا تھا اور صدق ان کی ہر شان سے ظاہر فرمایا
تھا یہانتک کہ واللہ ہم لوگ گمان رکھتے تھے کہ کوئی خدائی فرشتہ عمر رضہ کی زبان سے بولتا ہے جب وہ اسلام لائے تو اللہ تعالے نے اُن
سے اسلام کو عزت دیدی اور ان کی ہجرت مدینہ سے دین کا قوام ایسا مضبوط ہوا کہ مدینہ کے منافقون کے دلون مین ان کی طرف
سے خوف سما گیا۔ اور مومنون کے دلون مین ان کی محبت بھر گئی اور رسول اللہ صلعم نے اُن کو جبرئیل ع سے تشبیہ
دی کہ دشمنان خدا و رسول پر بہت سخت و شدید تھے اللہ تعالے ان دونون اصحاب پر رحمت فرماوے ✦

---

[1] یہ اشارہ ہے کہ حضرت طلحہ وغیرہ بعض نے حضرت ابوبکر رضہ سے کہا تھا کہ عمر رضہ کو آپ خلیفہ کرتے ہین۔ وہ بہت سخت مزاج ہین اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہین۔ بلکہ جس کو آپ خلیفہ کرین وُہی ہمارا پسندیدہ ہے ۱۲

وزرتما المضي على سبيلهما فمن احبني فليحبهما ومن لم يحبهما فقد بغضني وانا منه بريء ولو كنت
تقدمت اليكم في امرهما لعاقبت على هذا اشد العقوبة الا فمن اثبت به يقول بعد هذا اليوم فان عليه
ما على المفتري الا وخير هذه الامة بعد نبيها ابوبكر وعمر ثم ان الله علم بالخير اين هو اقول قولي هذا واستغفر
الله لي ولكم وفي الحديث عن ابي سليمان الهمداني عن علي قال يخرج في اخر الزمان قوم لهم نبز يقال لهم الرافضة ينتحلون شيعتنا وليسوا
من شيعتنا واية ذلك انهم يشتمون ابابكر وعمر اين ما ادركتموهم فاقتلوهم فانهم مشركون **ذكر تلبيس ابليس
على الباطنية** قال المصنف الباطنية قوم يسترون بالاسلام وما لوا الى الرفض وعقائدهم واعمالهم
تباين الاسلام بالمرة فمحصول قولهم تعطيل الصانع وابطال النبوة والعبادات وانكار البعث ولكنهم
لا يظهرون هذا في اول امرهم بل يزعمون ان الله حق وان محمد رسول الله والدين صحيح لكنهم يقولون لذلك
سر غير ظاهر وقد تلاعب بهم ابليس فبالغ وحسن لهم مذاهب مختلفة ولهم ثمانية اسماء **الاسم الاول** الباطنية سموا بذلك
لانهم يدعون ان لظواهر القران والاحاديث بواطن تجري من الظواهر مجرى اللب من القشر انما بصورتها توهم الجهال صور جلية

الهمدانی

الزنفر

**ترجمہ** اور ہم کو ان ہی کے طریقہ پر اپنی منزل مقصود کو پہونچنا نصیب کرے اب ان دونوں کی مثل تمہارے واسطے کون ہے آگاہ رہو
کہ جو کوئی مجھ سے محبت کرتا ہو وہ ضرور ان دونوں سے محبت کرے اور جو کوئی اُن دونوں سے محبت نہ کرے تو واللہ اُس نے مجھ سے
بغض و دشمنی کی اور میں بھی اُس سے بیزار ہوں اور اگر میں نے پہلے سے یہ بات تم سے کہدی ہوتی تو اُس وقت جب میں نے بعض
لوگوں کی بدگوئی سنی تھی تو بدگو کو سخت عذاب کی سزا دیتا ولیکن اب خبردار رہو کہ اگر آئندہ میں نے کسی بدگو کا حال سنا اور وہ ثابت ہو گیا
تو اُس پر میں وہ سزائے شدید قائم کرونگا جو مفتری کی حد ہے (یعنی پاک پاکیزہ مرد و عورت کو بہتان لگانے والے کی سزا اسّی کوڑے) اور آگاہ رہو کہ
اس امت میں بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بہتر ابوبکر و عمر ہیں پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ جانے کہ بہتری کہاں ہے اقول قولی
ھذا واستغفر اللہ لی ولکم حضرت امیر المومنین **علی** رض سے روایت ہے کہ آخر زمانہ میں ایک قوم ہوگی جو ہمارے شیعہ دوستدار
ہونا ظاہر کرینگے بدگوئی کرینگے وہ رافضہ کہلاوینگے وہ لوگ ہرگز ہمارے شیعہ نہیں ہیں اور اُن کی پہچان یہ ہے کہ وہ لوگ
حضرت ابوبکر و عمر کو بُرا کہینگے اُن کو تم جہاں کہیں پاؤ قتل کرنا کیونکہ وہ لوگ مشرک ہیں **باطنیہ فرقہ پر تلبیس ابلیس کا
بیان** مصنف رح کہتا ہے کہ باطنیہ ایک فرقہ ہے جس نے اسلام کے پردے میں اپنے آپ کو چھپایا۔ اور رفض کی طرف جھکے اور اُن کے
عقائد و اعمال سب اسلام سے بالکل مخالف ہیں چنانچہ اُن کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ صانع بیکار ہے اور نبوت باطل ہے اور عبادت
بے فائدہ ہیں اور بعث و حشر ہونا ہوگا ولیکن وہ لوگ ابتدا یہ باتیں کسی سے ظاہر نہیں کرتے بلکہ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ اللہ حق ہے اور
محمد رسول ہیں اور دین صحیح ہے ولیکن باطن میں خفیہ ان سب سے منکر ہیں اور ابلیس نے ان کو اپنا مسخرہ بنایا ہے اور پورا مسخرہ
کرلیا اور عجب طرح کے واہی مذاہب اُن پر جاری ہیں اور اُن کے آٹھ نام ہیں **(اول)** باطنیہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن
وحدیث کے باطنی معنی ہیں اور وہ مغز ہیں اور ظاہری معنی چھلکا ہیں اور قرآن نے اپنی ظاہری صورت سے جاہلوں کو ان مسائل میں

وهي عند العقلاء رموز واشارات الى حقائق خفية وان من تقاعد عقله عن الغوص على الخفايا والاسرار والبواطن والاغوار وقنع بظواهرها كان تحت الاغلال التي هي تكليفات الشرع ومن ارتقى الى علم الباطن انحط عنه التكليف واستراح من اعبائه قالوا وهم المرادون بقوله تعالى ويضع عنهم اصرهم والاغلال التي كانت عليهم ومرادهم ان ينزعوا عن العقائد موجب الظواهر ليقدروا بالتحكم بدعوى الباطن على ابطال الشرائع الاسم الثاني الاسماعيلية قال المصنف نسبوا الى زعيم لهم يقال له محمد بن اسماعيل بن جعفر ويزعمون ان دور الامامة انتهى اليه لانه سابع واحتجوا بان السموات سبع والارضين سبع وايام الاسبوع سبعة فدل على ان دور الائمة يتم بسبعة وعلى هذا فما يتعلق بالسابع بالمنصور فيقولون العباس ثم ابنه عبد الله ثم ابنه علي ثم ابنه محمد بن علي ثم ابراهيم ثم السفاح ثم المنصور فذكر ابو جعفر الطبري في تاريخه قال قال علي بن محمد عن ابيه ان رجلا من الريوندية الى الراوندية زعم ان الروح كان في كان يقال له الابلق وكان ابرص يحكي بالغلو ودعى الريوندية اليه وزعم ان الروح التي كانت في عيسى بن مريم صارت في علي بن ابي طالب ثم في الائمة واحدا بعد واحد الى ابراهيم بن محمد واستحلوا المحرمات فكان الرجل منهم يدعو الجماعة الى منزله فيطعمهم ويسقيهم ويحملهم على امرأته

**ترجمہ** اور وہ عاقلون کے نزدیک رموز واشارات بحقائق خفیہ ہین۔ اور جس شخص کی عقل ان حقائق تک نہ پہونچے۔ تو وہ ظاہری تکلیفات شرع کے تحت مین گرفتار رہیگا۔ اور جو کوئی علم باطن تک پہونچ گیا اُس سے تکلیفات شرعی ساقط ہوجاتی ہین اور کہا کہ قولہ تعالےٰ یضع عنہم اصرھم الآیہ مین یہی لوگ مراد ہین اور اُس گمراہ فرقے کا مطلب یہ ہی کہ اس ذریعے سے جب ظاہری احکام کا موجب نہ رہا تو شریعت کو مٹانے پر قابو حاصل ہوگا (دوم) اسماعیلیہ کیونکہ اُن کا یہ زعم ہی کہ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر کی طرف منسوب ہین (مترجم کہتا ہے کہ دیگر کتب مین اسمٰعیل بن جعفر بن محمد الباقر لکھا ہے) اور یہ لوگ مدعی ہین کہ امامت کا دورہ اسی بزرگ پر منتہی ہوا ہے کیونکہ یہ شخص ساتوان ہے۔ اور ساتوین پر خاتمہ ہوتا ہے اس لیئے کہ آسمان سات ہین اور زمین سات اور ہفتہ سات دن ہے۔ تو امامت کا دورہ بھی ساتوین پر تمام ہوا۔ وعلی ہذا منصور عباسی سے اسی معاملہ کا تعلق ہوا چنانچہ عباس پھر اُن کا فرزند عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔ پھر علی بن عبد اللہ پھر محمد بن علی پھر ابراہیم بن محمد پھر سفاح پھر منصور یعنی منصور ساتوان پڑتا ہے پس ابو جعفر طبری نے تاریخ مین ذکر کیا کہ علی بن محمد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ راوندیہ مین سے ایک شخص اُن کے پاس آیا اور زعم کیا کہ تو ہی وہ رُوح ہے۔ جو عیسےٰ ع سے متعلق ہوئی تھی اور اس شخص کو ابلق کہا کرتے تھے۔ کیونکہ جا بجا اس مین برص کے داغ تھے۔ پھر یہ شخص گیا۔ اور راوندیہ کو اس گمراہی کی طرف بلایا۔ اور بیان کیا۔ کہ جو رُوح عیسےٰ بن مریم مین تھی۔ وہ علی بن ابی طالب مین آئی۔ پھر یکے بعد دیگرے اماموں مین آتی رہی۔ یہان تک کہ ابراہیم بن محمد مین پہونچی اور اس فرقہ نے محرمہ عورتون وغیرہ کو حلال کرلیا۔ حتے کہ ان مین سے بعض شخص ایک جماعت کو دعوت کے لیے اپنے یہان بلاتا۔ اور اُن کو کھانا کھلا کر شراب پلا کر اپنی عورتون کے پاس پہونچا دیتا +

فبلغ ذلک ابید بن عبد الله فقتلهم وصلبهم فلم یزل ذلک فیهم الی الیوم وعبدوا ابا جعفر و صعدوا الخضراء والقوا انفوسهم کانهم یطیرون فلا یبلغون الی الارض الا وقد هلکوا وخرج جماعتهم علی الناس فی السلاح واقبلوا یصیحون یا ابا جعفر انت انت **الاسم الثالث السبعیة** لقبوا بذلک لامرین احدهما اعتقادهم ان ادوار الامامة سبعة سبعة علی ما بینا وان الانتهاء الی السابع هو اخر الادوار وهو المراد بالقیامة وان تعاقب هذه الادوار لا اخر له والثانی لقولهم ان تدبیر العالم السفلی منوط بالکواکب السبعة زحل ثم المشتری ثم المریخ ثم الشمس ثم الزهرة ثم عطارد ثم القمر **الاسم الرابع البابکیة** قال المصنف وهو اسم لطائفة منهم تبعوا رجلا یقال له بابک الخرمی وکان هو من الباطنیة واصله انه ولد زنا فظهر فی بعض الجبال بناحیة اذربیجان سنة احدی ومائتین وتبعه خلق کثیر واستفحل امرهم واستباح المحظورات وکان اذا علم ان عند احد بنتا جمیلة او اختا طلبها فان بعثها الیه والا بیته واخذها و مکث علی هذا عشرین سنة فقتل مائتی الف وخمسة وخمسین الفا وخمس مائة انسان وحاربه السلطان فهزم خلقا من الجیوش حتی بعث المعتصم افشین فحاربه فجاء ببابک وباخیه فی سنة ثلث وعشرین

**ترجمہ**۔ یہ خبر ابید بن عبد اللہ کو پہونچی۔ تو اُس نے ان لوگون کو قتل کر کے سولی دے دی۔ ولیکن اب تک اُن مین جو لوگ باقی ہین اُن کا یہی طریقہ ہے۔ اور ابو جعفر (منصور) کی بندگی کرتے ہین۔ اور اُنہون نے خضرا پر چڑھکر وہان سے ہاتھ پھٹ پھٹائے جیسے چڑیان باز دیکھ کاتی ہین۔ گویا یہ لوگ اڑتے تھے اور اپنے آپ کو نیچے گرایا۔ اور ہنوز زمین تک نہ پہونچے تھے کہ مر گئے اور ان کی جماعت ہتھیار بند ہوکر لوگون پر نکلی اور چلّانے لگی کہ اے ابو جعفر تم ہو تم ہو (**تیسرا نام**) سبعیہ ہے یہ لقب دو وجہ سے دیا گیا (ایک) یہ کہ ان کا یہ اعتقاد ہی کہ امامت کا دورہ سات سات ہے۔ جیسا کہ ہم نے سابق مین بیان کیا۔ اور ساتوین پر انتہا ہوتی ہی اور یہ آخری دورہ ہے۔ اور قیامت سے یہی مراد ہے اور دورے اسی طرح بے انتہا چلے جائین گے اور قیامتین ہر سات کے ختم پر ہوتی رہین گی کہین خاتمہ نہو گا وجہ (دوم) یہ کہ ان کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ عالم ارضی کی تدبیر سات ستارون کے حوالے ہے۔ یعنی زحل ومشتری ومریخ وآفتاب وزہرہ وعطارد وقمر اور یہ اسی ترتیب سے ہین۔ **چوتھا نام**۔ بابکیہ یہ ان مین سے ایک گروہ کا لقب ہے یہ لوگ بابک مجوسی کے تابع تھے۔ وہ باطنیہ مین سے تھا۔ اور اُس کی اصلیت یہ تھی کہ وہ ولد الزنا تھا اور آذربیجان کے نواح مین ایک پہاڑ مین ۲۰۱ہجری مین ظاہر ہوا اور بکثرت خلقت اس کے تابع ہوگئی اور اس کا زور کثرت سے بڑھ گیا اور اُس نے ممنوعات کو حلال کر لیا۔ اور جب اُس کو خبر ملتی۔ کہ فلان کے پاس خوبصورت دختر ہے۔ یا بہن ہے۔ تو اُس سے طلب کرتا۔ اگر اُس نے بھیج دی۔ تو خیر۔ ورنہ اُس کو گرفتار کر کے مار ڈالتا۔ اور عورت کو لے لیتا۔ اور اسی حرامزادگی پر (۲۰) بیس برس تک اُن پہاڑی قلعون پر قابض رہا۔ اور اُس نے دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو آدمی قتل کیئے۔ اور سلطان نے اس سے لڑائی کی اور اُس نے بہت سے لشکرون کو بھگا دیا۔ آخر معتصم نے افشین سردار کو اُس کی لڑائی کے لیئے مامور کیا۔ افشین نے بابک کو گرفتار کر کے مع اُس کے بھائی کے ۲۲۳ھ مین

فلما دخل قال لبابك اخوه یا بابك قد عملت ما لم یعمله احدٌ فاصبر الآن صبرا لم یصبره احد فقال ستری صبری فامر
المعتصم بقطع یدیه فقطعت یمینه فمسح بالدم وجهه فسئل عن ذلك فقال خفت ان یرٰی فی وجهی صفرة فیظن انی قد جزعت
من الموت فقطعت اربعته ثم ضربت عنقه وضرمت علیه النار وفعل مثل ذلك باخیه فما فیهما من صاح وقد بقی
من البابكیة جماعة یقال ان لهم لیلة فی كل سنة یجتمع فیها رجالهم ونساؤهم ثم یطفئون السرج ثم یتناهضون النساء
فیثب كل رجل منهم الی امرأة ویزعمون ان من احتوی علی امرأة استحلها بالاصطیاد لان الصید مباح الاسم الخامس
المحمرة قال المصنف سموا بذلك لانهم صبغوا ثیابهم بالحمرة فی ایام بابك

نضبروا

## الاسم السادس

القرامطة وقال المصنف للمورخین فی سبب تسمیتهم بهذا قولان احدهما ان رجلا من ناحیة خراسان قدم سواد الكوفة فاظهر الزهد
ودعا الی امام من اهل بیت الرسول علیه السلام ونزل علی رجل یقال له كرمیته لقب بهذا لحمرة عینیه وهو بالنبطیة حار
العین فاخذه امیر تلك الناحیة فحبسه وترك مفتاح البیت تحت رأسه ونام فرقت له جاریة فاخذت المفتاح ففتحت البیت
واخرجته وردت المفتاح الی مكانه فلما طلب لم یوجد فازداد افتتان الناس به فخرج الی الشام فسمی كرمتیه

**ترجمہ** بغداد روانہ کیا۔ اُس وقت اُس کے بھائی نے کہا کہ اے بابک تو نے وہ کام کیا جو کسی نے نہین کیا۔ اب تجھے
ایسا صبر بھی کرنا چاہیئے جو کسی نے نہ کیا ہو۔ بابک نے کہا کہ اچھا تو میرا صبر دیکھے گا۔ پس معتصم نے اُس کے ہاتھ کاٹے جانے کا حکم دیا تو اُس
نے خون سے اپنا منہ رنگ لیا۔ لوگون نے پوچھا تو اُس نے کہا کہ ایسا نہ ہو میرے چہرے پر زردی نظر آوے۔ تو یہ کہا جاوے کہ بابک
موت سے ڈر گیا۔ پھر اُس کے چارون ہاتھ پاؤن کاٹے گئے۔ اور گردن ماری گئی اور آگ مین جلا دیا گیا اور اُس کے بھائی کا بھی
یہی انجام ہوا اور باوجود اس کے اُن مین سے کسی کے مُنہ سے چیخ کی آواز نہین نکلی **مصنف**ؒ نے کہا کہ بابکیہ مین سے ایک جماعت
باقی رہی ہے اور کہتے ہین کہ سال مین ان کی ایک رات خوشی کی مقرر ہے (یہ عید غدیر خم کے نام سے معروف ہی) اس مین عورتین اور مرد
سب ایک مکان مین جمع ہوتے ہین آخر چراغون کو گل کر دیتے ہین اور ہر ایک مرد دوڑ کر ایک عورت کو گرفتار کر کے اُس کے ساتھ
بدفعلی کرتا ہے اور کہتے ہین کہ حلال ہوا بطور شکار کے ہی کیونکہ شکار مباح ہے (**پانچوان نام**) محمرہ ہے۔ اس لیے کہ انھون نے
بابک کے زمانہ مین اپنے کپڑے سُرخ رنگے تھے (**چھٹا نام**) قرامطہ اس نام کی وجہ تسمیہ مورخین کے نزدیک دو ہین۔ ایک یہ کہ
خراسان کا ایک شخص سواد کوفہ مین گیا وہان عابد زاہد بن گیا اور لوگون کو اہل بیت کے امام کی طرف بلایا اور ایک شخص مسمی کرمیہ کے
یہان اُتر اتھا۔ جس کو آنکھ کی سُرخی کی وجہ سے کرمتیہ کہتے تھے اس لیے کہ دیہات کی زبان مین اس کے یہی معنی ہین پھر اس نواح
کے سردار نے اُس کو گرفتار کر کے قید خانہ مین ڈالا اور قفل کی کنجی اپنے تکیہ کے پیچھے رکھ لی پھر سردار کی لونڈی نے ترس
کھا کر کنجی نکال کر قید خانہ کھول کر اُس کو بھگا دیا۔ اور دروازہ بند کر کے کنجی بدستور اپنی جگہ رکھدی۔ صُبح کو جب یہ امر مشہور ہوا
تو لوگ زیادہ معتقد ہو کر فتنہ مین پڑے۔ اور شخص مذکور شام مین پہونچا۔ اور وہان اپنے میزبان کرمتیہ کے نام سے

باسم الذي كان نازلا عليه ثم خففت فقيل قرمط ثم توارث مكانه اولاده واهله والثاني ان القوم
اقتبوا ابوذا نسبة الى رجل يقال له حمدان قرمط كان احد دعاتهم في الابتداء فاستجاب له جماعة
فسموا قرامطة وقرمطية وكان هذا الرجل من اهل الكوفة وكان يميل الى الزهد فصادفه احد دعاة الباطنية
في طريق وهو متوجه الى قرية وبين يديه بقرة يسوقها فقال حمدان لذلك الداعي وهو لا يعرفه اين مقصدك
فذكر قرية حمدان فقال له اركب بقرة من هذه لئلا تتعب فقال اني لم اؤمر بذلك فقال وكانك
لا تعمل الا بامر قال نعم قال وبامر من تعمل قال بامر مالكي ومالكك ومالك الدنيا والآخرة فقال ذاك اذن هو الله
رب العلمين فقال له صدقت قال فما غرضك في هذه القرية التي تقصدها قال امرت ان ادعو اهلها
من الجهل الى العلم ومن الضلالة الى الهدى ومن الشقاوة الى السعادة وان استنقذهم من ورطات
الذل والفقر واملكهم ما يستغنون به عن الكد والتعب فقال له حمدان انقذني انقذك الله
وافض علي من العلم ما تحييني به فما اشد احتياجي الى مثل ما ذكرته فقال ما
امرت ان اخرج السر المخزون الى كل احد الا بعد الثقة به والعهد اليه

---

ترجمہ منسوب ہو ... اور کوفہ والے ... وہان پہونچ ... رفتہ رفتہ مخفف ہو کر کرتہ اور معرب ہو کر قرمطہ ہو گیا اور رہ گئے
اُس کے اولاد و احفاد ... وہان باقی رہے یہ قول اول تھا دوم یہ کہ یہ نسبت ایک شخص کی طرف ہے جس کو حمدان قرمطہ کہتے تھے اور ابتدا
ابتدا مین باطنیہ کا ایک داعی تھا اس کا کہنا ایک جماعت نے مان لیا تو وہ قرمطی کہلائے اور یہ شخص پہلے تو زہد و فقر کی طرف مائل
تھا ولیکن جاہل تھا اور کوفہ کا رہنے والا تھا اتفاقاً وہان سے ایک گاؤن کو جاتا تھا اور گاؤن کا گاؤ اپنے ساتھ لیے جاتا تھا راہ مین
اُس کو باطنیہ فرقہ کا ایک شخص مل گیا وہ بھی اسی گاؤن کا قصد رکھتا تھا تو حمدان نے اس باطنی سے جو باطنیہ فرقہ کی طرف لوگون کو
دعوت کیا کرتا تھا پوچھا کہ آپ کہان جائینگے اور اُس کو یہ نہین معلوم تھا کہ یہ باطنیہ کا داعی ہے داعی نے اُس گاؤن کا نام لیا جس
مین حمدان جاتا تھا۔ حمدان نے کہا کہ آپ ان گاؤن مین سے کسی گاے پر سوار ہو لین تاکہ تھک نہ جائین داعی نے کہا کہ مجھی اس
کا حکم نہین دیا گیا ہے حمدان نے کہا کہ آپ کوئی کام بغیر حکم نہین کرتے پھر آپ کس کے حکم پر عمل کرتے ہین داعی نے کہا کہ مین اپنے
مالک اور تیرے مالک اور دنیا و آخرت کے مالک کے حکم پر عمل کرتا ہون۔ حمدان نے کہا کہ پھر یہ تو اللہ رب العالمین ہی باطنی کذاب منافق
نے کہا کہ ہان تو نے سچ کہا حمدان نے پوچھا کہ جس گاؤن مین آپ جاتے ہین وہان آپ کا کیا مقصد ہے داعی نے کہا کہ وہان کے لوگون کو
جہالت سے علم کی جانب اور گمراہی سے ہدایت کی جانب اور شقاوت سے سعادت کی جانب لاؤن اور اُن کو ذلت و فقیری کے گرداب
سے نکالون اور اُن کو اس قدر دیدون جس کی وجہ سے وہ گداگری سے تونگر ہو جاوین حمدان نے کہا کہ خدا آپ کا بھلا کرے مجھی بھی اس گرداب
جہالت ضلالت سے نکال لیجیے اور ایسے علم کا فیضان مجھ پر فرمایئے جس سے مین زندہ جاوید ہو جاؤن کیونکہ جو کچھ آپنے ذکر کیا مجھی اس کی اشد
ضرورت ہے داعی مکار نے کہا کہ مجھی یہ حکم نہین ہی کہ حقیقت کا بھید ہر شخص سے ظاہر کرون جب تک اُس پر بھروسہ نہ کر لون اور اُس سے عہد نہ لون

فقال اذكر عهدك فاني ملتزم له فقال ان تجعل لي وللامام على نفسك عهد الله وميثاقه ان لا تخرج سر الامام
الذي القيه ولا تفش سري ايضا فالتزم حمدان عهده ثم ان شرع الداعي في تعليمه فنون جهله حتى استغواه
فاستجاب له ثم انتدب للدعاء وصار اصلا من اصول هذه البدعة فسمي اتباعه القرامطة والقرمطية ثم لم تزل
بنوه واهله يتوارثون مكانه وكان اشدهم باسا رجل يقال له ابو سعيد ظهر في سنة ست وثمانين
ومائتين وقوي امره وقتل ما لا يحصى من المسلمين وخرب المساجد واحرق المصاحف وقطع الحجاج وسن لاصحابه سننا
واخبرهم بمحال وكان اذا قاتل يقول قد وعدت النصرة في هذه الساعة فلما مات بنوا على قبره قبة
وجعلوا على رأسها طائرا من جص وقالوا اذا طار هذا الطائر خرج ابو سعيد من قبره وجعلوا عند القبر
فرسا وخلعة وثيابا وسلاحا وقد سول ابليس هذه الجماعة انه من مات وعلى قبره فرس حشر راكبا و
ان لم يكن له فرس حشر ماشيا وكان اصحاب ابي سعيد يصلون عليه اذا ذكروه ولا
يصلون على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا سمعوا من يصلي على رسول الله صلى الله عليه وسلم يقولون اناكل
رزق ابي سعيد ونصلي على ابي القاسم وخلف بعده ابنه ابو طاهر ففعل مثل فعله وهجم على الكعبة فاخذ ما

---

ترجمہ حمدان نے کہا کہ آپ اپنا عہد ذکر کیجیے مین دل وجان سے اُس کو لازم کرون گا۔ داعی نے کہا کہ تو میرے لیئے اور امام وقت
کے لئے اپنی جان پر اللہ تعالی کا عہد ومیثاق رکھ کہ تو امام کا بھید جو مین تجھ سے ظاہر کرون وُہ کسی سے بیان نہ کر اور میرا بھید بھی کسی سے
مت کہہ حمدان نے اسی طرح عہد ومیثاق دیا۔ پھر داعی نے اُس کو ضلالت کے فنون سے تعلیم دینا شروع کیا یہانتک کہ اُس کو راہ سے
گمراہ کر لیا۔ پھر یہ شخص حمدان خود اس گمراہی کا ایک جاہل پیشوا بن گیا اور اس بدعت کا سرغنہ ہو گیا اور اس کے تابعین اسی کے نام سے
قرمطیہ یا قرامطہ کہلانے لگے اور بجائے اس کے برابر اُس کی اولاد ونسل سے قائم مقام ہوتے رہے اور ان مین سے سخت جنگی مکار ایک
شخص ابو سعید قرمطی تھا جو ۲۸۶ھ مین ظاہر ہوا۔ اور اُس کا کام مستحکم ہو گیا اور اُس نے بے شمار آدمی قتل کیے اور بہت مسجدین
منہدم کین اور صدہا مصاحف مجید جلا دیے اور بہت سے حاجیون کے قافلے لوٹ لیے اور اپنے لوگون کے لیے نئے نئے طریق
نکالے اور بہت سی محال باتون کو اُن کے ذہن نشین کیا اور جب لڑائی لڑتا تو کہتا کہ مجھے اسی دم فتح وظفر کا وعدہ دیا گیا ہے اور
جب وُہ مرا تو لوگون نے اُس کی قبر پر قبہ بنایا اور اُس پر گچ کی ایک چڑیا بنائی اور لوگون کو بھکایا کہ جب یہ چڑیا اُڑے گی تو اُسی
زمانہ مین ابو سعید اپنی قبر سے نکلے گا اور ان گمراہون نے اُس کی قبر کے پاس گھوڑا و جوڑا و ہتھیار رکھے تھے اور ابلیس نے اس
گمراہ فرقے کے خیال مین یہ بات جمائی کہ جو مرا اور اُس کی قبر کے پاس گھوڑا بندھا اور بھوک سے تڑپ کے مر گیا۔ تو وہ جب اُٹھے گا
تو سوار ہوگا اور اگر گھوڑا نہ ہوا تو پیادہ ٹھوکرین کھائے گا۔ اور ابو سعید مذکور کے تابعین گمراہ جب اُس کا نام آتا تو درود پڑھتے اور
رسول اللہ صلعم کے ذکر مبارک پر درود نہ پڑھتے اور کہتے کہ ہم رزق ابو سعید کا کھائین تو کیون ابو القاسم پر درود پڑھین اور اس کے بعد
اُس کا بیٹا ابو طاہر قائم مقام ہوا اور اُسی کی مانند بدکاریان کرنے لگا یہانتک کہ اچانک اُس نے کعبہ پر ہجوم کیا اور وہان جو کچھ

فيها من الذخائر وقلع الحجر الاسود فحمله الى بلده واوهم الناس انه الله عزوجل الاسم السابع الخرمية وخرم لفظ اعجمي ينبئ عن الشئ المستلذ المستطاب الذي يرتاح الانسان له ومقصود هذا الاسم تسليط الناس على اتباع اللذات وطلب الشهوات كيف كانت وطي بساط التكليف وحط اعباء الشرع عن العبادة وقد كان هذا الاسم لقبا للمزدكية وهم اهل الاباحة من المجوس الذين نبغوا في ايام قباذ واباحوا النساء المحرمات واحلوا كل محظور فسمي هؤلاء بهذا الاسم لمشابهتهم اياهم في نهاية هذا المذهب وان خالفوهم في مقدماته الاسم الثامن التعليمية لقبوا بذلك لان مبدأ مذهبهم ابطال الرأي وافساد تصرف العقول ودعاء الخلق الى التعليم من الامام المعصوم وانه لا يدرك العلوم الا بالتعليم **فصل** في ذكر السبب الباعث لهم على الدخول في هذه البدعة **قال المصنف** اعلم ان القوم ارادوا الانسلال من الدين فتشاوروا مع الجماعة من المجوس والمزدكية والثنوية وملحدة الفلاسفة في استنباط تدبير يخفف عنهم ما نابهم من استيلاء اهل الدين عليهم حتى اخرسوهم عن النطق بما يعتقدونه من انكار الصانع وتكذيب الرسل وجحد البعث

**ترجمہ** جڑھا ہوا تھا۔ سب لوٹ لیا اور حجر اسود کو اُکھاڑ کر اپنے شہر مین لے گیا اور لوگون کے ذہن مین جمایا کہ وہی اللہ تعالےٰ ہے (**ساتوان نام**) خرمیہ ہے اور خرم عجمی لفظ ہے جس کے معنی لذیذ عیش کی چیز جس کے واسطے آدمی کا نفس راغب ہوتا ہے اور اس نام سے قصد یہ تھا کہ لوگ ہر قسم کی لذت وشہوت حاصل کرین جس طرح اُن کو حاصل ہو سکے اور شرع مین جس پرہیزگاری و پاکیزگی کے لیئے انسان مہذب کیا گیا ہے یہ سب طے کر دیا اور بندون سے شرعی خلعت اُتار ڈالی اور اصل مین یہ لفظ مجوسی مزدکیہ فرقہ کا تھا جنھون نے مجوس کو ہر قسم کے فواحش مباح کر دیے تھے یہ لوگ قباد بادشاہ کے زمانے مین نکلے تھے اور جہان کی سب عورتین ہر شخص کے لیئے مباح کر دی تھین اور ہر ممنوع چیز حلال کر دی تھی تو اُنہین کی مشابہت سے اس فرقۂ باطنیہ کا نام رکھا گیا کیونکہ اگرچہ ابتدائی تصور مین باطنیہ ومزدکیہ مین اختلاف ہو۔ لیکن اِن کے اور اُن کے ایمان کا انجام ایک ہی ہے + (**آٹھوان نام**) تعلیمیہ ہے یہ لقب اس لیے دیا گیا کہ ان کے مذہب کی بنیاد اسی پر ہے کہ عقل کو بالائے طاق رکھین اور کچھ بھی سمجھ سے کام نہ لین اور جو کچھ امام معصوم کہے اُسی کو قبول کرین اور اُسی کی تعلیم کی طرف خلق کو دعوت کرین اور اسی کی تعلیم کے بغیر علم نہین حاصل ہوتا **فصل** اس بات کا بیان کہ کیسے لوگ اس بدعت ضلالت مین داخل ہوئے یعنی اس ضلالت کو ایجاد کرنے مین باطنیون کا کیا مطلب تھا۔ **مصنف**رح نے کہا۔ کہ اس قوم نے دین وشریعت سے جدا ہو جانے کا قصد کیا تو اس کے لیے مجوس اور مزدکیہ وثنویہ وملاحدہ فلاسفہ کے لوگون سے مل کر مشورہ کیا۔ کہ ایسی کوئی تدبیر نکالین۔ کہ اس پریشانی سے نجات ہو۔ جو اہل اسلام کے استیلا سے اُن پر طاری ہوئی ہے۔ کیون کہ اہل اسلام نے عمدہ دلائل سے انکار خدائی وانکار رسالت وحشر مین اُن کی زبان گونگی کر دی

وزعمہم ان الانبیاء مخرقون ومتمسون ورأوا امر محمد صلی اللہ علیہ وسلم قد استطار فی الاقطار وانہم قد عجزوا عن مقاومتہ فقالوا سبیلنا ان ننتحل عقیدۃ طائفۃ من فرقہم ارکہم عقولا واسخفہم رایا واقبلہم للمحالات والتصدیق بالاکاذیب وھم الروافض فنتحصن بالانتساب الیہم ونتودد الیہم بالحزن علی ما جری علی آل محمد من الظلم والذل لیمکننا شتم القدماء الذین نقلوا الیہم الشریعۃ فاذا ھان اولئک عندھم لم یلتفتوا الی ما نقلوا فامکن استدراجہم الی الانخداع علی الدین فان بقی منہم معتصم بظواھر القرآن والاخبار اوھمناھم ان تلک الظواھر لہا اسرار وبواطن وان الانخداع بظواھرھا حمق وانما الفطنۃ فی اعتقاد بواطنہا ثم نبث الیہم عقائدنا ونزعم انہا المراد بظواھر ما عندکم فاذا تکثرنا بہا فالا سہل علینا استدراج باقی القرآن ثم قالوا وطریقنا ان نختار رجلا ممن یساعد علی المذھب ویزعم انہ من اھل البیت وانہ یجب علی الخلق کافۃ متابعتہ ویتعین علیہم طاعتہ لکونہ خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والمعصوم من الخطأ والزلل من جہۃ اللہ تعالی ثم لا یظہر ھذہ الدعوۃ علی القرب من جوار ھذہ الخلیفۃ الذی وسمناہ بالعصمۃ

**ترجمہ** اور ان گمراہون نے دیکھا کہ نبوت و شریعت محمدی کا آوازہ چار دانگ عالم مین شائع ہے اور یہ گمراہ کسی طرح اُسکا مقابلہ نہین کر سکتے ہین تو سب نے مل کر یہ تدبیر نکالی کہ اہل اسلام مین سی ایسے فرقے کو چھانٹو جو عقل سے بدنصیب و رائے مین بودا ہو اور محالات کو قبول کرتا ہو۔ اور بغیر سند کی جھوٹی باتون کے قبول کرنے مین مشہور ہو۔ اور ایسا فرقہ اُن کو یہ روافض مل گیا تو یہ تدبیر نکالی کہ ظاہر مین روافض کے عقیدے مین شامل ہون تاکہ قتل عام سے محفوظ ہو جاوین پھر اس فرقۂ روافض سے دوستی و چاپلوسی پیدا کرین اور غم و گریہ و ماتم اُن واقعات مصیبت مین ظاہر کرین جو آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ظالمون کے ہاتھون سی پیش آئے ہین اس حیلہ سے بزرگان قدیم کو لعن طعن کرنے کا پورا موقع ہاتھ آویگا۔ - - - - - - - جن سے شریعت نقل ہو کر اُن کو حاصل ہوئی ہی - اور جب اِن ہی پر لعن طعن کرنا اس فرقۂ روافض کے کانون پر آسان ہو جائے گا۔ تو جو کچھ امر شریعت و قرآن اُنھون نے نقل کیا ہے اُس کی قدر بھی اس احمق فرقہ کے دل سے کم ہو جائے گی تب بہت آسانی سے یہ موقع ملے گا کہ ان کو شریعت سے نکال کر باہر کیا جاوے اور اگر باوجود اس کے بھی ان مین کوئی کوئی ایسا رہے گا جو ظاہر قرآن کا پابند ہے تو اُس پر یہ جال ڈال کر بہکا دین گے کہ ان ظاہر کے اسرار و باطن ہین اور فقط ظاہر پر فریفتہ ہونا حماقت ہی اور دانائی یہ کہ حکمت فلسفہ کے موافق ان کے اسرار پر اعتقاد ہو۔ پھر ہم اپنے عقائد ان مین داخل کر دین گے اور کہین گے کہ ظاہر سے مراد یہی اسرار ہین اور اس ذریعے سے باقی قرآن سے منحرف کرنا آسان ہوگا۔ پھر اُنھون نے عملدرآمد کے واسطے ایسے شخص کو تلاش کیا جو اپنے آپ کو اہل بیت مین سے قرار دے اور اس طریقہ رفض مین اُن کا موافق ہو اور دعوے عام یہ رکھا جاوے کہ تمام اُمت پر اس کی متابعت واجب ہے کیونکہ وہ خلیفۂ رسول اللہ ہے اور خطا والغرض سی معصوم ہی اللہ تعالی نے ہر پیغمبر کیطرح اسکو معصوم کر دیا ہی اور ان لوگون نے یہ بھی تجویز کیا کہ اس گھڑے ہوے معصوم خلیفہ کی قریب جوار مین اُسکی

فان قرب الدار يهتك الاستار واذا بعدت الشقة وطالت المسافة فمتى يقدر المستجيب الدعوة ان يفتش حال الاماو ويطلع على حقيقة امره وقصدهم بهذا اكل الملك والاستيلاء على اموال الناس والانتقام منهم لما عاملوهم به من سفك دمائهم ونهب اموالهم قديما فهذا غاية مقصدهم ومبدأ امرهم

فصل قال المصنف وللقوم حيل في استنزال الناس فهم يميزون من يجوز ان يطمع في استدراجه ممن لا يطمع فيه فاذا طمعوا في شخص نظروا في طبعه فان كان مائلا الى الزهد دعوه الى الامانة والصدق وترك الشهوات وان كان مائلا الى الخلاعة قرروا في نفسه ان العبادة بله وان الورع حماقة وانما الفطنة في اتباع اللذات من هذه الدنيا الفانية ويثبتون عن ذي مذهب ما يليق بمذهبه ثم يشككونه فيما يعتقده فيستجيب لهم اما رجل ابله او رجل من ابناء الاكاسرة واولاد المجوس قد انقطعت دولة اسلافه بدولة الاسلام او رجل يميل الى الاستيلاء ولا يساعده الزمان فيعدونه بنيل اماله

ترجمہ کیونکہ جس قدر گھر نزدیک ہوگا اسی قدر زیادہ پردہ فاش ہوتا ہے اور جب مسافت دراز ہوگی اور تکلیف شدید لازم آوے گی تو وہ شخص اُس کی دعوت کرنے والا ہے کب کسی کو خیال ہوگا۔ کہ داعی کے ساتھ جاکر معصوم امام کا حال دریافت کرے یا اُس کی حقیقت حال سے مطلع ہو (بلکہ فلسفی داعی پر اکتفا کرین گے) ان سب باتون سے اس ملحد فرقہ کا مطلب یہ ہے کہ لوگون کے مال وملک پر مستولی ہوجاوین اور جیسے قدمائے اسلام نے ان ممالک کو فتح کرکے اموال غنیمت ان لوگون سے حاصل کیے اور جہادون مین ان کے باپ دادے قتل کیے تھے تو اب حیلہ سے ان موجودین مسلمانون سے انتقام لین یہ اس فرقہ کی ابتدا اور اُن کے مقصود کی انتہا ہے (مترجم کہتا ہے کہ ممالک ایران وغیرہ مین بعض فرقہ روافض نے اس فرقہ اسمعیلیہ باطنیہ کے بہت سے مسائل وعقائد خرافات سے کرانیچہ یہان داخل کیے ہین نعوذ باللہ من ذلک) **فصل مصنف** کہتا ہے کہ اس قوم بدکار کے حیلے لوگون کے پھانسنے مین عجیب ہین وہ ایسے احمق کو جو اُن کے دام فریب مین آجائے گا دوسرے سے تمیز کر لیتے ہین اور جب وہ اُن کی کسوٹی پر آیا تو اس جاہل کی طبیعت دیکھتے ہین اگر دیکھا کہ وہ زہد و ترک دنیا کی طرف راغب ہے تو اُس کو امانت وصدق گفتار وترک شہوات کی دعوت کرتے ہین اور اگر دیکھا کہ وہ بیباکی اور شہوت کی طرف مائل ہے تو اُس کو فلسفی اُلجھاؤ سے قائل کرتے ہین کہ عبادت بیوقوفی اور تقوے حماقت ہے اور دانائی یہ ہے کہ نفس کو ناحق اس دنیا کی لذات سے محروم نہ کرے اور ہر مذہب والے کے نزدیک اُس کے مذہب کے موافق تقریرین کرکے قائل کرتے ہین اور جب یہ جاہل ان کے فریب مین یہ شک کرنے لگتا ہے کہ وہ پہلے کیسے نادانی کے عقیدہ مین پھنسا تھا تو اُن کی دعوت قبول کرلیتا ہے اور قبول کرنیوالا یا تو اُحمق سخت دل بیوقوف ہوتا ہے یا سابق کے ایرانی بادشاہون یا مجوس کی اولاد مین ہوتا ہے جس کے باپ دادے کی سلطنت بوجہ اسلام کے فوت ہوگئی ہے یا ایسا شخص جسکا دلی شوق یہ کہ کسی شہر یا قلعہ پر مسلط ہوجاوے۔ ولیکن زمانہ اُس کی مساعدت وموافقت نہین کرتا تو یہ لوگ اُسکو

او شخص يحب الترفع عن مقامات العوام ويروم بزعمه الاطلاع على الحقائق او رافضي يتدين لسب الصحابة او ملحد من الفلاسفة والثنوية والمتحيرين في الدين او من قد غلب عليه حب اللذات وثقل عليه التكليف

**فصل** في ذكر نبذة من مذاهبهم **قال** ابو حامد الطوسي الباطنية قوم يدعون الاسلام ويميلون الى الرفض وعقائدهم واعمالهم تباين الاسلام فمن مذهبهم القول بالهين قديمين لا اول لوجودهما من حيث الزمان الا ان احدهما علة لوجود الثاني قالوا والسابق لا يوصف بوجود ولا عدم ولا هو موجود ولا هو معدوم ولا هو معلوم ولا هو مجهول ولا هو موصوف ولا هو غير موصوف وحدث من السابق الثاني وهو اول مبدع ثم حدثت النفس الكلية وعندهم ان النبي عبارة عن شخص فاضت عليه من السابق بواسطة الثاني قوة قدسية صافية وزعموا ان جبرئيل عبارة عن العقل الفائض عليه لا انه شخص واتفقوا على انه لا بد في كل عصر من امام معصوم قائم بالحق يرجع اليه في تاويل الظواهر مساوي النبي في العصمة وانكروا المعاد وقالوا معنى المعاد عود الشيء الى اصله وتعود النفس الى اصلها واما التكليف فالمنقول عنهم الاباحة المطلقة واستباحة المحظورات

ترجمہ یا وہ ایسا شخص ہوتا ہے جس کے نفس میں عوام الناس کے مراتب سے بڑھ جانے اور افزون رتبہ ہونیکی خواہش ہوتی ہے۔ اور وہ اپنے خیال میں حالات پر مطلع ہونیکا قصد کرتا ہے۔ یا وہ رافضی ہے کہ اس کے نزدیک اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینا بڑی عبادت ہے یا وہ فلسفی۔ یا ثنویہ یا حماقت سے منافقانہ دین مین متحیر ہے یا وہ شخص ہے جسپر شرعی پابندی بوجھل معلوم ہوتی ہے۔ اور محض لذات کی چاٹ رکھتا ہے (تو ایسے لوگ ان باطنیہ ملاحدہ کی دام فریب میں گرفتار و خوار ہوجاتے ہیں) **فصل** ملاحدہ باطنیہ کے مذہبی بعض اعتقادات کا ذکر۔ شیخ ابو حامد الطوسی نے کہا کہ باطنیہ ایک قوم ہے جو منہ سے تو اسلام کا دعوی کرتے ہین مگر ان کے عقائد و اعمال بالکل اسلام سے مخالف و مبائن ہین اور ظاہر مین رفض کی طرف مائل ہین ان کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ خداے قدیم دو ہین اور زمانے کے لحاظ سے ان کے وجود کی ابتدا نہین ہے ولیکن باوجود اس کے ایک علت ہے دوسرے کے واسطے اور کہتے ہین جو سابق ہے اس کو یہ نہین کہہ سکتے کہ وجود ہے یا عدم ہے نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور نہ مجہول ہے نہ معلوم ہے اور نہ موصوف ہے نہ غیر موصوف ہے اور اسی سابق سے دوسرا پیدا ہوا اور یہ اول موجود ہے پھر نفس کلیہ کا وجود ہوا ان کے نزدیک نبی ایک ایسا شخص ہے جسپر خداے اول سے بواسطہ خداے دوم کے قوت قدسیہ صافیہ فائض ہوئی اور کہتے ہین کہ جبرئیل اسی عقل کو کہتے ہین جو نبی پر فائض ہوئی۔ وہ کوئی ذات نہین ہے اور کہتے ہین کہ ہر زمانہ مین اسی نبی کے مثل امام معصوم ضرور ہونا چاہئے جو حق کے ساتھ قائم ہو اور وہی ظاہر کی تاویل بتلایا کرے اور کہتے ہین کہ آخرت وقیامت کوئی چیز نہین ہے بلکہ کہتے ہین کہ معاد کے معنی یہ ہین کہ کوئی چیز اپنی اصل کی طرف عود کرے اور نفس بھی اپنے اصل کی طرف عود کرتا ہے۔ اور شرع سے مکلف ہونا تو کہتے ہین کہ ہر چیز مباح ہے اور جو چیزیں حرام کہی جاتی ہین سب مباحات ہین

وقد ينكرون هذا اذا حكى عنهم وانما يقرون بانه لابد للانسان من التكليف فاذا اطلع على بواطن الظواهر ارتفعت
التكاليف ومما عجزوا عن صرف الناس عن القرآن والسنة صرفوهم عن المراد بهما الى مخاريق زخرفوها اذ
لو صرحوا بالنفي المحض لم يقبلوا فقالوا معنى الجنابة مبادرة المستجيب بافشاء السر ومعنى الغسل تجديد العهد على
من فعل ذلك ومعنى الزنا القاء نطفة العلم الباطن فى نفس من لم يسبق معه عقد العهد والصيام
الامساك عن كشف السر والكعبة هى النبى والباب على والطوفان طوفان العلم اغرق به المتمسكون
بالشبهة والسفينة جزيرة الذى تحصن به من استجاب لدعوته ونار ابراهيم عبارة عن غضب نمرود لا عن
نار حقيقة وذبح اسحاق معناه اخذ العهد عليه وعصى موسى حجته وياجوج وماجوج هم اهل الظاهر وذكر بعض
انهم يقولون ان الله تعالى لما اوجد الارواح ظهر لهم فيما بينهم كهم فلم يشكوا انه واحد منهم فعرفوه فاول من عرفه
سلمان الفارسى والمقداد وابوذر واول المنكرين الذى يسمى ابليس عمر بن الخطاب فى خرافات لا ينبغى
ان يصان الوقت العزيز عن التضييع بذكرها ومثل هؤلاء لم يتمسكوا بشبهة

ترجمہ لیکن جب موقع پاتے ہیں۔ اس سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ ہمارا قول یہ ہے۔ کہ انسان کے واسطے مکلف
ہونا ضرور ہے۔ مگر جب وہ حقائق اشیاء سے ماہر ہوا۔ جان ظاہری نصوص کے معنی باطنی ہیں۔ تب اُس پر کوئی تکلیف
نہیں رہتی ہے۔ اور چونکہ وہ لوگوں کو قرآن و حدیث سے منحرف کرتے ہیں عاجز تھے۔
اسی سے کر یہ مکر گانٹھا کہ اپنی ملمع کی ہوئی باتوں میں پھنسا کر انہیں قرآن و
حدیث سے پھیر دیں اس لئے کہ اگر پہلے ہی سے قرآن و حدیث سے انکار
کی تصریح کرتے تو عوام الناس قبول نہ کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ **جنابت** جس سے غسل لازم آتا ہے اُس کے یہ معنی ہیں کہ
قبول کرنے والا بھید ظاہر کرے اور غسل سے مراد یہ کہ از سر نو اس خطا سے توبہ کر کے عہد کرے **زنا** کے معنی یہ کہ علم
باطن کا نطفہ ایسے شخص کے پیٹ میں ڈالے جس سے سابق میں عہد لیا گیا ہے اور **صوم** (روزہ) کے یہ معنی ہیں بھید
کھولنے سے جی روک رکھے **کعبہ** نبی ہیں اور **باب** علی ہیں۔ **طوفان** سے مراد طوفان علم ہے جس میں شبہ کے ساتھ تمسک
کرنے والے غرق کیے گئے **سفینہ** وہ جزیرہ ہے جس میں نوح کی دعوت قبول کرنے والے محصور ہوئے تھے۔ **نار ابراہیم** سے مراد نمرود
کا غصہ ہے آگ تھی وہاں حقیقی آگ مراد نہیں ہے اسحاق کو ذبح کرنے سے یہ مراد کہ اُس سے عہد جدید لیا گیا **عصائے موسیٰ** سے مراد
ان کی دلیل و حجت ہے **یاجوج ماجوج** سے مراد علمائے ظواہر ہیں۔ واضح ہو کہ سوائے ابو حامد رح کے دوسروں نے ذکر کیا کہ باطنیہ
کہتے ہیں کہ خدا نے جب ارواح کو پیدا کیا۔ تو خود بھی اُن میں ظاہر ہوا اور انہیں کی صورت میں ظاہر ہوا تو کسی نے شک نہ کیا کہ یہ بھی انہیں کا ایک ہے
اور سب سے پہلے سلمان فارسی اور مقداد اور ابوذر نے پہچانا اور سب سے پہلے اُس سے عمر نے انکار کیا اس سے باطنی ملحد کا نام ابلیس ہوا
اسی قسم خرافات اس ناپاک فرقہ میں بہت ہیں خیال ہیں کہاں تک تضیع اوقات کی جاوے اور ان جیسے لوگوں نے دلیل چھوڑ کر کسی شبہ پر بھی تمسک

يكون معهم مناظرة وانما اخترعوا بواقعاتهم ما ارادوا فان اتفقت مناظرة لاحدهم فليقل لهم اعرفتم هذه
الاشياء التي تذكرونها عن ضرورة او عن نظر او عن نقل عن الامام المعصوم فان قلتم ضرورة فكيف خالفكم
ذووا العقول السليمة ولو ساغ للانسان ان يدعى الضرورة فى كل ما يهواه جاز لخصمه دعوى الضرورة فى
نقض ما ادعاه وان قلتم بالنظر فالنظر عندكم باطل لانه تصرف بالعقل وقضايا العقول عندكم لا يوثق بها وان
قالوا عن امام معصوم قلنا فالذى دعاكم الى قبول قوله بلا معجزة وترك قول محمد صلى الله عليه وسلم مع المعجزات ثم
ما يؤمنكم ان يكون ما سمع من الامام المعصوم له باطن غير ظاهر ثم يقال لهم هذه البواطن والتاويلات
يجب اخفاءها ام اظهارها فان قالوا يجب اظهارها قلنا فلم كتمها محمد صلى الله عليه وسلم فان قالوا يجب اخفاؤها قلنا
ما وجب على رسول الله صلى الله عليه وسلم اخفاؤه فكيف جاز لكم افشاؤه قال ابن عقيل هلك الاسلام بين الطائفتين الباطنية
الظاهرية فاما اهل الباطن فانهم عطلوا ظواهر الشرع بما ادعوه من تفاسيرهم التى لا برهان لهم
عليها حتى لم يبق فى الشرع شئ الا وقد وضعوا وراءه معنى حتى اسقطوا ايجاب الواجب والنهى عن المنهى

**ترجمہ** تاکہ حق بات ظاہر کرنے کے لیے اُن سے گفتگو ہو بلکہ ان لوگوں نے تو اپنے ذہن میں ایک مضمون باندھکر اُس کے موافق سب واقعات
گھڑ کے بنا لیے ہیں (یعنی شریعت کے اصول قرآن وحدیث اصلی ہیں تو ان کے سمجھنے میں جس فرقہ کو غلطی ہوئی اُس کے ساتھ مناظرہ ہو سکتا ہے
اور اس فرقہ نے خود روایتیں بنائیں کہ مثلاً خدا نے ایک قرآن فاطمہ بھیجا تھا اُس میں یہ صاف لکھا تھا اور اس قرآن میں موجود ہے الم ذلک الکتٰب اس
سے وہ عہدنامہ مراد ہے جو الف اللہ نے ل جبرئیل وم محمد کی گواہی سے علی رضہ پر عہد لیا تھا کہ آیندہ تلوار نہ کھینچیں اور ظلم و ذلت برداشت کریں الغرض
اسی قسم کے واہیات بنالیے تو اُن کو قرآن وحدیث سے کچھ مطلب نہیں بلکہ جو باتیں اپنے علم باطنی میں بیان کرتے ہیں وہ دین ہیں تو اس فرقہ سے کیا
مناظرہ ہو سکتا ہے) اور اگر اتفاقاً کبھی اس فرقہ سے بحث ہو تو کہو کہ تم نے یہ چیزیں کہاں سے پائیں آیا تم کو بدیہی مل گئیں یا نظر کرنے
یا کسی امام معصوم سے اگر کہیں کہ بدیہی ہیں تو باطل ہے کیونکہ عقل سلیم والے اُن کے معتقدات کے مخالف ہیں اور بدیہی میں کوئی عقل و الانصاف نہیں کرتا
جیسے آفتاب اور اگر خالی دعوے سے کچھ ثبوت ہو تو تمہارے مقابل تمہارے برعکس بھی دعوی کرنے جایز ہو جاوے اور اگر تم نے نظری دلیل سے ثابت کیا تو اسکو تم باطل کہتے ہو کیونکہ وہ
عقلی تصرف ہے اور عقلی قضایا تمہارے اصول میں وثوق کے قابل نہیں ہوتے اور اگر کہیں کہ ہم نے امام معصوم سے حاصل کیے تو کہو کہ کیوں تم نے محمد صلعم کا قول شریف
جو معجزات متواتر کے ساتھ تھا چھوڑا۔ اور اپنے اس امام معصوم کا قول لے لیا جو بغیر معجزہ ہے اور باوجود اس کے جو کچھ امام معصوم نے
بیان کیا شاید اُس کے باطنی معنے ظاہر کے خلاف ہوں پھر ان سے کہا جاوے کہ یہ باطن و اسرار جو تم کہتے ہو ان کا چھپانا لازم ہے کہ ظاہر کرنا اگر
کہیں کہ ظاہر کرنا واجب ہے تو کہنا چاہیے کہ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کیوں چھپایا اور اگر کہیں کہ چھپانا واجب ہے تو کہنا چاہیے کہ
رسول پر جسکا اخفا واجب تھا تو تم پر افشا کیونکر جائز ہوا ابن عقیل نے کہا کہ اسلام میں باطنیہ و ظاہریہ دونوں فرقوں سے خرابی پیش آئی چنانچہ
فرقہ باطنیہ نے اسلام کا نام رکھکر شرع کو متروک کیا اور اپنی باطنی باطل تفسیریں (جنکے بے ربط) کی مدعی تھے جنپر کوئی بھی دلیل نہیں یہانتک کہ ان
دشمنوں نے شرع کی کوئی چیز نہیں باقی رکھی جسکے مقابلہ میں باطنی معنے نہ بنائے ہوں یہانتک کہ واجب کا ایجاب و ممنوع کی ممانعت بھی ساقط کردی +

واما اهل الظاهر فانهم اخذوا بكل ما ظهر مما لا بد من تاويله فحملوا الاسماء والصفات على ما عقلوه والحق بين المنزلتين وهو ان ياخذ بالظاهر ما لم يصرفنا عنه دليل ويرفض كل باطن لا يشهد به دليل من ادلة الشرع قال ولو لقيت مقدم هذه الطائفة المعروفة بالباطنية لم اكن سالكا معه طريق العلم بل التوبيخ والازراء على عقله وعقول اتباعه بان اقول ان الملوك طرقا تسلك ووجوها توصل ووضع الامل في جبهة الناس حمق و معلوم ان هذه الملل التي قد طبقت الارض اقربها شريعة الاسلام التي تتظاهرون بها و يطمعون في افسادها قد تمكنت تمكنا يكون الطمع في تحيفها فضلا عن ازالتها حمقا فلها يجمع كل سنة بعرفة ويجمع كل اسبوع في الجوامع ويجمع كل يوم في المساجد فمتى تحدثون انفسكم بتكدير هذا البحر الزاخر وتحيق هذا الامر الظاهر في الافاق يؤذن في كل يوم على ما بين الوف منابر اشهد ان محمدا رسول الله وغاية ما انتم عليه حديث في خلوة او متقدم في قلعة ان نبش كلمة رمى راسه وقتل قتل الكلاب فمتى يحدث العاقل منكم نفسه بظهور ما انتم عليه على هذا الامر الكلي الذي طبق البلاد فما اعرف احمق منكم الى ان يجيئ الى باب المناظرة بالبراهين العقلية **فصل قال المصنف** وانتهبت جمرة الباطنية المتأخرين في سنة اربع وتسعين واربع مائة

ترجمہ رہا فرقۂ ظاہریہ تو انہوں نے ہر جگہہ ظاہر کو لے لیا حالانکہ اسکی تاویل واجب ہے چنانچہ ظاہریہ نے اسماء و صفات میں بھی وہ معنی لئے جو حواس سے اُن کی سمجھہ مین آئے اور حق مذہب دونوں مرتبوں مین دائر ہے یعنی ظاہر کو لے جب تک کوئی دلیل اس سے پھیرنے والی نہ ہو اور رہا باطن تو جسپر کوئی دلیل شرعی نہ ہو اسکو پھینک دے اور اگر مجھہ سے اور اس فرقہ باطنیہ کے پیشوا سے ملاقات ہوتی تو مین اس کے ساتھہ علمی طریقہ کی گفتگو نہ کرتا۔ بلکہ اسکی سمجھہ پر اور اسکی تابعین کی سمجھہ پر لعنت ملامت کرتا (یعنی اس حیلہ سے بادشاہ بن جانے کا خیال تمہاری حماقت ہے) مثلاً اس طرح کہتا کہ بادشاہوں کے واسطے خاص خاص طریقے اور تدبیرین ہین جن سے وہ مقصود پر پہونچتے ہین اور تم جوان چند آدمیون پر امید سلطنت لگائے بیٹھے ہو یہ تمہاری حماقت ہے اور تم جان لو کہ یہ ملتین جنہون نے زمین کو بھر لیا ہے ان مین سب سے زیادہ قریب اور مناسب شریعت اسلام ہے جس کے نام سے تم قوت پاتے ہو اور اپنی حماقت سے اسی کو بگاڑنے کی کوشش کرتے ہو اس کو اللہ تعالیٰ نے کامل غلبہ دیا ہے اس کے بگاڑنے کی کی طمع بھی حماقت ہے بہلا زائل کرنا تو دور رہا چنانچہ ہر سال اُسکا ایک مجمع عظیم عرفات میں ہوتا ہے اور ہر جمعہ کے روز مساجد جامع میں اور ہر روز پانچون وقت مساجد عام مین ہوتا ہے تو تم اپنے نفوس خبیثہ مین یہ منصوبے کہان سے باندھتے ہو کہ اس سمندر عظیم کو گدلا کر دوگے اور کیسے اس امر ظاہر کا نور دھندلا کر دوگے جو جہان مین ظاہر ہے ہر روز ہزارون منارون پر یہ اذان دیجاتی ہے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اور رہا تمہارا حال تو تمہاری انتہا یہ ہے کہ کسی خلوت خاصہ مین اپنا کچھہ منصوبہ بیان کر دیا کسی قلعہ مین چند لوگونکے پیشوا بنجاؤ اگر تمہاری مردہ دلون سے کوئی کلمہ باہر نکلے تو تمہارا سر اڑا دیا جاوے اور کتونکی طرح مار ڈالے جاؤ تو کب کسی عاقل کو یہ خیال ہوگا کہ جو منصوبہ تم نے باندہا ہے وہ اس امر کلی پر جسنے آفاق کو گھیر لیا ہے غالب آویگا پس مجھے تو تم سے زیادہ کوئی احمق نہین معلوم ہوتا بھلا مین پہلا اس سے ایسے کلمات کہون یہانتک کہ براہین عقلیہ سے مناظرہ کی نوبت آوے **فصل** مصنف نے کہا کہ

فقتل السلطان بركيارق خلقا منهم يحقق مذهبهم فبلغت عدة القتلى منهم ثلثمائة وينفا ونهبت اموالهم فوجد لاحدهم سبعون بيتا من الكلالى المحفود وكتب بذلك كتابا الى الخليفة فتقدم بالقبض على قوم يظن فيهم ذلك المذهب ولم يتجاسر احد ان يشفع فيهم لئلا يظن انه من ذلك المذهب وزادت تتبع العوام لكل من ارادوا وصار كل من فى نفسه شئ من انسان يرميه بهذا المذهب فيقصد وينهب واول ما عرف من احوال الباطنية فى ايام ملك شاه جلال الدولة انهم اجتمعوا فصلوا صلوٰة العيد فى ساوة ففطن بهم الشحنة فاخذهم وحبسهم ثم اطلقهم ثم اغتالوا مؤذنا من اهل ساوة فاجتهد وا ان يدخل معهم فلم يفعل فخافوه ان ينم عليهم فاغتالوه فقتلوه فبلغ الخبر الى نظام الملك فتقدم باخذ من يتهم فى قتله فقتل المتهم وكان نجارا وكانت اوّل فتكة لهم قتل نظام الملك وكانوا يقولون قتلتم منّا نجارا وقتلنا به نظام الملك واستفحل امرهم باصبهان لما مات ملك شاه وآل الامر الى انهم كانوا يسرقون الانسان ويقتلونه ويلقونه فى البير وكان الانسان اذا دنا وقت العصر ولم يعد الى منزله يئسوا منه وفتش الناس المواضع فوجدوا امرأة فى دار لا تبرح فوق حصير فازالوها فوجدوا تحت الحصير اربعين قتيلا

ترجمہ تو سلطان برکیارق نے ان مین سے بہت لوگون کو قتل کیا جنہین باطنیہ کا مذہب ظاہر ہوتا تھا پس مقتولون کی تعداد تین سو سے اوپر تک پہونچی اور ان کے اموال لوٹ لئے گئے تو ان مین بعض کے پاس بسیند ہی موتیون کے ستر خانہ ظاہر ہوئے۔ اور اس بارہ مین خلیفہ کو ایک عرضی لکھی گئی۔ خلیفہ نے حکم دیا کہ جنہین اس مذہب کا گمان ہی کیا جائے ان کو فوراً گرفتار کر لیا جاوے چنانچہ لوگ گرفتار ہوئے اور کسی کو یہ جسارت نہ ہوئی کہ کسی کے واسطے سفارش کرے اس خوف سے کہ سفارشی پر یہ شبہ نہ ہو کہ ان کے مذہب کی طرف مائل ہے اور عوام نے جس کو چاہا اور جس سے جس کے دل مین کچھ رنجش تھی اس کی مخبری کر دی کہ اسی مذہب مین ہے تو وہ فوراً قتل کیا جاتا۔ اور اسکا گھر بار لوٹ لیا جاتا۔ اور سب سے پہلے سلطان جلال الدولہ ملک شاہ کے زمانے مین باطنیہ کا حال کھلا۔ کہ انہون نے مجتمع ہو کر ساوہ مین عید کی نماز پڑہی اور شہر کے کوتوال کو اس سے آگاہی ہوئی اُس نے انکو گرفتار کر کے قید خانہ مین ڈالا پھر اس کے بعد انکو رہا کر دیا انہون نے ساوہ کے ایک موذن کو دہوکا دیا اور اسی اپنے مذہب مین شامل کرنیکی بڑی کوشش کی اُسنے انکار کیا تو ڈرے کہ شاید وہ انکی چغلی کہاوے لہذا اسکو دہوکے سے قتل کر دیا یہ خبر نظام الملک وزیر کو پہنچی تو اس نے انلوگون کے قتل کرنیمین پیشقدمی کی جو اس مذہب کے ساتھ متہم تھے چنانچہ متہم لوگ قتل کئے گئے پھر ایک بڑہئی متہم تھا وہ مارا گیا پہر انہون نے ایک مدت بعد نظام الملک کو دہوکے سے مارا اور بعد اسکے کہنے لگے کہ تم نے ہم مین سے بڑہئی مارا ہمنے اُسکے عوض مین نظام الملک مارا اور جب ملک شاہ نے انتقال کیا تو اصفہان مین اس فرقہ کا زور بڑھ گیا اور یہان تک نوبت پہونچی کہ آدمی کو چرا کر قتل کر ڈالتے اور کنوئین مین ڈال دیتے پھر تو یہ تہلکہ پڑا کہ اگر کسی کے گھر مین کوئی آدمی عصر کے قریب تک نہ آگیا تو اس سے مایوس ہو جاتے اور لوگون نے وہ مقامات تلاش کئے جہاں اس قسم کی کارروائیان ہوا کرتی تھیں تو انہون نے ایک مکان مین ایک عورت کو پایا جو ہمیشہ ایک بوریے پر بیٹھی رہتی تھی وہان سے نہین ہلتی تھی لوگون نے اسکو گھسیٹ کر الگ کیا اور بوریا اوٹھایا تو اسکے نیچے کھتی مین چالیس مقتول پائے ✦

فقتلوا المرأة واحرقوا الدار والمحلة وكان يجلس رجل ضرير على باب الزقاق الذی فی هذه الدار فاذا مر انسان
سأله ان يقوده خطوات الى الزقاق فاذا حصل هناك جذبه من فی الدار واستولوا عليه فجد المسلمون فی طلبهم
باصبهان وقتلوا منهم خلقا كثيرا واول قلعة تملكها الباطنية قلعة فی ناحية يقال لها الروذباذ من نواحی
الديلم وكانت هذه القلعة لقماج صاحب ملك شاه وكان يستحفظها متهما بمذهب القوم فاخذ
الفا ومائتی دينار وسلم اليهم القلعة فی سنة ثلث وثمانين فی ايام ملك شاه وكان مقدمها الحسن
بن الصباح واصله من مرو وكان كاتبا للرئيس عبد الرزاق بن بهرام اذ كان صبيا ثم صار الى مصر
وتلقى من دعاتهم المذهب وعاد داعية للقوم وراسا فيهم وحصلت له هذه القلعة وكانت سيرته فی دعائه
انه لا يدعو الا غبيا لا يفرق بين شماله من يمينه مثلا ومن لا يعرف امور الدنيا ويطعمه الجوز والعسل والشونيز
حتى ينبسط دماغه ثم يذكر له حينئذ ما تم على اهل بيت المصطفى من الظلم والعدوان حتى يستقر ذلك
فی نفسه ثم يقول اذا كانت الازارقة والخوارج يسمحوا بنفوسهم فی القتال مع بنی امية فما سبب بخلك
بنفسك فی نصرة امامك فتركه بهذه المقالة طعمة للسباع وكان ملك شاه قد انفذ الى هذا ابن صباح

ترجمہ۔ اور اُس عورت کو مار کر گھر اور محلہ جلا دیا۔ اور اس احاطہ کے کوچہ کے دروازہ پر ایک اندھا بیٹھا بھیک مانگا کرتا جب اُدھر
کوئی مسلمان شخص گزرتا تو اس سے درخواست کرتا کہ للہ مجھے چند قدم ہاتھ پکڑ کر اس احاطہ تک پہونچا دے وہ مسلمان اُس
اندھے بے ایمان کو لے چلتا جیسے ہی احاطہ تک پہونچا کہ احاطہ مین کھینچ لیا گیا۔ اور احاطہ والے اُس پر غالب آگئے آخر مسلمانون نے
بڑی کوشش سے ان لوگون کو تلاش کیا اور اصفہان مین ایک بڑا ہنگامہ اور قتل عام ہوا۔ پہلا قلعہ جو باطنیہ کے قبضہ
مین آیا وہ قلعہ رودبار تھا جو نواح دیلم مین ہے اور یہ قلعہ ملک شاہ کے مصاحب قماج کے قبضہ مین تھا۔ وہ اس کو اس قوم کی
مذہب کی حفاظت واہتمام کے لیے محفوظ رکھتا تھا۔ آخر اس نے ایک ہزار دو سو اشرفیان لیکر ۴۸۳ھ مین زمانہ ملکشاہ مین قلعہ
اس قوم کو سپرد کر دیا اور انکا سردار حسن بن الصباح تھا جو اصل مین مرو کا رہنے والا تھا اور ابتدا مین جب وہ لڑکا تھا تو رئیس عبد الرزاق
بن بہرام کا منشی تھا پھر مصر گیا اور وہان داعی اسمٰعیلیہ سے یہ مذہب سیکھ کے واپس آیا اور اس قوم کا سردار بن گیا اور آخر یہ قلعہ حاصل
کیا اسکا طریقہ یہ تھا کہ ہر ایک احمق جاہل کو جسکو دائین بائین کا شعور نہین ہوتا۔ اور امور دنیا سے بالکل بے خبر ہوتا اُسکو اپنے دام
فریب مین لیتا اور بادام اور شہد اور کلونجی کھلاتا جب اس کا دماغ گرم ہو جاتا اس سے بیان کرتا کہ حضرت مصطفے کے اہل
بیت پر ایسا ظلم و عدوان ہوا ہے۔ اور روز بروز اس قسم کا جھوٹ و سچ بیان کرتا حتے کہ اُس کے ذہن مین جم جاتا پھر کہتا
کہ ازارقہ و خوارج جنے بنی امیہ کے قتال مین اپنی جانین فدا کین۔ تو کیا سبب ہے کہ تم حق پر ہو کر اپنی جان
دینے مین بخل کرتے۔ اور امام کی مدد نہین کرتے ہو۔ غرضکہ اس حیلہ سے اُس کو درندون کا لقمہ بناتا تھا۔
ملک شاہ سلجوقی نے اس شخص حسن بن الصباح کے پاس ایلچی بھیجا تھا۔

يدعوه الى الطاعة ويتهدده ان خالفه ويامره بالكف عن بث اصحابه لقتل الامراء والعلماء فقال في جواب الرسالة والرسول حاضر الجواب ما ترى ثم قال لجماعة وقوف بين يديه اريد ان انفذكم الى مولاكم في حاجة فمن ينهض لها فتوثب كل واحد منهم لذلك وظن رسول السلطان انها رسالة يحملها اياهم فاومأ الى شاب منهم فقال له اقتل نفسك فجذب سكينة وضرب بها غلصمته فخر ميتا وقال لآخر ارم بنفسك من القلعة فالقى نفسه فتمزق ثم التفت الى رسول السلطان فقال اخبره ان عندي من هؤلاء عشرين الفا هذا حد طاعتهم لي وهذا هو الجواب فعاد الرسول الى السلطان ملك شاه فاخبره بما رأى فعجب من ذلك وترك كلامهم وصار بايديهم قلاع كثيرة ثم قتلوا جماعة من الوزراء والامراء **قال المصنف** وقد ذكرنا من صفة افعالهم على القوم في التاريخ احوالا عجيبة فلم نر التطويل بها هاهنا **فصل** وكم من زنديق في قلبه حقد على الاسلام خرج فبالغ واجتهد وزخرف دعاوي يلقي بها من يصحبه فكان غور مقصده في الاعتقاد الانسلال من ربقة الدين وفي العمل نيل اللذات واستباحة المحظورات **فمنهم** بابك الخرمي حصل له مقصوده من اللذات ولكن بعد ان قتل الناس ✦

ترجمہ کہ اطاعت اختیار کرے اور سرکشی کے بد انجام سے ڈرایا تھا اور حکم دیا تھا۔ کہ اپنے لوگون کو امراء وعلماء کے قتل کے واسطے ملک مین پراگندہ نہ کرے جب ایلچی پہونچا۔ تو اُس نے کہا کہ اس کا جواب یہ ہے جو تم آنکھون سے دیکھو پھر اُس نے ایک جماعت سے جو اُس کے سامنے کھڑی تھی کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تم کو تمہارے مولے کے پاس روانہ کرون تو تم مین سے کون شخص اس کام کے لیئے اُٹھتا ہے پس ان لوگون مین سے ہر ایک جلدی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سلطانی ایلچی سمجھتا تھا۔ کہ وہ ان کے ہاتھ پیغام بھیجنا چاہتا ہے پھر اُس نے ان مین سے ایک جوان سے کہا کہ اپنے آپ کو قتل کر اُس جوان نے فوراً چھری نکالکر اپنے دل پر ماری اور مردہ ہو کر گر پڑا پھر اُس نے دوسرے سے کہا کہ اپنے آپ کو قلعہ سے نیچے گرا دے وہ فوراً پہاڑی قلعہ سے نیچے کود پڑا اور پاش پاش ہو گیا۔ پھر اُس نے سلطانی ایلچی سے کہا کہ اس قسم کے لوگ میرے پاس بیس ہزار مین اور اُن کی فرمانبرداری میرے حق مین ایسی ہے اور تیرے پیغام کا بھی جواب ہے پس ایلچی نے اگر سلطان سے یہ حال بیان کیا تو بادشاہ متعجب ہوا اور ان لوگون سے تعرض نہ کیا اور رفتہ رفتہ اس قوم کے ہاتھ مین بہت سے قلعے ہو گئے پھر انھون نے بہت سے امراء اور وزراء کو قتل کیا **مصنف** کہتا ہے کہ مینے تاریخ مین اس قوم کے حالات عجیبہ نقل کیئے ہین یہان بے فائدہ تطویل سے اجتناب کیا **فصل** بہت سے زندیق جن کے دل مین اسلام سے دشمنی تھی۔ وہ نکل کر اس قوم مین شامل ہوئے۔ اور بہت مبالغہ وکوشش سے جس کو پایا ایسے دعوے بتلائے جو محض بے بنیاد تھے۔ اور انتہائے مقصود ان کا یہی تھا۔ کہ دین اسلام کے ربقے سے گردن چھڑائین۔ اور ہر طرح کی لذات اوٹھاوین۔ اور زنا وفجور وغیرہ محرمات کو مباح کرین پس ان زندیقون مین سے ایک تو بابک خرمی تھا جس نے بہت کچھ لذات حاصل کین اور اُسے اُس کا مقصود مل گیا لیکن بعد اُسنے بہت سی خلق خدا کو قتل کیا ✦

وبالغ فی الاذی ثم القرامطة وصاحب الزنج الذی خرج فاستغوی الممالیک السودان ووعدهم الملک فنهب
وقتل وبالغ وکانت عواقبهم فی الدنیا اقبح عاقبة فما وفی ما نالوا بما نیل منهم ومنهم من لم یبرح علی تغیرہ ففاتته
الدنیا والاخرة مثل ابن الریوندی والمعری **وعن** ابی القسم علی بن المحسن التنوخی عن ابیه
قال کان ابن الریوندی ملازم الرافضة واهل الالحاد فاذا عوتب قال انما اردت ان اعرف مذهبهم
ثم کاشف وناظر **وقال المصنف** قلت من تامل حدیث ابن الریوندی وجدہ من کبار الملحدة
وصنف کتابا سماہ الدامغ زعم انه یدمغ به هذہ الشریعة فسبحان من دمغه فاخذ وهو فی الشباب
وکان یعترض علی القران ویدعی علیه التناقض وعدم الفصاحة وهو یعلم ان العرب
تحیرت عند سماعه فکیف بالالکن **واما ابو العلاء المعری** فاشعارہ ظاهرة
الالحاد وکان یبالغ فی عداوة الانبیاء ولم یزل متخبطا فی تغیرہ خائفا من القتل الی ان مات بحسرانه
وما خلا زمان من خلف الفریقین ان جمرة المنبسطین خمت بحمد الله فلیس الا باطن مستتر

ترجمہ اور لوگون کے ایذا دینے مین حد سے گزر گیا۔ زان بعد قرمطی اور زنجی جس نے زنگی غلامون کو ابھارا اور وعدہ کیا۔ کہ تم
کو بادشاہت حاصل ہوگی۔ پھر اس نے (بصرہ وغیرہ) میں بہت کچھ لوٹ مار اور قتل و تاراج کیا۔ اور ان مین سے بعض فقط اپنی
برگشتہ اعتقاد پر رہا اور کہین جانے کی ہمت نہ ہوئی۔ تو اس کی دنیا و آخرت دونون برباد ہوئین جیسے ابن الراوندی اور معری
گزرے ہین۔ **ابو القاسم علی بن الحسین** التنوخی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ابن الراوندی پہلے رافضیون
اور ملحدون کا ملازم تھا۔ جب لوگ اسکو ملامت کرتے تو کہتا کہ میرا مقصود یہ ہے کہ اس بہانہ سے ان کے مذہب سے
واقف ہو جاؤن پھر کھلکر بحث و مناظرہ کرنے لگا۔ **مصنفؒ** نے کہا کہ جس نے ابن الراوندی کا حال غور سے
دیکھا وہ صاف جان جائیگا۔ کہ یہ شخص بڑا ملحد تھا۔ اور اس نے ایک کتاب دامغ لکھی ہے اور اسکا زعم یہ تھا۔ کہ مین
اس کتاب سے شریعت اسلام کو کوفتہ کرتا ہون لیکن خدائی تعالی کا شکر ہے جس نے اسی کا سر کچل دیا۔ اور عین
عالم شباب مین گرفتار ہوگیا۔ اور اس احمق نے قرآن پر تناقص کا اعتراض کیا۔ اور غیر فصیح ہونے کا دعوی کیا۔ حالانکہ
قطعاً معلوم ہے کہ بلغاء و فصحاء عرب قرآن کو سنکر متحیر ہو گئے تھے تو بھلا اس گونگے عجمی کی بات کا کیا اعتبار ہے۔
جو فصاحت سے گفتگو نہین کر سکتا ہے رہا ابو العلاء المعری (جو معز الدولہ رافضی دیلمی کا مداح شاعر تھا) تو اس کی اشعار مین کھلا
ہوا الحاد ہے اور انبیاء علیہم السلام کے ساتھ دشمنی مین مبالغہ کرتا تھا اور نہایت ذلیل زندگی بسر کرتا تھا کہ کبھی اپنی غلطی سمجھتا
اور کبھی انبیاء علیہم السلام پر طعن کرتا غرضیکہ اُسے خبط ہو گیا تھا۔ اور ہر دم خوفناک رہتا۔ کہ قتل نہ کیا جائے۔ آخر
اسی خواری مین مر گیا۔ اور کوئی زمانہ ان دونون فریقون کی خرابات سے خالی نہین رہا۔ ولیکن بحمد اللہ
کہ ان کی چنگاری اڑتی ہوئی بجھ گئی۔ اب کوئی ظاہر نہین رہا سوا اس کے کہ یا تو باطنی چھپا ہوا ہے۔

ومتفلسف متكائم فهو اعثر الناس ولخسعهم قدرًا واردأهم عيشا وقد شرحنا احوال جماعة من الفريقين فی التاریخ فلم نر التطویل بذلك **الباب السادس فی ذکر تلبیس ابلیس علی العلماء فی فنون العلم- قال المصنف** اعلم ان ابلیس یدخل علی الناس فی التلبیس من طرق منها ظاهر الامر ولکن یغلب الانسان فی ایثار هواه فیغمض علی علم بِزَلَّته ومنها غامض هو الذی یخفی علی کثیر من العلماء ونحن نشیر الی فنون من تلبیسه لیستدل بمذکورها علی مغفلها اذ حصر الطرق یطول والله العاصم **ذکر تلبیسه علی القرآء** فمن ذلك ان احدهم یشتغل بالقراءات الشاذة وتحصیلها فیفنی اکثر عمره فی جمعها وتصنیفها والاقراء بها ویشغله ذلك عن معرفة الفرائض والواجبات فربما رأیت امام مسجد لا یتصور للاقراء ولا یعرف ما یفسد الصلوة وربما حمله حب التصدر حتی لا یری بعین الجهل علی ان یجیب فی فتوی بما یقع له وان لم یجز فی مذهب

المتکلمین — فیفنی

**ترجمہ** یا فلسفی پوشیدہ ہے۔ اور وہ سب سے زیادہ خوار ہے اور وہ سب سے زیادہ مصیبت سے زندگی بسر کرتا ہے اور ہم نے دونوں فریق باطنیہ وفلسفیہ کی جماعت کا حال تاریخ میں مفصل لکھا ہے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ اس زمانہ میں سوائے علماء واکثر عوام کے امراء وسلاطین ولشکری سب عیش وشراب خواری وغیرہ میں گرفتار تھے تو ملاحدہ وباطنیہ کا زور ہوگیا اور سلاطین برکیارق وغیرہ ملک کے پیچھے باہم سخت جدال وقتال کرتے تھے اور شام میں نصاریٰ نے زور باندھا۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے تاتاریوں کو مسلط کیا اور چند روز میں ہلاکو نے سب قلعات رودبار وغیرہ چھین کر مسمار کر دیے اور بیخ وبنیاد منہدم کر دی بلکہ حرم میں خلافت عباسیہ کا بھی خاتمہ کر دیا۔ پھر ایک صدی کے بعد تاتاری مسلمان ہوگئے۔ واللہ تعالیٰ علیم حکیم بعباده۔

**چھٹا باب** عالموں پر فنون علم میں تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف**رح نے کہا کہ ابلیس ان لوگوں کے پاس بہت رستوں سے آتا ہے ان میں سے بہت سے ظاہر ہیں ولیکن غالب جب ہی ہوتا ہے کہ عالم اپنے خواہش نفس کی پیروی اختیار کرے تو اس کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ باوجود علم کے قدم قدم پر لغزش کرتا اور ٹھوکریں کھاتا ہے اور بہت سی باریک غریب ہیں وہ بہ اکثر علماء پر مخفی رہتے ہیں اور ہم اس کے اقسام تلبیس کی طرف اشارہ کریں گے جن سے باقی مخفی کا پتہ لگ جائے کیونکہ تمام راہوں کا بیان میں لانا دشوار ہے واللہ تعالیٰ ہو العاصم **قاریوں** پر تلبیس۔ از انجملہ یہ کہ بعض قاری جو قراءات حاصل کرتے ہیں تو ان کی تحصیل میں یہانتک غلو کرتے ہیں کہ شاذ قراءتیں حاصل کرتے ہیں اور اکثر عمر ان کی جمع وتصنیف میں ضائع ہو جاتی ہے پھر ان شاذ قراءتوں کو پڑھتے ہیں اور اس سے ان کو فرائض وواجبات پہچاننے کی فرصت نہیں ملتی چنانچہ تم دیکھو گے کہ اکثر ایک شخص مسجد کا امام ہے اور لوگ دور دور سے قراءت کے واسطے اس کی طرف سفر کرتے ہیں ولیکن وہ ایسے چند احکام بھی نہیں جانتا کہ جن سے نماز فاسد ہوتی ہے اور بسا اوقات یہ ہوتا ہے کہ جب وہ مرجع عام ہوگیا تو اس کی چاٹ اس کو ابھارتی ہے کہ بعض واقعات میں وہ عالم بنکر فتوے دیدیتا ہے اگرچہ وہ مذہباً جائز نہیں ہوتا لیکن اسکو جہالت کی گستری نہیں سمجھتا کہ یہ کس کا مذہب ہے

ولو تفكروا العلموا ان المراد حفظ القرآن وتقويم الفاظه ثم فهمه ثم العمل به ثم الاقبال على ما يصلح النفس ويطهر اخلاقها ثم التشاغل بالمهم من امور الشرع ومن الغبن الفاحش تضييع الزمان فيما غيره الاهم **قال الحسن البصري** انزل القرآن ليعمل به فاتخذ الناس تلاوته عملا يعني انهم اقتصروا على التلاوة وتركوا العمل به **ومن** ذلك ان احدهم يقرأ في محرابه بالشاذ ويترك المشهور والصحيح عند العلماء ان الصلاة لا تصح بهذا الشاذ وانما مقصود هذا اظهار الغريب لاستجلاب مدح الناس واقبالهم عليه وعنده انه متشاغل بالقرآن **ومنهم** من يجمع القراءات فيقول مَلِكَ مَلَكَ مَالِكَ مَلَاكَ وهذا لا يجوز لانه اخراج القرآن عن نظمه **ومنهم** من يجمع السجدات والتهليلات والتكبيرات وذلك مكروه وقد صاروا يوقدون النيران الكثيرة للختمة فيجمعون بين تضييع المال والتشبه بالمجوس والتسبب الى اجتماع النساء والرجال بالليل للفساد ويريهم ابليس ان في هذا اعزاز الاسلام وهذا تلبيس عظيم لان اعزاز الشرع باستعمال المشروع **ومن** ذلك ان فيهم من يتسامح بادعاء القراءة على من لم يقرأ عليه وربما كانت له اجازة منه فقال اخبرنا تدليسا وهو يرى ان الامر في ذلك قريب

ـــ السبب

**ترجمہ** اور اگر یہ لوگ غور کرتے۔ تو جان لیتے کہ قرارت سے مقصود یہ تھا۔ کہ قرآن مجید حفظ کرے ٹھیک مخرج سے پھر اس کو سمجھے پھر اُسپر عمل کرے پھر ایسی چیز پر متوجہ ہو جو معارف قرآن ہین سے اسکے نفس کی اصلاح اور اُس کے اخلاق کو پاک فرماوے پھر مہم امور شرع کی طرف متوجہ ہو۔ اور کھلا خسارہ یہی ہے کہ جس امر کو زیادہ اہم جانے اُسکو چھوڑ کر دوسرے کام مین مشغول ہو **حسن بصری** نے فرمایا کہ قرآن اس لیے اترا تھا کہ اُسپر عمل کیا جاوے پھر لوگون نے اب اس کی تلاوت کو کام بنا لیا یعنے لوگون نے فقط تلاوت پر اقتصار کیا اور اُس پر عمل کرنا چھوڑ دیا **ازانجملہ** یہ کہ قاری محراب مین شاذ قرأت پڑھتا ہے اور مشہور چھوڑ دیتا ہے حالانکہ علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اس شاذ قرارت سے نماز صحیح نہین ہوتی اور اس قاری کا مقصود اس سے یہ تھا کہ ایسی غریب چیز ظاہر کرے تا کہ لوگ اُس کے قاری ہونیکی تعریف کرین اور اس پر متوجہ ہون اور وہ اپنے زعم مین مغرور ہے کہ مین قرآن مین مشاغل ہون **ازانجملہ** بعض قاری قراءت کو جمع کرتا ہے کہتا ہے مَلَكَ مَلِكَ مَالِكَ مَلَاكَ اور یہ جائز نہین ہے کیونکہ اس سے نظم قرآن مین خلل پڑتا ہے اور بعض سجدات و تہلیلات و تکبیرات کو جمع کرتا ہے اور یہ مکروہ ہے۔ **ازانجملہ** قاریون نے یہ دستور کر لیا ہے کہ ختم کی رات کثرت سے روشنی کرتے مین تو مال برباد اور مجوسیون کی مشابہت کے علاوہ رات مین مردون و عورتون کو فتنہ کے لیے جمع کرنے کا سبب ہوتے اور ابلیس اُنکو سمجھاتا ہے کہ اس سے دین کی رونق و عزت ہے اور یہ مکر عظیم بہت جگہ پھیلا تا ہے حالانکہ دین کی عزت تو ایسے ہی کو عمل مین لانے سے ہوتی ہے جو مشروع ہین **ازانجملہ** بعض قاری ایسے شخص پر قرأت کا دعوی کرنے مین دلیری کرتا ہے جس سے اُس نے نہین پڑھا اور کبھی اسکو اجازت ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ اخبرنا اور یہ تدلیس ہے اور سمجھتا ہے کہ اس فعل مین اُسنے نیک کام کیا

لانہ یروی القراءات ویراھا فعل خیر وینسی ان ھذا کذب یلزمہ اثم الکذا باین ومن ذلک ان المقرئ المجید
یاخذ علی اثنین وثلاثۃ ویحدث من یدخل علیہ والقلب لا یطیق جمع ھذہ الاشیاء ثم یکتب خطہ بانہ قد قرأ
علی فلان بقراءۃ فلان وقد کان بعض المحققین یقول ینبغی ان یجمع اثنان او ثلثۃ فیاخذ واعلی
واحد ومن ذلک ان اقواما من القراء یتبادرون بکثرۃ القراءۃ وقد رأیت من مشائخہم من یجمع الناس
ویقیم شخصا فیقرأ فی النہار الطویل ثلث ختمات وان قصر عیب وان اتم مدح ویجتمع العوام لذالک
ویحسنونہ کما یفعلون فی حق السعاۃ ویریہم ابلیس ان فی کثرۃ التلاوۃ ثوابا وھذا من تلبیسہ لان
القراءۃ ینبغی ان تکون للہ تعالیٰ لا للتحسین بھا وینبغی ان تکون علی مھل وقال عزوجل
لتقرأہ علی الناس علی مکث وقال ورتل القرآن ترتیلا ومن ذلک ان جماعۃ من القراء احدثوا
قراءۃ الالحان وقد کانت الی حد قریب وعلی ذلک فقد کرھھا احمد بن حنبل وغیرہ ولم یکرھھا
الشافعی وفی الحدیث باسناد مرفوع الی الشافعی اما استماع الحدو ونشید الاعراب فلا باس
بہ ولا باس بقراءۃ الالحان وتحسین الصوت **قال المصنف** قلت وانما اشار الشافعی الی ما کان فی زمانہ

**ترجمہ** اس لیے کہ وہ قرارات روایت کرتا ہے اور اس کو کار خیر جانتا ہے۔ اور یہ بھول جاتا ہے۔ کہ اس کا یہ قول دروغ ہے
تو اس پر جھوٹوں کا گناہ لکھا جائیگا **ازانجملہ** یہ کہ مقری مجید دو باتین پر گرفت کرتا ہے اور وہ جو کوئی آتا ہے اس سے بیان کرتا ہے
اور قلب ان سب کو حفاظت کی برداشت نہیں رکہتا پھر اپنے خط سے لکھتا ہے کہ مجھ سے فلان شخص نے فلان کی قرارت پڑھلیا۔ اور بعض محققین کہتے ہین کہ دو یا تین آدمی جمع کرنا چاہیے کہ ایک سے اخذ کرین **ازانجملہ** یہ کہ قرا مین ایسے لوگ ہین جو کثرت قرائت
سے ممتاز ہین اور مین نے ان حافظون کے بعض مشایخ کو دیکھا کہ وہ لوگون کو جمع کرتے اور ایک جید شاگرد کو منتخب کرتے وہ تمام
دن گرمی مین تین ختم پڑھتا پھر اگر اس نے پورے کرلیے تو ہر طرف سے واہ واہ ہوئی اور عوام وہان جمع ہوتے ہین اور اس کی
تعریف کرتے ہین اور اگر تین ختم اس بڑے دن مین نہو سکے تو اس پر عیب لگاتے ہین۔ اور ابلیس اُن کو دکھلاتا ہے۔ کہ
یہ کثرت قرارت بڑے ثواب کی بات ہے۔ اور یہ اُس کی تلبیس ہے۔ اس لیئے کہ قرارت تو خالص اللہ تعالےٰ
کے واسطے چاہیے نہ لوگون کی تعریف کے لیئے اور وہ بھی آہستگی سے ہو قال تعالےٰ لتقرأہ علی الناس علی
مکث۔ تاکہ اے محمد تو اُس کو لوگون پر ٹھیر ٹھیر کے پڑھے۔ اور فرمایا (وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا) قرآن کو
ترتیل سے تلاوت کرو۔ **ازانجملہ** ایک جماعت قرا نے الحان (راگنی) سے قرارت نکالی ہے۔ جو حدی کے
قریب ہے۔ اور اگر حدی کے قریب ہو تو اس مین اختلاف ہو۔ احمد بن حنبل وغیرہ نے اس کو مکروہ رکھا اور شافعی
نے کراہت نہ کی چنانچہ ایک روایت مین جسکی سند امام شافعی تک پہونچتی ہے فرمایا کہ حدی سننا اور اعراب کے ہانک سننا تو مضایقہ نہیں
اور الحان کی قرارت مین اور خوب آواز بنانے مین مضائقہ نہین **مصنف** نے کہا کہ شافعیؒ نے اس صورت کیطرف اشارہ کیا جو اُن کے زمانہ

وكانوا يلحنون بسيرا فاما اليوم فقد صيروا ذلك على قانون الاغانى وكلما قرب ذلك من مشابهة الغناء زادت كراهته فان اخرج القران عن حد وضعه حرم ذلك ومن ذلك ان قوما من القراء يتسامحون بشئ من الخطايا كالغيبة للنظر وربما اتوا اكثر من ذلك الذنب واعتقدوا ان حفظ القران يدفع عنهم العذاب واحتجوا بقوله عليه الصلاة والسلام لو جعل القران فى اهاب ما احترق وذلك من تلبيس ابليس عليهم لان عذاب من يعلم اكثر من عذاب من لا يعلم اذ زيادة العلم تقوى الحجة وكون القارى لم يحترم ما يحفظ ذنب آخر قال الله عز وجل افمن يعلم انما انزل اليك من ربك الحق كمن هو اعمى وقال فى ازواج رسول الله صلى الله عليه وسلم من يات منكن بفاحشة مبينة يضاعف لها العذاب ضعفين وعن معروف الكرخى قال قال بكر بن خنس ان فى جهنم لواديا يتعوذ جهنم من ذلك الوادى كل يوم سبع مرات وان فى الوادى لجبا يتعوذ الوادى وجهنم من كل ذلك الجب كل يوم سبع مرات وان فى الجب لحية يتعوذ الجب والوادى وجهنم من تلك الحية كل يوم سبع مرات تبدأ بفسقة حملة القران فيقولون اى رب بدأت بنا قبل عبدة الاوثان فقيل لهم ليس من يعلم كمن لا يعلم قال المصنف فلنقتصر على هذا الانموذج فيما يتعلق بالقراء

**ترجمہ** اور اُس وقت خفیف لحن کرتے تھے اور اب ہمارے زمانے مین تو اُس کو راگنی کے اصول و موسیقی قواعد پر لاتے ہین اور جہانتک راگنی سے قریب ہو اُسی قدر کراہت زیادہ ہوگی اس لئے کہ قرآن کو اپنے حد وضع سے نکالنا حرام ہے **از انجملہ** یہ ہے کہ بہت سے قرا، حافظ گناہون پر جرأت کرتے ہین جیسے غیبت کرنا اور نظر بد سے دیکھنا بلکہ اکثر اس سے زیادہ بھی گنہگاری مین بڑھ جاتے ہین اور اعتقاد یہ کہ حفظ قرآن انسے عذاب دور رکھتا ہے۔ اور یہ حجت لاتے ہین کہ قرآن اگر چمڑے مین ہو تو وہ نہ جلے گا اور یہ بھی ان جاہلون پر ابلیس کا فتنہ ہے کیونکہ جاننے والے کا جس طرح درجہ بڑا ہے اسی طرح اُس کا عذاب بھی جاننے والے سے زیادہ ہے کیونکہ علم زیادہ ہونے سے حجت قوی ہوگی اور یہ دعوے کہ قاری سے حفظ قرآن عذاب دُور کریگا تو یہ دوسرا گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ افمن یعلم انما انزل الیک الآیۃ یعنی جو شخص جانتا ہے جو تجھ پر نازل ہوا کہ حق ہے۔ کیا وہ اندھے کی مثل ہے یعنی جاننے والا افضل ہے اور انکار مین عذاب شدید ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت صلعم کے ازواج مطہرات کے حق مین فرمایا کہ من یات منکن بفاحشۃ الآیۃ یعنی تم مین سے جس عورت نے کوئی گناہ کیا تو اُسپر عذاب دو چند کیا جاویگا معروف کرخی سے روایت ہے کہ بکر بن خنس نے کہا کہ جہنم مین ایک بیابان ہے جس کی دوزخ ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتی ہے اور اُس بیابان مین ایک غار ہے جس سے جہنم و بیابان ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہین اور اس غار مین ایک سانپ ہے جس سے جہنم و بیابان و غار ہر روز سات مرتبہ پناہ مانگتے ہین تو حاملان قرآن مین سے جو لوگ فاسق تھے یہ سانپ اُن کے واسطے نکلیگا اور انہین سے ابتدا کرے گا۔ تو یہ لوگ کہین گے کہ اے رب تو نے بت پرستون سے پہلے ہمارے واسطے ابتدا کی تو ان سے کہا جائیگا کہ جو جانتا ہے وہ نجاننے والے کی مثل نہوگا مصنفؒ نے کہا کہ ہم قرأت کے متعلق اسی قدر نمونہ پر اکتفا کرتے ہین

ذکر تلبیس ابلیس علی اصحاب الحدیث من ذلک ان اقواما استغرقوا اعمارهم فی سماع الحدیث والرحلة فیه وجمع الطرق الکثیرة وطلب الاسانید العالیة والمتون الغریبة وهؤلاء علی قسمین قسم قصدوا حفظ الشرع بمعرفة صحیح الحدیث من سقیمه فهم مشکورون علی هذا القصد الا ان ابلیس تلبس علیهم بان یشغلهم بهذا عما هو فرض عین من معرفة ما یجب علیهم والاجتهاد فی اداء اللازم والتفقه فی الحدیث فان قال قائل فقد فعل هذا خلق کثیر من السلف کیحیی بن معین وابن المدینی والبخاری ومسلم فالجواب ان اولئک جمعوا بین معرفة المهم من امور الدین والفقه فیه وبین ما طلبوا من الحدیث واعانهم علی ذلک قصر الاسناد وقلة الحدیث فاتسع زمانهم للامرین فاما فی هذا الزمان فان طرق الحدیث طالت والتصانیف فیه اتسعت وما فی هذا الکتاب فی هذا الکتب وانما الطرق تختلف فقل ان یمکن احد ان یجمع بین الامرین فتری المحدث یکتب ویسمع خمسین سنة ویجمع الکتب ولا یدری ما فیها ولو وقعت له حادثة فی صلاته لافتقر الی بعض احداث المتفقهة الذین یترددون الیه لسماع الحدیث منه وبهؤلاء یمکن الطاعنون علی المحدثین فقالوا زوامل اسفار لا یدرون ما معهم

ترجمہ تلبیس ابلیس براصحاب الحدیث از انجملہ یہ کہ اقوام نے اپنی عمرین حدیث کے سننے مین اور سفر کرنے مین اور طرق کثیرہ جمع کرنے مین اور اسانید عالیہ کی خواہش مین اور متون غریبہ جمع کرنے مین صرف کر ڈالین اور یہ لوگ دو قسم کے ہین ۔ (قسم اول) وہ لوگ جنہون نے حفاظت شریعت کا قصد کیا اس طریقہ سے کہ ضعیف او باطل روایتون سے صحیح حدیثین پہچانی جاوین تو یہ لوگ اس نیت پر شکرگذاری کا ثواب پاوینگے ولیکن اس زمانہ مین یہ بات ضرور ہی کہ ابلیس نے اپنر مشتبہ کر دیا تو وہ اس کام مین فرض عین سے غافل ہو گئے یعنی کیا بات اپنر واجب ہے اور اس لازم مین اجتہاد نہ کیا اور نہ حدیث سے فقہ و معرفت حاصل کی اگر کہو کہ اگلون مین بہت مخلوق ایسی ہو گذری ہے جنہون نے اسی طرح سفر کیا اور طرق جمع کرنے مین کوشش کی جیسے یحییٰ بن معین اور امام بخاری مسلم وغیرہ (جواب) یہ کہ نہین بلکہ ان لوگون نے حدیث و طرق و اسانید وغیرہ کی ساتھ مہمات امور دین و فقہ کو بھی جمع کیا اور آسانی اس وقت یہ تھی کہ اسانید دو چار راویون سے پوری ہوتی تھین اور حدیث تھوڑی تھی تو ان کی عمر نے دونون کامون کے واسطے کفایت کی اور اب ہمارے زمانہ مین اسناد طول طویل ہو گئی اور تصانیف وسیع و کثرت کی ساتھ ہو گئین جو حدیثین اس کتاب مین ہین وہ دوسری مین نہین ہین اور اسانید مختلف ہین تو بہت ہی مشکل ہے کہ کوئی دونون باتین جمع کرے چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ محدث پچاس برس تک دور دراز سفر سے لکھتا اور سنتا اور کتابین جمع کرتا رہتا ہی اور یہ نہین جانتا کہ ان مین کیا احکام ہین اور اگر اس کی نماز مین کوئی حادثہ پیش آیا تو اپنے بعضے نوجوان شاگردون سے جو فقہ پڑھکر اس کے پاس حدیث سننے جاتے تھے اُن سے پوچھتا ہے کہ کیا حکم ہے اور اسی قسم کے محدثون سے لوگون کو گنجائش ملی کہ محدثین پر طعن کرتے ہین کہ وہ کتابون کے ڈھیر ہین نہین جانتے کہ ان کے پاس کیا ہی

فان اقدم احدهم ونظر فی حدیث فربما عمل بحدیث منسوخ وربما فهم من الحدیث ما یفهم العامی
الجاهل وعمل بذلك ولیس بالمراد من الحدیث کما روینا ان بعض المحدثین روی عن رسول الله
صلی الله علیه وسلم نهی ان یسقی الرجل ماءه زرع غیره فقال جماعة ممن حضر قد کنا اذا فضل ماء فی
بساتیننا سرحناه الی جیراننا ونحن نستغفر الله فما فهم القاری ولا السامع ولا شعروا ان المراد
وطی الحبالی من السبایا قال الخطابی وکان بعض مشائخنا یروی الحدیث عن النبی صلی الله علیه وسلم
نهی عن الحلق قبل الصلوة یوم الجمعة باسکان اللام قال واخبرنی انه بقی اربعین سنة لا یحلق
راسه قبل الصلوة قال فقلت له انما هو الحلق جمع حلقة وانما کره الاجتماع قبل الصلوة للعلم والمذاکرة
وامر ان یشتغل بالصلوة وینصت للخطبة فقال قد فرجت عنی وکان من الصالحین وقد کان ابن صاعد
کبیر القدر فی المحدثین لکنه لما قلت مخالطته للفقهاء کان لا یفهم جواب فتوی حتی انه قد اخبرنا ابو مسعود
القراء بحدیث باسناد مرفوع الی ان نقل عن ابی بکر الابهری الفقیه قال کنت عند یحیی بن محمد بن صاعد
فجاءته امرأة فقالت ایها الشیخ ما تقول فی بئر سقطت فیه دجاجة فماتت هل الماء طاهر او نجس

ترجمہ اور اگر ان میں سے کسی نے زیادہ جرأت کر کے عمل کرنے کا قصد کیا تو بسا اوقات حدیث منسوخ پر عمل کرنے لگتا ہے اور کبھی
حدیث کے وہ معنی سمجھ کر اُس پر عمل کرنے لگتا ہے جو عامی اور جاہل سمجھتا ہے حالانکہ وہ معنی ہرگز حدیث میں مراد نہیں ہیں جیسے ہم
روایت پہونچی کہ اس زمانہ کے بعض محدثین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی کہ آپ نے منع کیا آدمی
اپنا پانی دوسرے کی کھیتی میں سینچے۔ تو اُس کے شاگرد حاضرین و سامعین نے کہا کہ ہم لوگ تو اپنے باغات سے بچے ہوئے
پانی کو اپنے پڑوسیون کے باغات و کھیت مین روان کر دیتے تھے اور اب ہم اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے ہین کہ ایسا نہ کرین گے پھر
نہ محدث صاحب سمجھے اور نہ شاگرد سننے والے سمجھے اور صحیح معنی یہ کہ جہاد مین قیدی عورتون سے جو حاملہ ہون وطی نہ کی جاوے
یہ معنی کسی کی سمجھ مین نہ آئے خطابی نے کہا کہ ہمارے بعض مشائخ نے حضرت صلعم کی یہ حدیث روایت کی نهی عن الحلق قبل
الصلوة یوم الجمعة شیخ نے اس کو حلق بسکون لام پڑھا یعنی سر منڈانا اور مجھے خبر دی کہ مین نے تو چالیس سال سے کبھی جمعہ
کی نماز سے پہلے سر نہین منڈایا ہے تب مین نے عرض کیا کہ یہ تو حِلَق بالکسر و فتح لام جمع حلقہ ہے اور مطلب یہ کہ جمعہ کی نماز
سے پہلے مذاکرہ و علم کے واسطے مسجد مین حلقے نہ بناوین بلکہ خطبہ و نماز کے واسطے خاموش رہین شیخ نے مجھ سے فرمایا
کہ تو نے اس مشکل سے مجھے آسانی دی اور یہ شیخ مرد صالح تھے ابن صاعد محدثین مین کبیر القدر تھے ولیکن چونکہ فقہاء سے
ان کا اختلاط کم رہا تھا اس لیئے فتویٰ کا جواب نہین سمجھتے تھے حتی کہ ابو بکر الابہری الفقیہ نے نقل کیا کہ مین یحییٰ بن محمد بن صاعد
کے پاس بیٹھا تھا۔ کہ اتنے مین ایک عورت نے آکر عرض کیا کہ ایہا الشیخ آپ کیا فرماتے
ہین۔ کہ کنوئین مین ایک مرغی گر کر مر گئی ہے۔ کیا پانی پاک ہے۔ یا نجس ہے ++++

فقال يحيى كيف سقطت الدجاجة فى البئر قالت لم يكن البئر مغطاة فقال يحيى الا غطيته حتى لا يقع
فيها شئ قال الابهرى فقلت يا هذه ان كان الماء قلتين ولم يتغير فهو طاهر **وقال المصنف** قلت
وكان ابن شاهين قد صنف فى الحديث مصنفات كثيرة اقلها جزء واكثرها التفسير وهو الف جزء وما
كان يعرف من الفقه شيئا **وقد كان** فيهم من تقدم على الفتوى بالخطاء لئلا يرى بعين الجهل
فكان فيهم من يصير بما يفتى به ضحكة **فسئل** بعضهم عن مسئلة من الفرائض فكتب فى الفتوى
تقسم على فرائض الله سبحانه **وعن** ابرهيم الحربى قال بلغنى ان امرأة جاءت الى على بن داؤد
وهو يحدث وبين يديه مقدار الف نفس فقالت له حلفت بصدقة ازارى قال لها بكم اشتريته
قال مائتين وعشرين درهما قال فصومى اثنين وعشرين يوما فلما مرت جعل يقول آه آه غلطنا والله
امرناها بكفارة الظهار **قال المصنف** فانظر الى هاتين الفضيحتين فضيحة الجهل وفضيحة
الاقدام على الفتوى بمثل هذا التخليط واعلم ان عموم المحدثين حملوا ظاهر ما تعلق من صفات البارى سبحانه
على مقتضى الحس فشبهوا لانهم لم يخالطوا الفقهاء فيعرفوا حمل المتشابه على مقتضى المحكم

**ترجمہ** پس ابن صاعدرح نے کہا کنویں میں کیسے مرغی گری اُس نے کہا کہ کنواں ڈھکا ہوا نہ تھا ابن صاعد نے فرمایا کہ تو نے کیوں
ڈھکا نہ رکھا کہ مرغی نہ گرتی تب میں نے اُس عورت سے کہا کہ اے نیکبخت اگر کنویں کا پانی دو قلوں کی مقدار تھا اور اس مرغی
کے گرنے سے کچھ تغیر نہیں ہوا تو پاک ہے ورنہ ناپاک **مصنف** کہتا ہے کہ ابن شاہین نے حدیث میں بہت سی کتابیں
تصنیف کیں کمتر ایک جزء اور زیادہ ایک تفسیر ایک ہزار جزء ہے حالانکہ وہ فقہ کچھ نہیں جانتے تھے بعض محدثین کی یہ کیفیت
ہوئی کہ اُس نے جرأت کرکے جھوٹ سچ فتوی دیدیا تاکہ ایسا نہ ہو لوگ اُسکو فقہ سے نادان دیکھیں تو ان میں سے بعض کا نتیجہ
یہ ہوا کہ اُس کا غلط فتوی لوگوں کا مضحکہ ہوگیا چنانچہ بعض کے پاس میراث کا ایک فتوی پیش کیا گیا یعنی مثلاً فلاں میت کے اس قدر
وارث ہیں تو محدث صاحب نے اُس کے جواب میں یہ عبارت لکھی اللہ تعالی کے فرائض کے موافق تقسیم کریں ابراہیم الحربیؒ نے کہا
کہ مجھے خبر پہونچی کہ علی بن داؤد ظاہری کے پاس ایک عورت آئی وہ اُسوقت حدیث روایت کرتے تھے اور مجلس میں قریب ہزار
آدمیوں کے جمع تھے اُس عورت نے پوچھا کہ میں نے اپنی ازار کو صدقہ کرنے کی قسم کھائی ہے شیخ نے فرمایا کہ تو نے کتنے
کو خریدی ہے اُس نے کہا کہ بائیس درم کو۔ تو فرمایا کہ بائیس ۲۲ روزے رکھ لے جب وہ چلی گئی تو کہنے لگے آہ آہ قسم خدا کی ہم
سے اُس کے جواب میں غلطی ہوئی ہم نے اُس کو کفارہ ظہار کا حکم دے دیا۔ **مصنف** رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ ان
فضیحتوں کو دیکھو ایک تو فضیحت جہالت ہو اور دوسری فتوی دینے کی جرأت وہ بھی اس غلط ملط کے ساتھ واضح ہو کہ عموماً
محدثین نے ان الفاظ کو جو صفات باری تعالی کے متعلق وارد ہوئے ہیں اپنی حس کے مطابق محمول کرلیا تو مشبہ بن گئے اس
کی وجہ یہ ہوئی کہ اُنھوں نے فقہاء سے میل نہیں رکھا تاکہ اُن کو معلوم ہوتا کہ کیونکر محکم پر متشابہ کو محمول کرنا چاہیے

وقد رأينا فی زماننا من یجمع الکتب منہم ویکثر السماع ولا یفھم ما حصل ومنہم من لا یحفظ القرآن ولا یعرف ارکان الصلاۃ فتشاغل ھؤلاء علی زعمھم بفروض الکفایات عن فروض الاعیان وایثار ما لیس بمھم علی المھم من تلبیس ابلیس القسم الثانی قوم اکثروا سماع الحدیث ولم یکن مقصودھم صحیحا ولا ارادوا معرفۃ الصحیح من غیرہ بجمیع الطرق وانما کان مرادھم العوالی والغرائب فطافوا البلدان لیقول احدھم لقیت فلانا ولی من الاسانید ما لیس لغیری وعندی احادیث لیست عند غیری وقد کان دخل الینا الی بغداد بعض طلبۃ الحدیث فکان یاخذ الشیخ فیقعدہ فی الرقۃ وھی البستان الذی علی شاطی دجلۃ فیقرئ علیہ ویقول فی مجموعاتہ حدثنی فلان وفلان بالرقۃ ویوھم الناس انھا البلدۃ التی بناحیۃ الشام لیظنوا انہ قد تعب فی الاسفار لطلب الحدیث فکان یقعد الشیخ بین نھر عیسی والصراۃ ویقول حدثنی فلان من وراء النھر یوھم انہ قد عبر خراسان فی طلب الحدیث وکان یقول حدثنی فلان فی رحلتی الثانیۃ والثالثۃ لیعلم الناس قد رتبہ فی طلب العلم فما بورک لہ ومات فی زمان الطلب قال المصنف

**ترجمہ** اور ہم نے اپنے زمانہ مین بہت سے محدثین دیکھے جو بکثرت کتب جمع کرتے اور بہت سنتے ہین لیکن ما حصل کچھ نہین سمجھتے ہین بلکہ ان مین سے بعضے ایسے ہین کہ قرآن یاد نہین رکھتے اور نماز کے ارکان تک نہین جانتے پس ان کے حق مین یہ تلبیس ابلیس ہے کہ فرض کو چھوڑکر اپنے زعم کے موافق فرض کفایہ مین مشغول ہوتے ہین اور جو امر مہم تھا اُسکو چھوڑ کر غیر مہم کو اختیار کرتے ہین (قسم دوم) ایسے محدث ہین جو بہت کثرت سے مشائخ سے حدیث سماعت کرتے ہین اور انکا قصد ٹھیک نہ تھا اور نہ ان کی یہ غرض تھی کہ طرق جمع کرکے صحیح کو غیر صحیح سے اختیار کر سکین بلکہ یہ مقصود تھا کہ عالی اسانید حاصل کرین اور غرائب روایات جمع کرین۔ اور ملکون ملکون پھرین تاکہ ان کو یہ کہنے کا فخر یہ موقع ملے کہ مین فلان شیخ سے ملا تھا اور جو میری اسانید ہین وہ کسی کی نہین ہین اور جو عجیب غریب حدیثین میرے پاس ہین وہ کسی کے پاس نہین ہین اور بغداد مین بعض طلبہ حدیث داخل ہوا اور وہ شیخ کو لیجا کر رقہ مین بٹھلاتا تھا یعنی اُس باغ مین جو دجلہ کے دونون کنارے چلا گیا ہے اور شیخ کو حدیث سناتا تھا پھر اپنے مجموعہ مین یون لکھتا کہ مجھ سے رقہ مین فلان فلان شیخ نے حدیث فرمائی اس سے وہ لوگون کو وہم مین ڈالتا کہ رقہ سے وہ شہر مراد ہے جو شام مین دریائے فرات کے دونون شاخون کے ملان پر ہے۔ تاکہ لوگ یہ سمجھین کہ اس محدث نے طلب حدیث مین دور دراز سفر کیے ہین اور اسی طرح شیخ کو لیجا کر نہر عیسیٰ و پل کے درمیان بٹھلاکر حدیث سنا تا او مجموعہ مین لکھتا کہ مجھ سے فلان شیخ نے ورا النہر مین یہ حدیث بیان کی تاکہ لوگ وہم مین پڑین کہ اس نے طلب حدیث مین خراسان کے پار ہو کر ما ورا النہر مین یہ حدیث سُنی اور یون لکھتا کہ مجھسے فلان نے میرے سفر دوم مین اور فلان نے میرے سفر سوم مین حدیث فرمائی۔ تاکہ لوگ جانین کہ طلب علم مین اُس نے کس قدر تعب اوٹھایا ہے پھر اس طالب علم کو برکت حاصل نہ ہوئی۔ بلکہ طالب علمی کے زمانہ ہی مین مر گیا مصنف نے کہا

وهذا كله من الاخلاص بمعزل وانما مقصودهم الرياسة والمباهاة ولذلك يتبعون شاذ الحديث وغريبه
وربما ظفر احدهم بجزء فيه سماع اخيه المسلم فاخفاه ليتفرد هو بالرواية وقد يموت ولا يرويه فيفوت
الشخصين وربما رحل احدهم الى شيخ اول اسمه واو او كاف ليكتب ذلك في مشيخته فحسب **ومن تلبيس
ابليس على اصحاب الحديث** قدح بعضهم في بعض طلباً للتشفي ويخرجون ذلك مخرج الجرح والتعديل
الذي استعمله قدماء هذه الامة للذب عن الشرع والله اعلم بالمقاصد ودليل خبث مقصد هؤلاء
سكوتهم عن من يحابونه وما كان القدماء هكذا فقد كان علي بن المديني يحدث عن ابيه وكان ضعيفا ثم يقول
وفي حديث الشيخ ما فيه **وعن** يوسف بن الحسين يقول سالت حارث المحاسبي عن الغيبة فقال
لي احذرها فانها شر مكتسب ما ظنك بشئ يسلبك حسناتك
فيرضى بها خصماءك اذ ليس هناك درهم ولا دينار فاحذرها وتعرف منبعها فان منبع غيبة
الهمج والجهال من اشفاء الغيظ والحمية والحسد وسوء الظن وتلك مكشوفة غير خفيه

ترجمہ کہ یہ سب باتیں خالص نیت سے بہت دور ہین بلکہ ان لوگون کی غرض فقط سرداری اور فخر عالمانہ ہے اسی وجہ سے شاذ اور غریب
حدیثون کی جستجو کرتے رہتے ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی جزو ان کے ہاتھ لگ گیا جس مین ان کے مسلمان بھائی نے
اپنا سماع درج کیا ہے تو اس کو چھپا ڈالتا ہے تاکہ مین ہی اس کی روایت مین متفرد ہو جاؤن حالانکہ وہ مر جاتا ہے اور کچھ بھی
روایت نہین کرنے پاتا تو دونون کے ہاتھ سے جاتا ہے۔ اور کبھی ان مین سے بعض فقط اس لئے دراز سفر کرکے کسی ایسے شیخ کے
پاس جاتا ہے جس کے نام کے اول مین واو یا کاف ہے تاکہ اپنے مشائخ کے ذکر مین اس حرف کے نام کو بھی ذکر کرے۔ اور
سوائے اس کے کچھ غرض نہ تھی **و منجملہ** تلبیس ابلیس کی جو اصحاب الحدیث پر ہے یہ کہ اپنے جی کو تشفی دینے کے لیے ایک دوسرے
پر قدح وطعن کرتے ہین اور اس کو بجائے اس جرح وتعدیل کے قرار دیتے ہین جو اس امت کے قدما نے استعمال کیا تھا تاکہ شریعت
سے جھوٹون کی تخلیط کو دور کرین اور اللہ تعالی کو ہر ایک کی نیت کا حال خوب معلوم ہے۔ اور ان کی بدنیتی اسی سے
ظاہر ہے۔ کہ جس سے ان کو خوش پسندی ہے۔ اس سے سکوت کرتے ہین۔ اور قدما کا یہ حال نہین تھا۔ چنانچہ
**علی بن المدینی** اپنے باپ سے حدیث روایت کرتے پھر کہہ دیتے کہ شیخ کی حدیث کی جو حالت ہے وہ ہے
(بلکہ صاف کہہ دیتے کہ وہ ضعیف ہین) اور یوسف بن الحسین کہتے ہین کہ مین نے حارث محاسبی سے غیبت کو پوچھا۔ تو
فرمایا کہ خبردار اس سے بہت بچنا یہ نہایت بری کمائی ہے۔ تو ایسی چیز سے کیا امید رکھتا ہے۔ جس کی شامت سے
تیری نیکیاں چھین کر تیرے مدعی دشمن اس سے راضی کئے جاوین کیونکہ وہان نہ درم ہین نہ دینار ہین تو اس سے پرہیز
رکھ اور اس کا منبع پہچان لے اس طرح کہ غیبت کا منبع جو مغرور وجاہل لوگ ہین وہ تو اپنے غیظ کو اور جاہلانہ حمیت کو
تسکین دیتے۔ اور حسد و بدگمانی سے رکھتے ہین۔ اور اس کی برائی کچھ چھپی نہین ہے +

واما غیبة العلماء فمنبعها من خدعة النفس علی ابداء النصیحة لو تاویلہ ما لا یصح من الخبر ولو صح ما کان عونا علی الغیبة وھو قولہ اتنزعون عن ذکر الفاجر اذکروہ بما فیہ یحذرہ الناس لو کان الخبر محفوظا صحیحا لم یکن فیہ ابد اشاعة علی اخیک المسلم من غیر ان یسال عنہ وانما اذا جاءک مسترشد فقال ارید ان ازوج کریمتی من فلان فعرفت منہ بدعة او انہ غیر امون علی حرم المسلمین صرفتہ عنہ باحسن صرف او بحیلة اخر فیقول لک ارید ان اودع مالی فلانا ولیس ذلک الرجل موضعا للامانة فتصرفہ عنہ لحسن صرف او یقول لک رجل ارید ان اصلی خلف فلان او اجعلہ امامی فی علم فتصرفہ عنہ باحسن الوجوہ ولا تشف غیظک من غیبة **واما منبع الغیبة من القراء والنساک** فمن طریق التعجب یبدی عوار الاخ ثم یتصنع بالدعاء فی ظھر الغیب فیتمکن من لحم اخیہ المسلم ثم یتزین بالدعاء لہ **واما منبع الغیبة من الرؤسا والاستاذین والنساک** فمن طریق ابداء الرحمة والشفقة حتی یقول مسکین فلان ابتلی بکذا او امتحن بکذا انعوذ باللہ من الخذلان

**ترجمہ** رہے علماء تو اُن مین غیبت کا منبع اُن کے نفس کا دھوکا ہے کہ تم جو فلان کی برائی کرتے ہو تو اظہار نصیحت ہے، اور ایک روایت پر اعتماد کرتے ہین اگر اُس کے معنی جو یہ لوگ سمجھتے ہین یہ ہوتے تو کبھی ان کے لئے غیبت پر مددگار نہ ہوتے اور وہ روایت یہ کہ تم ایسے شخص کے ذکر سے کیون نہ موڑتے ہو جس مین فساد ہے اس سے اور اس کی برائی بیان کرنے سے باز نہ ہو تا کہ لوگ اُس سے احتراز کرین یہ روایت اگر صحیح محفوظ ہوتی تو کبھی اُس کے ذریعہ سے بے پوچھے کسی مسلمان بھائی پر تشنیع عائد نہ ہوتی اور اگر تاویل ہو تو یہی کہ جب تجھسے مثلاً کوئی نیک صلاح پوچھنے آیا۔ کہ مین چاہتا ہون۔ کہ اپنی لڑکی فلان شخص سے بیاہ دون اور تجھے معلوم ہے کہ وہ شخص بدعتی ہے یا بدکار فاجر ہے جس پر مسلمانون کی حرمت پر بیخوفی نہین ہے تو تجھے چاہیئے کہ کسی حسن تدبیر سے اُس کو اس ارادے سے روک دے یا کسی حیلہ سے اس معاملہ کو ملتوی کر دے اسی طرح دوسرا آیا اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مین سفر کو جاؤن اور اپنا مال فلان شخص کے پاس امانت رکھدون اور تجھے معلوم ہے۔ کہ یہ شخص امانت رکھنے کے قابل نہین ہے۔ تو چاہیئے کہ اس کو اچھی تدبیر سے اس ارادے سے روک دے۔ اسی طرح اگر کسی نے کہا۔ کہ مین چاہتا ہون کہ فلان شخص کو اپنا امام بناؤن یا کسی علم مین اپنا اُستاد بناؤن اور وہ امامت یا اُستادی کے قابل نہین ہے تو اچھی تدبیر و حیلہ سے اس کو اس خیال سے پھیر دے اور یہ نہین چاہیئے کہ اسکی غیبت کر کے اپنا دل ٹھنڈا کرے رہا حافظون و عابدون مین غیبت کا منبع تو از راہ خود پسندی ہوا کرتا ہے کہ پہلے اپنے مسلمان بھائی کے عیب کھولتا ہے پھر پیٹھ پیچھے اُس کے واسطے دعا کرتا ہے تاکہ اس بناوٹ سے غیبت معلوم نہ ہو تو گویا پہلے اُس کا گوشت نوچ کھایا۔ پھر اُس کی جگہہ ظاہری دعا سے پیوند لگایا۔ رہا رؤسا و استادون و زاہدون مین غیبت کا منبع تو وہ براہ اظہار شفقت و ترحم ہوا کرتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ فلان مسکین فلان امر مین مبتلا ہوا اور فلان امتحان مین ڈالا گیا اللہ تعالی ہم کو خواری سے بچا دے

بد

فيتصنع بابداء الرحمة والشفقة على اخيه ثم يتصنع بالدعاء له عند اخوانه ويقول انما ابديت لكم
ذلك لتكثروا دعاءكم له ونعوذ بالله من الغيبة تعريضا او تصريحا فاتق الغيبة فقد نطق القران بكراهتها
فقال تعالى ايحب احدكم ان ياكل لحم اخيه ميتا فكرهتموه **وقد** روى عن النبي صلى الله عليه وسلم في
ذلك اخبار كثيرة **ومن تلبيس ابليس على علماء المحدثين** رواية الحديث الموضوع من
غير ان يتبينوا انه موضوع وهذه خيانة منهم على الشرع ومقصودهم تنفيق احاديثهم وكثرة رواياتهم وقد
قال النبي صلى الله عليه وسلم من روى عني حديثا يرى انه كذب فهو احد الكذابين **ومن هذا الفن**
تدليسهم في الرواية فتارة يقول احدهم فلان عن فلان يوهم انه سمع منه ولم يسمع
وهذا قبيح لانه يجعل المنقطع في مرتبة المتصل **ومنهم** من يروي عن الضعيف والكذاب فيعمي
اسمه فربما سماه بغير اسمه وربما كناه وربما نسبه الى جده لئلا يعرف وهذه خيانة للشرع المطهر لانه يثبت حكما بما لا يثبت به

**ترجمہ** پس پہلے تو بناوٹ سے اُس پر ترحم و شفقت ظاہر کرتا ہے۔ پھر بھائیون کے سامنے اس کے لئے بناوٹ سے
دعا کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ مین نے اُس کو تمہارے سامنے اِس لئے ظاہر کیا کہ تم اس کے واسطے بہت دُعا
کیا کرو ہم پناہ مانگتے ہین۔ کہ غیبت کسی حیلہ سے ہو یا صریح ہو پس غیبت سے پرہیز کر کیونکہ نص قرآن سے حرام ہے بقولہ
تعالیٰ ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیه میتا فکرهتموه۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس کی حرمت مین بکثرت
حدیثین وارد ہین **منجملہ تلبیس ابلیس** کے علماء محدثین پر یہ ہے کہ موضوع حدیث روایت کرتے ہین۔ بدون اِس کے
کہ اس کو موضوع ظاہر کرین اور یہ اُن کی طرف سے شرع کا جرم ہے۔ اور اس سے ان کی غرض یہ کہ اُن کی حدیثین رائج
ہون اور یہ مشہور ہو۔ کہ یہ محدث کثیر الروایۃ ہین۔ حالانکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ سے ایسی بات
روایت کی کہ جس کو جھوٹ جانتا ہے تو وہ دونون مین سے ایک جھوٹا ہے یا جھوٹون مین سے ایک جھوٹا ہے +
**اسی قسم** سے روایت مین اُن کی تدلیس ہے۔ چنانچہ اُن مین ایک کہتا ہے کہ حدثنی فلان عن فلان یعنی مجھے فلان شخص نے
فلان بزرگ سے روایت کی یعنی اُس نے فلان بزرگ کو تو پایا نہین لیکن اس طرح بیان کیا جس سے
شبہہ ہوتا ہے کہ مین نے فلان بزرگ کو پایا۔ یا یون کہا کہ فلان نے فلان سے نقل کیا اس سے وہم دلایا کہ مجھ سے فلان نے
روایت کی ہے حالانکہ اس سے سُنا نہین ہے اور یہ حرکت قبیح ہے اس لیئے کہ اُس نے منقطع کو متصل بنا دیا **بعض** محدث،
کو دیکھو کہ ضعیف و کذاب سے روایت کرتا ہے تو چھپانے کے لیئے اس کا نام نہین لیتا بلکہ کبھی تو اس کا دوسرا نام بدل دیتا ہے
اور کبھی اُس کی کنیت بیان کرتا ہے یعنی جو معروف نہین ہے اور کبھی خود اُس کی کنیت مثلاً ابو زید گڑھ لیتا ہے۔ و
کبھی اُس کے باپ کا نام چھوڑ کر اُس کے دادا کا نام بجائے باپ کے بیان کرتا ہے اور اس سے غرض یہ کہ وہ کذاب
پہچانا نہ جاوے اور یہ بھی شرع مطہرہ کا جرم ہے اس لئے کہ ایسے ذریعہ سے حکم ثابت کیا کہ جس سے ثابت نہین ہوتا

فلما اذا كان المروی عنہ ثقة نفسہ فنسبہ الی جدہ او اقتصر علی کنیتہ لئلا یری انہ قد ردد الروایۃ عنہ او یکون المروی عنہ فی مرتبۃ الراوی فیستحیی الراوی من ذکرہ فہذا علی الکراہۃ والبعد من الصواب قریب بشرط ان یکون المروی عنہ ثقۃ

## ذکر تلبیس ابلیس علی الفقہاء

**قال المصنف** کان الفقہاء فی قدیم الزمان ہم اہل القرآن والحدیث فما زال الامر یتناقص حتی قال المتاخرون یکفینا ان نعرف آیات الاحکام من القرآن وان نعتمد علی الکتب المشہورۃ فی الحدیث کسنن ابی داؤد ونحوہا ثم اہونوا بہذا الامر ایضا فصار احدہم یحتج بآیۃ لا یعرف معناہا وبحدیث لا یدری اصحیح ہو ام لا وربما اعتمد علی قیاس یعارضہ بحدیث صحیح ولا یعلم لقلۃ التفاتہ الی معرفۃ النقل وانما الفقہ استخراج من الکتاب والسنۃ فکیف یستخرج من شیء لا یعرف ومن القبیح تعلیق حکم علی حدیث لا یدری اصحیح ہو ام لا ولقد کانت معرفۃ ہذا تصعب ویحتاج الانسان الی السفر الطویل والتعب الکثیر حتی یعرف ذلک فصنفت الکتب وتقررت السنن وعرف الصحیح من السقیم ولکن غلب المتاخرین الکسل بمرۃ عن ان یطالعوا علم الحدیث حتی انی رأیت بعض الاکابر من الفقہاء

---

**ترجمہ** ہاں اگر یہ شخص ثقہ ہو اور اُس کو دادا کی طرف منسوب کر دیا جیسے محمد بن یحییٰ بن فارس کو محمد بن فارس کہا یا کہ فقط ابو یحییٰ کنیت بیان کی تاکہ بظاہر یہ معلوم نہ ہو۔ کہ اُس نے اُس سے مکرر روایت کی ہے یا جس سے روایت کرتا ہے وہ راوی کے مرتبہ میں ہو تو اُس کے نام سے روایت میں شرم کر کے ایسا کرلے تو یہ بھی طریقہ صواب سے دور ہے لیکن فقط مکروہ ہے بشرطیکہ جس سے روایت کی وہ ثقہ ہو **مترجم** کہتا ہے یعنی یہ نہو کہ جس سے روایت کی وہ ضعیف ہو اور اس تلبیس سے دوسرے ثقہ راوی کے نام سے مشتبہ کر دیا کیونکہ یہ حرام ہے **فقہاء پر تلبیس ابلیس کا بیان** قدیم زمانہ اسلام میں فقہا اُن لوگوں کو کہتے تھے جو قرآن و حدیث کے عالم ہوتے (یعنی اس میں اُن کو طریقہ اجتہاد کی سمجھ ہوتی ہوتی تھی) پھر برابر گھٹتے گھٹتے متاخرین تک پہونچ کر رہ گیا کہ متاخرین نے کہا کہ ہم کو قرآن میں سے خالی وہ آیتیں کافی ہیں جن سے کوئی حکم نکلتا ہے اور حدیث میں سے فقط مشہور کتابیں مانند سنن ابو داؤد وغیرہ کے کافی ہیں پھر اس میں بھی زیادہ سستی کر دی حتی کہ بعض شخص فقیہ بنکر ایسی آیت سے استدلال کرتا ہے جسکے معنی خود بھی نہیں جانتا اور ایسی حدیث سے استدلال لاتا ہے جس کو آپ نہیں جانتا کہ صحیح ہے یا نہیں اور اکثر یہ کرتا ہے کہ حدیث صحیح کے معارضہ میں قیاس لاتا ہے اور اسکو یہ بھی نہیں معلوم کہ میں نص حدیث سے معارضہ کرتا ہوں کیونکہ وہ علم نقل کو کمتر پہچانتا ہے اور فقہ کا مدار تو یہ تھا۔ کہ قرآن و حدیث سے استنباط کرے پھر یہ کیونکر فقیہ ہوگا جس کو علم قرآن و حدیث میں تمیز ہی نہیں ہے اور منجملہ قبائح کے یہ ہے کہ ایک حکم ایک حدیث کے حوالے پر ثابت کرتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ وہ حدیث صحیح ہے کہ نہیں اور بیشک اس امر کے پہچاننے میں آدمی کو مشقت شدید و سفر طویل کی ضرورت تھی۔ لہذا اس بارہ میں کتابیں تصنیف ہوگئیں اور حدیثیں سب انتخاب کر دی گئیں۔ اور صحیح و سقیم کو علیحدہ کر دیا گیا پھر بھی متاخرین کو یہاں تک کسل سوار ہوا۔ کہ علم حدیث کو مطالعہ بھی نہیں کیا چنانچہ میں نے بعضے اکابر فقہا کی تصنیف میں دیکھا ہے +

يقول في تصنيفه عن الفاظ في الصحاح لا يجوز ان يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هذا ورأيته
يحتج في مسئلة فيقول دليلنا ما روى بعضهم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال كذا۔
ويجعل الجواب عن حديث صحيح قد احتج به خصمه ان يقول هذا الحديث لا يعرف وهذا كله خيانة
على الاسلام **ومن تلبيس ابليس على الفقهاء** ان جل اعتمادهم على تحصيل علم الجدل يطلبون

علم الحدیث

بزعمهم تصحيح الدليل على الحكم والاستنباط لدقائق الشرع وعلل المذهب ولو صحت بهذه الدعوى منهم لتشاغلوا
بجميع المسائل وانما يتشاغلون بالمسائل الكبار ليتسع فيها الكلام فيتقدم المناظر بذلك عند الناس في
خصام النظر فهمّ احدهم بترتيب المجادلة والتفتيش على المناقضات طلبا للمفاخرة والمباهاة وربما لم يعرف
الحكم في مسئلة صغيرة يعم بها البلوى **ومن تلبيسه عليهم** ادخالهم في الجدل كلام
الفلاسفة واعتمادهم على تلك الاوضاع **ومن ذلك** ايثارهم للقياس على الحديث المستدل
به في المسئلة ليتسع لهم المجال في النظر وان استدل احد منهم بالحديث هجن و
من الادب تقديم الاستدلال بالحديث ومن ذلك انهم جعلوا النظر

**ترجمہ** کہ وہ حدیث کے بعضے الفاظ کی نسبت جو صحاح مین وارد ہوئے ہین یہ کہتا ہے کہ یہ الفاظ ممکن نہین کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمائے ہون اور دیکھا کہ وہ ایک مسئلہ مین حجت لاتے وقت کہتا ہے کہ ہماری دلیل وہ حدیث ہے جو ہمارے بعض فقیہ
نے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے یہ کہا اور خصم کی دلیل حدیث صحیح کے جواب مین کہتا ہے کہ ہم اس کے جواب مین یہ کہین گے -
کہ یہ حدیث پہچانی نہین جاتی ہے یہ سب اسلام پر ظلم اور شریعت کی خیانت ہے **منجملہ تلبیس ابلیس** کے جو فقہاء پر ہے ایک
یہ کہ ان کا پورا اعتماد علم جدال کے حاصل کرنے پر ہے اپنے زعم مین وہ اس فن سے حکم پہ دلیل کی تصحیح نکالتے اور شرع کی دقایق
ڈہونڈتے اور مذاہب کی علتین تلاش کرتے ہین اور اگر ان کا یہ دعوی صحیح ہوتا تو سب مسایل مین اسی طرح مشغول
ہوتے ولیکن وہ تو فقط بڑے بڑے مسائل مین مشغول ہوتے ہین تاکہ ان مین کلام کرنے کی گنجایش وسیع حاصل ہو اور ان مین
مناظرہ کرنیوالا لوگون کے نزدیک نظری خصومت مین پیشوا گنا جاوے پس ان مین سے ہر ایک کی کوشش یہ ہے کہ جدال و جھگڑے اور تفتیش
کو مرتب کرے اور نفس کو آمادہ کر رکھے کہ وہ خصم کی ہر بات مین نقض نکالے اور اس سے غرض فقط دنیاوی فخر و ناموری ہے حالانکہ ان مین سے بہت
ایسے ہین جو ایک خفیف اور چھوٹے سے مسئلہ مین حکم نہین جانتا جسکی لوگون مین عام ضرورت ہے منجملہ تلبیس ابلیس کی فقہاء پر یہ ہے کہ جدل
کے فن مین فلاسفہ کی قواعد داخل کرتے اور انہیں پر اعتماد کرتے ہین یعنی جس وضع پر لزوم و عکس و نقض وغیرہ انہون نے قطعی بتائے ہین
انکو یہان جزئیات شرع مین لاتی ہین اور **ازانجملہ** یہ کہ حدیث پر قیاس کو ترجیح دیتے ہین حالانکہ اس مسئلہ مین حدیث صحیح دلیل موجود ہے اور ایسا اسلیے
کرتے ہین کہ انکو باہم جدال و گفتگو کرنے مین خیالی گھوڑے دوڑانیکی وسیع مجال حاصل ہو اور اگر ان کے مقابلہ مین کسی نے حدیث سے استدلال کیا
تو وہ قابل عیب خیال کیا جاتا ہے **حالانکہ** ادب یہ تھا کہ حدیث کو بالکلیہ مقدم کر کے اس سے دلیل لاتے **ازانجملہ** یہ کہ ان مین سے دل

اجل اشتغالهم ولم يمزجوه بما يرقق القلوب من قراءة القرآن وسماع الحديث وسيرة الرسول صلى الله عليه وسلم واصحابه ومعلوم ان القلوب لا تخشع بتكرار ازالة النجاسة والماء المتغير وهي محتاجة الى التذكار والمواعظ لتنهض لطلب الآخرة ومسائل الخلاف وان كانت في علوم الشرع الا انها لا تنهض بكل المطلوب ومن لم يطلع على اسرار سير السلف وحال الذي تمذهب له لم يمكنه سلوك طريقهم وينبغي ان يعلم ان الطبع لص فاذا ترك مع اهل هذا الزمان سرق من طباعهم فصار مثلهم فاذا نظر في سير القدماء زاحمهم وتادب باخلاقهم وقد كان بعض السلف يقول حديث يرق له قلبي احب الي من مائة قضية من قضايا الشريح وانما قال هذا لان رقة القلب مقصودة ولها اسباب **ومن ذلك** انهم اقتصروا على علم المناظرة واعرضوا عن حفظ المذهب وباقي علوم الشرع فترى الفقيه المفتي يسال عن آية او حديث فلا يدري وهذا اعلى تقصير فاين الانفة من التقصير **ومن ذلك** ان المجادلة انما وضعت لتبيين الصواب وقد كان مقصود السلف المناصحة باظهار الحق وقد كانوا ينتقلون من دليل الى دليل واذا خفي على احدهم شئ نبهه الآخر لان المقصود كان اظهار الحق فصار هؤلاء

**ترجمہ** بحث وگفتگوے نظری پر مقصور کرلی اور اس مین ایسی چیز نہ ملائی جس سے دل نرم ہوتے ہین جیسے قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث شریف کی سماعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب کی سیرت ہے اور یہ سب جانتے ہین کہ بگڑے ہوئے پانی سے باربار دھونا نجاست نہین دُور کرتا اسی طرح قلب مین اس سے نرمی وخضوع پیدا نہین ہوتا حالانکہ قلوب کو یاد اور نصیحت کی حاجت ہے تاکہ وہ آخرت کی طلب مین اُبھرین اور برانگیختہ ہون اور اختلافی مسائل اگرچہ شرعی علوم سے ہین لیکن ان کے ذریعے سے یہ مقصود پورا نہین ہوتا اور سلف صالحین کے چال چلن کے اسرار جس کو نہین معلوم ہین اور اُن کی رفتار کے حالات نہین جانتا ہے تو اُن کی راہ کیونکر چل سکتا ہے **جاننا چاہیئے** کہ طبیعت خود چور ہے اگر وہ اس زمانہ والون کے ساتھ چھوڑی جاے تو انکی طبیعتون کا انداز چوری کرلے گی اور اگر وہ بزرگون کی سیرت وخصلت دیکھی گی تو اُن کے ساتھ ہوجائے گی اور اُن کے اخلاق سیکھے گی اور بعضے بزرگان سلف کا قول ہے کہ ایک حدیث جس سے میرا دل نرم ہو مجھے سو قضایاے شریح سے زیادہ محبوب ہے اور یہ اس لیے فرمایا کہ دل کی نرمی مقصود ہے اور اس کے اسباب ہوا کرتے ہین **ازانجملہ** یہ کہ ان فقہا نے فقط علم مناظرہ پر اقتصار کیا اور مذہبی مسائل یاد رکھنے سے منہ پھیرلیا اور باقی علوم شرعی نہین جانتے ہین یہی وجہ ہے کہ تم فقیہ مفتی کو دیکھتے ہو کہ اس سے کسی آیت یا حدیث کی بابت دریافت کیا جاتا ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین نہین جانتا اور یہ عین تقصیر ہے پھر اس تقصیر سے اُسے شرم کیون نہین آتی **ازانجملہ** یہ کہ مباحثہ فقط اسلئے موضوع ہوا کہ جو بات ٹھیک ہے وہ ظاہر ہوجاے اور سلف کی نیت یہ ہوتی تھی کہ حق ظاہر ہو جس سے اسلام مین خیرخواہی ہے اور وہ لوگ ایک دلیل کو چھوڑکر دوسری دلیل کی طرف چلے جاتے تھے اور اگر کسی سے کوئی بات رہ گئی تو دوسرا اُس کو تبلادیتا کیونکہ اُن کی نیت خالص تھی کہ حق ظاہر ہو پس ان بزرگون کی کیفیت یہ تھی کہ

اذا قاس الفقيه على اصل تقعه بعلة يظنها فقيل له ما الدليل على ان الحكم فى الاصل معلل بهذه العلة فقال هذا الذى يظهر لى فان ظهر لكم ما هو اولى من ذلك فاذكروه **قال المعترض** لا يلزمنى ذكر ذلك ولقد صدق فى انه لا يلزمه ولكن فيما ابتدع من الجدل بل فى باب النصح واظهار الحق يلزمه **ومن ذلك** ان احدهم يبين له الصواب مع خصمه ولا يرجع ويضيق صدره كيف ظهر الحق مع خصمه وربما اجتهد فى رده مع علمه انه الحق وهذا من اقبح القبيح لان المناظرة انما وضعت لبيان الحق وقد قال الشافعى ما ناظرت احدا فانكر الحجة الا سقط من عينى ولا قبلها الا هبته وما ناظرت احدا فباليت مع من كانت الحجة ان كانت معه صرت اليه **ومن ذلك** ان طلبهم للرياسة بالمناظرة يثير الكامن فى النفس من حب الرياسة فاذا راى احدهم فى كلامه ضعفا يوجب قهر خصمه له اخرج الى المكابرة فان راى خصمه قد استطال عليه بلفظ ظهرت حمية الكبر فقابل ذلك بالسب فصارت المجادلة مجالدة **ومن ذلك** ترخصهم فى الغيبة بحجة الحكاية عن المناظرة فيقول احدهم تكلمت مع فلان فما قال شيئا ويتكلم بما يوجب التشفى من خصمه بتلك الحجة

**ترجمہ** اگر کسی فقیہ نے کسی واقعہ کو کسی اصل شرعی پر قیاس کیا اور اُس کی علت سمجھ گیا جیسا کہ اس کے خیال میں ہے پھر دوسرے نے اُس سے کہا کہ بھلا یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اصل میں حکم بوجہ اسی علت کے ہوا ہے تو وہ جواب دیتا کہ مجھے ایسا ظاہر ہوا ہے اور اگر تم اس سے کوئی بہتر بات لاؤ تو اس کو پیش کرو یہاں معترض کہتا ہے کہ مجھ پہ اس کا بیان کرنا لازم نہیں ہے میں کہتا ہوں کہ ہاں یہ تو سچ ہے کہ تجھ پر واجب نہیں ہے ولیکن بنظر خیر خواہی شرع واظہار حق کی تجھ پہ واجب ہے جیسے تو نے جدل کو نکالا **ازانجملہ** ان فقہا کی یہ کیفیت ہے کہ خصم سے مناظرہ کرنے میں بعض کو حق ظاہر ہو جاتا ہے لیکن وہ حق کی طرف رجوع نہیں لاتا بلکہ دل تنگ ہوتا ہے کہ کیوں اس کے ساتھ ایسا ظاہر ہوا اور بسا اوقات اس کے ساتھ حکم حق جان لینے کے بعد جھگڑا کرتا ہے کہ کسی طرح اسکو رد کر دے اور یہ سب بدتر قبیح حالت ہے اس لئے کہ مناظرہ اسی لئے نکالا گیا تھا کہ حق ظاہر ہو جاوے اور امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں نے جس سے مناظرہ کیا پھر اُس نے حجت حق سے انکار کیا تو وہ میری نظر سے گر گیا اور اگر اُس نے حجت حق کو قبول کر لیا تو مجھے اسکی طرف سے ہیبت معلوم ہوتی ہے اور جس کسی سے میں نے مناظرہ کیا تو دلیل حق کو غالب رکھا اگر میں نے مقابل کے پاس دلیل حق پائی تو میں بھی اس کے ساتھ ہو گیا **ازانجملہ** یہ کہ وہ مناظرہ سے سرداری چاہتے ہیں اور جب یہ ہے تو نفس میں جو سرداری کی خواہش مخفی رہتی ہے وہ اُبھر آتی ہے اور جب انمیں سے کسی نے دیکھا کہ اُسکی کلام میں ایسا ضعف ہے کہ اُس کا مقابل غالب ہوا چاہتا ہے تو مکابرہ و جھگڑا کرنے لگتا ہے تو جب اُس کے مقابل نے دیکھا کہ اس نے مجھ پر بدزبانی کی تو اُس کی حمیت بھی جوش میں آ جاتی ہے وہ بھی جواب ترکی بترکی دیتا ہے تو مناظرہ بدل کر گالی گلوچ و جھگڑا ہو جاتا ہے مترجم کہتا ہے کہ ہماری زمانہ میں یہ حالات ظاہر ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون **ازانجملہ** مناظرہ نقل کرنے کے حیلے سے غیبت کا جواز نکالتے ہیں چنانچہ بعض کہتا ہے کہ میں نے اسکو جواب دیا تو وہ بند ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے سکا اور ایسی بات کہتا ہے۔ کہ جس سے اپنے مقابل سے اپنے دل کی تشفی اس حجت سے حاصل کر لے۔

**ومن ذلك** ان ابليس لبس عليهم بان علم الفقه وحده علم الشرع ليس ثم غيره فان ذكر لهم محدث قالوا اولئك لا يفهمون شيئا وينسون ان الحديث هو الاصل فان ذكر لهم كلام يلين به القلب قالوا هذا كلام الوعاظ **ومن ذلك** اقدامهم على الفتوى وما يبلغوا مرتبتها وربما افتوا بواقعتهم المخالف للنصوص ولو توقفوا فى المشكلات كان اولى فقد قال ابن ابى ليلى ادركت عشرين ومائة من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منهم من يحدث حديثا الا ود ان اخاه كفاه الحديث ولا يسأل احدهم عن المسئلة فيردها هذا الى هذا وهذا الى هذا حتى يرجع الى الاول **وعن ابن ابى ليلى ايضا** يقول ادركت فى هذا المسجد عشرين ومائة من الانصار من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ما منهم من تحدث حديثا الا ود ان اخاه كفاه الحديث ولا يسئل عن فتيا الا ود ان اخاه كفاه الفتيا **قال المصنف** وقد روينا عن ابراهيم النخعى ان رجلا ساله عن مسئلة فقال ما وجدت من تسأله غيرى **وعن مالك بن انس** انه قال ما افتيت حتى سالت سبعين شيخا هل ترون لى ان افتى فقالوا نعم فقيل له لو نهوك فقال لو نهونى انتهيت وقال رجل لاحمد بن حنبل انى حلفت

**ترجمہ۔ از انجملہ** یہ کہ ابلیس نے ان پر یہ تلبیس ڈالی ہے کہ جس کو اپنی اصطلاح میں علم فقہ کہتے ہیں بس یہی علم شرع ہے اور یہاں کوئی علم سوائے اس کے نہیں ہے پھر اگر ان سے محدث کا ذکر کیا گیا تو کہتے ہیں کہ وہ ہیچ ہے وہ کچھ نہیں سمجھتا ہے اور یہ بھول جاتے ہیں کہ حدیث ہی تو اصل ہے پھر اگر اُن سے وہ کلام ذکر کیا گیا جس سے دل نرم ہوتے ہیں تو کہنے لگے کہ یہ واعظوں کے کلام ہیں **از انجملہ** یہ لوگ فتوے دینے پر جرأت کرتے ہیں اور ہنوز اس مرتبہ کو نہیں پہونچے ہیں اور اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ واقعہ استفتاء میں منصوص کے خلاف فتوی دیدیتے ہیں اور اگر مشکلات میں ذرا توقف کرتے تو اُن کے لئے اولی و انسب ہوتا اور بیشک عبدالرحمن بن ابی لیلی نے فرمایا کہ میں نے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہؓ کو پایا کہ جب اُن میں سے کسی سے کوئی حدیث دریافت کی جاتی تو وہ یہ آرزو کرتے کہ کاش میرا کوئی بھائی اس حدیث کا متکفل ہو جاتا۔ اور جب کسی سے فتوی پوچھا جاتا تو یہ دوسرے پر ٹالتا اور دوسرا تیسرے پر ٹالتا یہاں تک نوبت آجاتی کہ اخیر والا پھر اُس کو اول پر ٹالتا اور عبدالرحمن بن ابی لیلی انصاری سے یہ بھی روایت ہے کہ میں نے اس مسجد میں اصحاب انصار میں سے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ رضی اللہ عنہم کو پایا کہ جب ان میں سے کسی سے حدیث کی درخواست کی جاتی تو وہ یہی آرزو کرتا کہ کاش میرا کوئی بھائی متکفل ہو جاتا۔ اور جب کوئی فتوی پوچھا جاتا تو یہی آرزو کرتا کہ کاش میرا کوئی بھائی اس امر میں کفایت کرتا **مصنفؒ** نے کہا کہ ہم کو ابراہیم نخعی رح تابعی سے روایت پہونچی ہے کہ ایک مرتبہ اُن سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو فرمایا کہ ای عزیز کیا میرے سوائے تجھے کوئی دوسرا نہیں ملا تھا۔ امام مالک بن انس فقیہ رح نے فرمایا کہ میں نے فتوی دینا شروع نہیں کیا جب تک کہ میں نے ستر مشائخ سے دریافت نہ کیا کہ کیا آپ کے نزدیک مجھ میں فتوی دینے کی لیاقت ہے تو سب نے فرمایا۔ کہ ہاں تب میں نے فتوی دیا۔ لوگوں نے عرض کیا۔ کہ اے جناب اگر وہ بزرگوار مشائخ آپ کو اس امر سے منع کر دیتے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر منع کرتے تو میں باز رہتا۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ایک نے کہا۔ کہ میں نے قسم کھائی ہے +

ولا ادری کیف حلفت فقال لیتك اذ دریت کیف حلفت دریت انا کیف انتیک **وقال المصنف** وانما کانت ھذہ سجیۃ السلف لخشیتھم الله عزوجل وخوفھم منہ ومن نظر فی سیرھم تادب **ومن تلبیس ابلیس علی الفقہاء** مخالطتھم الامراء والسلاطین ومداھنتھم وترك الانکار علیھم مع القدرۃ علی ذلک وربما رخصوا لھم مالا رخصۃ لھم لینالوا من دنیاھم فیقع بذلک الفساد لثلاثۃ **الاول** الامیر فیقول لولا انی علی صواب لانکر علی الفقیہ وکیف لا اکون مصیبا وھو یاکل من مالی **والثانی** العامی انہ یقول لا بأس بھذا الامیر ولا بمالہ ولا بافعالہ فان فلان الفقیہ لا یبرح عندہ **والثالث** الفقیہ فانہ یفسد دینہ بذلك **وقد لبس ابلیس علیھم فی الدخول علی السلطان فیقول انما ید خل لیشفع فی مسلم**

**ترجمہ** اور یہ یاد نہین کہ کیسی قسم کھائی ہے تو فرمایا کہ کاش جب تو یہ جانتا کہ تو نے کیسی قسم کھائی ہے تو یہ بھی جانتا کہ مین تجھے کیونکر فتویٰ دون گا **مصنف** نے کہا کہ سلف صالحین کی یہ خصلت فقط اس وجہ سے تھی کہ اُن کو اللہ عزوجل سے خوف و دہشت تھی۔ اور جو کوئی اُن کی خصلتون مین نظر رکھے وہ ادب سیکھ جاوے۔ **منجملہ تلبیس ابلیس کی** جو فقہاء پر ڈالی یہ ہے کہ لوگ امیرون و پادشاہون سے ملتے اور اُن کے پاس گھسے رہتے ہین۔ اور اُن کے ساتھ مداہنت کرتے اور اُن کی بدافعالی پر باوجود قدرت کے بھی اُن کی خوشامد کے لیئے انکار نہین کرتے بلکہ بعض اوقات اُن کیواسطے ایسے امور کی اجازت دیتے ہین جو اُن کو جائز نہین ہو سکتے ہین تاکہ اُن کے مال دنیاوی سے کچھ بھی حاصل کر لین اور اس قبیح حرکت سے تین شخصون کے لیئے فساد کی راہین کھل جاتی ہین (اول) راہ تو خود اس سردار کے حق مین ہی کہ وہ زعم کرتا ہے کہ اگر مین راہ صواب پر نہ ہوتا تو فقیہ میرے طریقہ پر ضرور انکار کرتا اور مین کیونکر مصیب نہ ہوتا۔ حالانکہ فقیہ میرا مال کھاتا ہے (دوم) عوام پر فساد کی راہ یہ ہے کہ اس رئیس کے حق مین کہتے ہین کہ یہ بہت اچھا سردار ہے اس کا مال بھی پاکیزہ اور خود بھی بزرگ ہے اور اس کے افعال بھی اچھے ہین دیکھو فلان فقیہ اس کے پاس ہمیشہ گھسا رہتا ہے (سوم) اس فقیہ پر فتنہ عظیم یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنے دین کو دنیا کے واسطے بگاڑ دیا (مترجم کہتا ہے کہ سب سے بڑا فتنہ تو اول یہی ہوا کہ علم ذلیل ہوا۔ اور دنیاوی دولت کی عزت سب عوام کی نگاہون مین پھر گئی اس دلیل سے کہ آخرت وہم ہے ورنہ فقیہ کیون دنیا کا طالب ہوتا۔ اللھم غفرانک)۔ **اور ابلیس نے ان فقہاء پر تلبیس ڈالی** کہ تم لوگ سلطان کے یہان جایا کرو اور اُن کو حیلہ بتا دیا کہ فقیہ یہ کہتا ہے کہ مین تو اس لیے سلطان کے یہان جاتا ہون۔ کہ کسی مسلمان کی سفارش کرون۔

وينكشف هذا التلبيس بانه لو دخل غيره فشفع لما اعجبه ذلك وربما قدح في ذلك الشخص لينفرد
بالسلطان ويلبس عليه ابليس في اخذ اموالهم فيقول لك فيها حق ومعلوم انها ان كانت من حرام لم يحل له منها
شئ وان كانت من شبهة فتركها اولى وان كانت من مباح جاز له الاخذ بمقدار مكانه من الدين
لا على وجه انفاقه في اقامة الرعونة وربما اقتدى العوام بظاهر فعله واستباحوا ما لا يستباح وقد
لبس ابليس على قوم من العلماء ينقطعون عن السلطان اقبالا على التعبد والدين فزين لهم غيبة
من يدخل على السلطان من العلماء فيجتمع لهم آفتان غيبة الناس ومدح النفس وفي الجملة فالدخول على
السلطان خطر عظيم لان النية قد تحسن في اول الدخول ثم تتغير باكرامهم وانعامهم او بالطمع فيهم ولا
يتماسك عن مداهنتهم وترك الانكار عليهم وقد كان سفيان الثوري يقول ما اخاف من اهانتهم لي انما
اخاف من اكرامهم فيميل قلبي اليهم وقد كان علماء السلف يبعدون عن الامراء
لما يظهر من جورهم فتطلبهم الامراء لحاجتهم اليهم في الفتاوى والولايات فنشأ اقوام

ترجمہ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے کہ اگر بجائے اُس کے کوئی دوسرا جاکر سلطان سے کسی مسلمان کی سفارش کرے تو اس
فقیہ کو گوارا نہین ہوتا (بلکہ ناگوار ہوتا ہے) بلکہ اس کے حق مین کوئی بھانجی مار دیتا۔ اور عیب لگا دیتا ہے تاکہ سلطان اسکو ہانک
دے اسی طرح فقیہ پر ابلیس تلبیس ڈالتا ہے کہ وہ ان امراء و سلاطین کے مال سے بذریعہ انعام و نذر وغیرہ کے لے لیتا ہے اور کہتا
ہے ان اموال مین تیرا حق ثابت ہے حالانکہ یہ بات خوب معلوم ہے کہ اگر یہ اموال بطریقہ حرام جمع ہوئے ہین تو اس مین سے کچھ بھی لینا
حلال نہین ہے اور اگر ان مین شبہ ہے تو بھی ترک کرنا اولیٰ ہے اور اگر یہ اموال بطریق مباح جمع ہوئے ہون تو اس مین سے فقیہ کو فقط
اسی قدر لے لینا جائز تھا جسقدر دین مین اس کا مرتبہ ہے تو بیت المال سے اس کو بطور خدمت کار دینی کے بقدر ضرورت ملے
گا اور اکثر اوقات اُس فقیہ کو دیکھ کر عوام الناس ان اموال مین سے بے تکلف اس طرح لینا مباح کر لیتے ہین جو کسی طرح مباح نہین
ہے ابلیس نے علماء کی ایک جماعت پر یہ تلبیس ڈالی کہ وہ علیحدہ ہو کر عبادت مین مصروف ہوتے ہین اور سلطان سے الگ ہو جاتے
ہین تو اُن کو شیطان رچاتا ہے کہ جو علماء سلطان کے یہان آتے جاتے ہین انکی غیبت کرین تو ان کے حق مین دو آفتین جمع
ہو جاتی ہین ایک تو لوگون کی غیبت کرنا اور دوم اپنی نفس کی مدح کرنا **بالجملہ** سلطان کے یہان جانے مین دینی خطرۂ عظیم ہے
اس لئے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ ابتدا مین نیت درست ہوتی ہے پھر اُن کے انعام و اکرام اور طمع سے وہ نیت بدل جاتی ہے
اور پہلے جو قصد تھا کہ مداہنت نہ کریگا۔ اور بُری باتون کو منع کریگا۔ اس پر ثابت قدم نہین رہتا حضرت سُفیان الثوریؒ
کہا کرتے کہ مجھے اس امر کا کچھ ڈر نہین ہے کہ سلاطین میری اہانت کرینگے بلکہ خوف اس امر سے ہے کہ وہ میری تکریم کرین تو میرا دل انکی طرف مائل
ہو جاوے اور زمانہ سلف کے علماء اپنے زمانہ کی امراء سے بوجہ اُنکے ظلم کے دور رہتے تھے یعنی وہ لوگ خلاف شریعت کام کرتے تو یہ علماء اُن
سے دور رہتے تھے تو امراء اُن کی خدمت مین حاضر ہوا کرتے کیونکہ اُن کو علماء کی فتوے و ولایت قضاء وغیرہ کی ضرورت رہتی انکے بعد ایک قوم پیدا ہوئی

قويت رغبتهم في الدنيا فتعلموا العلوم اللتي تصلح للامراء وحملوها اليهم لينالوا من دنياهم ويدل ذلك على
انهم قصدوا بالعلوم الامراء ان الامراء كانوا قديما يميلون الى سماع الحجج في الاصول فاظهر الناس علم الكلام ثم مال بعض
الامراء الى المناظرة في الفقه فمال الناس الى الجدل ثم مال بعض الامراء الى المواعظ فمال خلق كثير من المتعلمين اليها ولما
كان جمهور العوام يميلون الى القصص كثر القصاص وقل الفقهاء **ومن تلبيس ابليس على الفقهاء** ان احدهم ياكل من
وقف المدرسة المبنية على المتشاغلين بالعلم فيمكث فيها سنين ولا يتشاغل ويقنع بما قد عرف انه ينتهي في
العلم فلا يبقى له في الوقف حظ لانه انما جعل لمن يتعلم الا ان يكون ذلك الشخص معيدا او مدرسا فان
شغله دائم **ومن ذلك** ما يحكى عن بعض الاحداث المتفقهين من الانبساط في المنهيات فبعضهم
يلبس الحرير ويتختم بالذهب ويحال على المكس فياخذ الى غير ذلك من المعاصي وسبب انبساط هؤلاء
يختلف **فمنهم** من يكون فاسد العقيدة في اصل الدين وهو يتفقه يستر نفسه او لياخذ من الوقف او ليرأس
او ليناظر **و**منهم من عقيدته صحيحة لكن يغلبه الهوى وحب الشهوات وليس عنده صارف عن ذلك

**ترجمہ** جن کی دنیاوی رغبت غالب ہوگئی تو انہوں نے ایسے علوم سیکھے جن کی ضرورت امرا کو رہتی ہے (جیسے حساب کتاب وغیرہ)
اور ان علوم کو امرا کے پاس خود لیگئے تاکہ اُن کی دنیا سے حصہ حاصل کریں اور یہ بات تجھے اس دلیل سے معلوم ہوگی کہ پہلے زمانہ مین
امرا کو اصولی دلائل سننے کا شوق تھا تو لوگون نے علم کلام ظاہر کیا پھر بعضے امرا کو فقہ مین مناظرہ کرنے کا میلان ہوا اور بعض لوگ
جدل کی طرف مائل ہوئے اور بعض امرا کو مواعظ کا شوق ہوا تو بکثرت طلبہ نے مواعظ کا طریقہ حاصل کیا پھر چونکہ اکثر عوام کو وعظ و قصص سننے
کا شوق زیادہ ہے اسی وجہ سے واعظ دنیا مین بہت ہوگئے اور فقیہ عالم بہت کم رہ گئے **منجملہ** تلبیس ابلیس کے فقہا پر یہ ہے کہ بعض فقیہ مدرسہ
کے وقف مین سے جو فقط وہان کے پڑھنے پڑھانے اور کام کرنیوالون کے واسطے مشروط ہے کھایا کرتا ہے۔ اور اسی مین مدت تک رہتا
ہے۔ حالانکہ وہ کچھ شغل نہین کرتا۔ اور جو پڑھ چکا ہے اسی پر قناعت کرتا ہے یا پڑھکر منتہی ہوجاتا ہے۔ کہ وقف مین سے اُس
کا حصہ نہین رہتا کیونکہ وہ تو فقط طلبہ کے واسطے مشروط ہے جو علم حاصل کرتا ہو۔ ہان اگر وہ مدرس یا کارپرداز ہوتا تو
اُس کو روا تھا کیونکہ وہ ہمیشہ اس کے کام مین مشغول رہتا ہے **ازانجملہ** وہ تلبیس ہے جو بعضے نوجوان فقہ پڑھنے والون اور
فقیہ بن جانے والون سے سُنا جاتا ہے کہ اُس نے بعضے منہیات کی طرف پاؤن پھیلا دیئے چنانچہ بعض نے لباس ریشمی پہننا
شروع کیا اور سونے کی انگوٹھی پہنی اور بعض نے چنگی وصول کی اور اسی قسم کے دیگر معاصی مین قدم بڑھایا۔ پھر ان لوگون کی
اس بیباکی کے اسباب مختلف ہین چنانچہ **بعض** کو اصل دین ہی مین عقیدہ نہین تھا لیکن اُسنے اپنے الحاد کو چھپانے
کے لئے فقہ مین کچھ شغل کرلیا۔ یا یہ غرض رکھی کہ اس بہانہ سے اُس کو وقف سے حصہ ملے گا یا وہ سرداری کا تمغہ پائے گا۔
یا مناظرہ کے نام سے دوسرون کو بہکا دیگا **مترجم** کہتا ہے کہ شاید یہ دیالمہ روافض ملاحدہ کا خفیہ ساختہ پرداختہ ہو۔ اور
**بعض** کا عقیدہ تو دین اسلام مین صحیح ہے لیکن اُسپر خواہش نفس نے غلبہ کیا اور اسکے پاس ایسا علم نتھا جو اسکو اس حرکت سے روکے

لان نفس الجدل وللمناظرة يحرك الى الكبر والعجب وانما يقوم الانسان بالرياضة ومطالعة سير السلف واكثر
القوم فى بعد عن هذا وليس عندهم الا ما يعين الطبع على شموخه فحينئذ يسرح الهوى بلا زاد **ومنهم** من لبس عليه
ابليس بانك عالم وفقيه ومفت والعلم يدفع عن اربابه وهيهات فان العالم اولى ان يحاجه يضاعف عذابه كما ذكرنا
فى حق القرأ وقد قال **الحسن البصرى** انما الفقيه من يخشى الله عز وجل قال ابن عقيل رأيت فقيها خراسانيا
عليه حرير وخواتيم ذهب فقلت له ما هذا فقال خلع السلطان وكمد الاعداء فقلت بل هو شماتة الاعداء بك ان
كنت مسلما لان ابليس عدوك واذا بلغ منك مبلغا البسك ما يسخط الشرع فقد اشمته بنفسك وهل خلع السلطان
سابقة لنهى الرحمن يا مسكين خلع عليك السلطان فانخلعت به من الايمان وقد كان ينبغى ان تخلع بك السلطان لباس
الفسق وتلبسه لباس التقوى ولكن الله بخزيه حيث هو ثم امره هكذا ليتك قلت هذه رعونات الطبع لان تمت محنتك لان عدلك
دليل على فساد باطنك **ومن** تلبيسه عليهم ان يحسن لهم ازدراء الوعاظ ويمنعهم من الحضور عندهم فيقولون من هؤلاء قصاص

**ترجمہ** کیونکہ جدل ومناظرہ نفس مین تکبر وغرور بڑھاتا اور جوش مین لاتا ہے اور انسانیت جبھی ٹھیک ہوتی ہے جب آدمی بزرگان
سلف کی خصلت وخوبی مطالعہ کرے اور ریاضت سے نفس کو مغلوب کرے اور اکثر زمانہ والون کی حالت یہ ہے کہ وہ اس سے دور پڑے
ہین اور ان کے نزدیک جو علم جدل ومناظرہ ہے وہ اور بھی نفس کو کجروی پر مدد دیتا ہے تو لامحالہ خواہش بے روک ٹوک کے اُس کے
دل مین روان ہوتی ہے اور **بعض** کے خیال مین ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی۔ کہ تم عالم وفقیہ ومفتی ہو اور علم ضرور عالمون سے
عذاب آلہی دور کرے گا حالانکہ یہ خیال باطل ہے اور یہ منصوبہ بعید ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ علم کے ساتھ بدکاری کرنے مین عذاب دونا
ہو جاوے چنانچہ ہم نے قاری لوگون کے حق مین اس کو بیان کر دیا ہے **حسن بصری**رح نے فرمایا کہ فقیہ وہی شخص ہے۔ جو
اللہ عزوجل سے خوف رکھتا ہے **شیخ ابن عقیل** نے کہا کہ مین نے ایک خراسانی فقیہ کو دیکھا جسپر ریشمی لباس تھا۔
اور سونے کی انگوٹھیان پہنے تھا۔ تو مین نے کہا کہ یہ کیا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ سلطان کے خلعت اور دشمنون کی جلن ہے
مین نے کہا۔ کہ نہین بلکہ یہ تو تیرے دشمنون کی خوشی ہے۔ اگر تو مسلمان ہو اس لئے کہ ابلیس تیرا حقیقی دشمن ہے اور
جب اُس نے تجھ پر پورا قابو پالیا۔ تو تجھے ایسی چیز پہنائی جس کو شرع مبارک ناخوش رکھتی ہے پس تو نے اپنے دشمن کو
اپنے اوپر خوش ہونے کا موقع دیا اور تجھ غریب کے حال پر افسوس ہے کہ تو کچھ نہ سمجھا کیا سلطان نے تجھے وہ خلعت پہنایا ہے جس
سے حضرۃ الرحمٰن عزوجل نے منع فرمایا ہے تجھے سلطان نے خلعت کیا پہنایا کہ تو نے ایمانی خلعت اوتار دیا اور لائق یہ تھا کہ تیرے
ذریعے سے سلطان فسق کا خلعت اتارتا اور تو اُس کو تقوٰی کا لباس پہناتا لیکن خدا نے تم پر پھٹکار ڈالی کہ اس طرح کام تمام کیا
کاش تو یہ کہتا کہ میرا یہ لباس فقط میری طبیعت کی حماقت سے ہے اور اب تو تیرا امتحان پورا ہوا اس لیے کہ اس حالت سے تیرا عدول
کرنا تیرے فساد باطن کی دلیل ہے **منجملہ** تلبیس ابلیس کے فقہاء پر یہ ہے کہ جو لوگ وعظ کہتے ہین اُن کو یہ لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے
ہین اور ابلیس ان کو روکتا ہے کہ ان کے وعظ مین حاضر نہون اور کہتے ہین کہ یہ لوگ کیا چیز ہین یہ لوگ تو قصہ گوئی کرنیوالے ہین۔

ومراد الشیطن ان لا یحضروا فی موضع یلین فیہ القلب ویخشع والقصاص لا یذمون من حیث ھذا الاسم لان اللہ تعالٰی قال نحن نقص علیك احسن القصص وقال فاقصص القصص وانما ذم القصاص لان الغالب منھم الاتساع بذکر القصص دون ذکر العلم المفید ثم غالبھم یخلط فیما یوردہ وربما اعتمد علی ما اکثرہ محال فاما اذا کان القصص صدقا ویوجب وعظا فھو ممدوح وقد کان احمد بن حنبل یقول ما احوج الناس الی قاص صدوق وذکر

## تلبیسہ علی الوعاظ والقصاص

قال المصنف کان الوعاظ فی قدیم الزمان علماء فقھاء وقد حضر ابن عمر مجلس عبید بن عمیر وکان عمر بن عبد العزیز یحضر مجلس القاص ثم خست ھذہ الصناعۃ فتعرض بھا الجھال فبعد عنھم الممیزون من الناس وتعلق بھم العوام والنساء فلم یتشاغلوا بالعلم واقبلوا علی القصص وما یعجب الجھلۃ وتنوعت البدع فی ھذا الفن وقد ذکرنا آفاتھم فی کتاب القصاص والمذکرین الا انا نذکرھا ھنا جملۃ

ترجمہ اور شیطان کا مقصود یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر حاضر نہ ہون جہان دل نرم ہوتے ہین اور خشوع و خضوع کے ساتھ جناب باریتعالیٰ مین جھکتے ہین اور واعظین جو انبیا و اولیا کے قصص بیان کرین اس نام سے مذموم نہین ہوسکتے ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ نحن نقص علیك احسن القصص یعنی اے محمد ہم تجھے بہترین قصہ سناتے ہین ہدیعنی قصہ یوسف علیہ السلام اور فرمایا فاقصص القصص الآیۃ یعنی اے محمد تو قصص انبیا اور اُن کی نافرمان امتون کا انجام ہلاکت بیان کردے شاید یہ لوگ رجوع لاوین۔ اور قصاص لوگون کی مذمت فقط اس جہت سے ہوتی ہے کہ اکثر وہ لوگ فقط قصے بیان کرتے ہین علم مفید نہین بیان کرتے پھر قصص مین بھی اکثر جھوٹے قصے خلط ملط کرتے ہین اور بارہا محال باتون پر اعتماد کرتے ہین (یعنی جیسے شداد نے بہشت ارم بنائی) اور اگر قصص سچے ہون جن سے نصیحت حاصل ہو تو وہ تعریف کے قابل ہین اور امام احمد بن حنبل کہا کرتے تھے کہ لوگون کو سچے قصص بیان کرنے والے کی بہت ضرورت ہے

## واعظون اور قصے بیان کرنے والون پر ابلیس کی تلبیس کا ذکر

**مصنف** رحمہ اللہ نے کہا۔ کہ قدیم زمانے مین وعظ کہنے والے علما فقہا ہوتے تھے اور عبید بن عمیر رحمہ اللہ تعالیٰ تابعی کی مجلس وعظ مین عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابی حاضر ہوئے اور عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ واعظون کی مجلس مین حاضر ہوئے پھر یہ پیشہ ایسا ذلیل ہوگیا کہ جاہلون نے اختیار کر لیا تو تمیز دار لوگ اُن کی مجلس سے الگ ہوگئے۔ اور عوام مرد اور عورتون نے اُن پر ہجوم کیا۔ تو ایسے لوگون نے علم کا شغل چھوڑ کر قصہ گوئی وغیرہ جن چیزون کو جاہل عوام پسند کرتے ہین سیکھنا شروع کیا۔ اور اس پیشہ مین طرح طرح کی بدعتین پھیل گئین (**مترجم** کہتا ہے کہ اس دیار مین بھی یہ فتنہ اسی جاہل فرقہ کی ذات سے پھیلا ہوا ہے) اور ہم نے اُن کی آفات کو کتاب قصاص و مذکرین مین مفصل بیان کیا ہے۔ لیکن یہان بھی ان مین سے تھوڑا بیان کرین گے۔

فمن ذلك ان قوما منهم كانوا يضعون احاديث الترغيب والترهيب ولبس عليهم ابليس باننا نقصد حث الناس على الخير وكفهم عن الشر وهذا تعاط منهم على الشريعة لانها عندهم على هذا الفعل منهم ناقصة يحتاج الى تتمة ثم قد نسوا قوله عليه السلام من كذب علىّ متعمدا فليتبوأ مقعده من النار **ومن ذلك** انهم تلمحوا ما يزعج النفوس ويطرب القلوب فنوّعوا فيه الكلام فتراهم ينشدون الاشعار الغزلية فى العشق ولبس عليهم ابليس باننا نقصد الاشارة الى محبة الله تعالى ومعلوم ان عامة من يحضرهم العوام الذين بواطنهم محشوة بحب الهوى فيضل القاص ويُضلّ **ومن ذلك** من يظهر التواجد والتخاشع زيادة على ما فى قلبه وكثرة الجمع يوجب زيادة تعمل فتسمح النفس بفضل بكاء وخشوع فمن كان منهم كاذبا فقد خسر الآخرة ومن كان صادقا لم يسلم صدقه من رياء يخالطه **ومنهم** من يتحرك الحركات التى يوهم بها على قراءة الالحان التى قد اخرجوها اليوم مشابهة الى الغناء فهى الى التحريم اقرب منها الى الكراهة فالقارى يطرب

---

ترجمہ **منجملہ** آفات کے یہ ہے کہ ان مین ایک قوم (اقول ہندوستان مین سوائے شاذونادر کے عموماً سب) دلچسپی اور رغبت دلانے کے لئے اور خوف و دہشت دلانے کی غرض سے حدیثین بناتی ہین اور ابلیس نے ان پر رچا دیا ہے کہ تم تو حدیثین اس لئے بناتے ہو کہ لوگون کو نیکی پر آمادہ کرو اور بدی سے روکو اور شیطان نے اِن جاہلون پر یہ شبہہ ڈالا کہ شریعت ناقص ہے تمہارے اس جھوٹی کارستانی کی محتاج ہے پھر یہ بھول گئے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ مین اپنا ٹھکانا بنا دے **مترجم** کہتا ہے کہ جھوٹی حدیث بنانا کبیرہ گناہ ہے اور جس نے حدیث موضوع کر کے سنائی یا لکھی تو اس کی سزا بدون عذاب جہنم کے اور کچھ نہین ہوتی۔ کیونکہ یہ فتنہ قیامت تک پھیلا رہا۔م **ازانجملہ** یہ لوگ اپنے لغاقعہ کے کلام مین وہ چیزین ملاتے ہین جو نفس کا جوش ابھارین اور دلون مین سرور لاوین تو اپنی باتون کو رنگین کرتے ہین چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ اس مین عشقیہ اشعار اور غزلین پڑھتے ہین اور ابلیس نے اُن پر یہ تلبیس بجائی کہ تم اللہ تعالیٰ کی محبت کا اشارہ کرتے ہو۔ اور یہان یہ خوب معلوم ہے کہ عوام جو اُن کی مجلس مین بھرے ہوئے ہین اُن کے دلون مین جوش شہوت بھرا ہوا ہے جو اس تازیانہ سے مائل پڑتا ہے۔ تو یہ واعظ خود گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے **ازانجملہ** بعضے واعظ بناوٹ سے وجد اور خشوع ظاہر کرتے ہین۔ اگرچہ دل مین بھی ہو تو اس سے بہت زیادہ بتاتے ہین اور جس قدر جماعت کی کثرت ہو اُسی قدر بناوٹ زیادہ ہوتی ہے تو نفس مین جو بڑھتی خشوع و رونا موجود ہوتا ہے وہ اُس کو رائیگان دینے مین بخل نہین کرتا پس ان مین سے جس نے یہ جھوٹ بناوٹ کی وہ آخرت مین خوار اور خراب ہوا اور جو سچا ہے۔ وہ ریاکاری کی میل سے نہ بچا **بعض** واعظین عجیب و غریب حرکات کرتے ہین جن کا نتیجہ یہ کہ قرآن کو ایک نئی راگنی کے لہجہ مین پڑھنے لگتے ہین۔ یہ نئی راگنی اُنہون نے آجکل گانے کے مشابہ نکالی ہے۔ تو یہ مکروہ ہی نہین۔ بلکہ صریح حرام سے زیادہ قریب ہے۔ پس اس راگنی کے قراءت سے قاری کو سرور ہوتا ہے +

والقاص ينشد الغزل مع تصفيق بيديه وايقاع برجليه فيشبه المخنث ويوجب ذلك تحريك الطباع و
تهيج النفوس وصياح الرجال والنساء وتمزيق الثياب لما في النفوس من دقائق الهوى ثم يخرجون فيقولون
كان المجلس طيبا ويشيرون بالطيبة الى مالا يجوز **ومنهم** من يجرى فى مثل تلك الحال التى
شرحناها لكنه ينشد اشعار النوح على الموتى ويصف مما جرى لهم من البلاء ويذكر الغربة ومن مات
غريبا فيبكى بكاء النساء ويصير المكان كالمأتم وانما ينبغى ان يذكر الصبر على فقد الاحباب لا ما يوجب
الجزع **ومنهم** من يتكلم فى دقائق الزهد ومحبة الحق سبحانه فيلبس عليه ابليس انك من جملة الموصوفين
بذلك لانك لم تقدر على الوصف حتى عرفت ما تصف وسلكت الطريق وكشف هذا التلبيس ان الوصف علم و
السلوك غير العلم **ومنهم** من يتكلم بالطامات والشطح الخارج عن الشرع ويستشهد باشعار العشق

**ترجمہ** اور واعظ اس کے ساتھ ہاتھوں کی دستک و پاؤں کی ٹھوکر لگا کر غزلیں پڑھتا جاتا ہے جیسے مستانہ لوگ کرتے ہیں
اور اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ عوام کی طبیعت امنگ پر آجاتی ہے اور اُن کی شہوانی نفوس جوش کھاتے ہیں اور عورتیں اور مرد
آوازیں لگاتے ہیں اور کپڑے پھاڑتے ہیں کیونکہ جملہ نفوس میں جو خواہش نفسانی وقوت شہوانی حیوانی دبی ہوئی ہیں وہ اس جلسہ
میں بھر آتی ہیں پھر جب یہاں سے یہ عورتیں اور مرد باہر نکلتے ہیں تو کہتے جاتے ہیں کہ جلسہ تو بہت خوب ہوا۔ اور خوبی سے اشارہ
انہیں حرکات وامور ناشائستہ کی طرف ہے جو شرعاً جایز نہ تھے **بعض** واعظین کی یہ کیفیت ہے کہ وہ بھی اسی چال
پر چلتا ہے جو ہم نے بیان کی ولیکن وہ مرثیہ کے اشعار اور نوحے پڑھتا ہے (مثلاً حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
واسطے مرثیہ پڑھتا ہے) اور ان اشعار میں اُن کی حالت تنہائی وبیکسی وغریب الوطنی و دشمنوں کا نرغہ اور مصائب جھوٹ
سچ ملا کر ایسی طرح بیان کرتا ہے کہ عورتیں ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگتی ہیں اور مجلس وعظ ماتم خانہ ہو جاتا ہے حالانکہ اہل آخرت
کے واسطے صرف اسی قدر لایق ہے کہ پیارے بزرگوں کی شہادت و وفات پر صبر وثبات کی تلقین کریں اور یہ لایق نہیں ہے
کہ ایسی باتیں کریں جن سے جزع وفزع پیدا ہو **مترجم** کہتا ہے کہ یہ منافقین دنیا کے سوائے آخرت کو اپنا گھر نہیں جانتے ہیں
تو لامحالہ یہاں سے مرنا اُن کے نزدیک نامراد اور بیکس اور بے ارمان مرجانا ٹھیرا اور شہادت اور مصیبت کا ثواب جو یہاں سے کما
کر آخرت میں بلند درجات کا حصول ہے اس کا خیال بھی نہیں آتا تو بھلا یقین کا کیا ذکر ہے اور یہ بلا جزع وفزع اور یہ خیالات
عام طور پر ان ملکوں میں پھیل گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ م۔ **بعض** واعظین مغرور منبر پر بیٹھ کر زہد کے دقایق اور
محبت حق سبحانہ تعالیٰ کے رموز واسرار بیان کرنے پر زبانی جمع خرچ کرتے ہیں تو ابلیس اُن پر تلبیس ڈالتا ہے کہ آپ بہت پہونچے ہوئے بزرگ
ہیں کیونکہ اگر آپ ایسے عارف کامل نہوتے تو بھلا کیسے ان مقامات کو کھولکر بیان کرتے اور سلوک کی راہ چلتے اس مکر عظیم کو میں صاف کئے دیتا
ہوں کہ کسی مقام کو زبانی بیان کر دینا دوسرے کی بیانات کا علم ہے اور سلوک ان مقامات تک عملی مجاہدہ ہے جو علم اور زبانی بیان کے علاوہ ہے بعض
واعظوں کا یہ چال ہے کہ شرع سے خارج شطحیات بیان کرتے ہیں اور اسپر شاعروں کے عاشقانہ اشعار سند لاتے ہیں ॰

وغرضه ان يكثر فی مجلسه الصياح ولو علی كلام فاسد **ومنهم** من يروق عباراة لامعنی تحتها واكثر كلامهم
اليوم فی موسی والجبل وزليخا ويوسف ولايكادون يذكرون الفرائض ولاينهون عن ذنب فمتی يرجع
صاحب الزنا ومستعمل الريا وتعرف المرأة حق زوجها وتحفظ صلاتها هيهات هؤلاء تركوا الشرع وراء
ظهورهم ولهذا انفقت سلعهم لان الحق ثقيل والباطل خفيف **ومنهم** من يحث علی الزهد وقيام الليل
ولايبين للعامة المقصود فربما تاب الرجل منهم وانقطع الی زاوية اوخرج الی جبل فبقيت عائلته لاشیء
لهم **ومنهم** من يتكلم فی الرجاء والطمع من غير ان يمزج ذلك بما يوجب الخوف والحذر فيزيد الناس جرأة
علی المعاصی ثم يقوی ماذكر بميله الی الدنيا من المراكب الفارهة والملابس الفاخرة فيفسد القلوب بقوله
وفعله **فصل** وقد يكون الواعظ صادقا قاصدا للنصيحة الا ان منهم من يری الرياسة
فی قلبه مع الزمان فيحب ان يعظم وعلامته انه اذا ظهر واعظ ينوب عنه او يعينه علی الخلق

ف
انجيل

**ترجمہ** اور اُن کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مجلس مین شور ہو اگرچہ بیہودہ گوئی سے یہ مقصد حاصل ہو **بعضے** واعظون کا یہ حال
ہے کہ لغلغہ سے عبارتین بناتے ہین حالانکہ اس سے مطلب کچھ نہین نکلتا۔ اور آج کل تو یہ لوگ موسیٰ ع وطور مین اور یوسف علیہ السلام
وزلیخا مین اپنے قصہ گوئی کے طومار بناتے ہین کسی فرض کا ذکر کرتے ہین نہ کسی معصیت سے بچنے کی نصیحت کرتے ہین۔ پھر
کہان سے زناکار فحش سے باز رہیگا۔ اور کیونکر ریاکاری سے جاہل عابد بچیگا۔ اور کیسے عورت اپنے خاوند کا حق پہچانیگی
اور کس کی نصیحت سے نمازکی حفاظت رکھے گی افسوس ہے ان گمراہ واعظون نے شریعت کو
پیٹھ پیچھے چھوڑا۔ اور دنیا کے لئے حیلہ نکالا اور عجب یہ ہے کہ اس زمانہ مین اُن کی مکاری کا بازار گرم ہوگیا اس واسطے
کہ حق گران ہوتا ہے۔ اور باطل جوان لوگون کا شیوہ ہے ہلکا ہوتا ہے **بعضے** واعظ صوفی بنکر لوگون کو زہد وعبادت
سکھاتے ہین اور عوام کو اصلی مقصود نہین بتلاتے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعضے لوگ بچارے ان کے کہنے مین آکر کسی جنگل یا پہاڑ
کے گوشہ مین بیٹھ رہتے ہین اور اُس کی آل واولاد بھیک مانگنے کے لائق ہوجاتی ہے **مترجم** کہتا ہے کہ ان ہی لوگون کے
شیطانی خیالات نے عوام کے ذہن مین بٹھایا کہ پرہیزگاری و دین تو جب ہوسکتا ہے کہ جنگل مین بیٹھ رہے اور خدا
پر توکل کرے اور جب یہ ہم سے نہین ہوسکتا تو ہم دنیاداری مین رہینگے یہ نہایت سخت فتنہ ہے۔ م۔ **بعضے** واعظ ہین
کہ لوگون کو عظمت وشان الٰہی سے بھلا کر امید وطمع کے کلمات سے دلیر کرتے ہین۔ بدون اس کے کہ اس
سے خوف دلاوین لہذا وہ لوگ گناہون پر دلیرانہ جرأت کرتے ہین اور دنیا کی چیزین عمدہ غذا وپوشاک وسواری کی
جانب واعظ کے میل کرنے سے اس کی تقویت ہوجاتی ہے تو ایسے واعظ کے قول وفعل سے عوام کے دلون مین بڑی خرابی پیدا
ہوگئی **فصل** کبھی واعظ سچی نیک نیتی سے نصیحت کا قصد کرتا ہے لیکن اس قسم مین سے بھی بعض واعظ کی دل مین تعظیم کا خیال ہوتا
ہے یعنی وہ چاہتا ہے کہ لوگ اسکی تعظیم کرین اور اسکی علامت یہ ہے کہ جب اسکے ساتھ کوئی دوسرا شخص ایسا پیدا ہو جو خلائق کو نیک راہ لگائے یا اسکا مددگار

كره ذلك ولو صح قصده لم يكره من يعينه على خلاص الخلائق **فصل** ومن القصاص من يختلط في
مجلسه الرجال والنساء وترى النساء يكثرن الصياح وجدا على زعمهن فلا ينكر ذلك جمعا للقلوب عليه
**ولقد** ظهر في زماننا هذا من القصاص ما لا يدخل في التلبيس لانه امر صريح من كونهم جعلوا القصص
معاشا يستميحون به الامراء والظلمة والاخذ من اصحاب المكوس والتكسب به في البلدان **ومنهم** من
يحضر المقابر فيذكر البلاء وفراق الاحبة فتبكي النسوة ولا يحث على الصبر **فصل** وقد يلبس
ابليس على الواعظ المحقق فيقول له مثلك لا يعظ وانما يعظ متيقظ فيحمله على السكوت و
الانقطاع **وذلك** من وساوس ابليس لانه يقصد منع الخير وقد يقول له انك تلتذ بما توردہ
وتجد لذلك راحة وربما دخل الرياء في قولك وطريق الوحدة اسلم **ومقصوده** بذلك سد باب الخير **وعن** ثابت
قال كان الحسن في مجلس فقيل للعلاء تكلم فقال اوهناك انا ثم ذكر الكلام ومؤنته وتبعته قال ثابت **فاعجبني** قال
ثم تكلم الحسن فقال وانا هناك تود الشيطان انكم اخذتموها عنه فلم يأمر احد بخير ولم ينه عن شر

**ترجمہ** تو اس کو یہ امر ناگوار ہوتا ہے اور اگر اس کا ارادہ خالص ہوتا تو خلاصی خلایق مین جو کوئی اس کا مددگار رہتا وہ اس کو ناگوار
نہوتا **فصل** بعضے واعظون کی مجلس مین مرد اور عورتین یکجا جمع ہوتی ہین اور ان لوگون کے زعم مین عورتین وجد مین اگر زور
سے چلاتی ہین اور واعظ مذکور اس سے انکار نہین کرتا ہے تاکہ سب کے دل اس کی طرف ملے رہین اور ہمارے **زمانہ** مین بہت
سے واعظ ایسے ظاہر ہوئے ہین جنکو تلبیس کی قسم مین لینے کی ضرورت نہین ہے یعنی انپر کچھ شبہہ ابلیس نے نہین ڈالا بلکہ وہ صریح
ایسی حالت مین ہین کہ انھون نے وعظ گوئی اپنی معاش بنائی ہے اور امراء و ظالمون کے یہان جاکر وعظ مین انکی دلچسپی ظاہر کرتے
ہین اور چنگی و محصول کرنے والون سے نذرانہ لیتے اور شہرون شہرون جاکر وعظ سے کمائی کرلاتے ہین اور **بعضے** مقابر مین
جاکر مصیبت و فراق احباب و اعزہ کا بیان کرتے ہین جس سے عورتین سب پھوٹ پھوٹ کے روتی ہین اور یہ شخص انکو صبر کی تاکید نہین کرتا
**فصل** بعضے علماء محققین کے حق مین ابلیس تلبیس و خطرہ دل مین ڈالتا ہے کہ تجھ ایسا آدمی وعظ کہنے لائق نہین
ہے۔ بلکہ وعظ کہنا ایسے عالم کا کام ہے جو ہوشیار بیدار ہو۔ تو اسکو ابلیس آمادہ کرتا ہے کہ الگ ہو کر خاموش ہو بیٹھ
اور یہ ابلیس کا وسوسہ ہے کیونکہ وہ اسے نیکی سے روکتا ہے۔ اور کبھی اس سے کہتا ہے کہ تو جو کچھ بیان کرتا ہے
اس سے لذت پاتا ہے اور اس سے بسا اوقات ریا پیدا ہونے کا گمان غالب ہے اور الگ رہنا سب سے بہتر
سلامتی ہے اور اس سے بھی ابلیس کا مقصود یہی ہے کہ نیکی کا دروازہ بند ہو جاوے **ثابت** البنانی سے روایت
ہے کہ ایک مجلس مین حسن بصری موجود تھے تو علاء رحمہ سے کہا گیا کہ تم نصیحت کے واسطے کلام کرو تو کہا کہ کیا مین بھی اس مرتبہ کا
ہون پھر کلام اور اس کی حالت اور اس کا انجام بیان کیا تو ثابت رح کہتے ہین کہ مجھے بہت پسند آیا پھر حسن بصری نے کلام کیا تو کہا
مین بھی واعظون کے مقام پر ہون ابلیس تو چاہتا ہے کہ تم لوگون نے علاء رحمہ سے نصیحت لی ہوگی کہ نہ اس نے کسی شخص کو نیکی بتلائی اور نہ کسی کو بدی سے منع کیا

**ذكر تلبيسه على اهل اللغة والادب** قال المصنف قد لبس على جمهورهم فشغلهم بعلوم النحو واللغة عن المهمات اللازمة التي هي فرض عين من معرفة ما يلزمهم عرفانه من العبادات وما هو اولى بهم من اداب النفوس وصلاح القلوب ومما هو افضل من علوم التفسير والحديث والفقه فاذهبوا الزمان كله في علوم لا تراد لنفسها بل لغيرها فان الانسان اذا فهم الكلمة فينبغي ان يترقى الى العمل بها اذ هي مرادة لغيرها فترى الانسان منهم لا يكاد يعرف من اداب الشريعة الا القليل ولا من الفقه ولا يلتفت الى تزكية نفسه وصلاح قلبه ومع هذا ففيهم كبر عظيم وقد خيل لهم ابليس انكم من علماء الاسلام لان النحو واللغة من علوم الاسلام وبها يعرف معنى القرآن العزيز ولعمري ان هذا لا ينكر ولكن معرفة ما يلزم من النحو لاصلاح اللسان وما يحتاج اليه من اللغة في تفسير القرآن والحديث امر قريب وهو اللازم وما عدا ذلك فضل لا يحتاج اليه وانفاق الزمان في تحصيل هذا الفاضل وليس بمهم مع ترك المهم غلط وايثاره على ما هو انفع واعلى رتبة كالفقه والحديث غبن ولو اتسع العمر لمعرفة الكل كان حسنا ولكن العمر قصير فينبغي ايثار الاهم والافضل

ترجمہ **اہل لغت وزبان عربی کے عالم ومتعلم پر** تلبیس ابلیس کا بیان ابلیس نے سب نحوی اور لغوی لوگوں پر اپنی یہ تلبیس ڈالی کہ اُن کو نحو ولغت مین یہان تک پھنسایا کہ جو علوم اُن پر فرض عین تھے مانند عبادات ومعارف توحید کے اُن سے باز رکھا۔ اور اصلاح نفس وصلاحیت قلب کے علوم سے اور افضل علوم تفسیر وحدیث وفقہ سے روک دیا پس اس مکر مین ان لوگون نے اپنی تمام عمر ایسے فنون مین کھوئی جو بذات خود مقصود نہین ہین بلکہ اس لیے سیکھے جاتے ہین کہ علم دین حاصل ہو پس جب انسان نے کوئی کلمہ سمجھ لیا تو اُس کے ذریعہ سے عمل کی جانب ترقی کرنا چاہیے کیونکہ یہ بذات خود مقصود ہی اور اسی کے واسطے زبان عربی حاصل کی جاتی ہے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ ان نحوی لغوی لوگون نے عمر کھوئی۔ اور بعض کو دیکھو کہ وہ آداب شریعت سے کچھ بھی نہین جانتا۔ سوائے قدر قلیل کے۔ اور نہ وہ فقہ سے واقف ہے اور نہ اپنی ذات کی پاکیزگی و اصلاح قلب کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور باوجود اس جہالت کے ان مین بڑا تکبر بھرا ہوا ہے۔ اور شیطان نے ان کے خیال مین بھر دیا ہے کہ تم لوگ اسلام کے علماء ہو۔ اس لیے کہ یہ نحو ولغت اسلامی علوم ہین اور انہین سے قرآن مجید کے معانی معلوم ہوسکتے ہین اور مین تو کہتا ہون کہ اس سے کب انکار کیا جاتا ہے کہ اس زبان کا حاصل کرنا اسلام مین ضرور ہے لیکن جس قدر صرف ونحو ولغت واسطے تفسیر قرآن وحدیث وفقہ کے لازم ہے وہ قریب الحصول ہے۔ اور ماسوائے اس کے جس قدر حاصل کرتے ہین۔ وہ زائد فاضل ہے اُس کی کچھ ضرورت نہین ہے اور ایسی زائد کے لیے عمر کا زمانہ صرف کر ڈالنا۔ اور جو امر مہم ضروری ہے اُس کو غلطی سے چھوڑنا اور اس کے پیچھے تفسیر وفقہ وحدیث جو اصلی واعلیٰ مرتبہ ہین اُن سے غافل رہنا سخت خسارہ وغبن ہے ہان اگر عمر دراز ہوا کرتی کہ سب علوم حاصل ہو جاتے تو خیر تھا لیکن عمر تھوڑی ہے تو سب سے زیادہ ضروری کو ضروریات پر مقدم کرنا بدرجہ بدرجہ لازم ہے کجا کہ یہ تو امر زائد ہے +

**فصل** ومما ظنوه صوابا وهو خطاء ما اخبرنا به ابو الحسين بن فارس قال قيل لفقيه العرب هل يجب
على الرجل اذا اشهد الوضوء قال نعم قال والاشهاد ان يمذى الرجل **وقال المصنف** وذكر
من هذا الجنس مسائل كثيرة وهذا غاية فى الخطاء لانه متى كان الاسم مشتركا بين مسميين كان
اطلاق الفتوى على احدهما دون الآخر خطاً مثاله ان يقول للمستفتى ما تقول فى وطى الرجل زوجته
فى قرءها فان القرء يقع عند اللغويين على الاطهار والحيض فيقول الفقيه يجوز اشارة الى الطهر ولا
يجوز اشارة الى الحيض خطاً وكذلك لو قال السائل هل يجوز للصائم ان ياكل بعد طلوع **الفجر**
لم يجز اطلاق الجواب فما ذكر فقيه العرب خطأ من وجهين احدهما انه لم يستفصل فى **المحتملات**
والثانى انه صرف الفتوى الى ابعد المحتملات وترك الاظهر وقد استحسنوا هذا وقلة الفقه اوجبت هذا الزلل
**فصل** ولما كان عموم اشتغالهم باشعار الجاهلية ولم يجد الطبع مما داعما وضع عليه من مطالعة
الاحاديث ومعرفة سير السلف الصالح سالت بهم الطباع الى هوية الهوى فانشت شرح البطالة تعيش

ترجمہ **فصل منجملہ** ان امور کے جن کو یہ نحوی ٹھیک سمجھے حالانکہ غلط ہے یہ ہے کہ ابو الحسین بن فارس نے کہا کہ فقیہ
العرب سے پوچھا گیا کہ هل يجب على الرجل اذا اشهد الوضوء قال نعم یعنی کیا جب مرد اشہاد کرے تو اس پر وضو واجب ہوگا
کہا ہاں واجب ہوگا۔ اور بیان کیا کہ اشہاد یہ ہے کہ مذی نکل آوے (مترجم کہتا ہے کہ اشہاد کے معروف معنی گواہ کر لینا) **مصنف**
نے کہا کہ اسی قسم کے بہت سے مسائل ذکر کیئے۔ حالانکہ یہ انتہا درجہ کی غلطی ہے اس لیئے کہ جب ایک نام دو چیزون کا مشترک ہو
تو فتوی مین ایک معنی پر رکھ کر جواب دے دینا بڑی غلطی ہے۔ مثال یہ کہ مثلاً کسی نے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہین کہ مرد
اپنی زوجہ سے حالت قرء مین وطی کرے یا نہ کرے تو واقعہ یہ ہے کہ قرء کا لفظ اہل لغت کے نزدیک حیض پر بھی بولا جاتا ہے
اور پاکیزگی طہر پر بھی بولا جاتا ہے تو جب مفتی کا حیض کے معنی لیکر یہ کہنا کہ نہین جائز ہے یا فقط طہر کے معنی لیکر یہ کہنا کہ
ہان جائز ہے یہ بہت بڑی غلطی ہے اسی طرح اگر یہ پوچھا جاوے کہ کیا روزہ رکھنے والا طلوع فجر کے بعد کھا سکتا ہے تو بھی مطلقاً ہان
یا نہین کہنا جائز نہین ہم مین جو کچھ فقیہ العرب کا جواب نقل کیا گیا ہے یہ دو طرح سے غلطی ہے (ایک یہ کہ اشہاد کا لفظ دو معنی
کو محتمل ہے تو اس نے ہر ایک معنی کی رو سے جواب مین کچھ تفصیل نہ کی (دوم) یہ کہ اس نے حکم کو اس احتمال کی طرف پھیرا
جو سب سے بعید تر ہے اور جو معنی زیادہ ظاہر تھے (یعنی گواہ کر لینا) ترک کیا اور دوسرے معنی قلیل الاستعمال غریب
کے لیئے اور عجب یہ کہ ان نحویون نے فقیہ العرب کا جواب بہت خوب سمجھا لیکن فقہ کا نہ سمجھنا سبب اس لغزش کا ہوا **فصل** چونکہ
ہمیشہ عموماً ان لوگون کا یہی شغل رہتا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے شاعرون کے اشعار یاد کر لے اور سیکھتے ہین یعنی طبیعت اسی قسم
کی اُجڈ ہوگئی اور طبیعت کو اس جہالت طبعی سے روکنے والی کوئی چیز نہ ملی یعنی نہ تو احادیث شریف کا مطالعہ کیا اور نہ سلف صالحین
کی خصلت و عادت سیکھی تو اُن کی خود رو طبیعت ایسی ہی ہوائے نفسانی کی طرف آگئی اور ناکارہ خیالات کی شرح سے بطالت آگئی بھر

فقل ان ترى منهم متشاغلا بالتقوى و ناظرا فى مطعم فان النحو يغلب طلبه على السلاطين فياكل النحاة من اموالهم الحرام كما كان ابو على الفارسى فى ظل عضد الدولة وغيره وقد يظنون جواز الشئ و هو غير جائز لقلة فقههم كما جرى للزجاج قال ابو اسحاق ابراهيم بن السرى قال كنت اؤدب القسم بن عبد الله فاقول له ان بلغت الى مبلغ ابيك و وليت الوزارة ماذا تصنع بى فيقول ما احببت فاقول له تعطينى عشرين الف دينار وكانت غاية امنيتى فما مضت الا سنون حتى ولى القسم الوزارة وانا على ملازمتى له وقد صرت نديمه فدعتنى نفسى الى اذكاره بالوعد ثم هبته فلما كان فى اليوم الثالث من وزارته قال لى يا ابا اسحق لم ارك اذكرتنى بالنذر فقلت عولت على رعاية الوزير ايده الله وانه لا يحتاج الى اذكارى لنذر عليه فى امر خادم واجب الحق فقال انه المعتضد ولولاه ما تعاظمنى دفع ذلك اليك فى مكان واحد ولكن اخاف ان يصير لى معه حديثا فاسمح لى باخذه متفرقا فقلت افعل فقال اجلس للناس وخذ رقاعهم فى الحوائج الكبار

**ترجمہ** لہذا بہت کم بلکہ شاذ و نادر ان لوگون مین کوئی پرہیزگاری کے شغل مین نظر آویگا اور نہ اپنی خوراک کا حلال و حرام دیکھنے والا ملے گا۔ اس وجہ سے کہ فن نحو کے طالب سلاطین ہوتے ہین تو نحوی انہین کے حرام مال کھاتے ہین جیسے ابو علی الفارسی زیر سایہ عضد الدولہ وغیرہ زندگی بسر کرتے تھے اور اکثر یہ لوگ بہت سے امور کو جائز جانتے ہین حالانکہ وہ حرام ہوتے ہین کیونکہ انکو علم شرع و فقہ بہت کم ہوتا ہے چنانچہ ابراہیم بن السری ابو اسحاق الزجاج نے خود لکھا ہے کہ مین قاسم بن عبد اللہ کو علم ادب سکھلایا کرتا تھا اور اس سے کہا کرتا تھا کہ امیر زادے اگر تم اپنے باپ کے مرتبہ وزارت کو پہونچے تو میرے ساتھ کیا سلوک کروگے تو وہ کہتا کہ جو تم چاہو تو مین کہتا کہ مجھے بیس (۲۰) ہزار دینار دینا اور یہ مقدار میری ہمت کے نزدیک گویا انتہا درجہ تھی۔ پھر چند ہی روز گذرے تھے کہ قاسم مذکور رتبہ وزارت سے سرفراز ہوا۔ اور مین ہنوز اس کی ملازمت مین تھا۔ اور اب اس کا ندیم ہوگیا۔ پھر میرے جی مین آیا۔ کہ اس کو وعدہ یاد دلاؤن۔ پھر مجھے اس سے ہیبت معلوم ہوئی۔ مگر وزارت کے تیسرے روز اُس نے خود مجھ سے فرمایا کہ ای ابو اسحاق تم نے مجھے نذر یاد نہین دلائی۔ مین نے کہا۔ کہ مین نے جانب وزارت کا ادب کیا۔ اللہ تعالے آپ کو اپنی حفظ و حمایت مین رکھے۔ اور مین جانتا ہون کہ آپ کو اپنے خادم کے حق واجب کے بارہ مین نذر یاد دلانے کی ضرورت نہین ہے تو مجھ سے فرمایا۔ کہ خلیفہ اس وقت معتضد ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو مجھے ایک مشت تجھے بیس ہزار (۳۰) دینار دینا کچھ دشوار نہ تھا۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ ایسا نہ ہو اس کو خفیہ خبر پہونچے اور اس کا ایک قصہ ہو جاوے اب تم کو مناسب ہے کہ یہ مال مجھ سے متفرق لینے پر راضی ہو جاؤ مین نے کہا کہ بہت خوب یہی کرونگا تو مجھ سے کہا۔ کہ میری کچہری کے دروازہ پر بیٹھ جانا اور لوگون کی درخواستین و رقعہ لینا اور ہر ایک سے کاربراری کی اُجرت ٹھیرا لینا۔

واستجعل عليها ولا تمنع من مسائلتي شيئا تخاطب فيها صحيحا كان او محالا الى ان يحصل لك
مال النذر ففعلت ذلك وكنت اعرض عليه فى كل يوم رقاعا فيوقع فيها وربما
قال لى كم ضمن لك على هذا فاقول كذا وكذا فيقول غبنت هذا يساوى كذا وكذا فاسترد فاراجع
القوم ولا ازال اماكسهم ويزيدونى حتى ابلغ الحد الذى رسمه قال فعرضت عليه شيئا
عظيما فحصل عندى عشرون الف دينار واكثر منها فى مدية فقال لى بعد شهور
يا ابا اسحاق حصل مال النذر فقلت لا فسكت وكنت اعرض ثم يسائلنى فى كل
شهر او نحوه هل حصل المال فاقول لا خوفا من انقطاع الكسب الى ان حصل عندى ضعف
المال وسألنى يوما فاستحييت من الكذب المتصل فقلت قد حصل ذلك ببركة الوزير فقال
فرجت والله عنى فقد كنت مشغول القلب الى ان يحصل لك قال ثم اخذ الدواة فوقع
لى الى خازنه بثلاثة الف دينار صلة فاخذتها وامتنعت ان اعرض عليه شيئا ولم ادر

**ترجمہ** اور ہر قسم کی درخواست خواہ ممکن ہو یا محال ہو۔ جو تجھ سے کہی جاوے اس کو میرے سامنے پیش کرنے سے نہ رکنا۔
یہان تک کہ تجھے اس قدر مال حاصل ہو جاوے۔ مین نے اسی پر عمل کیا اور ہر روز مین نے درخواستون کے رقعے
اُن کے حضور مین پیش کرتا اور وہ ہر رقعہ پر توقیع لکھا کرتے اور بارہا مجھ سے پوچھتے کہ اس رقعہ پر تیرے لئے سائل نے
کیا ضمانت کر لی ہے یعنی تجھے کس قدر دینے کو کہا ہے مین بیان کرتا کہ اس قدر وعدہ کیا ہے تو مجھ سے فرماتے کہ تو نے
خسارہ اُٹھایا۔ یہ رقعہ تو اس قدر کے لایق تھا تو جا کر ان لوگون سے اپنا حق بڑھوا لے پس مین لوٹ کر قوم سے کہتا
کہ مجھے زیادہ دینے کا وعدہ کرو تو مین پیش کر کے اجازت لکھوا دون۔ پس وہ لوگ تھوڑا تھوڑا کر کے بڑھاتے اور مین برابر
انکار کرتا رہتا یہان تک کہ آخر اُس حد تک پہونچ جاتے جو وزیر نے مجھ سے کہی تھی زجاج نے کہا کہ پھر ایک مرتبہ مین نے وزیر
موصوف کے سامنے مال عظیم کا رقعہ پیش کیا یعنی کسی چیز کے ٹھیکے وغیرہ کی درخواست تھی جس کی مقدار عظیم تھی تو اسی اکیلی
ایک درخواست مین مجھے بیس ہزار دینار مل گئے اور اس سے زیادہ دولت چند ہی روز مین مجھ کو حاصل ہو گئی پھر چند ماہ کے
بعد مجھ سے پوچھا کہ اے ابو اسحاق مال نذر پورا ہو گیا مین نے کہا کہ نہیں پس خاموش رہا اور مین برابر اُس کے سامنے رقعات
پیش کیا کرتا پھر ہر مہینہ مین بیس دن کے بعد مجھ سے پوچھتا کہ وہ مال نذر پورا ہو چکا اور مین کہتا کہ نہیں اس خوف سے کہ میری
کمائی جاتی رہیگی۔ یہان تک کہ میرے پاس دو چند مال چالیس ہزار دینار سے زائد حاصل ہو گیا پھر جو اُس نے ایک روز پوچھا
تو مجھے بار بار جھوٹ بولنے سے شرم آئی مین نے کہدیا کہ جی ہان حضرت وزیر کی برکت سے یہ مال حاصل ہو گیا وزیر موصوف نے کہا کہ واللہ تم نے میرا
بوجھ ہلکا کر دیا کیونکہ جب تک کہ یہ مال حاصل نہ ہوتا تب تک میرا دل لگا رہتا پھر وزیر نے دوات اُٹھا کر میرے لئے تین ہزار دینار کی ایک
چٹھی اپنے خزانچی کو بطور صلہ کے لکھدی وہ بھی مین نے لے لی اور آیندہ مین اُن کے سامنے رقعات پیش کرنے سے باز رہا اور یہ نہ جانتا

كيف اتم منه فلما كان من غد جئته وجلست على رسمي فاومى الىّ هات ما معك
يستدعي مني الرقاع على الرسم فقلت ما اخذت من احد رقعة لان النذر قد وقع الوفاء
به ولم ادر كيف اقع من الوزير۔ فقال يا سبحان الله اتراني كنت اقطع عنك
شيئا وقد صار لك به عادة وعلم الناس به وصارت لك به منزلة عندهم وجاه وغدو و
رواح الى بابك ولا يعلم سبب انقطاعه فيظن ذلك لضعف جاهك عندي او تغير
رتبتك اعرض على رسمك وخذ بلا حساب فقبلت يده وباكرته من غد بالرقاع وكنت
اعرض عليه كل يوم شيئا الى ان مات وقد تاثلت مالي هذه **قال المصنف** انظروا
ما يصنع قلة الفقه فان هذا الرجل الكبير القدر في معرفة النحو واللغة لو علم ان هذا
الذي جرى له لا يجوز شرعا ما حكاه وتبجح به فان ايصال الظلامات واجب ولا يجوز اخذ الجعل
عليها ولا لشيء مما نسب الوزير له من امور الدولة وبهذا يتبين مرتبة الفقه على غيره

**ترجمہ** کہ آپ کیونکر سمجھے اس سے کچھ وصول ہوگا۔ پھر جب دوسرے روز میں حسب معمول وزیر کی خدمت مین حاضر ہوکر بیٹھا۔ تو
مجھے اشارہ کیا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو لاؤ یعنی مجھ سے رقعات درخواستین طلب کین جیسے پہلے دستور تھا۔ تو
مین نے عرض کیا۔ کہ مین نے کسی سے رقعہ نہین لیا۔ کیونکہ نذر پوری ہوچکی تھی۔ اور مین نہین جانتا تھا۔ کہ اب مین
کیونکر جناب وزارت سے توقیع لکھواؤنگا۔ تو فرمایا۔ کہ سبحان اللہ کیا تم سمجھے تھے کہ جو تمہاری عادت پڑگئی ہے۔
اور لوگون کو اس کا حال معلوم ہوچکا اور جس سے اُن کے نزدیک تمہارا مرتبہ کھل گیا اور ہر صبح و شام تمہارے دروازے پر
حاضر ہوتے رہتے ہین وہ مین تم سے منقطع کردونگا۔ اور لوگون میں منقطع کرنے کی وجہ بھی ظاہر نہین ہے تو وہ لوگ یہی گمان
کرین گے کہ میرے نزدیک تمہاری وجاہت نہین رہی۔ یا تمہارا رتبہ گھٹ گیا ہے لہذا تم بدستور درخواستین لیتے رہا کرو۔
اور پیش کیا کرو۔ اور اب کسی حساب تک نہین۔ پس مین نے اُٹھکر اُن کے ہاتھون کو بوسہ دیا اور دوسرے روز صبح ہی کو لوگون
کی درخواستین لیے ہوئے اُن کے حضور مین حاضر ہوا اور ہر روز اُن کے حضور مین پیش کرتا رہا یہانتک کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا
درحالیکہ مین اس دولت سے آسودہ ہوچکا تھا۔ مصنف رح نے کہا کہ دیکھو فقہ کی نادانی کا انجام کہانتک ہوتا ہے اور دیکھو یہ شخص زجاج
جو نحو و لغت مین بڑے درجہ کا آدمی تھا۔ اگر یہ جانتا ہوتا کہ یہ معاملہ جو درپردہ اُس کے درمیان جاری ہوا اور کیونکر اُس نے لوگون سے ہر قسم کی
درخواستون پر مال ٹھیرا لیا تھا۔ یہ سب کسی طرح شرع مین حلال نہ تھا تو وہ اس سب قصہ کو بیان نہ کرتا بلکہ سب کو مخفی کردیتا اور وجہ یہ کہ ہر
قسم کے حقوق کو صاحبان حق کو پہنچادینا شرعاً حکام پر واجب ہے۔ اور اسپر رشوت لینا نہین جائز ہے اور نہ کوئی امر جو وزیر نے اس کے
لئے خلافت کے امور سے مقرر کیا تھا نہین جائز ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ علم فقہ کا رتبہ عظیم ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ صورت فقط صدقات کی
درخواستون پر تھی۔ اور زجاج رح پر رقعات پیش کرنا واجب نہ تھا تو مال ٹھیرا لینا جائز سمجھا واللہ تعالی اعلم

ذکر تلبیس ابلیس علی الشعراء قال المصنف قد لبس علیهم فاراهم انهم من اهل
الادب وانکم قد خصصتم بفطنة تمیزتم بها عن غیرکم ومن خصکم بهذه الفطنة ربما عفی عنکم
فتراهم یهیمون فی کل واد من الکذب والقذف والهجاء وهتك الاعراض والاقرار بالفواحش واقل
احوالهم ان الشاعر یمدح الانسان فیخاف ان یهجوه فیعطیه اتقاء شره او یمدحه بین جماعة فیعطیه
حیاء من الحاضرین وجمیع ذلك من جنس المصادرة وتری خلقا من الشعراء واهل الادب
لا یتحاشون من لبس الحریر والکذب فی المدح خارجا عن الحد ویحکون اجتماعهم علی
الفسق وشرب الخمر وغیر ذلك ویقول احدهم اجتمعت انا وجماعة من الادباء ففعلنا کذا وکذا
هیهات هیهات لیس الادب الا مع الله عز وجل باستعمال التقوی له ولا قدر للفطن فی امور الدنیا
ولا یحسن العبارة عند الله اذ لم یتقه وجمهور الادباء والشعراء اذا ضاق بهم الرزق تسخطوا فکفروا او
اخذوا فی لوم الاقدار کقول بعضهم ان اصبحت همتی فی الفضل عالیة - فان حظی ببطن الارض ملتصق

ترجمہ شعرا پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ شاعرون پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی۔ کہ اپنے جی مین مغرور ہوئے۔ کہ تم لوگ اہل ادب ہو۔
اور خدا نے تم کو ایسی دانائی عطا کی جس سے دیگر لوگ محروم ہین۔ تو تم کو ایک خاص امتیاز عطا ہوا ہے اور جس نے تم کو یہ
دانائی دی وہی تمہارے خطا و لغزش بھی عفو فرمائیگا۔ اگرچہ شاید تم سے سرزد ہو۔ لہذا تم دیکھتے ہو۔ کہ شاعر لوگ کیونکر ہر
جنگل مین سرگردان پھرتے ہین جھوٹ بولتے اور بہتان اٹھاتے اور ہجو کرتے اور آبروریزی کرتے اور اپنے اوپر فحش
و بدکاری کا اقرار کرتے رہتے ہین۔ اور اُن کے حالات مین سے کمتر یہ ہے کہ شاعر کسی آدمی کی مدح کرتا ہے تو اس آدمی کو
یہ خوف ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو یہ ناخوش ہو کر میری ہجو کرے تو چار و ناچار اُس کو دے کر راضی کرتا ہے تاکہ اس کی شرارت سے
بچا رہے۔ یا شاعر بھیا مجمع عام مین ایک شخص کی تعریفین کرتا ہے تو وہ لامحالہ دوسرون سے شرم کرکے اُس کو کچھ دیتا ہے
اور یہ سب زبردستی تنگ کرنے کے معنی ہین۔ اور بکثرت شعرا کو دیکھو کہ اپنے آپ کو ادیب سمجھتے اور ریشم کا لباس پہن کر
حد سے زیادہ جھوٹ بولتے ہین اور نقل کرتے ہین کہ ہم لوگ جلسۂ شراب مین ساقی گل اندام کے ہاتھون سے مے نوشی
کرتے رہے ہے اور کہتے ہین کہ ہمارے ساتھ اس مجمع اور فجور مین بہت سے اہل ادب جمع تھے معاذ اللہ یہ بے ادبی
اور یہ دعوے ادب۔ حالانکہ ادب تو اللہ تعالے کی جناب مین تقوے و طہارت کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔ اور جو کوئی
امور دنیا مین بڑا ہوشیار ہو۔ وہ محض بے قدر ہے۔ کیونکہ یہ سب دنیا اور اس کی چیزین فنا ہین اور اللہ تعالے
کی جناب مین خالی عبارت آرائی کچھ کام نہین کرسکتی جبکہ تقوے نہ کیا ہو۔ اور شاعرون کی عموماً یہی خصلت ہے
کہ بھیک مانگتے ہین گردش چرخ اور تقدیر کی مذمت کرتے اور کفر کے کلمات بکتے ہین چنانچہ بعض کہتا ہے۔
؎ اگرچہ فضیلت مین میری ہمت درجہ عالیہ پر پہونچی لیکن میری قسمت زیر زمین چمٹی ہوئی ہے +

كم يفعل الدهر بي ما لا اسر به * وكم يسيء زمان جائر خنق * وقد نسي هؤلاء ان معاصيهم تضييق
ارزاقهم فقد راوا انفسهم مستحقين للنعم مستوجبين للسلامة من البلاء ولم يتلمحوا ما يجب
عليهم من امتثال اوامر الشرع فقد ظلت فطنتهم في هذه الغفلة **ذكر تلبيس ابليس على
الكاملين من العلماء** قال المصنف ان اقواما علت هممهم فحصلوا علوم الشرع من القرآن والحديث
والفقه والادب وغير ذلك فاتاهم ابليس يخفي التلبيس فاراهم انفسهم بعين عظيمة لما نالوا وافادوا غيرهم
فمنهم من يستفزه لطول عناءه في الطلب فحسن له اللذات وقال له الى متى في النصب فارح
جوارحك من كلف التكاليف وافسح لنفسك في مشتهاها فان وقعت في زلة فالعلم يدفع عنك
العقوبة فاورد عليه فضل العلماء فان خذل هذا العبد قبل هذا التلبيس فهلك وان وفق فينبغي له ان
يقول له جوابك من ثلثة اوجه احدها انه انما فضل العلماء بعمل ولولا العمل به ما كان له معنى فان انا
لم اعمل به كنت كمن لم يفهم المقصود به ويصير مثلي كمثل رجل جمع الطعام واطعم الجياع ولم ياكل فلا ينفعه ذلك
من جوعه والثاني ان يعارضه بما ورد في ذم من لم يعمل بالعلم كقول النبي صلى الله عليه وسلم اشد الناس عذابا

---

**ترجمہ** زمانہ کب تک میرے ساتھ میری مرضی کے خلاف برتاؤ کریگا۔ اور زمانہ ظالم بیرحم کب تک برائی کرے گا۔
اب یہ شاعر لوگ یہ بھول گئے کہ ایسے ہی گناہون نے اُن کا رزق تنگ کر دیا ہے اور یہ لوگ اپنے آپکو مستحق نعمت و
لائق عیش و سلامت جانتے اور بلا و محنت کو دور سمجھتے ہین اور کبھی اُن کو نہ سوجھا کہ ان پر شرع کے احکام کی فرمانبرداری واجب ہے
تو کہان وہ دعوی دانائی اور کہان یہ غفلت و بیحیائی **ذکر علماء کاملین** پر ابلیس کی تلبیس کا مصنفؒ نے کہا کہ کچھ اقوام کی
ہمت بلند ہوئی تو انہون نے شرعی علوم قرآن و حدیث و فقہ و ادب وغیرہ حاصل کئے پھر ابلیس نے خفیہ ان مین خطرات ڈالے
اور خودبینی مین پھنسایا کہ اپنے آپ کو عظمت کی آنکھ سے دیکھنے لگے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیم القدر ہین کہ اس مرتبہ
علمی کو پہونچے اور دوسرون کو فیض پہنچایا پھر **بعض** کو یہ جنبش دی کہ کہان تک یہ تکلیف اٹھاؤ گے اب تم راحت
حاصل کرو۔ اور یہ لذات لطیفہ مین اُن سے نفس کو حصہ دو پھر اگر تم کسی لغزش مین پڑ گئے تو علم تم سے عذاب دور
رکھے گا اور ابلیس نے اُن کے سامنے علماء کی فضیلت پیش کی اگر اُس نے بدبختی سے قبول کر کے اپنے آپ کو ان مین تصور
کر لیا تو برباد ہوا۔ اور اگر توفیق الٰہی پائی تو اس کو تین طرح سے جواب دینا چاہیئے **اوّل** یہ کہ علماء کی فضیلت اسی وجہ
سے ہے کہ اُنہون نے علم کے موافق عمل کیا۔ اور اگر عمل نہ ہوتا تو بے معنی تھا جیسے کسی نے علم زبانی رٹ لیا۔ اور مقصود
نہ سمجھا تو اسکی مثل یہ کہ کسی نے طعام بہت جمع کیا اور بھوکون کو کھلایا اور خود کچھ نہ کھایا تو اُس سے اس کی بھوک کو کچھ نفع
نہ ہوگا **دوم** یہ کہ وہ احادیث معارضہ مین لا دے جن مین ایسے عالمون کی مذمت آئی ہے جو مقتضائے علم کے
موافق عمل نہ کرین جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب لوگون سے بڑھکر عذاب

یوم القیامۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ وحکایتہ علیہ السلام عن رجل یلقی فی النار فتندلق اقتابہ فیقول
کنت امر بالمعروف ولا اٰتیہ وانھی عن المنکر واٰتیہ وقول ابی الدرداء رضی اللہ عنہ ویل لمن لم یعلم
مرۃ وویل لمن علم ولم یعمل سبع مرات **والثالث** ان یذکر لہ عقاب من ھلک من العلماء التارکین
للعمل بالعلم کابلیس وبلعام ویکفی فی ذم العالم اذا لم یعمل قولہ تعالی کمثل الحمار یحمل اسفارا **فصل**
وقد لبس ابلیس علی قوم من المحکمین للعلم والعمل من جھۃ اخرے فحسن لھم الکبر بالعلم
والحسد للنظیر والریاء لطلب الریاسۃ فتارۃ یریھم ان ھٰذا کالحق الواجب لکم وتارۃ یقوی حب ذلک
عندھم فلا یترکونہ مع علمھم انہ خطأ وعلاج ھٰذا لمن وفق ادمان النظر فی اثم الکبر والحسد والریاء
اعلام النفس ان العلم لا یدفع شر ھذہ المکتسبات بل یضاعف عذابھا لتضاعف الحجۃ بھا ومن
نظر فی سیر السلف من العلماء والعاملین احتقر نفسہ فلم یتکبر ومن عرف اللہ لم یرائی ومن لاحظ
جریان اقدارہ علی مقتضے ارادتہ لم یحسد وقد یدخل ابلیس علی ھؤلاء بشبہ ظریفۃ فیقول
طلبکم للرفعۃ لیس بتکبر لانکم نواب الشرع فانکم تطلبون اعزاز الدین ودحض اھل البدع

**ترجمہ** قیامت کے روز ایسے عالم کو ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے نفع نہین دیا۔ اور جیسے حضرت نے نقل کیا کہ ایک شخص آگ مین ڈالا جایگا تو اس کی آنتین نکل پڑین گی تو وہ کہے گا کہ مین لوگون کو نیکی کا حکم دیا کرتا تھا۔ اور خود نہین کرتا تھا اور لوگون کو ممنوعات سے منع کرتا اور خود عمل کیا کرتا تھا اور جیسے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس نے نہ جانا اسکو ایک تف ہے اور جس نے جانا اور عمل نہ کیا اُس پر سات مرتبہ تف ہے (**سوم**) ایسے عالمون کو یاد دلاوے جو عمل نہ کرنے سے عذاب مین گرفتار ہوئے جیسے ابلیس اور بلعام باعور وغیرہ اور عالم بے عمل کی مذمت مین قولہ تعالیٰ کمثل الحمار یحمل اسفارا کافی ہو یعنی جیسے وہ گدھا جس پر کتابین لدی ہوئی ہین **فصل** جو علماء کہ علم وعمل مین پورے تھے ان پر دوسری راہ سے تلبیس ڈالی کہ اُن کو علم کا تکبر دکھلایا۔ اور جو ان کے برابر تھے اُن سے حسد اُبھارا۔ اور سرداری کے لئے ریاکاری پر آمادہ کیا **پس** کبھی تو ان کو یہ دکھلایا۔ کہ سرداری گویا تمہارے لئے حق واجب ہے۔ اور کبھی انکی سرداری کی محبت ایسی جمائی کہ اسکو خطا بیہودہ جانکر اس سے باز نہین آتے ہین اُس کا علاج ایسے شخص کے واسطے جس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ہو یہ ہے کہ ہمیشہ تکبر وحسد وریاکاری کی مذمت پیش نظر رکھے اور نفس کو آگاہ کرتا رہے کہ ان بدکاریون کا عذاب دور نہو گا بلکہ علم کے ساتھ دونا ہو جائیگا اور جس نے سلف صالحین اور علماء کاملین کے حالات پر نظر رکھی تو سب حالات مین وہ اپنے نفس کو حقیر دیکھیگا تو تکبر نہ کریگا اور جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا وہ ریاکاری نہ کریگا اور جس نے جان لیا کہ مقدرات الٰہی حسب ارادہ ازلی جاری ہوتے ہین تو وہ حسد نہین کریگا کبھی ابلیس ان لوگون پر عجیب شبہے ڈالتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ کہ تمہارا سرداری چاہنا کچھ تکبر نہین ہے کیونکہ تم لوگ شرع کے نائب ہو۔ کیونکہ تم شرع کے اعزاز کے طلبگار ہو) ۔ اور تمہین سے بدعت کی بنیاد سست ہوتی ہے

واطلاقکم اللسان فی الحساد غضب للشرع اذ الحساد قد ذمّوا من قام به وما یظنونه ریاء فلیس بریاء لان من تخاشع منکم وبکیٰ اقتدیٰ به الناس کما یقتدون بالطبیب اذا احتمیٰ اکثر من اقتداءهم لقوله اذا وصف **وکشف** هذا التلبیس انه لو تکبر متکبر علیٰ غیرهم من جنسهم صعد فی المجلس فوقه او قال حاسد عنه شیئا لم یغضب هذا العالم لذلك کغضبه لنفسه وان کان المذکور من نواب الشرع فعلم انه انما یغضب لنفسه لا للعلم **واما** الریاء فلا عذر فیه لاحد ولا یصلح ان یجعل طریقا لرعایة الناس **وقد** کان ایوب السختیانی اذا تحدث بحدیث فرق ومسح وجهه وقال ما اشد الزکام وبعد هذا فالاعمال بالنیات والناقد بصیر وکم ساکت عن غیبة المسلمین اذا اغتیبوا عنده فرح قلبه وهو اثم بذلك من ثلثة اوجه **احدها** الفرح فانه حصل بوجود هذه المعصیة من المغتاب **والثانی** لسروره بثلب مسلم **والثالث** اذ لم ینکر **فصل** وقد لبس ابلیس علی الکاملین فی العلوم فیسهرون لیلهم ویدابون نهارهم فی تصانیف العلوم ویریهم ابلیس ان المقصود نشر الدین ویکون مقصودهم الباطن

**ترجمہ** اور حاسدون پر تمہاری زبان درازی حقیقت مین شرع کے واسطے غصہ ہے کیونکہ شرع نے حاسدون کی مذمت فرمائی ہے اور جس کو تم ریا سمجھتے ہو وہ ریا نہین ہے کیونکہ اگر تم نے خشوع کیا اور بناوٹ سے روئے تو لوگ اصل مین تمہاری اقتدار کرین گے جیسے طبیب جب خود پرہیز خوب کرتا ہے تو اس کی بات کا اثر ہوتا ہے یہ **تلبیس** اس طرح کھل جاتی ہے۔ کہ اگر ان ہی مین سے ایک نے دوسرون پر تکبر کیا۔ اور بلند مجلس مین بیٹھا یا کسی حاسد نے اس کی طرف سے کچھ کہا۔ تو اس عالم کو وہ غصہ نہین ہوتا جیسے اپنے واسطے اسکو غصہ آگیا تھا۔ اگرچہ وہ عالم بھی شرع کا نواب تھا تو معلوم ہوا کہ اس کا غصہ اپنے واسطے تھا شرع کے واسطے نہین تھا رہا ریا کاری کرنا تو اس مین کسی کے واسطے کچھ عذر نہین ہے اور لوگون کے واسطے کسی کو ریا کاری کرنا حلال نہین رکھا گیا ہے۔ اور **ایوب السختیانی** رحمہ اللہ تعالیٰ جب کسی حدیث کی روایت مین رقیق ہو جاتے تو چہرہ پوچھنے لگتے اور کہتے کہ زکام بہت سخت ہوتا ہے پھر اس سب کے بعد ہم کہتے ہین کہ اعمال کا مدار تو نیت پر ہے اور پرکھنے والا خود دیکھتا ہے اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ خود مسلمانون کی غیبت نہین کرتے لیکن جب اُن کے پاس کسی کی غیبت کی جاوے تو خوش ہو جاتے ہین اور یہ تین وجہ سے گناہ ہے **(اول)** خوشی کیونکہ اسی کی وجہ سے غیبت کرنیوالے کے یہ معصیت صادر ہوئی ہے **(دوم)** وہ ایک مسلمان کی آبروریزی سے خوش ہوا **(سوم)** اُس نے غیبت کرنے والے پر انکار نہین کیا **فصل** ابلیس نے علوم مین کامل لوگون پر تلبیس ڈالی۔ کہ راتون کو جاگتے ہین۔ اور دن مین جان گھلاتے ہین یعنے تصنیفات کی مشقت اُٹھاتے ہین۔ اور ابلیس اُن کے ذہن مین ڈالتا ہے کہ تم لوگ دین پھیلاتے ہو اور دل مین اُن کا یہ خیال ہوتا ہے۔

انتشار الذکر و علو الصیت والریاسۃ وطلب الرحلۃ من الآفاق الی المصنف وینکشف ھذا التلبیس
بانہ لو انتفع بمصنفاتہ الناس من غیر تردد الیہ او قُرِءت علی نظیرہ فی العلم فرح بذلک
ان کان مرادہ نشر العلم **وقد قال** بعض السلف ما من علم علمتہ الا احببت ان یستفیدہ
الناس من غیر ان ینسب الی **ومنھم** من یفرح بکثرۃ الاتباع ویلبس علیہ ابلیس بان ھذا الفرح
لکثرۃ طلاب العلم وانما مرادہ کثرۃ الاصحاب واستطارۃ الذکر ومن ذلک العجب بکلماتھم وعلمھم وینکشف ھذا
التلبیس بانہ لو انقطع بعضھم الی غیرہ ممن ھو اعلم منہ ثقل ذلک علیہ وما ھذہ صفۃ المخلص فی التعلیم
لان مثل المخلص مثل الاطباء الذین یداوون المرضی للہ سبحانہ وتعالی فاذا شفی بعض المرضی
علی ید طبیب منھم فرح الاخر **وقد** ذکرنا انفا حدیث ابن ابی لیلی ونعیدہ باسناد اخر **عن**
عبد الرحمن بن ابی لیلی قال ادرکت عشرین ومائۃ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الانصار
ما منھم رجل یسئل عن شیء الا ود ان اخاہ کفاہ ولا یحدث حدیثا الا ود ان اخاہ کفاہ

ترجمہ کہ نام مشہور ہو۔ اور آواز بلند ہو۔ اور مسلمانون مین نامور ہون۔ اور لوگ دور دور سے سفر کرکے اُن کی خدمت
مین آوین۔ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے کہ اگر اس کی تصانیف سے لوگ نفع اُٹھاوین بدون اس کے کہ اس کے پاس
آوین یا جو علما اس کے مثل ہین اُن کے حضور مین طلبہ یہ تصانیف پڑہین تو وہ خوش ہو جاوے تو ایسی صورت مین
بیشک وُہ علم پھیلانا چاہتا تھا (اور اگر وہ ناخوش ہو اور یہی چاہے کہ طلبہ اس کے پاس آوین تو وہ ناموری چاہتا
تھا) اور بعض سلف نے (از انجملہ امام شافعی ہین) یہ فرمایا ہے کہ جس علم مین مین نے کوئی تصنیف کی تو یہی چاہا کہ لوگ
اس سے نفع اُٹھاوین بدون اس کے کہ یہ کتاب میرے نام سے منسوب ہو ان علما مین سے بعضے ایسے ہین کہ اگر اُن کے اتباع
طلبہ بہت ہون تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اور ابلیس اس پر تلبیس ڈالتا ہے۔ کہ ہماری خوشی اس وجہ سے ہے کہ علم سیکھنے والے
بہت ہین حالانکہ نفس مین یہ خوشی ہے کہ اس کے شاگرد بہت ہین اور نام بلند ہے اور اسی قبیل سے یہ ان کی باتون اور علم
سے دل مین مغرور ہوتا ہے اور یہ تلبیس اس وقت کھل جاتی ہے کہ اگر ان مین سے کوئی طالب علم اس کے پاس سے دوسرے
کے پاس چلا گیا جو علم مین اُس سے بڑھکر ہے تو اُس پر یہ گران ہوتا ہے حالانکہ اخلاص کے ساتھ تعلیم دینے والے کی یہ صفت نہین
ہوتی ہے کیونکہ خالص نیت سے پڑھانیوالے کی صفت ایسے طبیب کی طرح ہے جو خالص ثواب کے واسطے للہ علاج کرتا ہے چنانچہ
اگر کوئی مریض کسے کے ہاتھ سے شفا پاوے لیکن طبیب کو خوشی ہوتی ہے اور سابق مین حدیث ابن ابی لیلیٰ کی لکھ چکے ہین۔ اور
اب دوسری اسناد سے اعادہ کرتے ہین۔ ابن ابی لیلیٰ رح نے کہا۔ کہ مین نے ایک سو بیس انصاری اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو پایا ان مین سے ہر ایک کی یہی کیفیت دیکھی کہ جب کسی سے کوئی بات پوچھی گئی تو وہ یہی چاہتا تھا کہ اس کا بھائی
اس کام کی کفایت کرے اور کسی سے جب کوئی حدیث پوچھی جاتی تو وہ یہی چاہتا کہ اس کا بھائی یہ حدیث روایت کردیتا

**فصل** قال المصنف وقد یتخلص العلماء الکاملون من تلبیسات ابلیس الظاهرة فیاتیهم بخفی من تلبیسه فیقول لهم ما لقیت مثلك ما اعرفك بمداخلی ومخارجی فان سکن الی هذا هلك بالعجب وان سلم من الالتفات الیه سلم **وقد** قال سری السقطی لو ان رجلا دخل الی بستان فیه من جمیع ما خلق الله تعالی من الاشجار علیها جمیع ما خلق الله تعالی من الاطیار فخاطبه کل طائر بلغته وقال السلام علیك یا ولی الله فسکنت نفسه الی ذلك کان فی ایدیها اسیرا

## الباب السابع فی ذکر تلبیس ابلیس علی الولاة والسلاطین

**قال المصنف** قد لبس علیهم ابلیس من وجوه کثیرة نذکر امهاتها فالوجه **الاول** انه یریهم ان الله عز وجل یحبکم ولولا ذلك ما ولاکم سلطانه وجعلکم نوابا عنه فی عباده وبیان کشف هذا التلبیس انهم ان کانوا نوابا عنه فی الحقیقة فلیحکموا بشرعه ولیتبعوا مراضیه فحینئذ یحبهم لطاعته فاما صورة الملك والسلطنة فانه قد اعطاها خلقا ممن یبغضه وقد بسط الدنیا لکثیر ممن لا ینظر الیه وسلط جماعة من اولئك علی الانبیاء والصالحین فقتلوهم وقهروهم

**ترجمہ فصل** بہت سے علمار کاملین ابلیس کے ظاہری مکر وفریب سے بچ جاتے ہین توان پر وہ مخفی تلبیس لاتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے تیرے برابر کوئی عالم نہین پایا اور ابلیس کے داؤن پیچ وآمد رفت کا خوب پہچاننے والا تجھ سے بڑھکر نہین ہے پس اگر وہ اس جانب ٹھیرا تو خود بینی مین تباہ ہوا اگر اُس نے خیال کیا کہ یہ کسی بشر کا کام نہین ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندون مین سے جس کو چاہتا ہے شیطان کے مکر سے بچاتا ہے اور اس کے خفیہ مکر دکھاتا ہے تو البتہ فضل الٰہی سے بچ گیا اور سری سقطیؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ایک باغ مین داخل ہوا جس مین ہر قسم کے درخت ہین جو اللہ تعالیٰ نے دنیا مین پیدا کئے ہین کوئی باقی نہین ہے اور وہان ہر قسم کے پرند ہین جو اللہ تعالیٰ نے دنیا مین پیدا کیئے ہین پس ہر پرند نے اپنی اپنی زبان مین اس شخص سے کلام کیا۔ کہ السلام علیک یا ولی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے ولی سلام علیک پس یہ سُنکر اُس کا دل ٹھیرا تو یہ شخص اسی کے پنجہ مین گرفتار ہے

**باب ہفتم** والیان ملک وسلاطین پر تلبیس ابلیس کا بیان۔ ابلیس نے اس فرقہ پر بکثرت وجوہ سے تلبیس کر دی۔ ان مین سے اصلی تلبیسون کا ہم ذکر کرتے ہین (**وجہ اوّل**) ان لوگون کے دل مین ڈال دیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب رکھتا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو کیون تم کو سلطان بناتا اور کیون بندون پر اپنا نائب کرتا اس تلبیس کا کھول دینا اس طرح ہے کہ اگر یہ لوگ حقیقت مین اس کے نائب ہین تو اُسی کے قانون شریعت پر حکم کرین اور اسی کی مرضی تلاش کرین تو البتہ وہ ان کو پسند فرمائیگا۔ رہا ظاہری سلطان ہونا۔ تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلطنت بکثرت ایسے لوگون کو دی۔ جن کو وہ قطعًا مبغوض ودشمن رکھتا تھا۔ اور بکثرت ایسے لوگون کو دنیا مین سلطنت ووسعت دی۔ جن کی طرف رحمت کی نظر نہین فرمائے گا۔ (جیسے نمرود اور فرعون وغیرہ) اور ان مین سے بہتون کو انبیاء وصالحین پر مسلط کر دیا حتےٰ کہ انھون نے انبیاء علیہم السلام وصالحین کو قتل کر ڈالا۔ اور مغلوب کر کے پریشان کیا۔

فکان ما اعطاهم علیهم لا لهم ویدخل ذلک فی قوله انما نملی لهم لیزدادوا اثما **والثانی** انه یقول لهم
الولایة تفتقر الی هیبة فیتکبرون عن طلب العلم ومجالسة العلماء فیعملون بارائهم فیتلف الدین ومن المعلوم
ان الطبع یسرق من خصال المخالطین فاذا خالطوا ومن تری الدنیا الجهال بالشرع سرق الطبع من خصالهم
مع ما عنده منها ولا یری ما یقاومها ولا ما یزجر عنها وذلک سبب الهلاک **والثالث** انه یخوفهم الاعداء
ویامرهم بتشدید الحجاب فلا یصل اهل المظالم ویتوانا من جعل بصدد رفع المظالم **و**قد روی عمرو بن مرة الاسدی
عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من ولاه الله شیئا من امر المسلمین فاحتجب دون حاجتهم وخلتهم وفقرهم
احتجب الله عز وجل دون حاجته وخلته وفقره **والرابع** انهم یستعملون من لا یصلح ممن لا علم
عنده ولا تقوی فیجتلب الدعاء علیهم بظلمه الناس ویطعمهم الحرام بالبیوع الفاسدة

**ترجمہ** تو یہ سلطنت جو اُن کو عطا کی تھی ان پر وبال تھی۔ کچھ اُن کے واسطے بہتری نہ تھی۔ اور یہ دولت بھی اس حکم مین داخل ہے
جو ایسے بدکارون کے حق مین فرمایا بقولہ تعالی انما نملی لھم لیزدادوا اثما الآیہ یعنی ہم نے اُن کو اسی لئے ڈھیل دیدی تاکہ گناہ
بڑھاوین الخ (**وجہ دوم**) یہ کہ ابلیس ان لوگون سے کہتا ہے کہ سلطان اور والی ملک ہونے کے واسطے ہیبت درکار ہے۔
تو اس کا یہ طریقہ نکالتے ہین کہ علم حاصل کرنے سے حقارت سمجھ کر تکبر کرتے ہین۔ اور عالمون کی صحبت کو اپنی شان کے
خلاف دیکھتے ہین۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ اپنی جہالت کی رائے پر عمل کرتے ہین تو دین برباد ہوتا ہے اور خوب
معلوم ہے کہ جن لوگون کی صحبت ہو ان ہی کی خصلت طبیعت مین آجاتی ہے پس جب دنیا چاہنے والے جاہلون کی صحبت رہی
دم رہی تو طبیعت نے ان ہی کی خصلت حاصل کی باوجودیکہ طبیعت مین خود دنیا چاہنی کی خصلت موجود تھی اور ایسی کوئی چیز
اُنکے نہ آئی جو اس بدخصلت کو روکتی یا طبیعت کو اس بدخصلت سے جھڑکتی اور یہی بربادی کا سبب ہے۔ **وجہ سوم**۔
یہ کہ ابلیس ان کو دشمنون سے خوف دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ ہر طرف بہت مضبوط پہرے رکھو تو بیچارے مظلوم لوگ اُن تک
پہونچ نہین سکتے اور جو لوگ اُن کی طرف سے مظالم دور کرنے پر مقرر ہین وہ ڈھیل ڈالتے ہین اور حدیث مین عمرو بن
مرۃ الاسدی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی کہ جس کسی کو اللہ تعالی نے مسلمانون کے امور مین سے کسی امر کا
متولی مقرر کیا پھر اُس نے مسلمانون کی حاجت وضرورت ومحتاجی مین حجاب کردیا یعنی پہرہ چوکی مقرر کی کہ حاجت والے
اس تک نہین پہنچ سکتے ہین) تو اللہ تعالی اس کی حاجت وضرورت ومحتاجی مین حجاب فرماویگا اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ قیامت مین جب وہ بے انتہا سخت محتاج ہوگا تو اللہ تعالی اس کی فریاد نہین سنے گا نعوذ باللہ من ذلک) **وجہ
چہارم** یہ سلاطین وامرا ایسے لوگون کو کارپرداز مقرر کرتے ہین جو اس کام کے لائق نہین ہین کہ نہ اُن کو علم ہے اور نہ دیانت وتقوی کی
ہے پس یہ کارپرداز لوگ سخت بدی ومعصیت کے انبار ان کے پاس بھیجتے رہتے ہین اسطرح کہ لوگون پر ظلم کرتے ہین تو اُن کی
آہ وبد دعا کے ذخیرے ان سلاطین پر بھی جمع ہوتے ہین اور یہ جاہل کارپرداز سب لوگون کو بیوع فاسدہ سے حرام کھلاتے ہین

ویجد من لایجب علیہ الحد ویظنون انہم یتخلصون من اللہ تعالیٰ بما جعلوہ فی عنق الوالی ھیہات ان العامل علی الزکاۃ اذا وکل الفساق بتفرقتہا فخانوا ضمن **والخامس** انہ یحسن لہم العمل برأیہم فیقطعون من لایجوز قطعہ ویقتلون من لایحل قتلہ ویوھمہم ان ھذہ سیاسۃ وتحت ھذا من المعنی ان الشریعۃ ناقصۃ تحتاج الی تمام ونحن نتم بارائنا وھذا من اقبح التلبیس لان الشریعۃ سیاسۃ الٰھیۃ ومحال ان یقع فی سیاسۃ الالٰہ خلل یحتاج معہ الی سیاسۃ الخلق قال اللہ عزوجل ما فرطنا فی الکتاب من شیٔ وقال لامعقب لحکمہ فمدعی السیاسۃ مدعی الخلل فی الشریعۃ وھذا یزاحم الکفر وقد روینا عن عضد الدولۃ انہ کان یمیل الی جاریۃ وکانت تشغل قلبہ فامر بتغریقہا لئلا یشتغل قلبہ عن تدبیر الملک فہذا ھو الجنون المحض لان قتل مسلم بلاجرم لایحل واعتقادہ ان ھذا جائز کفر وان اعتقدہ غیر جائز

**ترجمہ** اور جس شخص پر شرعی سزا معین نہین لازم آتی۔ اس کو حد مارتے ہین تو یہ سخت گناہ ان والیان صوبہ کے ساتھ ہین اُن کے ذریعہ سے سلطان پر عائد ہوتے ہین حالانکہ سلطان جاہل یہ سمجھتا تھا کہ ہم تو والی صوبہ کے ذمے شرط کر چکے تھے اب ہم عذاب آلٰہی سے چھوٹے ہوئے ہین۔ افسوس یہ خیال باطل ہے کیا یہ مسئلہ بھی نہین جانتے کہ اگر والی زکوٰۃ نے لوگون سے زکوٰۃ لے کر ایک فاسق کو مقرر کیا۔ کہ اس قوم کے فقراء مین تقسیم کرے اس فاسق نے خیانت کی تو والی خود ضامن ہو گا۔ (**وجہ پنجم**) یہ ہے کہ شیطان ان سلاطین کو دکھلاتا ہے کہ امور سیاست مین دخل ہو کر تم اپنی رائے پر عمل کرنے مین اچھی تدبیر کرو گے لہذا جس گنہگار پر ہاتھ کاٹنا لازم نہین آتا مثلاً غیر محفوظ چیز مین سے مانند درخت سے پھل وغیرہ چوری کر لئے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہین اور جس مجرم پر قتل نہین ہے اس کو قتل کر ڈالتے ہین اور شیطان اُن کے خیال مین رچاتا ہے کہ تم نے یہ حکم بطور سیاست کے جاری کیا ہے جس کا تم کو پورا اختیار ہے یہ گویا ان جاہلون کو تبلاتا ہے کہ شریعت ناقص ہے تمہارے اس رائے کی محتاج ہے تاکہ پوری ہو اور یہ بہت ہی قبیح تلبیس ہے۔ کیونکہ شریعت تو خود اللہ تعالےٰ کی سیاست ہے اور اس کی سیاست مین خلل ہونا محال ہے۔ کہ مخلوق کی سیاست سے پوری کی جائے وقد قال تعالےٰ ما فرطنا الخ یعنی ہم نے کتاب مجید مین کسی بات کی کمی نہین رکھی ہے وقال لامعقب لحکمہ یعنی حکم آلٰہی کے بعد کوئی حکم لگانے والا نہین ہے تو جس کسی نے خلاف شرع کے سیاست کا دعویٰ کیا اُس نے شریعت مین خلل کا دعوےٰ کیا اور یہ خیال کفر کے تحت مین ہے اور ہم کو خبر ملی ہے کہ **عضد الدولہ دیلمی** ایک لونڈی سے میلان رکھتا تھا جس کی طرف اُس کا دل لگا رہتا تھا۔ تو اس رافضی نے حکم دیا۔ کہ اس لونڈی کو دریائے دجلہ مین غرق کر دیا جاوے۔ تاکہ دل کا تعلق جاتا رہے۔ اور تدبیر ملکی مین اس کی وجہ سے خلل نہو **مصنف**رح کہتا ہے۔ کہ یہ محض جنون و جہالت ہے۔ کیونکہ بے جرم اس مسلمہ کا قتل کرنا کسی طرح حلال نہ تھا اور اس کو جائز سمجھنا کفر ہے۔ اور اگر جائز نہ جانے

لكنه رآه مصلحة فلا مصلحة فيما يخالف الشرع **والسادس** انه يحسن لهم الانبساط فى الاموال الظانين
انها بحكمهم هذا تلبيس يكشفه وجوب الحجر على المفرط فى مال نفسه فكيف بالمستاجر فى حفظ مال
غيره وانما له من المال بقدر عمله فلا وجه للانبساط قال ابن عقيل وقد روى عن حماد الرواية انه
انشد الوليد بن يزيد ابياتا فاعطاه خمسين الفا وجاريتين قال وهذا مما يروى على وجه المدح لهم و
هو غاية القدح فيهم لانه تبذير فى بيت مال المسلمين وقد يزين لبعضهم منع المستحقين وهو نظير التبذير

**ترجمہ** لیکن مصلحت سے سیاست قرار دے تو بھی شرع کے خلاف مصلحت نہیں ہے۔ بلکہ مترجم کہتا ہے کہ بحکم قولہ تعالیٰ لا تفسدوا فی الارض
بعد اصلاحہا۔ الآیۃ کے اس کو مصلحت سمجھنا بھی کفر کے قریب ہے کیونکہ اصلاح شریعت ہے تو اس کے خلاف فساد کو اصلاح
ٹھیرانا مخالفت ہے۔ **وجہ ششم** ابلیس ان لوگوں کو لبھاتا ہے کہ اموال سلطنت میں جس طرح چاہو اپنے حکم سے
خرچ کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے حکم میں داخل ہے۔ یہ تلبیس اس طرح کھل جاتی ہے۔ کہ جو شخص اپنے مال میں مسرف
ہو۔ اُس پر شرع کے حکم میں حجر ہے یعنی قاضی حکم دے کہ اس کے سب تصرفات مالی نافذ نہ ہوں گے تو جب ذاتی مال
میں یہ حکم ہے تو خیال کرو کہ سلطان تو جمیع مسلمانوں کے اموال خزانہ کا محافظ ہے۔ تو وہ غیروں کے مال میں کس طرح خود مختاری
سے بیجا خرچ کر سکتا ہے۔ اور اُن اموال خزانہ سلطنت میں سے سلطان کا حق فقط اس کے کام کی اجرت کی اندازہ
پر ہے **ابن عقیل** نے فرمایا کہ ہم کو خبر پہونچی کہ حماد نے ولید بن یزید الاموی خلیفہ کی مدح میں کچھ اشعار سنائے
تو اُس نے خوش ہو کر بیت المال میں سے پچاس ہزار روپیہ اور دو لونڈیاں انعام عطا کیا۔ اور فرمایا کہ عجب یہ ہے۔ کہ
عوام الناس یہ بات اُس کی تعریف میں بیان کرتے ہیں حالانکہ یہ اُس کے حق میں انتہا کی ملامت ہے کیونکہ اُس نے مسلمانوں
کے بیت المال میں اس طرح بیجا تصرف سے اسراف کیا تو اخوان الشیاطین سے بھی بڑھ گیا **مصنف** رح نے کہا کہ بعضوں
کو یہ رچاتا ہے کہ فلاں قسم کے لوگوں کو نہ دینا چاہیئے۔ حالانکہ یہ لوگ حقیقت میں پانے کے مستحق تھے تو یہ اسراف کے
ساتھ میں دوسرا گناہ کبیرہ ہے مترجم کہتا ہے کہ شیخ رہ نے شاعروں کی مذمت میں یہ وجہ درج نہ فرمائی کہ اس بیہودہ فرقہ نے اسلام
میں شیطان کی اصلی قباحت پھیلانے کا بیڑا اُٹھایا۔ اور بادشاہوں کا دماغ تکبر سے بھر دیا مثلاً اُس نے بادشاہ کی تعریف کی کہ حق تعالیٰ
فارغ ہے کہ اُس نے اپنی ذات کا سایہ ظل اللہ اپنی خلق پر ڈال دیا تو سایہ میں راحت سے بسر کرتے ہیں جب تک ذات پاک باقی ہے تو
سایہ بھی باقی رہیگا لہذا ہم پاؤں پھیلائے سوتے ہیں اور اگر ایسے سایہ میں ہم کو راحت نہو تو ہم ناشکرے ہونگے کیونکہ سایہ ذات سے نبدلتی
ہے تو ہم عذاب آخرت اور نکال دنیا سے بیخوف ہو گئے ایسی مدح سے شاہ کا دماغ تکبر سے بھر گیا اور تکبر ہی شیطان ملعون ہوا اور یہی تکبر سب
امراض کا علم ہو گئی۔ اور علماء ذلیل کیئے گئے اور شریعت کا لباس و خوراک وغیرہ سب حقارت سے دیکھا گیا اور دنیاوی آرایش اصل
مقصود ہو گئی حتیٰ کہ سلطنت ایک نعمت عظمیٰ سمجھی گئی اور بادشاہ کی اولاد ہی اُس کی جان کی خواہان ہو گئی اور بادشاہ نے اپنی زبان
کو حکم قرار دیا اور جمہوری سلطنت کا طریقہ جاتا رہا کہانتک اُس کی خرابیاں بیان ہوں ذرا غور سے سب ظاہر ہو جاتی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون

**والسابع** انه يحسن لهم الانبساط في المعاصي ويلبس عليهم بان حفظكم للسبيل وامن البلاد
بكم يدفع عنكم العقاب **وجواب** هذا ان يقال انما وليتم لتحفظوا البلاد وتؤمنوا السبيل
فهذا واجب عليهم وما انبسطوا فيه من المعاصي منهي عنه فلا يدفع هذا ذاك

**والثامن** انه يلبس عليهم بانه قد قام بما يجب من جهة ان ظواهر الاحوال
مستقيمة ولو حقق النظر لرأى اختلالا كثيرا وقد روينا عن القاسم بن طلحة بن
محمد الشاهد قال رأيت علي بن عيسى الوزير وقد وكل بدور البطيخ رجلا يرزق يطوف
على باعة العنب فاذا اشترى احد سلة عنب خمري لم يعرض له وان اشترى
اثنتين فصاعدا طرح عليها الملح لئلا يمكن عملها خمرا قال وادركت
السلاطين يمنعون من طريق المنجمين ان يجلسوا فيها حتى لا يفشوا العمل
بالنجوم وادركنا الجند ليس فيهم احد معه غلام امرد له طرة ولا شعر الى ان بدل الحكم الجم

ترجمہ (**وجہ ہفتم**) ابلیس نے امراء وسلاطین پر چایا۔ کہ فی الجملہ معاصی وحظ نفس وقوت شراب تمہارے واسطے
چندان مضر نہین۔ جب کہ تمہاری قوت سے ملک مین امن و امان ہے۔ اور راہون کی حفاظت ہے۔ یہی تم سے عذاب
دفع کرے گا (**جواب**) یہ کہ جاہل سلطان سے کہا جاوے کہ تم تو اسی واسطے مقرر ہوئے تھے۔ اور تمہاری طاعت
سب پر لازم کی گئی تھی کہ ممالک اسلام کی حفاظت رکھو۔ اور راہون کی حفاظت کرو تو تم پر تو واجب تھا۔ پھر تم نے کیا ایسا
کام زائد کیا ہے جس سے عذاب دور ہونے کے امیدوار ہو۔ اور گناہون سے تم کو منع کر دیا گیا تھا تو جو کچھ تم پر واجب تھا۔ وہ تو
تم سے پورا ادا نہ ہوا۔ اور جس سے منع کیا گیا تھا۔ اس مین بڑھ کر نافرمان ہوئے۔ تو عذاب کیون دفع ہوگا **وجہ ہشتم**
ابلیس ان مین سے اکثر امراء وسلاطین پر تلبیس ڈالتا ہے کہ تم نے خوب ٹھیک انتظام کیا ہے دیکھو سب حالات کیسے
مستقیم مین۔ حالانکہ جب ذرا غور سے دیکھو تو معلوم ہو جاوے کہ بکثرت خلل وخرابی موجود ہے **قاسم
بن طلحہ بن محمد الشاہد** سے روایت ہے کہ مین نے علی بن عیسٰے وزیر کو دیکھا کہ ایک شخص کو انگور
فروخت کرنے کے واسطے مقرر کیا تھا۔ وہ انگور فروشون کے یہان بیچتا پھرتا تھا۔ تو جب کوئی شخص ایک
ٹوکرا انگور خریدتا۔ تو دے دیتا۔ اور جب دو یا زیادہ خریدتا۔ تو اس پر نمک چھڑک دیتا۔ تاکہ اس
سے شراب نہ بن سکے۔ اور قاسم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ مذکور نے بیان کیا۔ کہ مین نے سلاطین کو
پایا۔ کہ منجمون کو راہون پر بیٹھنے سے روکتے تاکہ نجوم پر عمل کرنا لوگون مین پھیل نہ جاوے۔ اور ہم نے
لشکر کو اس صفت کے ساتھ پایا۔ کہ کسی کے ساتھ بے ڈاڑھی مونچھ کا لونڈا نہ تھا۔ جو کاکل بنائے۔ اور بال
سنوارے ہوئے یہانتک کہ عجمیون کا میل جول بڑھا۔ تو انھون نے یہ فحش ایجاد کیا۔

**والتاسع** انه يحسن لهم استجلاب الاموال واستخراجها بالضرب العنيف واخذ كل ما يملكه الخائن وانما الطريق اقامة البينة على الخائن وقد روينا عن عمر بن عبد العزيز ان عاملا كتب اليه ان اقواما خانوا من مال الله ولا اقدر على استخلاص ما في ايديهم الا ان انالهم بعذاب فكتب اليه لان يلقون الله بخياناتهم احب الي من ان القاه بدمائهم **والعاشر** انه يحسن لهم الصدقة بعد الغصب يريهم ان هذا يمحو ذلك ويقولون ان درهما من الصدقة يمحو اثم عشرة من الغصب وهذا محال لان اثم الغصب باق ودرهم الصدقة اذا كان من الغصب لم يقبل فان كانت الصدقة من مال حلال لم يدفع ايضا اثم الغصب لان اعطاء الفقير لا يمنع تعلق الذمة بحق آخر **والحادي عشر** انه يحسن لهم مع الاصرار على المعاصي زيارة الصالحين وسؤالهم الدعاء ويريهم ان هذا يخفف ذلك الاثم وهذا الخير لا يدفع ذلك الشر في الحديث عن الحسين بن زياد قال سمعت منيعا يقول مر تاجر بعشار فحبسوا عليه سفينة فجاء الى مالك بن دينار فذكر ذلك له فقام مالك فمشى معه الى العشار

**ترجمہ** (**وجہ نہم**) ابلیس نے اُن کی نظر مین رچایا کہ سخت مار پیٹ سے لوگون کے مال کھینچ لین یعنی مال گذاری و خراج وغیرہ بہت سختی سے وصول کرتے ہین اور اگر کسی عامل وغیرہ نے خیانت کی تو اس کا مال ضبط کر لیتے ہین حالانکہ اختیار فقط اسی قدر ہے کہ خاین پر گواہ قائم کرین یا اس سے قسم لین اور ہم کو روایت پہونچی کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کو اُن کے ایک عامل نے لکھا کہ ایک قوم نے خداوندی مال مین خیانت کی ہے اور بدون عذاب و سزا کے اُن سے وصول کرنا ممکن نہین معلوم ہوتا۔ تو جواب مین لکھا۔ کہ اگر وہ لوگ اپنی اس خیانت کے ساتھ خدا سے ملین تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ مین اُن کے خون کا مظلمہ لادے ہوئے خدا سے ملون (**وجہ دہم**) ابلیس نے اُن کو رچایا کہ اول تو کمزور رعایا سے مال چھین لیتے ہین۔ پھر اس مال کو خیرات کرتے ہین اس زعم پر کہ اس کے گناہ مٹ جاے گا۔ بلکہ کہتے ہین کہ صدقہ کا ایک درم ہمارے دس درم غصب کا جرم مٹا دیگا۔ اور یہ باطل و محال ہے کیونکہ زبردستی چھین لینے کا گناہ باقی ہے۔ اور رہا صدقہ کا درم تو وہ اگر اس غصب کے مال سے تھا۔ تو قبول نہ ہوگا۔ اور اگر مال حلال سے تھا تو بھی وہ غصب کا جرم معاف نہین کرا سکتا۔ اس لیئے کہ فقیر کو دینا کچھ دوسرے مظلوم کا حق باقی رہنے کو نہین روکتا مترجم کہتا ہے کہ فقہا کی جماعت کثیر نے کہا کہ غصب وغیرہ حرام مال سے صدقہ دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر مین داخل ہے واللہ اعلم۔م (**وجہ یازدہم**) ابلیس نے ان کو رچایا کہ باوجود گناہون پر اصرار کرنیکے صالحین کی زیارت کرین اور اُن سے دعا کی درخواست کرین اور اُن کو اعتقاد دلایا کہ تم اولیاء کی زیارت کروگے تو گناہ سب مٹ جائینگے حالانکہ اس نیکی سے یہ گناہ مٹ نہین سکتے ہین حسین بن زیاد کہتے ہین کہ مین نے منیع سے سُنا کہ ایک سوداگر کا گذر ایک عشار کی طرف ہوا جو دہائی وصول کیا کرتا تھا اُن لوگون نے سوداگر کا سفینہ روک لیا وہ سوداگر مالک بن دینارؒ کے پاس آیا اور حال بیان کیا تو مالکؒ اُٹھے اور اُس سوداگر کے ساتھ گئے

فلما رآه قالوا يا ابا يحيى لا بعثت الينا بحاجتك قال حاجتي ان تخلوا سفينة هذا الرجل قالوا قد فعلنا قال وكان عنده كوز يجعلون ما يأخذون من الناس من الدراهم فيه فقالوا ادع لنا يا ابا يحيى قال قولوا للكوز يدع لكم كيف ادعو لكم والف يدعون عليكم اترى يستجاب لواحد ولا يستجاب لالف **والثاني عشرة** ان من الولاة من يعمل لمن فوقه فيامره بالظلم فيظلم ويلبس عليه ابليس بان الاثم على الآمر لا عليك وهذا لانه معين على الظلم وكل معين على المعاصي عاص فان رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن في الخمر عشرة ولعن آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه ومن هذا الفن ان يجبي المال لوال فوقه وقد علم انه يبذر فيه ويجوز فهذا معين على الظلم ايضا وفي الحديث باسناد مرفوع الى جعفر بن سليمان قال سمعت مالك بن دينار يقول كفى بالمرء خيانة ان يجبي للخونة **الباب الثامن في ذكر تلبيسه على العباد** في العبادات اعلم ان الباب الاعظم الذي يدخل منه على الناس هو الجهل

**ترجمہ** جب ان لوگون نے مالک کو دیکھا۔ تو کہنے لگے کہ یا حضرت آپ نے ہم کو اپنی ضرورت کا حکم کہلا بھیجا ہوتا۔ مالک رح نے فرمایا کہ میری ضرورت تو یہ ہے۔ کہ اس بیچارے سوداگر کی کشتی چھوڑ دو کہنے لگے کہ بہت خوب۔ راوی نے کہا کہ ان کے پاس ایک گلہ مین درم بھرے تھے جو لوگون سے لے کر اس مین ڈالتے جاتے تھے۔ پھر ان لوگون نے مالک رحمہ اللہ سے کہا کہ حضرت ہمارے واسطے دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس گلہ سے کہو۔ کہ تمہارے لیئے دعا کرے بھلا مین تمہارے لیئے کیونکر دعا کرون کہ ہزار آدمی تم پر بددعا کرتے ہین کیا تم خیال کرتے ہو کہ ایک کی دعا قبول ہوگی۔ اور ہزار کی بد دعا قبول نہ ہوگی **(وجہ دوازدہم)** بعضے عمال اپنے بالادست حاکمون کے واسطے کام کرتے ہین اور وہ عمال کو ظلم کا حکم کرتا ہے تو یہ منحوس ظلم کرنے لگتا ہے اور ابلیس اس کو بہکاتا ہے کہ اس کا گناہ اُس سرار پر ہے جس نے یہ حکم دیا ہے تجھ پر نہین ہے کیونکہ تو اُس کے حکم وقانون کے موافق عمل کرتا ہے اور یہ محض باطل ہے اس لیئے کہ یہ شخص اس کے ظلم مین اور ظالمانہ قانون کے عملدرآمد مین اس کا مددگار ہے اور جو کوئی ظلم وگناہ مین دوسرے کا مددگار ہو وہ عاصی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خمر کے بارہ مین دس آدمیون پر لعنت فرمائی۔ اور سود کے کھانے والے اور کھلانیوالے اور لکھنے والے اور گواہون پر لعنت فرمائی۔ ہے اور اسی قسم مین سے یہ ہے کہ مال مملکت بالادست کے پاس غصب وظلم وغیرہ سے جمع کر کے لے جاتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ وہ شخص اسراف وبیجا حرکات مین خرچ کرتا ہے تو یہ بھی ظلم کی اعانت ہے اور جعفر بن سلیمان نے کہا۔ کہ مین نے مالک بن دینار سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ آدمی کی خیانت کے واسطے یہ کافی ہے کہ بیت المال مین خیانت کرنے والون کا معین ہو **باب عابدونپر عبادت مین** تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** رح نے کہا۔ کہ واضح ہو۔ کہ سب سے بڑا دروازہ جس سے ابلیس لوگون کے پاس آتا ہے۔ وہ جہالت کا دروازہ ہے۔

فهو يدخل منه على الجهال بامان واما العالم فلا يدخل عليه الا مسارقة **وقد لبس على كثير من** المتعبدين لقلة علمهم لان جمهورهم يشتغل بالتعبد ولم يحكم العلم **وقد قال الربيع بن خثيم** تفقه ثم اعتزل فاول تلبيسه عليهم ايثارهم التعبد على العلم والعلم افضل من النوافل فاراهم ان المقصود من العلم العمل وما فهموا من العمل الا عمل الجوارح وما علموا ان العلم عمل القلب وعمل القلب افضل من عمل الجوارح قال مطرف بن عبد الله فضل العلم خير من فضل العبادة وقال يوسف بن اسباط باب من العلم يتعلمه افضل من سبعين غزوة وقال المعافى بن عمران كتابة حديث واحد احب الى من صلاة ليلة فلما مر عليهم هذا التلبيس اثروا التعبد بالجوارح على العلم تمكن من التلبيس عليهم في فنون التعبد **ذكر تلبيسه عليهم في الاستطابة والحدث** من ذلك انه يامرهم بطول المكث في الخلاء وذلك يؤذي الكبد وانما ينبغي ان يكون بمقدار وفيهم من يقوم ويمشي ويتنحنح ويرفع قدما ويحط اخرى وعنده انه يستنقي بهذا وكلما زاد في هذا نزل البول

**ترجمہ** پس ابلیس جاہلون کے یہان بے کھٹکے داخل ہوتا ہے اور رہا عالم تو اس کے یہان سوائے چوری کے کسی طرح نہین آسکتا ہے اور ابلیس نے بہت سے عابدون پر تلبیس اس لیئے پھیلائی کہ اُن کو علم شریعت بہت کم تھا۔ کیونکہ عابدون مین اکثر کی یہی حالت ہوتی ہے کہ بدون علم پڑہے عبادت کے لئے گوشہ نشین ہوجاتے ہین **ربیع بن خثیم** رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ پہلے علم حاصل کر پھر گوشہ نشین ہو **اوّل** ابلیس نے عابدون پر یہ تلبیس ڈالی۔ کہ انہون نے علم پر عبادت کو ترجیح دی۔ حالانکہ نوافل سے علم افضل ہے پس ابلیس نے اُن کی رائے مین یہ جمایا کہ علم سے عمل مقصود ہے اور عمل سے یہی عمل سمجھے کہ جو جوارح سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ نہ جانا کہ علم بھی قلبی عمل ہے اور قلبی عمل بہ نسبت ظاہری اعضاء کے اعمال کے افضل ہوتا ہے (بلکہ جوارح کا کوئی عمل بدون قلبی عمل نیت کے درست ہی نہین ہوتا) **مطرف بن عبد اللہ** رح نے کہا کہ زائد علم زائد عبادت سے بہتر ہے **یوسف بن اسباط** رح نے کہا کہ علم کا ایک باب حاصل کرنا ستر غزوون سے افضل ہے **معافی بن عمران** رح نے کہا کہ ایک حدیث لکھنا مجھے تمام رات کی عبادت سے زیادہ محبوب ہے **مصنف** رح نے کہا کہ جب ابلیس کی یہ تلبیس ان لوگون پر چل گئی اور علم چھوڑ کر انہون نے عبادت کو اختیار کیا تو ابلیس نے عبادت کی ہر شاخ مین اپنی تلبیس ڈالی چنانچہ ذیل مین بیان ہوتا ہے

**قضائے حاجت اور حدث مین** تلبیس ابلیس کا ذکر۔ ابلیس نے بعض پر جمایا تو بہت دیر تک پاخانہ مین بیٹھے رہتے ہین اس سے جگر ضعیف ہوجاتا ہے چاہیئے کہ اندازہ سے بیٹھے **بعض** کو دیکھو کہ کھڑا ہوکر ٹہلتا اور بناوٹ سے کھانستا (بلکہ ہنہناتا ہے) اور ایک قدم اُوپر اٹھاتا اور دوسرا دبائے مارتا ہے اور سمجھتا یہ ہے کہ اس طریقہ سے وہ قطرہ پیشاب سے صفائی کرتا ہے حالانکہ وہ جسقدر ایسی حرکات مین زیادتی کریگا اسیقدر قطرات نیچے اترنے شروع ہونگے

وبیان هذا ان الماء یرشح الی المثانة ویجتمع فیها فاذا تهیأ الانسان للبول خرج ما اجتمع فاذا اشتغل بتنحنح وتوقف رشح شئ اخر فالرشح لاینقطع وانما یکفیه ان یجتلب ما فی الذکر بین اصبعیه ثم یتبعه للماء **ومنهم** من یحسن له استعمال الماء الکثیر وانما یجزیه بعد زوال العین سبع مرات علی اشد المذاهب فان استعمل الاحجار فیما لم یتعد المخرج اجزاه ثلاثة احجار اذا انقی بهن ومن لم یقنع بما قنع الشرع به فهو مبتدع شرعًا لا متبع **ذکر تلبیسه علیهم فی الوضوء** منهم من یلبس علیه فی النیة فتراه یقول ارفع الحدث ثم یقول استبیح الصلاة ثم یعید فیقول ارفع الحدث وسبب هذا التلبیس الجهل بالشرع لان النیة بالقلب لا باللفظ فتکلف اللفظ امر لا یحتاج الیه ثم لا معنی لتکرار اللفظ

**ترجمہ** اُس کا بیان یہ ہے کہ پانی جو غذا وغیرہ کے ساتھ پیا گیا تھا۔ وہ انہضام اور ترقیق غذا کے بعد بطور فضلہ مثانہ کی طرف بہا دیا جاتا ہے اور وہاں جمع ہوتا ہے اور جب انسان خود پیشاب کے قصد سے بیٹھتا ہے تو جس قدر پیشاب جمع ہوتا ہے اُسے قوت دافعہ بہا دیتی ہے اور جب وہ کھڑا ہو کر کھنکھارنے لگا اور توجہ لگائی کہ کچھ نکلے تو طبیعت جو باقتضاء حکمت آلٰہیہ جاری ہے وہ پیشاب کا پانی مثانہ کی طرف لاویگی اور چونکہ بہانے کی مقدار کا قصد نہیں ہے تو قطرات ٹپکاویگی اور یہ ترشح کبھی منقطع نہ ہوگا بلکہ اس کو یہ کافی تھا کہ دو انگلیوں سے ناژہ کو نچوڑ کر پانی سے دھو ڈالتا **بعض** کی یہ حالت ہے کہ ابلیس نے اس کو بہت پانی بہانا اچھا بتلایا حالانکہ سب سے سخت مذہب کے موافق بھی عین نجاست دور کرنے کے بعد سات مرتبہ دھونا کافی وافی تھا اور اگر اُس نے ڈھیلوں اور پتھروں کا استعمال کیا تو مخرج سے اِدھر اُدھر اگر کچھ نہ لگا ہو تو تین پتھروں سے صاف کرنا اُسکو کافی تھا جب کہ صاف ہو جاوے اور جس کسی نے اُس پر قناعت نہ کی جو شرع نے طریقہ بتلایا ہے تو وہ مبتدع ہے شرع کا تبیع نہیں ہے **وضو میں تلبیس ابلیس کا ذکر** ابلیس اُن جاہل عابدوں میں سے بعض پر نیت میں تلبیس کرتا ہے چنانچہ تم دیکھو کہ وہ پے درپے زبان سے بکتا ہے اول کہتا ہے کہ میں رفع حدث کی نیت کرتا ہوں پھر کہتا ہے کہ نماز مباح ہونے کی نیت کرتا ہوں پھر کہتا ہے کہ رفع حدث کی نیت کرتا ہوں اس سب تلبیس کا سبب یہ کہ وہ شرع سے جاہل ہے تو شیطان اُس پر وسوسہ پر وسوسہ ڈالنے میں غالب ہے وہ یہ نہیں جانتا کہ نیت تو دلی قصد وارادے کا نام ہے اور زبانی لفظ کچھ بھی نیت نہیں ہے اور اگر فرض کرو کہ زبان ہی سے کہنا تھا تو ایک مرتبہ کہنا کافی تھا اس میں دو دو اور تین تین مرتبہ زبان سے بکنے کے کچھ معنی نہیں ہیں **مترجم** کہتا ہے کہ شائد کچھ لوگوں نے بچوں کو تعلیم کے طور پر زبان سے سکھلایا ہو کہ اس کے معنی دل میں لاؤ۔ پھر ان جاہلوں نے اسی لفظ کو نیت قرار دیا۔ اور عجب یہ ہے کہ بعض فقہ کے مدعی نے لکھا کہ جس کو اضطراب ہو دل نہ ٹھیرے تو زبان سے نیت کرلے یہ عجب جہالت ہے اور شیخ محقق نے رد کر دیا کہ اس شخص نے نیت کا بدل لفظ اپنی رائے سے مقرر کیا حالانکہ بدل بدون حکم شرع کے نہیں ہو سکتا ہے اور بعض نے زعم کیا ہے کہ زبان و دل سے جمع کرنا بہتر ہے حالانکہ یہ بھی باطل ہے اسلیئے کہ زبان سے بکنا کیونکر بہتری میں داخل کیا گیا

ومنهم من يلبس عليه بالنظر في الماء المتوضى به فيقول من اين لك انه طاهر ويقدر ببله فيه كل احتمال
بعيد وفتوى الشرع تكفيه بان اصل الماء الطهارة فلا يترك الاصل باحتمال ومنهم من يلبس عليه
بكثرة استعمال الماء وذلك يجمع اربعة اشياء مكروهة الاسراف في الماء وتضييع العمر الذي لا قيمة له
فيما ليس بواجب ولا مندوب والتعاطي على الشريعة اذ لم يقنع بما قنعت به من استعمال الماء القليل والدخول
فيما نهت عنه من الزيادة على الثلاثة وربما اطال الوضوء ففات وقت الصلاة او فات اوله الذي هو الفضيلة
او فاتته الجماعة ويلبس ابليس على هذا بانك في عبادة ما لم تصح لا تصح الصلاة ولو تدبر امره علم انه في تفريط
ومخالفة وقد راينا من ينظر في هذه الوساوس ولا يبالي بمطعمه ومشربه ولا يحفظ لسانه من غيبة
فليته قلب الامر وفي الحديث عن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم مر بسعد وهو يتوضأ

**ترجمہ** بعض عابد جاہل کی یہ حالت ہے کہ اسکو وسوسہ ڈالا کہ تم اس پانی میں غور کرو جس سے وضو کرو گے یہ بھلا تم کو پاک کہاں
سے میسر ہوا تو تمہارا وضو مشکوک ہوگا اور ہر طرح کے بعید احتمال اس کے ذہن میں ڈالتا ہے حالانکہ اس شخص کیواسطے
شرع کا فتویٰ کافی تھا کہ پانی اصل میں پاک ہے تو کسی احتمال کی وجہ سے وہ پاکیزگی سے خارج نہ ہوگا (مترجم کہتا ہے کہ بعض کو
دیکھو کہ کھلے منہ کنوئیں سے وضو کا پانی نہیں لیتا کہ شاید کسی چڑیا نے اس میں بیٹ کر دی ہو اور شاید کوئی کیڑا اس میں گر کر
مر گیا ہو۔ اور ایسے اوہام سے وہ تالاب و دریا تلاش کرتا ہے اعوذ باللہ من وساوس الشیاطین) **بعض** پر تلبیس ڈالتا ہے
کہ بہت سا پانی بہاؤ۔ اس میں چار باتیں مکروہ جمع ہو جاتی ہیں (**اول**) پانی میں اسراف (**دوم**) عمر برباد کرنا جس کی قیمت
کا کچھ اندازہ نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ وسواس نہ واجب ہے نہ مستحب بلکہ مذموم قبیح ہے تو عمر برباد ہوئی (**سوم**) شریعت پر تعلی کرنا
کیونکہ شرع نے تھوڑے پانی کے استعمال کی تاکید فرمائی اور اس نے اس حکم پر قناعت نہ کی اور کافی نہ جانا (**چہارم**)
شرع نے تین بار دھونے سے زائد کو ظلم و تعدی ٹھیرایا تھا تو یہ ممنوع میں اول ہی سے داخل ہوا۔ اکثر یہ دیکھا گیا کہ وضو کو
اس نے یہانتک طول دیا کہ نماز کا وقت ہی نکل گیا۔ یا مستحب اول وقت فضیلت کا جاتا رہا۔ یا جماعت باقی نہ رہی۔ **ابلیس**
اس کو تلبیس میں اس طرح پھنساتا ہے کہ تو اس وضو میں احتیاط کر کیونکہ تو ایسی عبادت کو شروع کرتا ہے کہ اگر یہ
درست نہ ہو تو نماز بھی درست نہ ہوگی **اس عابد** کو ذرا غور کرنا چاہیئے تھا کہ وہ احتیاط نہیں ہے بلکہ بیجا مبالغہ
و اسراف و بیہودگی میں گرفتار ہے اور **ہم نے** تو بہت ایسے دیکھے ہیں جو اس قسم کے وسواس میں گرفتار ہیں۔ اور
ان کو یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ ہمارا کھانا پینا حرام ہے کہ حلال اور نہ اپنی زبان کو غیبت سے روکتے ہیں +
**کاش** ایسا جاہل برعکس کر لیتا یعنی زبان کو غیبت سے روکتا اور کھانے پینے میں احتیاط رکھتا۔ اور وضو اور
اس کے پانی میں شرعی حکم سے کچھ بھی تجاوز نہ کرتا **عبد اللہ بن عمرو بن العاص** نے کہا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گذر سعد رضی اللہ عنہ کی طرف اس حال میں ہوا کہ وہ وضو کر رہے تھے +

فقال ماھذا السرف یاسعد فقال افی الوضوء سرف فقال نعم وان کنت علی نھر جار وفی الحدیث باسناد
عن ابی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال للوضوء شیطان یقول لہ الولھان فاتقوہ او قال فاحذروہ وباسناد
عن سفیان عن بیان عن الحسن قال شیطان الوضوء یدعی الولھان یضحک بالناس فی الوضوء وباسناد مرفوع
الی ابی نعامۃ ان عبداللہ بن مغفل سمع ابنہ یقول اللھم انی اسئلک الفردوس اسئلک واسئلک فقال لہ
عبداللہ سل الجنۃ وتعوذ بہ من النار فانی سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول سیکون فی ھذہ الامۃ قوم
یعتدون فی الدعاء والطھور **وباسناد عن الحسن** انہ کان یعرض بابن سیرین یقول یتوضأ احدھم
بقربۃ ویغتسل بمزادۃ صباصبا ودلکا دلکا تعذیبا لانفسھم وخلافا لسنۃ نبیھم صلی
اللہ علیہ وسلم **وکان الوفاء بن عقیل** یقول اجل محصول عند العقلا الوقت
واقبل متعبد بہ الماء وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم صبوا علی بول الاعرابی ذنوبا من ماء وا
قال فی المنی امطہ عنک باذخرۃ وقد قال فی الحذاء طھورہ ان یدلک فی الارض

ترجمہ فرمایا کہ اے سعد یہ کیا اسراف ہے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ کہ کیا وضو مین بھی پانی کا اسراف معتبر ہے۔
فرمایا۔ کہ ہان اگرچہ تو بہتے دریا پر وضو کرے **ابی بن کعب** رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا روایت ہے کہ حضرت
نے فرمایا کہ وضو مین وسواس کے واسطے ایک شیطان مقرر ہے اس کا نام **وَلہان** ہے تم اس سے پرہیز رکھو۔
**حسن بصری** نے کہا۔ کہ ایک شیطان جس کا نام وَلہان ہے وہ وضو مین لوگون پر مضحکہ کیا کرتا ہے **ابو نعامہ**
نے کہا۔ کہ **عبداللہ بن مغفل** رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو بعد نماز کے طول طویل دُعا کرتے سُنا کہ الٰہی مجھے فردوس
دیجیو۔ الٰہی مین یہ مانگتا ہون اور وہ مانگتا ہون۔ تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے فرزند تو جنت کی درخواست کر
اور جہنم سے پناہ مانگ کیونکہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ کہ اس اُمت مین ایک قوم ہوگی جو دعا
کرنے مین اور وضو کرنے مین حد سے بڑھ جاوینگے **ابن شوذب** نے کہا کہ حسن بصری رح ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ
پر تعریض کیا کرتے کہ یہ کیا ہے کہ تم مین سے آدمی ایک مشک سے وضو کرتا۔ اور ایک پکھال سے نہاتا ہے۔
اور کثرت سے پانی لنڈھاتا اور ملتا جاتا ہے مفت اپنی جان کو تکلیف دیتا ہے اور اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ
سے مخالفت کرتا ہے۔ **ابو الوفاء ابن عقیل** رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ علماء عاقلین کے نزدیک خوبی وقت
کی حفاظت ہے اور عبادت مین پانی کے ساتھ تکلف نہ کرنا۔ اور بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس
اعرابی نے مسجد مین پیشاب کر دیا تھا۔ اُس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہادو۔ اور منی کے حق مین فرمایا۔
کہ اگر تیرے لگ جاوے تو چاہیے اذخر گھاس ہی سے اس کو پونچھ کے دور کر دے اور جوتے و موزے
کے حق مین فرمایا۔ کہ اُس کو زمین سے رگڑ دے۔ یہی اُس کی طہارت ہے ✦

وفی ذیل المرأة یطهرہ مابعدہ و قال یغسل بول الجاریۃ وینضح علی بول الغلام وکان یحمل بنت ابی العاص بن الربیع
فی الصلاۃ ونہی الراعی عن اعلام السائل لہ عن الماء ومایردہ وقال ما ابقت لنا طہور و قال یا صاحب
المیزاب لاتخبرہ وقد صافح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاعراب ورکب الحمار وما عرف من خلقہ التعمید بالماء
الکثیر وتوضأ من سقایۃ المسجد معلوم حال الاعراب الذی بان من احدھم الاقدام علی البول فی المسجد کل ذلک
لتعلیمنا واعلامنا ان الماء علی اصل الطہارۃ وتوضأ من غدیر کان ماؤہ نقاعۃ الحنا واما قولہ تنزھوا من
البول فان للتنزہ حدا معلوما وھو ان لایغفل عن محل قد اصابہ حتی یتبعہ الماء فاما الاستشعار فانہ اذا
علق نما وانقطع الوقت بما لایقتضی بمثلہ الشرع قلت وکان اسود بن سالم وھو من کبار
الصالحین یستعمل ماء کثیرا فی وضوئہ ثم ترک ذلک

**ترجمہ** اور جس عورت کا دامن دراز لٹکتا جاتا تھا۔ اور اُس نے پوچھا۔ کہ وہ گھورے وغیرہ نجاست پر لٹک جاتا ہے فرمایا کہ جو زمین اُس کے بعد آتی ہے جب اُس سے رگڑ اگیا تو پاک ہوجاتا ہے۔ اور فرمایا کہ لڑکی اگر پیشاب کردے تو دھویا جاوے۔ اور لڑکا ہو تو اُسپر چھینٹا دینا کافی ہے (یعنی جب تک یہ دونوں دودھ پیتے ہوں) اور خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نواسی عمامہ بنت ابی العاص کو نماز میں اپنے کندہے پر اٹھائے رہتے تھے۔ اور حضرت کے ساتھیوں میں سے جس نے سفر میں چرواہے سے پوچھا کہ تیرے اس تالاب پر درندے بھی پانی پینے آتے ہیں تو حضرت نے چرواہے سے فرمایا کہ تو اس متکلف پوچھنے والے کو کچھ آگاہ مت کر اور فرمایا کہ جو ان جانوروں نے چھوڑ دیا وہ ہمارے واسطے پاک ہے اور ایک مرتبہ مقراۃ والا تھا یعنی تھوڑے پانی کا گڑھا تھا۔ اس سے بھی ایک نے اسی طرح پوچھا تھا تو حضرت نے مقراۃ والے کو فرمایا کہ اسکو مت آگاہ کر اور دیکھو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعراب سے مصافحہ کیا اور بعض اوقات حمار پر سوار ہوا کرتے تھے اور آپ کی عادت شریف سے یہ معلوم نہ ہوا کہ پانی بہت پھینکتے تھے اور مسجد کے سقاوہ سے وضو کیا اور اعراب کا حال سب جانتے ہیں چنانچہ ان میں سے تو ایک وہ تھا کہ جس نے مسجد میں بیٹھ کر پیشاب کر دیا تھا (یعنی یہ لوگ پیشاب سے چنداں احتیاط نہ کرتے تھے اور نہ ان کے ہاتھوں کا احتیاط سے رکھنا قطعی معلوم ہوا لیکن نجاست ظاہر نہ تھی) اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سب ہم لوگوں کو تعلیم فرمانے کے لیئے کیا تھا اور یہ آگاہ فرمایا۔ کہ پانی اصل طہارت پر ہے اور خود ایسے غدیر (چھوٹی تلیا) سے وضو کیا جس کا پانی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بھگوئی ہوئی مہندی کا پانی ہے رہا یہ کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ پیشاب سے پرہیز کرو تو اسکے معنی سمجھنے چاہئیں یعنی پرہیز کرنے کی حد معلوم ہے مطلب یہ کہ جہاں کہیں پیشاب لگ جاوے اس سے غفلت نہ کرو بلکہ اُسکو پانی سے دھو ڈالو اور وسواس یہ ہے کہ وہ پانی کے پیچھے لگ گیا اور یہانتک بہاتا رہا کہ وقت نکل گیا اور ایسے بیہودگی میں وقت گذار دیا کہ شرع نے اُس کا حکم نہیں دیا ہے مصنف نے کہا کہ اسود بن سالم جو کہ کبار صالحین میں سے تھے اور پہلے پانی بہت پھینکا کرتے تھے پھر اُس کو ترک کرکے بہت کم پانی سے وضو کیا

فساله رجل عن سبب ترکه فقال نمت لیلة فاذا هاتف یهتف بی یا اسود ما هذا یحیی بن سعید الانصاری حدثنا
عن سعید بن المسیب قال اذا جاوز الوضوء ثلاثا لم یرفع الی السماء قال قلت لا اعود لا اعود فانا الیوم یکفینی
کف من ماء **ذکر تلبیسه علیهم فی الاذان** من ذلك التلحین فی الاذان وقد کرهه مالك بن
انس وغیره من العلماء کراهیة شدیدة لانه یخرجه عن موضوع التعظیم الی مشابهة الغنا ومنها
انهم یخلطون اذان الفجر بالتذکیر والتسبیح والمواعظ ویجعلون الاذان وسطا فیختلط فقد
کره العلماء کلما یضاف الی الاذان وقد راینا من یقوم بلیل کثیر علی المنارة فیعظ ویذکر ویقرأ
سورة من القران بصوت مرتفع فیمنع الناس نومهم ویخلط علی المتهجدین قراءتهم وکل ذلك من
المنکرات **ذکر تلبیسه علیهم فی الصلوة** فمن ذلك تلبیسه علیهم فی الثیاب التی یسترها فتری احدهم یغسل
الثوب الطاهر مرارا وربما لمسه مسلم فیغسله ومنهم من یغسل ثیابه فی دجلة لا یری ان غسلها فی البیت
یجزی ومنهم من یدلیها فی البئر کفعل الیهود وما کانت الصحابة تفعل هذا بل قد صلوا فی ثیاب فارس لما فتحوها

**ترجمہ** تو ایک شخص نے اُن سے اس کا سبب پوچھا۔ تو اسود رح نے فرمایا کہ مین ایک رات خواب مین تھا کہ ایک ہاتف نے مجھے
آواز دی کہ اے اسود یہ کیا اسراف ہے یحییٰ بن سعید الانصاری نے سعید بن المسیب سے ہم تک یہ حدیث پہنچائی کہ جب وضو
تین مرتبہ سے بڑھا تو وہ آسمان کو بلند نہین کیا جاتا ہے مین نے کہا کہ اچھا اب مین ایسا نہ کرون گا چنانچہ اب مجھی ایک
چلو پانی کفایت کرتا ہے **اذان** مین بندون پر تلبیس ابلیس کا بیان **منجملہ** تلبیسات کے تلحین ہے یعنی لحن و راگنی سے
اذان دیتے ہین حالانکہ امام مالک وغیرہ علماء نے اُس کو سخت مکروہ جانا ہے اس لئے کہ یہ اُسکو مقام تعظیم سے نکالکر
راگ و گانے کے مشابہ کرتی ہے **ازانجملہ** یہ کہ یہ لوگ اذان فجر سے پہلے ذکر و تسبیح و وعظ شروع کرتے ہین اور ان چیزون
کے بیچ بیچ مین اذان دیتے ہین تو وہ گڈمڈ ہو جاتی ہے۔ اور علماء نے ہر ایسی چیز کو جو اذان مین ملائی جاوے مکروہ
رکھا ہے اور ہم نے دیکھا کہ رات مین شب بیداری کرنے والا اکثر منارہ پر چڑھا ہوا قرآن کی سورتین بلند آواز سے
پڑھتا رہا اور ذکر باواز بلند کرتا رہا۔ اور وعظ کہتا رہا۔ کہ اُس نے آوازہ بلند کیا۔ اور لوگون کی نیند حرام کر دی اور
اور جو لوگ اپنے حجرہ مین شب بیداری و تہجد مین تھے۔ اُن پر قراءت گڈمڈ کر دی۔ اور یہ سب منکرات مین سے ہے۔
**نماز مین تلبیس ابلیس کا ذکر**۔ ازانجملہ یہ جو لباس نماز مین پہنتا تھا۔ اس کو باوجود پاک ہونے کے بار بار
دھویا۔ اور کبھی کسی مسلمان نے اس کو چھوا۔ تو اُس نے دھو ڈالا۔ اور **بعضے** ان مین سے ایسے تھے۔ کہ دجلہ
مین اپنے کپڑے دھوتے تھے۔ اُس کے نزدیک گھر مین دھونا کفایت نہ کرتا تھا۔ اور اُن
مین سے بعض کی یہ کیفیت تھی۔ کہ گھر مین کپڑا باندھ کر کنوئین مین لٹکاتا۔ جیسے یہودی کرتے ہین۔
اور صحابہ رضی اللہ عنہم ان مین سے کوئی بات نہین کرتے تھے۔ بلکہ جب انہون نے فارس فتح کیا

واستعملوا اوطيتهم واكسيتهم ومن الموسوسين من يقطر عليه قطرة ماء فيغسل الثوب كله وربما تاخر لذلك عن صلوة الجماعة ومنهم من ترك صلاة الجمعة لمطر يسير يخاف ان ينتضح عليه ولا يظن ظان انى امنع من النظافة والورع ولكن المبالغة الخارجة عن حد الشرع المضيعة للزمان هى التى انهى عنها **ومن** ذلك تلبيسه عليهم فى نية الصلوة فمنهم من يقول اصلى صلاة كذا ثم يعيد هذا ظنا منه انه قد نقض النية والنية لا تنقض وان لم يرض اللفظ **ومنهم** من يكبر ثم ينقض ثم يكبر ثم ينقض ثم يكبر ثم ينقض فاذا ركع الامام كبر الموسوس وركع معه فليت شعرى ما الذى احضر النية حينئذ وما ذاك الا ان ابليس اراد ان يفوته الفضيلة وفى الموسوسين من يحلف بالله لا كبرت غير هذه المرة **ومنهم** من يحلف بالخروج من ماله او بالطلاق وهذا كله تلبيس والشريعة سمحة سهلة سليمة من هذه الافات ولا جرى لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولا اصحابه شئ من هذا وقد بلغنا عن ابى حازم انه دخل المسجد فوسوس اليه ابليس

**ترجمہ** تو یہاں جو کپڑے ہاتھ آئے اور وہ شرعاً پہننے کے لائق تھے یعنی ریشمی وغیرہ نہ تھے اُن میں نماز پڑھی اور ان کی چادریں وفرش کام میں لائے **بعضے** وسوسہ والے دیکھے گئے کہ اگر اس کے کپڑے پر ایک چھینٹ پڑی تو اُس سب کپڑا دھو ڈالا۔ اور بارہا ایسے کرنے کے واسطے اُس نے جماعت چھوڑدی۔ اور بہتوں نے خفیف بارش میں اس خوف سے جماعت چھوڑی کہ ایسا نہ ہو اُس کے کپڑے پر چھینٹ پڑجاوے **واضح** ہو۔ کہ کوئی بدگمان یہ زعم نہ کرے کہ میں پاکیزگی وطہارت وپرہیزگاری سے مانع ہوں نہیں بلکہ میں اُس تکلف اور مبالغہ سے منع کرتا ہوں جو حد شرع سے خارج اور اوقات ضایع کرنے والا ہے **ازانجملہ** ابلیس نے اُن پر نماز کی نیت میں وسوسہ وتلبیس ڈالی چنانچہ **بعض** کو دیکھو کہ کہتا ہے کہ میں فلان نماز پڑھتا ہوں۔ پھر دوبارہ اسی کو دوہراتا ہے اور پے درپے ایسا کرتا ہے۔ اس گمان پر کہ اسنے نیت توڑ ڈالی۔ حالانکہ نیت توٹوٹ نہیں سکتی اگرچہ الفاظ میں نقص بھی ہو **بعض** کا یہ حال ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہتا ہے پھر توڑ کر تکبیر کہتا ہے پھر اسی طرح وسوسہ میں توڑتا اور کہتا ہے۔ یہان تک کہ امام رکوع میں جاتا ہے تو ناچار یہ وسوسہ والا تکبیر کہہ کر رکوع میں شامل ہوجاتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ اس رکوع میں جاتے وقت کیسی اس کی نیت حاضر ہوگئی اور پہلے اس کو حاضری سے کیا چیز مانع تھی میرے خیال میں تو بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ابلیس نے چاہا کہ اس کو فضیلت قرارت وسماعت وغیرہ حاصل نہو۔ وسوسہ والوں میں بعضے ایسے ہیں کہ اللہ تعالی کے نام پاک کی قسم کہاتے ہیں کہ اکثار کرون گا اور بعضے طلاق زوجہ واعتاق غلام وصدقہ مال کی قسم کہاتے ہیں حالانکہ یہ سب ابلیس کے تلبیسات ہیں اور اللہ تعالی نے شریعت سہل اور آسان اور ایسی آفتوں سے پاک صاف رکھی ہے اور کبھی حضرت صلعم اور آپ کے اصحابؓ کے واسطے ان امور میں سے کچھ جاری نہوا اور ہم کو روایت پہونچی کہ ابوحازم رحمہ اللہ تعالی مسجد میں داخل ہوئے تو ابلیس نے اُن کو وسوسہ دلایا

انك تصلي بغير وضوء فقال ما بلغ من نصحك لي هذا وكشف هذا التلبيس ان يقال للموسوس ان كنت
تريد احضار النية فالنية حاضرة لانك قمت لتؤدي الفريضة وهذه هي النية ومحلها القلب لا اللفظ
ان كنت تريد تصحيح اللفظ فاللفظ لا يجب ثم قد قلته صحيحا فما وجه الاعادة اترى انك تظن وقد قلت انك
ما قلت هذا مرض ولقد حكى لي بعض الاشياخ عن ابن عقيل حكاية عجيبة ان رجلا لقيه فقال اني اغسل العضو
واقول ما غسلته واكبر واقول ما كبرت فقال له ابن عقيل دع الصلاة فانها ما تجب عليك فقال قوم لابن عقيل
كيف تقول هذا فقال لهم قد قال النبي صلى الله عليه وسلم رفع القلم عن المجنون حتى يفيق ومن يكبر ويقول ما كبرت فليس
بعاقل والمجنون لا تجب عليه الصلوة **قال المصنف** واعلم ان الوسوسة في نية الصلاة سببها خبل في العقل
او جهل بالشرع ومعلوم ان من دخل عليه عالم فقام له فلو قال نويت ان انتصب قائما تعظيما لدخول هذا العالم لاجل
علمه مقبلا عليه بوجهي سفه في عقله فان هذا قد تصور في ذهنه منذ رأى العالم فقيام الانسان الى الصلاة
ليؤدي الفرض امر يتصور في النفس في حالة واحدة لا يطول زمانه وانما يطول زمان نظم هذه الالفاظ

**ترجمہ** کہ تم بے وضو ہو نماز پڑھنے کا قصد کرتے ہو تو فرمایا کہ اے دشمن تیری نصیحت میرے حق میں کبھی اس مرتبہ تک نہیں پہنچ
سکتی ہے **اس تلبیس** کا کشف یہ ہے کہ وسوسہ والے سے کہا جاوے کہ اگر تو حضور نیت کا قصد کرتا ہی تو وہ حاضر ہے۔
اس لیے کہ تو کھڑا ہوا ہے تاکہ فریضہ ادا کرے۔ اور یہی نیت ہے اور نیت کا محل دل ہے زبان نہیں ہے اور لفظ واجب
نہیں ہے پھر بھی تو نے لفظ صحیح کہہ لیا۔ تو اب دوہرانے کی کیا وجہ ہے کیا تیرا گمان ہے کہ تو نے یہ نہیں کہا حالانکہ
کہہ چکا ہے تو یہ مرض ہے **مصنفؒ** نے کہا کہ مجھ سے بعضے مشائخ نے ابن عقیل کی ایک عجیب حکایت نقل کی کہ ایک شخص نے
ابن عقیلؒ سے پوچھا کیا حضرت میں عضو دھوتا ہوں پھر کہتا ہوں کہ میں نے نہیں دھویا اور تکبیر کہتا ہوں پھر کہتا ہوں کہ میں نے
تکبیر نہیں کہی تو ابن عقیل نے کہا کہ تو نماز چھوڑ دے تجھ پر نماز واجب نہیں ہے تو ایک قوم نے عرض کیا کہ یا حضرت آپ نے
اس شخص کو یہ کیا فتویٰ دیا ہے تو ابن عقیلؒ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رفع القلم عن المجنون یعنی مجنون
سے قلم اٹھا لیا گیا ہے جب تک وہ تندرست نہ ہو اور تم دیکھتے ہو کہ جو کہتا ہے کہ میں نے تکبیر کہی پھر کہتا ہے کہ نہیں کہی تو اس کو
عقل نہیں ہی اور مجنون پر نماز واجب نہیں ہے (مترجم کہتا ہے کہ شیخ نے بھی ایک اسی قسم کا لطیفہ لکھا ہے کہ وسوسہ والے سے کہا جاوے
کہ جیسے تو نے ہم سے کہا کہ میں نے تکبیر کہی اسی طرح ابلیس سے کہنا کہ میں کہہ چکا ہوں) مصنف رحمہ نے کہا کہ واضح ہو کہ نماز کی نیت
میں وسوسہ کا سبب عقل کی خبطی اور شرع سے جہالت ہی اور یہ معلوم رہی کہ جس کے پاس کوئی عالم آیا وہ عالم کے واسطے کھڑا ہوا
پس اگر کہے کہ میں نیت کرتا ہوں کہ میں اس عالم کے واسطے اُس کی علم کی وجہ سے سیدھا اُس کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہو جاؤں تو یہ اُس کے
عقل کی سفاہت ہوگی بلکہ کم از کم یہ بات تو اس کی نیت میں ہے تو اسی طرح آدمی جب نماز میں کھڑا ہوتا ہی تاکہ فریضہ ادا کرے تو یہ بات
اس کی نیت میں متصور ہوتی ہے اس کے واسطے کسی قدر زمانہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ زمانہ و دیر تو اس کے واسطے الفاظ کہنے میں لگتا ہی

والالفاظ لا تلزم و ان الوسواس محض جهل و ان الموسوس يكلف نفسه ان يحضر فى قلبه الظهرية والادائية و الفريضة فى حالة واحدة مفصلة بالفاظها و هو يطالعها و ذلك محال ولو كلف نفسه ذلك فى القيام للعالم لتعذر عليه فمن عرف هذا عرف النية ثم انه يجوز تقديمها على التكبير بزمان يسير ما لم يفسخها فما وجه هذا التعب فى الصاقها بالتكبير على انه اذا حصلها ولم يفسخها فقد التصقت بالتكبير **وعن** مسعر قال اخرج الى معن بن عبد الرحمن كتابا وحلف بالله انه خط ابيه فاذا فيه قال عبد الله والذى لا اله غيره ما رأيت احدا كان اشد على المتنطعين من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا رأيت بعده اشد خوفا عليهم من ابى بكر وانى لاظن عمر كان اشد اهل الارض خوفا عليهم **فصل** ومن الموسوسين من اذا صحت له النية وكبر ذهل عن باقى صلوته كان المقصود من الصلوة التكبير فقط وهذا تلبيس يكشفه ان التكبير يراد للدخول فى العبادة وكيف تهمل العبادة التى هى كالدار ويقتصر على التشاغل بحفظ الباب

**ترجمہ** حالانکہ یہ الفاظ بکنا کچھ بھی لازم نہیں ہیں اور وسواس محض جہالت ہے اور وسواسی یہ چاہتا ہے کہ ایک آن میں اُس کے دل میں ظہر کی نماز ہونا اور ادا کرنا اور فرض ہونا اور منہ کعبہ کی طرف ہونا اور للہ تعالیٰ ہونا تفصیل الفاظ سامنے حاضر ہو جاوے اور یہ محال ہے اور اسی طرح اگر عالم کے لئے تکبیر یا کھڑے ہونے میں یہی الفاظ بکنا چاہیئے۔ تو وہاں بھی محال ہو جاوے پس جس نے یہ بات پہچان لی اُس نے نیت پہچان لی پھر **واضح** ہو کہ نیت کا مقدم ہونا تکبیر پر چاہیئے۔ جب تک اُس کو فسخ نہ کرلے۔ نیت موجود ہے پس نیت کو تکبیر کے ساتھ ملانے میں یہ تعب کیوں اُٹھاتا ہے **علاوہ برین** جب نیت اُس نے حاضر کر لی تو چاہیے۔ جتنی دیر بعد تکبیر کہے وہ تکبیر سے مل جائے گی۔ جب تک اُس کو فسخ نہ کرے **مسعر** رحمہ اللہ تعالےٰ نے بیان کیا معن بن عبد الرحمٰن نے ایک رسالہ مجھے دکھلایا۔ اور قسم کھا کر کہا۔ کہ یہ میرے والد کا لکھا ہوا ہے۔ مین نے اُس مین دیکھا۔ تو یہ لکھا تھا۔ کہ والذی لا الہ غیرہ یعنی قسم اُس اللہ پاک کی جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کسی کو سخت ان تکلف کرنے والون پر نہیں دیکھا۔ اور نہ آپ کے بعد مین نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھکر کسی کو ان پر سخت دیکھا۔ اور میرا گمان ہے۔ کہ بعد صدیق رضی اللہ عنہ کے عمر رضی اللہ عنہ سب اہل زمین سے زیادہ ان متکلفین پر سخت تھے **فصل** بعضے وسواسیون کا یہ حال ہے کہ جب اُس نے نیت صحیح کر کے تکبیر کہہ لی تو پھر باقی نماز سے بالکل غافل ہو جاتا ہے گویا نماز سے فقط یہی تکبیر مقصود تھی اس تلبیس کا کشف یہ ہے کہ وسواسی سے کہا جاوے کہ تکبیر تو اُس عبادت مین داخل ہونے کے واسطے کہی جاتی ہے پھر تو باقی عبادت سے کیون غافل ہوتا ہے کیا یہ ممکن ہے۔ کہ عبادت جو بمنزلہ گھر کے ہے اُس کی حفاظت سے غافل ہو اور تکبیر جو بمنزلہ دروازہ کے ہے فقط اس کی حفاظت کرے +

**فصل** ومن الموسوسين من يصح له التكبير خلف الامام وقد بقي من الركعة ليسير فيستفتح ويستعيذ فيركع الامام وهذا تلبيس ايضا لان الذي شرع فيه من الاستفتاح والتعوذ مسنون والذي تركه من قراءة الفاتحة واجب وهو لازم للماموم عند جماعة من العلماء فلا ينبغي ان يقدم عليه سنة **و** قال المصنف وقد كنت اصلي وراء شيخنا ابي بكر الدينوري الفقيه في زمان الصبي فراٰني مرة افعل هذا فقال يا بني ان الفقهاء قد اختلفوا في وجوب قراءة الفاتحة خلف الامام ولم يختلفوا ان الاستفتاح سنة فاشتغل بالواجب ودع السنن **فصل** وقد لبس ابليس على قوم فتركوا كثيرا من السنن لواقعات وقعت لهم **فمنهم** من كان يتأخر عن الصف الاول ويقول انما اراد قرب القلوب **ومنهم** لم يضع يدا على يد في الصلوة وقال اكره ان اظهر من الخشوع ما ليس في قلبي وقد روينا هذين الفعلين عن بعض اكابر الصالحين وهذا امر اوجبه قلة العلم ففي الصحيحين من حديث ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لو يعلم الناس ما لهم في النداء والصف الاول ثم لم يجدوا الا ان يستهموا عليه لاستهموا عليه وفي افراد مسلم من حديثه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال خير صفوف الرجال اولها وشرها اخرها واما وضع اليد على اليد فسنة

ترجمہ **فصل** بعضے وسواسی کو دیکھا جاتا ہے کہ امام کے پیچھے اُس کی تکبیر اس وقت جاکر ٹھیک ہوتا ہے۔ جب رکعت میں سے بہت خفیف حصہ باقی رہ جاتا ہے پھر وہ سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتا ہے۔ اور امام رکوع میں جاتا ہے تو اُس کے ساتھ رکوع میں چلا جاتا ہے اور یہ بھی ابلیس کی تلبیس ہے (بلکہ شرع کے رو سے جہالت کا بڑا جرم ہے) اس لیے کہ وہ جو کچھ پڑھتا رہا یعنی سبحانک اللھم اور اعوذ باللہ وہ تو سنت تھا اور اُس نے قرارت فاتحہ چھوڑ دی جو واجب ہے تو کیونکر واجب چھوڑ کر مسنون پڑھتا رہ گیا **مصنفؒ** نے کہا کہ میں بچپن میں اپنے شیخ ابوبکر الدینوری کے پیچھے نماز پڑھا کرتا اور یہی کیا کرتا۔ ایک مرتبہ انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے فرزند فقہا نے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ واجب ہونے میں اختلاف کیا ہے اور سبحانک اللھم وغیرہ دعائے استفتاح کے سنت ہونے میں کچھ اختلاف نہیں کیا تو تو ایسے موقعہ پر سنت چھوڑ کر واجب میں مشغول ہو جایا کر **فصل** ابلیس نے ایک قوم پر اپنی تلبیس ڈالی تو انہوں نے بہت سی سنتوں کو چھوڑ دیا۔ بوجہ خاص خاص واقعات کے جو اُن کو پیش آئے چنانچہ **بعض** نے صف اوّل کی حاضری چھوڑ دی اور کہا کہ اس سے مراد قرب دل ہے **بعض** نے نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا چھوڑا اور کہا۔ کہ مجھے شرم آتی ہے کہ ایسا خشوع ظاہر کروں جو میرے دل میں نہیں ہے۔ اور ہم کو یہ دو فعل دو صالحین بزرگوں سے پہنچے کہ وہ دونوں ایسا کیا کرتے تھے حالانکہ اس کا باعث قلت علم ہے صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ جانتے کہ اذان کہنے اور صف اول میں کیا فضیلت ہے پھر سوائے قرعہ ڈالنے کے کوئی راہ نہ پاتے تو اُس کے حاصل کرنے پر قرعہ ڈالتے اور حدیث ابوہریرہؓ میں مرفوعاً آیا ہے کہ مردوں کی بہتر صف اوّل ہی اور بدتر پچھلی صف ہی اور عورتوں کی بدتر صف اوّل ہے اور بہتر پچھلی ہے (رواہ مسلم) اور رہا ہاتھ پر ہاتھ رکھنا تو یہ سنت ہے

روی ابو داؤد فی سننہ ان ابن الزبیر قال وضع الید علی الید من السنۃ وان ابن مسعود کان یصلی فوضع یدہ الیسریٰ
علی الیمنیٰ فراٰہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوضع یدہ الیمنیٰ علی الیسریٰ **قال المصنف** ولا یکبرن علیک
انکارنا علی من قال اراد قرب القلوب ولا اضع یدا علی ید انکان من الکتمان ان الشرع المنکر لا یحن **وقد قیل**
لاحمد بن حنبل ان ابن المبارک یقول کذا وکذا فقال ان ابن المبارک لم ینزل من السماء **وقیل** لہ قال ابراہیم بن ادھم
فقال جئتمونی ببیان الطریق علیکم بالاصل فلا ینبغی ان یترک الشرع لقول معظم فی النفس فان الشرع اعظم و
للخطاء فی التاویل علی الناس یجری ومن الجائز ان یکون الاحادیث لم تبلغہ **فصل** وقد لبس ابلیس علی بعض
المصلین فی مخارج الحروف فتراہ یقول الحمد الحمد فیخرج باعادۃ الکلمۃ عن قانون ادب الصلاۃ وتارۃ یلبس علیہ فی تحقیق
التشدید وتارۃ فی اخراج ضاد المغضوب ولقد رایت من یقول المغضوب فیخرج بصاقہ مع اخراج الضاد لقوۃ تشدیدہ
انما المراد تحقیق الحرف فحسب وابلیس یخرج ھؤلاء بالزیادۃ عن حد التحقیق ویشغلھم فی المبالغۃ فی الحروف
عن فھم التلاوۃ وکل ھذہ الوساوس من ابلیس **وعن** سعید بن عبد الرحمٰن بن ابی العمیاء ان سھل

**ترجمہ** ابوداؤد نے روایت کی کہ ابن الزبیرؓ نے فرمایا کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے اور ابن مسعودؓ نماز پڑھتے تھے اور دائین
پر بایان ہاتھ رکھتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا کر بائین پر دایان رکھ دیا **مصنف** رحمہ نے کہا۔ کہ
تم پر گران نہ گذرے ہمارا انکار کرنا اوس شخص پر جو یہ کہے کہ صف
اول کی حاضری سے مراد قرب دلی ہی اور یہ کہ مین نماز مین ہاتھ پر ہاتھ نہین نہ رکھون گا اگرچہ وہ شخص کا بر اولیا مین سے
کیون نہ ہو کیونکہ شرع مین منکرات پر خاموشی حلال نہین بلکہ خیانت ہی **احمد بن حنبل** رحہ سے کہا گیا۔ کہ ابن المبارک
تو اس طرح کہتے ہین فرمایا کہ ابن المبارک کچھ آسمان سے نہین اترے ہین۔ اور امام احمد رحہ سے کہا گیا کہ ابراہیم بن ادہم نے اس
طرح فرمایا ہے امام احمدؒ نے کہا کہ کیا تم میرے پاس طریق سنت کا بیان روشن اور دلیل واضح لائے ہو تم پر لازم ہی کہ اصل کو لازم
پکڑو لہذا دل مین جس کسی کی بزرگی سمائی ہو اس کی وجہ سے شرع کا حکم نہین چھوڑا جائیگا کیونکہ شرع سب سے زیادہ بزرگ ہے
اور اصول کی تاویل مین لوگون سے خطا ہو جانی ہمیشہ سے چلی آئی ہے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان بزرگون کو یہ حدیثین نہ پہنچی
ہون (مترجم کہتا ہے یعنی اسی شرع سے یہ لوگ بزرگ ہوئے تو شرع اصل ٹھہری **فصل** ابلیس نے بعض نمازیون پر حروف کے مخارج
مین تلبیس ڈالدی چنانچہ تم بعض کو دیکھو کہ وہ الحمد الحمد مکرر مکرر کہتا ہے حتیٰ کہ وہ اس کلمہ کے بار بار اور مکرر سہ کرر کہنے کی وجہ
سے نماز کے ادب سے خارج ہو جاتا ہے اور کبھی نمازی پر تشدید کے ٹھیک نکالنے مین تلبیس ڈالتا ہے اور کبھی غیر المغضوب کے ضاد
نکالنے مین تلبیس کرتا ہے اور مین نے ایسے شخص کو دیکھا کہ وہ المغضوب کہتا تھا تو نہایت تشدد کی وجہ سے ضاد نکالنے کے ساتھ
تھوک نکل پڑتا تھا حالانکہ مراد تو حرف کو صحیح نکالنا ہوتا ہے ولیکن ابلیس ان لوگون کو ایسے فضولیات زائد کی طرف اسلیے لیجاتا
ہے کہ تلاوت مین معانی کی فکر سے خارج ہو کر ایسے مبالغات مین پڑجاوین سعد بن عبد الرحمٰن بن ابی العمیاء نے کہا کہ سہل

بن ابی امامۃ حدثہ انہ دخل ھو وابوہ علی انس بن مالک وھو یصلی صلاۃ خفیفۃ کانہا صلوٰۃ مسافر فلما سلم قال یرحمک اللہ ارأیت ھذہ الصلوٰۃ للمکتوبۃ اصلاۃ رسول اللہ ام شئ تنفلتہ قال انہا الصلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما اخطأت الا شیئا سہوت عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقول لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوما شددوا علی انفسہم فشدد علیہم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیارات رھبانیۃ نِ ابتدعوھا ما کتبناھا علیہم **وفی افراد مسلم** من حدیث عثمان بن ابی العاص قال قلت یا رسول اللہ ان الشیطان قد حال بینی وبین صلاتی وقراءتی یلبسہا علی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذالک الشیطان یقال لہ خنزب فاذا احسستہ فتعوذ باللہ منہ واتفل عن یسارک ثلثا ففعلت ذلک فاذھبہ اللہ عنی **فصل** وقد لبس ابلیس علی خلق کثیر من جہلۃ المتعبدین فرأوا ان العبادۃ ھی القیام والقعود فحسب فہم یداب ون فی ذلک ویخلون ببعض واجباتہا ولا یعلمون ولقد تاملت علی جماعۃ یسلمون اذا سلم الامام وقد بقی علیہم من التشہد الواجب شئ وذلک لا یحتملہ الامام عنہم **وقد** لبس علی آخرین منہم فہم یطیلون الصلوٰۃ ویکثرون القراءۃ ویترکون المسنون فی الصلوٰۃ ویرتکبون المکروہ فیہا

---

ترجمہ ابن ابی امامہ نے بیان کیا۔ کہ مین اور میرا باپ حضرت انس بن مالک رض کی خدمت مین داخل ہوئے وہ اس وقت خفیف نماز پڑھ رہے تھے۔ گویا وہ مسافر کی نماز ہے جب سلام پھیرا تو میرے باپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرماوے کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہی جو آپ نے فریضہ پڑھی ہے یا یہ نفل ہے حضرت انس رض نے فرمایا کہ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے مین نے اس مین کوتاہی نہین کی سوائے اس کی کہ مین کچھ بھول گیا ہون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ اپنے نفوس پر سختی نہ کرو۔ کہ اللہ تعہ تم پر سخت کردے کیونکہ ایک قوم نے اپنی اوپر سختی کی تو اُنپر سختی کردی گئی تو انہین نسل کے باقی یہ لوگ دیر وصومعہ مین دکھلائی دیتے ہین رہبانیۃ ابتدعوہا آلآیۃ یعنی رہبانیت کو انھون نے خود نکالا ہے۔ ہم نے اُنپر فرض نہین فرمائی تہی اور صحیح مسلم مین ہے کہ عثمان بن ابی العاص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری نماز و قرأت کے درمیان اور میرے درمیان شیطان نے حائل ہوکر تلبیس ڈالنی شروع کی حضرت نے فرمایا کہ اس شیطان کا نام خنزب ہے۔ جب تجھے ایسا معلوم ہو تو اس سے اللہ تعہ کی پناہ لینا اور بائین طرف تھوک دینا تین مرتبہ پس مین نے یہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو مجھ سے دور کردیا **فصل** بہت سے جاہل عابدون پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی۔ کہ اُنہون نے اسی اُٹھک بیٹھک کو عبادت سمجھ لیا پس کثرت سے اس مین جان گھلاتے ہین حالانکہ نماز کے بہتیرے واجبات چھوڑ جاتے اور نہین جانتے ہین اور مین نے غور کرکے بعض جماعت کو دیکھا کہ امام کے سلام کے ساتھ سلام پھیر دیتے ہین حالانکہ ابھی انپر تشہد مین سے کچھ پڑھنا باقی رہگیا تھا وُہ تمام نہین کرتے ہین حالانکہ اس مین امام کا پڑھنا اُن کی طرف سے کافی نہین ہے **ایک** گروہ پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ نماز دراز پڑھتے اور بہت قرأت کرتے ہین اور نماز کے مسنون امور ترک کر کے بلکہ اس مین مکروہات کے مرتکب ہوتے ہین ہ

ولقد دخلت على بعض المتعبدين وهو يتنفل بالنهار ويجهر بالقراءة فقلت له ان الجهر بالقراءة بالنهار مكروه
فقال لي انا اطرد النوم عني بالجهر فقلت له ان السنن لا يترك لاجل سهرك ومتى غلبك النوم فنم فان
للنفس عليك حقا **وعن** بريدة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جهر بالقراءة بالنهار فارجموه بالبعر
**فصل** وقد لبس ابليس على جماعة من المتعبدين فاكثروا من صلاة الليل وفيهم من يسهره كله ويفرح بقيام
الليل وصلاة الضحى اكثر مما يفرح باداء الفرائض ثم يقع قبيل الفجر فتفوته الفريضة او يقوم فيتهيأ لها
فتفوته الجماعة او يصبح كسلان فلا يقدر على الكسب لعائلته **ولقد** رايت شيخا من المتعبدين يقال له
حسين القزويني يمشي كثيرا من النهار في جامع المنصور فسالت عن سبب مشيه فقيل لي
لئلا ينام فقلت هذا جهل بمقتضى الشرع والعقل اما الشرع فان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان
لنفسك عليك حقا فقم ونم وكان يقول عليكم هديا قاصدا فانه من يشاد هذا الدين يغلبه
**وعن انس بن مالك** قال دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد وحبل ممدود بين
ساريتين فقال ما هذا قالوا لزينب تصلي فاذا كسلت او فترت امسكت به فقال حلوه ثم قال ليصل احدكم نشاطه

ترجمہ میں بعض عابدون کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ دن میں وہ نفل کو زور سے قرأت کے ساتھ پڑھ رہا ہے میں نے کہا
کہ دن میں جہر سے قرأت مکروہ ہے اُس نے جواب دیا کہ جہر کی قرأت سے میں نیند کو دور کرتا ہوں میں نے کہا کہ تمہاری بیداری
کے واسطے سنت طریقہ متروک نہیں ہوسکتا ہے اگر ایسی ہی نیند غالب ہے تو سو رہو اس لیئے کہ نفس کا بھی حق ہے۔ اور
بریدہؓ سے روایت ہے کہ جو کوئی دن میں جہر سے پڑھے اُس پر اونٹ کی مینگنیاں مارو **فصل** بہت سے عابدون
پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ عبادات میں بہت دیر تک بلکہ تمام رات عبادت میں رہتے ہیں اور رات کے قیام سے اور چاشت
کی نماز سے وہ فرائض ادا کرنے سے زیادہ خوش ہوتے ہیں اور رات میں جاگتے جاگتے صبح کے قریب سو جاتے ہیں تو نماز
فجر بھی جاتی رہتی ہے یا وہ بے وقت اُٹھا تو ضروریات سے فراغت کرنے میں جماعت جاتی رہتی ہے یا صبح کو بہت سُست اُٹھتا
ہے تو اپنی آل و اولاد کے واسطے معاش حاصل کرنیکے قابل نہیں رہتا ہے **میں نے** عبادت گذارون میں سے ایک شخص
حسن قزوینی نام کو دیکھا کہ وہ جامع منصور میں دن کو بہت ٹہلا کرتا تھا میں نے سبب پوچھا تو بیان کیا کہ اس حیلہ سے نیند کو
دفع کرتا ہوں میں نے کہا کہ یہ تو شرع سے نادانی ہے اور عقل کے بھی خلاف ہے شرع میں حضرت صلعم نے فرمایا کہ تیرے نفس کا تجھپر حق
ہے تو نماز میں بھی قیام کر اور خواب بھی کر اور فرماتے تھے کہ میانہ روی طریقہ لازم ہے کیونکہ جو کوئی اس دین پر غلبہ چاہتا ہے دین اُسپر
غالب ہوجاتا ہے انس بن مالکؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک رسی بندھی ہوئی
لٹکتی ہے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے عرض کیا گیا کہ یہ زینبؓ کی رسی ہے کہ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتی یا اونگ آتی ہے
تو یہ رسی تھام لیتی ہیں تو فرمایا کہ اس کو کھول دو پھر فرمایا کہ جب تک تم میں سے آدمی چاق رہے تب تک نماز پڑھے۔

فاذا کسل او فتر فلیقعد **وعن** عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم اذا نعس احدکم فلیرقد حتی یذہب
عنہ النوم فانہ اذا صلی وهو نعس لعلہ یذہب لیستغفر فیذہب فیسب نفسہ **قال** المصنف هذا حدیث صحیح اخرجہ البخاری
ومسلم وانفرد بالذی قبلہ البخاری واما العقل فان النوم یجدد القوی التی قد کلت بالسہر فمتی دفعہ الانسان وقت
الحاجة الیہ اثر فی بدنہ وفی عقلہ فنعوذ باللہ من الجہل فان قال قائل فقد روینا لنا ان جماعة من السلف
کانوا یحیون اللیل **فالجواب** اولئک تدرجوا حتی قدروا علی ذلک وکانوا علی ثقة من حفظ صلاة الفجر فی جماعة وکانوا
یستعینون بالقائلة مع قلة المطعم فصح لهم ذلک ثم لم یبلغنا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سہر لیلة لم ینم فیہا
فسنتہ هی المتبوعة **فصل** وقد لبس ابلیس علی جماعة من قوام اللیل فتحدثوا بذلک فی النہار فربما قال
احدهم فلان المؤذن اذن بوقت لیعلم الناس انہ کان منتبہا فاقل ما فی هذا اذا اسلم من الریاء ان ینقل من دیوان
السر الی دیوان العلانیة فیقل الثواب **فصل** وقد لبس ابلیس علی اخرین انفردوا فی المساجد للصلاة والتعبد
فعرفوا بذلک واجتمع الیہم ناس فصلوا بصلاتہم وشاع بین الناس حالہم وذلک من وساوس ابلیس

**ترجمہ** جب اُس کو تھکان یا سستی آوے تو باز رہے ام المومنین عائشہ رضہ نے حدیث روایت کی کہ جب تم مین سے کوئی اونگھے
تو سو رہے یہانتک کہ اُس کی نیند جاتی رہے کیونکہ جب وہ اونگھتے ہوئے نماز پڑہیگا تو شاید قصد تو کرے استغفار کرنیکا اور
لگے اپنے نفس کو بُرا کہنے یہ حدیث صحیح ہے جسے بخاری مسلم نے روایت کی ہے اور اُس سے قبل کی حدیث کے ساتھہ
صرف بخاری منفرد ہین رہا عقل کا بیان تو آدمی خواب کرنے سے قوی چاق ہو جاتے ہین جو تکان سے ماندی ہوگئی تھے اور جب
نیند کو ضرورت کے وقت آدمی ٹال جاوے گا تو اُس کے بدن و عقل مین ضرر پیدا ہوگا اللہ تعہ جہالت سے ہم کو محفوظ رکھے
اگر کوئی کہے ہم کو روایات پہونچی ہین کہ اگلے زمانہ کے بہت سے بزرگ رات بھر عبادت کیا کرتے تھے (جواب) یہ کہ ہان اُن
لوگون نے رفتہ رفتہ تمام رات شب بیداری کی عادت ڈالی تھی۔ اور اُنہین نماز صبح کی محافظت اور جماعت سے ادار
کرنے پر بھروسہ اور کافی اعتماد تھا اور وہ تھوڑی سے قیلولہ سے مدد لیتے تھے اور باوجود اس کے کھانا بھی کم کھایا کرتے
تھے ان ترکیبون سے ان کو یہ بات حاصل ہوگئی پھر ہم کو یہ کسی روایت سے معلوم نہوا کہ حضرت صلعم کبھی تمام رات نہین سوئے
اور آپ ہی کے طریقہ مسنون کی پیروی ہمپر اصل لازم ہے **فصل** ایک جماعت شب بیدارون پر ابلیس نے تلبیس ڈالی کہ وہ دن
مین شب بیداری کے حالات بیان کرتے ہین مثلاً ایک کہتا ہے کہ فلان مؤذن نے فجر کی اذان البتہ ٹھیک وقت پر کہی تھی۔
اس سے غرض یہ کہ اس وقت آپ کی شب بیداری معلوم ہو پھر اگر یہ شخص ریاکاری سے بچ بھی گیا تو کمتر درجہ یہ ہے کہ یہ شخص خفیہ
دفتر سے ہٹا کر علانیہ دفتر مین لکھا جاوے گا تو ثواب کم ہو جاویگا **فصل** ایک اور جماعت پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ وہ نماز
و عبادت اور تہجد وغیرہ کے لیئے علیحدہ ایک ایک مسجد مین بیٹھ گئے تو یہ لوگ اسی مسجد کے نام سے مشہور ہوئے اور ہر ایک
کی نماز کے ساتھہ ایک جماعت نے شرکت کی اور لوگون مین ان کی خبر مشہور ہوگئی اور یہ بھی ابلیس کے وساوس مین سے ہے

وبه تقوی النفس علی التعبد لعلمها ان ذلك بشيع ويوجب المدح **وعن** زيد بن ثابت عن النبی صلی الله عليه وسلم انه قال ان افضل صلاة المرء فی بيته الا الصلاة المكتوبة **قال** المصنف اخرجاه فی الصحيحين وكان عامر بن عبد قيس يكره ان يرونه يصلی وكان لا يتنفل فی المسجد وكان يصلی كل يوم الف ركعة وكان ابن ابی ليلیٰ اذا صلی فدخل عليه داخل اضطجع **فصل** وقد لبس علی قوم من المتعبدين فكانوا يبكون والناس حولهم وهذا قد يقع عليه فلا يمكن دفعه فمن قدر علی ستره فاظهره فقد تعرض بالرياء **وعن** عاصم قال كان ابو وائل اذا صلی فی بيته نشج نشيجا ولو جعلت له الدنيا علی ان يفعله واحد يراه ما فعله **وقد** كان ابو ايوب السختيانی اذا غلبه البكاء قام **فصل** وقد لبس علی جماعة من المتعبدين فتراهم يصلون الليل والنهار ولا ينظرون فی اصلاح عيب باطن ولا فی مطعم والنظر فی ذلك كان اولی بهم من كثرة التنفل **ذكر** تلبيسه عليهم فی قراءة القرآن قد لبس علی قوم بكثرة التلاوة فهم يهذون هذا من غير ترتيل ولا تثبيت هذه حالة ليست بمحمودة وقد روی عن جماعة من السلف انهم كانوا يقرؤن القرآن فی كل يوم او فی كل ركعة وهذا يكون نادرا منهم

**ترجمہ** اور نفس خوش ہوتا ہے اور عبادت پر زیادہ قیام کرتا ہے کیونکہ اس کو اعتماد ہے کہ اسطرح وہ نیکنام مشہور ہوگا۔ **زید** بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی کہ مرد کی سب سے بہتر نماز اُس کے گھر میں سوائے نماز فریضہ کے یہ حدیث صحیحین میں ہے اور عامر بن عبد قیس کو ناگوار ہوتا تھا کہ کوئی اُن کو نماز پڑھتے دیکھے اور وہ کبھی مسجد میں نوافل نہ پڑھتے حالانکہ ہر روز ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے اور **ابن ابی لیلیٰ** جب نماز پڑھتے اور کوئی آنیوالا آتا تو لیٹ جاتے **فصل** عابدون کی ایک جماعت پر ابلیس نے تلبیس ڈالی کہ وہ لوگون کے مجمع میں رونا شروع کرتے ہیں یہ بات گرچہ ایسی ہے کہ کبھی دل نرم ہو کر گریہ طاری ہوتا ہے لیکن جو شخص اُسکو روک سکے۔ اور نہ روکے تو اس نے اپنے نفس کو ریاکاری کے واسطے پیش کیا **عاصم** رح نے کہا کہ ابو وائل رحمہ اللہ تعالی جب اپنے گھر میں نماز پڑھتے تو اُن کے رونے سے نرم دردناک آواز نکلتی تھی اور اگر کسی کے سامنے ایسا کرنیکو اُن سے کہا جاتا تو کبھی نہ کرتے اگرچہ اُن کو سب دنیا دیجاتی۔ **ابوایوب** السختیانی رح کا یہ حال تھا کہ جب مجلس میں اُنپر رونا غالب ہوتا تو اُٹھ کھڑے ہوتے تھے **فصل** عابدون کی ایک قوم پر ابلیس نے یہ تلبیس ڈالی کہ نماز پڑھتے ہیں تو رات و دن ایک کرتے ہیں ولیکن باطنی عیوب کی اصلاح پر نظر بھی نہیں کرتے اور نہ اپنے کھانے پینے کی حرام و حلال کو دیکھتے ہیں حالانکہ نفل نمازوں کی اس کثرت سے ضروری امر یہ تھا کہ واجبی خصائل باطنی اور فریضہ اکل حلال وغیرہ کو پہلے دیکھتے **قرأت قرآن** میں اُنپر تلبیس ابلیس کا بیان عابدون کی ایک قوم پر ابلیس نے تلبیس کی کہ بہت مقدار سے تلاوت کرتے ہیں اور تیزی سے رواں چلے جاتے ہیں مگر صحیح حروف بھی ادا نہیں کرتے ہیں نہ اس میں ترتیل ہے۔ نہ تثبیت ہے اور یہ کچھ پسندیدہ حالت نہیں ہے اور **بعض سلف سے جو یہ روایت ہے**۔ کہ ایک روز میں قرآن ختم کیا یا ایک رکعت میں ختم کیا تو یہ شاذ و نادر ہے

**ومن** دام علیہ فانہ وان کان جائز الا ان الترتیل والتثبیت احب الی العلماء فقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم یفقہ من قرأ القران فی اقل من ثلث **قال المصنف** وقد لبس ابلیس علی قوم من القراء فھم یقرؤن
القران فی منارۃ المسجد باللیل بالاصوات مرتفعۃ الجزء والجزئین فیجمعون بین اذی الناس فی منعھم من
النوم وبین التعرض بالریاء **ومنھم** من یقرأ فی مسجدہ وقت الاذان لانہ حین یجتمع الناس فی المسجد **قال
المصنف** ومن اعجب ما رأیت فیھم ان رجلا کان یصلی بالناس صلاۃ الصبح یوم الجمعۃ ثم یلتفت فیقرأ
المعوذتین ویدعو دعاء الختمۃ لیعلم الناس انی قد ختمت الختمۃ وما ھذہ طریقۃ السلف فان السلف
کانوا یسترون العبادۃ کان عمل الربیع بن خثیم کلہ سرا فربما دخل علیہ الداخل وقد نشر المصحف فیغطیہ بثوبہ
**وکان** احمد بن حنبل یقرأ القران کثیرا ولا یدری متی یختم **قال المصنف** قد سبق ذکر جملۃ من
تلبیس ابلیس علی القراء **ذکر تلبیسہ علیھم فی الصوم** قال **المصنف** قد لبس علی قوم فحسن لھم الصوم
الدائم وذلک جائز اذا افطر الانسان الایام المحرم صومھا الا ان الآفۃ فیہ من وجھین احدھما انہ ربما عاد

عبادتہم

**ترجمہ** اور اگر کسی نے مداومت بھی کی ہو اور یہ جواز بھی ہو تو بھی ترتیل اور تثبیت سے پڑھنا علماء کے نزدیک مستحسن ہے کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے قرآن تین روز سے کم میں پڑھا تو اس نے سمجھ حاصل نہ کی **مصنف** نے کہا کہ ابلیس نے
قراء کی ایک قوم پر یہ تلبیس کی کہ رات میں مسجد کے منارہ پر چڑھکر بلند آواز سے ایک یا دو پارہ کے قریب پڑھتے ہین تو یہ لوگ ریاکاری
کے روبرو ہوتے اور لوگون کو بیجا تکلیف و ایذا دیتے ہین یعنی قرآن سننا فرض ہے تو وہ خواہ مخواہ ہر کام سے مجبور ہو جاتے ۔
اور سونے نہین پاتے ہین اور **بعض** کا یہ دستور ہے کہ اذان کے وقت محلہ کی مسجد مین پڑھنا شروع کرتے ہین کیونکہ وہ وقت
لوگون کے جمع ہونے کا ہوتا ہے **مصنف** نے کہا کہ سب سے زیادہ عجیب بات جو مین نے دیکھی یہ کہ ایک قاری ہر جمعہ
کے روز صبح کی نماز لوگون کو پڑھا کر جب سلام پھیرتا تو سورۂ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھکر ختم قرآن کی دعا
پڑھنے لگتا تا کہ لوگون کو معلوم ہو کہ حضرت نے آج قرآن ختم فرمایا ہے یہ سلف کا طریقہ نہ تھا وہ لوگ اپنی عبادت کو حتی الامکان
مخفی کرتے تھے **چنانچہ** ربیع بن خثیم رحمہ اللہ تعالی کے کل اعمال مخفی تھے بارہا ایسا ہوا کہ انہون نے تلاوت کے لیے مصحف
کھولا تھا کہ اچانک کوئی آگیا ۔ تو اس کو اپنے کپڑے کے نیچے چھپا لیتے تھے **امام احمد بن حنبل** رح
قرآن بہت پڑھا کرتے تھے لیکن یہ پتہ نہین لگتا تھا کہ کب ختم کرتے ہین **مصنف** نے کہا کہ قاریون پر ابلیس کی
تلبیس کا بہت سا بیان اوپر ہو چکا ہے **روزہ مین عابدون پر تلبیس ابلیس کا بیان** **مصنف** رح
نے کہا کہ کچھ لوگون کی نظرون مین ابلیس نے ہمیشہ روزے رکھنے اچھے معلوم کرائے اور یہ بات اگرچہ ناجائز ہے ۔
بشرطیکہ سال مین پانچ ایام منہیہ کے روزے نہ رکھے جن مین روزہ حرام ہے **لیکن** عموما یہ طریقہ اختیار
کرنے مین بحسب حالت زمانہ کے دو آفتین کھلی ظاہر ہین ۔ **اول** اکثر اس سے اعضاء

یضعف القوی فاعجز الانسان علی الکسب لعائلہ ومنعہ من اعفاف زوجتہ وفی الصحیحین عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم انہ قال ان لزوجك علیك حقا فکم من فرض یضیع بھذا النفل والثانی انہ یفوت الفضیلة فانہ قد صح عن رسول الله صلی الله علیہ وسلم انہ قال افضل الصیام صیام داؤد کان یصوم یوما ویفطر یوما وعن عبد الله بن عمرو قال لقینی رسول الله صلی الله علیہ وسلم فقال الم احدث عنك انك تقوم اللیل او انت القائل تقول لاقومن اللیل ولاصومن النھار قال احسبہ قال نعم یا رسول الله قال قد قلت ذلك قال فقم ونم وصم وافطر وصم من کل شھر ثلثة ایام مثل صیام الدھر قلت یا رسول انی اطیق اکثر من ذلك قال فصم یوما وافطر یومین قلت انی اطیق اکثر من ذلك فقال فصم یوما وافطر یوما وھو اعدل الصیام وھو صیام داؤد صلی الله علیہ وسلم قلت انی اطیق افضل من ذلك فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم لا افضل من ذلك اخرجاہ فی الصحیحین **فان قال قائل** فقد بلغنا عن جماعة من السلف انھم کانوا یسردون الصوم **فالجواب** انھم قد کانوا یقدرون علی الجمع بین ذلك وبین القیام بحقوق العائلة ولعل اکثرھم لم یکن لھم عائلة ولا حاجة الی الکسب

انت الذی

**ترجمہ** اور قوی ضعیف ہوجاتے ہیں تو آدمی اپنے اہل وعیال کی معاش پیدا کرنے سے عاجز بن جاتا ہے اور اپنی زوجہ کی عفت بھی نہیں بچا سکتا (یعنی وہ عفیفہ بسبب مقتضائے طبیعت سے آسودہ نہیں ہوتی تو مغلوب ہوکر فتنہ میں پھنس جاتی ہی) اور صحیحین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری زوجہ کا تجھ پر حق ہے ۔ پھر اس نفل عبادت کے پیچھے بہت سے فرائض ترک ہوجاتے ہیں (دوم) فضیلت جاتی رہتی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح روایت ملی کہ آپ نے فرمایا کہ سب سے افضل روزہ داؤد پیغمبر کا روزہ تھا کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایکروز افطار کرتے اور جب جہاد میں کافروں سے مقابلہ ہوتا تو نہیں بھاگتے تھے (یعنی قوت باقی رہتی تھی) **عبد اللہ بن عمرو بن العاص** رضؓ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملے تو فرمایا کہ کیا یہ تیرا ہی حال مجھسے بیان ہوا کہ تو رات بھر نماز پڑہتا ہے یا فرمایا کہ کیا یہ تیرا ہی قول مجھسے بیان کیا گیا ہے کہ تو کہتا ہے کہ میں رات بھر نماز پڑہا کرونگا اور دن بھر روزہ رکھا کرونگا میں نے شاید عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ میں نے کہا تو ضرور تھا آپنے فرمایا کہ نہیں ایسا مت کرنا بلکہ رات میں نماز بھی پڑھ اور خواب بھی کر اور روزہ بھی رکھ اور چھوڑ بھی دے اور ہر مہینہ میں فقط تین روز روزے رکھا کر یہ ہمیشہ کے روزہ کے مانند ہی (یعنی ہر روز دس گونہ ہوکر مہینہ ہوگیا) میں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اس سے زیادہ روزے رکھنے کی طاقت رکھتا ہوں تو فرمایا کہ پھر ایک روز روزہ رکھا اور دو روز چھوڑ دے میں نے کہا کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں فرمایا کہ پھر ایک روز روزہ رکھ اور ایک روز افطار کر اور یہ سب سے زیادہ عدل کا روزہ ہے یہ داؤد نبی اللہ کا روزہ ہے میں نے کہا کہ میں تو اس سے افضل کی قوت رکھتا ہوں تو حضرت صلعم نے فرمایا کہ اس سے افضل کچھہ نہیں ہے یہ حدیث صحیحین میں ہے اگر کوئی کہے کہ ہم کو خبر پہنچ گئی ہے کہ ایک جماعت سلف صالحین ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے (جواب) ہاں لیکن ان کے پاس ایسی قوت وسامان تھا کہ وہ انکو اور بال بچوں کی عیالداری کو جمع کر سکتے تھے اور شاید انمیں سے اکثر کے

ثم فيهم من فعل هذا فی اخر عمرہ علی ان قول رسول الله صلی الله علیه وسلم لا افضل من ذلك يقطع هذا الحديث **و قال المصنف** وقد دام جماعة من القدماء على الصوم مع خشونة الطعم وقلته فمنهم من ذهبت عينه ومنهم من نشف دماغه وهذا تفريط فی حق النفس لواجب وحمل عليها ما لا تطيق فلا يجوز **فصل** وقد تشيع عن المتعبد انه يصوم الدهر فيعلم تشيلم ذلك فلا يفطر اصلا وان افطر اخفى افطاره لئلا ينكسر جاهه وهذا من خفی الرياء ولو اراد الاخلاص وستر الحال لافطر بين يدی من قد علم انه يصوم ثم عاد الی الصوم ولم يعلمه ومنهم من يخبر بما قد صام فيقول اليوم منذ عشرين سنة ما افطرت ويلبس عليه ابليس بانك انما تخبر ليقتدی بك والله اعلم بالمقاصد قال سفيان الثوری ان العبد ليعمل العمل فی السر فلا يزال به الشيطان حتی يتحدث به فينقل من ديوان السر الی ديوان العلانية ومنهم من عادته صوم الاثنين والخميس فاذا دعی الی طعام قال اليوم الخميس لو قال انا صائم كانت محنة وانما قوله اليوم الخميس معناه انی اصوم كل خميس وفی هؤلاء من يری الناس بعين الاحتقار لكونهم صائما وهم مفطرون

ترجمہ بعض ان میں سے بعض نے آخر عمر میں ایسا کیا ہے علاوہ بریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ اس سے افضل کچھ نہیں ہی تمہاری یہ سب گفتگو قطع کرتا ہے **مصنف** رحمہ نے کہا کہ قدماء شایخ کی ایک جماعت نے ہمیشہ روزہ رکھنا ایسی حالت میں اختیار کیا کہ کھانا بھی موٹا جھوٹا تھا وہ بھی بہت کم ملتا تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ انمیں سے بعض کی بینائی جاتی رہی اور بعض کا دماغ خشک ہوگیا اور یہ نفس پر ظلم ہے کہ اس کا حق واجب ادا نکیا گیا اور اس پر ایسی سختی کی گئی جس کو وہ برداشت کرسکا **فصل** کبھی عابد کے نام پر یہ امر مشہور ہوجاتا ہے کہ فلان شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہی اور اسکو یہ شہرت بھی معلوم ہوجاتی ہی تو کبھی وہ افطار نہیں کرتا بلکہ اگر افطار کیا تو بھی افطار چھپاتا ہے تاکہ اس کی شہرت میں فرق نہ آئے اور یہ باریک ریاکاری میں سے ہی اگر وہ اخلاص اور چھپانا چاہتا تو خاصکر ایسے لوگوں کے سامنے افطار کرتا جنکو اس کا دائمی روزہ دار ہونا معلوم ہوا ہے پھر لوگوں سے چھپاکر بدستور روزہ رکھنے لگتا۔ ان میں سے بہت ایسے ہیں جو لوگوں سے کہتے ہیں کہ آج بیس سال ہوئے کہ میں نے کبھی روزہ نہیں چھوڑا ہے اور ابلیس اُس کو یہ وسوسہ دلاتا ہے کہ تم تو اس لیئے آگاہ کرتے ہو تاکہ لوگ تمہاری اقتداء کریں حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی نیت خوب جانتا ہے **سفیان الثوری** رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بندہ مدت تک ایک عمل خفیہ کیا کرتا ہی پھر برابر اُس کو شیطان ابھارتا رہتا ہے آخرہ لوگوں سے بیان کرنے لگتا ہے تو خفیہ عمل کے دفتر سے نکالکر علانیہ والوں میں داخل کردیا جاتا ہی **بعض** عابدوں کی یہ عادت ہے کہ دوشنبہ و جمعرات کا روزہ معمول رکھتا ہی تو وہ جب اس روز کھانے کے لیئے بلایا گیا۔ تو کہتا ہے کہ بھائی آج تو دوشنبہ ہے یا جمعرات ہے اور یہ کہنا کہ میں روزہ سے ہوں اس لئے گران ہوتا ہے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ حضرت کی معمولی عادت یہ ہے کہ دوشنبہ و جمعرات کو روزہ رکھتے ہیں۔ اور ان میں بہت ایسے ہیں جو لوگوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ وہ بے روزہ ہیں اور حضرت روزہ دار ہیں۔

ومنهم من يلازم الصوم ولا يبالي على ماذا افطر ولا يتحاشى في صومه عن غيبة ولا عن نظرة ولا عن فضول كلامه وقد خيل له ابليس ان صومه يدفع اثمه وكل هذا من التلبيس

## ذكر تلبيسه عليهم في الحج

قال المصنف قد يسقط الانسان الفرض بالحج مرة ثم يعود ولا عن رضى الوالدين وهذا خطأ وربما خرج وعليه ديون او مظالم وربما خرج للنزهة وربما حج بمال فيه شبهة ومنهم من يحب ان يتلقى ويقال الحاج وجمهورهم يضيع في الطريق فرائض من الطهارة والصلوة ويجتمعون حول الكعبة بقلوب دنسة وبواطن غير نقية وابليس يريهم صورة الحج فيغرهم وانما المراد من الحج القرب بالقلوب لا بالابدان وانما يكون ذلك مع القيام بالتقوى وكم من قاصد الى مكة همته عدد حجات فيقول لي عشرون وقفة وكم من مجاور قد طال مكثه ولم يشرع في تنقية باطنه وربما كانت همته متعلقة بفتوح يصل اليه من كان وربما قال ان لي اليوم عشرين سنة مجاورا وكم قد رأيت في طريق مكة من قاصد الى الحج يضرب رفقاءه على الماء ويضايقهم في الطريق وقد لبس ابليس على جماعة من القاصدين مكة

ترجمہ ان میں سے بہت سے ایسے ہیں کہ روزہ تو ہمیشہ رکھینگے لیکن کھانا جیسا پایا (حرام وحلال) اسپر افطار کرلیا۔ اور دن میں غیبت کرنے سے پیٹ بھرا کرتے ہیں اور اجنبی عورتوں کے دیکھنے سے آنکھ بند نہیں کرتے وہ کسی طرح کا کچھ باک نہیں کرتے نہ غیبت سے نہ افطار سے نہ فضول کلام سے اور ابلیس اُس کو وسوسہ دلاتا ہے۔ کہ آپ تو روزہ دار ہیں روزہ ایسے امور کے گناہ آپ سے روکتا ہے اور یہ سب تلبیس ہے۔

## حج کرنے میں ان لوگوں پر تلبیس ابلیس کا بیان

کبھی انسان ایک حج فرض ادا کرچکتا ہے پھر بغیر رضاے والدین کے دوبارہ حج کو نکل جاتا ہے اور یہ خطا ہے۔ اور بارہا ایسی حالت میں جاتا ہے کہ اسپر قرضے ومظالم جمع ہیں اور کبھی اس کی نیت میں سیر وسیاحت ہوتی ہے اور کبھی ایسے مال سے حج کرتا ہے جس میں حرام کا شبہہ ہے اور بعض کو دل پسند ہوتی ہے کہ لوگ لینے آویں اور حاجی صاحب کے لقب سے پکاریں اور جس قدر حاجی جاتے ہیں عموماً ان کی یہ کیفیت ہے کہ راہ میں فرائض وطہارت ترک کرتے ہوئے جاکر کعبہ کے گرد ناپاک دلوں سے جن میں تقوای طہارت کا اثر نہیں ہے جمع ہوتے ہیں اور ابلیس اُن کو حج کی ظاہری صورت دکھلا کر مغرور کرتا ہے حالانکہ حج سے مقصود یہ تھا کہ دلوں سے تقرب ہو نہ کہ بدن سے قرب ہو اور یہ بات جبھی حاصل ہوسکتی ہے کہ تقوی و طہارت اختیار کرے اور بہت لوگ مکہ کو فقط اسی غرض سے باربار جاتے ہیں کہ اُن کے حج شمار کیے جاویں چنانچہ وہ خود کہتا کہ بفضل خدا بیس حج مجھے میسر ہوئے اور بعضے وہاں کی دربانی سے ناموری چاہتے ہیں چنانچہ کہتا ہے کہ بیسواں مرتبہ توقف کا ہے اور بہت سے مجاور مدت تک رہتے ہیں حالانکہ باطنی پاکیزگی کیطرف توجہ بھی نہ ہوئی اور اکثر تو ایسے لوگوں کا قصد یہ ہوتا ہے کہ کسی آنے جانے والے سے کچھ مال حاصل ہوجاوے یا اس کی کوئی سبیل نکل آوے اور کبھی خود بیان کرتا ہے کہ یہاں بیس سال سے مجاور رہوں اور میں نے بہت سے حج کے جانے والے راہ مکہ میں ایسے دیکھے کہ ساتھیوں کو پانی سے روکتے اور پانی پر لڑتے اور راہ میں ان سے بری طرح پیش آتے ہیں اور غلاموں سے سختی اور تنگی کرتے ہیں ابلیس نے بہت سے حج کو جانے والوں پر تلبیس ڈالی

فهم يضيعون الصلوات ويطففون اذا باعوا ويظنون ان الحج يدفع عنهم **وقد لبس على** قوم منهم فابتدعوا فى المناسك ما ليس منها فرأيت جماعة يضيعون فى احرامهم فيكشفون عن كتف احد ويقفون فى الشمس يا ما فتتكشط جلودهم وتنتفخ رؤسهم ويتزينون من الناس بذلك وفى افراد البخاري من حديث ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وسلم راى رجلا يطوف بالكعبة بزمام فقطعه وفى لفظ راى رجلا يقود انسانا بخزامة فى انفه فقطعها بيده ثم امره ان يقوده بيده **قال المصنف** وهذا الحديث يتضمن النهى عن الابتداع فى الدين وان قصد بذلك الطاعة **فصل** وقد لبس ابليس على قوم يدعون التوكل فخرجوا بلا زاد وظنوا ان هذا هو التوكل وهم على غاية الخطأ **قال** رجل للامام احمد بن حنبل اريد ان اخرج الى مكة على التوكل بغير زاد فقال له احمد فاخرج فى غير القافلة قال لا الا معهم قال فعلى جرب الناس توكلت **ذكر تلبيس ابليس على الغزاة قال المصنف** قد لبس على خلق كثير فخرجوا الى الجهاد ونيتهم المباهاة والرياء ليقال فلان غاز وربما كان المقصود ان يقال شجاع او كان طلب الغنيمة وانما الاعمال بالنيات

**ترجمہ**۔ کہ نمازین چھوڑتے جاتے ہین اور فروخت کرین توکم تولتے ہین۔ اوران کا گمان یہ کہ حج تمہارے سب گناہ دور کرے گا۔ **ابلیس** نے ایک جماعت پر تلبیس کی کہ مناسک حج مین ایسی باتین نکالتے ہین جو پہلے شرع مین نہ تھین۔ اب نئی بدعت ہین چنانچہ مین نے ایک جماعت کو دیکھا۔ کہ احرام مین ایک مونڈھا کھولتے ہین۔ اور عرصہ دراز تک دہوپ مین کھڑے ہوتے ہین۔ توان کی کھال اُترجاتی ہے اور سر کی بری حالت آماس کی مانند ہوجاتی ہے۔ تواس سے لوگون مین اپنی فضیلت وبزرگی ثابت کرتے ہین حالانکہ صحیح بخاری مین حدیث ابن عباس سے آیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو دیکھا کہ نکیل کے ساتھ طواف کعبہ کرتا ہے تواس کی رسی کاٹ دی دوسری روایت مین اس طرح آیا کہ حضرت صلعم نے ایک کو دیکھا کہ وہ دوسرے کو جس کی ناک مین رسی پڑی ہے کھینچتا ہوا طواف کراتا ہے تواپنے ہاتھ سے اُسکو قطع کردیا پھر حکم کیا کہ ہاتھ تھامکر طواف کرادے **مصنف**ؒ نے کہا کہ یہ حدیث دین مین بدعت نکالنے سے مانع ہے اگرچہ بدعتی نے اس سے بندگی کا قصد کیا ہو **فصل** ابلیس نے ایک قوم پر تلبیس ڈالی تو وہ توکل کے مدعی بنکر بغیر زادراہ چل کھڑے ہوتے ہین اور جہالت سے سمجھتے ہین کہ یہ توکل ہے حالانکہ یہ تو بہت بڑی غلطی ہے امام **احمد**ؒ سے ایک نے کہا کہ مین حج مکہ کو بغیر زادراہ کی توکل پر جانا چاہتا ہون تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ پھر بغیر قافلہ کے اکیلا بیابان مین چل نکل۔ قافلہ کے ساتھ نہ ہو کہنے لگا کہ جی نہین۔ یہ تو نہین کر سکتا۔ مین تو قافلہ ہی کے ساتھ رہونگا۔ تو امام احمدؒ نے فرمایا کہ پھر تو تم نے آدمیون کے قافلہ پر توکل باندھا ہے **مجاہدین** پر تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف**ؒ نے فرمایا کہ ابلیس نے بہت لوگون پر تلبیس کی کہ وہ جہاد کو نکل کھڑے ہوتے اور اس سے اُن کی صرف یہ مراد ونیت ہوتی ہے کہ اس ریا ونمود سے لوگون مین فخر وعزت حاصل ہو۔ اور لوگ کہین کہ فلان مرد غازی ہے اور اکثر یہ مقصود ہوتا ہے کہ شجاع وبہادر کہا جاوے یا غنیمت حاصل کرنی مقصود ہوتی ہے اور اعمال کا مدار تو نیتون پر ہی ہوتا ہے

**وعن** ابی موسیٰ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ارایت الرجل یقاتل
شجاعۃ ویقاتل حمیۃ ویقاتل ریاء فای ذلک فی سبیل اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قاتل
لتکون کلمۃ اللہ ھی العلیا فھو فی سبیل اللہ اخرجاہ فی الصحیحین **وعن** ابن مسعودؓ قال ایاکم ان تقولوا
مات فلان شہیدا او قتل فلان شہیدا فان الرجل یقاتل لیغنم ویقاتل لیذکر ویقاتل لیری مکانہ
**وعن** ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اول الناس یقضی فیہ یوم القیمۃ ثلثۃ **رجل** استشہد فاتی بہ
فعرفہ نعمہ فعرفھا فقال ما عملت فیھا فیقول قاتلت فیک حتی قتلت قال کذبت ولکنک قاتلت لیقال ھو جرئ فقد
قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار **ورجل** تعلم العلم وعلمہ وقرأ القرآن فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا
فقال ما عملت فیھا قال تعلمت فیک العلم وعلمتہ وقرأت القرآن فقال کذبت ولکنک تعلمت لیقال ھو عالم فقد
قیل وقرأت القرآن لیقال ھو قارئ فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار **ورجل**
وسع اللہ علیہ فاعطاہ من اصناف المال کلہ فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا فقال ما عملت فیھا
فقال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق فیھا الا انفقت فیھا لک قال کذبت

**ترجمہ** ابی موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ آپ مجھے آگاہ فرماویں کہ آدمی کبھی تو
شجاعت کے واسطے قتال کرتا ہے اور کبھی حمیت کے سبب سے لڑتا ہے اور کبھی ریاکاری سے جنگ کرتا ہے تو ان میں راہ الٰہی میں کس کا قتال
ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص کہ اللہ کا کلمہ بلند ہونے کے واسطے لڑے وہ راہ الٰہی میں ہے یہ حدیث صحیحین میں ہے **ابن مسعودؓ** نے
فرمایا کہ جو شخص مارا جاوے تو تم یہ کبھی نہ کہا کرو کہ فلان شہید مرا یا فلان شہید مارا گیا کیونکہ آدمی کبھی اسلیئے لڑتا ہے کہ غنیمت
حاصل کرے اور کبھی اسلیئے کہ اُس کا نام باقی رہے اور کبھی اس لیئے کہ شجاعت میں اس کا مرتبہ ظاہر ہو **ابو ہریرہؓ** نے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قیامت کے روز سب سے پہلے تین قسم کے لوگوں میں فیصلہ کیا جاویگا ایک جو شہید ہوا وہ لایا جاویگا
تو اللہ تعالیٰ اسپر اپنی نعمتیں ظاہر فرماویگا وہ پہچان جائیگا پھر اس سے فرمائیگا کہ تو نے ان نعمتوں سے کیا کام لیا وہ عرض کریگا کہ تیری راہ
میں جہاد کیا یہانتک کہ مارا گیا اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تو نے جھوٹ کہا لیکن تو نے اس لیئے قتال کیا کہ تو شجاع کہلاوے یہ کلمہ تیرے حق میں
کہہ دیا گیا پھر حکم دیگا تو وہ شخص منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈالا جائیگا دوسرے وہ شخص جس نے علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا اسکو وہ
لایا جائیگا اللہ تعالیٰ اسکو اپنی نعمتیں پہچنوائیگا وہ پہچانیگا پھر فرمائیگا کہ تو نے ان سے کیا کام کیا وہ عرض کریگا کہ میں نے تیرے واسطے علم پڑھا اور قرآن پڑھا
اور پڑھایا اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ تو نے جھوٹ کہا لیکن تو نے اس لیئے علم پڑھا تھا کہ عالم کہلاوے وہ تیرے حق میں کہا گیا اور قرآن پڑھا تاکہ قاری کہلاوے
وہ کہا گیا پھر حکم فرماویگا تو منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جاویگا تیسرے وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی پس ہر قسم کا اسباب
مال اس کو عطا کیا ہے وہ لایا جائیگا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں پہچنوائیگا وہ پہچانیگا پھر فرمائیگا کہ تو نے ان میں کیا عمل کیا۔ وہ
عرض کریگا کہ ہر ایک راہ جس میں خرچ کرنیکی تیری رضی ہے سب میں تیرے واسطے میں نے خرچ کیا کوئی نہیں چھوڑی فرمائیگا کہ تو نے جھوٹ کہا

ولکنک فعلت لیقال ھو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار انفرد باخراجہ مسلم

**وعن** ابی حازم الرازی قال سمعت عبدۃ بن سلمان یقول کنا فی سریۃ مع عبداللہ بن المبارک فی بلاد الروم فصادفنا العدو فلما التقی الصفان خرج رجل من العدو فدعا الی البراز فخرج الیہ رجل فطاردہ ساعۃ فطعنہ فقتلہ ثم اخر فقتلہ ثم اخر فقتلہ ثم دعا الی البراز فخرج الیہ رجل فطاردہ ساعۃ فقتلہ الرجل فازدحم علیہ الناس فکنت فیمن ازدحم علیہ فاذا ھو ملثم وجھہ بکمہ فاخذت بطرف کمہ فمددتہ فاذا ھو عبداللہ بن المبارک فقال وانت یا ابا عمرو ممن یشنع علینا **قال المصنف** فانظروا رحمکم اللہ الی ھذا السید المخلص کیف خاف علی اخلاصہ ان یدخلہ برویۃ الناس لہ ومدحھم ایاہ شوب فی نفسہ **وقد** کان ابراھیم بن ادھم یقاتل فاذا غنموا لم یاخذ شیئا لیتوفر لہ الاجر **فصل قال المصنف** وقد لبس ابلیس علی المجاھد اذا غنم فربما اخذ من الغنیمۃ ما لیس لہ اخذہ فاما ان یکون قلیل العلم فیری ان اموال الکفار مباحۃ لمن اخذھا

**ترجمہ** لیکن تو نے اس لیے خرچ کیا کہ تو سخی کہلاوے وہ کہلایا گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ حکم فرماویگا تو یہ شخص منہ کے بل کھینچکر جہنم میں ڈالدیا جاویگا۔ (رواہ مسلم دون البخاری) **ابو حاتم** الرازی نے کہا کہ مین نے عبدہ بن سلمان المروزی سے سنا کہ ہم لوگ ایک لشکر میں عبداللہ بن مبارک کے ساتھ بلاد روم میں نصاریٰ پر جہاد کرنے گئے تھے وہاں دشمنوں سے ہمارا مقابلہ ہوا جب دونوں طرف سے صفیں برابر ہوئیں تو دشمنوں کی طرف سے ایک شخص نکلکر میدان میں آیا اور مقابل طلب کیا ادہر مسلمانوں سے بھی ایک شخص نکلکر میدان میں گیا اور کچھ دیر نصرانی کے ساتھہ کاواد یکر اس کو قتل کر ڈالا۔ پھر دوسرا بھی نکلا اس کو بھی مارا پھر تیسرا نکلا اس کو بھی مارا پھر انتظار کے بعد آواز دی کہ میدان میں آوے پھر چوتھا نصرانی نکلا اور اس کو بھی تھوڑی دیر گرداوا دینے کے بعد نیزہ مار کر قتل کر ڈالا۔ تب تو اہل اسلام اپنے شہسوار کی طرف دوڑ پڑے تاکہ ایسے بہادر کو پہچان لیں اور کسی طرح بیساختہ سی پھیر لاویں کیونکہ بہت تھک گیا ہوگا عبدہ بن سلمان نے کہا کہ مین بھی ہجوم کرنیوالوں میں تھا جب ہم اس کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ بڑی عمامہ سی ڈھاٹا باندھے ہے میں نے اس کا ڈہاٹا کھینچلیا تو معلوم ہوا کہ وہ امام عالم مشہور عبداللہ بن المبارک ہیں انہوں نے مجھ سی فرمایا کہ ای ابو عمرو کیا تو بھی اُن لوگوں میں سے ہے جو ہمپر تشنیع و ملامت کرتے ہیں **مصنف** نے کہا کہ ای بھائیو تمپر اللہ رحم کرے دیکھو اس اخلاص والے سردار کو کہ کیونکر اسکو اپنے اخلاص کے بارہ میں خوف پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو لوگوں کے دیکھنے اور مدح کرنے سے اس میں کسی قسم کا شائبہ اثر کرے تو اس کا جی خوش ہو ابراہیم بن ادہم جہاد میں قتال کرتے جب کچھ مال غنیمت حاصل ہوتا تو اس میں سے کچھ نہ لیتے۔ تاکہ ان کا ثواب مزید ہو **فصل** مصنف نے کہا کہ ابلیس کبھی مجاہد پر غنیمت ملنے کے وقت تلبیس کرتا ہے چنانچہ اکثر وہ غنیمت میں سے ایسی چیز اُٹھا لیتا ہے جسکے لینے کا اسکو حق نہ تھا پھر یا تو کم علم تھا اسنے یہ بری رائے سے یہ زعم کیا کہ کفار کے اموال مباح ہیں جس نے لیا اسکو حلال ہے

ولا یدری ان الغلول من الغنائم معصیة وفی الصحیحین من حدیث ابی هریرة قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم الی خیبر ففتح الله علینا فلم نغنم ذهبًا ولا ورقًا غنمنا المتاع والطعام والثیاب ثم انطلقنا الی الوادی ومع رسول الله صلی الله علیه وسلم عبد له فلما نزلنا قام عبد رسول الله صلعم یحل رحله فرمی بسهم فکان فیه حتفه فقلنا هنیئا له الشهادة یا رسول الله صلعم فقال کلا والذی نفس محمد بیده ان الشملة لتلتهب علیه نارا اخذها من الغنائم یوم خیبر لم تصبها المقاسم قال ففزع الناس فجاء رجل بشراک او بشراکین فقال اصبت یوم خیبر فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم شراک من نار او شراکان من نار **فصل** وقد یکون الغازی عالما بالتحریم الا انه یری الشیٔ الکثیر فلا یصبر عنه وربما ظن ان جهاده یدفع عنه ما فعل وههنا یتبین اثر الایمان والعلم **وعن** ابی عبیدة العنبری قال لما هبط المسلمون المداین وجمعوا الاقباض اقبل رجل بحق معه فدفعه الی صاحب الاقباض فقال الذین معه ما رأینا مثل هذا قط ما یعدله عندنا ولا یقاربه فقالوا له هل اخذت منه شیئا

**ترجمہ** اور یہ نا جانا کہ غنیمت کے مال مین خیانت کرنا معصیت اور گناہ ہے کیونکہ وہ تمام مجاہدین کا حق ہے اور صحیحین مین حدیث ابوہریرہ رضہ سے آیا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے اللہ تعالے نے ہم کو فتح دی وہان ہم نے غنیمت مین کچھ سونا چاندی نہ پایا۔ بلکہ اسباب واناج وکپڑے پائے پھر ہم لوگ وادی کی طرف روانہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپکا ایک غلام تھا جب ہم منزل پر اُترے تو وہ غلام کھڑا ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ کھولنے لگا اتنے مین کہین سے اُس کو ایک تیر لگا جس سے اُسکی موت تھی تو ہم لوگون نے کہنا شروع کیا کہ یا رسول اللہ اُس کو شہادت مبارک ہو تو حضرت نے فرمایا کہ ہرگز نہین قسم اُس پاک پروردگار کی جس کے قبضے مین میری جان ہے کہ اُس کے سر پر ایک بوٹے دار کمل جس کو اُس نے فتح خیبر کے روز تقسیم سے پہلے لے لیا تھا آگ بھڑکا رہا ہے۔ یہ سُنتے ہی لوگ خوف زدہ ہوگئے اور ایک شخص تسمہ یا دو تسمہ لایا اور عرض کیا کہ اس کو مین نے خیبر کے روز پایا تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آگ کا تسمہ یا آگ کے تسمے ہین **فصل** کبھی غازی کو معلوم ہوتا ہے کہ بغیر تقسیم کے کوئی چیز لے لینا حرام ہے لیکن اُس نے جو چیز پائی۔ وہ ایسی بیش قیمت ہوتی ہے کہ اُس سے صبر نہین کرسکتا۔ اور اکثر یہ گمان کرتا ہے کہ میرے جہاد سے یہ خیانت دفع ہوجائے گی حالانکہ ایمان وعلم ظاہر ہونے کا یہی وقت ہے **ابوعبیدہ** عنبری نے بیان کیا کہ اہل اسلام صحابہ وتابعین نے جب مدائن دار السلطنة کسریٰ فتح کیا۔ اور وہان اُترے تو مال غنیمت جہان جہان مقبوض تھا سب کو جمع کیا۔ اس وقت ایک شخص جواہرات کے ڈبے لایا۔ اور جو شخص اموال غنیمت قبض کرتا تھا اس کے حوالہ کیا۔ تو جو لوگ وہان موجود تھے کہنے لگے کہ واللہ ہم نے ایسی دولت کبھی نہین دیکھی۔ اور جو کچھ یہ تمام غنیمت موجود ہے۔ اُس کے برابر نہین ہے۔ اور نہ اُس کے قریب پہونچتی ہے پھر اس شخص سے کہا کہ کیا تمنے اسمین سے کچھ لیا ہے

فقال اما والله لولا الله ما اتيتكم به فعرفوا ان للرجل شانا فقالوا من انت فقال لا والله لا اخبركم لتحمدونى ولا تغركم

المقرظونى ولكنى احمد الله وارضى بثوابه فاتبعوه رجالا حتى انتهى الى اصحابه فسال عنه فاذا هو عامر بن عبد قيس

**ذكر تلبيس ابليس على الامرين بالمعروف والناهين عن المنكر** وهم قسمان عالم و

جاهل فدخول ابليس على العالم من طريقين الاول التزين بذلك وطلب الذكر والعجب بذلك الفعل

وعن احمد ابن ابى الحوارى قال سمعت اباسليمان يقول سمعت اباجعفر يبكى فى خطبته يوم الجمعة فاستقبلنى

الغضب وحضرتنى نية ان اقوم فاعظه بما اعرف من فعله اذا نزل قال فكرهت ان اقوم الى خليفة فاعظه

والناس جلوس يرمقونى بابصارهم فيعرض لى تزين فامر بى فاقتل على غير تصحيح فجلست وسكت

والطريق الثانى الغضب للنفس وربما كان ابتداء وربما عرض فى حالة الامر بالمعروف

لاجل ما يلقى به المنكر من الاهانة فتصير خصومة لنفسه كما قال عمر بن عبد العزيز لرجل لولا انى

غضبان لعاقبتك وانما اراد انك اغضبتنى فخفت ان تمتزج العقوبة من غضب لله ولى

---

ترجمہ اُس نے کہا کہ تم جان رکھو کہ واللہ اگر اللہ تعالیٰ کے واسطے نہوتا تو میں اُس کو تمہارے پاس بھی نہ لاتا۔ لوگوں نے
اس شخص کے خلوص ایمان وتقوی کی شان عظیم ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کون شخص ہیں فرمایا کہ واللہ میں تم کو نہ
بتاؤنگا کہ تم میری تعریف کرو اور نہ تم کو دھوکا دونگا۔ کہ میری حق میں افراط کرو بلکہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتا اور اُسکے
ثواب سے راضی ہوں۔ لوگوں نے خفیہ کچھ لوگ اُس کے پیچھے لگائے کہ دیکھو یہ شخص کہاں جاتا ہے۔ جب وہ شخص اپنی
قوم میں گیا تو جو لوگ پیچھے لگے تھے اُنہوں نے وہاں اُس کی قوم والوں سے پوچھا۔ کہ اُس شخص کا کیا نام ہے معلوم ہوا کہ وہ
عامر بن عبد قیس ہیں رضی اللہ عنہ **تلبیس ابلیس** ایسے لوگوں پر جو نیک باتوں کا حکم کرتے اور بری باتوں سے منع کرتے
ہیں ایسے لوگ دو قسم کے ہوتے ہیں **عالم وجاہل** پس ابلیس عالم کے پاس دو طریق سے آتا ہے (اول) اُس کو اس کام میں
تزین وناموری وخود پسندی دکھلاتا ہے **احمد** بن ابی الحواری نے کہا کہ میں نے ابو سلیمان دارانی سے سنا کہ میں نے دیکھا کہ ابوجعفر
خلیفہ جمعہ کے خطبہ پڑھنے میں روتے ہیں تو مجھے غصہ آگیا۔ اور یہ نیت کی کہ جب یہ منبر سے اُترے تو میں اُٹھکر اُس کے اس
فعل پر اُس کو نصیحت کروں پھر میں نے ناپسند جانا کہ اُٹھکر خلیفہ کو نصیحت کروں اور لوگ بیٹھے نگاہیں لڑائے مجھے دیکھتے
ہیں تو میرے نفس میں آرایش وتزین سمایا اور نفس نے مجھے حکم دیا کہ اب اُٹھو یعنی جب نیت خالص وصحیح نہیں تو میں بیٹھ گیا
اور خاموش ہوگیا **دوسرا** اپنے نفس پر غضب وغصہ ہے اور یہ کبھی تو ابتدا سے ہوتا ہے اور کبھی امر معروف ونہی منکر کے درمیان میں
پیدا ہوتا ہے اس وجہ سے کہ جس کو نصیحت کی وہ انکار کرتا ہو تو اپنی اہانت سمجھ کر غصہ ہو جاتا ہے اور ایسی حالت میں جھگڑا کرنا
اپنی ذات کے واسطے ہو جاتا ہے لہذا عمر بن عبد العزیز خلیفہ نے ایک شخص کو فرمایا کہ اگر میں غصہ میں نہوتا تو تجھے سزا دیتا اور مطلب
یہ تھا کہ تو نے مجھے غصہ میں کر دیا اب میں ڈرتا ہوں کہ خدا کے لئے جو سزا کرنا چاہیئے تھا اس میں میرا ذاتی غصہ شریک نہو جاوے

فصل وا ذا كان الآمر بالمعروف جاهلا فان الشيطان يتلاعب به وربما كان افساده فى امره اكثر من اصلاحه
لانه ربما نهى عن شئ جائز بالاجماع وربما انكر ما قد تاول فيه صاحبه تبع بعض المذاهب وربما كسر الباب وتسور
الحيطان وضرب اهل المنكر وقذفهم فان اجابوه بكلمة تصعب عليه صار غضبه لنفسه وربما كشف ما قد امر
الشرع بستره وقد سئل احمد بن حنبل عن القوم يكون معهم المنكر مغطى مثل طنبور ومسكر قال اذا كان مغطى لا تكسره
وقال فى رواية اخرى اكسره وهذا محمول على انه يكون مغطى بشئ خفيف نصفه فتيقن والاولى على انه لا يتيقن وسئل
احمد عن الرجل يسمع صوت الطبل والزمار ولا يعرف مكانه فقال وما عليك ما غاب عنك فلا تفتش وقال المصنف
وربما رفع هذا المنكر اهل المنكر الى من يظلمهم وقد قال احمد بن حنبل اذا علمت ان السلطان يقيم الحدود
فارفعه اليه فصل ومن تلبيس ابليس على المنكر انه اذا انكر جلس فى مجمع يصف ما فعل ويتباهى به ويسب اصحاب المنكر سب الحنق عليهم
ويلعنهم لعل القوم قد تابوا وربما كانوا خيرا منه لندمهم وكبره ويندرج فى ضمن حديثه كشف عورات المسلمين

ترجمہ فصل جب امر معروف کا متصدی کوئی جاہل ہوتا ہے تو شیطان اُس سے کھیل کرتا ہے اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ
اصلاح کار سے زیادہ بربادی کر دیتا ہے اور اکثر وہ ایسی چیز سے مانع ہوتا ہے جو بالاجماع جائز ہے اور کبھی ایسی چیز پر انکار
کرتا ہے جس کا عامل بعضے علماء کی پیروی پر تاویل کرنیوالا ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات جاہل اُس مکان کا دروازہ توڑ ڈالتا ہے
جس مین ناجائز کام والے پوشیدہ تھے یا دیوار پھاند کر ان لوگون کو مارتا ہے اور گالیان دیتا ہے اگر انھون نے جواب مین
ایک کلمہ کہا تو اُس پر گران گزرتا ہے۔ اور یہ سارا غصہ اپنی ذات کے واسطے ہو جاتا ہے اور جاہل بسا اوقات ایسے امر منکر
کو برملا فاش کر دیتا ہے جس کی پردہ پوشی کے واسطے شرع نے تاکید فرمائی ہے احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ایک قوم کے ساتھ کوئی
ناجائز چیز مانند طنبور و نائے وغیرہ کے پوشیدہ موجود ہے تو فرمایا کہ اگر ڈھکی ہوئی ہو تو اُس کو نہ توڑو اور ایک روایت مین فرمایا کہ توڑ دو تو یہ
معلوم ہوتا ہو کہ توڑنے کا حکم ایسی حالت مین دیا کہ لوگون نے یہ چیز کچھ خفیف چیز سے چھپائی یا کچھ چھپائی اور کچھ نہ چھپائی کہ اُس کے
موجود ہونے کا یقین ہوا۔ اور نہ توڑنے کا حکم اُس وقت دیا کہ اُس کے موجود ہونے کا تیقن نہین ہو سکتا یعنی بالکل پوشیدہ ہے
احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے طبلہ و مزمار کی آواز سنی اور اُس کی جگہ نہین معلوم ہے تو فرمایا کہ تجھ پر اُس کا
مواخذہ نہین ہے۔ جو تیری نظر سے پوشیدہ ہو اُس کی تفتیش نہ کر مصنف رح نے کہا کہ بسا اوقات محتسب اُن بدکارون کو
ایسے شخص کے پاس لے جاتا ہے جو اُن پر ظلم کرتا ہے احمد بن حنبل نے فرمایا کہ جب معلوم ہو کہ سلطان حدود شرعی قائم کرتا
ہے تو بدکارون کو اُس کے پاس لے جاوے فصل محتسب پر ابلیس کی تلبیسون مین سے ایک یہ ہے کہ جب اُس نے کسی قوم کی
بدکاری کو مٹایا ہو تو اپنے مجمع مین بیٹھکر اپنی کام کی تعریف کرتا اور فخریہ بیان کرتا ہے اور بدکارون پر غصہ ہو کر اُن کو گالیان دیتا
اور لعنت کرتا ہو حالانکہ شاید قوم نے توبہ کر لی ہو۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ لوگ بوجہ ندامت کے اس مغرور سے
بہتر ہوتے ہین۔ اور اس محتسب کی برملا گفتگو کے ضمن مین مسلمانون کے عیوب فاش کرنا لازم آتا ہے + + + +

لانه يعلم من لا يعلمه والستر على المسلم واجب مهما امكن **وقال المصنف** سمعت بعض الجهلة بالانكار
على انه يهجم على قوم ما يتيقن ما عندهم ويضربهم الضرب المبرح ويكسر الاوانى فكل هذا بوجه الجهل فاما العالم
اذا انكر فانت منه فى امان **وقد** كان السلف يتلطفون فى الانكار فرأى صلة بن اشيم رجلا يكلم امرأة فقال
ان الله يريكما سترنا الله واياكما **وكان** يمر بقوم يلعبون فيقول يا اخوانى ما تقولون فيمن اراد سفرا فنام طول
الليل ولعب طول النهار فمتى يقطع سفره فانتبه رجل منهم فقال يا قوم انه يعيننا بهذا فتاب وتبعه **فصل**
والوالى الناس ان يتلطف فى الانكار على الامراء فيصلح ان يقال لهم ان الله قد رفعكم فاعرفوا قدر نعمته فان
النعم تدوم بالشكر ولا يحسن ان تقابل بالمعاصى **فصل** قد لبس ابليس على بعض المتعبدين فيرى منكرا
فلا ينكره ويقول انما يأمر وينهى من قد صلح وانا ليس بصالح فكيف آمر غيرى وهذا غلط لانه يجب عليه ان يأمر
وينهى ولو كانت تلك المعصية فيه الا انه متى انكر متنزه على المنكر اثر انكاره اذا لم يكن متنزها لم يكد انكاره يعمل
فينبغى للمنكر ان ينزه نفسه ليؤثر انكاره **قال** ابن عقيل رأينا فى عصرنا ابا بكر الاقفالى فى ايام القائم اذا انهض لانكار منكر

---

**ترجمہ** کیونکہ وہ ایسے لوگوں کو بتلاتا ہے۔ جو نہ جانتے تھے۔ حالانکہ جہانتک ہوسکے مسلمانوں کی پردہ پوشی واجب ہے **مصنف**
نے کہا کہ میں نے بعض جاہل کا حال سُنا۔ کہ اُس نے بدگمانی پر ایک قوم کے یہاں ہجوم کیا حالانکہ یہ یقین نہیں کہ اُن کے یہاں
کیا برائی ہے۔ اور اُن کو سخت کوڑے جس سے زخم پڑجائے مارنے لگا اور برتن توڑ ڈالے۔ یہ سب جہالت کا باعث ہے رہا
عالم جب کسی امر پر انکار کرے تو اُس کی طرف سے تجھے امان ہے **سلف** رضی اللہ عنہم بُری باتوں کے انکار کرنے میں نرمی
کرتے تھے چنانچہ صلہ ابن اشیم نے ایک مرد کو ایک عورت سے باتیں کرتے دیکھا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم دونوں کو دیکھتا ہے
اللہ تعالیٰ ہماری تمہاری پردہ پوشی فرماوے۔ اور صلہ رح کا گذر ایک قوم کی طرف ہوا جو کھیلتے تھے اُن سے فرمایا کہ اے میرے
بھائیو تم لوگ ایسے مسافر کے حق میں کیا کہتے ہو جو رات بھر سوتا رہا۔ اور دن بھر کھیل میں پڑا رہا تو سفر کس وقت پورا کرے
ان میں سے ایک جوان چونکا اور کہا کہ اے قوم یہ بزرگ ہم لوگوں کو نصیحت کرتے ہیں پھر توبہ کرکے ان کے ساتھ ہو گیا **فصل** سب سے
زیادہ نرمی سے انکار کے لائق بادشاہ و امرا ہیں تو اُن سے یوں کہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا رتبہ بلند کیا تم کو چاہئے کہ اُس کی نعمت
کی قدر جانو کیونکہ شکر ہی سے نعمت کو دوام ہوتا ہے اور یہ مناسب نہیں کہ ان نعمتوں کے مقابلہ میں نافرمانیاں کی جاویں **فصل** ابلیس نے
بعضے عابدوں پر تلبیس کی کہ وہ منکرات کو دیکھتا ہے اور اُس سے انکار نہیں کرتا۔ اور کہتا ہے کہ امر و نہی وہ کرے جو اس لائق ہو گیا ہو اور میں
اس لائق نہیں ہوں اور یہ غلط ہے اس لئے کہ اس پر امر و نہی واجب ہے اگرچہ خود کسی بدکاری میں مبتلا ہو تو بھی دوسرے کو اُس سے منع
کرے لیکن بات یہ ہوتی ہے کہ جو خود پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کرتا ہے اور اس کے بعد لوگوں کو بُرے کاموں سے منع کرتا ہے تو اُس کا اثر زیادہ ہوتا
ہے اور جب خود مبتلا ہوتا ہے تو امید نہیں کہ اُس کا انکار کچھ اثر کرے لہٰذا محتسب کو چاہئے کہ خود بُری باتوں سے پرہیز کرے تاکہ اُس کا انکار
مفید ہو **ابن عقیل** رح نے کہا کہ ہم نے اپنے زمانہ میں خلیفہ قائم کے عہد میں ابوبکر اقفالی کو دیکھا۔ کہ جب وہ امر منکر کے مٹانے کو اُٹھتے

استتبع معه مشايخ لا يأكلون الا من صنعة ايديهم كابي بكر الخباز شيخ صالح اضر من اطلاعه في التنور وجماعة ما فيهم من يأخذ صدقة ولا تدنس بقبول عطاء صوام النهار قوام الليل ارباب بكاء فاذا اتبعهم مخلط رده وقال متى لقينا الجيش بمخلط انهزم الجيش

## الباب التاسع في ذكر تلبيس ابليس على الزهاد

**قال المصنف** فمن يسمع العامي ذم الدنيا في القرآن والاحاديث فيرى ان النجاة تركها ولا يدري ما الدنيا المذمومة فيلبس عليه ابليس بانك لا تنجو في الآخرة الا بترك الدنيا فيخرج على وجهه الى الجبال فيبعد عن الجمعة والجماعة والعلم ويصير كالوحش ويخيل اليه ان هذا هو الزهد الحقيقي كيف لا وقد سمع عن فلان انه هام على وجهه وعن فلان انه تعبد في جبل وربما كانت له عائلة فضاعت او والدة فبكت لفراقه وربما لم يعرف اركان الصلاة كما ينبغي وربما كانت عليه مظالم لم يخرج منها وانما يتمكن ابليس من التلبيس على هذا لقلة علمه ومن جهله رضاه عن نفسه بما يعلم ولو انه وفق لصحبة فقيه يفهم الحقائق لعرفه ان الدنيا لا تذم لذاتها وكيف يذم ما من الله تعالى به وما هو ضرورة في بقاء الآدمي

**ترجمہ** تو اُن کے پیچھے مشائخ کی ایک جماعت ہو جاتی جن کی یہ صفت ہے کہ اپنے ہاتھ کی مزدوری سے کھاتے ہیں جیسے ابو بکر خباز اور یہ شیخ صالح ہیں کہ تنور کے کام میں اپنا پیاؤ گرم رکھتے ہیں۔ اور ایسی قسم کی ایک جماعت ہے ان میں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے صدقہ لینے کی آلودگی اوٹھائی ہو یا قبول عطیہ کی نجاست سے ملوث ہوا ہو۔ یہ لوگ دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور راہ حق میں گریہ وزاری کرنے والے ہیں۔ اور جب کوئی مخلط جو اُن کی صفت پر نہیں ہے اُن کے ساتھ ہونا چاہے تو اس کو پھیر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے لشکر میں کوئی مخلط شامل ہوا تو لشکر شکست کھا جائے گا

## باب نہم زاہدوں پر تلبیس ابلیس کا بیان

**مصنفؒ** نے کہا کہ اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جاہل عامی قرآن یا حدیث میں دنیا کی مذمت سنتا ہے تو جانتا ہے کہ نجات یہ کہ دنیا ترک کرے اور یہ نہیں جانتا کہ دنیا کیا چیز ہے تو ابلیس اسے یہ تلبیس کرتا ہے کہ تو دنیا ترک کرے تو آخرت میں نجات پاوے گا پس منہ اُٹھا کر پہاڑوں کی طرف نکل جاتا ہے اور جمعہ و جماعت و علم سے دور ہو کر وحشی کے مانند ہو جاتا ہے اور شیطان اُس کے ذہن میں جماتا ہے کہ حقیقی زہد یہی ہے اور کیوں نہ سمجھے وہ سن چکا کہ فلاں شیخ منہ اُٹھا کے جنگل کو چلا گیا اور فلاں شیخ پہاڑ میں عبادت کرتا رہا۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اُس جاہل کی آل اولاد ہوتی ہے وہ پریشان برباد ہوتی ہے اور اس کی والدہ ہوئی تو فراق میں روتی ہے اور کبھی یہ جاہل نماز کے ارکان بھی ٹھیک نہیں جانتا اور کبھی اُس کے ذمہ لوگوں کے قرضہ وغیرہ حقوق و مظلمہ ہوتے ہیں جن کو اُس نے ادا نہ کیا اور اُن سے ذمہ پاک نہ کیا اور ابلیس کو اس جاہل شخص کی تلبیس کا قابو اسی وجہ سے ملا کہ اس کو علم کمتر ہے یہ بھی اس کی جہالت تھی کہ جو کچھ اُس کے نفس نے سمجھا اسی پر راضی ہو گیا اور اگر اُس نے کسی ایسے فقیہ کی صحبت اٹھائی ہوتی جو حقائق سے آگاہ ہے تو وہ اسکو بتلا دیتا کہ دنیا کچھ بذات خود مذموم نہیں ہے اور ایسی چیز کیونکر مذموم ہو سکتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے احسان رکھا ہے اور جو آدمی کے باقی رہنے کے واسطے ضروری چیز ہے

وسبب فی اعانته علی تحصیل العلم والعبادة من مطعم ومشرب وملبس ومسجد یصلی فیه انما المذموم اخذ الشیء من غیر حله او تناوله علی وجه السرف لا علی مقدار الحاجة وتصرف النفس فیه بمقتضی رعوناتها لا باذن الشرع وان الخروج الی الجبال المنفردة منهی عنه فان النبی صلی الله علیه وسلم نهی ان یبیت الرجل وحده وان التعرض لترک الجماعة والجمعة خسران والبعد عن العلم والعلماء یقوی سلطان الجهل وفراق الوالد والوالدة فی مثل هذا عقوق والعقوق من الکبائر واما من سمع عنه انه خرج الی الجبل فاحوالهم تحتمل انهم لم یکن لهم عیال ولا ولد ولا والد ولا والدة فخرجوا الی مکان یتعبدون فیه مجتمعین ومن لم یحتمل حاله وجها صحیحا فهو علی الخطاء من کانوا وقد قال بعض السلف خرجنا الی الجبل نتعبد فجاءنا سفیان الثوری فردنا **فصل** ومن تلبیسه علی الزهاد اعراضهم عن العلم شغلا بالزهد فقد استبدلوا الذی هو ادنی بالذی هو خیر وبیان **ذلک** ان الزاهد لا یتعدی نفعه عتبة بابه والعالم نفعه متعد وکم قد رد الی الصواب من متعد **فصل** ومن تلبیسه علیهم انه یوهمهم ان الزهد ترک المباحات فمنهم من لا یزید علی خبز الشعیر

**ترجمہ** اور جس کے ذریعہ سے آدمی علم وعبادت حاصل کرسکتا ہے جیسے کہانا و پینا و پہننا وغیرہ اور اسی مین مسجد ہے جس مین نماز پڑھتا ہے بلکہ مذموم فقط یہ ہے کہ کوئی چیز بغیر حلت کے لیلے یا اسراف کے طور پر تصرف کرے جو مقدار حاجت سے زائد ہو۔ اور نفس اس مین اپنی رعونت کے موافق بدون شرعی ادب کے تصرف کرے اور یہ بھی بتلادیا کہ پہاڑون مین تنہا نکل جانا منع ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی تنہارات بسر کرے اور خیہ سمجہادیا کہ ایسی حرکت اختیار کرنا جس سے جمعہ وجماعت فوت ہوجاوے محض خسارہ ہے نفع نہین ہے۔ اور علم وعالمون سے دور ہونے مین جہالت غالب ہوجاتی ہے۔ اور ایسے معاملہ سے مان وباپ کو فراق کا صدمہ دینا اُن کی نافرمانی وعقوق مین داخل ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ رہا یہ کہ اُس نے سُنا کہ فلان شیخ پہاڑون مین نکل گئے۔ تو احتمال ہے کہ اُن کے عیال ووالدہ ووالد وغیرہ نہ تھے اور کوئی باعث تھا کہ وہ ایسے مقام پر نکل گئے۔ کہ وہان اُن لوگون نے مجتمع ہوکر عبادت کی (مثلاً پہاڑ قریب آبادی کے تھا جیسے مکہ مین غار حرا ہے یا ملک مین فتنہ تھا) اور جس شخص کی حالت مین کوئی وجہ صحیح اس کی نہ ہو۔ تو وہ خطا پر تھا خواہ کوئی ہو اور بیشک بعض سلف نے بیان کیا کہ ہم لوگ عبادت کے لئے پہاڑ مین چلے گئے تو سفیان الثوری ہمارے پاس آئے اور ہم کو واپس شہر لے گئے **فصل** زاہدون پر ابلیس کی تلبیس مین سے یہ ہے کہ زہد وعبادت کے پیچھے علم چھوڑ دیتے ہین تو انہون نے بہتر وافضل چھوڑ کر حقیر وکمتر کو اختیار کرلیا **اس کا بیان یہ ہے** کہ زاہد کا نفع اُس کے دروازے سے آگے نہین بڑھتا۔ اور عالم کا نفع دوسرون کو پہونچتا ہے اور بہتیرے حد سے تجاوز کرنے والون کو عالم راہ راست پر پھیرلاتا ہے **فصل**۔ زاہدون پر تلبیس ابلیس مین سے یہ ہے کہ اُس نے اُن کے گمان مین جما دیا کہ مباحات کو ترک کرنا زہد ہے چنانچہ ان مین سے بعضے فقط جو کی روٹی پر کچھ زیادہ نہین کرتے (باوجودیکہ میسر ہے)

ومنهم من لا يذوق الفاكهة ومنهم من يقلل المطعم حتى ييبس بدنه ويعذب نفسه بلبس الصوف ويمنعها
الماء البارد وما هذه طريقة الرسول الله صلى الله عليه وسلم ولا طريق صحابته واتباعهم وانما كانوا يجوعون
اذا لم يجدوا شيئا فاذا وجدوا اكلوا وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ياكل اللحم ويحبه ويأكل الدجاج
ويحب الحلواء ويستعذب له الماء البارد ويختار الماء البائت فان الماء الحار يؤذي المعدة ولا يروي وقد
كان رجل يقول انا لا آكل الخبيص لاني لا اقوم بشكره فقال الحسن البصري هذا رجل احمق وهل يقوم بشكر
الماء البارد وقد كان سفيان الثوري اذا سافر حمل في سفرته الحمل المشوي والدجاج والفالوذج وينبغي للانسان ان يعلم
ان نفسه مطيته ولا بد من الرفق بها ليصل به الى المقصود فليأخذ ما يصلحها وليترك ما يؤذيها من الشبع والافراط
في تناول الشهوات فان ذلك يؤذي البدن والدين ثم ان الناس يختلفون في طباعهم فان الاعراب اذا
لبسوا الصوف واقتصروا على شرب اللبن لم نلمهم لانا نعلم بانهم يحتملون ذلك واهل السواد اذا لبسوا
الصوف واكلوا الخبز لم نلمهم ايضا ولا نقول في هؤلاء من قد حمل على نفسه لان هذه عادة القوم

**ترجمہ** اور بعضے کسی نوا کہ یعنی پھل و میوہ جات سے کچھ نہیں چکھتے اور بعضے غذا یہان تک کم کرتے ہیں کہ اُن کا بدن خشک
ہو جاتا ہے۔ اور صوف پہننے سے اپنے بدن کو ایذا دیتے ہیں اور سرد پانی نہیں دیتے حالانکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا طریقہ نہیں ہے اور نہ آپ کے صحابہ و تابعین و اتباع کا طریقہ ہے۔ اور وہ بزرگوار لوگ تو جبھی بھوک پر صابر رہتے
جب کچھ نہ پاتے اور جب پاتے تو کھاتے تھے اور البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھاتے اور اس کو پسند
فرماتے اور مرغ کا گوشت کھاتے اور حلوا پسند فرماتے اور آپکے لیے میٹھا پانی (لایا اور) سرد کیا جاتا اور باسی پانی کو ترجیح دیتے
کیونکہ گرم پانی معدہ کو تکلیف دیتا اور پیاس نہیں بجھاتا ہے **زاہدوں** میں سے ایک کہتا تھا کہ میں حلوا نہیں کھاتا
کیونکہ میں اُس کا شکر ادا نہیں کرسکتا۔ تو حسن بصریؒ نے فرمایا۔ کہ یہ شخص احمق ہے کیا سرد پانی کا شکر ادا کر لیتا ہے اور
البتہ سفیان الثوری جب سفر کو جاتے تو اُن کے دسترخوان سفر میں حلوان کا بھنا ہوا گوشت اور مرغ کا گوشت اور فالودہ
ہوتا تھا۔ آدمی کو جان لینا چاہیے کہ یہ نفس اس کی سواری ہے اور اُس کے ساتھ نرمی کرنا ضرور ہے تاکہ مقصود کو
پہونچ جاوے۔ تو جو چیزیں اُس کی اصلاح کرنے والی ہیں اُن کو حاصل کرے اور جن سے اُس کو مضرت ہو وہ ترک
کرے جیسے پیٹ تان کر کھانا اور خواہش کی چیزوں میں کثرت کرنا کیونکہ اس سے بدن کو اذیت ہوتی ہے اور دین میں بھی
مضر ہے۔ پھر آدمیوں کی طبائع مختلف ہیں چنانچہ عرب کے جنگلی اگر بالوں کے کپڑے پہنیں اور فقط اونٹ کے دودھ پر رہیں
تو ان کو ضرر نہیں ہوتا کیونکہ انکے بدن اسکو برداشت کرتے ہیں اور ملک کے بھی مناسب اللہ تعالی نے رکھا ہے۔ اور
اگر سواد عراق کے لوگ صوف پہنیں یا آب کامہ کھائیں تو انکو بھی مضر نہیں ہوتا اور ہم یہ نہیں کہتے کہ انہیں بعض شخص اپنے
آپ کو اسقدر قلیل چیز پر آمادہ کرے کیونکہ انمیں بعض ایسے ہو گزرے ہیں اسلیے کہ اس قوم کو یہ عادت بچپن سے پڑی ہے

فاما اذا كان البدن مترفا قد نشأ على التنعم فانا ننهى صاحبه ان يحمل عليه ما يؤذيه فان تزهد واثر ترك الشهوات اما
لان الحلال لا يحتمل السرف او لان الطعام اللذيذ يوجب كثرة التناول فيكثر النوم والكسل فهذا يحتاج ان
ما يصلح تركه وما لا يصلح فليأخذ قدر القوام من غير ان يؤذي النفس **وقد** ظن اقوام ان الخبز القفار يكفي في قوام
البدن ولو كفى الا ان الاقتصار عليه يؤذي من جهة ان اخلاط البدن يفتقر الى الحامض والحاد والحار والبارد
والممسك والمسهل **وقد** جعل في الطبع ميل الى الملائم فتارة تميل الى الحامض وتارة الى الحلو ولذلك اسباب
مثل ان يقل عندها البلغم الذي لا بد في قوامها منه فيشتاق الى اللبن ويكثر عندها الصفراء فتميل الى الحموضة
فمن كفها عن التصرف على مقتضى ما قد وقع في طبعها مما يصلحها فقد اذاها الا ان يكفها عن الشبع والشره وما
يخاف عاقبته فان ذلك يفسدها فاما الكف المطلق فخطأ فافهم هذا ولا تلتفت الى قول الحارث
المحاسبي وابي طالب المكي فيما ذكروا من تقليل المطعم ومجاهدة النفس بترك مباحاتها
فان اتباع الشارع وصحابته اولى **وكان ابن عقيل** يقول ما اعجب اموركم في التدين

---

**ترجمہ** اور اگر بدن نازک ہو جو عیش میں پرورش ہوا ہے تو ہم اس کو منع کرتے ہیں کہ وہ اپنے بدن کو یکایک ایسی غذا پر آمادہ
نہ کرے جو اس کو ضرر پہونچاوے پھر اگر کسی نے زہد اختیار کیا اور خواہش کی چیزوں کا ترک کرنا اختیار کیا خواہ اس وجہ سے کہ حلال
مال میں لیے زیادہ خرچ کی گنجایش نہیں ہوتی یا جب طعام لذیذ ہو تو کثرت سے کھایا جاتا ہے جس سے نیند بہت آتی ہے اور
کسل پیدا ہوجاتا ہے اور ایسے شخص کو یہ جاننا ضروری ہے کہ کس چیز کا چھوڑنا مضر ہے اور کس کا چھوڑ مضر نہیں تا کہ مقدار معتدل ایسی
چیزوں سے اختیار کرے کہ جس سے بدن کا قوام بخوبی باقی رہے بدون اس کے کہ نفس کو خواہ مخواہ ایذا دینا لازم آوے اور بہت اقوام
نے زعم کیا کہ روکھی پھیکی روٹی قوام بدن کے واسطے کافی ہے اگر فرض کر لو کہ اچھا کافی ہے تاہم وہ دوسری جہت سے بدن کو اخلاط
کو مضر ہے۔ جس کو کھٹے و میٹھے و سرد و گرم اور روکنے والی اور اسہال لانے والی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے طبیعت
میں مناسب چیز کا میلان رکھا ہے تو کبھی اس کو ترشی کی طرف میلان ہوتا ہے اور کبھی میٹھے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس کے
مختلف اسباب ہوتے ہیں مثلاً بدن میں وہ بلغم کم ہو گیا جس کی ضرورت بدن کو قوام باقی رکھنے میں لازم ہے تو طبیعت دودھ
کی خواہش کریگی اور جب بدن میں صفرا زیادہ ہوا تو طبیعت کھٹائی کی خواہش کرتی ہے تو جس نے طبیعت کو اس کی مقتضائے
جبلت کے موافق مفید چیزوں میں تصرف سے روکا تو اس کو ایذا پہونچائی سوا اس کے کہ اس کو پیٹ بھر کے کھانے اور حرص وغیرہ
ایسی چیز سے روکے جس کا انجام خوفناک ہے تو ایذا نہیں اس لئے کہ ایسی چیزیں اس کو مضر ہیں رہا یہ کہ طبیعت کو مطلقاً سب چیز سے روک
دے تو یہ غلطی ہے یہ بیان سمجھ لینا چاہئے اور غالی اسی طرف نہ ڈھل جانا جو حارث محاسبی اور ابو طالب مکی نے لکھا ہے کہ نفس کو بہت
ہی کم غذا دینے میں اس پر جہاد کرے اور مباحات و مستلذات سے اسکو بالکلیہ روک دے اس لیے کہ یہاں بہتر طریقہ یہ ہے کہ
آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابہ کی اتباع کرے **ابن عقیل** فرماتے تھے کہ اے صوفیہ دینداری میں تمہارے طریقے بہت ہی تعجب خیز ہیں

اما اهواء متبعة او رهبانية مبتدعة بين تجر اذيال المرح فى اللهو واللعب بين اهمال الحقوق واطراح العيال واللحوق بزوايا المساجد فهلا عبدوا على عقل وشرع **فصل** ومن تلبيسه عليهم انه يوهمهم ان الزهد هو القناعة بالدون من المطعم والملبس فحسب فهم يقنعون بذلك وقلوبهم راغبة فى الرياسة وطلب الجاه فتراهم يترصدون لزيارة الامراء ويكرمون الاغنياء دون الفقراء ويتخاشعون عند لقاء الناس كانهم قد خرجوا من مشاهدة وربما ردوا حدهم المال لئلا يقال قد بدا له الزهد وهم من تردد الناس اليهم وتقبيل ايديهم اوسع باب من ولايات الدنيا لان غاية الدنيا الرياسة **فصل** قال المصنف واكثر ما يلبس ابليس على العباد والزهاد خفى الرياء واما الظاهر من الرياء فلا يدخل فى التلبيس مثل اظهار النحول وصفار الوجه وشعث الشعر ليستدل بذلك على الزهد وكذلك خفض الصوت لاظهار الخشوع وكذلك الرياء بالصلوة والصدقة ومثل هذه الظواهر لا يخفى وانما نشير الى خفى الرياء **وقد** قال النبى صلى الله عليه وسلم انما الاعمال بالنيات ومتى لم يرد بالعمل وجه الله تعالى لم يقبل

ترجمہ تم دو باتوں کے بیچ میں پڑے ہو۔ یا تو اپنی نفسانی خواہشوں کے تابع ہو یا نصرانی راہبوں کی طرح رہبانیت نکالتے ہو۔ اول کا اثر یہ ہے کہ تکبر و غرور کی اور بچوں کی طرح کھیل و وجد و رقص کی رسی دراز کرتے ہو یا حقوق برباد کرتے اور بال بچوں کو چھوڑ کے اور مسجدمیں جاکر بیٹھ رہتے ہو۔ بھلا یہ لوگ عقل و شرع کے موافق کیوں عبادت نہیں کرتے۔ **فصل** زاہدوں پر ابلیس یہ تلبیس ڈالتا ہے کہ ان کے وہم میں جما دیا کہ زہد فقط اس امر کا نام ہے کہ سب سے کمتر کھانے اور لباس پر قناعت کرے لہذا یہ لوگ اسی مقدار پر کفایت کرتے اور ان کے دلوں میں ریاست و جاہ و مرتبہ کی خواہش بھری رہتی ہے اسی وجہ سے تم ان کو دیکھتے ہو کہ امیروں اور دولتمندوں کی ملاقات کے منتظر رہتے ہیں اور دولتمندوں کی تعظیم و تکریم اور فقیروں کی تحقیر کرتے ہیں اور لوگوں کی ملاقات کے وقت ایسا عجز و انکسار ظاہر کرتے ہیں گویا ابھی مشاہدہ سے نکلے ہیں اور بارہا انمیں سے بعضے مال پھیر دیتے ہیں تاکہ نہ کہا جاوے کہ اس نے زہد کا طریقہ بدل ڈالا ہے اور یہ لوگ دنیا کے خواہش کے وسیع دروازے میں اس ذریعہ سے گھسے ہیں کہ لوگ برابر ان کی خدمت میں آویں اور ان کے ہاتھوں کو بوسہ دیں اس واسطے کہ دین کی انتہا یہی کہ ریاست حاصل ہو **فصل۔ مصنف** نے کہا کہ عابدوں و زاہدوں پر بکثرت جو امر ابلیس نے مکر سے ڈال رکھا ہے وہ یہ کہ ریاکاری چھپی ہوئی رہتی ہیں اور ظاہری ریاکاری تو وہ خود علانیہ جانتے ہیں۔ وہ کچھ تلبیس میں شمار نہیں ہو سکتی۔ جیسے جسم کی نحافت ظاہر کرنا اور چہرہ کی زردی و بالوں کی پریشانی تاکہ اس کی ظاہری حالت سے ہر شخص جان لے کہ یہ صاحب بڑے زاہد ہیں۔ اسیطرح آواز پست رکھنا۔ تاکہ خشوع ظاہر ہو اور اسیطرح نماز و روزہ سے ریاکاری کرنا اور مال لٹانا تو ایسی کھلی ہوئی باتیں کچھ مخفی ریا میں نہیں ہو سکتی۔ پس بلکہ توجہ تو مخفی ریا پر ہے **حضرت** صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال کا مدار تو نیتوں پر ہے (صحاح)۔ اور جب کسی عمل سے خالص رضائے الٰہی مقصود نہ ہو۔ تو وہ قبول نہ ہوگا۔

بالا دون

وقال مالک بن دینار قولوا لمن لم یکن صادقا لا تتعب اعلم ان المؤمن لا یرید بعمله الا الله تعالی سبحانه وانما یدخل علیه خفی الریاء فیلتبس الامر فنجاته منه صعبة وعن یوسف بن اسباط قال تعلموا صحة العمل من سقمه فانی تعلمته فی اثنین وعشرین سنة وعن ابراهیم بن ادهم یقول تعلمت المعرفة من راهب یقال له سمعان دخلت علیه فی صومعته فقلت له یا سمعان منذ کم انت فی صومعتک هذه قال منذ سبعین قلت وما طعامک قال یا حنیفی وما دعاک الی هذا قلت احببت ان اعلم قال فی کل لیلة حمصة قلت فما الذی یهیج من قلبک حتی تکفیک هذه الحمصة قال تری الدیر الذی بحذائک قلت نعم قال انهم یاتونی فی کل سنة یوما واحدا فیزینون صومعتی ویطوفون حولها ویعظمونی بذلک فکلما تثاقلت نفسی عن العبادة ذکرتها عن تلک الساعة فانا احتمل جهد سنة بعز ساعة فاحتمل یا حنیفی جهد ساعة لعزة الابد فوقر فی قلبی المعرفة فقال ازیدک قلت نعم قال انزل عن الصومعة فنزلت فادلی الیّ رکوة فیها عشرون حمصة فقال لی ادخل الدیر فقد رأوا ما ادلیت الیک

ترجمہ - مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص سچائی سے عامل نہ ہو اس سے کہدو کہ کیون بیفائدہ رنج اٹھاتا ہے واضح ہو کہ مومن اپنے اعمال سے خالص اللہ تعالے کی رضامندی چاہتا ہے اور شیطان اسپر مخفی ریاکاری لیکر آتا ہی اور اس کو تلبیس میں ڈالتا ہی اور اس سے بچنا بہت سخت مشکل ہے یوسف بن اسباط رح فرماتے تھے کہ تم لوگ عمل کی صحت وسقم کو پہچاننا سیکھو - کیونکہ مینے اسکو بائیس (۲۲) برس میں سیکھا ہی ابراہیم بن ادہم فرماتے تھے کہ مینے معرفت ایک راہب سے سیکھی جس کو سمعان کہتے تھے چنانچہ میں اس کے صومعہ میں گیا اور اس سے کہا کہ اے سمعان تم کتنی مدت سے اس صومعہ میں رہتے ہو اس نے کہا کہ ستر برس ہوئے ہیں میں نے کہا کہ تم کیا کہاتے ہو اس نے کہا کہ اے حنیفی تم کیوں اس دریافت میں لگے ہو - مین نے کہا کہ مجھکو فقط دریافت کرنیکی خواہش ہی اُسنے کہا کہ ہر رات ایک چنا کھاتا ہون مینے کہا کہ تمہارے دلمیں کیا چیز جوش کرتی ہی کہ یہ چنا تم کو کافی ہوجاتا ہی اسنے کہا کہ تم وہ دیر جو سامنے نظر آتا ہی دیکھتے ہو - مینے کہا کہ ہاں سمعان نے کہا کہ وہ لوگ سال میں ایکروز میری صومعہ میں آتے ہیں اور اسکی آرایش کرتے ہیں اور اسکے گرد گھومتے ہیں اور اس سے میری تعظیم کرتے ہیں تو جب کبھی میرا نفس عبادت سے کسل کرتا ہی تو مین اسدن و راس گھڑی کو یاد کرلیتا ہوں تو اس ایک گھڑی کی یاد کے لئے تمام سال میں اس سخت جہد ومشقت کو برداشت کرتا ہوں اے حنیفی تجھے لازم ہے کہ دائمی عزت کے لئے جہد وکوشش کر اسکی گفتگو سے میرے دل میں معرفت نے گھر کیا پھر اس نے مجھسے کہا کہ مین تجھے کچھ زیادہ دکھادوں میں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے بولا کہ تم صومعہ سے نیچے اتر کر کھڑے ہو میں جب وہاں کھڑا ہوا تو اس نے رسی باندھکر ایک آبخورہ لٹکایا - میں نے کھول لیا - تو اس میں بیس (۲۰) چنے تھے - پھر مجھ سے کہا کہ تم ان کو لیے ہوئے اس دیر میں جاؤ کیونکہ انہوں نے مجھے لٹکاتے ہوئے دیکھ لیا ہی

فلما دخلت الدير اجتمعت النصارى فقالوا يا حنيفي ما الذى ادلى اليك الشيخ قلت من قوته قالوا وما تصنع به نحن احق به ساوم قلت عشرين دينارا فاعطوني عشرين دينارا فرجعت الى الشيخ فقال اخطأت لو ساومتهم عشرين الفا لاعطوك هذا عز من لا يعبده فانظر كيف عز من يعبده يا حنيفي اقبل على ربك قال المصنف ولخوف الريا ستر الصالحون اعمالهم حذرا عليها ويهرجها بضدها وكان ابن سيرين يضحك بالنهار ويبكى بالليل وكان في ذيل ايوب السختياني بعض الطول وكان ابن ادهم اذا مرض يرى عنده ما ياكله الاصحاء وعن وهب بن منبه يقول كان رجل من افضل اهل زمانه وكان يزار ويعظم فاجتمعوا اليه ذات يوم فقال انا قد خرجنا من الدنيا وفارقنا الاهل والاموال مخافة الطغيان وقد خفت ان يكون قد دخل علينا في حالنا هذه من الطغيان اكثر مما يدخل على اهل الاموال في اموالهم ارانا يحب احد منا ان يقضى له حاجته وان اشترى بيعا ان يقارب لمكان دينه وان لقى حيى ووقر لمكان دينه

ترجمہ میں اس دیر میں آیا تو نصاری نے میرے گرد جمع ہو کر پوچھنا شروع کیا کہ اے حنیفی تم کو بابا نے کیا عطا ہے۔ میں نے کہا کہ اپنی غذا میں سے یہ چنے دیئے ہیں نصارے نے کہا کہ اے حنیفی یہ چنے آپ کے کچھ کام کے نہیں ہیں اور ہم اس کے حقدار ہیں۔ آپ ہم سے اس کی قیمت لے لیجئے میں نے کہا کہ بیس دینار دو انہوں نے فورًا بیس اشرفیاں دیدیں۔ پھر میں راہ بدل کر سمعان کے پاس آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ تو نے غلطی کی اگر تو ان سے بیس ہزار مانگتا تو وہ تجھے دیتے۔ اے حنیفی یہ اس کی عزت ہے جو اللہ تعالے کو نہیں پوچھتا۔ اب تو قیاس کر لے کہ جو اللہ تعالے کی بندگی کرے اس کی کیا عزت ہوگی لمے حنیفی اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جاؤ مصنفؒ نے کہا کہ اسی ریا کے خوف سے صالحین نے اپنے اعمال چھپائے۔ تاکہ اُن کو بچالیں اور ان کو بچانے کے لئے اس کے برعکس ناقص اعمال ظاہر کئے ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قاعدہ تھا کہ دن میں لوگوں کے سامنے ہنسا کرتے اور رات کو رویا کرتے تھے۔ ایوب السختیانی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دامن کو کچھ دراز رکھتے تھے ابراہیم بن ادہم جب بیمار ہوتے تو اُن کے پاس وہ چیزیں رکھی ہوئی دکھائی دیتیں۔ جنکو تندرست لوگ کھایا کرتے ہیں وہب بن منبہ کہا کرتے کہ ایک شخص اپنے زمانہ میں افضل لوگوں میں سے تھا۔ اور لوگ دور سے اسکی زیارت کو آتے اور اسکی تعظیم کرتے ایک روز اس کے پاس جمع ہوئے تو اس نے فرمایا کہ ہم طغیان و غرور کی خوف سے دنیا و اہل و اموال سے خارج ہوئے انکو چھوڑا اور اب مجھ کو یہ خوف ہے کہ جسقدر حد سے تجاوز مال والوں پر انکے مال سے نہیں آتا اسقدر طغیان ہم لوگوں میں ہماری اس حالت موجودہ سے سماتا ہے تم دیکھتے ہو کہ ہم میں ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اسکی دینداری کی وجہ سے اسکی ضرورت پوری کیجائے اور اگر کچھ خریدے تو اسکے دام کم کئے جاویں اور اگر کسی سے ملاقات کرے تو لوگ اسکی دینداری کی وجہ سے عزت و توقیر کا برتاؤ کریں

فشاع ذلك الكلام حتى بلغ الملك فعجبه فركب اليه ليسلم عليه وينظر اليه فلما راٰه الرجل قيل له
هذا الملك قد اتاك ليسلم عليك فقال وما يصنع فقال للكلام الذی وعظت به قال رُدَّهٗ فسال غلامه
هل عندك طعام فقال شئ من ثمر الشجر مما كنت تفطر به فامر به فجيئ على مسح فوضع بين يديه
فاخذ ياكل منه وكان يصوم النهار ولا يفطر فوقف عليه الملك فسلم عليه فاجابه باجابة
خفية واقبل على طعامه ياكل فقال الملك اين الرجل قيل له هو هذا قال هذا الذی ياكل قالوا نعم
قال ما عند هذا من خير وادبر فقال الرجل الحمد لله الذی صرفك عنی بما صرفك به قال المصنف و
فی رواية اخری عن وهب انه لما اقبل الملك قدم الرجل طعامه فجعل يجمع البقول فی اللقمة
الكبيرة ويغمسها فی الزيت وياكل اكلا عنيفا فقال له الملك كيف انت يا فلان قال كالناس
فرد الملك عنان دابته وقال ما فی هذا من خير فقال الحمد لله الذی اذهبه عنی
وهو لی لائم وعن ابن عطاء قال اراد الوليد بن عبد الملك ان يولی يزيد بن مرثد
فبلغ ذلك يزيد فلبس فروة فجعل الجلد علی ظهره والصوف خارجا

**ترجمہ** تو اُس کی یہ گفتگو شائع ہوگئی۔ یہاں تک کہ بادشاہ تک خبر پہونچی۔ تو اس کو بہت پسند آیا اور اس کے دیدار و سلام کے واسطے سوار ہوا۔ جب قریب آیا تو اُس سے کہا گیا۔ کہ یہ بادشاہ آپ کی سلام کے واسطے آیا ہے۔ اس نے کہا یہ کس لئے۔ کہا گیا کہ اسی گفتگو کی وجہ سے جو آپ نے بطور وعظ بیان فرمائی تھی۔ کہا اُسے واپس کردو پھر غلام سے پوچھا۔ کہ بھلا تیرے پاس کچھ کھانا موجود ہے اس نے کہا کہ کچھ چھوارے وغیرہ پھل ہیں جن سے آپ افطار کیا کرتے تھے۔ شیخ نے اُن کو مانگا تو ٹاٹ کے دسترخوان پر لاکے رکھے گئے اور شیخ نے کھانا شروع کیا۔ حالانکہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ اتنے میں بادشاہ آکر کھڑا ہوا۔ اور سلام کیا۔ تو شیخ نے کچھ خفیف جواب دیا۔ پھر اپنے کھانے پر متوجہ ہوگئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ وہ شیخ کہاں ہیں۔ کہا گیا۔ کہ وہ یہی ہیں۔ کہا کہ جو کھانے میں مشغول ہیں کہا گیا کہ جی ہاں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس کے پاس تو کچھ خوبی نہیں ہے اور پھر کر چلا گیا۔ تو شیخ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ کا شکر ہے جس نے اس ذریعہ سے تجھے میرے پاس سے پھیر دیا۔ **مصنفؒ** نے کہا کہ دوسری روایت میں وہب رحؒ سے آیا ہے کہ جب بادشاہ آیا تو شیخ کے آگے اس کا طعام پیش کیا گیا تو شیخ نے ہر قسم کے ساگ کا بڑا لقمہ جمع کرکے روغن زیتون میں ڈبو کر کھانا شروع کیا اور بہت تیزی کے ساتھ کھانے لگے بادشاہ نے اس سے کہا کہ اے فلاں تیرا کیا حال ہے تو کیسا آدمی ہے شیخ نے کہا جیسے لوگ ہوتے ہیں پس بادشاہ نے اپنے گھوڑے کی باگ پھیر لی اور کہا کہ اس شخص میں کوئی بہتری نہیں ہے۔ شیخ نے کہا کہ اللہ تعؔ کا شکر ہے جسنے اس کو میری پاس سے اس طرح پھیرا کہ مجھے ملامت کرتا ہوا چلا گیا ابن عطا نے کہا کہ ولید بن عبدالملک خلیفہ نے ارادہ کیا کہ یزید بن مرثد کو متولی مقرر کرے یہ خبر یزید کو پہنچی۔ تو الٹی پوستین پہنی + + + + + + + + + + +

واخذ بيده رغيفا وعرقا وخرج بلا رداء ولا قلنسوة ولا نعل ولا خف وجعل يمشي في الاسواق ويأكل فقيل للوليد ان يزيد قد اختلط واخبر بما فعل فتركه ومثل هذا كثير **فصل** قال المصنف و من الزهاد من يستعمل الزهد ظاهرا وباطنا لكنه قد علم انه لابد ان يتحدث بتركه الدنيا اصحابه او زوجته فيهون عليه الصبر كما هان على الراهب الذي ذكرنا قصته مع ابن ادهم ولو انه راد الاخلاص في زهده لاكل مع اهله قدر ما يحمي به جانب النفس ويقطع الحديث عنه **وقد كان** داؤد بن ابي هند صام عشرين سنة فلم يعلم به اهله كان يأخذ غذاءه ويخرج الى السوق فيتصدق به في الطريق فاهل السوق يظنون انه قد اكل في البيت واهل البيت يظنون انه اكل في السوق وهكذا كان الناس **فصل** ومن المتزهدين من قوته الانقطاع في مسجد او رباط او جبل فلذته علم الناس بانفراده وربما احتج بانى اخاف ان ارى في خروجي المنكرات و له في ذلك مقاصد منها الكبر واحتقار الناس ومنها انه يخاف ان يقصروا في خدمته ومنها حفظ ناموسه ورياسته فان مخالطة الناس تذهب ذلك وهو يريد ان يبقى طراوة ذكره

**ترجمہ** اور اپنے ہاتھ میں ایک گردہ روٹی اور گوشت دار ہڈی لے کر بغیر چادر و ٹوپی و موزہ و جوتی کے باہر نکل کر بازاروں میں پھرنا اور کھانا شروع کیا۔ لوگوں نے ولید خلیفہ کو خبر پہونچائی کہ یزید بن مرثد کی عقل مختلط مجنوں ہو گئی ہے۔ اور یہ سب حال بیان کیا گیا۔ تو خلیفہ نے ارادہ ترک کیا اور ایسے روایات بکثرت ہیں **فصل** مصنف نے کہا کہ زاہدوں میں بعضے ایسے بھی ہیں۔ جو ظاہر و باطن زہد کو عمل میں لاتے ہیں۔ لیکن شیطان ایسے زاہد کو تبلاتا ہے۔ کہ یہ ضرور ہے۔ کہ تو اپنے یاروں سے اور زوجہ سے اپنا ترک دنیا کرنا اظہار کرے پس اس حیلہ سے اسپر صبر کرنا آسان ہوتا ہے۔ جیسے اس راہب کا بیان ہوا جسکا قصہ ہمنے ابراہیم بن ادہم کے ساتھ بیان کیا اور اگر ایسا زاہد فی الحقیقت اخلاص چاہتا تو اپنی زوجہ وغیرہ کے ساتھ بھی اسقدر کھا لیا کرتا۔ جس سے اس نفس کو بچاتا اور اپنے حق میں ایسی گفتگو سے زبان بند کرتا **داؤد بن ابی هند** نے بیس سال تک روزہ رکھا اور ان کے گھر والوں کو معلوم نہ ہوا کہ وہ اپنا کھانا گھر سے لے کر بازار کو جاتے اور راہ میں صدقہ کر دیتے اور بازار والے یہ سمجھتے کہ اپنے گھر سے کھا کر آئے ہونگے۔ اور گھر والے جانتے کہ انہوں نے بازار سے جا کر کھایا ہوگا۔ مردان خدا کا یہی طریقہ تھا۔ **فصل** زاہدوں میں بعضے وہ ہیں۔ جو الگ ہو کر مسجد میں یا رباط میں یا پہاڑ میں بیٹھ رہتے ہیں۔ اور ان کو یہ لذت ہے۔ کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو۔ کہ فلاں زاہد اکیلا ہو رہا ہے۔ اور بسا اوقات یہ حجت لاتا ہے کہ اگر میں باہر نکلوں۔ تو منکرات جو شرع میں ناجائز ہیں۔ وہ دیکھونگا۔ اور اس کے مقاصد دیگر بھی اس انقطاع میں ہیں **ازانجملہ** تکبر اور لوگوں کو حقیر سمجھنا اور **ازانجملہ** وہ خوف کرتا ہے کہ لوگ اس کی خدمت میں قصور کرینگے اور **ازانجملہ** اپنی ناموس و ریاست کی حفاظت ہے۔ کیونکہ لوگوں کے میل جول سے یہ بات جاتی رہیگی حالانکہ وہ چاہتا ہے۔ کہ اس کے ذکر کی تازگی قایم رہے +

وربما كان مقصوده ستر عيوبه ومقابحه وجهله بالعلم فترى هذا يحب ان يزار ولا يزور ويفرح بمجيئ الامراء اليه واجتماع العوام على بابه وتقبيلهم يديه فهو يترك عيادة المرضى وشهود الجنائز ويقول اصحابه اعذروا الشيخ فهذه عادته ولا كانت عادة تخالف الشريعة ولو احتاج هذا الشخص الى القوت ولم يكن عنده من يشتري له صبر على الجوع لئلا يخرج بنفسه لشراء ذلك فينضع من جاهه بمشيه بين العوام ولو انه خرج فاشترى حاجته لا نقطعت عنه الشهرة ولكن في باطنه حفظ الناموس وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج الى السوق ويشتري حاجته ويحملها بنفسه وكان ابو بكر يحمل الثياب على كتفه فيبيع ويشتري وعن عبد الله بن حنظلة زعم قال مر عبد الله بن سلام وعلى راسه حزمة حطب فقال له ناس ما يحملك على هذا وقد اغناك الله عنه قال اردت ان ادفع به الكبر وقال اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يدخل الجنة عبد فيه مثقال ذرة من كبر **فصل** قال المصنف وهذا الذي ذكرناه من الخروج لشراء حاجة ونحوها من التبذل كان عادة السلف القدماء وقد تغيرت تلك العادة كما تغيرت الملابس والاحوال

**ترجمہ** اور بسا اوقات اس کا مقصود یہ ہوتا ہے۔ کہ اس جاہل زاہد کے عیوب وقبیح باتیں اور علم سے جاہل ہونا سب چھپا رہے پس تو دیکھتا ہے کہ یہ زاہد چاہتا ہے کہ لوگ اس کے دیدار کو آویں اور وہ کسی کے دیکھنے کو نہ جاوے اور جب امرا اس کے پاس آتے ہیں تو بہت خوش ہوتا ہے اور جب عوام اس کے دروازے پر جمع ہوتے ہیں اور اس کا ہاتھ چومتے ہیں تو پھول جاتا ہے۔ پس وہ مریضوں کی عیادت کو نہیں جاتا۔ اور نہ جنازے کی نمازوں میں شریک ہوتا ہے۔ اور اس کے مریدین کہتے ہیں۔ کہ شیخ کو معذور فرمائیے کہ ان کی عادت یہی ہے اس عادت میں کیا عذر ہو۔ جو شرع کے خلاف ہے اگر یہ زاہد اپنی ضروری غذا وغیرہ کا کسی وقت حاجتمند ہوتا ہے۔ اور اتفاق سے کوئی شخص موجود نہ ہوا جو اس کے واسطے خرید لاوے۔ تو بھوکا رہنے پر صبر کرتا ہے۔ تاکہ خود نکلکر خرید کرنے میں عوام کے درمیان چلنے پھرنے سے اس کا مرتبہ ناقص نہو۔ اور اگر وہ خود نکلکر اپنی ضرورت کی چیز خریدی تو اسکی شہرت جاتی رہے لیکن اس کے دل میں حفظ ناموس کی بہت خواہش ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں جاکر اپنی ضرورت کی چیز خریدتے اور خود اٹھالاتے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کندھے پر کپڑے لادے جاتے اور ان کی خرید وفروخت کرتے تھے **عبداللہ** بن حنظلہ نے کہا کہ عبداللہ بن سلامؓ اپنے سر پر لکڑیوں کا گٹھا لادے ہوئے گزرے تو کچھ لوگوں نے آپ سے کہا کہ کیا باعث ہے کہ آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے بے پروا کردیا ہے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس ذریعہ سے نفس کا تکبر دور کردوں اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جنت میں وہ بندہ نہیں داخل ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہو **فصل** یہ جو ہم نے ضرورت خرید وفروخت وغیرہ کے واسطے نکلنے کا ذکر کیا جسمیں تبذل ہے یہ قدمای سلف کی عادت تھی اور یہ عادت بدلگئی جیسے لباس وحالات بدل گئے۔

ولا ارى العالم ان يخرج اليوم لشراء حاجته لان ذلك يكشف نور العلم عند الجهلة وتعظيمه عندهم
مشروع ومراعاة قلوبهم في مثل هذا لا يخرج الى الرياء واستعمال ما يوجب الهيبة في القلوب لا يمنع منه وليس كلما
كان في السلف مما لا يتغير به قلوب الناس يومئذ ينبغي ان يفعل اليوم قال الاوزاعي كنا نضحك و
نمزح واذا صرنا يقتدى بنا فلا ارى ذلك يسعنا قال المصنف وقد روينا عن ابراهيم بن ادهم ان اصحابه
كانوا يوما يتمازحون فدق رجل الباب فامرهم بالسكوت فقال له تعلمنا الرياء فقال انى اكره ان يعصى الله فيكم
قال المصنف وانما خاف قول الجهلة انظروا الى هؤلاء الزهاد كيف يفعلون وذلك ان العوام لا يحتملون مثل هذا
المتعبدين **فصل** ومن هؤلاء قوم لو سئل احدهم ان يلبس اللين من ثوبه ما فعل لئلا يتوكس جاهه في الزهد ولو خرج لما
ياكل والناس يرونه ويحفظ نفسه من التبسم فضلا عن الضحك ويوهمه ابليس ان هذا لاصلاح الخلق وانما هو رياء يحفظ به قانون
الناموس فتراه مطأطأ الراس عليه اثار الحزن فاذا خلا رايته ليث شرى **فصل** وقد كان السلف
يدفعون عنهم كلما يوجب الاشارة اليهم ويهربون من المكان الذي يشار اليهم فيه

---

ترجمہ اور آج کل میں کسی عالم کو نہیں دیکھتا کہ کسی ضروری چیز کی خرید کے واسطے نکلے اسلئے کہ جاہلوں کے نزدیک اس سے
نور علم میں دھندلاہٹ آجاتی ہے اور نور علم کی تعظیم ان کے نزدیک مشروع ہے۔ اور ایسی باتوں نہیں عوام کے دلوں کی رعایت
کرنا ریاکاری کیطرف نہیں لیجاتا اور ایسے طریقہ کا استعمال کرنا جس سے عوام کے دلوں میں ہیبت باقی رہے ان کے نزدیک
ممنوع نہیں ہے اور ہر چیز جس سے اب لوگوں کے قلوب متغیر ہوں اگرچہ وہ سلف میں ہو تو اسکا عمل میں لانا ضرور نہیں ہے اوزاعی
نے کہا کہ ہم پہلے ہنستے اور مزاح کرتے تھے اور جب ہماری یہ حالت پہنچی کہ ہمارے قول وفعل کی پیروی کی جائیگی تو ہم نے دیکھا۔ کہ یہ
باتیں ہم کو نہیں روا ہیں **مصنف** نے کہا کہ ہم کو ابراہیم بن ادہم سے روایت پہونچی کہ ایک روز ان کے اصحاب باہم خوش طبعی
کرتے تھے کہ اتفاق سے کسی نے دروازہ کھٹکایا۔ تو ان کو خاموشی کا حکم کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آج ریا سیکھی تو فرمایا کہ میں ناگوار
سمجھتا ہوں کہ تمہاری پیروی سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جاوے **مصنف** رح نے کہا کہ ابراہیم رح نے جاہلوں کے قول سے خوف کیا
تم لوگ ان زاہدوں کی طرف نظر کرو کہ کیونکر عمل کرتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ عوام لوگ عابدوں کے حق میں خوش طبعی وغیرہ کا گمان
نہیں رکھتے **فصل** زاہدوں میں بعضے ایسے ہیں کہ اگر اس سے درخواست کیجاوے کہ نرم کپڑا پہنے تو منظور نکریگا تاکہ اسکے مرتبہ زہد میں نقصان
نہ آوے اور اگر باہر ہو تو لوگوں کے سامنے نہ کھاوے اور اپنے آپ کو مسکرانے سے روکتا ہے ہنسنے کا کیا ذکر اور ابلیس اسکو وہم دلاتا
ہے کہ یہ خلق کی اصلاح ہے حالانکہ یہ ریاکاری ہے جس سے وہ اپنی ناموس کا قاعدہ محفوظ رکھتا ہے چنانچہ تو اس کو دیکھے کہ لوگوں
کے سامنے سر جھکائے بیٹھا رہتا ہے اور اس کے چہرہ پر حزن وغم کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ اور اگر کبھی اس کو خلوت میں تنہا
دیکھے تو شری (سلمی پہاڑ کی گھاٹی) کا شیر نظر آئیگا **فصل** ۔ سلف صالحین کا قاعدہ تھا کہ ہر خصلت جس سے وہ انگشت نما
ہوتے اس کو دور رکھتے۔ اور جہاں وہ مشار الیہ بنائے جاتے وہاں سے ہٹ جاتے +

وعن عبد الله بن خفيف قال قال يوسف بن اسباط خرجت من سبح راجلا حتے اتیت المصیصة و جرابی علی عنقی فقام ذا من حانوته یسلم علیّ وذا یسلم فطرحت جرابی ودخلت المسجد اصلی رکعتین فاحدقوا بی واطلع رجل فی وجھی فقلت فی نفسی کم لقا قلبی علی ھذا فاخذت جرابی ورجعت لعرقی وعنائی الی سبح فما رجع الی قلبی سنتین فصل ومن الزھاد من یلبس الثوب المتخرق ولا یخیطه ویترك اصلاح عمامته وتسریح لحیته لیری انه ما عنده من الدنیا خیر وھذا من ابواب الریاء فان کان صادقا فی عراضه عن اغراضه کما قیل لداؤد الطائی الا تسرح لحیتك فقال انی عنها مشغول فلیعلم انه قد سلك به غیر الجادة اذ لیست ھذه طریقة الرسول ولا اصحابه فانه کان یسرح شعرہ و ینظر فی المراة و یدھن و یتطیب وھو اشغل الخلق وکان ابوبکر وعمر یخضبان بالحناء والکتم وھما اخوف الصحابة وازھدھم ومن ادعی رتبة تزید علی السنة وافعال الاکابر لم یلتفت الیه فصل ومن الزھاد من یلزم الصمت الدائم وینفرد عن مخالطة اھله فیؤذیھم بقبح اخلاقه وزیادة انقباضه

ترجمہ۔ عبد اللہ بن خفیف نے کہا کہ یوسف بن اسباط نے بیان فرمایا کہ میں سبح سے پیدل نکلکر مصیصہ کو روانہ ہوا جب وہاں پہونچا تو میری جراب میرے گلے میں تھی۔ پس ادہر سے ایک دوکاندار نے اٹھکر مجھے سلام کیا اور ادہر سے دوسری نے اٹھکر سلام کیا۔ میں اپنی جرابیں ڈالکر مسجد میں گھس گیا وہاں دو رکعتیں پڑہنے لگا تو مجھے سب طرف سے لوگوں نے گھیر لیا۔ اور ایک شخص نے میرے چہرہ کے سامنے دیکھنا شروع کیا تو میں نے اپنے جی میں کہا کہ میرا جی کب تک اسہالت پر سلامت رہیگا۔ پس میں اپنی جراب لیکر باوجود پسینے میں غرق ہونے اور تھکے ماندے ہونے کے الٹے پاؤں سبح کی طرف واپس آیا۔ پھر دو سال تک میرا قلب بحال خود نہ آیا۔ فصل بعضے زاہد کا یہ طریقہ ہے کہ وہ پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہے اور اسکو نہیں سیتا اور اپنے عمامہ و داڑہی کی درستی چھوڑ دیتا ہے تاکہ لوگ یہ جانیں کہ اس کے پاس دنیا سے سوائے اس لباس کے کچھ نہیں ہے اور یہ ریاکاری کے دروازوں میں سے ہے پھر اگر وہ اصلاح و درستی کرنے میں سچا بھی ہو جیسے داؤد طائی سے کہا گیا تھا کہ آپ اپنی داڑہی کیوں درست نہیں کرتے تو فرمایا تھا کہ میں اس کے فکر سے دوسری طرف مشغول ہوں تاہم اسے یہ جاننا چاہئے کہ زاہد موصوف ٹھیک راہ نہیں چلا اس لئے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب کا طریقہ نہ تھا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالوں میں کنگھی کرتے اور آئینہ دیکھتے اور خوشبو لگاتے اور تیل ملتے حالانکہ آپ سب خلق سے زیادہ آخرت میں مشغول تھے اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما داڑہی میں حنا و کتم کا خضاب لگاتے حالانکہ سب صحابہ سے بڑہکر خوف رکہنے والے اور سب سے زیادہ زاہد تھے۔ اور جو کوئی ان اکابر سے بڑہکر رتبہ کا مدعی ہو تو اسکی طرف التفات بھی نہ کیا جائیگا۔ فصل بعضے زاہد ہمیشہ چپ رہنے کو لازم کر لیتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ ملنے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ پس اپنے قبیح اخلاق سے ان کو ایذا دیتے ہین

وينسى قول النبي صلى الله عليه وسلم ان لاهلك عليك حقا وقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يمزح و
يلاعب الاطفال ويحدث نساءه وعائشة الى غير ذلك من الاخلاق اللطيفة فهذا المتزهد الجاهل زوجته
كالايم وولده كاليتيم لانفراده عنهم وقبح اخلاقه لانه يرى ان ذلك يشغله عن الآخرة ولا يدري
لقلة علمه ان الانبساط الى الاهل من العون على الآخرة وفي الصحيحين ان النبي صلى الله عليه وسلم
قال لجابر هلا تزوجت بكرا تلاعبها وتلاعبك وربما غلب على هذا الزاهد التجفف فترك مباضعة الزوجة
فيضيع فرضا بنافلة غير محققة فصل ومن الزهاد من يرى عمله فلو قيل له انت من اوتاد الارض كان ذلك حقا ومنهم
من يترصد لظهور كرامته ويخيل اليه انه لو قرب من الماء قدر ان يمشي عليه فاذا عرض له امر فدعا فلم يجب تذمر في
باطنه وكانه اجير يطلب اجرة عمله ولو رزق الفهم لعلم انه عبد مملوك والمملوك لا يمن بعمله ولو نظر الى توفيقه
للعمل لرأى وجوب الشكر فخاف من التقصير منه فقد كان ينبغي ان يشغله خوفه
عن العمل من التقصير فيه عن النظر اليه كما كانت

ترجمہ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول بھول جاتا ہے کہ تجھپر تیرے اہل کا حق ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش طبعی
فرماتے اور بچوں کو باتوں سے بہلاتے اور ازواج مطہرات سے دل بہلانی کی باتیں کرتے اور عائشہ رض کے ساتھ دوڑتے تھے
اور اسی طرح دیگر اخلاق لطیفہ مروی ہیں۔ پھر اس زاہد جاہل کو دیکھو جس نے اپنی زوجہ کو بیوہ کے
مانند بنا دیا۔ اور بچوں کو یتیم بنا دیا اور بری اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اور الگ ہو بیٹھا کیونکہ یہ رای لگائی کہ ایسے امور اسکو
شغل آخرت سے روکنے والے ہیں۔ اور کم علمی سے یہ نہ جانا۔ کہ اہل وعیال سے کشادہ روئی سے بسر کرنا آخرت
کے واسطے معین ہے۔ اور صحیحین میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تونے کنواری لڑکی سے
کیوں بیاہ نہ کیا جس سے تو کھیلتا۔ اور وہ تجھ سے کھیل کرتی اکثر اوقات اس بنے ہوئے زاہد پر خشکی غالب ہوجاتی
ہے۔ تو وہ زوجہ سے ملنا بالکل ترک کر دیتا ہے جس کا حق فرض تھا۔ تو نفل کے پیچھے فرض کھو دیتا ہے یہ ثواب کی بات
نہیں ہو فصل بعض زاہد کا یہ حال ہو کہ وہ اپنے اعمال پر نظر کرتا ہو۔ تو اس سے اگر کہا جائے کہ آپ اوتاد میں سے ہیں تو اسکو حق
سمجھتا ہو۔ اور بعض زاہد اپنے واسطے کرامت ظاہر ہونے کا منتظر رہتا ہو۔ اور اسکے خیال میں جم جاتا ہو کہ اگر وہ دریا سے قریب ہو
تو اسکو قدرت ہو کہ پانی پر روان ہو جائے پھر جب اس نے کسی معاملہ میں دعا کی اور وہ قبول نہوئی تو وہ دلمیں ناخوش ہوتا ہو گویا وہ مزدور تھا
کہ اپنی مزدوری مانگتا ہو۔ اور اگر اس کو سمجھ ہوتی تو جانتا کہ وہ تو ایک بندہ مملوک ہو اور مملوک اپنی خدمت سے کچھ احسان نہیں رکھ سکتا
ہے اور اگر یہ دیکھتا کہ اسکو نیک عمل کی توفیق ملی ہے۔ تو جانتا کہ اسپر شکر ادا کرنا واجب ہو تو اپنے قصور سے خوفناک ہوتا۔
اور اس پر لازم یہ تھا۔ کہ اپنے عمل کو دیکھنے سے اسکو یہ امر باز رکھتا۔ کہ میرے اعمال میں بہت سے قصور سخت سرزد ہوا ہے جیسے
رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ کہا کرتی تھیں کہ میں استغفر اللہ کہنے میں اپنی کم سچائی سے توبہ کرتی ہوں اور مغفرت مانگتی ہوں + +

رابعة تقول استغفر الله من قلة صدقی فی قولی استغفر الله وقیل لها هل عملت عملا ترین انه یقبل منك فقالت ان كان فخوفی ان یرد علی **فصل** ومن تلبیس ابلیس علی قوم من الزهاد الذی دخل علیهم فیه من قلة العلم انهم یعملون بواقعاتهم ولا یلتفتون الی قول الفقیه **قال ابن عقیل** كان ابو اسحاق الخزاز صالحا وهو اول من لقننی كتاب الله وكان من عادته الامساك عن الكلام فی رمضان فكان یخاطب بآی القرآن فیما یعرض له من الحوائج فیقول فی اذنه ادخلوا علیهم الباب ویقول لابنه فی عشیة الصوم من بقلها وقثائها امر له ان یشتری البقل فقلت له تعتقد عبادة وهو معصیة فصعب علیه فقلت ان هذا القرآن العزیز نزل فی بیان احكام شرعیة فلا یستعمل فی اغراض دنیاویة وما هذا الا بمثابة صرك السدر والاشنان فی ورق المصحف او توسدك له فهجرنی ولم یصغ الی الحجة **قال المصنف** قلت وقد یسمع الزاهد القلیل العلم من العوام شیئا فیفتیه به حدثنی ابو حكیم ابراهیم بن دینار الفقیه ان رجلا استفتاه فقال ما تقول فی امرأة طلقت ثلاثا فولدت ذكرا هل تحل لزوجها قال فقلت لا وكان عندی الشریف الدحالی وكان مشهورا بالزهد عظیم القدر بین العوام

ترجمہ۔ رابعہ سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے کس عمل کو سمجھتی ہیں کہ وہ مقبول ہوا ہو تو فرمایا کہ واہ اگر کچھ ہو تو یہ کہ مجھے یہ خوف ہے کہ وہ مجھ پر رد نہ کر دیا جاوے **فصل** یعنے زاہد جنکی کم علمی سے شیطان نے ان پر قابو پایا ہے یہ تلبیس ڈالی کہ وہ لوگ اپنے واقعات پر عمل کرتے ہیں اور کسی فقیہ کے قول پر التفات نہیں کرتے **ابن عقیل** نے کہا کہ ابو اسحاق الخزاز مرد صالح تھے اور انہیں نے سب سے اول مجھے قرآن تلقین کیا۔ ان کی یہ عادت تھی کہ رمضان میں بولنا چھوڑ دیتے تھے اور جو ضرورتیں ان کو لاحق ہوں ان میں آیات قرآنی سے خطاب کرتے چنانچہ جس سے کہنا ہوتا کہ پاس آؤ۔ یعنی اجازت دیتے تو بجائے اس کے یہ آیتہ پڑھتے۔ ادخلوا علیهم الباب یعنی اسے بنی اسرائیل اس قوم کفار پر دروازہ سے داخل ہو الخ اور تیسرے پہر کو اپنے بیٹے کو کہتے من بقلها وقثائها یعنی زمین کی ساگ وککڑی سے یعنی بیٹے کو حکم دیا کہ بازار سے ساگ خرید و۔ میں نے شیخ سے عرض کیا کہ آپ اسکو عبادت سمجھتے ہیں حالانکہ یہ گناہ ہے یہ کلمہ ان پر دشوار گزرا تو میں نے کہا کہ یہ قرآن مجید احکام شرعیہ بیان کرنے کے لئے اترا ہے تو اسکو دنیاوی اغراض میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں۔ اور یہ ایسا ہے جیسے اوراق مصحف میں سدر اشنان رکھے یا اس کو تکیہ بناوے تو شیخ نے مجھے سخت سست کہا اور اس دلیل کی جانب التفات نہیں کیا **مصنف**ؒ نے کہا کہ زاہد کم علم کبھی عوام سے کوئی بات سنکر اسی کے موافق فتوی دیتا ہے چنانچہ مجھ سے ابو حکیم ابراہیم بن دینار الفقیہ نے بیان کیا کہ مجھ سے ایک مرد نے فتوی پوچھا کہ ایک عورت کو تین طلاق دی گئیں اس کے لڑکا ہوا تو کیا وہ عورت اپنے شوہر کو حلال ہے میں نے کہا کہ نہیں اور میرے پاس شریف الدحالی بیٹھے تھے اور یہ زاہد مشہور تھے اور عوام میں انکی بڑی قدر تھی +

فقال لی بل حلال فقلت ما قال هذا احد فقال والله لقد افتیت بهذا من ههنا الی البصرة قال المصنف قلت فانظر ما یصنع الجهل باهله ویضاف الیه حفظ الجاه خوفا ان یری الزاهد بعین الجهل وقد کان السلف ینکرون علی الزاهد مع معرفته بکثیر من العلوم ان یفتی لانه لم یجمع شروط الفتوی فکیف لو راو تخبیط المتزهدین الیوم فی الفتاوی بالواقعات وعن اسماعیل بن شبة قال دخلت علی احمد بن حنبل وقد قدم احمد بن حرب من مکة فقال لی احمد من هذا الخراسانی الذی قدم قلت من زهده کذا وکذا ومن ورعه کذا وکذا فقال لا ینبغی لمن یدعی ما یدعیه ان یدخل نفسه فی الفتیا فصل ومن تلبیسه علی الزهاد احتقارهم العلماء وذمهم ایاهم فهم یقولون المقصود العمل ولا یفهمون ان العلم نور القلب ولو عرفوا مرتبة العلماء فی حفظ الشریعة وانها مرتبة الانبیاء لعدوا انفسهم کالبکم عند الفصحاء والعمی عند البصراء والعلماء ادلة الطریق والخلق وراءهم ومن سلک بدونهم کان عشیء وحده وفی الصحیحین من حدیث سهل بن سعد ان النبی صلی الله علیه وسلم قال لعلی علیه السلام والله لئن یهدی الله بک رجلا واحدا خیر لک من حمر النعم

ترجمہ تو کہا کہ نہیں بلکہ وہ حلال ہے تو میں نے کہا کہ یہ حکم کسی عالم نے نہیں دیا تو کہا کہ واللہ میں نے یہاں سے بصرہ تک بھی فتوی دیا ہے۔ مصنف نے کہا کہ بھائیو دیکھو جاہلوں کے ساتھ جہالت کیا کرتی ہے اور زاہد میں جہالت کے ساتھ اپنے مرتبہ کی حفاظت ملجاتی ہے بخوف اس کہ اسکو جہالت کی نظر سے دیکھا جاوے اور سلف کا طریقہ یہ تھا کہ زاہد کو باوجود معرفت کے بہت سی علوم میں فتوی دینے سے روکتے اور انکار کرتے تھے کیونکہ اسمیں فتوی دینے کی شروط جمع نہیں ہیں پھر بھلا اگر ہمارے زمانہ کے زاہدوں کی خبطگی دیکھتے کہ واقعات میں کیسے فتوی دیتے ہیں تو کس طرح سخت انکار کرتے۔ اسمٰعیل بن شبہ نے کہا کہ میں احمد بن حنبل کے پاس گیا ان دنوں احمد بن حرب مکہ سے آئے تھے تو امام نے مجھ سے پوچھا کہ یہ خراسانی کون شخص ہے جو فی الحال وارد ہوا ہے میں نے کہا کہ زہد میں ایسا ایسا ہے اور تقوی میں ایسا ایسا ہے تو فرمایا کہ اسکو فتوی دینے میں داخل ہونا چاہیئے۔ باوجود ان صفات کے جنکو اپنے نفس کیواسطے مدعی ہو **فصل** ابلیس کی تلبیس ان جاہل زاہدوں پر یہ بھی ہے کہ عالموں کی حقارت مذمت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم کا مقصود یہی تھا کہ عمل کریں اور یہ نہیں سمجھتے کہ علم تو قلب کا نور ہے اور اگر یہ جہال زاہد عالموں کا مرتبہ جانتے کہ کیونکر اللہ نے انکی ذات سے شریعت کی حفاظت فرمائی ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام کا مرتبہ ہے تو یہ زہاد ان کے سامنے اپنے آپ کو ایسا سمجھتے جیسے فصحاء کے سامنے گونگا اور جیسے آنکھوں والوں کے سامنے اندھا ہوتا ہے۔ اور علماء راہ کے دلیل ہیں اور سب خلق ان کے پیچھے ہے اور جو انکے بدون چلا وہ اندھا آدمی اکیلا نہیں چلتا ہے ۔ **صحیحین** میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ واللہ اگر تیری ذات سے اللہ تعالی ایک شخص کو ہدایت دیدے تو تیرے واسطے سرخ اونٹوں کے گلہ سے بہتر ہے ۔

فصل ومما يعيبون به العلماء تقبيح العلماء فى بعض المباحات اللتى يتقوون بها على دراسة العلم وكذلك يعيبون جامع المال ولو هو امنوا لبيح لعلموا انه لا بحالة وغاية الامران غيره اولى منه افحش من صلوان يعيب من دى الفرض فام وعن ابى عبد الله الخواص وكان من عليه اصحاب حاتم الاصم قال دخلنا مع حاتم البلخى الى الرى ومعه ثلثمائة وعشرون رجلا يريد الحج عليهم الصوف والزر مانقات ليس فيهم من جراب ولا طعام فنزلنا على رجل من التجار متنسك فضافنا تلك الليلة فلما كان من الغد قال لحاتم يا ابا عبد الرحمن الك حاجة فانى اريد ان اعود فقيها لنا هو عليل فقال حاتم ان كان لك فقيه عليل فعيادة الفقيه لها فضل كبير والنظر الى الفقيه عبادة وانا اجئ معك وكان العليل محمد بن مقاتل قاضى الرى فقال له سربنا يا ابا عبد الرحمن فجاؤا الى باب داره فاذا البواب فبقى حاتم متفكرا يقول باب دار عالم على هذه الحال ثم اذن لهم فدخلوا فاذا بدار قوراء واله حسنة وبزة وفرش وستور فبقى حاتم متفكرا ينظر حتى دخلوا الى المجلس الذى فيه محمد بن مقاتل واذا بفراش حسن وطئ وهو عليه راقد وعند راسه مذبة وناس وقوف فقعد الرازى وبقى حاتم قائما فاومى اليه محمد بن مقاتل بيده اجلس

ترجمہ فصل۔ جن امور سے یہ لوگ علمار کو عیب لگاتے ہیں۔ایک یہ کہ علمار بعض مباحات کو استعمال کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے قوت حاصل کریں تاکہ درس کا کام پورا کریں اور اسی طرح بعض علمار پر مال جمع کرنے کا عیب لگاتے ہیں اگر یہ لوگ مباح کے معنی سمجھتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ ہر شخص کی مذمت نہیں ہو سکتی ہے۔ انتہار درجہ یہ ہے کہ جمع نہ کرنے والا جامع مال سے بہتر ہو۔ پھر کیا جس نے نماز فرض ادا کی اور سو رہا تو اسکو وہ شخص عیب لگا دے جو نماز پڑہتا رہا۔ یہ تو بہتر نہیں ہے ابو عبد اللہ الخواص نے کہا کہ ہمارے یہان حاتم الاصم گزرے ہم انکے ساتھ معہ ان کے تین سو بیس (۳۲۰) مریدوں کے ری میں داخل ہوئے سب حج کا قصد کرتے تھے اور وہ صوف کے کپڑے اور صوف کے جبے انمیں سے کسی کے پاس تھیلا یا طعام کچھ نہ تھا ہم لوگ ایک سوداگر کے پاس اترے اس لئے رات کو ہماری مہمانی کی دوسرے روز اس نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن آپکو کچھ ضرورت تو نہیں میں چاہتا ہوں کہ ہمارے یہان ہمارا فقیہ بیمار ہے اسکی عیادت کروں حاتم نے کہا کہ اگر تیرا فقیہ بیمار ہے تو فقیہ کی عیادت کی بڑی فضیلت ہے اور اسکا دیکھنا عبادت ہے اور میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور بیمار محمد بن مقاتل ری کا قاضی تھا۔ پس یہ سب لوگ قاضی کے دروازہ پر آئے دیکھا تو دربان موجود ہے تو حاتم اصم رہ متفکر ہو گئے کہ عالم کے دروازہ کی یہ حال ہے پھر قاضی نے انکو اجازت دی تو داخل ہو کر کیا دیکھتے ہیں کہ مکان چمکتا ہوا اور اسباب خوب موجود ہے اور کپڑے عمدہ و فرش و پردے ہیں حاتم اصم متفکر ہو کر دیکھنے لگے جب اس مجلس میں داخل ہوئے جہان محمد بن مقاتل تھے تو دیکھا کہ عمدہ بچھونا ہے اسپر لیٹے ہیں اور سرہانے مورچل ہے اور لوگ کھڑے ہیں پھر سوداگر رازی بیٹھ گیا اور حاتم کھڑے رہے تو محمد بن مقاتل نے انکو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ

فقال حاتم لا اجلس قال مسئلة اسئلك عنها قال فسلنی قال حاتم قم فاستوجالسا حتی اسئلك فامر غلمانه فاسندوه فقال حاتم علمك هذا من این جئت به فقال حدثنی الثقات عن الثقات من الائمة قال عمن اخذوه قال عن التابعین فقال والتابعون عن من اخذوه قال عن اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قال واصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم عمن اخذوه قال عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ورسول الله صلی الله علیه وسلم من این جاء به قال عن جبریل علیه السلام عن الله عز وجل قال حاتم ففیم اداه جبرئیل عن الله عز وجل الی النبی صلی الله علیه وسلم واداه النبی صلی الله علیه وسلم الی اصحابه واداه اصحابه الی تابعیهم فاداه التابعون الی الائمة واداه الائمة الی الثقات فاداه الثقات الیك هل سمعت فی هذا العلم من کانت داره فی الدنیا احسن وفراشه الین وزینته اکثر کان له المنزلة عند الله عز وجل اکثر قال لا قال فکیف سمعت قال سمعت من زهد فی الدنیا ورغب فی الاخرة واحب المساکین وقدم لاخرته کان عند الله عز وجل له المنزلة اکثر والیه اقرب قال لحاتم وانت بمن اقتدیت بالنبی صلی الله علیه وسلم وباصحابه والتابعین ومن بعدهم والصالحین علی اثرهم او بفرعون ونمرود اول من بنی بالجص والاجر یا علماء السوء الجاهل المتکالب علی الدنیا الراغب فیه

ترجمہ تو حاتم نے کہا۔ کہ میں نہیں بیٹھونگا مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ قاضی نے کہا کہ پوچھو۔ حاتم نے کہا کہ اٹھکر سیدھے بیٹھو۔ تو پوچھوں۔ پس ابن مقاتل نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ انہوں نے تکیہ لگا کر ان کو بٹھایا۔ حاتم اصم نے کہا کہ اپنا یہ علم تم کس سے لائے ہو۔ کہا کہ ہم کو ثقہ مشائخ نے ثقہ اماموں سے پہونچایا ہے۔ کہا کہ انہوں نے کس سے لیا ہے کہا کہ تابعین سے پوچھا کہ تابعین نے کس سے لیا ہے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اصحاب نے کس سے لیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکو کہاں سے لائے۔ کہا کہ جبرئیل علیہ السلام سے لیا ہے جنہوں نے اللہ تعالٰے سے اصل کیاہے حاتم اصم نے کہا کہ پھر تم نے اس علم میں جو اللہ تعالٰی سے جبرئیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچایا اور حضرت نے تابعین کو اور تابعین نے آئمہ کو اور آئمہ نے ثقات کو اور ثقات نے تم کو پہونچایا ہے۔ یہ پایا کہ دنیا میں جس کا گھر سب سے بہتر اور بچھونا نرم اور زینت زیادہ ہو تو اُس کی منزلت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی ہے قاضی نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کہ پھر تم نے کیونکر سنا ہے۔ کہا کہ میں نے سُنا کہ جو دنیا میں زاہد ہوا۔ اور آخرت میں راغب ہوا۔ اور مساکین کو پسند کیا اور اپنی آخرت کا سامان بھیجا تو اللہ تعالٰے کے نزدیک اسکی منزلت زیادہ اور قرب زیادہ ہوگا۔ حاتم نے کہا۔ کہ پھر تم نے کس کی اقتدار کی۔ کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم و اصحاب و تابعین و مابعد صالحین کی اقتدار کی یا کہ فرعون و نمرود کی اقتدار کی۔ جس نے سب سے پہلے گچ اور اینٹ سے عمارت بنوائی ہے۔ اے برے عالمو۔ تمہارے سبب سے جاہل جو دنیا پر بسنزار جان سے گرا پڑتا ہے ✦

يقول هذا العالم على هذه الحالة الا اكون انا قال فخرج من عنده وازداد محمد بن مقاتل مرضا وبلغ اهل الرى ما جرى
بين حاتم وابن مقاتل فقالوا لحاتم ان محمد بن عبيد الطنافسي بقزوين اكثر شيئا من هذا فصار اليه فدخل عنده
الخلق يحدثهم فقال له رحمك الله انا رجل عجمي جئتك لتعلمني مبدأ ديني ومفتاح صلاتي كيف اتوضأ
للصلوة فقال نعم وكرامة يا غلام اناء فيه ماء فجاء باناء فيه ماء فقعد محمد بن عبيد فتوضأ ثلثا ثم قال له
هكذا فتوضأ قال حاتم مكانك رحمك الله حتى توضأ بين يديك ليكون اوكد لما اريد فقام الطنافسي وقعد
حاتم مكانه فتوضأ وغسل وجهه ثلثا حتى اذا بلغ الذراع غسل اربعا فقال الطنافسي قال حاتم
فيما ذا اسرفت قال غسلت ذراعك اربعا قال يا سبحان الله انا في كف واحد اسرفت وانت في جميع
هذا الذي اراه كله لم تسرف فعلم الطنافسي انه اراده بذلك فدخل البيت ولم يخرج الى الناس
اربعين يوما وخرج حاتم الى الحجاز فلما صار الى المدينة احب ان يخصم علماء المدينة فلما دخل المدينة
قال فاين قصر رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اذهب اليه فاصلي فيه ركعتين قالوا ما كان لرسول الله قصر انما كان له بيت لاط

ترجمہ یہ کہے گا کہ جب یہ عالم اس طرح پر ہے۔ تو میں کیون نہو جاوٗں۔ اور حاتم وہاں سے نکل آئے اور محمد بن مقاتل کا مرض زیادہ بڑھ
گیا۔ اور رے کے لوگون نے یہ ماجرا جو حاتم و ابن مقاتل کے درمیان واقع ہوا تھا۔ سب سنا تو حاتم سے کہا کہ قزوین میں محمد بن عبید
الطنافسی کا محل و دولت و سامان اس سے بھی زیادہ ہی۔ تو حاتم روانہ ہوکر محمد بن عبید کی پاس پہونچے ان کے پاس ایک جماعت
کثیر موجود تھی جنکو حدیث سناتے تھے اُنسے کہا کہ خدا تم پر رحم کرے میں ایک شخص عجمی ہوں اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھی
میری نماز کی کنجی اور مبدأ دین سکھلا دیجے کہ وضو کیونکر کرتے ہیں محمد بن عبید نے کہا کہ بہت تکریم و خوشی کیساتھ سکھلاؤنگا
اے غلام برتن میں پانی لاوٗ۔ پس وہ لایا تو محمد بن عبید نے تین بار وضو کرکے فرمایا۔ کہ اسی طرح وضو کیا کرو۔ حاتم نے کہا۔
کہ ذرا ٹھہر جائیے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے تاکہ میں آپ کے سامنے وضو کرلوں۔ تاکہ خوب مستحکم ہو جائے پس محمد بن عبید
کھڑے ہو گئے اور حاتم نے وضو کرنا شروع کیا۔ اور تین بار مُنہ دہویا جب ہاتھوں کی باری آئی تو چار مرتبہ ہاتھ دھویا۔ طنافسی
نے کہا کہ تم نے اسراف کیا۔ حاتم نے کہا کہ کس چیز میں اسراف کیا۔ کہا کہ تم نے ہاتھ چار مرتبہ دہویا تو حاتم نے کہا ای سبحان اللہ میں
فقط ایک ہاتھ میں اسراف کا ملزم ہوا اور آپ اس تمام سامان میں جو دیکھہ رہا ہوں کچھ مسرف نہ ہوئے طنافسی سمجھ گئے کہ اس شخص
نے اسی کے واسطے میرا قصد کیا تہا۔ پس وہ گھر چلے گئے۔ اور چالیس روز تک لوگوں کے پاس نہ نکلے۔ حاتم وہان سے حجاز کو
گئے۔ جب مدینہ پہونچے تو چاہا۔ کہ وہان کے علماء کو بھی قائل کریں۔ پس جب مدینہ میں داخل ہوئے۔
تو پوچھا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محل کہان ہے تاکہ میں وہاں جاکر دو رکعت نماز پڑھوں
لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا محل نہ تھا بلکہ آپ کے واسطے ایک کچی کوٹھری تھی +

قال فاین قصور اهله وقصور اصحابه وازواجه قالوا ما کان لهم قصور انما کانت لهم بیوت لاطیة قال حاتم یا قوم فهذه مدینة فرعون قال فلببوه وذهبوا به الی الوالی فقالوا هذا العجمی یقول هذه مدینة فرعون فقال الوالی لم قلت ذلك قال حاتم لا تعجل علی ایها الامیر انا رجل غریب دخلت هذه المدینة فسألت ای مدینة هی قالوا مدینة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقلت واین قصر رسول الله صلی الله علیه وسلم وقصور اصحابه قالوا انما کانت لهم بیوت لاطیة وسمعت الله عز وجل یقول لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة فانتم بمن تأسیتم برسول الله صلی الله علیه وسلم او بفرعون قال المصنف قلت لو یل للعلماء من الزاهد الجاهل الذی یقتنع بعلمه فیری الفضل فرضا فان الذی انکره مباح والمباح ما اذن فیه والشرع لا یاذن فی شیء ثم یعاتب علیه فما اقبح الجهل ولو انه قال لهم لو قصرتم مما انتم فیه لیقتدی الناس بکم کان اقرب حاله ولو سمع هذا بان عبد الرحمن بن عوف والزبیر وابن مسعود وفلانا وفلانا من الصحابة خلفوا اموالا عظیما تراه ماذا کان یقول وقد اشتری تمیم الداری حلة بالف درهم کان یقوم فیها باللیل ففرض الزاهد التعلم من العلماء فاذا لم یتعلم فلیسکت

ترجمہ حاتم نے کہا کہ پھر آپ کی خاندان اور اصحاب و ازواج کے محل کہاں ہیں تو لوگون نے کہا کہ ان کے محل نہ تھے بلکہ ان کی مکانات کچے تھے تو حاتم نے کہا کہ اے لوگو پھر یہ شہر فرعون ہے یہ کلمہ سنکر لوگوں نے حاتم کو گالیاں دین اور پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے اور بیان کیا کہ یہ عجمی کہتا ہے کہ یہ شہر فرعون ہے حاکم نے کہا کہ تو نے ایسا کلمہ کیون کہا حاتم نے کہا کہ اے امیر جلدی نہ فرمائیے مین ایک پردیسی ہون۔ جب اس شہر میں داخل ہوا تو میں نے پوچھا کہ یہ کون شہر ہے جواب ملا کہ شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے تو مینے کہا کہ محل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہان ہے اور آپ کے اصحاب کے محلات کہان ہین تو لوگون نے کہا کہ ان بزرگوں کے محلات نہ تھے بلکہ کچے گھر تھے اور مین نے قرآن مجید مین سنا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے لقد کان لکم الخ یعنی رسول اللہ کی پیروی میں تمہاری بہتری ہے اب تم لوگ مجھے بتلادو کہ تم نے کس کی پیروی کی ہے آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و آپ کے اصحاب کی پیروی کی یا کہ فرعون کی پیروی کی مصنف رح نے کہا کہ جاہل زاہد سے علماء کے حق میں افسوس ہے کہ جاہل مذکور اپنے علم پر بھروسا کر کے فضیلت کو بھی فرض سمجھتا ہے کیونکہ حاتم نے جن امور کا اول سے آخر تک انکار کیا وہ مباح ہین اور مباح مین شرع نے اجازت دی ہے اور جس چیز کی اجازت دی اسمین عتاب و عذاب نہین فرمایا جائیگا اب غور کرو کہ جہالت کیسی قبیح چیز ہے ہان اگر حاتم ان علماء سے اسیقدر کہتے کہ یارو جس حالت میں تم لوگ پڑے ہو اگر اسمین کمی کرتے تاکہ عوام الناس تمہاری اقتدا کرتے تو یہ کلام مناسب تھا اور دیکھو اگر یہ زاہد سنتا کہ عبد الرحمن بن عوف و زبیر و ابن مسعود و فلان فلان صحابہ نے اموال عظیمہ چھوڑے تو بھلا تمہاری رائے مین یہ زاہد کیا کہتا اور تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے ہزار درم کو ایک حلہ خریدا تھا اسکو پہنکر رات مین نماز پڑہنے کھڑے ہوتے تھے بالجملہ زاہد پر فرض یہ ہے کہ عالمون سے علم سیکھے اور اگر نہ سیکھے تو خاموش ہو رہے

وعن مالك بن دينار يقول ان الشيطان ليلعب بالقراء كما يلعب الصبيان بالجوز وعن حبيب الفارسي يقول والله ان الشيطان ليلعب بالقراء كما يلعب الصبيان بالجوز قال المصنف قلت المراد بالقراء الزهاد وهذا اسم قديم لهم معروف الباب العاشر في ذكر تلبيس ابليس على الصوفية قال المصنف الصوفية من جملة الزهاد وقد ذكرنا تلبيس ابليس على الزهاد الا ان الصوفية انفردوا عن الزهاد بصفات واحوال وتوسموا بسمات فاحتجنا الى افرادهم بالذكر والتصوف طريقة كان ابتداءها الزهد الكلي ثم ترخص المنتسبون اليها في السماع والرقص فمال اليهم طلاب الآخرة من العوام لما يظهرونه من الزهد ومال اليهم طلاب الدنيا لما يرون عندهم من الراحة واللعب فلا بد من كشف تلبيس ابليس عليهم في طريقة القوم ولا ينكشف ذلك الا بكشف اصل هذه الطريقة وفروعها وشرح امورها والله الموفق فصل قال المصنف كانت النسبة في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الاسلام والايمان فيقال مسلم ومؤمن ثم حدث اسم زاهد وعابد ثم نشأ اقوام تعلقوا بالزهد والتعبد فتخلوا عن الدنيا وانقطعوا الى العبادة واتخذوا في ذلك طريقة تفردوا بها واخلاقا تخلقوا بها وراوا ان اول من انفرد به بخدمة الله سبحانه عند بيته الحرام رجل يقال له صوفة واسمه الغوث بن مر فانتسبوا اليه

ترجمہ۔ مالک بن دینار فرمایا کرتے تھے کہ قاریوں کے ساتھ شیطان کھیل کرتا ہے جیسے لڑکے اخروٹ سے کھیلا کرتے ہیں حبیب عجمی کہا کرتے کہ شیطان قاریوں سے واللہ ایسے کھیلتا ہے۔ جیسے لڑکے اخروٹ سے کھیلتے ہیں **مصنف** نے کہا کہ قاریوں سے زاہد مراد ہیں۔ اور یہ قدیم سے انکا متواتر نام معروف ہے **باب دہم** صوفیوں پر تلبیس ابلیس کا بیان **مصنف** نے کہا کہ صوفیہ بھی زاہدوں میں سے ایک قوم ہے اور ہم نے زاہدوں پر تلبیس ابلیس کا بیان لکھدیا ولیکن چند صفات واحوال میں صوفیہ اُن سے جدا ہیں اور اپنے واسطے کچھ نشانات وعلامات خاص کر لئے ہیں لہذا ہم انکا ذکر علیحدہ بیان کرتے ہیں تصوف ابتدا میں زہد کلیہ کا نام تھا پھر جو لوگ تصوف کیطرف منسوب ہوئے اونہوں نے سماع ورقص کی اجازت دی تو عوام میں سے جو لوگ آخرت کے طالب ہوئے وہ انکی طرف جھک پڑے اسوجہ سے کہ یہ لوگ زہد ظاہر کرتے تھے اور دنیا کے طالب بھی ان کی طرف جھک پڑے کیونکہ ان کے پاس راحت وکھیل کود نظر آیا تو ضرور ہوا کہ اس قوم کے طریقہ میں جو تلبیس ابلیس نے اُنپر ڈالی ہے اسکا حال کھول دینا چاہئے اور یہ جبھی ممکن ہے کہ اس طریقہ کا اصل وفرع بیان ہو۔ اور اس کے امور کی شرح بیان کی جاوے **فصل** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نسبت اسلام وایمان کی طرف ہوتی چنانچہ مسلم یا مومن کہا جاتا پھر پیچھے زمانہ میں زاہد وعابد وغیرہ نام پیدا ہوئے۔ پھر کچھ قومیں پیدا ہوئیں۔ جنہوں نے زہد وعبادت سے تعلق کر کے دنیا سے انقطاع کر لیا اور عبادت کے واسطے علیحدہ ہو گئے۔ اور اس میں ایک طریقہ بنا کر متفرد نام وطریقہ سے ممتاز ہوئے۔ اور کچھ اخلاق خاص کر لئے۔ جو اُن کے سوائے دوسروں میں نہ ہوں۔ اور انہوں نے دیکھا۔ کہ بیت اللہ کے پاس خدمت کے واسطے جو شخص سب سے اول منفرد ہوا تھا اس کا لقب **صوفہ** تھا اور نام **غوث** بن مر تھا۔ پس اس کی طرف منسوب ہوئے ✦ ✦

لمشابهتهم اليه في الانقطاع الى الله سبحانه فتسموا بالصوفية وعن ابن سعيد الحافظ قال سألت وليد بن القاسم الى اى
شئ ينسب الصوفي فقال كان قوم في الجاهلية يقال لهم صوفة انقطعوا الى الله عز وجل وقطنوا الكعبة فمن تشبه
بهم فهم الصوفية قال عبد الغني فهؤلاء المعروفون بصوفة ولد الغوث بن مر اخي تميم بن مر وعن
الزبير بن بكار قال كانت الاجازة بالحج للناس من عرفة الى الغوث بن مر بن اد بن طابخة ثم كانت في
ولده وكان يقال لهم صوفة وكان اذا حانت الاجازة قالت العرب اجاز صوفة قال الزبير قال ابو عبيدة
وصوفة وصوفان يقال لكل من ولي من البيت شيئا من غير اهله اذا قام لشيء من امر المناسك
يقال لهم صوفة وصوفان وعن ابن السائب الكلبي قال انما سمي الغوث بن مر صوفة لانه كان لا يعيش لامه
ولد فنذرت لئن عاش لتعلقن برأسه صوفة ولتجعلنه ربيط الكعبة ففعلت
فقيل صوفة ولولده من بعده وعن عقال بن شبة
قال قلت ام تميم بن مر ولدت نسوة فقالت لله علي ان ولدت غلاما عبدا
للبيت فولدت الغوث بن مر فلما ربطته عند البيت اصابه الحر فمرت به وقد سقط واستر

**ترجمہ** کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف انقطاع مین اُس کے ساتھ مشابہ ہوئے تو اپنا نام صوفیہ رکھا۔ **ابو سعید**
الحافظ رحنے کہا۔ کہ مین نے ولید بن القاسم سے پوچھا کہ یہ صوفی کیا نسبت ہے۔ تو اُنھوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت
مین ایک قوم تھی جن کو صوفہ کہتے تھے وہ لوگ اللہ تعم کے واسطے الگ ہو گئے تھے۔ اور کعبہ مین وطن کر لیا تھا
تو جو کوئی اُن سے مشابہ ہوا وہ صوفیہ ہے **عبد الغنی** نے کہا کہ ایسے لوگ معروف بصوفہ یعنی صوفہ کی طرف منسوب
ہین جو تمیم بن مر کے بھائی غوث بن مر کا فرزند تھا۔ زبیر بن بکار نے کہا کہ عرفہ سے لوگون کو حج کی اجازت دینا غوث بن مر
اد بن طابخہ کے حوالے تھی پھر اُس کے فرزند مین رہی اُس کو لوگ صوفہ کہتے تھے اور جب اجازت کا وقت آتا تو عرب کہتے
کہ اے صوفہ آپنے اجازت دی۔ زبیر نے کہا کہ ابو عبیدہ رحنے بیان کیا کہ صوفہ اور **صوفان** ہر ایسے شخص کو کہتے ہین
جو بیت اللہ والون کے سواے دوسرے لوگون سے امر البیت کا متولی ہو جب کہ مناسک حج مین سے کسی چیز کا سرانجام
اُس کے تعلق ہو تو اُن کو صوفہ و صوفان کہتے ہین **ابن السائب الکلبیؒ** نے کہا کہ غوث بن مر کا نام صوفہ اس لیے ہوا
کہ اُس کی ماں کا کوئی لڑکا نہین جیتا تھا۔ اُس نے نذر مانی کہ اگر جیتا رہے۔ تو اُس کے سر مین صوف باندھیگی اور اُس کو
کعبہ کی خدمت سے مربوط کر دیگی یعنی ہمیشہ کعبہ کے پاس رہکر خدمت کرتا رہے گا پھر اُس نے اپنی نذر پوری کی تو اُس لڑکے
کا نام صوفہ پڑ گیا۔ اور جو اُس کی اولاد ہوئی وہ بھی صوفہ کہلائی **عقال** بن شبہ نے کہا کہ تمیم بن مر کی ماں کی لڑکیاں زیادہ
ہوئین تو اُس نے کہا کہ مجھپر للہ نذر ہے کہ اگر لڑکا ہوا تو مین اُس کو بیت اللہ کی خدمت کے واسطے دیدونگی تو غوث پیدا ہوا
اُس کی ماں نے عہد کے موافق اُسکو خانہ کعبہ کی پاس باندھ دیا جب اُس کو سخت دھوپ لگی تو گر پڑا۔ یہ عورت اُدھر آئی

فقالت ما صار ابني الا صوفة فسمي صوفة وكان الحج واجازة الناس من عرفة الى منى ومن منى الى مكة لصوفة فلم يزل الاجازة
الى عقب صوفة حتى اخذتها عدوان فلم تزل في عدوان حتى اخذتها قريش **فصل** قال المصنف وقد
ذهب قوم الى ان التصوف منسوب الى اهل الصفة وانما ذهبوا الى هذا لانهم رأوا اهل الصفة على ما
ذكرنا من صفة صوفة في الانقطاع الى الله سبحانه وملازمة الفقر فان اهل الصفة كانوا فقراء يقدمون
على رسول الله صلى الله عليه وسلم وما لهم اهل ولا مال فبنيت لهم صفة في مسجد رسول الله صلى الله
عليه وسلم وقيل اهل الصفة وعن الحسن قال بنيت صفة لضعفاء المسلمين فجعل المسلمون يوغلون
اليها ما استطاعوا من خير فكان رسول الله صلى الله عليه يأتيهم فيقول السلام عليكم يا اهل الصفة
فيقولون وعليك السلام يا رسول الله فيقول كيف اصبحتم فيقولون بخير يا رسول الله وعن ابي ذر قال
كنت من اهل الصفة وكنا اذا امسينا حضرنا باب رسول الله صلى الله عليه وسلم فيامر كل رجل فينصرف برجل فيبقى من بقي من
اهل الصفة عشرة او اقل فيؤتى النبي صلى الله عليه وسلم بعشائه فنتعشى معه فاذا فرغنا قال رسول الله صلى الله عليه و
سلم ناموا في المسجد قال المصنف قلت وهاؤلاء القوم انما قعدوا في المسجد ضرورة

ترجمہ تو کہنے لگی کہ یہ صوفہ ہو گیا یعنی جیسے صوف کا ٹکڑا ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا نام صوفہ ہوا۔ پھر صوفہ کے متعلق یہ تھا۔
کہ لوگوں کو حج کرا دے اور ان کو عرفہ سے منی کی اور منی سے مکہ کی اجازت دینا صوفہ کے تعلق تھا اور برابر یہ اجازت صوفہ کے
اولاد میں رہتی آئی۔ یہانتک کہ عدوان نے لے لی پھر برابر عدوان میں چلی آئی۔ یہان تک کہ اُن سے قریش نے لیلی +
**فصل مصنف** رح نے کہا کہ ایک قوم اُس طرف گئی ہے کہ تصوف اہل صفہ کی طرف منسوب ہے یہ اس لیے کہ اُنھون نے
دیکھا کہ اہل صفہ بھی اُسی صفت پر تھے جو ہم نے صوفہ کے حال میں بیان کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف منقطع تھے اور ہمیشہ فقیر
رہتے کیونکہ اہل صفہ محتاج تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے اُن کے پاس مال تھا نہ اہل
وعیال۔ پس اُن کے لئے مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک صفہ بنا دیا گیا تھا **حسن** رح سے روایت ہے۔ کہ ضعفا
مسلمین کے لیے صفہ بنا دیا گیا تھا۔ تو مسلمانون نے جہان تک جس سے ہو سکتا وہان کھانا وغیرہ پہونچایا کرتے اور رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس آیا کرتے اور فرماتے کہ السلام علیکم یا اہل الصفہ۔ وہ جواب دیتے۔ کہ وعلیک
السلام یا رسول اللہ۔ پھر فرماتے۔ کہ کیف اصبحتم۔ تو وہ جواب دیتے کہ ہم نے خیریت کے ساتھ صبح کی یا رسول اللہ۔
**ابوذر** رح نے کہا۔ کہ مین اہل الصفہ مین تھا۔ اور جب شام ہوتی۔ تو ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر
حاضر ہوتے۔ پس آپ ہر شخص کو حکم دیتے کہ وہ ایک شخص کو اپنے ساتھ لے جاتا پھر جو لوگ اہل الصفہ مین سے دس یا کم و بیش
رہجاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عشاء کا کھانا لایا جاتا پس ہم لوگ آپ کے ساتھ کھاتے جب فارغ ہوتے تو ہم سے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ جا کر مسجد مین سو رہو **مصنف** رح نے کہا کہ ان صحابہ نے بضرورت مسجد مین قیام کیا۔

وانما اكلوا من الصدقة ضرورة فلما فتح الله على المسلمين استغنوا عن تلك الحال وخرجوا ونسبة الصوفي الى اهل الصفة غلط لانه لو كان ذلك لقيل صفي وقد ذهب قوم الى انه من الصوفانة وهي بقلة رعناء قصيرة فنسبوا اليهم لاجتزائهم بنبات الصحراء وهذا غلط ايضا لانه لو نسب اليها لقيل صوفاني وقال اخرون هو منسوب الى صوفة القفاء وهي الشعرات النابتة في مؤخره كان الصوفي عطف به الى الحق وصرف عن الخلق وقال اخرون بل هو منسوب الى الصوف وهذا يحتمل والاول اصح وهذا الاسم ظهر للقوم قبل سنة مائتين ولما اظهره اوائلهم تكلموا فيه وعبروا عن صفته بعبارات كثيرة وحاصلها ان التصوف عندهم رياضة النفس ومجاهدة الطبع برده عن الاخلاق الرذيلة وحمله على الاخلاق الجميلة من الزهد والحلم والصبر والاخلاص والصدق الى غير ذلك من الخلال الحسنة التي يكسب المدائح في الدنيا والثواب في الاخرى وعن الجنيد بن محمد قال سئل عن التصوف فقال الخروج عن كل خلق ردى والدخول في كل خلق سني وعن محمد بن حنيف قال رويم كل الخلق قعدوا على الرسوم وقعدت هذه الطائفة على الحقائق وطالب الخلق كلهم انفسهم بظواهر الشرع وطالبوهم انفسهم بحقيقة الورع ومداومة الصدق

**ترجمہ** اور صدقہ بضرورت کھایا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانون پر فتح دے کر اُن کو مستغنی کر دیا تو یہ لوگ نکل کر چلے گئے اور صوفی کی نسبت اہل الصفہ کی طرف وجوہ بالا کے لحاظ سے غلط ہی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو صفی کہا جاتا۔ اور ایک قوم اُس طرف گئی کہ صوفی لیا گیا ہے صوفانہ سے جو ایک خوشنما خودرو ساگ چھوٹا چھوٹا ہوتا ہے۔ تو اُسی کی طرف منسوب کیے گئے۔ کیونکہ یہ لوگ بھی جنگل کے ساگ پات پر کفایت کرنی اختیار کرتے ہین اور یہ بھی غلط ہی کیونکہ اگر اُس طرف نسبت ہوتی تو صوفانی کہا جاتا اور ایک اور جماعت نے کہا کہ صوفی منسوب ہے صوفۃ القفا کی طرف وہ چند بال گدی کے آخر مین جمتے ہین گویا صوفی اس سے حق کی طرف متوجہ اور خلق سے منہ پھیرے ہے اور دیگر جماعت نے کہا کہ صوفی منسوب ہے طرف صوف کے اور یہ ہو سکتا ہے اور قول اول یعنی صوفہ کی طرف منسوب ہونا اصح ہے اور یہ نام اس قوم کے واسطے سنہ ۲۰۰ ہجری سے پہلے ظاہر ہوا۔ اور جب صوفیون کے اول لوگون نے تصوف ظاہر کیا تو اس کے معنی مین کلام کیا۔ اور اُس کی صفت عبارات کثیرہ کے ساتھ بیان کی اُس کا حاصل یہ کہ تصوف اُن کے نزدیک اُس کا نام ہے کہ نفس کو کوشش و ریاضت سے اخلاق رذیلہ سے پھیرے اور اخلاق حمیلہ مانند زہد و حلم و صبر و اخلاص و صدق وغیرہ خصائل حسنہ پر آمادہ کرے جن سے دنیا مین مدح اور آخرت مین ثواب حاصل ہوتا ہے **حسین بن محمد** سے تصوف پوچھا گیا تو فرمایا کہ ہر بُرے اخلاق سے نکلنا اور نیک خلق مین داخل ہونا **محمد بن حنیف** نے کہا۔ کہ رویم رح کہتے تھے کہ کل مخلوق تو رسوم پر بیٹھی۔ اور یہ گروہ صوفیہ حقایق پر بیٹھا۔ اور سب خلق نے اپنے نفس سے ظواہر شرع کی درستی چاہی اور اس گروہ نے اپنے نفس سے حقیقت تقوے و مداومت صدق چاہا + + + + + + + + +

قال المصنف وعلى هذا كان اوائل القوم فلبس ابليس عليهم في اشياء ثم لبس على من بعدهم من تابعيهم فكلما مضى قرن زاد طمعه في القرن الثاني فزاد تلبيسه عليهم الى ان تمكن من المتاخرين غاية التمكن وكان اصل تلبيسه عليهم انه صدهم من العلم واراهم ان المقصود العمل فلما اطفأ مصباح العلم عندهم تخبطوا في الظلمات فمنهم من اراه ان المقصود من ذلك ترك الدنيا في الجملة فرفضوا ما يصلح ابدانهم وشبهوا المال بالعقارب ونسوا انه خلق للمصالح وبالغوا في الحمل على النفوس حتى انه كان فيهم من لا يضطجع وهؤلاء كانت مقاصدهم حسنة غير انهم على غير الجادة وفيهم من كان لقلة علمه يعمل بما يقع اليه من الاحاديث الموضوعة وهو لا يدري ثم جاء اقوام فتكلموا في الجوع والفقر والوساوس والخطرات وصنفوا في ذلك مثل الحارث المحاسبي وجاء آخرون فهذبوا مذهب التصوف وافردوه بصفات ميزوه بها من الاختصاص بالمرقعة والسماع والوجد والرقص والتصفيق وتميزوا بزيادة النظافة والطهارة ثم ما زال الامر ينمي والاشياخ يضعون لهم اوضاعا ويتكلمون بواقعاتهم ويتفق بعدهم من العلماء لا بل رؤيتهم ما هم فيه اوفى العلوم حتى سموه بالعلم الباطن وجعلوا علم الشريعة العلم الظاهر ومنهم من خرج به الجوع الى الخيالات الفاسدة فادعى عشق الحق والهيمان فيه

**ترجمہ** مصنف رحمہ اللہ نے کہا کہ اوائل قوم کا یہی حال تھا۔ پھر ابلیس نے ان پر چند چیزوں میں تلبیس کی پھر ان کے بعد والوں پر تلبیس کی۔ اسی طرح جب کوئی زمانہ گزرا تو دوسرے زمانہ والوں پر ابلیس کی طمع بڑھی اور اُس نے تلبیس زیادہ کی یہانتک کہ متاخرین میں اس نے پورا قابو حاصل کر لیا۔ اور اصل تلبیس یہ کہ اُن کو علم سے روکا اور یہ دکھلایا کہ عمل اصلی مقصود ہے تو جب علم کا چراغ گل ہوا تو اندھیرے میں ٹاک ٹوئیاں مارنے لگے بعض صوفیہ وہ ہیں۔ جن کو شیطان نے یہ بات دکھلا دی کہ مقصود اصلی دنیا کو بالکل ترک کر دینا ہے لہذا انہوں نے بدن کی اصلاح کرنے والی چیزیں چھوڑ دیں اور مال کو مار و کژدم سے تشبیہہ دی۔ اور یہ نہ یاد رکھا کہ مال مصلحتوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور اپنے نفسوں پر بار ڈالنے اور حملہ کرنے میں مبالغہ کیا حتے کہ بعض ایسے ہیں جو لیٹتے نہیں ان لوگوں کے مقاصد واقعی اچھے تھے مگر افسوس کہ طریق شرع کے خلاف ہیں بعض صوفیہ بوجہ کم علمی کے جو موضوع حدیثیں اُن کو ملتی ہیں انہیں پر عمل کرتے ہیں اور کچھ خبر نہیں رکھتے ایک قوم ان کے لئے ایسی نکل آئی جنہوں نے اُن کے واسطے فقر و فاقہ وساوس و خطرات کے بارے میں کلام کیا۔ اور کتابیں تصنیف کیں مثلاً حارث محاسبی پھر کچھ لوگ ایسے آئے کہ انہوں نے مذہب تصوف کو ترتیب دی اور اُس مذہب کو خاص خاص صفات کے ساتھ ممتاز کیا مثلاً مرقع اور سماع اور وجد اور رقص اور تالیاں بجانا وغیرہ اور طہارت و نظافت کی زیادتی سے تمیز بخشی بعد ازاں اس امر میں ترقی ہوتی رہی اور شیخ لوگ اُن کے لیے نئے طریقے ایجاد کرتے رہے اور اپنے واقعات سے گفتگو کرتے رہے کچھ اسوجہ سے نہیں کہ علماء سے دور رہے بلکہ اپنی حالت کو دیکھ کر سمجھ بیٹھے کہ یہی پورا پورا علم ہے یہانتک کہ اسکا نام علم باطن رکھا اور علم شریعت کو علم ظاہر گردانا بعض صوفی ایسے ہیں جو بہت بھوکا رہنے کیوجہ سے خیالات فاسدہ میں پڑ گئے اور اس حالت کو سمجھے کہ شاہد حقیقی کے عشق میں محو و مستغرق ہیں

فکانهم تخایلوا شخصا مستحسن الصورة فهاموا به هؤلاء بين الكفر والبدعة ثم تشعبت باقوام منهم الطرق
ففسدت عقائدهم فمنهم من قال بالحلول ومنهم من قال بالاتحاد وما زال ابليس يخبطهم بفنون البدع حتى
جعلوا لانفسهم سننا وجاء ابو عبد الرحمن السلمي فصنف لهم كتاب السنن وجمع لهم حقائق التفسير فذكر عنهم فيه
العجب من تفسيرهم القران بما يقع لهم من غير اسناد ذلك الى اصل من اصول العلم وانما حملوه على مذاهبهم فالعجب من
ورعهم في الطعام وانبساطهم في القران وعن محمد بن يوسف القطان النيسابوري قال كان ابو عبد الرحمن السلمي
غير ثقة ولم يكن سمع من الاصم الا شيئا يسيرا فلما مات الحاكم ابو عبد الله بن البيع حدث عن الاصم بتاريخ
يحيى بن معين باشياء كثيرة سواه وكان يضع للصوفية الاحاديث قال المصنف قلت وصنف لهم ابو نصر السراج
كتابا سماه لمع الصوفية ذكر فيه من الاعتقاد القبيح والكلام المرذول ستذكر منه جملة ان شاء الله وصنف لهم
ابو طالب المكي قوت القلوب فذكر فيه الاحاديث الباطلة وما لا يستند فيه الى اصل
من صلوات الايام والليالي وغير ذلك من الموضوع وذكر فيه الاعتقاد
الفاسد وردد فيه قوله قال بعض المكاشفين وهذا كلام فارغ

ترجمہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ان لوگون نے ایک اچھی صورت کے شخص کا خیال باندھا اُسی مین محو ہو گئے یہ لوگ کفر و بدعت کے
درمیان ہین۔ پھر ان لوگون سے چند اقوام نے کچھ طریقے نکالے لہذا ان کے عقائد مین فساد آگیا بعض حلول کے قائل ہوئے
بعض اتحاد میں پڑ گئے اسی طرح شیطان اُن کو انواع انواع بدعتوں سے بہکاتا رہا۔ یہاں تک کہ اُنھون نے اپنے لئے نئی سنتین قرار دیں
ابو عبد الرحمن سلمی نے آکر اُن کے لئے کتاب السنن تصنیف کی اور تفسیر کے حقائق جمع کئے اور صوفیہ نے جو قرآن کی عجیب عجیب
تفسیرون بے اسناد کے بیان کی ہے اُس کا تذکرہ کیا۔ اور جو کچھ وہ اپنے واقعہ مین دیکھتے جس کو علم کے اصول مین سے کسی اصل
کی طرف سند نہین کرتے اُس کا بیان کیا اور صرف اُس کو اپنے مذہب پر محمول کیا تعجب تو یہ ہے کہ یہ لوگ کھانے پینے مین
ورع اختیار کرتے ہین۔ اور قرآن مین بے تکلف جو چاہتے ہین کہہ گذرتے ہین **محمد بن یوسف** قطان نیشاپوری نے کہا
کہ ابو عبد الرحمن سلمی ثقہ نہین ہے اور اصم سے اُن کا سماع کچھ یونہی تھوڑا سا ثابت ہے جب حاکم ابو عبد اللہ بن البیع انتقال
کر گئے تو ابو عبد الرحمن نے اصم سے تاریخ یحیی بن معین مین بہت سے اشیاء بیہودہ روایت کین اور صوفیہ کے لئے حدیثین بنایا
کرتے تھے **مصنف**ؒ نے کہا صوفیہ کے لئے ابو نصر سراج نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام لمع الصوفیہ رکھا۔
اُس مین عجیب برے عقیدے بیان کئے۔ اور مہمل گفتگو کی جس کا کسی قدر بیان ہم آگے چل کر ان شاء اللہ کرین گے
اور ابو طالب مکی نے قوت القلوب تصنیف کی جس مین باطل حدیثین بغیر کسی اصل کی طرف اسناد کئے لکھی
ہین مثلاً رات اور دن مین نمازین پڑھنا وغیرہ جو بالکل موضوع ہین اور برے فاسد عقائد اُس مین بیان کئے اور اس
قول کو بار بار لکھا ہے **قال بعض المکاشفین** یعنی بعض اہل کشف نے ایسا کہا ہے حالانکہ یہ کورا محض خیالی بات ہے

وذکر فیہ عن بعض الصوفیۃ ان اللہ تعالیٰ یتجلی فی الدنیا لاولیائہ **وعن محمد بن علی بن العلاف** قال دخل ابو طالب المکی الی البصرۃ بعد وفاۃ ابی الحسن بن سالم فانتمی الی مقالتہ وقدم بغداد فاجتمع الناس علیہ فی مجلس الوعظ فخلط فی کلامہ فحفظ عنہ انہ قال لیس علی المخلوق اضر من الخالق فبدعہ الناس وھجروہ وامتنع من الکلام علی الناس بعد ذلک **قال الخطیب** وصنف ابو طالب المکی کتابا سماہ قوت القلوب علی لسان الصوفیۃ وذکر فیہ اشیاء منکرۃ مستبشعۃ فی الصفات **قال المصنف** قلت وجاء ابو نعیم الاصبہانی فصنف لہم کتاب الحلیۃ وذکر فی حدود التصوف اشیاء قبیحۃ ولم یستحی ان یذکر فی الصوفیۃ ابابکر وعمر وعثمان وعلیا وسادات الصحابۃ وشریحا القاضی والحسن البصری وسفیان الثوری واحمد بن حنبل وکذلک ذکر السلمی فی طبقات الصوفیۃ الفضیل وابراھیم بن ادھم ومعروف الکرخی وجعلھم من الصوفیۃ فان اشار الی انہم من الزھاد فالتصوف مذھب معروف یزید علی الزھد ویدل علی الفرق بینہما ان الزھد لم یذمہ احد وقد ذموا التصوف علی ما سیاتی ذکرہ وصنف لھم عبد الکریم بن ھوازن القشیری کتاب الرسالۃ فذکر فیہا العجائب من الکلام فی الفناء والبقاء والقبض والبسط والوقت والحال والوجد والوجود والجمع والتفرقۃ والصحو والسکر والذوق والشرب والمحو والاثبات والتجلی و

---

**ترجمہ** اس کتاب مین بعض صوفیہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیا کو دنیا مین اپنا جلوہ دکھاتا ہے **محمد بن علی** علاف نے کہا کہ ابو طالب مکی بعد وفات ابو الحسن بن سالم کے بصرہ مین گئے پینے بھی اُن کے مقولے سُنے بعد ازان بغداد آئے اُن کے وعظ مین لوگ جمع ہوے انھون نے اپنے کلام مین تخلیط کی لوگون نے اُن کا یہ قول یاد رکھا کہ مخلوق کے حق مین خالق سے زیادہ کوئی ضرر رسان نہین یہ مقولہ سنکر سب آدمیون نے اُن کو چھوڑ دیا۔ اور بدعتی بنایا بعد اس کے وہ لوگون کے سامنے وعظ کہنے سے باز رہے **خطیب** نے کہا کتاب قوت القلوب صوفیہ کی زبان پر لکھی اور اس مین صفات الٰہی کی نسبت ناگوار اور منکر باتین بیان کین **مصنفؒ** نے کہا کہ ابو نعیم اصفہانی نے صوفیہ کے لئے کتاب الحلیہ تصنیف کی اور حدود تصوف مین اشیاے قبیحہ کا ذکر کیا۔ اور اس بات سے ذرا شرم نہ آئی کہ صوفیہ مین حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور بڑے بڑے صحابہ اور قاضی شریح وحسن بصریؒ وسفیانؒ ثوری واحمد بن حنبلؒ کا تذکرہ کیا اسی طرح سلمی نے طبقات صوفیہ مین فضیل وابراہیم بن ادہم ومعروف کرخی کو بیان کیا اور ان کو صوفی قرار دیا اگر ان بزرگون کو صوفی گردانے سے سلمی کی مراد یہ ہے۔ کہ یہ لوگ اہل زہد تھے تو تصوف ایک مشہور مذہب ہے۔ جس مین زہد سے زیادتی پائی جاتی ہے۔ اور زہد و تصوف مین فرق ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ زہد کی مذمت کسی نے نہین کی اور تصوف کو سب نے برا کہا ہے چنانچہ آگے ذکر آئے گا **عبد الکریم بن ہوازن قشیری** نے صوفیہ کے لئے کتاب الرسالہ لکھی جس مین عجیب عجیب باتین بیان کین فنا وبقا وقبض وبسط ووقت وحال ووجد ووجود وجمع وتفرقہ وصحو وسکر وذوق وشوق ومحو واثبات وتجلی و ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

المحاضرة والمكاشفة واللوائح والطوالع واللوامع والتكوين والتمكين والشريعة والحقيقة الى غير ذلك من
التخليط الذي ليس بشيء وتفسيره اعجب منه وجاء محمد بن طاهر المقدسي فصنف لهم صفوة التصوف فذكر فيه اشياء
يستحيي العاقل من ذكرها سنذكر منها ما يصلح ذكره في مواضعه ان شاء الله وكان شيخنا ابو الفضل بن
ناصر الحافظ يقول كان ابن طاهر يذهب مذهب الاباحة قال وقد صنف كتابا في جواز النظر الى المرد واورد
فيه حكاية عن يحيى بن معين قال رايت جارية بمصر مليحة صلى الله عليها فقيل له تصلي عليها فقال صلى الله عليها
وعلى كل مليح قال شيخنا ابن ناصر وليس ابن طاهر ممن يحتج به وجاء ابو حامد الغزالي فصنف كتاب الاحياء على
طريقة القوم وملأه بالاحاديث الباطلة وهو لا يعلم بطلانها وتكلم في علم المكاشفة وخرج عن قانون الفقه و
قال ان المراد بالكوكب والشمس والقمر اللواتي رآهن ابراهيم انوار هي حجب الله عز وجل ولم يرد هذه المعروفات
وهذا من جنس كلام الباطنية وقال في كتابه المفصح بالاحوال ان الصوفية في يقظتهم يشاهدون الملائكة
وارواح الانبياء ويسمعون منهم اصواتا ويقتبسون منهم فوائد ثم يترقى الحال من مشاهدة الصور الى درجات يضيق عنها
نطاق النطق **وقال المصنف** وكان السبب في تصنيف هؤلاء مثل هذه الاشياء قلة علمهم بالسنن

**ترجمہ** محاضرہ ومکاشفہ ولوائح وطوالع ولوامع وتکوین وتمکین وشریعت وحقیقت وغیرہ بین کلام کہ جس کی کچھ حقیقت نہیں اور سراسر
تخلیط ہے پھر ان کی تفسیر جو اس شخص نے کی وہ زیادہ عجیب چیز ہے **محمد بن طاہر مقدسی** نے صفوۃ التصوف تصنیف
کی اس میں ایسی چیزیں بیان کیں جن کے ذکر کرنے سے اہل عقل کو حیا آتی ہے ہم ان میں سے جو کچھ ذکر کرنے کے
قابل ہے موقع موقع پر انشاء اللہ بیان کریں گے **شیخ ابو الفضل بن ناصر** حافظ کہا کرتے تھے کہ ابن طاہر مذہب اباحت
رکھتے تھے انہوں نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں امردوں کی طرف دیکھنا جائز ثابت کیا ہے اور یحیی بن معین سے ایک
حکایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے مصر میں ایک خوبصورت لڑکی دیکھی خدا اس پر رحمت کرے لوگوں نے کہا کہ آپ
اس پر رحمت کیوں بھیجتے ہیں جواب دیا کہ خدا اس پر رحمت کرے اور ہر ایک خوبصورت پر درود بھیجے **شیخ ابن ناصر**
نے کہا کہ ابن طاہر ان لوگوں میں سے نہیں جن کا قول حجت ہو **ابو حامد غزالی** نے آکر قوم صوفیہ کے طریقہ پر کتاب
احیاء العلوم تصنیف کی اور اس کو باطل حدیثوں سے بھر دیا جن کا بطلان وہ خود نہیں جانتے اور علم مکاشفہ میں گفتگو کی
اور قانون فقہ سے باہر ہو گئے اس میں لکھا ہے کہ وہ ستارہ اور سورج اور چاند جنکو حضرت ابراہیم نے دیکھا ان سے مراد انوار ہیں
جو اللہ عزوجل کے حجاب ہیں یہ مشہور چاند سورج ستارے مراد نہیں غزالی کا یہ کلام باطنیہ کے کلام کی قسم سے ہے اور
اپنی کتاب مفصح بالاحوال میں لکھتے ہیں کہ صوفیہ حالت بیداری میں ملائکہ اور ارواح انبیاء کا مشاہدہ کرتے ہیں اور ان سے
آوازیں سنتے ہیں اور فوائد اخذ کرتے ہیں پھر ان صورتوں کے مشاہدہ سے ترقی کر کے حالت ان درجات پر پہونچتی ہے
جو تنگنائے کلام سے باہر ہیں **مصنف رح** نے کہا کہ ان لوگوں نے جو یہ چیزیں تصنیف کیں اسکا سبب یہ ہوا کہ سنن ++

والاسلام والاٰثار واقبالهم على ما استحسنوه من طريقة القوم لانه قد ثبت في النفوس مدح الزهد وما رأوا حالة احسن من حالة هؤلاء القوم في الصورة ولا كلاما ارق من كلامهم وفي سير السلف نوع خشونة ثم ان ميل الناس الى هؤلاء القوم شديد لما ذكرنا من انها طريقة ظاهرها النظافة والتعبد وفي ضمنها الراحة والسماع فالطباع تميل اليها وقد كان اوائل الصوفية يتقربون من السلاطين والامراء فصاروا اصدقاء **فصل** وجمهور هذه التصانيف التي صُنفت لهم لا تستند الى اصل وانما هي واقعات تلقفها بعضهم من بعض ودونوها وقد سموها بالعلم الباطن وسئل احمد بن حنبل عن الوساوس والخطرات فقال ما تكلم فيها الصحابة ولا التابعون **قال المصنف** وقد روينا في اول كتابنا هذا عن ذي النون نحو هذا وروينا عن احمد بن حنبل انه سمع كلام الحارث المحاسبي فقال لصاحب له لا ارى لك ان تجالسهم وعن سعيد بن عمرو البردعي قال شهدت ابا زرعة وسئل عن الحارث المحاسبي وكتبه فقال للسائل اياك وهذه الكتب هذه الكتب كتب بدع وضلالات عليك بالاثر فانك تجد فيه ما يغنيك عن هذه الكتب قيل له في هذه الكتب عبرة قال من لم يكن له في كتاب الله عز وجل عبرة فليس له في هذه الكتب عبرة

**ترجمہ** اور اسلام و آثار کا علم کم رکھتے تھے۔ اور صوفیہ کا طریقہ جو اچھا معلوم ہوا۔ اُسپر جھک پڑے ہے۔ اور وہ طریقہ صرف اس لئے اچھا معلوم ہوا۔ کہ دلون مین زہد کی خوبی بیٹھی ہوئی ہے۔ اور اس قوم کی ظاہری حالت اور اُن کے کلام سے کوئی کلام رقیق تر نہین دیکھا۔ اور سلف کے حالات مین ایک قسم کی سختی پائی جاتی ہے۔ پھر لوگون کی رغبت اس قوم کی طرف شدت سے ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے۔ یہ طریقہ ایسا ہے۔ جس مین بظاہر نظافت اور تعبد ہے۔ اور اُس کے ضمن مین راحت اور سماع ہے۔ لہذا طبیعتین اس طریقہ کی جانب مائل ہین۔ اوائل صوفیہ کا یہ حال تھا۔ کہ بادشاہون اور امیرون سے نفرت کرتے تھے۔ اب یہ لوگ دوست بن گئے **فصل** یہ سب کی سب تصنیفات جو صوفیہ کے لئے تصنیف کی گئین۔ اُن کا استناد کسی علمی اصول کی طرف نہین۔ صرف وہ واقعات ہین جو بعض صوفیہ نے بعض سے اخذ کئے ہین۔ اور ترتیب دی ہے۔ اور ان کا نام علم باطن رکھا ہے۔ **احمد بن حنبل** سے کسی نے وساوس اور خطرات کی نسبت سوال کیا۔ جواب دیا کہ اس بارے مین صحابہ اور تابعین نے کچھ گفتگو نہین کی **مصنف** نے کہا ہم نے اس کتاب کے شروع مین بیان کیا ہے۔ کہ ذو النون سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔ اور احمد بن حنبل سے ہم روایت کر چکے کہ اُنہون نے حارث محاسبی کا کلام سُنا اور اپنے ایک ہمنشین سے کہا کہ مین تمہارے لئے اس قوم مین بیٹھنا اُٹھنا جائز نہین رکھتا **سعید بن عمرو البردعی** کہتے ہین کہ مین ابو زرعہ کے پاس تھا۔ اُن سے کسی نے حارث محاسبی اور اُن کی تصنیفات کے بارے مین سوال کیا انہون نے اس سائل سے کہا کہ خبردار ان کتابون سے بچتے رہو۔ یہ کتابین بدعت و گمراہی ہین بس حدیث کو لازم پکڑو اس مین تم کو وہ چیز ملیگی جس سے ان کتابونکی پروا نہ رہیگی یہ سنکر ایک شخص بولا کہ ان کتابون مین عبرت ہے ابو زرعہ نے جواب دیا کہ جس شخص کے لئے اللہ کی کتاب مین عبرت نہوگی اُس کے لئے ان کتابون مین عبرت نہین

بلغکم ان مالک بن انس و سفیان الثوری والاوزاعی والائمۃ المتقدمۃ صنفوا ہذہ الکتب فی الخطرات
والوساوس وہذہ الاشیاء ہؤلاء قوم خالفوا اہل العلم یاتونا مرۃ بالحارث المحاسبی ومرۃ بعبد الرحیم الدیبلی
ومرۃ بحاتم الاصم ومرۃ بشقیق ثم قال ما اسرع الناس الی البدع وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال اول من تکلم فی بلدتہ
فی ترتیب الاحوال ومقامات اہل الولایۃ ذوالنون المصری فانکر علیہ ذلک عبد اللہ بن عبد الحکم وکان رئیس مصر وکان
یذہب مذہب مالک وہجرہ لذلک علماء مصر لما شاع علمہ انہ احدث علما لم یتکلم فیہ السلف حتی رموہ بالزندقۃ
قال السلمی واخرج ابو سلیمان الدارانی من دمشق وقالوا انہ زعم انہ یری الملائکۃ وانہم یکلمونہ وشہد قوم
علی احمد بن ابی الحواری انہ یفضل الاولیاء علی الانبیاء فہرب من دمشق الی مکۃ وانکر اہل بسطام علی ابی یزید
البسطامی ما کان یقول حتی انہ ذکر للحسین بن عیسی انہ یقول لی معراج کما کان للنبی صلعم معراج فاخرجوہ من بسطام
فاقام بمکۃ سنین ثم رجع الی جرجان فاقام بہا الی ان مات الحسین بن عیسی ثم رجع الی بسطام قال السلمی وحکی رجل عن سہل بن عبد اللہ التستری انہ یقول ان
الملائکۃ والجن والشیاطین یحضرونہ وانہ یتکلم علیہم فانکر علیہ العوام ذلک حتی نسبوہ الی القبائح فخرج الی البصرۃ فمات بہا قال السلمی وتکلم الحارث
المحاسبی فی شیء من الکلام والصفات فہجرہ احمد بن حنبل فاختفی الی ان مات قال المصنف قلت وقد ذکر

ترجمہ بھلا کیا تم نے سنا ہے کہ مالک بن انس و سفیان ثوری و اوزاعی و دیگر آئمہ متقدمین نے خطرات و وساوس وغیرہ میں ایسی کتابیں
تصنیف کی ہیں اس قوم نے اہل علم کی مخالفت کی کبھی حارث محاسبی اور کبھی عبد الرحیم دیبلی اور کبھی حاتم اصم اور کبھی شقیق سے
سند لاتے ہیں یہ بیان کرکے ابو زرعہ بولے کہ لوگ بدعت کی طرف کیا جلدی دوڑ کر جاتے ہیں ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ پہلے پہل جس شخص نے
اپنے شہر میں ترتیب احوال و مقامات ولایت کی نسبت کلام کیا وہ ذوالنون مصری ہیں عبد اللہ بن حکم نے جو مصر کے رئیس اور مالکی مذہب تھے
ذوالنون پر انکار کیا اور جب یہ بات شائع ہوئی کہ ذوالنون نے ایسا علم ایجاد کیا ہے جس کے بارے میں سلف نے گفتگو نہیں کی۔
تو علمائے مصر نے انکو چھوڑ دیا حتی کہ اُن کو زندیقیت کا الزام لگایا سلمی نے کہا کہ ابو سلیمان دارانی دمشق سے نکالے گئے لوگ کہتے
ہیں کہ انکا خیال تھا میں فرشتوں کو دیکھتا ہوں اور فرشتے مجھ سے باتیں کرتے ہیں احمد بن ابی الحواری کی نسبت لوگوں نے شہادت دی
کہ وہ اولیا کو انبیا پر فضیلت دیتے تھے لہذا وہ دمشق سے مکہ کیطرف بھاگ گئے اور اہل بسطام نے ابو یزید پر اُن کی باتوں کا انکار کیا
حتی کہ وہ کہتے تھے کہ حسین بن عیسے کہتے ہیں کہ مجھکو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانند معراج ہوئی اس بنا پر ان کو بسطام سے
نکالا چند سال مکہ میں رہے پھر جرجان میں آکر قیام کیا۔ یہانتک کہ حسین بن عیسے رحلت کر گئے۔ تو پھر ابو یزید بسطام میں
واپس آئے سلمی نے کہا۔ ایک شخص نے بیان کیا کہ سہل بن عبد اللہ کہتے تھے۔ کہ فرشتے اور جن اور شیاطین میرے
پاس آتے ہیں۔ اور میں اُن کو وعظ سناتا ہوں۔ عوام نے اس بات کو سُن کر انکار کیا۔ حتی کہ اُن کو قبائح کی طرف
منسوب کیا لہٰذا وہ بصرہ کو چلے گئے اور وہیں انتقال کیا سلمی نے کہا کہ حارث محاسبی نے کلام الٰہی صفات الٰہی
کے بارے میں کچھ کلام کیا اس پر احمد بن حنبل نے ان کو چھوڑ دیا لہذا وہ مرنے دم تک غائب و پوشیدہ رہے

ابو بکر الخلال فی کتاب السنۃ عن احمد بن حنبل انہ قال حذروا عن حارث اشد التحذیر حارث اصل البلیۃ یعنی حوادث کلام جہم ذلک جالسہ فلان وفلان واخرجہم الی رأی جہم مازال بأولی لاصحاب الکلام حارث بمنزلۃ الاسد المرابض انظر ای یوم یثب علی الناس فصل قال المصنف وقد کان اوائل الصوفیۃ یقرون بان التعویل علی الکتاب والسنۃ وانما لبس الشیطان علیہم لقلۃ علمہم وعن ابی سلیمان الدارانی قال ربما یقع فی قلبی النکتۃ من نکت القوم ایاما فلا اقبل منہ الا بشاہدین عدلین الکتاب والسنۃ وعن ابی یزید قال لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی ترتفع فی الھواء فلا تغتروا بہ حتی تنظروا کیف تجدونہ عند الامر والنہی وحفظ الحدود وعن ابی یزید البسطامی یقول من ترک قراءۃ القرآن والتقشف ولزوم الجماعۃ وحضور الجنائز وعیادۃ المرضی وادعی بھذا الشان فہو مبتدع وعن سری یقول من ادعی باطن علم ینقض ظاہر حکم فہو غالط وعن الجنید انہ قال مذہبنا ھذا مقید بالاصول والکتاب والسنۃ وعنہ یقول علمنا مضبوط بالکتاب والسنۃ من لم یحفظ الکتاب ویکتب الحدیث ولم یتفقہ لا یقتدی بہ وعنہ یقول ما اخذنا التصوف عن القیل والقال لکن عن الجوع وترک الدنیا وقطع المالوفات والمستحسنات لان التصوف ھو صفاء المعاملۃ مع اللہ

ترجمہ مصنف رح نے کہا ابو بکر خلال نے کتاب السنۃ میں روایت کیا کہ احمد بن حنبل نے کہا حارث سے نہایت حذر کرو حارث بلاؤں کی جڑ ہے جہم کی حوادث میں مبتلا ہے فلاں فلاں شخص اس کی صحبت میں رہے سبکو جہمیہ بنا دیا اہل کلام کا قول ہمیشہ یہی رہا کہ حارث ایسا ہے جیسے شیر دو زانو بیٹھا ہو دیکھتے ہو کہ کس روز لوگوں پر کود پڑے فصل مصنف رح نے کہا کہ اوائل صوفیہ اقرار کرتے تھے کہ اعتماد کتاب و سنت پر کیا جاتا ہے اور ان لوگوں کو صرف کم علمی کے سبب سے شیطان نے فریب دیا۔ ابو سلیمان دارانی کہتے ہیں۔ کہ بعض اوقات میرے دل میں صوفیہ کے نکات سے کوئی نکتہ گذرتا ہے۔ بہت دنوں تک پڑا رہتا ہے میں اسکو قبول نہیں کرتا مگر جبکہ دو شاہد عدل یعنی کتاب و سنت شہادت دیں ابو یزید نے کہا اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس کو کرامتیں ملی ہیں حتی کہ ہوا میں معلق دو زانو بیٹھ جاتا ہے تو دھوکا نہ کھاؤ جبتک اس امر کو نہ دیکھ لو۔ کہ امر و نہی اور حدود شرعی کی نگاہداشت میں اس شخص کی کیا کیفیت ہے ابو یزید کہتے ہیں جو شخص قرآن کی تلاوت اور شریعت کی حمایت اور جماعت کا لزوم اور جنازہ کے ساتھ چلنا اور مریضوں کی عیادت کرنا چھوڑ دے اور شاغل باطنی کا دعوے کرے وہ مدعی ہے سری کہتے ہیں کہ جو شخص ظاہری احکام کی پیروی چھوڑ کر علم باطن کا دعوے کرے وہ غلطی پر ہے جنید نے کہا کہ ہمارا یہ تصوف کا مذہب کتاب و سنت و اصول سے مقید ہے نیز جنید نے کہا کہ ہمارا علم کتاب و سنت سے بندھا ہوا ہے جس شخص کو کتاب یاد نہیں اور حدیث نہیں لکھتا اور فقہ نہیں سیکھتا اسکی پیروی نہکی جاوے گی نیز جنید نے کہا کہ ہمنے قیل و قال سے تصوف نہیں لیا بلکہ بھوک کی سختی جھیل کر اور دنیا کو چھوڑ کر اور محبوب و عمدہ چیزوں کو ترک کرکے حاصل کیا ہے کیونکہ تصوف کے معنی ہیں اللہ تعالی کے ساتھ صاف معاملہ رکھنا

واصله التفرد عن الدنيا كما قال حارثة عرفت نفسي عن الدنيا فاسهرت ليلي واظمأت نهاري وعن ابي
بكر السقاق يقول من ضيّع حدود الامر والنهي في الظاهر حرم مشاهدة القلب في الباطن وعن ابي الحسين النوري
وكان يقول لاصحابه من رأيتموه يدّعي مع الله حالة تخرجه عن حد علم شرعي فلا تقربنّه ومن رأيتموه مدّعيا
حالة لا يدل عليها ولا يشهد لها حفظ ظاهره فاتّهموه على دينه وعن الجريري يقول امرنا هذا كله مجموع على فصل
واحد وهو ان يلزم قلبك المراقبة ويكون العلم على ظاهرك قائما وعن ابي حفص قال من لم يزن افعاله و
احواله بالكتاب والسنة ولم يتّهم خواطره فلا تعدّه في ديوان الرجال **فصل قال المصنف** واذ قد ثبت هذا
من قول شيوخهم فقد وقعت من بعض شيوخهم اغلاط لبعدهم عن العلم فان كان ذلك صحيحا عنهم توجه الرد عليهم اذ لا محاباة
في الحق وان لم يصح عنهم حذرنا من مثل ذلك القول وذلك المذهب من اي شخص صدر فاما المتشبهون بالقوم وليسوا منهم فاغلاطهم كثيرة و
نحن نذكر بعض ما بلغنا من اغلاط القوم والله يعلم اننا لم نقصد ببيان غلط الغالط الا تنزيه الشريعة والغيرة عليها من الدخل وما علينا
من القائل والفاعل وانما نؤدي بذلك امانة العلم وما زال العلماء يبين كل واحد منهم غلط صاحبه قصدا لبيان الحق لا لاظهار عيب الغالط ولا اعتبار

ترجمہ اور تصوف کی اصل یہ ہے کہ دنیا سے علیحدہ ہو جاوے چنانچہ حارثہ کا قول ہے کہ میں نے اپنے نفس کو دنیا سے پہچانا۔
پھر راتوں کو بیدار اور دن کو پیاسا رہا **ابوبکر سقاف** کہتے ہیں کہ جو شخص ظاہر میں امر و نہی کی حدود ضائع کردے۔ وہ باطن میں
مشاہدہ قلبی سے محروم رہے گا **ابوالحسین نوری** اپنے اصحاب سے کہتے تھے کہ جس شخص کو تم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ
کے ساتھ ایسی حالت کا دعوی کرتا ہے۔ جو اُس کو علم شرعی کی حد سے خارج کر دے تو اُس کے پاس نہ جاؤ۔ اور جس
شخص کو ایسی حالت کا مدعی دیکھو جس پر اُس کا حفظ ظاہری نہ دلالت کرتا ہے نہ شہادت دیتا ہے تو اُس کو اُس کے
دین کے بارے میں متہم کرو **جریری** کہتے ہیں کہ ہمارا یہ امر سب کا سب ایک فصل پر جمع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے
دل کے لئے مراقبہ لازم کر لو اور علم ظاہری پر قائم رہو **ابوحفص** نے کہا جس شخص نے اپنے افعال و احوال کو کتاب
وسنت کے ساتھ نہ تولا اور اپنے خطرات کو تہمت نہ لگائی اُس کو آدمیوں کے دفتر میں شمار کرو **فصل مصنف** نے کہا جب
شیوخ صوفیہ کے اقوال ایسا ثابت ہو گیا تو اُن کے بعض شیوخ سے بوجہ کم علمی کے غلطیاں سرزد ہوئیں اگر یہ غلطیاں
جو ان حضرات سے روایت کی گئیں ہیں واقعی صحیح ہیں۔ تو ہمارا رد انہیں پر متوجہ ہوگا۔ کیونکہ حق بات بولنے میں کچھ
روک ٹوک نہیں اور اگر یہ روایتیں ان بزرگوں سے صحیح نہیں تو ہم ایسے قول اور مذہب سے حذر دلاتے ہیں۔ خواہ
کسی شخص سے صادر ہو باقی رہے وہ لوگ جو صوفیہ میں سے نہیں اور ان کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں تو ان کی غلطیاں
بکثرت ہیں ہم صوفیہ کی بعض غلطیاں جو ہمکو پہونچی ہیں بیان کریں گے اور خدا تعالی اس بات کو خوب جانتا ہے کہ غلط گو کی غلطی بیان
کرنے سے ہمارا مقصود فقط یہ ہے کہ شریعت پاک ہو جاوے اور لوگوں کو شرع پر غیرت دلائی جائے ہمکو اس بیان کی کوئی
حاجت نہیں صرف بات اتنی ہے کہ علمی امانت ادا کی جاتی ہے اور علماء میں ایک کلیہ قاعدہ رہا ہے۔ کہ ایک دوسرے کی
غلطی ظاہر کرتا یا جس سے یہ مطلب نہ ہوتا تھا کہ غلط گو کے عیب کا اظہار کیا جاوے بلکہ صرف اس لئے کہ حق ظاہر ہو جاوے۔ اگر کوئی جاہل کہے

يكيف يرد على فلان الزاهد المتبرك به لان الانقياد انما يكون الى ما جاءت به الشريعة لا الى الاشخاص وقد يكون الرجل من الاولياء واهل الجنة وله غلطات فلا يمنع منزلته بيان زلله واعلم من نظر الى تعظيم شخص ولم ينظر بالدليل الى ما صدر عنه كان كمن نظر الى ما جرى على يد المسيح عليه السلام من الامور الخارقة ولم ينظر اليه فادعى فيه الالوهية ولو نظر اليه وانه لا يقوم الا بالطعام لم يعطه ما لا يستحقه وعن يحيى بن سعيد قال سألت شعبة وسفيان بن سعيد وسفيان بن عيينة ومالك بن انس عن الرجل لا يحفظ او يتهم في الحديث فقالوا جميعا بين امره وقد كان الامام احمد بن حنبل يمدح الرجل ويبالغ ثم يذكر غلطه في الشيء بعد الشيء وقال نعم الرجل فلان لولا خلة فيه وقال عن سري السقطي الشيخ المعروف بطيب المطعم ثم حكي له عنه انه قال ان الله تعالى لما خلق الحروف سجد الباء فقال نفروا الناس عنه سياق ما يروى عن جماعة منهم من سوء الاعتقاد وعن ابي عبد الله الرملي يقول انه تكلم ابو حمزة في جامع طرسوس فقبلوه فبينما هو ذات يوم يتكلم اذ صاح غراب على سطح الجامع فزعق ابو حمزة وقال لبيك لبيك فنسبوه الى الزندقة وقالوا حلولي زنديق وبيع فرسه بالمناداة على باب الجامع هذا فرس الزنديق وعن ابي بكر الفرغاني انه قال كان

ترجمہ کہ کہیں فلان زاہد متبرک پر کیونکر اعتراض کر سکتے ہین تو اس قول کا کچھ اعتبار نہین کیونکہ اطاعت صرف احکام شریعت کی کی جاتی ہے۔ لوگون کی اطاعت نہین ہوتی بسا اوقات انسان اولیاء اللہ اور اہل جنت سے ہوتا ہے اور غلطیان کرتا ہے اُس کی لغزشون کا ظاہر کرنا اُس کے مرتبہ کا مانع نہین۔ اور جاننا چاہیئے کہ جو شخص ایک آدمی کی تعظیم کا خیال کرے گا اور اُس کے افعال پر دلیل کے ساتھ غور نہ کرے گا وہ ایسا ہے جیسے ایک شخص نے اُن کرامات و خوارق کو دیکھا جو حضرت عیسے کے ہاتھ سے صادر ہوئین اور حضرت عیسے پر کچھ غور نہ کیا لہذا اُن کی الوہیت کا دعوی کر بیٹھا اور اگر اُن کی طرف خیال دوڑاتا کہ وہ بھی فقط کھانے پینے ہی سے زندہ ہین تو ہرگز اُن کو وہ منصب نہ دیتا جس کے وہ مستحق نہین۔ یحیے بن سعید نے کہا کہ مین نے شعبہ اور سفیان بن سعید اور سفیان بن عیینہ اور مالک بن انس سے اُس شخص کی نسبت سوال کیا جس کا حافظ درست نہین یا حدیث کے بارے مین متہم ہے سب نے یہی جواب دیا کہ اُس کی حالت ظاہر کر دو۔ امام احمد حنبل کا قاعدہ تھا کہ ایک شخص کی بہت مبالغہ کے ساتھ تعریف کیا کرتے تھے پھر اکثر اشیاء مین اُس کی غلطیان بیان فرماتے تھے ایکبار آپ نے کہا کہ فلان شخص مین اگر ایک عادت نہ ہوتی تو بڑا اچھا آدمی تھا سری سقطی جو کہ شیخ طیب المطعم کے نام سے مشہور ہین احمد بن حنبل کے سامنے ان کا ذکر آیا اور نقل کیا گیا کہ وہ کہتے ہین جب اللہ تعالے نے حروف کو پیدا فرمایا تو ب نے سجدہ کیا امام نے کہا کہ لوگون کو اُن سے دور رکھو (جماعت صوفیہ سے جو سوء اعتقاد کی روایتین پہونچی ہین انکا بیان) ابو عبد اللہ رملی کہتے ہین کہ ابو حمزہ نے طرسوس کی جامع مسجد مین وعظ کہا لوگون نے دل سے سنا ایک روز وہ وعظ بیان کر رہے تھے کہ یکایک جامع مسجد کی چھت پر ایک کوا بولا ابو حمزہ نے زور سے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک لبیک اس بات پر لوگون نے اُن کو زندیقیت کی طرف منسوب کیا اور حلولی زندیق کہا اور جامع مسجد کے دروازے پر انکا گھوڑا یون پکار کر نیلام ہوا کہ یہ زندیق کا گھوڑا ہے ابو بکر فرغانی نے کہا ٭

ابو حمزة اذا سمع شيئا يقول لبيك لبيك فاطلقوا عليه انه حلولي ثم قال ابو علي وانما جعله داعيا من الحق
ايقظه الذكر وعن ابي علي الرودباري قال اطلق على ابي حمزة انه حلولي وذلك انه كان اذا سمع صوتا مثل
هبوب الرياح وخرير الماء وصياح الطيور كان يصيح ويقول لبيك فرمي بالحلول قال السراج وبلغني عن ابي
حمزة انه دخل دار حارث المحاسبي فصاحت الشاة ميع فشهق ابو حمزة شهقة وقال لبيك يا سيدي فغضب
الحارث وعمد الى سكين وقال ان لم تتب من هذا الذي انت فيه اذبحك فقال ابو حمزة اذا انت لم تحسن ان تسمع هذا
الذي انا فيه فلم لا تاكل النخالة بالرماد قال السراج وانكر جماعة من العلماء على ابي سعيد احمد بن عيسى الخراز ونسبوه الى
الكفر بالفاظ وجدوها في كتاب صنفه وهو كتاب السر ومنه قوله عبد طائع ما اذن له ولزم التعظيم لله وقدس
الله نفسه قال وابو العباس احمد بن عطاء نسب الى الكفر والزندقة قال وكم من مرة قد اخذ الجنيد مع علمه و
شهد عليه بالكفر والزندقة وكذلك اكثرهم وقال السراج ذكر عن ابي بكر محمد بن موسى الفرغاني الواسطي انه قال من ذكر
افترى ومن صبر اجترى وقال اياك ان تلاحظ حبيبا او كليما او خليلا وانت تجد الى ملاحظة الحق سبيلا فقيل له اولا اصلي عليهم قال صل
عليهم بلا وقار ولا تجعل لها في قلبك مقدارا قال السراج وبلغني ان جماعة من الحلولية زعموا ان الحق اصطفى اجساما

ترجمہ کہا ابو حمزہ جب کوئی آواز سنتے تھے تو لبیک لبیک کہتے تھے لوگون نے انکو حلولی ٹھیرایا پھر ابو علی نے کہا کہ ابو حمزہ اُس آواز کو خدا کی
طرف سے پکارنیوالا سمجھتے تھے جو انکو ذکر الٰہی کے لئے بیدار کرتا تھا ابو علی رودباری نے کہا کہ ابو حمزہ کو حلولی اسلئے قرار دیا گیا کہ وہ جب کوئی
آواز مثلاً ہوا کا چلنا پانی کا شور پرندون کا غل سنتے تھے تو زور سے لبیک لبیک پکارتے تھے لہذا حلول کا الزام اُن کو لگایا گیا سراج
نے کہا مینے سنا ہے کہ ابو حمزہ ایکبار حارث محاسبی کے گھر گئے اتنے مین ایک بکری بولی ابو حمزہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا لبیک یا سیدی
حارث یہ سنکر غصے ہوگئے اور ایک چھری ہاتھ مین لیکر بولے کہ اگر تم اس حالت سے توبہ نکروگے تو مین تم کو ذبح کر ڈالونگا۔ ابو حمزہ نے
کہا کہ جب میری اس حالت کا سننا تمہین کو پسند نہین تو پھر تم بھوسہ اور خاک کیون نہین کھاتے سراج نے کہا کہ علما کی ایک جماعت
نے ابو سعید احمد بن عیسے خراز پر انکار کیا ہے اور بوجہ چند الفاظ کے جو اُن کی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب موسوم بکتاب السر مین پائے گئے ہین اُنکو
کفر کیجانب منسوب کیا ہے اس کتاب مین وہ ایک جگہ لکھتے ہین کہ طاعت گزار بندہ جو فرض منصبی کو بجالاوے اللہ کے لئے اُسکی تعظیم لازم ہے
اور خدا تعالیٰ اُس کے نفس کو پاک کر دیتا ہے سراج نے کہا ابو العباس احمد بن عطا بھی کفر و زندیقیت کیطرف منسوب کئے گئے ہین علی ہذا
القیاس اکثر صوفیہ کو ایسا ہی کہا گیا ہے اکثر مرتبہ جنید پر باوجود علم و فضل کے گرفت کی گئی اور کفر و زندقہ کی شہادت دی گئی سراج نے کہا
کہ بیان کرتے ہین کہ ابو بکر محمد بن موسی فرغانی نے کہا ہے کہ جس شخص نے ذکر الٰہی کیا اس نے بہتان باندھا اور جس نے صبر کیا اُس نے
جرأت کی اور یہ بھی کہا ہے کہ خبردار جس حالت مین مشاہدۂ الٰہی کا طریقہ ہاتھ آجائے تو حبیب یا کلیم یا خلیل کا لحاظ نہ کرو یہ قول سنکر کوئی بولا کہ کیا
ان پر درود نہ پڑھون۔ جواب دیا کہ ہان درود پڑھو مگر کچھ وقار نہ سمجھو اور اس درود کی اپنے دل مین کوئی مقدار نہ ٹھیراؤ
کر سراج نے کہا مینے سنا ہے کہ اہل حلول مین سے ایک جماعت کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ جسمونکو اختیار فرمایا ہے

النوری

حل فیها بمعانی الربوبیة وازال عنها معانی البشریة ومنهم من قال بالنظر الی الشواهد المستحسنات
ومنهم من قال حال فی المستحسنات قال وبلغنی عن جماعة من اهل الشام انهم یدعون الرویة بالقلوب فی الدنیا کالرویة
بالعیان فی الاخرة قال السراج وبلغنی ان ابا الحسین النوری شهد علیه غلام خلیل انه سمعه یقول انا اعشق الله وهو
یعشقنی فقال النوری سمعت الله یقول یحبهم ویحبونه ولیس العشق باکثر من المحبة قال القاضی ابو یعلی وذهب
الحلولیة الی ان الله تعالی یعشق قال المصنف وهذا جهل من ثلثة اوجه الاول من حیث الاسم فان العشق عند اهل
اللغة لایکون الا لما ینکح والثانی ان صفات الله منقولة فهو یحب ولا یقال یعشق کما یقال یعلم ولا یقال یعرف
والثالث من این له ان الله یحبه فهذه دعوی بلا دلیل وقد قال النبی صلی الله علیه وسلم من قال انی فی الجنة فهو فی
النار وعن ابی عبد الرحمن السلمی قال حکی عن عمرو المکی انه قال کنت اماشی الحسین بن منصور فی بعض ازقة
مکة وکنت اقرأ القرآن فسمع قراءتی فقال یمکننی ان اقول مثل هذا ففارقته وعن محمد بن یحیی الرازی یقول سمعت
عمرو بن عثمان یلعن الحلاج ویقول لو قدرت علیه لقتلته بیدی فقلت ای شیء وجد الشیخ علیه فقال قرأت
آیة من کتاب الله تعالی فقال یمکننی ان اقول او اؤلف مثله واتکلم به

ترجمہ جن میں ربوبیت کے معنی سے حلول کیا اور بشریت کے معنی اُن سے زائل کر دیے۔ اور بعض اہل حلول اچھی صورتوں کی طرف
دیکھنے کے قائل ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالی اچھی صورتوں میں حلول کیے ہوئے ہے سراج نے کہا مینے سنا ہے۔ کہ
اہل شام کی ایک جماعت کا دعوی ہے کہ دنیا میں قلوب سے رویت الٰہی اسی طرح ہوتی ہے جیسے آخرت میں آنکھوں سے
ہوگی سراج نے کہا مینے سنا ہے کہ غلام خلیل نے ابو الحسن نوری پر شہادت دی کہ اُنکو یوں کہتے ہوئے سُنا کہ میں خدا کا عاشق
ہوں اور خدا مجھپر عاشق ہے نوری نے جواب دیا کہ مینے اللہ تعالی سے سنا ہے کہ فرماتا ہے یحبہم ویحبونہ یعنی اللہ تعالی اہل ایمان سے
محبت رکھتا ہے اور اہل ایمان اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہیں عشق کچھ محبت سے زیادہ نہیں قاضی ابو یعلی نے کہا حلولیہ
کا مذہب ہے کہ اللہ تعالی عشق رکھتا ہے مصنف نے کہا کہ اس مذہب میں تین وجہوں سے جہالت ہے اول بحیثیت اسم کے کیونکہ اہل لغت کی نزدیک عشق
فقط اس کے لئے ہوتا ہے جس سے نکاح ہو سکے دوسرے صفات الٰہی سب کی سب منقول ہیں لہذا اللہ تعالی محبت رکھتا ہے یوں نہیں کہہ سکتے
کہ عشق رکھتا ہے چنانچہ یوں کہتے ہیں کہ اللہ عالم ہے یوں نہیں کہتے کہ عارف ہے تیسرے اس مدعی کو کہاں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کو اس سے محبت ہے
یہ دعوی محض بلا دلیل ہے اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ میں جنتی ہوں وہ دوزخی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا
کہ نقل کرتے ہیں کہ عمرو مکی نے بیان کیا کہ میں حسین بن منصور کے ہمراہ مکہ کی ایک گلی میں جا رہا تھا اور قرآن شریف پڑھتا تھا۔
میری قراءت سنکر حسین بولے کہ ایسا کلام میں بھی کہہ سکتا ہوں یہ بات سنتے ہی مینے انکو چھوڑ دیا محمد بن یحیی رازی کہتے کہ مینے عمرو بن عثمان کو
حلاج پر لعنت کرتے ہوئے سنا اور کہتے تھے کہ اگر میں نے حلاج پر قابو پایا تو اُس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا مینے پوچھا کہ اے شیخ کس چیز سے حلاج پر اس قدر
ناراض ہو جواب دیا کہ مینے قرآن شریف کی ایک آیت پڑھی تو کہنے لگا کہ ممکن ہے میں بھی ایسا کہوں یا تالیف کروں اور ایسا ہی کلام میں سرا ہو +

وعن ابی بکر بن ممشاد حضر عندنا بالدینور رجل ومعه مخلاة فما کان یفارقها باللیل ولا بالنهار ففتشوا
المخلاة فوجدوا فیها کتابا للحلاج عنوانه من الرحمن الرحیم الی فلان بن فلان فوجه الی بغداد فاحضر وعرض علیه
فقال هذا خطی وانا کتبته فقالوا کنت تدعی النبوة فصرت تدعی الربوبیة فقال ما ادعی الربوبیة ولکن هذا
عین الجمع عندنا هل الکاتب الا الله والید فیه آلة فقیل له هل معک احد فقال نعم ابن عطاء وابو محمد الجریری
وابوبکر الشبلی وابو محمد الجریری یستتر والشبلی یستتر فان کان فابن عطاء فاحضر الجریری وسئل فقال ان هذا
کافر یقتل من یقول هذا وسئل الشبلی فقال من یقول هذا یمنع وسئل ابن عطاء عن مقالة الحلاج فقال
بمقالته وکان سبب قتله وسئل ابو عبدالله بن حنیف عن معنی هذه الابیات "سبحان من اظهر ناسوته سر سنا لاهوته الثاقب
ثم بدا فی خلقه ظاهرا فی صورة الآکل والشارب" حتی لقد عاینه خلقه کلحظة الحاجب بالحاجب" فقال الشیخ
علی قائله لعنة الله قال عیسی بن نزول القزوینی هذا شعر الحسین بن منصور قال ان کان هذا اعتقاده فهو کافر الا انه ربما
یکون منقولا علیه عن ابی القاسم اسماعیل بن محمد بن زنجی عن ابیه ان بنت السمری ادخلت علی حامد الوزیر فسالها عن الحلاج
فقالت وصلنی ابی الیه فقال لی قد زوجتک من ابنی سلیمان وهو مقیم بنیسابور فمتی جری شیء تنکرینه

ترجمہ ابوبکر بن ممشاد نے کہا کہ دینور میں ہمارے پاس ایک آدمی آیا اس کے ساتھ ایک تھیلی تھی جسکو رات اور دن میں کسی وقت اپنے
سے جدا نکرتا تھا لوگوں نے اس تھیلی کو ٹٹولا تو اس میں حلاج کا ایک خط نکلا جس کا عنوان یہ تھا کہ رحمان ورحیم کی طرف سے فلان بن فلان
کو واضح ہو وہ خط بغداد بھیج دیا گیا حلاج کو بلوا کر وہ خط پیش کیا گیا کہا کہ یہ خط میرا ہے اور میں نے لکھا ہے لوگوں نے کہا ابھی تک تو تم کو
نبوت کا دعوی تھا اب ربوبیت کا دعوی کرنے لگے جواب دیا کہ میں ربوبیت کا مدعی نہیں لیکن ہم لوگوں کا یہ عین الجمع مذہب ہے
بھلا کیا اللہ تعالی کے سوا اور بھی کوئی لکھنے والا ہے ہاتھ تو فقط ایک اوزار ہے اُن سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ اور بھی کسی
کا مذہب یہی ہے جواب دیا کہ ہاں ابن عطا اور ابو محمد جریری اور ابوبکر شبلی ہیں لیکن جریری اور شبلی چھپاتے ہیں اگر کچھ ہیں تو ابن عطا
ہیں جریری کو بلوا کر پوچھا گیا جواب دیا کہ یہ شخص کافر ہے۔ اور جس کا یہ قول ہو وہ قابل قتل ہے شبلی سے پوچھا تو کہا کہ جو ایسا کہے
وہ روکا جائے ابن عطا سے سوال کیا گیا تو انہوں نے حلاج کی سی کہی یہی اُن کے قتل کا سبب ہوا۔ ابو عبداللہ بن حنیف سے
چند اشعار کا مطلب پوچھا گیا جن کا ترجمہ یہ ہے پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے ناسوت کو اپنے لاہوت درخشاں کی روشنی
کے راز کا مظہر بنایا۔ پھر اپنی مخلوق میں ظاہر کھانے پینے والے کی صورت میں ظاہر ہوا حتی کہ اس کی مخلوق نے اس کو اس طرح
دیکھا جیسے دونوں بھویں مقابل میں نظر آتی ہیں۔ یہ اشعار سنکر شیخ نے کہا کہ اس کے قائل پر خدا کی لعنت ہے عیسی بن نزول
نے کہا یہ اشعار حسین بن منصور کے ہیں شیخ نے کہا اگر حسین کا یہ اعتقاد تھا تو وہ کافر ہے ورنہ یہ دوسری بات ہے کہ لوگوں نے اس سے
نقل کیا ہو ابو القاسم اسمعیل بن محمد بن یحیی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ بنت سمری حامد وزیر کے پاس بھیجی گئی حامد نے اس سے حلاج کی نسبت
پوچھا کہنے لگی کہ میرا باپ مجھکو ان کے پاس لے گئے مجھ سے کہا کہ میں نے تیری شادی اپنے بیٹے سلیمان سے کردی جو نیشاپور میں مقیم ہے جب میری تمہاری ہو کسی خلاف کوئی بات

فصومي يومك واصعدي في آخر النهار الى السطح وقومي على الرماد واجعلي فطرك عليه وعلى ملح جريش واستقبليني بوجهك ولا تذكري ما انكرتيه مني فاني اسمع واري قالت وكنت ليلة نائمة في السطح فاحسست به وقد غشيني فانتبهت مذعورة لما كان منه فقال انما جئتك لاوقظك للصلاة فلما نزلنا قالت بنته اسجدي له فقلت او يسجد احد لغير الله فسمع كلامي فقال نعم اله في السماء واله في الارض قال المصنف قلت اتفق علماء العصر على اباحة دم الحلاج واول من قال انه حلال الدم ابو عمر القاضي وافقه العلماء وانما سكت عنه ابو العباس ابن شريح وقال ما ادري ما يقول والاجماع دليل معصوم من الخطاء وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله اجاركم ان تجتمعوا على ضلالة كلكم وعن ابي بكر محمد بن داؤد الفقيه الاصبهاني يقول ان كان ما انزل الله على نبيه صلى الله عليه وسلم حقا فما يقول الحلاج باطل وكان شديدا عليه قال المصنف قلت وقد تعصب للحلاج قوم من الصوفية جهلا منهم وقلة مبالاة باجماع الفقهاء وعن ابراهيم بن محمد النصرابادي يقول ان كان بعد النبيين والصديقين موحد فهو الحلاج قلت وعلى هذا اكثر قصاص زماننا وصوفية وقتنا جهلا من الكل بالشرع وبعدا عن معرفة النقل وقد جمعت في اخبار الحلاج كتابا وبينت حيله ومخاريقه

ترجمہ تو تم دن کو روزہ رکھنا اور شام کو کوٹھے پر چڑھنا۔ اور خاکستر پر کھڑی ہونا اور وہیں بے سائیدہ نمک سے روزہ کھولنا اور اپنا منہ میری طرف کرنا اور جو بات تم کو ناگوار معلوم ہوئی تھی مجھے یاد دلانا میں ہر بات سنتا اور دیکھتا ہوں بنت سمری نے کہا۔ میں ایک رات کوٹھے پر سو رہی تھی میں نے حلاج کو محسوس کیا وہ مجکو آ لپیٹے تھے میں اُن کی اس حرکت سے خوف زدہ ہو کر جاگ اُٹھی مجھ سے کہا کہ میں تم کو صرف نماز کے واسطے جگانیکو آیا تھا جب ہم کوٹھے سے نیچے اُترے تو حلاج کی بیٹی مجھ سے بولی کہ اُن کو سجدہ کرو میں نے کہا ہیں کوئی غیر خدا کو بھی سجدہ کرتا ہے حلاج میرا کلام سنکر کہنے لگے کہ ہاں ایک خدا آسمان پر ہے اور ایک خدا زمین پر مصنف رحمہ نے کہا علمائے عصر نے حلاج کا خون مباح ہونے پر اتفاق کیا ہے پہلے جس نے اس کا خون حلال بتایا ہے۔ وہ ابو عمر قاضی ہیں اور تمام علماء نے اُن سے موافقت کی فقط ابو العباس بن شریح نے سکوت کیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا حلاج کیا کہتا ہے۔ اور علماء کا اجماع ایسی دلیل ہے جو خطا سے محفوظ ہے ابو ہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمکو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ تم سب کے سب ضلالت پر اجماع و اتفاق کرو۔ ابو بکر محمد بن داؤد فقیہ اصفہانی کہتے ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے اگر وہ حق ہے تو جو کچھ حلاج کہتا ہے وہ باطل ہے ابو بکر شدت سے حلاج کا خلاف کرتے تھے مصنف نے کہا صوفیہ میں سے ایک قوم نے حلاج کی طرفداری کی ہے جسکا سبب جہالت اور اجماع فقہاء سے لاپروائی ہے ابراہیم بن محمد نصرآبادی نے کہا کہ بعد نبیوں اور صدیقوں کے اگر کوئی ہے تو ایک حلاج ہے۔ مصنف رحمہ نے کہا کہ یہی مذہب ہمارے زمانہ کے واعظوں اور ہمارے وقت کے صوفیوں کا ہے وجہ یہ ہے کہ سب کے سب شریعت سے ناواقف اور علم نقل کی صحت شناسی سے بے بہرہ ہیں میں نے ایک کتاب حلاج کی حکایات میں تالیف کی ہے جس میں اس کے حیلے اور خوارق بیان کیے ہیں

وما قال العلماء فيه والله المعين على قمع الجهال وعن عمر البناء البغدادي بمكة يحكى انه لما كانت محنة غلام الخليل ونسب الصوفية الى الزندقة امر الخليفة بالقبض عليهم فاخذ النوري في جماعة فادخلوا على الخليفة فامر بضرب اعناقهم فتقدم النوري مبتدرا الى السياف ليضرب عنقه فقال له السياف ما دعاك الى البدارة قال اثرت حياة اصحابي على حياتي هذه اللحظة فتوقف السياف فرفع الامر الى الخليفة فرد امرهم الى قاضي القضاة اسماعيل بن اسحاق فتخليتهم وعن ابي العباس احمد بن عطاء يقول كان قد سعى بالصوفية ببغداد غلام الخليل الى الخليفة فقال ههنا قوم زنادقة فاخذ ابو الحسين النوري وابو حمزة الصوفي وابو بكر الرقاق وجماعة من اقران هؤلاء واستتر الجنيد بن محمد بالفقه على مذهب ابي ثور فادخلوا الى الخليفة فامر بضرب اعناقهم فاول من بدر ابو الحسين النوري فقال له السياف بادرت انت من بين اصحابك ولم تدع قال احببت ان اوثر اصحابي بالحياة مقدار هذه الساعة فرد الخليفة امرهم الى القاضي فاطلقوا قال المصنف قلت من اسباب هذه الصفة قول النوري انا اعشق الله والله يعشقني فتشهد عليه بهذا ثم تقدمه ليقتل اعانة على نفسه فهو خطأ ايضا وعن الدقي يقول كان لنا بيت ضيافة فجاءنا فقير

ترجمہ اور جو کچھ علما نے اُس کے حق مین فرمایا ہے وہ بھی لکھا ہے اللہ سبحانہٗ تعالےٰ جاہلون کی بیخ کنی کرنے پر اعانت فرمائے عمر البناء بغدادی نے مکہ مین بیان کیا کہ کہتے ہین جب غلام الخلیل کامیاب ہوے اور صوفیہ کو زندیقیت کی طرف نسبت کیا تو خلیفہ نے صوفیہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ نوری بھی ایک جماعت مین پکڑے ہوے آئے خلیفہ کے سامنے لائے گئے سب کو گردن مارنے کا حکم فرمایا۔ نوری سب سے پہلے آگے بڑھکر جلاد کے پاس گئے تاکہ اُن کا سر تن سے جُدا کرے۔ جلاد نے پوچھا کہ تم نے سبقت کیون کی جواب دیا کہ اس وقت لحظہ بھر کے لئے جینے اپنے اصحاب کی زندگی اپنی زندگی پر اختیار کرلی ہے۔ یہ سُن کر جلاد ٹھیر گیا۔ اور اُس کی اطلاع خلیفہ کو دی گئی خلیفہ نے اُن کا معاملہ قاضی القضاۃ اسمٰعیل بن اسحاق کو سپرد کیا انہون نے سب کو رہا کر دیا ابو العباس احمد بن عطا نے کہا کہ بغداد مین غلام الخلیل نے خلیفہ سے صوفیہ کی چغلی کھائی۔ اور بیان کیا کہ یہان پر قوم زنادقہ ہے لہذا ابو الحسین نوری و ابو حمزہ صوفی و ابو بکر رقاق و ان کے ہمعصرون مین سے ایک جماعت گرفتار ہو کر آئے اور جنید بن محمد نے فقہ مین ابو ثور کا مذہب اختیار کیا وہ لوگ خلیفہ کے سامنے پیش ہوے خلیفہ نے مار ڈالنے کا حکم دیا سب سے پہلے ابو الحسین نوری نے پیشقدمی کی جلاد نے اُن سے پوچھا کہ تمنے اپنے یارون مین سب سے سبقت کیون کی حالانکہ تم بلائے نہین گئے جواب دیا مین پسند کرتا ہون کہ اتنی دیر کے لئے جان دے کر اپنے یارون کو بچا لون اس بات پر خلیفہ نے اُن سب کو قاضی کے حوالے کر دیا لہذا چھوڑ دئے گئے مصنف نے کہا کہ اسی قسم کے اسباب سے نوری کا یہ قول ہے کہ مجھکو خدا سے عشق ہے اور خدا میرا عاشق ہے اس قول کی شہادت لوگون نے بھی دی پھر اس شخص کا قتل کے لئے آگے بڑھنا اپنے نفس کی ہلاکت پر اعانت کرنا ہے لہذا یہ بھی خطا ہے دقی کہتے ہین کہ ہمارے یہان ایک لنگر خانہ تھا ایک روز ایک مسافر آیا

علیه خرقتان یکنی بابی سلیمان فقال للضیافة فقلت لابنی امض به الی البیت فاقام عندنا تسعة ایام فاکل فی کل ثلثة ایام قسمته المقام فقال الضیافة ثلث فقلت له لا تقطع عنا اخبارك فغاب عنا اثنتی عشرة سنة ثم قدم فقلت من این فقال رأیت شیخا یقال له ابو شعیب المقنع مبتلی فاقمت عنده اخدمه سنة فوقع فی نفسی ان اسأله ای شیء کان اصل بلائه فلما دنوت منه ابتدأنی قبل ان اسأله فقال وما سؤالك عما لا یعنیك فصبرت حتی تمت لی ثلث فقال لی فی الثالث لا بد لك فقلت له ان رأیت فقال بینما اصلی باللیل اذ لاح لی من المحراب نور فقلت اخسأ یا ملعون فان ربی اجل من ان یبرز للخلق ثلث مرات قال ثم اسمعت نداء من المحراب یا ابا شعیب قلت لبیك فقال تحب ان اقبضك فی وقتك او نجازیك علی ما مضی لك او نبتلیك ببلاء نرفعك به فی علیین فاخترت البلاء فسقطت عینای ویدای ورجلای قال فکنت اخدمه تمام اثنتی عشرة سنة فقال یوما من الایام ادن منی فدنوت منه فسمعت اعضائه تخاطب بعضها بعضا ابرز منه حتی برزت اعضاؤه کلها بین یدیه وهو یسبح ویقدس ثم مات قال المصنف وهذه الحکایة توهم

ترجمہ جو دو خرقے پہنے ہوئے تھا اور اُس کی کنیت ابو سلیمان تھی آکر کہنے لگا کہ مین مہمانداری چاہتا ہون مینے اپنے بیٹے سے کہا کہ اس کو مہمانخانہ مین لے جاؤ وہ فقیر نو روز تک ہمارے پاس رہا اور ہر تیسرے دن تک اپنا ایک دن کا حصہ کھاتا تھا۔ چلتے وقت بولا کہ مہمانی تین دن تک ہوا کرتی ہے مینے اُس سے کہا کہ اپنے حالات سے ہم کو آگاہ کرتے رہنا ہمارے پاس سے چلا گیا بارہ برس کے بعد پھر آیا مینے پوچھا کہان سے آتے ہو۔ جواب دیا کہ مین نے ایک بزرگ کو دیکھا جن کا نام ابو شعیب مقنع تھا اور مرض جذام مین مبتلا تھے مین ایک سال اُن کی خدمت مین مصروف رہا میرے جی مین آیا کہ اُن سے پوچھون کہ اس بلا مین پڑنے کا اصل سبب کیا ہے جب مین اُن کے قریب گیا تو میرے پوچھنے سے پہلے ہی بول اُٹھے کہ جو بات تمہارے مفید مطلب نہین اس کے سوال کرنے سے کیا حاصل ہے مین یہ سنکر باز رہا یہانتک کہ تین سال ہو گئے تیسرے سال مجھ سے بولے کہ کیا تم ضرور ہی میرا حال سننا چاہتے ہو مینے کہا اگر آپ کی رائے ہو تو کیا مضایقہ ہے جواب دیا کہ ایک بار رات کو مین نماز پڑھ رہا تھا یکایک محراب سے ایک روشنی نمودار ہوئی مینے کہا ای ملعون دور ہو میرے پروردگار کی یہ شان نہین کہ مخلوق پر ظاہر ہو تین بار مینے یونہین کہا پھر محراب سے مجکو ایک آواز سنائی دی کہ ای ابو شعیب مینے کہا لبیک آواز آئی کہ تو پسند کرتا ہے کہ مین اسی وقت تیری جان قبض کر لون یا تیری گذشتہ اعمال کی تجکو جزا دون یا تجکو بلا مین مبتلا کرکے اُس کی بدولت علیین مین تیرا رتبہ بلند کرون مینے بلا کو پسند کیا بس میری دونون آنکھین دونون ہاتھ دونون پاؤن گر پڑے یہ قصہ سُنکر مینے اُن بزرگ کی خدمت پورے بارہ برس تک کی ایک روز مجھ سے کہنے لگے کہ میرے قریب آؤ مین اُنکے قریب گیا اُنکے اعضا کو مینے سنا کہ ایک عضو دوسرے عضو سے مخاطب ہو کر کہتا تھا اس شخص سے جدا ہو جاؤ اُنکے تمام اعضا علحدہ ہو کر سامنے آگئے اور وہ تسبیح و تقدیس مین مصروف رہے پھر انتقال کر گئے مصنف نے کہا اس حکایت

ان الرجل رأى الله تعالى فلما انكر عوقب وقد ذكرنا ان قوما يقولون ان الله يرى فى الدنيا وقد حكى ابو القاسم عبد الله بن احمد البلخى فى كتاب المقالات قال قد حكى عن قوم من المشبهة انهم يجيزون رؤية الله تعالى بالابصار فى الدنيا وانهم لا ينكرون ان يكون بعض من تلقاهم فى السكك وان قوما يجيزون مع ذلك مصافحته وملابسته ويدعون انه يزورهم ويزورونه وهم يسمون بالعراق اصحاب الناظر واصحاب الوساوس واصحاب الخطرات **قال المصنف** وهذا افحش القبيح نعوذ بالله من الخذلان

## ذكر تلبيس ابليس على الصوفية فى الطهارة

**قال المصنف** وقد ذكرنا تلبيسه على العباد فى الطهارة الا انه قد زاد فى حق الصوفية على الحد فقوى وساوسهم فى استعمال الماء الكثير حتى انه بلغنى ان ابن عقيل دخل رباطا فتوضأ فضحكوا به لقلة استعماله الماء وما علموا انه من اسبغ الوضوء برطل من الماء كفاه وبلغنا عن ابى احمد الشيرازى انه قال لفقيه من اين فقال من النهر لى وسوسة فى الطهارة فقال كان عهدى بالصوفية يسخرون من الشيطان والآن يسخر بهم الشيطان **ومنهم** من يمشى بالمداس على البوارى وهذا لا باس به الا انه ربما نظر المبتدى الى من يعتمد به فيظن ذلك شريعة وما كان خيار السلف على هذا والعجب ممن يبالغ فى الاحتراز الى هذا الحد تنظيفا لظاهره وباطنه محشو بالوسخ والكدر

ترجمہ کہ اس شخص نے اللہ تعالی کو دیکھا تھا اگر جب منکر ہوا تو عذاب کیا گیا اور ہم پیشتر ذکر کر چکے ہیں کہ ایک قوم کا قول ہے کہ اللہ تعالی کا دیدار دنیا میں ہوتا ہے ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بلخی نے کتاب المقالات میں نقل کیا ہے کہ تشبیہ کے قائلین میں سے ایک قوم نے جائز رکھا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالی کا دیدار آنکھوں سے ہوتا ہے اور وہ لوگ اس کا بھی انکار نہیں کرتے کہ گلی کوچے کے ملنے والوں ہی میں کوئی خدا ہو اور ایک قوم نے اسی کے ساتھ خدا تعالی سے مصافحہ اور میل جول بھی جائز رکھا ہے اور دعوی کرتے ہیں کہ خدا ان کے پاس آتا ہے اور وہ خدا کے پاس جاتے ہیں ان لوگوں کو عراق میں اصحاب الناظر اور اصحاب الوساوس اور اصحاب الخطرات کہتے ہیں **مصنف** نے کہا یہ مذہب نہایت ہی بدتر ہے خدا ایسی رسوائی سے پناہ میں رکھے۔

## طہارت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان

مصنف نے کہا کہ طہارت کی نسبت جو شیطان نے عابدوں کو فریب دیا ہے ہم بیان کر چکے مگر صوفیہ کے حق میں اسکا فریب حد سے زیادہ ہے لہذا زیادہ پانی استعمال کرنے میں ان کے وسوسے مضبوط ہیں حتی کہ ہمنے سنا ہے ابن عقیل ایکبار رباط میں داخل ہوئے صوفیہ انکو کم پانی استعمال کرتے ہوئے دیکھکر ہنسنے لگے اور یہ نہ جانا کہ جو شخص ایک رطل پانی میں وضو کامل طور پر کرلے گا تو اسکو کافی ہے ابو احمد شیرازی کی نسبت ہمنے سنا ہے کہ انہوں نے کسی فقیہ سے پوچھا کہاں سے آرہے ہو جواب دیا کہ نہر پر سے آتا ہوں مجکو طہارت کے بارے میں وسوسہ ہے ابو احمد بولے کہ میں نے ایک زمانہ میں صوفیہ کی یہ حالت دیکھی تھی کہ شیطان سے تمسخر کیا کرتے تھے اور اب یہ حال ہے کہ شیطان انسے مسخرا پن کرتا ہے بعض صوفیہ ایسے ہیں کہ جنگلوں میں اپنی ساتھ بوریوں وغیرہ پر چلتے ہیں گو اسمیں کچھ ڈر نہیں لیکن بسا اوقات مبتدی اس شخص کو دیکھتا ہی جو اس کا التزام رکھتا ہی تو اسکو امر شرعی خیال کر بیٹھتا ہی سلف کا یہ طریقہ نہ تھا اور تعجب تو اس شخص پر ہے جو ظاہری پاکیزگی کے لیے احتیاط رکھنے میں اس قدر مبالغہ کرتا ہی اور اسکا باطن میل

ذکر تلبیسه علیهم فی الصلاة قال المصنف قد ذکر تلبیسه علی العباد فی الصلاة وهو بذلك یلبس علی الصوفیة ویزید وقد ذکر محمد بن طاهر المقدسی ان من سننهم التی ینفردون بها وینتسبون الیها صلوة رکعتین بعد لبس المرقعة والتوبة واحتج علیه بحدیث ثمامة بن اثال ان النبی صلی الله علیه وسلم امره حین اسلم ان یغتسل قال المصنف قلت وما اقبح بالجاهل اذا تعاطی ما لیس من شغله فان ثمامة کان کافرا فاسلم واذا اسلم الکافر وجب علیه الغسل فی مذهب جماعة من الفقهاء منهم احمد بن حنبل واما صلاة رکعتین فما امر بها احد من العلماء من اسلم و لیس فی حدیث ثمامة ذکر صلاة فیقاس علیها وهل هذا الا ابتداع بالواقع سمی سنة ثم من اقبح الاشیاء قوله ان الصوفیة ینفردون بسنن لانها ان کانت مسنونة بالشرع فالمسلمون کلهم فیها سواء والفقهاء اعرف بها فما وجه انفراد الصوفیة بها ان کان بآرائهم فانما انفردوا بها لانهم اخترعوها ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی المساکن قال المصنف اما بناء الاربطة فان قوما من المتعبدین الماضین اتخذوها للانفراد بالتعبد وهؤلاء اذا صح قصدهم فهم علی الخطاء من ستة اوجه احدها انهم ابتدعوا هذا البناء وانما بنیان اهل الاسلام المساجد والثانی انهم جعلوا للمساجد نظیرا یقلل جمعها والثالث انهم فاتوا انفسهم نقل الخطا الی المساجد

ترجمہ۔ نماز کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا نماز کی نسبت اہل عبادت کو شیطان کا فریب دینا مذکور ہو چکا اس بارے میں وہ صوفیہ کو اور بھی زیادہ دھوکا دیتا ہے محمد بن طاہر مقدسی نے بیان کیا ہے کہ ان مسنونوں میں سے جو صرف صوفیہ ہی کے لئے خاص ہیں اور صوفیہ ہی اُن سے نسبت رکھتے ہیں ایک یہ ہے کہ مرقعہ پہننے کے بعد دو رکعتیں پڑھے اور توبہ کرے اس مذہب کے لئے ثمامہ بن اثال کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ جب وہ اسلام لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اُنکو غسل کرنے کا حکم دیا مصنف نے کہا کہ جاہل آدمی جب ایسے امر میں دست اندازی کرتا ہے جو اُسکا کام نہیں تو کیسا برا معلوم ہوتا ہے ثمامہ کفر کی حالت میں تھے وہ اسلام لائے اور کافر جب اسلام لاتا ہے تو اسپر غسل واجب ہے یہ فقہا کی ایک جماعت کا مذہب ہے جن میں سے احمد بن حنبل بھی ہیں باقی رہا دو رکعت نماز پڑھنا اُسکا حکم کسی عالم نے اسلام لانے والے کو نہیں دیا ثمامہ کی حدیث میں کہیں نماز کا ذکر نہیں کہ اسپر قیاس کر لیا جائے اب یہ دو رکعتیں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ بدعت ہے جس کا نام سنت رکھدیا ہے پھر سب سے قبیح تر ابن طاہر کا یہ قول ہے کہ بہت سی سنتیں ایسی ہیں جو صرف صوفیہ ہی کے لئے خاص ہیں کیونکہ وہ سنتیں اگر شریعت سے مسنون ہیں تو تمام مسلمان ان میں مساوی ہیں اور فقہا اُنکو خوب جانتے ہیں صوفیہ کے لئے خاص ہونیکی کیا وجہ ہے اور اگر صوفیہ کی رائے سے ہیں تو صرف انہیں کے لئے اس وجہ سے مخصوص ہیں کہ انہوں نے ان کو ایجاد کیا ہے مساکن کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان مصنف نے کہا کہ رباطین بنانے کی نسبت اصل بات یہ ہے کہ اگلے صوفیہ نے رباطوں کو اس لیے اختیار کیا تھا کہ تنہائی میں عبادت کریں اور آجکل کے صوفی اگر اپنے ارادے میں ٹھیک بھی ہیں تو چند وجوہ سے خطا پر ہیں ایک تو انہوں نے یہ بنیاد بدعت نکالی ہے اسلام کی بنیاد فقط مسجدیں ہیں دوسرے انہوں نے مسجدوں کی ایک نظیر بنائی جسکی وجہ سے مسجدوں کی جمعیت کم ہوتی ہے تیسرا یہ کہ انہوں نے مسجدوں کی طرف قدم اُٹھانے کی فضیلت سے اپنے آپ کو محروم رکھا

والرابع انهم تشبهوا بافراد النصارى في الديرة والخامس انهم تعزبوا وهم شباب واكثرهم محتاج الى النكاح
والسادس انهم جعلوا لانفسهم علما ينطق بانهم زهاد فيوجب ذلك زيارتهم والتبرك بهم فان كان قصدهم غير
فانهم قد بنوا دكاكين الكذبة ومناخا للبطالة واعلاما لاظهار التزهد قد رأينا جمهور المتاخرين منهم مستريحين في
الاربطة من كد المعاش متشاغلين بالاكل والشرب والغنا والرقص يطلبون الدنيا من كل ظالم ولا يتورعون من عطاء
ماكس واكثر اربطتهم قد بناها الظلمة ووقفوا عليها الاموال الخبيثة وقد لبس عليهم ابليس بان ما يصل
اليكم من رزقكم فاسقطوا عن انفسكم كلفة الورع فهمتهم دوران المطبخ والحمام والماء المبرد فاين جوع
بشر واين ورع سري واين زهد الجنيد وهؤلاء اكثر زمانهم ينقضي في التفكه بالحديث او زيارة ابناء الدنيا فاذا
افلح احدهم ادخل راسه في زرمانقته فغلبت عليه السوداء فقال حدثني قلبي عن ربي ولقد بلغنا ان رجلا قرأ القرآن في
رباط فمنعوه وان قوما قرؤا الحديث في رباط فقالوا لهم ليس هذا موضعه ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في الخروج من الاموال والتجرد عنها كان ابليس
يلبس على اوائل الصوفية لصدقهم في الزهد فيريهم عيب المال ويخوفهم من شره فيتجردون من الاموال ويجلسون على بساط الفقر

کد المعاش

ترجمہ چوتھے انہوں نے نصاریٰ سے مشابہت کی کہ وہ بھی دیروں میں تنہا رہتے ہیں پانچویں باوجود جوان ہونے کے بن بیاہے رہتے
حالانکہ اُن میں سے اکثر کو نکاح کی حاجت ہے چھٹے انہوں نے اپنے لئے مشہور نام مقرر کیا ہے کہ لوگ زاہد کہکر یاد کریں جس کی
وجہ سے لوگ اُن کی زیارت کو آتے ہیں اور اُن سے برکت لیتے ہیں اور اگر اس قوم کا ارادہ ٹھیک نہیں تو انہوں نے جھوٹ
کی دوکانیں بنائی ہیں اور بطالت کا گھر تیار کیا ہے اور زہد کے اظہار کو شہرت دی ہے متأخرین صوفیہ میں جمہور کو ہم نے دیکھا
ہے کہ معاش کی محنت سے فارغ ہوکر آرام سے رباطوں میں پڑے ہیں کھانے پینے ناچ گانے میں مشغول ہیں ہر ایک ظالم سے
دنیا کے طالب ہیں اور خراج لینے والوں کے ہدیے قبول کرنے میں تقوی نہیں بجا لاتے اُنکی اکثر رباطیں وہ ہیں جنکو اہل ظلم نے بنوایا
اور حرام کے مال اُن پر وقف کئے ہیں ابلیس نے ان لوگوں کو فریب دے رکھا ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس آئے وہ تمہارا رزق ہے لہذا ورع وتقوی
کی تکلیف اپنے سے ساقط کردی اُن کی ساری ہمت باورچیخانہ اور حمام اور ٹھنڈے پانی پر مبذول ہے کہاں ہے بشر کی بھوک اور کہاں
ہے سری کا ورع اور کہاں ہے جنید کا زہد اس قوم کی تو یہ حالت ہے کہ اکثر وقت ہنسی مذاق کی باتوں میں کٹتا ہے یا اہل دنیا
کی زیارت میں بسر ہوتا ہے جب کسی کو کچھ فراغت ملی تو ذرا صوف کے جبہ میں اپنا سر ڈالدیا کچھ سودا کا غلبہ ہوا تو بول اُٹھا کہ حدثنی
قلبی عن ربی یعنی میرا دل مجھ سے پروردگار سے حدیث روایت کرتا ہے اور ہمنے سنا ہے کہ ایک شخص نے رباط میں قرآن شریف پڑھا صوفیہ نے اُسکو روک
دیا اور کچھ لوگ رباط میں حدیث پڑھنے لگے اُنسے کہا گیا کہ یہ جگہ حدیث پڑھنے کی نہیں ہے مال کو چھوڑ دینے اور اس سے علیحدہ

## ہو جانے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان۔

اوائل صوفیہ جو زہد و تقوی میں
صادق تھے۔ اُن کو شیطان فریب دیتا تھا۔ اور مال کے عیوب اُن پر ظاہر کرتا تھا۔ اور اُس کے شر سے
اُن کو ڈراتا تھا۔ لہذا وہ لوگ مال سے علیحدہ ہوجایا کرتے تھے۔ اور بساط فقر پر بیٹھ جاتے تھے۔

وکانت مقاصدهم صالحة وافعالهم فی ذلک خطأ لقلة العلم فاما الآن فقد کفی ابلیس هذه المؤنة فان
اکف کسبهم للاموال صفر وعن ابی نصر الطوسی یقول سمعت جماعة مشائخ الری یقولون ورث ابو عبد الله
المقری من ابیه خمسین الف دینار سوی الضیاع والعقار فخرج عن جمیع ذلک وانفقه علی الفقراء وقد روی
مثل هذا عن جماعة کثیرة وهذا الفعل لا الوم صاحبه اذا کان یرجع الی کفایة قد ادخرها لنفسه او کانت
له صناعة یستغنی بها عن الناس وکان المال من شبهة فیصدق به فاما اذا اخرج المال الحلال کله ثم احتاج الی الناس
او افقر عیاله فهو اما ان یتعرض بمنن الاخوان او بصدقاتهم او ان یاخذ من ارباب الظلم والشبهات
فهذا الفعل هو المذموم المنهی عنه ولست اتعجب من المتزهدین الذین فعلوا هذا مع قلة علمهم انما اتعجب من
اقوام لهم علم وعقل کیف حثوا علی هذا وامروا به مع مضادته للشرع والعقل فذکر الحارث المحاسبی فی هذا کلاما طویلا
وشیده ابو حامد الطوسی ونصره والحارث عندی اعذر من ابی حامد لان ابا حامد کان افقه غیر ان دخوله فی التصوف اوجب علیه نصرة ما دخل فیه ومن
کلام الحارث المحاسبی فی هذا انه قال ایها المفتون متی زعمت ان جمع المال الحلال اعلی وافضل من ترکه فقد ازریت بمحمد صلی الله علیه وسلم والمرسلین
وزعمت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم لم ینصح للامة اذ نهاهم عن جمع المال وقد علم ان جمعه خیر لهم

ترجمہ ان حضرات کے مقاصد تو نیک تھے مگر افعال اس بارہ میں بوجہ کم علمی کے خطا تھے اور اس زمانے مین تو شیطان کو اس
محنت سے فراغت ہے کیونکہ صوفیہ کے ہاتھ کسب مال سے خالی ہین ابو نصر طوسی نے کہا کہ مینے مشائخ رے کی ایک جماعت
سے سنا کہتے تھے کہ ابو عبد اللہ مقری کو اپنے باپ کے ترکہ سے علاوہ اسباب وزمین کے پچاس ہزار دینار ورثہ مین ملے وہ تمام
مال سے الگ ہوگئے اور فقرا کو خیرات کر ڈالی ایسی ہی روایتین ایک جماعت کثیر سے منقول ہین ہم اس فعل کے
مرتکب کو ملامت نہین کرتے مگر جبکہ کفایت پر عمل ہو اور اپنے لئے ذخیرہ رکھ چھوڑا ہو یا اس کو کوئی ایسا پیشہ آتا ہو۔
جسکی وجہ سے لوگونکا محتاج نہ ہونا پڑے یا مال مین شبہ تھا لہذا خیرات کر دیا لیکن جبکہ مال حلال سب کا سب نکال ڈالے
پھر لوگونکا محتاج ہو یا اُس کے اہل وعیال مفلس ہو جائین تو ایسا شخص یا تو اپنے بھائیون کے احسان اور خیرات کا خواہان ہوگا
یا ظالمون اور مشتبہ مال والون سے کچھ حاصل کریگا یہ فعل بیشک مذموم وممنوع ہے مجکو ان زاہدون پر تعجب نہین آتا جنھون نے
بوجہ کم علمی کے ایسا کیا بلکہ تعجب تو صرف اُن لوگون پر ہے جو علم وعقل رکھتے ہین انہون نے کیونکر اس فعل کی ترغیب دی اور
باوجود شرع وعقل کے خلاف ہونے کے کسطرح اس کا حکم کیا حارث محاسبی نے اس بارے مین کلام طویل ذکر کیا ہے۔ اور
ابو حامد طوسی نے اُس کی تائید کی ہے میرے نزدیک ابو حامد کی نسبت اس امر مین حارث معذور ہے کیونکہ ابو حامد بہت
بڑے فقیہ تھے مگر افسوس کہ تصوف مین پڑجانیکی وجہ سے اُنپر تصوف کی حمایت وامداد لازم آگئی حارث محاسبی نے اس بارے
مین جو کچھ لکھا ہے منجملہ اس کے ایک مقام پر یون لکھتے ہین اے مفتون جبکہ تیرا خیال ہے کہ مال حلال کا جمع کرنا اس کے چھوڑ دینے
سے اعلیٰ وافضل ہے تو گویا تو نے محمد صلعم ودیگر انبیاء کو عیب لگایا اور یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلعم نے جو مال جمع کرنے سے امت کو منع فرمایا تو اُن کی خیرخواہی

وزعمت ان الله تعالى لم ينظر لعباده حين نهاهم عن جمع المال وقد علم ان جمعه خير لهم وما ينفعك الاحتجاج
بمال الصحابة وددت ابن عوف في القيامة ان لم يورث من الدنيا الا قوتا قال ولقد بلغني انه لما توفي عبد الرحمن بن عوف
قال ناس من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم انا نخاف على عبد الرحمن فيما ترك فقال كعب سبحان الله وما تخافون على
عبد الرحمن كسب طيبا وانفق طيبا فبلغ ذلك ابا ذر فخرج مغضبا يريد كعبا فمر بلحى بعير فاخذه بيده ثم انطلق يطلب كعبا
فقيل لكعب ان ابا ذر يطلبك فخرج هاربا حتى دخل على عثمان يستغيث به واخبره الخبر فاقبل ابو ذر يقتص الاثر في
طلب كعب حتى انتهى الى دار عثمان فلما دخل قام كعب فجلس خلف عثمان هاربا من ابي ذر فقال له ابو ذر هيه يا ابن اليهودية
تزعم ان لا باس بما ترك عبد الرحمن بن عوف لقد خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فقال الاكثرون هم الاقلون
يوم القيامة الا من قال هكذا وهكذا ثم قال يا ابا ذر وانت تريد الاكثر
وانا اريد الاقل فرسول الله يريد هذا وانت تقول يا ابن اليهودية لا باس بما ترك
عبد الرحمن بن عوف كذبت وكذب من قال فلم يرد عليه حرفا حتى خرج
قال الحارث فهذا عبد الرحمن في فضله يوقف في عرصة القيامة

ترجمہ اور یہ سمجھا کہ اللہ تعالی نے جو اپنے بندون کو مال جمع کرنے سے ممانعت فرمائی تو اُن کا کچھ لحاظ نہ کیا حالانکہ وہ خوب جانتا تھا۔
کہ بندون کے حق مین مال جمع کرنا بہتر ہے یاد رکھ کہ صحابہ کے مال سے حجت پکڑنا تیرے لئے کچھ مفید نہین قیامت کے دن ابن عوف
آرزو کرین گے کہ کاش دنیا مین بقدر کفاف ہی ملا ہوتا مجھکو حدیث پہونچی ہے کہ جب عبد الرحمن بن عوف نے وفات پائی۔
تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سے کچھ لوگ باہم کہنے لگے کہ ہم کو اس قدر زر کے چھوڑ جانے سے عبد الرحمن کے حق مین
خوف ہے کعب رضی اللہ عنہ بولے کہ سبحان اللہ عبد الرحمن کے حق مین کس بات کا خوف ہے انہون نے پاک طریقہ سے مال کمایا
اور پاک جگہ خیرات کیا کعب کا یہ قول ابوذر کو معلوم ہوا غضبناک ہو کر کعب کی تلاش مین نکلے رستے مین اونٹ کے جبڑے
کی ہڈی پڑی پائی اُسکو ہاتھ مین اٹھا لیا اور کعب کو ڈھونڈنے لگے کسی نے کعب سے جا کر کہا کہ ابوذر تمہاری تلاش مین ہین
کعب بھاگ کر حضرت عثمان کے پاس فریادی آئے اور تمام قصہ بیان کیا ابوذر بھی تلاش کرتے کرتے کعب کے نشان قدم پر حضرت
عثمان کے مکان تک پہونچے جب اندر داخل ہوے تو کعب ڈر کے مارے اُٹھکر حضرت عثمان کے پیچھے جا بیٹھے ابوذر اُن سے بولے اے
یہودیہ کے بیٹے ذرا ٹھہر تو رہ کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو اس قدر ترکہ چھوڑا ہی اُس کا کچھ ڈر نہین دیکھ ایک روز رسول اللہ صلعم
باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ قیامت کے دن جو زیادہ مالدار ہون گے وہ زیادہ محتاج ہون گے۔ مگر ایک وہ شخص جس نے دونون
ہاتھون سے اپنا مال لٹایا ہوگا پھر فرمایا اے ابوذر تو تو انگری چاہتا ہے اور مین افلاس کا خواہان ہون غرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم محتاجی چاہتے ہین اور اے یہودیہ کے بیٹے تو یون کہتا ہے کہ عبد الرحمن بن عوف نے جو کچھ چھوڑا اُسکا کوئی ڈر نہین تو جھوٹا ہے اور جو ایسا کہے
وہ جھوٹا ہے کعب نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا حتی کہ ابوذر چلے گئے حارث کہتا کہ یہ عبد الرحمن بن عوف باوجود فضل و کمال کے میدان قیامت مین

بسبب ما کسبہ من حلال للتعفف وبصنائع المعروف فیمنع من السعی الی الجنۃ مع الفقراء المہاجرین وصار یحبوا

فی آثارھم وقد کان الصحابۃ اذا لم یکن عندھم شئ فرحوا وانت تدخر المال وتجمعہ خوفا من الفقر وذلک من سوء الظن

باللہ وقلۃ الیقین بضمانہ وکفی بہ اثما وعساک تجمع المال لنعیم الدنیا وزھرتہا ولذاتہا وقد بلغنا ان رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال من اسف علی دنیا فاتتہ قرب من النار مسیرۃ سنۃ وانت تاسف علی ما فاتک غیر

مکترث بقربک من عذاب اللہ ویحک انی لک ناصح اراک ان تقنع بالبلغۃ ولا تجمع المال لاعمال البر فقد سئل

بعض اھل العلم عن الرجل یجمع المال لاعمال البر فقال ترکہ ابر منہ وبلغنا ان بعض خیار التابعین سئل عن

رجلین احدھما طلب الدنیا حلالا فاصابہا فوصل بہا رحمہ وقدم لنفسہ والآخر جانبہا ولم یطلبہا و

لم یتناولہا فایہما افضل فقال بعید واللہ ما بینہما الذی جانبہا افضل کما بین مشارق الارض ومغاربہا

قال المصنف ھذا کلہ کلام الحارث المحاسبی ذکرہ ابو حامد وشیدہ وقواہ بحدیث ثعلبۃ

فانہ اعطی المال فمنع الزکوۃ قال ابو حامد فمن راقب احوال الانبیاء والاولیاء واقوالھم لم یشک

فی ان فقد المال افضل من وجودہ وان صرف الی الخیرات

ترجمہ اس وجہ سے کہ عفت کے لئے طریق حلال سے مال حاصل کیا اور نیک راہ میں لگایا لہذا فقرا و مہاجرین کے ساتھ جنت کی طرف نہ جانے پائیگے

بلکہ اُن کے پیچھے پیچھے گھٹنوں کے بل چلیں گے صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب اُن کے پاس کچھ نہوتا تھا تو خوش ہوتے تھے اور تیرا حال یہ

ہے کہ ذخیرہ رکھتا ہے اور افلاس کے ڈر سے مال جمع کرتا ہے حالانکہ یہ حرکت گویا خدا کے ساتھ سوء ظن اور اُس کے رزق کا ضامن ہونے پر

یقین نہ لانا ہے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ ہوگا اور ممکن ہے کہ تو دنیا کی زیب و زینت اور لذت و فراغت کے لئے مال جمع کرے ہم کو حدیث پہنچی

ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا کی فوت شدہ چیز پر افسوس کرے گا وہ ایک سال بھر کی راہ دوزخ سے قریب ہو جائیگا تیری کیفیت

یہ ہے کہ ذراسی چیز کے فوت ہو جانے پر افسوس کرتا ہے اور عذاب الٰہی سے نزدیک ہونیکی پروا نہیں کرتا ہے وائے ہو تجھپر بھلا کیا تو اپنے زمانے میں حلال کو پاتا ہے

جس طرح صحابہ نے پایا اور دنیا میں حلال کہاں رہا ہے جسکو تو جمع کرے دیکھ میں تجکو سمجھاتا ہوں جس قدر بہم پہونچ جائے اتنے ہی پر قناعت کر اور اعمال

نیک کے لئے مال جمع نہ کر بعض اہل علم سے کسی نے اُس شخص کی نسبت سوال کیا جو اچھے کاموں کے لئے مال جمع کرتا ہے جواب دیا کہ ترک کر دینا

ہی اچھا کام ہے اور ہم نے سنا ہے کہ کسی بزرگ تابعی سے دو شخصوں کے بارے میں سوال کیا گیا ایک نے حلال طریقے سے دنیا طلب کی

اُس کو حاصل ہوئی اُس نے صلہ رحم کیا اور اپنے لئے آخرت کا سامان کیا اور دوسرے نے دنیا سے علحدگی اختیار کی نہ اسکو طلب کیا

نہ صرف کیا ان دونوں میں کون افضل ہے جواب دیا کہ واللہ دونوں میں فرق ہے جو شخص دنیا سے علیحدہ رہا وہ دوسرے سے

اس قدر افضل ہے جتنا مشرق و مغرب میں فاصلہ ہے مصنفؒ نے کہا یہاں تک سب کا سب حارث کا کلام ہے ابو حامد نے اُس کا

ذکر کیا ہے اور تائید کی ہے اور ثعلبہ کی حدیث سے اس کلام کو قوت دی ہے کہ ثعلبہ کو مال ملا تو اُس نے زکوۃ نہیں دی ابو حامد نے کہا کہ جو کوئی انبیا

و اولیا کے احوال و اقوال پر غور کریگا اُس کو اس بارے میں کچھ شک نہ رہیگا کہ مال کے ہونے سے اُس کا نہ ہونا افضل ہے اگرچہ اچھے کاموں میں کیوں نہ

اذا قلّ ما فيه اشتغال الهم باصلاحه عن ذكر الله فينبغي للمريد ان يخرج عن ماله حتى لا يبقى له الا قدر ضرورته
فما بقى لهم درهم يلتفت اليه قلبه فهو محجوب عن الله تعالى قال المصنف وهذا كله خلاف الشرع والعقل وسوء
فهم للمراد بالمال فصل في رد هذا الكلام اما شرف المال فان الله تعالى عظم قدره وامر بحفظه اذ جعله قواما
للآدمي والشريف فهو شريف فقال تعالى ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قياما ونهى عز وجل ان
يسلم المال الى غير رشيد فقال فان آنستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم وقد صح عن رسول الله صلى الله
عليه وسلم انه نهى عن اضاعة المال وقال لسعد لان تترك ورثتك اغنياء خير لك من ان تتركهم عالة يتكففون
الناس وقال ما نفعني مال كمال ابي بكر وعن عمرو بن العاص قال بعث الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال خذ عليك
ثيابك وسلاحك ثم ائتني فاتيته فقال اني اريد ان ابعثك على جيش فيسلمك الله ويغنمك وارغب لك من المال رغبة صالحة
فقلت يا رسول الله ما اسلمت من اجل المال ولكني اسلمت رغبة في الاسلام فقال يا عمرو نعم ما بالمال الصالح للمرء الصالح وعن انس بن
مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا له بكل خير وكان في آخر دعائه ان قال اللهم اكثر ماله وولده وبارك له

نسخہ الصالح
نعم المال الصالح للرجل

ترجمہ کیونکہ کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ مال کی اصلاح کے تردد میں پڑ کر ذکر الٰہی سے اُس کا دل بے طرف ہو جائیگا لہذا مرید کو چاہیئے کہ مال سے
علیحدہ ہو جائے حتی کہ بقدر ضرورت اپنے پاس رکھے جب تک اُس کے پاس ایک درم بھی باقی رہیگا جس کی طرف اُس کا دھیان مٹیگا وہ اللہ
سے محجوب رہیگا مصنف رحمہ نے کہا کہ یہ سب باتیں عقل و شرع کے خلاف ہیں اور سمجھ کا قصور ہے کہ مال سے کیا مراد ہے فصل (کلام مذکور
کے رد میں) مال کا شرف تو یہیں سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کا مرتبہ عظیم فرمایا۔ اور اُس کی محافظت کا حکم دیا کیونکہ اُس کو آدمی کے لیئے
باعث قیام بنایا ہے اور آدمی شریف ہے جو چیز شریف کے لیئے باعث قیام و حیات ہے وہ بھی ضرور شریف ہے لہذا اللہ تعالے
نے فرمایا ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما یعنی تم اپنے مال جنکو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے باعث قیام قرار دیا ہے
بیوقوفوں کو مت دو۔ اور نیز اللہ عزوجل نے ناسمجھ آدمی کو مال سپرد کرنے سے منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہے فان آنستم منہم رشدا فادفعوا
الیہم اموالہم یعنی جب تم یتیموں کو دیکھو کہ اچھی طرح سمجھ آگئی تو اُن کے مال اُن کو دیدو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ آپنے
مال ضائع کرنے سے منع فرمایا۔ اور سعد کو ارشاد فرمایا کہ تمہارے لئے اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ اُن کو ایسی حالت
میں چھوڑ جاؤ کہ محتاج ہو کر لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور نیز آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مجکو ابوبکر کے مال سے بڑھکر کسی کے مال
نے نفع نہیں پہونچایا عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ مجکو رسول اللہ صلعم نے بلوا بھیجا اور فرمایا کہ کپڑے پہنکر اور ہتھیار سجکے میرے پاس آؤ میں آپ کی
خدمت میں حاضر ہوا ارشاد فرمایا کہ میں تم کو ایک لشکر پر حاکم کرکے بھیجتا ہوں خدا تعالیٰ تم کو سلامت رکھیگا۔ اور غنیمت عطا
فرمائے گا نیک نیتی کے ساتھ جس قدر جی چاہے مال لے لینا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں کچھ مال کی خواہش سے اسلام نہیں لایا
بلکہ اسلام کی محبت سے مسلمان ہوا ہوں فرمایا اے عمرو اچھا مال اچھے آدمی کے لئے بہت بہتر ہے انس بن مالک کہتے ہیں کہ میرے لیئے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر و برکت کی دعا کی اور دعا کے آخری الفاظ یہ تھے کہ خداوندا انس کو مال اور اولاد زیادہ عطا فرما اور اس میں برکت دے

وعن عبد الله بن كعب بن مالك قال سمعت كعب بن مالك يحدث حديث توبته قال فقلت يا رسول الله ان من توبتي ان انخلع من مالي صدقة الى الله تعالى والى رسوله فقال امسك بعض مالك فهو خير لك قال المصنف هذه الاحاديث مخرجة في الصحاح وهي على خلاف ما تعتقده المتصوفة من ان اكثار المال حجاب وعقوبة وان حبسه ينافي التوكل ولا ينكر انه يخاف من فتنته وان خلقا كثيرا اجتنبوه لخوف ذلك وان جمعه من وجهه ليعز وسلامة القلب من الافتنان به تبعد واشتغال القلب مع وجوده بذكر الآخرة يندر ولهذا اخيف فتنته فاما كسب المال فان من اقتصر على كسب البلغة من حلها فذلك امر لا بد منه واما من قصد جمعه والاستكثار منه من الحلال نظرنا في مقصوده فان قصد نفس المفاخرة والمباهاة فبئس المقصود وان قصد اعفاف نفسه وعائلته وادخر لحوادث زمانه وزمانهم وقصد التوسعة على الاخوان واغناء الفقراء وفعل المصالح اثيب على قصده وكان جمعه بهذه النية افضل من كثير من الطاعات وقد كانت نيات خلق كثير من الصحابة في جمع المال سليمة لحسن مقاصدهم بجمعه فحرصوا عليه وسالوا زيادته وعن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اقطع الزبير حضر فرسه بارض يقال لها بريد فاجرى الفرس حتى قام ثم رمى بسوطه فقال اعطوه حيث بلغ السوط

ترجمہ عبد اللہ بن کعب بن مالک نے کہا کہ مین نے کعب بن مالک سے سنا اپنا توبہ کرنے کا قصہ بیان کرتے تھے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میری توبہ یہ ہے کہ اپنا مال خدا اور رسول کے لئے خیرات کر دون ارشاد فرمایا کہ کچھ مال اپنے پاس رہنے دو یہ تمہارے حق مین بہتر ہے مصنف نے کہا یہ مذکور شدہ حدیثین صحاح مین موجود ہین اور صوفیہ کے عقیدہ کے خلاف ہین کہ وہ کہتے ہین مال کا زیادہ ہونا حجاب اور عذاب ہے اور مال کا رکھ چھوڑنا توکل کے منافی ہے اس امر کا تو انکار نہین کیا جا سکتا کہ مال جمع کرنے مین فتنہ کا خوف ہی اور اسی لئے جماعت کثیر نے مال سے پرہیز کیا ہے اور اس سے بھی انکار نہین ہو سکتا کہ حلال طریقے سے مال کا جمع کرنا بہت کم ہوتا ہے اور اس کے فتنہ سے دل کا سلامت رہنا بعید ہی اور باوجود مال کے آخرت کی یاد مین دل کا مشغول ہونا شاذ و نادر رہتا ہو اسی وجہ سے مال کے فتنہ کا خوف ہوا کرتا ہے باقی رہا مال کا حاصل کرنا تو بات یہ ہے کہ جس شخص کو ذریعہ حلال سے بقدر کفاف حاصل کرنے کی احتیاج ہے تو یہ ایسا امر ہے جو ضروری ہے اور جس شخص کا مقصود طریق حلال سے مال جمع کرنا اور بڑھانا ہو تو ہم اس کے مقصود پر غور کرین گے اگر صرف فخر اور بڑائی چاہتا ہی تو بہت برا مقصود ہی اور اگر اپنی اور اہل و عیال کی عفت چاہتا ہے اور آیندہ زمانے کی آفتون کے لیئے ذخیرہ رکھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ بھائیون کی امداد کری فقیرون کو خوش کرے نیک کامون کو سرانجام دی تو اس کے قصد پر اس کو ثواب ملیگا۔ اور اس نیت سے اس کا جمع کرنا بہت سی عبادتون سے افضل ہوگا صحابہ رضی اللہ عنہم کی نیتین مال جمع کرنے مین خلل سے پاک تھین کیونکہ ان کے مقاصد نیک تھی لہذا اسکی حرص کی اور زیادتی چاہی ابن عمر کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر کے لئے ان کے گھوڑے کا حصہ یک زمین مقرر فرمائی جس کو برید کہتے ہین حضرت زبیر نے اپنا گھوڑا دوڑایا حتی کہ دوڑتے دوڑتے کھڑا ہوگیا تو حضرت زبیر نے اپنا کوڑا آگے تک پھینکدیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جہانتک زبیر کا کوڑا پہونچا ہے وہین تک ان کو زمین لکھ دو +

وكان سعد بن عبادة يدعو فيقول اللهم وسع علي وقال المصنف وابلغ من هذا ان يعقوب عليه السلام
لما قال له بنوه ونزداد كيل بعير مال الى هذا وارسل ابن يامين معهم وان شعيباً طمع في زيادة ما ناله فقال
فان اتممت عشراً فمن عندك وان ايوب لما عوفي مر عليه جراد من ذهب فاخذ يثني ثوبه يستكثر منه فقيل له اما شبعت
قال يا رب ومن يشبع من فضلك وهذا امر مركوز في الطبائع فاذا قصد به الخير كان خيرا محضا واما كلام المحاسبي فخطأ
يدل على الجهل بالعلم وقوله ان الله نهى عباده عن جمع المال وان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى امته عن جمع المال
فهذا محال انما نهى عن سوء القصد بالجمع او عن جمع من غير حلة وما ذكره من حديث كعب وابي ذر فمحال من وضع
الجهال وخفي صحته عنه الحقه بالقول وقد روى بعض هذا وان كان طريقه لا يثبت وعن مالك ابن عبد الله
الزيادي يحدث عن ابي ذر انه قال جاء يستاذن على عثمان فاذن له وبيده عصاه فقال
فقال عثمان يا كعب ان عبد الرحمن توفي وترك مالا فما
ترى فيه فقال ان كان يصل فيه حق الله فلا باس
فرفع ابو ذر عصاه فضرب كعبا وقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

ترجمہ سعد بن عبادہ دعا مانگا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ خداوندا مجکو فراخدستی عطا فرما مصنف نے فرمایا اس سے بڑھکر وہ ہے کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام سے جب اُن کے بیٹوں نے آکر کہا - ونزداد کیل بعیر یعنی ایک اونٹ اناج کا اور زیادہ ملیگا تو حضرت یعقوب بھی اُدھر مائل
ہو گئے ابن یامین کو اُن کے ساتھ بھیجدیا اور حضرت شعیب نے اپنے نفع لینے میں زیادتی کی طمع کی چنانچہ حضرت موسی سے کہا فان اتممت
عشرا فمن عندک یعنی اگر تم دس برس پورے بکریاں چراوگے تو تمہاری عنایت ہے اور حضرت ایوب علیہ السلام جب شفا پا چکے تو
ایک سونے کی ٹڈی اُن کے پاس سے گذری وہ اپنی چادر اُس کے پکڑنیکو پھیلانے لگے تاکہ زیادہ مالدار ہو جائیں ارشاد ہوا کہ اے ایوب
کیا تیرا پیٹ نہیں بھرا عرض کیا اے پروردگار تیرے فضل سے کس کا پیٹ بھرتا ہے غرضکہ مال جمع کرنا ایک ایسا امر ہے جو طبیعتوں
میں رکھا گیا ہے جب اُس سے مقصود خیر ہو تو وہ بھی خیر محض ہوگا محاسبی کا جو کچھ اس بارہ میں کلام ہے وہ سراسر خطا ہے جو شریعت سے
واقف نہونے پر دلالت کرتا ہے محاسبی کا یہ قول کہ اللہ تعالی نے اپنے بندوں کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو مال جمع
کرنے سے منع فرمایا ہے دروغ محض ہے بلکہ اس بات سے منع فرمایا ہے کہ مال جمع کرنے سے بُرا مقصود ہو یا ناجائز طریقہ سے جمع کیا جاوے اور کعب وابوذر رضی
کی حدیث اجہال کی ہے بالکل جھوٹ اور جاہلوں کی بنائی ہوئی ہے چونکہ محاسبی سے اس حدیث کی صحت مخفی رہی لہذا اس کو مان بیٹھے اس کے بعض
الفاظ روایت بھی کیے گئے ہیں مگر اس کا طریقہ کوئی ثابت نہیں ہوتا مالک بن عبداللہ زیادی نے ابوذر سے روایت کی کہ وہ حضرت عثمان کے
مکان پر آئے اور اندر آنیکی اجازت لی حضرت عثمان نے اجازت دیدی اسوقت اُن کے ہاتھ میں لاٹھی تھی آخر میں حضرت عثمان نے کعب سے پوچھا کہ ای
کعب عبدالرحمن انتقال کر گئے اور مال چھوڑ گئے تمہاری اسمیں کیا رائے ہے کعب نے کہا اگر اس مال میں سے اللہ کا حق ادا کرتے رہے تو کچھ ڈر نہیں یہ سنکر ابوذر
نے اپنی لاٹھی اوٹھائی اور کعب کے ماری اور کہا - کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے - فرماتے تھے +

ما احب لو ان هذا الجبل ذهبا انفقه ويتقبل مني اذر خلفي ست اواقي انشدك الله يا عثمان
اسمعت ثلاث مرات قال نعم قال المصنف وهذا الحديث لا يثبت وابن لهيعة مطعون فيه
قال يحيي لا يحتج بحديثه والصحيح في التاريخ ان اباذر توفي سنة خمس وعشرين وعبد الرحمن
توفي سنة اثنتين وثلثين فقد عاش بعد ابي ذر سبع سنين ثم لفظ ما ذكروه من حديثهم يدل على
ان حديثهم موضوع ثم كيف تقول الصحابة انا نخاف على عبد الرحمن اوليس الاجماع منعقدا على اباحة
جمع المال من حلة فما وجه الخوف مع الاباحة اويأذن الشرع في شئ ثم يعاقب عليه هذا قلة فهم
وفقه ثم ينكر ابوذر على عبد الرحمن وعبد الرحمن خير من ابي ذر بما لا يتقارب ثم تعلقه بعبد الرحمن
وحده دليل على انه لم يسبر سير الصحابة فانه قد خلف طلحة ثلثمائة بهار في كل بهار ثلثة قناطير والبهار الحمل وكان مال الزبير خمسين الف
ومائتي الف وخلف ابن مسعود تسعين الفا واكثر الصحابة كسبوا الاموال وخلفوها ولم ينكر احد منهم على احد واما قوله ان عبد
الرحمن يحبو حبوا يوم القيامة فهذا دليل على انه ما يعرف الحديث فان هذا كان مناما وليس هو في اليقظة واعوذ بالله ان
يحبو عبد الرحمن في القيمة افترى من يسبق وهو من العشرة المشهود لهم بالجنة ومن اهل بدر والشورى

یتعارف

تسعین

ترجمہ کہ یہ احد کا پہاڑ اگر میرے لئے سونا بن جائے میں اُس کو خدا کی راہ میں صرف کر دوں اور وہ میری خیرات مقبول ہو جائے تو جب بھی میں
میں پسند نہیں کرتا کہ اُس میں سے چھ اوقیہ کے برابر چھوڑ کر وفات پاؤں یہ کہکر ابو ذر نے تین بار کہا کہ اے عثمان میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ
تم نے یہ حدیث سنی ہے حضرت عثمان نے جواب دیا کہ ہاں مصنف نے کہا یہ حدیث ثابت نہیں اس کے راویوں میں ابن لہیعہ مطعون ہے
یحییٰ کہتے ہیں کہ ابن لہیعہ کی حدیث قابل حجت نہیں اور تاریخ سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ ابو ذر نے سنہ پچیس ۲۵ ہجری میں انتقال کیا اور
عبد الرحمن نے سنہ بتیس ۳۲ ہجری میں رحلت کی لہذا عبد الرحمن بعد ابو ذر کے سات برس زندہ رہے علاوہ ازیں اس حدیث کے الفاظ
دلالت کرتے ہیں کہ موضوع ہے پھر کیونکر صحابہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمکو عبد الرحمن پر خوف ہے کیا بالاجماع ثابت نہیں کہ حلال طریقہ سے مال جمع کرنا مباح
ہے باوجود مباح ہونے کے خوف کی کیا وجہ ہے کیا شریعت ایسا ہی کرتی ہے کہ کسی چیز کی اجازت دے اور پھر اس پر عذاب کرے یہ سب نا سمجھی اور کم علمی کی باتیں
ہیں۔ پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ عبد الرحمن پر ابو ذر انکار کرتے ہیں حالانکہ ابو ذر سے عبد الرحمن افضل ہیں اس لئے کہ وہ ایسے معروف نہیں پھر اُن کا
ایک اکیلے عبد الرحمن کے پیچھے پڑ جانا دلالت کرتا ہے کہ اُنہوں نے صحابہ کا رویہ اختیار نہیں کیا طلحہ رضی اللہ عنہ اپنے بعد تین سو بہار چھوڑ گئے
ہر بہار میں تین قنطار تھے بہار بوجھ کو کہتے ہیں (جو تین سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک قنطار ایک ہزار دو سو اوقیہ کا ہوتا ہے) زبیر کا
کا مال پانچ کروڑ دو لاکھ کا تھا۔ ابن مسعود نے نوے ہزار چھوڑ کر انتقال کیا۔ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم نے مال حاصل کیا اور چھوڑ گئے کسی نے
انپر اعتراض نہیں کیا محاسبی کا یہ قول کہ عبد الرحمن قیامت کے دن گھٹنوں کے بل چلیں گے اس امر کی دلیل ہے کہ وہ حدیث نہیں جانتے کیونکہ یہ واقعہ
خواب کا تھا بیداری میں ایسا نہیں فرمایا اور خدا کی پناہ جب عبد الرحمن ایسے صحابی قیامت میں گھٹنوں کے بل چلیں گے تو پھر دوڑ کر کون
جائیگا حالانکہ عبد الرحمن اُن دس صحابہ میں ہیں جن کے لئے زندگی میں جنت کی شہادت دی گئی اور اہل بدر اور اہل شوریٰ میں

ثم الحديث برواية عمارة بن زاذان وقال البخاری ربما اضطرب حدیثه وقال احمد یروی عن انس احادیث مناکیر و
قال ابو حاتم الرازی لا یحتج به وقال الدارقطنی ضعیف عن انس قال بینما عائشة فی بیتها سمعت صوتا فی
المدینة فقالت ما هذا فقالوا عیرٌ لعبد الرحمن بن عوف قدمت من الشام یحمل من کل شئ قال وکانت سبع مائة
بعیر فارتجت المدینة من الصوت فقالت عائشة سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول قد رأیت عبد الرحمن
بن عوف یدخل الجنة حبوا فبلغ ذلك عبد الرحمن فقال ان استطعت لادخلنها قائما فجعلها باقتابها
واحمالها فی سبیل الله عز وجل وقوله ترك المال الحلال افضل من جمعه لیس کذلك بل متی صح القصد
فجمعه افضل بلاخلاف عند العلماء والحدیث الذی ذکره عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من اسف علی دنیا فاتته محال
ما قاله رسول الله صلی الله علیه وسلم قط وقوله هل تجد فی دهرك حلالا فیقال له وما الذی اصاب الحلال
والنبی صلی الله علیه وسلم یقول الحلال بین والحرام بین اتری یرید بالحلال وجود خبیئة خرجت من المعدن
تقلبت فی شبهة هذا تبعید لما طولبنا به بل لو بایع المسلم یهودیا کان ما یأخذ منه حلالا الا بان تستك هذا فتوی الفقهاء واعجبی بسکوت
ابی حامد بل لنصرته ما حکی فکیف یقول ان فقد المال افضل من وجوده

---

ترجمہ۔ یہ حدیث جو محاسبی نے روایت کی۔ وہ بروایت عمارہ بن زاذان ہے۔ اور بخاری کہتے ہیں کہ اکثر اوقات زاذان کی حدیث مضطرب
ہوتی ہے احمد نے کہا کہ زاذان حضرت انس سے منکر حدیثیں روایت کرتے ہیں ابو حاتم رازی نے کہا کہ زاذان قابل حجت نہیں دارقطنی
نے کہا کہ زاذان ضعیف ہیں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں بیٹھی تھیں۔ یکایک کچھ آواز کی
پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ عبد الرحمن بن عوف کا قافلہ شام سے آیا ہے جو ہر قسم کا اسباب تجارت لایا ہے انس کہتے ہیں کہ سات سو اونٹ
تھے تمام مدینہ آواز سے گونج اٹھا حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں نے عبد الرحمن
بن عوف کو خواب میں دیکھا ہے کہ جنت میں گھٹنوں کے بل چل کر داخل ہوتے ہیں یہ خبر عبد الرحمن کو ملی کہنے لگے کہ اگر مجھ سے ہو سکا۔ تو
بہشت میں کھڑا ہو کر داخل ہونگا۔ یہ کہکر وہ تمام اونٹ مع ان کے پالانوں اور اسباب کے خدا کی راہ میں دیدیئے **محاسبی** کا یہ قول کہ مال
حلال کا چھوڑ دینا اس کے جمع کرنے سے افضل ہے غلط ہے ایسا ہرگز نہیں بلکہ جب قصد صحیح ہو تو علما کے نزدیک بلاخلاف جمع کرنا افضل ہے
اور یہ حدیث جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جو شخص دنیا کی فوت شدہ چیز پر افسوس کریگا محض دروغ ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں فرمایا اور محاسبی کا یہ مقولہ کہ دنیا میں حلال کہاں رہا ہے ہم پوچھتے ہیں کہ آخر یہ ٹھیک طور پر حلال کیا چیز ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر پھر کیا حلال سے آپکی مراد یہ ہے کہ معدن سے کوئی دفینہ نکلے جسمیں کچھ
شک و شبہ نہو حالانکہ یہ امر بہت دور کی بات ہے اور ہم سے اس کی بازپرس نہ ہوگی۔ بلکہ اگر مسلمان کوئی چیز یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالے
تو قیمت حلال ہوگی یہی فتوی فقہا کا ہے۔ مجھ کو تعجب اس امر کا ہے کہ ابو حامد نے سکوت کیا۔ بلکہ محاسبی کے قول کی امداد
کی وہ کیونکر کہتے ہیں کہ گو مال نیک کاموں میں صرف کیا جاوے۔ پھر بھی اس کا نہ ہونا ہونے سے افضل ہے ؎

وان مضى الى الخيرات ولو ادعى الاجماع على خلاف هذا لصح ولكن الصواب غير فتواه وحمل المروزى قال سمعت رجلا
يقول انى في كفاية فقال الزم السوق تصل به الرحم وتعود به وقوله ينبغى للمريد ان يخرج من ماله قد بينا انه ان
كان حراما او فيه شبهة او ان تقنع باليسير او بالكسب جاز له ان يخرج منه والا فلا وجه لذلك واما ثعلبة فما ضره
المال انما البخل بالواجب واما الانبياء فقد كان لابراهيم زرع ومال ولشعيب وغيره وكان سعيد بن المسيب
يقول لا خير فيمن لا يطلب المال يقضى به دينه ويصون به عرضه فان مات تركه ميراثا لمن بعده وخلف ابن المسيب اربعمائة
دينار وقد ذكرنا ما خلفت الصحابة وقد خلف سفيان الثورى مائتين وكان يقول المال فى هذا الزمان سلاح وما زال
السلف يمدحون المال ويجمعونه للنوائب واعانة الفقراء وانما تحاماه قوم منهم ايثارا للتشاغل بالعبادات وجمع الهمم فقنعوا
باليسير ولو قال هذا القائل ان التقلل منه اولى قرب الامر ولكنه زاحم به مرتبة الاثم **فصل** واعلم ان الفقر مرض فمن ابتلى به فصبر عليه اثيب على
صبره ولهذا يدخل الفقراء الجنة قبل الاغنياء بخمسمائة عام لمكان صبرهم على البلاء والمال نعمة والنعمة تحتاج الى شكر والغنى وان تعب وخاطر كالمفتى
والمجاهد والفقير كالمعتزل فى زاويته وقد ذكر ابو عبد الرحمن السلمى فى كتاب سنن الصوفية باب كراهية ان يخلف الفقير شيئا فذكر
حديث الذى مات من اهل الصفة وخلف دينارين فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيتان

ترجمہ اگرچہ وہ اس کے برخلاف اجماع ہونے کا دعوی کریں درست ہے لیکن صواب اُن کے فتوی کے خلاف ہے **محاسبی** کا یہ قول
کہ مرید کو چاہیئے اپنے مال سے جدا ہو جائے اس بارے میں ہم بیان کر چکے کہ اگر مال حرام یا مشتبہ ہو یا انسان تھوڑے مال پر یا اپنے کسب پر
قناعت کر سکے تو اُس کو جائز ہے کہ اپنے مال سے علیحدہ ہو جائے ورنہ کوئی اس کی وجہ نہیں باقی رہا ثعلبہ کا قصہ تو اُسکو مال نے ضرر نہیں
پہونچایا بلکہ مال پر بخل کرنا اس کے لئے مضر ہوا اور رہے انبیاء علیہم السلام ان کا یہ حال تھا کہ حضرت ابراہیم و شعیب وغیرہ کے پاس مال
سعید بن مسیب کہا کرتے تھے کہ جو شخص مال نہیں پیدا کرتا وہ خیر پر نہیں مال سے قرض ادا کرے اپنی آبرو بچائے اگر مر جائے تو اپنے بعد
والوں کے لئے میراث چھوڑ جائے **ابن مسیب** چار سو دینار ترکہ میں چھوڑ گئے تھے اور صحابہ نے جو جو ترکہ چھوڑا ہے وہ ہم ذکر
چکے **سفیان ثوری** نے دو سو ترکہ میں چھوڑے اور کہا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مال ایک ہتھیار ہے **سلف** ہمیشہ مال کی تعریف
کرتے رہے اور زمانے کی آفتوں اور محتاجوں کی اعانت کے لئے مال جمع کرتے رہے ہاں البتہ ان میں سے بعض نے اس لئے
مال سے علیحدگی اختیار کی کہ عبادات میں مشغول رہیں اور دلجمعی حاصل رہے لہذا تھوڑے پر قناعت کی اگر حارث محاسبی یوں
کہتے کہ تھوڑا مال رکھنا بہتر ہے تو ایک بات بھی مگر وہ تو اس کو گناہ کا مرتبہ قرار دیتے ہیں **فصل** جاننا چاہیئے کہ محتاجی ایک مرض ہے جو شخص اس میں
مبتلا ہوا اور صبر کیا اسکو اس صبر کا ثواب ملیگا اسی لئے محتاج لوگ امیروں سے پانسو برس پیشتر جنت میں داخل ہوں گے کیونکہ وہ بلا پر صابر رہے اور مال
ایک نعمت ہے اور نعمت کے لئے شکر ضروری ہے اور مالدار چونکہ محنت اٹھاتا ہے اور اپنے آپکو کار بزرگ میں ڈالتا ہے بمنزلہ مفتی اور مجاہد کے ہے اور محتاج ایسا
ہے جیسے کوئی شخص ایک گوشے میں الگ بیٹھا ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے کتاب سنن الصوفیہ میں ایک باب باندھا ہے جس میں ذکر کیا ہے کہ فقیر کے لئے کچھ چھوڑ مرنا
مکروہ ہے اور وہ حدیث لکھی ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک صحابی نے دو دینار چھوڑ کر انتقال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے دو داغ ہیں

قال المصنف وهذا احتجاج من لا يفهم الحال فان ذلك الفقير كان يزاحم الفقراء في اخذ الصدقة وحبس ما كان معه
فلذلك قال كيتان ولو كان المكروه نفس ترك المال لما قال النبي صلى الله عليه وسلم لسعد لان تترك ورثتك اغنياء
خير لك من ان تتركهم عالة يتكففون الناس ولما كان احد من الصحابة يخلف شيئا وقد قال عمر بن الخطاب
رضي الله عنه حث رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصدقة فجئت بنصف مالي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ابقيت لاهلك فقلت
مثله فلم ينكر عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ابن جرير الطبري وفي هذا الحديث دليل على بطلان ما
يقوله جهلة المتصوفة انه ليس للانسان ادخار شيء في يومه لغده وان فاعل ذلك قد اساء الظن
بربه ولم يتوكل عليه حق التوكل قال ابن جرير فلذلك قوله عليه السلام اتخذوا الغنم فانها بركة فيه دلالة على فساد قول
من زعم من المتصوفة انه لا يصح لعبد التوكل على ربه الا ان يصبح ولا شيء عنده من عين ولا عرض ويمسي كذلك الا ترى كيف ادخر
رسول الله صلى الله عليه وسلم لازواجه قوت سنة **فصل** وقد خرج اقوام من اموالهم الطيبة ثم عادوا يتعرضون بالاوساخ ويطلبون وهذا
لان حاجة الانسان لا ينقطع والعاقل يعد للمستقبل وهؤلاء مثلهم في اخراج المال عند بداية تزهدهم
مثل من روي في طريق مكة فبدد الماء الذي معه وعن جابر بن عبد الله قال قدم ابو حصين السلمي

---

**ترجمہ مصنف** نے کہا کہ اس حدیث سے حجت لانا اس شخص کا کام ہے جو حقیقت حال نہیں سمجھتا کیونکہ یہ صحابی جو انتقال کر گئے تھے اُن کا
یہ کام تھا کہ صدقہ لینے میں فقیروں سے مزاحمت کیا کرتے تھے اور جو اپنے پاس تھا اُسے رکھ چھوڑا لہذا فرمایا کہ جہنم کے دو داغ ہیں اور اگر نفس مال ہی چھوڑنا
مکروہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سعد سے نہ فرماتے کہ تمہارے لئے اپنے وارثوں کو خوشحال چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ اُن کو ایسی حالت میں چھوڑ
جاؤ کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور نیز صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کوئی اپنے بعد کچھ نہ چھوڑ جاتا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایکبار رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی میں اپنا آدھا مال لے آیا آپ نے فرمایا اے عمر بال بچوں کے لئے کسقدر باقی رکھا میں نے عرض کیا جسقدر
لایا ہوں اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں یہ سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر پر انکار نہیں فرمایا **ابن جریر** طبری کہتے ہیں کہ اس
حدیث میں دلیل ہے اس قول کے باطل ہونے پر جو جاہل صوفیہ کہتے ہیں کہ انسان کو نہ چاہیئے کل کے لئے آج کچھ شئی ذخیرہ رکھے اور کہتے ہیں
کہ ایسا کرنیوالا اپنے پروردگار کے ساتھ سوءظن رکھتا ہے اور اُسپر کماحقہ توکل نہیں کرتا ابن جریر نے کہا کہ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا یہ فرمانا کہ تم بکریاں پالو کیونکہ اُن میں برکت ہے دلالت کرتا ہے اس قول کے فاسد ہونے پر جو بعض صوفیہ کا خیال ہے کہ جو بندہ
اپنے رب پر توکل رکھتا ہے اس کے لئے یہی شایان ہے کہ صبح و شام میں کسی وقت کچھ مال اور روپیہ پیسہ اس کے پاس نہ ہو کیا تم نہیں
جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اپنی ازواج مطہرات کے لئے سال بھر کا رزق ذخیرہ رکھتے تھے **فصل** کچھ لوگ ایسے ہیں
جو اپنے پاک مالوں سے علیحدہ ہو گئے اور پھر صدقے جو لوگوں کی میل کچیل ہیں طلب کرنے لگے اور اُن میں پڑ گئے کیونکہ انسان کی حاجت
منقطع نہیں ہوتی اور عاقل آدمی آیندہ کے لئے سامان کیا کرتا ہے اور ابتدائے زہد میں اپنا مال جو علیحدہ کر ڈالتے ہیں ان کی مثال ایسی
ہے جیسے کوئی شخص مکے کے راستے میں پانی سے سیراب ہو گیا لہذا جو پانی ہمراہ لایا تھا اس کو پھینکدیا جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ ابو حصین سلمی

بذهب من معدنهم فقضى دینا کان علیه وفضل معه مثل بیضة الحمامة فأتى بها رسول الله صلى الله علیه وسلم فقال یا رسول الله ضع هذه حیث اراك الله او حیث رأیت قال فجاءه عن یمینه فاعرض عنه ثم جاءه عن یساره فاعرض عنه ثم جاءه من بین یدیه فنكس رسول الله صلى الله علیه وسلم رأسه فلما اكثر علیه اخذها من یده فحذفه بها لو اصابته لعقرته ثم اقبل علیه رسول الله صلى الله علیه وسلم فقال یعمد احدكم الى ماله فیتصدق به ثم یقعد فیتكفف الناس وانما الصدقة عن ظهر غنى ابدأ بمن تعول وقد رواه ابوداود فی سننه من حدیث محمود بن لبید عن جابر بن عبدالله قال كنا عند رسول الله صلى الله علیه وسلم اذ جاءه رجل بمثل البیضة بیضة من ذهب فقال یا رسول الله اصبت هذه من معدن فخذها فهی صدقة ما املك غیرها فاعرض عنه رسول الله صلى الله علیه وسلم ثم اتاه من قبل ركنه الایمن فقال مثل ذلك فاعرض عنه ثم اتاه من قبل ركنه الایسر فاعرض عنه رسول الله صلى الله علیه وسلم ثم اتاه من خلفه فاخذها رسول الله صلى الله علیه وسلم فحذفه بها فلو اصابته لاوجعته او لعقرته فقال رسول الله صلى الله علیه وسلم یاتی احدكم بما یملك فیقول هذه صدقة ثم یقعد فیتكفف الناس خیر الصدقة ما كان عن ظهر غنى

وفی روایة اخرى خذ عنا مالك لا حاجة لنا به

لعورته — محمد بن — ركبته ركبته

ترجمہ اپنی معدن میں سے کچھ سونا نکال لائے اس سے اپنا قرضہ ادا کیا جس میں سے کبوتر کے انڈے کے برابر بچ رہا اُسکو لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس کو جہان مصلحت خیال فرمائیے کام میں لائیے۔ راوی نے کہا کہ ابو حصین دہنی جانب سے آئے آپ نے موہنہ موڑ لیا پھر بائیں طرف سے آئے آپ نے موہنہ پھیر لیا پھر سامنے سے حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک جھکا لیا جب انہون نے آپ کو بہت تنگ کیا تو آپ نے وہ سونا اس کے ہاتھ سے چھین کر اُن کو کھینچ مارا کہ اگر لگ جاتا تو اُن کی آنکھ پھوٹ جاتی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ کہ تم میں سے بعض کی یہ حالت ہے کہ اپنا سارا مال خیرات کر ڈالتے ہیں پھر بیٹھکر لوگون کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں دیکھو صدقہ تو بعد فارغ البالی کے ہوا کرتا ہے اور پہلے اپنے اہل وعیال کو دینا چاہیے **ابوداود** نے اس حدیث کو بروایت محمود بن لبید اپنے سنن میں ذکر کیا ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے اتنے میں ایک شخص مرغی کے انڈے کے برابر سونا لیکر آیا اور عرض کی یا رسول اللہ مجکو یہ سونا اپنے قبیلہ کی معدن سے ملا ہے اس کو صدقہ کرتا ہوں اور میرے پاس اس کے سوا کوئی مال نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنکر موہنہ پھیر لیا پھر وہ شخص دہنی جانب سے آیا آپ نے اعراض فرمایا پھر بائیں طرف سے آکر اسی طرح کہنے لگا آپ نے روگردانی فرمائی۔ پھر پشت مبارک کی طرف سے سامنے آیا آپ نے اس سے وہ سونے کا ٹکڑا لیکر اُسکو پھینک مارا اگر اس کے لگ جاتا تو آزار پہونچاتا یا کوئی عضو بیکار ہو جاتا پھر فرمایا تم لوگون میں بعض کا قاعدہ ہے کہ جو کچھ انکے پاس ہوتا ہی سب کا سب لے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ صدقہ ہے پھر محتاج ہو کر بیٹھ رہتے ہیں اور لوگون کے سامنے بھیک مانگنے کو ہاتھ پھیلاتے ہیں دیکھو بہتر صدقہ وہ ہے جو اپنی فارغ البالی کے بعد ہو۔ ایک روایت میں یون آیا ہے کہ آپ نے اس شخص سے فرمایا اپنا مال ہمارے سامنے سے لیجاؤ ہمکو اسکی کچھ حاجت نہین

وروی ابوداؤد من حدیث ابی سعید الخدری قال دخل رجل المسجد فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
یطرحوا ثیابا و طرحوا فامر له منها بثوبین ثم حث علی الصدقة فجاء فطرح احد الثوبین فصاح به خذ ثوبك
وقال المصنف ونقلت من خط ابی الوفاء بن عقیل قال قال ابن شاذان دخل جماعة من الصوفیة علی
الشبلی فانفذ الی بعض المیاسیر لیسئله مما ینفقه علیهم فرد الرسول وقال یا ابا بکر انت تعرف الحق فهلا طلبت
منه فقال للرسول رجع الیه قل له الدنیا سفلة اطلبها من سفلة مثلك واطلب الحق من الحق فبعث الیه
مائة دینار قال ابن عقیل ان کان انفذ الیه المائة الدینار علی الابتداء من هذا الکلام القبیح وامة الله
لقد اکل الشبلی الخبیث من الرزق واطعمه اضیافه فصل وقد کان لبعضهم بضاعة فانفقها وقال
ارید ان یکون نفسی الا بالله وهذا اقلة فهم لانهم یظنون ان التوکل قطع الاسباب واخراج الاموال
وقال اخبرنا القزاز قال اخبرنا الخطیب قال اخبرنا ابو نعیم الحافظ قال اخبرنا جعفر الخلدی فی کتابه قال سمعت الجنید یقول دققت
علی ابی یعقوب الزیات بابه فی جماعة من اصحابه فقال ما کان لکم شغل فی الله عز وجل یشغلکم عن المجیء الی فقلت له اذا کان مجیئنا الیك
شغلنا به فلم ننقطع عنه فسألته عن مسئلة فی التوکل فاخرج درهما کان عنده ثم اجابنی فاعطی التوکل حقه

ترجمہ ابوداود نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت کیا کہ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا
کہ کچھ کپڑے خیرات کریں لوگوں نے کچھ کپڑے دیئے اُن کپڑوں میں سے آپ نے دو کپڑے اُس آدمی کو عنایت فرمائے پھر سب کو صدقہ کی ترغیب
دی اُس آدمی نے بھی دونوں میں سے ایک کپڑا اوتار کر صدقے میں ڈالا آپ نے باواز بلند اُس سے فرمایا کہ تو اپنا کپڑا لے لے مصنف نے
کہا میں نے خود ابوالوفا ابن عقیل کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا کہ ابن شاذان کہتے ہیں صوفیہ کی ایک جماعت شبلی کے پاس گئی شبلی نے ایک تونگر
آدمی کے پاس کسی کو بھیجا کہ اُن کے کہانے کے لئے کچھ اُس سے مانگ لا اس تونگر نے قاصد کو واپس کیا اور کہلا بھیجا کہ اے ابوبکر تم
تو خدا کے عارف ہو اُسی سے کیوں نہیں مانگ لیتے شبلی نے قاصد سے کہا کہ اُس سے جاکر کہو دنیا ایک سفلہ چیز ہے اس کو تجھ ایسے سفلہ سے طلب کرتا
ہوں اور حق سے تو حق ہی کا طالب ہوں یہ سنکر اُس نے سو دینار بھیجدیئے ابن عقیل کہتے ہیں کہ اگر شروع ہی میں اس کلام قبیح سے
پیشتر وہ تونگر سو دینار دیدالتا تو کچھ نہ تھا لیکن اب تو شبلی نے ناپاک رزق کہایا اور اپنے مہمانوں کو کھلایا۔ فصل بعض صوفیہ کے پاس کچھ
سرمایہ تھا انہوں نے سب خیرات کرڈالا اور کہنے لگے ہم اپنے آپکو صرف خدا کے حوالے کرتے ہیں حالانکہ یہ کم فہمی ہے کیونکہ یہ لوگ گمان
کرتے ہیں کہ اسباب سے قطع تعلق کرنا اور مال کو علیحدہ کر دینا یہی توکل ہے قزاز نے ہم سے کہا کہ مجھ سے خطیب نے بیان کیا کہ مجکو ابو نعیم حافظ نے
خبر دی کہ مجھ سے جعفر خلدی نے اپنی کتاب میں روایت کی کہ مینے جنید سے سنا کہتے تھے کہ میں ایک بار ابو یعقوب زیات کے دروازے پر اُن کے
اصحاب کی جماعت میں جا کھڑا ہوا وہ بولے کہ تم لوگوں کو خدا تعالی کے ساتھ ایسا شغل کیوں نہیں جو تم کو میرے پاس آنے سے باز رکھے ہم نے
جواب دیا کہ جب ہمارا آپ کے پاس آنا گویا خدا کے ساتھ شغل ہے تو خدا سے ہم نے قطع تعلق کہاں کیا اس کے بعد میں نے
اُن سے توکل کے بارے میں ایک مسئلہ دریافت کیا انہوں نے پہلے ایک درم نکالا جو اُن کے پاس تھا پھر مجکو جواب دیا اور کما حقہ توکل کا بیان کیا +

ثم قال استحییت من الله تعالیٰ ان اجیبك وعندی شیٔ قال المصنف قلت لو فهم هؤلاء معنی التوکل وانه ثقة القلب بالله تعالیٰ لا اخراج صور المال ما قالوا هذا ولکن قل فهمهم وقد کان سادات الصحابة والتابعین متجرون ویجمعون الاموال وما قال مثل هذا احد منهم وقد روینا عن ابی بکر الصدیق انه قال حین امر فترك الکسب لاجل شغله بالخلافة فمن این اطعم عیالی وهذا القول منکر عند الصوفیة یخرجون قائله من التوکل وکذلك ینکرون علی من قال هذا الطعام یضرنی وقد رووا فی ذلك حکایة عن ابی طالب الرازی یقول حضرت مع اصحابنا فی موضع فقدموا اللبن فقال لی کل فقلت لا اکل فانه یضرنی فلما کان بعد اربعین سنة صلیت یوما خلف المقام ودعوت الله تعالیٰ وقلت اللهم انك تعلم انی ما اشرکت بك طرفة عین فسمعت هاتفا یهتف بی یقول ولا یوم اللبن قال المصنف وهذه الحکایة والله اعلم بصحتها واعلم ان من یقول هذا یضرنی لا یرید ان ذلك یفعل الضرر بنفسه انما یرید انه سبب للضرر کما قال الخلیل علیه السلام انهن اضللن کثیرا من الناس وقد صح عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال ما نفعنی مال کمال ابی بکر وقوله ما نفعنی مقابل لقول القائل ما ضرنی وصح عنه انه قال ما زالت اکلة خیبر تعاودنی حتی الآن حین قطعت ابهری وقد ثبت انه لا رتبة اوفی من رتبة النبوة

ترجمہ پھر بولے کہ مجکو اللہ تعالے سے حیا آئی اس بارے مین کہ تم کو جواب دون اور میرے پاس کچھ مال ہو مصنف نے کہا کہ اگر یہ لوگ توکل کے معنی سمجھتے کہ توکل کہتے ہین خدا تعالی پر دل کے وثوق رکھنے کو۔ نہ اس کو کہ مال علیحدہ کر دیا جاے تو ایسا نہ کہتے مگر کیا کرین انکی سمجھ ہی کم ہے بڑے بڑے صحابہ و تابعین ذخیرہ رکھا کرتے تھے اور مال جمع کیا کرتے تھے اُن مین کسی نے ایسا نہین کیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت ہم روایت کر چکے کہ جب خلیفہ ہوے اور خلافت کے کاروبار کی وجہ سے اپنا کسب چھوڑ دیا تو فرمانے لگے کہ پھر مین اپنے بال بچو کو کہان سے کھلاؤن حالانکہ صوفیہ کے نزدیک منکر ہے اور اس طرح کہنے والے کو توکل سے خارج کر دیتے ہین اور اسی طرح اُس شخص پر بھی انکار کرتے ہین جو یون کہے کہ فلان کھانا مجکو نقصان پہونچائیگا اس بارے مین ابو طالب رازی کی ایک حکایت نقل کرتے ہین انہون نے کہا کہ مین اپنے اصحاب کے ساتھ ایک مقام پر تھا وہان کے لوگ دودھ لیکر آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ یہ دودھ پی لو مینے کہا کہ مین دودھ نہین پیونگا کیونکہ دودھ مجکو نقصان پہونچاتا ہے اس واقعہ کو چالیس برس کا زمانہ گذر گیا ایک روز مینے مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھی اور اللہ تعالی سے دعا کی اور عرض کیا کہ خداوندا تو جانتا ہے کہ مینے کسی لمحہ بھی تیرے ساتھ شرک نہین کیا یکایک مینے سنا کہ ایک ہاتف مجکو آواز دیتا ہے کہ بھلا کیا دودھ والے روز بھی شرک نہین کیا مصنف نے کہا خدا جانے یہ حکایت کہانتک صحیح ہے جاننا چاہئے کہ جو شخص یون کہتا ہے کہ فلان چیز مجکو ضرر پہونچاتی ہے تو اُس کی مراد یہ نہین ہوتی کہ خود وہ چیز ضرر کی فاعل ہے بلکہ یہ معنی ہوتے ہین کہ وہ چیز ضرر کا سبب ہے جیسا کہ حضرت خلیل نے کہا انہن اضللن کثیرا من الناس یعنی ان بتون نے بہتیرے لوگون کو گمراہ کر دیا اور صحیح طور پر رسول اللہ صلعم سے یہ فرمانا کہ نفع نہین دیا اسی قول کا مقابل ہے کہ نقصان نہین پہونچایا اور صحیح طور پر وارد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ کو خیبر کے زہر آلود لقمے کا اثر ہمیشہ مدت معینہ کے بعد اثر دکھاتا رہتا ہے کہ اب میرے دل کی رگین کاٹ ڈالین یہ امر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ نبوت کے رتبہ سے بڑھکر کوئی رتبہ کامل اور پورا نہین ٭

وقد نسب النفع الى المال والضر الى الطعام فالتحاشی عن سلوك طريقة تعالى على الشريعة فلا يلتفت الى هذيان من هذى مثل هذا **فصل** قال المصنف وقد بينا انه كان اوائل الصوفية يخرجون من اموالهم زهدا فيها وذكرنا انهم قصدوا بذلك الخير الا انهم غلطوا فی هذا الفعل كما ذكرنا فی مخالفتهم بذلك الشرع والعقل فاما متاخروهم فقد مالوا الى الدنيا وجمع المال من ای وجه كان ايثارا للراحة وحبا للشهوات فمنهم من يقدر على الكسب ولا يعمل ويجلس فی الرباط او المسجد ويعتمد على صدقات الناس وقلبه معلق بطرق الباب ومعلوم ان الصدقة لا تحل لغنی ولا لذی مرة سوی ولا يبالون من بعث اليهم فربما بعث الظالم والماكس فلم يردوه وقد وضعوا بينهم فی ذلك كلمات منها تسمية ذلك بالفتوح ومنها انه من الله فلا يرد عليه ولا يشكر سواه وهذا كله خلاف للشريعة وجهل بها وعكس ما كان السلف الصالح عليه فان النبی صلى الله عليه وسلم قال الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات فمن تركها استبرأ لدينه وقد قال ابوبكر الصديق من اكل الشبهة وكان الصالحون لا يقبلون عطاء ظالم ولا من فی ماله شبهة وكثير من السلف لم يقبل صلة الاخوان عفافا وتنزها وعن ابی بكر المروزی قال ذكرت لابی عبد الله رجلا من المحدثين فقال رحمه الله ای رجل كان لولا خلة واحدة

---

ترجمہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفع کو مال کیطرف اور ضرر کو کھانے کی جانب منسوب فرمایا۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کنارہ کشی کرنا شریعت پر دست درازی ہے لہذا جو شخص اس قسم سے بیہودہ بکے اس کے ہذیان کی طرف توجہ نہ کی جائیگی **فصل** مصنف رحمہ اللہ نے کہا کہ ہم ذکر چکے کہ اوائل صوفیہ اپنے مال سے بوجہ زہد و ورع کے علیحدہ ہو جایا کرتے تھے اور یہ بھی بیان کر چکے کہ اُن بزرگون کا مقصود خیر تھا لیکن اپنی اس حرکت مین غلطی پر ضرور تھے چنانچہ اُن کی مخالفت مین ہم شرع و عقل کا تذکرہ لا چکے باقی رہے متاخرین صوفیہ وہ دنیا اور مال جمع کرنے کی طرف مائل ہین خواہ کسی صورت سے ہو وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ راحت کو اختیار کئے ہوئے ہین اور شہوت سے محبت رکھتے ہین ان مین بعض ایسے ہین جو کسب پر قادر ہین اور عمل مین نہین لاتے رباط یا مسجد مین بیٹھکر لوگون کی خیرات پر بھروسا کرتے ہین اور ان کا دل ہر وقت اس بات مین لگا رہتا ہے کہ کوئی آدمی آکر دروازہ کھٹکھٹاتا ہے خوب معلوم ہے کہ مرد غنی اور پوری قوت والے کے لئے صدقہ لینا جائز نہین اور یہ لوگ کچھ پرواہ نہین کرتے خواہ کوئی صدقہ بھیجے اکثر اوقات ظلم کرنے والے چونگی لینے والے صدقہ بھیجتے ہین اس کو رد نہین کرتے اور اس بارے مین باہم کچھ کلمات مقرر کئے ہین ایک یہ ہے کہ اس کا نام فتوح رکھا ہے دوسرے یہ کہ یہ خدا کی طرف سے ہے لہذا خدا کا عطیہ رد نہین کیا جا سکتا اور خدا کے سوا کسی کا شکر نہ کرنا چاہیے حالانکہ یہ سب باتین خلاف شریعت اور جہالت کی ہین اور سلف صالحین کے طریقے کے برخلاف ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے ان دونون کے درمیان مشتبہات ہین جس نے ان کو چھوڑا اس نے اپنا دین پاک کیا **ابو بکر صدیق** کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشتبہ چیز کے کھانے سے منع فرمایا صالحین کا قاعدہ تھا کہ ظالم اور مشتبہ مال والے کا ہدیہ قبول نہ کرتے تھے اکثر سلف کا یہ حال تھا کہ عفت اور تنزہ کے خیال سے اپنے بھائیون کا صلہ نہ قبول فرماتے تھے **ابو بکر مروزی** نے کہا میں نے ابو عبد اللہ سے ایک محدث کا تذکرہ کیا سنکر بولے کہ خدا اس پر رحم کرے اگر ایک عادت انہین نہ ہوتی تو کیا

ثم سکت ثم قال لیس کل الخلال یکملها الرجل فقلت له الیس کان صاحب سنة قال لعمری لقد کتبت عنه ولکن خلة واحدة کان لا یبالی ممن اخذ قال المصنف ولقد بلغنا ان بعض الصوفیة دخل علی بعض الامراء الظلمة فوعظه فاعطاه شیئا فقبله فقال الامیر کلنا صیادوا انما الشباك یختلف ثم این هؤلاء من الانفة من الذل للدنیا فان النبی صلی الله علیه وسلم قال الید العلیا خیر من الید السفلی والید العلیا المعطیة هکذا فسره العلماء وهو الحقیقة وقد تاوله بعض القوم فقال العلیا هی الاخذة قال ابن قتیبة ولا اری هذا الا تاویل قوم استطابوا السؤال فهم یحتجون للدناءة فصل قال المصنف ولقد کان اوائل الصوفیة ینظرون فی حصول الاموال من ای وجه ویفتشون عن مطاعمهم وسئل احمد بن حنبل عن سری فقال الشیخ المعروف بطیب الطعمة وقال سری صحبت جماعة الی الغزو فاکترینا دارا فنصبت فیها تنورا فتورعوا ان یاکلوا من خبز ذلك التنور فاما من یری ما قد تجدد من صوفیة زماننا من کونهم لا یبالون من این اخذوا فانه لعجیب ولقد دخلت بعض الاربطة فسألت عن شیخه فقیل لی قد مضی الی الامیر فلان یهنیه بخلعة قد خلعت علیه وکان ذلك الامیر من کفار الظلمة فقلت ویحکم ما کفاکم ان فتحتم الدکان

ترجمہ یہ کہکر خاموش ہو رہے پھر کہنے لگے کہ تمام خصلتوں کو انسان کامل طور پر حاصل نہیں کر سکتا میں نے اُن سے کہا کہ کیا وہ محدث صاحب سنت نہیں جواب دیا کہ اپنی جان کی قسم میں نے خود اُن سے حدیث لکھی ہے لیکن ایک عادت اُن میں یہ تھی کہ کچھ پرواہ نہ کرتے تھے جس سے چاہتے تھے لے لیتے تھے مصنف رحمہ اللہ نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ کوئی صوفی کسی امیر کے پاس گیا جو ظالم تھا اُس کو نصیحت کی اُس نے کچھ دیا صوفی نے لے لیا امیر کہنے لگا کہ ہم سب لوگ شکاری ہیں مگر جال مختلف ہیں علاوہ اس بیان مذکورہ کے ہم کہتے ہیں کہ دنیا کے واسطے ذلت اٹھانے سے ان لوگوں کی غیرت کہاں جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر کے ہاتھ سے مراد دینے والا ہے علمانے اس کے یہی معنی بیان کیے ہیں۔ اور یہی تفسیر حقیقی ہے۔ بعض صوفیہ نے اس کی تاویل کی ہے کہ اوپر کا ہاتھ لینے والا ہے ابن قتیبہ نے کہا یہ تاویل میرے نزدیک فقط ان لوگوں کی ہے جو بھیک مانگنے کو عمدہ جانتے ہیں لہذا وہ دون ہمتی کے محتاج ہیں فصل مصنف رحمہ اللہ نے کہا اوائل صوفیہ مال کے حاصل ہونے پر غور کیا کرتے تھے کہ کس صورت سے آتا ہے۔ اور اپنے کھانے کی تفتیش کیا کرتے تھے احمد بن حنبل سے کسی نے سری سقطی کی نسبت سوال کیا جواب دیا۔ کہ وہ بزرگ طیب الطعمہ یعنی پاک حلال کھانے والے مشہور ہیں سری کہتے ہیں ایک مرتبہ جہاد میں میرا اور ایک جماعت کا ساتھ ہوا ہم نے کرایہ پر ایک مکان لیا اس میں میں نے ایک تنور لگایا وہ لوگ ورع کے خیال سے اس تنور کی روٹی نہ کھاتے تھے صوفیہ حال کے زمانے والے جو دیکھے پڑتے ہیں انہوں نے نیا شیوہ اختیار کر رکھا ہے کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ کہاں سے مال حاصل کیا ہے یہ امر تعجب خیز ہے میں خود ایک بار ایک رباط میں داخل ہوا وہاں کے شیخ کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ فلاں امیر کو خلعت ملنے کی مبارکباد دینے کے لئے اُس کے پاس گئے ہیں یہ امیر اہل کفر و ظلم سے تھا میں نے سنکر کہا واے ہو تم پر یہ تمہارے لئے کافی نہ ہوا کہ دوکان کھول رکھی ہے ؀

حتے تطوفون علی رؤسکم بالسلع یقعد احدکم عن الکسب مع قدرتہ معولا علی الصدقات والصلات ثم لا یکفیہ حتے یلخذ من کان ثم لا یکفیہ حتی یدور علی الظلمۃ فیستعطی منہم ویہنیہم بملبوس لا یحل وولایۃ لا تعدل فیہا واللہ انکم اضر علی الاسلام من کل مضرۃ فصل قال المصنف وقد صار جماعۃ من اشیاخہم یجمعون المال الحاصل من الشبہات ثم یقتسمون فمنہم من یدعی الزہد مع کثرۃ مالہ وحرصہ علی الجمع وہذہ الدعوی مضادۃ للحال ومنہم من یظہر الفقر مع جمعہ للمال واکثر ہؤلاء یضیقون علی الفقراء باخذ الزکوۃ ولا یجوز لہم ذلک وقد کان ابو الحسن البسطامی شیخ رباط ابن المحبان یلبس الصوف ویقصدہ الناس یتبرکون بہ فمات فخلف اربعۃ آلاف دینار وقال المصنف وہذا فوق القبیح وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا من اہل الصفۃ مات فخلف دینارین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیتان ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی لباسہم قال المصنف لما سمع اوائل القوم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یرقع ثوبہ وانہ قال لعائشۃ رضی اللہ عنہا لا تخلعی ثوبا حتے ترقعیہ وان عمر بن الخطاب کان فی ثوبہ رقاعا وان اویسا القرنی کان یلتقط الرقاع من المزابل فیغسلہا فی الفرات ثم یخیطہا فیلبسہا اختاروا المرقعات ولقد ابعدوا فی القیاس فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ کانوا یوثرون البذاذۃ

ترجمہ اب امیرون کے پاس ہی جانے لگے تاکہ وہان کرزوشی کرین تم لوگ باوجود قدرت کے صدقون اور ہدیون پر تکیہ کرکے بیٹھ رہتے ہو پھراس پربھی اکتفا نہ کرکے جس سے ملے لے لیتے ہو۔ پھراس پربھی کفایت نہین کرتے حتی کہ ظالمون کے پاس مانگتے پھرتے ہو۔ اور ان کو اس پوشاک پر جو جائز نہین اور اس حکومت پر جس مین انصاف نہین مبارکباد دیتے ہو خدا کی قسم تم اسلام کے لئے سب ضرر رسانون سے بڑھکر ضرررسان ہو **فصل** مصنفؒ نے کہا صوفیہ کے شیوخ مین سے ایک جماعت کا یہ حال ہے کہ مال مشتبہ جمع کرتے ہین پھراس جماعت کی قسمین ہین بعض تو باوجود کثرت مال اور جمع کرنے کی حرص کے زہد کا دعوی کرتے ہین حالانکہ یہ دعوی ظاہری حالت کے خلاف ہوتا ہے اور بعض باوجود مال جمع کرنے کے فقروافلاس کا اظہار کرتے ہین اور اکثر یہ لوگ زکوۃ کا مال لے کر فقیرون کا حق مارتے ہین حالانکہ زکوۃ لینا ان کو جائز نہین **ابوالحسن بسطامی** جو ابن طمبان کی رباط کے شیخ تھے صوف پہنا کرتے تھے لوگ دور سے اُن کے ملنے کو آتے اور اُن سے برکت لیتے تھے جب انتقال کیا تو چار ہزار دینار چھوڑ گئے **مصنف**ؒ نے کہا یہ نہایت قبیح بات ہے **صحیح** طور پر مروی ہے کہ اہل صفہ مین سے ایک شخص نے انتقال کیا اور دو دینار چھوڑ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کے دو داغ ہین **لباس کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان** **مصنف**ؒ نے کہا اوائل صوفیہ نے جب سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لباس مبارک مین پیوند لگایا کرتے تھے اور عائشہ سے آپ نے فرمایا جبتک پیوند نہ لگایا کرو کپڑا جدا نہ کیا کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لباس مین پیوند لگے تھے اور اویس قرنی گھورون پرسے پیوند چنا کرتے تھے ان کو رات مین دھوتے پھر سی کر پہنتے تھے لہذا ان لوگون نے پیوند لگے لباس اختیار کئے حالانکہ ایسے لباس کرنے مین یہ لوگ بہت دور جا پڑے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رضی اللہ عنہم پھٹے پرانے حال مین رہنا پسند فرماتے تھے

ويعرضون عن زينة الدنيا زهدا وكان اكثرهم يفعل هذا لاجل الفقر كما روينا عن مسلمة بن عبد الملك انه دخل على عمر بن عبد العزيز وعليه قميص وسخ فقال لامرأته فاطمة اغسلي قميص امير المؤمنين فقالت والله ماله قميص غيره فاما اذا لم يكن هذا للفقر وقصد البذاذة فما له معنى **فصل قال المصنف** فاما صوفية زماننا فانهم يعمدون الى ثوبين او ثلثة كل واحد منها على لون فيجعلونها خرقة ويلفقونها فيجمع ذلك الثوب وصفين الشهرة والشهوة فان لبس مثل هذه المرقعات اشهى عند خلق كثير من الديباج وبها يشتهر صاحبها انه من الزهاد افتراهم يصيرون بصورة الرقاع كالسلف كذا اقد ظنوا فان ابليس قد لبس عليهم قال انتم صوفية لان الصوفية كانوا يلبسون المرقعات وانتم كذلك اترى نهم ما علموا ان التصوف معنى لا صورة وهؤلاء حقا فاتتهم النسبة في الصورة والمعنى اما الصورة فان القدماء كانوا يرقعون ضرورة ولا يقصدون التحسن بالمرقع واما المعنى فان اولئك كانوا اصحاب رياضة وزهد **فصل قال المصنف** ومن هؤلاء المذمومين من اراد التشبه بالصوفية وصعب عليهم البذاذة فلبس الصوف تحت الثياب ويلوح بكمه حتى يرى لباسه هذا لص ليلي **ومنهم** من يلبس الثياب اللينة على جسده ثم يلبس الصوف فوقها وهذا نهار مكشوف **وجاء** اخرون فارادوا التشبه بالصوفية وصعب عليهم البذاذة

**ترجمہ** اور بوجہ زہد و تقوے کے دنیا کی زینت سے مونہہ موڑتے تھے۔ اور اکثر بزرگوار تو محتاجی کے سبب سے ایسا کرتے تھے چنانچہ مسلمہ ابن عبد الملک سے مروی کہ وہ عمر بن عبد العزیز کے پاس گئے دیکھا تو ایک میلا کرتا پہنے ہوے ہین۔ ان کی بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المؤمنین کا کرتا دھو ڈالو وہ بولین کہ خدا کی قسم ان کے پاس بجز اس ایک کرتے کے کوئی اور کرتا نہین۔ لیکن جب یہہ فقر کی نیت اور خستہ حالی کے ارادے سے نہو تو اس کے کوئی معنی نہین **فصل مصنف** نے کہا ہمارے زمانے کے صوفیہ کی تو یہ حالت ہے کہ دو یا تین کپڑے مختلف رنگ کے لیتے ہین اور ان کو پھاڑ کر جوڑتے ہین لہذا ان کے لباس مین دو وصف جمع ہو جاتے ہین شہوت بھی اور شہرت بھی کیونکہ ایسے پیوند لگے لباس کا پہننا اکثر مخلوق کے نزدیک دیبا سے بھی مرغوب تر ہے اور ایسے لباس والا مشہور ہو جاتا ہے کہ زاہدون مین سے ہے بھلا کیا تم ان لوگون کو دیکھتے ہو کہ پیوند لگے کپڑے پہنکر سلف کی مانند ہو جاتے ہین یہ محض ان کا خیال ہے کیونکہ شیطان نے ان کو فریب دیا ہے اور ان کے کانون مین پھونکتا ہے کہ تم صوفیہ ہو اس لیے کہ صوفیہ پیوند لگا لباس پہنا کرتے تھے اور تم بھی وہی پہنتے ہو یہ کمبخت اتنا نہین جانتے کہ تصوف صورةً نہین ہوتا بلکہ معنیً ہوتا ہے۔ اور ان کو نہ صورةً تصوف سے نسبت ہے نہ معنیً۔ صورةً تو اس لیے نہین کہ متقدمین ضرورةً پیوند لگاتے تھے۔ اور پیوند لگے لباس سے زینت نہ چاہتے تھے اور معنیً اس لیے نہین کہ وہ بزرگوار اہل ریاضت و اہل زہد تھے **فصل مصنف** نے کہا کہ اسی قوم مذموم مین سے کچھ ایسے لوگ ہین جو کپڑون کے نیچے صوف پہنتے ہین اور اس کی آستین ظاہر کر دیتے ہین تاکہ اپنا لباس لوگون کو دکھلاوین ایسے لوگ رات کے چور ہین بعض وہ ہین جو نرم کپڑے زیب تن کرتے ہین پھر ان کے اوپر سے صوف ڈال لیتے ہین یہ لوگ کھلم کھلا دن دہاڑے اُچکا ہلاتے ہین دوسرے صوفیہ ایسے آئے کہ صوفیون سے مشابہ تو بننا چاہا مگر پھٹے پرانے حال سے رہنا ان پر گران گذرا

واحبوا التنعم ولم يروا الخروج من صورة التصوف لئلا يتعطل المعاش فلبسوا الفوطة الرفيعة واعتموا
بالرومي الرفيع الا انه بغير طراز فالقميص والعمامة على احدهم بثمن خمسة اثواب من الحرير وقد لبس عليهم
ابليس انكم صوفية بنفس النفس وانما ارادوا ان يجمعوا بين رسوم التصوف وتنعم اهل الدنيا ومن
علاماتهم مصادقة الامراء ومفارقة الفقراء كبرا وتعظيما وقد كان عيسى بن مريم يقول يا بني اسرائيل
ما لكم تاتوني وعليكم ثياب الرهبان وقلوبكم قلوب الذئاب الضواري البسوا لباس الملوك والينوا قلوبكم
بالخشية وعن مالك بن دينار قال ان من الناس ناسا اذا لقوا القراء ضربوا معهم بسهم واذا لقوا الجبابرة
وابناء الدنيا اخذوا معهم بسهم فكونوا من قراء الرحمن بارك الله فيكم وعنه ايضا قال انكم في زمان اشهب لا
يبصر ما تكم الا البصير انكم في زمان كبر تفاجهم قد انتفخت السنتهم في افواههم فطلبوا الدنيا بعمل الآخرة فاحذروهم على
انفسكم لا يوقعوكم في شباكهم وعن مالك ايضا قال نظر الى شاب ملازم المسجد فجلس اليه فقال له هل لك ان اكلم بعض الخازنين
يجرون عليك شيئا وتكون معهم قال ما شئت يا ابا يحيى قال فاخذ كفا من تراب فجعله على راسه وعنه ايضا قال كان فتى يتعبد
فكان يأتيني فابتلي بولي الجسر فبينما هو يصلي اذ مرت سفينة فيها بط فنادى بعض اعوانه

ترجمہ اور خوش عیشی پسند کی اور یہ بھی ٹھیک نہ سمجھا کہ تصوف کی صورت سے علیحدہ ہو جاویں تاکہ معاش کا سلسلہ بیکار نہ ہو جاوے لہذا انہوں نے
اعلیٰ درجہ کا فوطہ یعنی سندی کپڑے کا کرتا پہنا اور نفیس رومی عمامہ باندھا مگر وہ عمامہ بانقش و نگار یعنی سادہ رکھا اب ایک شخص کا یہ کرتا اور عمامہ
پانچ ریشمی کپڑوں کی قیمت کا ہے ابلیس نے ان کو یہ بھی فریب دیا ہے کہ تم بذات خود صوفی ہو اور مقصود ان کا صرف یہ ہے کہ تصوف کی رسمیں اور
اہل دنیا کی ناز و نعمت دونوں حاصل ہو جائیں ان لوگوں کی علامت ایک یہ ہے کہ از وجہ کبر و نخوت کے امیروں سے دوستی رکھتے ہیں اور فقیروں سے
علیحدہ رہتے ہیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل تم کو کیا ہو گیا میرے پاس اس حالت میں آتے ہو کہ لباس تو
راہبوں ایسا پہنے ہو اور تمہارے دل پھاڑ کھانے والے بھیڑیوں کے ایسے ہیں دیکھو لباس تو چاہے بادشاہوں ایسا پہنو مگر خوف الٰہی سے اپنے
دلوں کو نرم کرو مالک بن دینار نے کہا کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ ادھر قاریوں سے ملتے ہیں تو ان کے ساتھ ایک حصہ لگاتے ہیں
ادھر ظالموں اور اہل دنیا سے ملتے ہیں تو ان کے ساتھ ایک حصہ لیتے ہیں پس تم لوگ خدا کے قاریوں میں سے ہو جاؤ خدا تعالیٰ تم کو برکت
اور نیز مالک نے کہا کہ تم ایسے زمانے میں ہو جو دو رنگا ہے۔ تمہارے زمانے کو اہل بصیرت ہی دیکھتا ہے تم ایسے زمانے میں ہو جن لوگوں کا
کبر و غرور بڑھ گیا ہے اور ان کے مونہوں میں ان کی زبانیں سوج گئی ہیں لہذا وہ لوگ آخرت کے اعمال سے دنیا طلب کرتے ہیں تم ان سے بچتے رہو ایسا
نہ ہو کہیں تم کو اپنے جال میں پھنسا لیں اور نیز مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک جوان آدمی کو دیکھا جو ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اس کے پاس جا بیٹھے
اور کہنے لگے کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے بارے میں کسی چونگی وصول کرنے والے عامل سے گفتگو کروں وہ تم کو کچھ دیدیا کرے اور تم ان کے ساتھ رہو جوان نے کہا
اے ابو یحییٰ جو کچھ آپ کا جی چاہے کیجئے مالک نے ایک مٹھی خاک لی اور اس کے سر پر ڈالدی اور نیز مالک سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہیں ایک جوان آدمی عبادت کرنے والا میرے پاس
آیا کرتا تھا وہ اس بلا میں گرفتار ہوا کہ پل کی حکومت اسکو ملی ایکبار وہ نماز پڑھتا تھا دریا میں ایک کشتی گذری جسمیں ایک بطخ تھی اس کے اعوان و اصحاب پکار رہے

قرب لنا خذ للعامل بطة فاشار بيده سبحان الله اى بطتين قال فكان ابى اذا حدث بهذا الحديث بكى واضحك الجلساء وعن محمد بن خفيف يقول قلت لرويم اوصنى فقال هو بذل الروح والا فلا تشتغل بترهات الصوفية وعن ابى عبد الرحمن السلمى قال سمعت ابى يقول بلغنى ان رجلا قال للشبلى قد وردت جماعة من اصحابك وهم فى الجامع فمضى فرأى عليهم المرقعات والفوط فانشأ يقول ؎ اما الخيام فانها كخيامهم ٭ وارى نساء الحى غير نسائها ٭ قال المصنف قلت واعلم ان هذه البهرجة فى تشبيه هؤلاء باولئك لا يخفى الا على غبى فى الغاية فاما اهل الفطنة فيعلمون انه تلبيس بارد والامر فى ذلك على نحو قول الشاعر تشبهت جوز الضبا بهم ان سكنت فيك لا مثل سكن ٭ اصاتت بناطق ونافر بآنس فى ذو خلاء بذى شجن ٭ مشبه اعرفه وانما مغالطا قلت لصحبى دار من **فصل قال المصنف** وانما اكره لبس الفوط والمرقعات لاربعة اوجه احدها انه ليس من لباس السلف وانما كانوا يرقعون ضرورة **والثانى** انه يتضمن ادعاء الفقر وقد امر الانسان ان يظهر نعمة الله عليه **والثالث** انه اظهار للزهد وقد امرنا بستره **والرابع** انه يشبه بهؤلاء المتزحزحين عن الشريعة ومن تشبه بقوم فهو منهم

---

**ترجمہ** اور کشتی کو قریب کرتا کہ ہم عامل صاحب کیلئے اونکی بطخ پکڑ لین تو اونہون نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا یعنے دو بیمار اوی کہتا ہے کہ مالک اس حکایت کو نقل کرکے رو پڑتے تھے اور ہم نشینون کو ہنسایا کرتے تھے **محمد بن خفیف** کہتے ہین کہ مین نے رویم سے کہا مجھکو کچھ وصیت کیجیے جواب دیا کہ اصلی بات اپنی روح کا خدا کی راہ مین لگانا ہے ورنہ صوفیہ کی چکنی چپڑی باتون مین مشغول نہ ہو **ابو عبد الرحمن سلمی** نے کہا مینے اپنے باپ سے سنا ہے کہتے تھے مجھکو خبر ملی ہے کہ ایک آدمی نے شبلی سے آکر بیان کیا کہ آپکے اصحاب مین سے ایک جماعت یہان اُتری ہے جو جامع مسجد مین ٹھیری ہے شبلی دیکھنے کو گئے دیکھا کہ مرقعے اور فوطہ پہنے ہوئے ہین یہ دیکھکر ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے خیمے تو ضرور ویسے ہی ہین جیسے معشوقہ کے قبیلہ کے خیمے ہین مگر مین دیکھتا ہون کہ قبیلے کی عورتین ان عورتون سے بالکل جداگانہ ہین **مصنف** رح نے کہا جاننا چاہیئے کہ ان صوفیون کو متقدمین کے ساتھ تشبیہ دینے مین یہ کھوٹا پن کسی پر چھپا نہین سوا بڑے ہی غبی و کند ذہن آدمی کے اور اہل عقل تو خوب جانتے ہین کہ بھونڈے طریقے سے پردہ مین بات کہی ہے اور یہ مضمون ایسا ہے جیسے کسی شاعر نے چند شعر کہے ہین جنکا ترجمہ یہ ہے ٭ مین نے جوز کو ان کے ضیا سے تشبیہ دی اگرچہ مین دمی تو ساکن سکے برابر نہین ہے کیا غیر ناطق کو ناطق سے تشبیہ دی یا وحشی کو مانوس سے یا محبت والے کو دشمنی والے سے تشبیہ ہے اس کو مین خوب جانتا ہون مگر فقط مغالطہ دینے کے طور پر اپنے ساتھیون سے پوچھا کہ یہ گھر کس کا ہے **فصل مصنف** نے کہا میرے نزدیک فوطہ اور مرقعون کا پہننا چار وجہ سے مکروہ ہے ایک تو یہ کہ سلف کا یہ لباس نہین وہ بزرگ صرف ضرورتاً پیوند لگاتے تھے دوسرے اس لباس مین فقر و افلاس کا دعوی پایا جاتا ہے حالانکہ انسانکو حکم ہے کہ اللہ تعالی کی نعمت کا اظہار کرے تیسرے زہد و تقوی کا اظہار ہوتا ہے حالانکہ ہم کو اس کے چھپانے کا حکم ہے۔ چوتھے ان لوگون کی مشابہت پائی جاتی ہے جو شریعت سے دور ہین اور جو شخص کسی قوم سے مشابہت کریگا۔ وہ انہین مین سے ہوگا٭

وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تشبه بقوم فهو منهم وقد انبأنا ابو زرعة طاهر بن
محمد قال اخبرني ابي قال لما دخلت بغداد في رحلتي الثانية قصدت الشيخ ابا محمد بن عبد الله بن احمد
السكري لاقرأ عليه احاديث وكان من المنكرين على هذه الطائفة فاخذت في القراءة فقال ايها الشيخ
لو كنت من هؤلاء الجهال الصوفية لعذرتك انت رجل من اهل العلم تشتغل بحديث رسول الله
صلى الله عليه وسلم وتسعى في طلبه فقلت ايها الشيخ واى شئ انكرت علي حتى انظر فان كان له
اصل في الشريعة لزمته وان لم يكن له اصل في الشريعة تركته فقال هذه الشوازل التي في مرقعتك فقلت
ايها الشيخ هذه اسماء بنت ابي بكر تخبر ان النبي صلى الله عليه وسلم كان له جبة مكفوفة الجيب والكمين والفرجين بالديباج
وتمام الانكار لان هذه الشوازل ليست من جنس الثوب والديباج وليس من جنس الجبة فاسند الثابت لك على
هذا اصلا في الشرع يجوز مثله قال المصنف قلت لقد اصاب السكري في انكاره وقل فقه ابن طاهر في الرد عليه فان الجبة
المكفوفة الجيب والكمين قد جرت العادة بلبسها كذلك فلا شهرة في لبسها فاما الشوازل فتجمع شهرة الصورة وصورة دعوى الزهد وقد
اخبرتك انهم يقطعون الثياب الصحاح ليجعلوها شوازل لا عن ضرورة يقصدون الشهرة بحسن ذلك

ترجمہ ابن عمر رضؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی قوم سے مشابہت رکھیگا وہ انہین مین سے
ہے۔ ابوزرعہ طاہر بن محمد نے بیان کیا کہ مجکو میرے باپ نے خبر دی کہ مین جب اپنے دوسرے سفر مین بغداد کو گیا۔
وہان شیخ ابو محمد بن عبد اللہ بن احمد سکری کے پاس حدیث پڑہنے کے لئے حاضر ہوا وہ صوفیہ کے منکر تھے مین ان سے پڑہنے
لگا مجھ سے بولے اے شیخ اگر تم ان جاہل صوفیون مین سے ہوتے تو مین تم کو معذور رکہتا تم عالم آدمی ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث مین مشغول ہو اور اسکی تلاش مین سعی کرتے ہو مینے جواب دیا اے شیخ میری کس بات پر آپ نے انکار کیا بتلائیے دیکھون تو
سہی اگر شریعت مین اصل نکل آئی تو اسکو لازم پکڑ لونگا۔ اور اگر شریعت مین کچھ اصل نہ ہوئی تو چھوڑ دونگا کہنے
لگے پیوند جو تمہارے مرقعے مین لگے ہین مینے کہا اے شیخ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک جبہ تھا جس مین گریبان اور آستین اور چوبغلے دیباج کے جوڑے گئے تھے۔
آپ کا انکار اس لئے واقع ہوا کہ پیوند اس کپڑے کی جنس سے نہین اور دیباج بھی جبہ مبارک کی جنس سے نہ تھا۔ لہذا
ہم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ شریعت مین اس کی اصل ہے اور ایسا مرقع جایز ہے مصنفؒ نے کہا کہ سکری
کا انکار درست تھا ابن طاہر نے کم علمی سے انپر رد کیا۔ کہ جوڑ لگی ہوئی آستینون اور گریبان والے جبہ کو جو عادت کے طور پر
پہنا جاتا ہے۔ ایسا خیال کیا اس جبہ کے پہننے مین شہرت نہین لیکن یہ پیوند جو لگائے جاتے ہین انمین ظاہری شہرت
اور زہد کے دعوے کی صورت پائی جاتی ہے۔ اور ہم بیان کر چکے ہین کہ یہ لوگ اچھے خاصے کپڑے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پیوند
بنا لیتے ہین جو محض بلا ضرورت ہوتا ہے اور بوجہ اس کے خوبصورت ہونے کے اپنی خواہش پوری کرتے ہین۔

والشهرة بالزهد ولهذا اوقعت الكراهة وقد ذكرها جماعة من مشائخهم لما بينا وعن جعفر الحذاء يقول لما فقد والقوم الفوائد من القلوب اشتغلوا بالظواهر وتزئينها يعني بذلك اصحاب المصبغات والفوط وعن النوري قال كانت المرقعات غطاء على الدر فصارت جيفا على مزابل قال ابن باكويه واخبرني ابو الحسن الحنظلي قال نظر محمد بن علي الكتاني الى اصحاب المرقعات فقال اخواني ان كان لباسكم موافقا لسرائركم لقد احببتم ان تطلع الناس عليها وان كانت مخالفة لسرائركم فقد هلكتم ورب الكعبة وقال ابو عبد الله محمد بن عبد الخالق الدينوري لبعض اصحابه لا يعجبنك ما ترى من هذه اللبسة الظاهرة عليهم فما زينوا الظواهر الا بعد ان خربوا البواطن و قال ابن عقيل دخلت يوما الحمام فرائيت على بعض وتاد السلخ جبة مشبوكة مرقعة بفوط فقلت للحمامي اري سلخ الجبة لمن داخل فذكر لي بعض من يتصفف للبلاد شاللاموال قال المصنف وفي الصوفية من يرقع المرقعة حتى تصير كثيفة خارجة في الحد وعن ابن حباب ابي الحسن صاحب ابن الكريني قال اوصى الي ابن الكريني بمرقعته فاذا فيها احد عشر رطلا قال جعفر وكانت المرقعات تسمى في ذلك الوقت كيلا فصلا وقد قرروا ان هذه المرقعة لا تلبس الا من يد شيخ وجعلوا لها اسنادا متصلا كله كذب ومحال

---

**ترجمہ** اور زہد کی شہرت بھی چاہتے ہیں۔ اس لئے یہ لباس مکروہ ہے جس کا تذکرہ خود مشائخ صوفیہ کی ایک جماعت نے کیا ہے چنانچہ ہم بیان کر چکے **جعفر حذاء** کہتے ہیں جبکہ باطنی فوائد اس قوم نے گم کر دیے تو ظاہری آرائش و نمائش میں پڑ گئے قوم سے مراد فوط اور رنگے کپڑے پہننے والے ہیں نوری نے کہا کہ پیوند لگے لباس ایک زمانہ میں موتی کے پردے تھے اور اب تمزبلوں کے مردار ہو گئے ہیں ابن باکویہ نے کہا مجھ کو ابو الحسن حنظلی نے خبر دی کہ محمد بن علی نے پیوند لگے لباس والے لوگوں کو دیکھ کر کہا میرے بھائیو اگر تمہارے لباس تمہارے باطن کے موافق ہیں تو تم نے لوگوں کو اپنے باطن پر مطلع کرنا پسند کیا۔ اور اگر اس کے مخالف ہیں۔ تو خداوند کعبہ کی قسم کہ تم ہلاک ہو گئے **ابو عبد اللہ محمد بن عبد الخالق** دینوری نے اپنے بعض اصحاب سے کہا تم جو آج کل کے صوفیہ کا ظاہری لباس دیکھتے ہو اس کو دیکھ کر خوش نہ ہونا۔ یہ لوگ جب اپنا باطن خراب کر چکے تو ظاہر کو آرائش دے رہے ہیں **ابن عقیل** نے کہا میں ایک روز حمام میں گیا ایک کھونٹی پر ایک پیوند لگا جبہ دیکھا جس میں فوط کے جوڑ لگے ہوئے تھے میں نے حمامی سے پوچھا کہ یہ کھونٹی پر جبہ ٹنگا ہے۔ اندر کون گیا ہے اس نے مجھ سے ایک ایسے شخص کا تذکرہ کیا جو ہر طرف سے مال جمع کرنے کے لئے شہر در شہر گھومتا پھرتا ہی **مصنف** نے کہا صوفیہ میں بعض ایسے ہیں جو مرقع کو پیوند پر پیوند لگاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ حد درجے کا کثیف ہو جاتا ہے **ابن حباب** ابو الحسن جو ابن الکرینی کی صحبت میں رہی ہیں کہتے ہیں کہ مجکو ابن الکرینی نے وصیت کی کہ میرا مرقعہ میرے بعد تم لینا میں نے دیکھا تو وہ مرقع گیارہ رطل کا تھا جعفر نے کہا اس وقت میں مرقعوں کا نام وزن سے لیا کرتے تھے **فصل** صوفیہ نے قرار دیا ہی کہ یہ مرقع صرف شیخ ہی کے ہاتھ سے پہنا جاتا ہی اور اس کے لئے ایک اسناد متصل مقرر کی ہے جو سراسر کذب و دروغ ہے

وقد ذکر محمد بن طاھر فی کتابه فقال باب السنة فی لبس الخرقة من ید الشیخ فجعل ھذہ من السنة واحتج
بحدیث ام خالد ان النبی صلی الله علیه وسلم اتی بثیاب فیھا قمیصة سوداء فقال من ترون اکسو ھذہ فسکت
القوم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم ائتونی بام خالد قالت فاتی بی فالبسنیھا بیدہ وقال ابلی واخلقی قال
المصنف انما البسھا رسول الله صلی الله علیه وسلم لکونھا صبیة وکان ابوھا خالد بن سعید بن
العاص وامھا ھمینة بنت خلف قد ھاجرا الی ارض الحبشة فولدت لھما ھنالك ام خالد واسمه امة ثم قدموا
فاکرمھا رسول الله صلی الله علیه وسلم لصغر سنھا فلا یصیر ھذا سنة وما کان من عادة رسول الله
صلی الله علیه وسلم الباس لناس ولا فعل ھذا احد من اصحابه وتابعیھم ثم لیس من السنة عند الصوفیة ان یلبس
الصغیر دون الکبیر ولا ان یکون الخرقة سوداء بل مرقعة او فوطة فھلا جعلوا السنة لبس الخرق السود کما فی حدیث ام خالد و
ذکر محمد بن طاھر فی کتابه فقال باب السنة فیما شرط الشیخ علی المرید فی لبس المرقعة واحتج بحدیث عبادة بایعنا رسول الله صلی
الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فی العسر والیسر قال المصنف فانظر الی ھذا الفقه الدقیق واین اشتراط الشیخ علی
المرید من اشتراط رسول الله صلی الله علیه وسلم الواجب الطاعة علی البیعة الاسلامیة اللازمة

**ترجمہ محمد بن طاہر** نے اپنی کتاب مین ایک باب باندہا ہے جس میں شیخ کے ہاتھ سے خرقہ پہننا سنت لکھا ہے اور اسکو
سنت گردانا ہے اور ام خالد رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حجت پکڑی۔ کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس کچھ کپڑے آئے۔ ان میں ایک سیاہ کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا بتاؤ یہ کرتی میں کس کو پہناؤں۔ سب لوگ خاموش
ہو رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔ مجھ کو آنحضرت کی خدمت میں حاضر کیا
گیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے مجکو وہ کرتی پہنائی اور فرمایا پہنو اور پہاڑو مصنفؒ نے کہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو فقط اس لئے پہنایا تہا۔ کہ وہ اس وقت چار برس کی بچی تھیں ان کے باپ خالد بن سعید
بن العاص تہے اور ماں ہمینہ بنت خلف تھیں یہ دونوں حبشہ کو ہجرت کر گئے تھے وہاں جاکر ام خالد پیدا ہوئیں ان کا نام امہ
تھا جب حبشہ سے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو پیار کیا کیونکہ وہ کم سن تہیں لہذا یہ طریقہ سنت
نہو گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت لوگوں کو لباس پہنانیکی نہ تھی اور نہ صحابہ و تابعین نے ایسا کیا علاوہ ازیں صوفیہ
کے نزدیک بڑے کو چھوڑکر چھوٹے کو پہنانا سنت نہیں اور نہ سیاہ خرقہ ہونا سنت ہے بلکہ مرقعہ یا فوطہ سنت بتاتے ہیں ام خالد کی حدیث
کے موافق انہوں نے سیاہ خرقے پہننا کیوں نہ سنت قرار دیا **محمد بن طاہر** نے اپنی کتاب میں ایک باب باندہا ہے جس
میں شیخ کا مرید کے ساتھہ مرقعہ پہنانے میں شرط کرنا سنت لکھا ہے اور عبادہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر پر بیعت کی کہ تنگی و فراخی میں اطاعت و فرمانبرداری کرینگے **مصنفؒ** نے کہا اس باریک فقہ پر غور کرنا چاہیے
کہ کجا مرید کیساتھہ شیخ کا شرط کرنا اور کجا بیعت اسلام پر جو لازم اور واجب الاطاعۃ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شرط فرمانا

**فصل** واما لبس المصبوغات فانها ان كانت زرقا فقد فاتتهم فضيلة البياض وان كانت فوطا فهو ثوب شهرة وشهرته اشهر من شهرة الازرق وان كانت مرقعة فهي اكثر شهرة وقد امر الشرع بالثياب البيض ونهي عن لباس الشهرة **فاما** امره بالثياب البيض **فعن** ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم البسوا من ثيابكم البيض فانها من خير ثيابكم وكفنوا فيها موتاكم **وعن** سمرة بن جندب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال البسوا الثياب البيض **فانها** اطهر واطيب كفنوا فيها موتاكم قال الترمذي هذان حديثان صحيحان **وفي** الباب عن ابن عمر قال وهذا الذي يستحبه اهل العلم **وقال** احمد بن حنبل واسحاق احب الثياب الينا ان نكفن فيها البيض **وقد** ذكر محمد بن طاهر في كتابه فقال باب السنة في لبس المصبوغات **واحتج** بان النبي صلى الله عليه وسلم لبس حلة حمراء وانه دخل يوم الفتح وعليه عمامة سوداء **وقال المصنف** قلت ولا ينكر ان رسول الله صلعم لبس هذا ولا ان لبسه جائز **وقد** روي انه كان يعجبه الحمرة وانما المسنون الذي يامر به ويداوم عليه وصحابه كانوا يلبسون الاسود والاحمر فاما الفوط والمرقع فانه لباس شهرة **فصل فاما** النهي عن لباس الشهرة وكراهيته **فعن ابي ذر** عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من لبس ثوب شهرة اعرض الله عنه حتى يضعه

الحمرة

بر شهرة

ترجمہ **فصل** باقی رہا صوفیہ کا رنگے کپڑے پہننا پس وہ اگر نیلے رنگ کے ہین تو ان لوگون سے سفید لباس کی فضیلت فوت ہوتی ہے اور اگر سندی کپڑا یعنی فوط ہے تو وہ شہرت کا لباس ہے اور اس کی شہرت نیلے کپڑے سے زیادہ ہے۔ اور اگر پیوند لگے یعنی مرقعے ہین تو یہ اور بھی شہرت مین بڑھکر ہین شریعت نے سفید کپڑے پہننے کا حکم دیا ہے اور شہرت کے لباس سے منع کیا ہے چنانچہ سفید کپڑے پہننے کی نسبت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سب کپڑون مین سفید کپڑا پہنا کرو کیونکہ وہ سب کپڑون سے اچھا ہے اور اسی مین اپنے مرنے والے کو کفن دیا کرو **سمرہ بن جندب** نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ بہت پاک اور عمدہ ہوتے ہین۔ اور ان ہی مین اپنے موتے کو کفنایا کرو **ترمذی** نے کہا یہ دونون حدیثین صحیح ہین اور ابن عمر سے بھی اس باب مین مروی ہے نیز ترمذی نے کہا کہ اہل علم کے نزدیک یہی مستحب ہے **احمد بن حنبل** اور اسحاق کا قول ہے کہ ہمارے نزدیک کفن دینے کے لئے سفید کپڑا محبوب تر ہے **محمد بن طاہر** نے اپنی کتاب مین ایک باب باندھا ہے جس مین رنگے کپڑے پہننا سنت لکھا ہے اور اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ حلہ پہنا۔ اور فتح مکہ کے روز جب آپ تشریف لائے تو سیاہ عمامہ باندھے ہوئے تھے **مصنف** نے کہا اس بات کا انکار نہین کیا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ لباس پہنا ہے اور نہ اسکا انکار کیا جاتا ہے کہ اس کا پہننا جائز ہے خود آنحضرت سے مروی ہے کہ آپ کو سرخ رنگ خوش آتا تھا مسنون لباس تو فقط وہ ہے جس کا آپ حکم دیتے تھے اور جسپر مداومت فرماتے تھے یون تو صحابہ رضی اللہ عنہم سیاہ و سرخ لباس پہنا کرتے تھے لیکن فوطا اور مرقعے ہم ضرور کہیں گے کہ شہرت کے لباس ہین **فصل** لباس شہرت کی مکروہ و ممنوع ہونے کے بیان مین ابوذر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنیگا جبتک اسکو نہ اتاریگا اللہ تعالی بیزار رہیگا

وعن ابی هریرة وزید بن ثابت عن النبی صلی الله علیه وسلم انه نهی عن الشهرتین فقیل یا رسول الله وما الشهرتان قال رقة الثیاب وغلظها ولینها وخشونتها وطولها وقصرها ولکن سداد بین ذلك واقتصاد وعن ابن عمر قال من لبس ثوبا مشهورا اذله الله یوم القیمة قال المصنف وقد روی عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لبس ثوب شهرة البسه الله ثوب المذلة یوم القیامة وعن ابن عمر قال من لبس ثوب شهرة من الثیاب البسه الله ذلة وعن لیث عن شهر عن ابی الدرداء قال من رکب مشهورا من الدواب او لبس مشهورا من الثیاب اعرض الله عنه مادام علیه وان کان کریما قال المصنف وقد روینا ان ابن عمر رای علی ولده ثوبا قبیحا دونا فقال لا تلبس هذا فان هذا ثوب شهرة وعن مقاتل ابن بریدة عن ابیه بریدة قال شهدت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فتح خیبر وکنت فیمن صعد الثلمة فقاتلت حتی رای مکانی وابلیت وعلی ثوب احمر فما علمت انی رکبت فی الاسلام ذنبا اعظم منه للشهرة وقال سفیان الثوری کانوا یکرهون الشهرتین الثیاب الجیاد التی تشتهر ویرفع الناس الیه فیها ابصارهم والثیاب الردیة التی یحتقر فیها ویستذل وقال معمر عاتبت ایوب علی طول قمیصه فقال ان الشهرة فیما مضی کانت فی طوله وهی الیوم فی تشمیره

ترجمہ۔ ابو ہریرہ اور زید بن ثابت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شہرتوں سے منع فرمایا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ دو شہرتیں کیا ہیں ارشاد فرمایا کہ لباس کا پتلا اور گاڑھا ہونا نرم اور سخت ہونا بڑا اور چھوٹا ہونا لیکن ہاں ان دونوں کے درمیان راستی و میانہ روی اختیار کرو ابن عمر نے کہا جو شخص مشہور لباس پہنیگا قیامت کے دن خدا اسکو ذلیل کریگا مصنف نے کہا نیز ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شہرت کا لباس پہنیگا قیامت کے دن اس کو اللہ تعالیٰ ذلت کا لباس پہنائیگا ابن عمر نے کہا جو شہرت کا لباس پہنے گا خدا تعالیٰ اُس کو ذلت پہنائیگا لیث نے شہر بن حوشب سے روایت کیا کہ ابو الدرداء نے کہا جو شخص مشہور چارپاے پر سوار ہوگا یا مشہور لباس پہنے گا جب تک وہ اس کو پہنے رہیگا اللہ تعالیٰ اس سے اعراض رکھیگا خواہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل اکرام ہی کیوں نہ ہو مصنف نے کہا ہم روایت کر چکے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کوئی بُرا کم درجے کا لباس پہنے دیکھا فرمایا اس کو مت پہنو یہ شہرت کا کپڑا ہے مقاتل ابن بریدہ نے کہا میرے باپ بریدہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح خیبر میں موجود تھا اور ان لوگوں میں تھا جو قلعہ پر چڑھ گئے تھے میں وہاں چڑھکر ایسا سامنے کھڑا ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھی طرح مجکو دیکھا اور وہاں سے آیا تو میں سرخ کپڑے پہنے ہوے تھا میں نہیں جانتا کہ شہرت کے واسطے اسلام میں اس سے بڑھکر کوئی گناہ سرزد ہوا ہو سفیان ثوری نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم دو شہرتوں کو مکروہ جانتے تھے۔ ایک تو ایسے نفیس کپڑے جن کی وجہ سے مشہور ہوجاوے۔ اور لوگ اس کی طرف آنکھیں اوٹھائیں دوسرے ایسے ردی کپڑے جن سے حقیر ہوجاے اور ذلیل سمجھا جاے معمر نے کہا ایوب کا کرتا لمبا دیکھکر میں نے ان پر ناراضی ظاہر کی کہنے لگے کہ سلف کے زمانے میں نیچا لباس رکھنا شہرت میں داخل تھا۔ مگر آجکل اونچا رکھنے میں شہرت ہے۔

فصل قال المصنف ومن الصوفية من يلبس الصوف ويحتج بان النبي صلى الله عليه وسلم لبس الصوف وبما روي في فضيلة لبس الصوف فاما لبس رسول الله صلى الله عليه وسلم الصوف فقد كان يلبسه في بعض الاوقات لم يكن لبسه شهرة عند العرب واما ما يروى في فضل لبسه فمن الموضوعات التي لا يثبت منها شيء ولا يخلو لابس الصوف من احد امرين اما ان يكون متعودا لبس الصوف وما يجانسه من غليظ الثياب فلا يكره ذلك له لانه لا يشتهر به واما ان يكون مترفا لم يتعود فلا ينبغي له لبسه بوجهين احدهما انه يحمل بذلك على نفسه من لا يطيق ولا يجوز له ذلك والثاني انه يجمع بلبسه بين الشهرة واظهار الزهد وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لبس الصوف ليعرفه الناس كان حقا على الله ان يكسيه ثوبا من جرب حتى تتساقط عروقه وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الارض لتعج الى ربها من الذين يلبسون الصوف رياء وعن خالد بن شوذب قال شهدت الحسن واتاه فرقد فاخذ الحسن بكسائه فمده اليه وقال يا فرقد ان البر ليس في هذا الكساء انما البر ما وقر في الصدور وصدقه العمل وعن ابي شداد المجاشعي قال سمعت الحسن وذكر عنده الذين يلبسون الصوف فقال ما لهم تفاقدوا ثلاثا اكنوا الكبر في قلوبهم واظهروا التواضع في لباسهم والله ان احدهم اشد عجبا بكسائه من صاحب المطرف بمطرفه

ترجمہ فصل مصنف نے کہا صوفیہ میں صوف کے پہننے والے بھی ہیں۔ اور حجت لاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور صوف پہننے کی فضیلت منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صوف پہننے کی نسبت اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات آپ صوف پہنتے تھے اور اہل عرب کے نزدیک اس کا پہننا کوئی شہرت میں داخل نہ تھا اور صوف پہننے کی فضیلت میں یہ لوگ جو کچھ روایت کرتے ہیں تمام موضوعات ہیں جن میں سے کچھ بھی ثابت نہیں اور صوف پہننے والے کی حالت دو میں سے ایک ضرور ہوگی یا تو وہ صوف اور اسکے مانند سخت کپڑے پہننے کا عادی ہے اوس کے لئے صوف پہننا مکروہ نہیں کیونکہ اس کے پہننے سے اسکی شہرت نہیں ہوتی اور یا عادی تو نہیں مگر تکلف اور اترانے کی راہ سے پہنتا ہے اسکے لئے دو وجہ سے جائز نہیں ایک تو یہ کہ اپنے نفس کو تکلیف مالایطاق دیتا ہے جو اسکو ناجائز ہے دوسرے اسکے پہننے میں شہرت اور اظہار زہد دونوں پائے جاتے ہیں انس رضی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں میں مشہور ہونے کے لئے صوف کا لباس پہنے تو اللہ تعالی اس کو قیامت میں ضرور خارش کا کپڑا پہنائیگا جس سے اس کی رگیں گر پڑیںگی ابن عباس رضی نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ریا کی غرض سے صوف کا لباس پہنتے ہیں اون سے اللہ کے سامنے زمین فریاد کرتی ہے خالد بن شوذب نے کہا میں حسن کے پاس موجود تھا اتنے میں فرقد آئے حسن نے انکا کمبل پکڑ کر انکی طرف بڑھایا اور بولے کہ ای فرقد بیٹے اس کمبل میں کوئی بڑی نیکی نہیں۔ بلکہ اصلی بڑی نیکی اعتقاد دل اور صدق عمل ہے ابو شداد مجاشعی نے کہا حسن کے سامنے صوف پہننے والوں کا تذکرہ آیا میں نے سنا کہ تین بار حسن بولے خدا کھوئے ان کمبختوں کو کیا ہوگیا اپنے دلوں میں تو کبر و غرور پوشیدہ رکھتے ہیں اور لباس میں عجز و تواضع ظاہر کرتے ہیں خدا کی قسم ان لوگوں کو اپنے لباس پر اس سے بھی زیادہ غرور ہے کہ دوشالے والے کو اپنے دوشالے پر ہو+

وعن الحسن انه جاءه رجل من يلبس الصوف وعليه جبة صوف وعمامة صوف ورداء صوف فجلس فوضع بصره فی الارض فجعل لا یرفع راسه فکان الحسن خال فیه العجب فقال الحسن ها ان قوما جعلوا کبرهم فی صدورهم شنعوا والله دینهم بهذا الصوفانة قال ان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یتعوذ من زی المنافقین قالوا یا ابا سعید وما زی المنافقین قال خشوع اللباس بغیر خشوع القلب قال ابن عقیل هذا کلام رجل قد عرف الناس لم یغیره اللباس ولقد رایت الواحد من هؤلاء یلبس جبة الصوف فاذا قال له قائل یا ابا فلان ظهر منه ومن اکویاشه الانکار فعلم ان الصوف قد عمل عند هؤلاء ما لا یعمله الدیباج عند الاوباش وعن ضمرة قال سمعت رجلا یقول قدم حماد بن ابی سلیمان البصرة فجاءه فرقد السبخی وعلیه ثوب صوف فقال له حماد ضع عنک نصرانیتک هذه فلقد رایتنا ننتظر ابراهیم یعنی النخعی فیخرج علینا وعلیه معصفرة وعن خالد ان ابا قلابة قال ایاکم واصحاب الاکسیة وعن ابی خالد قال جاء عبد الکریم ابو امیة الی ابی العالیة وعلیه ثیاب صوف فقال له ابو العالیة انما هذه ثیاب الرهبان ان کان المسلمون اذا تزاوروا تجملوا وعن الفضیل یقول تزینت لهم بالصوف فلم ترهم یرفعون بک رأسا تزینت لهم بالقرآن فلم ترهم یرفعون بک راسا تزینت لهم بشیء بعد شیء کل ذلک انما هو لحب الدنیا وعن ابی سلیمان قال یلبس احدهم عباءة بثلاثة دراهم و نصف

---

**ترجمہ** حسن کے پاس ایک آدمی صوف پہننے والوں میں سے آیا جو صوف کا جبہ پہنے تھا اور صوف کا عمامہ باندھے تھا اور صوف کی چادر اوڑھے تھا۔ آکر بیٹھا اور زمین کی طرف اپنی نگاہ کر لی اور ذرا اوپر سر نہ اوٹھایا شاید حسن کو اس کی یہ حرکت مغرورانہ معلوم ہوی کہنے لگے ایسے بھی لوگ ہیں جو کبر وغرور اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔ خدا کی قسم اونہوں نے اپنے دین کو قابل تشنیع بنا لیا پھر بولے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منافقوں کی ہیئت سے پناہ مانگا کرتے تھے لوگوں نے پوچھا اے ابو سعید منافقوں کی ہیئت کیا ہے جواب دیا لباس سے خشوع ظاہر کرنا اور دل میں خشوع نہ ہونا **ابن عقیل** کہتے ہیں کہ یہ کلام ایسے شخص کا ہے جو لوگوں کو خوب پہچانتا ہے اور لباس سے دہوکا نہیں کہاتا خود میں نے انہیں لوگوں سے ایک کو دیکھا ہے جو صوف کا جبہ پہنے ہوے تھا اگر کوئی اسکو یوں کہکر پکارتا تھا کہ اے فلاں کے باپ تو وہ اور اس کے ساتھی برا مانتے تھے معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے نزدیک صوف وہ عمل کرتا ہے جو اوباش کے نزدیک دیباج بھی نہیں کرتا **ضمرہ** نے کہا مجھ سے ایک آدمی نے بیان کیا کہ حماد بن ابی سلیمان بصرہ میں داخل ہوئے ان کے پاس **فرقد سبخی** صوف کا کپڑا پہنے ہوئے آئے حماد انسے بولے اپنے اوپر سے یہ اپنی نصرانیت اوتار ڈالا ہم نے دیکھا ہے کہ ہم ابراہیم نخعی کا انتظار کیا کرتے تھے وہ نکلتے تھے اور زعفرانی لباس پہنے ہوتے تھے **خالد** سے مروی ہے کہ ابو قلابہ نے کہا تم صوف کے لباس والوں سے بچتے رہو ابو خالد کہتے ہیں کہ عبد الکریم ابو امیہ صوف کا لباس پہنے ہوئے ابو العالیہ کے پاس گئے ابو العالیہ انسے بولے کہ یہ راہبوں کی پوشاک ہے مسلمانوں کا تو یہ قاعدہ تہا کہ جب کہیں جاتے آتے تھے تو آرایش کرتے تھے **فضیل** نے کہا تم لوگوں کے لئے صوف پہنکر آرایش کرو تو تمہارے سامنے سر نہ اوٹھائینگے اور قرآن شریف سے آراستہ ہو تو تمہارے آگے سر اونچا نکرینگے اسیطرح ایک چیز چھوڑ کر دوسری چیز سے زینت اختیار کرو یہ سب دنیا کی محبت کے لئے ہے **ابو سلیمان** نے کہا بعض لوگ ساڑہے تین درم کی عبا پہنتے ہیں۔

وشهرته في قلبه بخمسة دراهم اما يستحيي ان تجاوز شهرته لباسه ولو ستر زهده بثوبين ابيضين من ابصار الناس
كان اسلم له وعنه قال كان يعذل يا ابيه اي شئ ارادوا بلباس الصوف قلت التواضع قال ما يتكبر احدهم الا اذا لبس الصوف
وعن عمرو بن يونس قال ابصر الثوري رجلا صوفيا فقال له الثوري لباسك هذا بدعة وعن ابي داود يقول قال سفيان الثوري
لرجل عليه صوف لباسك هذا بدعة وعن عبد الله بن المبارك يقول رجل رأى عليه صوفا مشهورا اكره هذا
اكره هذا وعن الحسن بن عمرو قال سمعت بشر بن الحارث يقول دخل علي الموصلي على المعافي وعليه جبة
صوف فقال له ما هذه الشهرة يا ابا الحسن فقال يا ابا مسعود اخرج انا وانت وانظر اينا اشهر فقال له المعافي
ليس شهرة البدن كشهرة اللباس وعن بشر بن الحارث يقول بابديل على ايوب السجستاني وقد مد على فراشه
سبنية حمراء لنفي الريا فقال له بديل ما هذا فقال ايوب هذا خير من الصوف الذي عليك وعن بشر
بن الحارث قال سئل عن لبس الصوف فشق عليه وتبين الكراهة في وجهه ثم قال لبس الخز والمعصفر
الي من لبس الصوف في الامصار وعن محمد بن ادريس الانباري قال رأيت فتى عليه مسوح قال
فقلت له من لبس ذا من العلماء من فعل هذا من العلماء قال قد رآني بشر بن الحارث فلم ينكر علي

ترجمہ اور ان کے دلون مین اس کی شہرت پانچ درم کے برابر ہوتی ہے اُن کو اس بات سے شرم نہین آتی کہ ان کی شہرت اُن کے لباس
سے زیادہ بڑھی اگر دو سفید کپڑے پہنکر لوگون کی نگاہون سے اپنا زہد و تقوی پوشیدہ رکھتے تو اُن کے لیے زیادہ سلامتی کا سبب ہوتا
**ابو سلیمان** نے کہا مجھ سے میرے باپ نے پوچھا کہ صوف کا لباس پہننے سے ان لوگون کی مراد کیا ہے مینے کہا عجز و تواضع جواب دیا
کہ ان لوگون کا تو قاعدہ ہے کہ جب صوف کا کپڑا پہنتے ہین اسیوقت مغرور بھی ہوتے ہین **عمرو بن یونس** نے کہا سفیان ثوری نے ایک
صوفی کو دیکھا بولے کہ تیرا یہ لباس بدعت ہے **ابو داود** نے بھی سفیان ثوری سے ایسا ہی روایت کیا **عبد اللہ بن المبارک** نے ایک
آدمی کا صوف کا مشہور لباس دیکھکر دو بار کہا مین اس کو مکروہ جانتا ہون مین اس کو مکروہ جانتا ہون **حسن بن عمرو** نے کہا مینے بشر بن حارث
سے سُنا بیان کرتے تھے کہ علی موصلی ایکبار معافی کے پاس گئے اور صوف کا جبہ پہنے ہوے تھے معافی بولے اے ابو الحسن یہ شہرت کیسی
ہے علی نے جواب دیا اے ابو مسعود آؤ مین اور تم دونون باہر نکلین دیکھین ہم مین زیادہ مشہور کون ہے معافی نے کہا بدن کی شہرت
ویسی نہین جیسی لباس کی شہرت ہے **بشر بن حارث** کہتے ہین ابو سجستانی کے پاس بدیل گئے اُن کے بچھونے پر مقام
سبن کا سرخ ریشمی کپڑا بچھا ہوا تھا جو ریاکاری کو دور کرتا تھا بدیل بولے یہ کیا ہے ایوب نے جواب دیا اس صوف کے
لباس سے جو تم پہنے ہو یہ کپڑا اچھا ہے **بشر بن الحارث** سے کسی نے صوف پہننے کی نسبت سوال کیا اُن کو بہت
ناگوار و گران گذرا اور ان کے چہرہ سے کراہت ظاہر ہوئی پھر بولے میرے نزدیک خز اور زعفرانی لباس پہننا شہرون مین
صوف کا کپڑا پہننے سے محبوب تر ہے **محمد** بن ادریس انباری کہتے ہین مینے ایک جوان آدمی کو ٹاٹ کا جبہ پہنے دیکھا
اور اس سے کہا کہ کس عالم نے اس کو پہنا ہے کس عالم نے ایسا کیا ہے وہ شخص کہنے لگا مجکو بشر بن حارث نے دیکھا

قال يزيد فذهبت الى بشر فقلت له يا ابا نصر رأيت فلانا عليه جبة مسوح فانكرت عليه فقال
لى رأى ابو نصر فلم ينكر على قال فقال لى بشر لم يستشرنى يا ابا خالد ولو قلت له لقال لى لبس فلان و
فلان **وعن** هشام بن خالد قال سمعت ابا سليمان الدارانى يقول لرجل لبس الصوف انك قد اظهرت
آلة الزاهدين فماذا اورثك هذا الصوف فسكت الرجل فقال له يكون ظاهرك قطنيا وباطنك صوفيا
**وعن** ابن سيرويه يقول دخل ابو محمد بن ابى معروف الكرخى على ابى الحسن بن بشار وعليه جبة صوف
فقال له ابو الحسن يا ابا محمد صوفت قلبك او جسمك صوف قلبك والبس القوهى على القوهى **وعن** النضر بن
شميل قال قال لبعض الصوفية تبيع جبتك الصوف فقال اذا باع الصياد شبكته باى شئ يصطاد **وقال** ابو جعفر
بن جرير الطبرى ولقد اخطأ من آثر لباس الشعر والصوف على لباس القطن والكتان مع وجود السبيل اليه من حله
ومن اكل البقول والعدس واختاره على خبز البر ومن ترك اكل اللحم خوفا من عارض شهوة النساء **فصل** قال المصنف
قد كان السلف يلبسون الثياب المتوسطة لا المترفعة ولا الدون ويتخيرون اجودها للجمعة والعيد وللقاء الاخوان ولم يكن تخير الاجود
عندهم قبيحا **وقد اخرج** مسلم فى صحيحه من حديث عمر بن الخطاب انه رأى حلة سيراء تباع عند المسجد فقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم

الادون

**ترجمہ** تو کچھ انکار نہیں کیا یزید کہتے ہیں کہ میں بشر کے پاس گیا اور ان سے بیان کیا کہ اے ابو نصر میں نے فلان شخص کو ٹاٹ کا جبہ پہنے
دیکھا اس پر انکار کیا تو مجھ سے بولا کہ ابو نصر نے مجھ کو یہ جبہ پہنے ہوئے دیکھا تو کوئی اعتراض نہیں کیا یہ سن کر بشر مجھ سے کہنے
لگے اے ابو خالد مجھ سے اس شخص نے مشورہ نہیں لیا اور اگر میں اس پر کچھ اعتراض کرتا تو مجھ کو جواب دیتا کہ فلان نے پہنا ہے
اور فلان نے پہنا **ہشام بن خالد** نے کہا میں نے ابو سلیمان دارانی کو ایک صوف پہننے والے آدمی سے کہتے ہوئے سنا کہ تو نے
زاہدوں کا اوزار ظاہر کر دیا۔ تو جانتا ہے کہ اس صوف نے مجھکو کیا نفع دیا وہ آدمی چپ ہو رہا ابو سلیمان بولے کہ تیرا ظاہر تو روئی دار
کپڑوں والا اور باطن صوفی ہونا چاہیئے **ابن سیرویہ** کہتے ہیں ابو محمد بن ابی معروف کرخی ایکبار ابو الحسن بن بشار کے پاس
گئے اور صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھے۔ ابو الحسن بولے اے ابو محمد تم نے اپنے جسم کو صوفی بنایا ہے۔ یا دل کو دیکھو تصوف اختیار
کرو۔ اور سفید پر سفید کپڑے پہنو **نضر بن شمیل** نے کسی صوفی سے کہا تم اپنا صوف کا جبہ بیچتے ہو جواب دیا کہ جب شکاری
اپنا جال ہی بیچ ڈالے تو شکار کس چیز سے کریگا **ابو جعفر بن جریر طبری** نے کہا وہ شخص خطا پر ہے جو باوجود روئی اور کتان
کا کپڑا حلال طریقہ سے ملنے کے بال اور اون کا لباس اختیار کرے اور گیہوں کی روٹی چھوڑ کر ساگ اور مسور کھانا پسند کرے
اور عورتوں کی خواہش لاحق ہونے کے خوف سے گوشت کھانا چھوڑ دے **فصل مصنف** نے کہا سلف صالحین
اوسط درجے کا لباس پہنا کرتے تھے جو نہ بہت بڑھکر ہوتا تھا اور نہ بالکل گھٹکر اور جمعہ اور عید اور بھائیوں کی ملاقات کے لیے
انہیں کپڑوں میں سے نفیس لباس اختیار کرتے اور بہت نفیس لباس پہننا ان کے نزدیک کوئی قبیح نہ تھا **مسلم** نے اپنی صحیح میں حضرت عمر بن الخطاب
سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک حلہ سنہری دھاریوں والا مسجد کے قریب بکتا ہوا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا +

لو اشتريتها اليوم الجمعة وللوفود اذا قدموا عليك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم انما يلبس هذه من لا خلاق له في الاخرة فما انكر عليه ذكر التجمل بها وانما انكر عليه لكونها حريرا قال المصنف وقد ذكرنا عن ابي العالية انه قال كان المسلمون اذا تزاوروا تجملوا وعن محمد قال كان المهاجرون والانصار يلبسون لباسا مرتفعا وقد اشترى تميم الداري حلة بالف وكان يصلي فيها وعن محمد بن سيرين ان تميما الداري اشترى حلة بالف درهم فكان يقوم فيها بالليل الى صلوته وعن ثابت ان تميما الداري كانت له حلة قد ابتاعها بالف كان يلبسها الليلة التي يرجى فيها ليلة القدر وعن ابن سيرين ان تميما الداري اشترى رداء بالف فكان يصلي باصحابه فيه وكان الحسن البصري يلبس الثياب الجياد قال كلثوم بن جوشن خرج الحسن وعليه جبة يمنية ورداء قشية فنظر اليه فرقد فقال يا استاذ ينبغي لمثلك ان يكون هكذا فقال الحسن يا ابن ام فرقد اما علمت ان اكثر اصحاب النار اصحاب الاكسية وكان مالك بن انس يلبس الثياب العدنية الجياد وكان ثوب احمد بن حنبل يشترى بنحو الدينار وقد كانوا يؤثرون البذاذة والحذف انما لبسوا خلقان الثياب في بيوتهم فاذا خرجوا تجملوا ولبسوا ما لا يشتهرون به من الدون ولا من الاعلى

قال المصنف قلت وقد كان ابن مسعود من اجود الناس ثوبا واطيبهم ريحا

ترجمہ کہ اگر آپ جمعہ کے لیئے اور باہر سے آنے والون کے لیے یہ حلہ خرید فرما لیتے تو بہتر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لباس وہ لوگ پہنتے ہین جن کا آخرت مین کچھ حصہ نہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ پر اُس حلہ سے آرایش کرنے کا انکار نہین فرمایا بلکہ بوجہ اُس کے ریشمی ہونے کے انکار فرمایا مصنفؒ نے کہا ہم ابو العالیہ سے روایت کر چکے کہ انہون نے کہا مسلمانون کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کہین آتے جاتے تھے تو زیب و زینت کرتے تھے محمدؒ نے کہا کہ مہاجرین اور انصار اونچے درجے کا لباس پہنا کرتے تھے تمیم الداری نے ایک حلہ ہزار درم کو خریدا تھا لیکن اس سے نماز پڑھا کرتے تھے محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ تمیم داری نے ایک حلہ ہزار درم کو مول لیا اُس کو پہنکر تہجد ادا کیا کرتے تھے ثابت نے کہا کہ تمیم داری کے پاس ایک حلہ تھا جو انہون نے ہزار درہم مین خریدا تھا اُس کو اُس رات پہنا کرتے تھے جس مین شب قدر کی امید کیجاتی ہے ابن سیرین نے کہا تمیم داری نے ایک چادر ہزار درم کو مول لی اُس کو اوڑھکر اپنے ساتھیون کو نماز پڑھایا کرتے تھے مصنفؒ نے کہا کہ ابن مسعود بہت نفیس لباس پہنا کرتے تھے اور بہت عمدہ خوشبو لگایا کرتے تھے حسن بصری اعلی درجہ کی پوشاک پہنا کرتے تھے کلثوم بن جوشن کہتے ہین کہ ایک بار حسن بصری ایک یمنی جبہ پہنے ہوئے اور ایک گران بہا چادر اوڑھے ہوے باہر نکلے اُن کو فرقد نے دیکھا اور بولے اے استاد کیا آپ کا لباس ایسا ہونا چاہیے حسن نے جواب دیا اے ابن ام فرقد کیا تم نہین جانتے کہ اکثر اہل دوزخ وہ ہین جو صوف کا لباس پہنتے ہین مالک بن انس نفیس کپڑے عدن کے پہنا کرتے تھے احمد بن حنبل کا کپڑا قریب قریب ایک دینار مین خریدا جاتا تھا غرضکہ سلف پھٹے پرانے حال کو ایک حد تک اختیار کرتے تھے اور پرانے کپڑے صرف اپنے گھرون مین پہنتے تھے جب باہر نکلتے تو زیب اور زینت کرتے تھے۔ اور ایسا لباس پہنتے تھے جس کے ادنی یا اعلی ہونے کی خواہش اُن کو نہ ہوتی تھی +

وعن عیسی بن حازم قال کان لباس ابراهیم بن ادهم کتانا قطنا فروا لم ار علیه ثیاب صوف و
لا ثیاب شهرة وعن محمد بن ریان قال رای علی ذوالنون خفا احمر فقال انزع هذا یا بنی فانه شهرة
ما لبسه رسول الله صلی الله علیه وسلم انما لبس رسول الله صلی الله علیه وسلم خفین اسودین ساذجین
وعن الربیع بن یونس قال قال ابو جعفر المنصور المغربی القادح خیر من الزی الفاضح فصل قال المصنف
واعلم ان اللباس الذی یزری بصاحبه یتضمن اظهار الزهد واظهار الفقر وکانه لسان الشکوی من الله تعالی
ویوجب احتقار اللابس وکل ذلک مکروه منهی عنه وعن الاحوص عن ابیه قال اتیت رسول الله صلی الله
علیه وسلم وانا قشف الهیئة فقال هل لک مال قلت نعم قال من ای المال قلت من کل المال قد اتانی الله عز وجل
من الابل والخیل والرقیق والغنم قال فاذا اتاک الله عز وجل مالا فلیر علیک وعن جابر قال اتانا رسول الله صلی الله علیه وسلم
زائرا فی منزلی فرای رجلا شعثا فقال اما کان یجد هذا ما یسکن راسه ثم رای رجلا علیه ثیاب وسخة فقال اما
کان یجد هذا ما یغسل به ثیابه وعن ابی عبیدة معمر بن المثنی قال مضی علی بن ابی طالب کرم الله وجهه الی الربیع بن زیاد یعوده
فقال له یا امیر المؤمنین اشکو الیک عاصما اخی قال ما شانه قال ترک الملاذ ولبس العباء فغم اهله وحزن ولده ـــ

ترجمہ عیسے بن حازم نے کہا ابراہیم بن ادہم کا لباس کتان روئی پوستین تھا مینے ان کو کبھی صوف اور شہرت کا کپڑا پہنے ہوے
نہین دیکھا محمد بن ریان کہتے ہین کہ میرے پاؤن ہین ذوالنون نے سرخ موزہ دیکھا کہنے لگے بیٹا اسکو اتار ڈالو اس مین شہرت ہے +
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہین پہنا آپ نے تو صرف دو موزے سادے سیاہ رنگ کے پہنے ہین ربیع بن یونس کہتے
ہین کہ ابو جعفر منصور نے کہا طعن کے قابل ہیئت رسوا کرنے والی ہیئت سے بہتر ہے فصل مصنف نے کہا جاننا چاہیئے کہ جو لباس صاحب
لباس کے لئے عیب ناک ہے وہ ہے جس مین زہد اور افلاس کا اظہار پایا جائے ایسا لباس گویا خدا سے شکایت کرنے کی زبان اور
پہننے والے کی حقارت کا سبب ہے اور یہ سب مکروہ و ممنوع ہے احوص نے بیان کیا کہ میرے باپ کہتے ہین مین رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور میری ہیئت بوسیدہ تھی آپ نے فرمایا تمہارے پاس کچھ مال ہے مینے عرض کیا ہان دریافت فرمایا
کس قسم کا مال ہے مینے عرض کیا ہر قسم کا مال ہے مجکو اللہ تعالے نے اونٹ گھوڑے غلام بکریان سب کچھ دیا ہے فرمایا جب
تم کو اللہ تعالے نے مال عطا کیا ہے تو اپنے آپ کو تونگر ظاہر کرو جابر نے کہا ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مکان پر
ہم سے ملنے کو تشریف لائے ایک آدمی کے بال پریشان دیکھے فرمایا کیا اس شخص کو ایسی چیز نہین ملتی جس سے اپنے بال درست
کرلے پھر ایک اور آدمی کو میلے کپڑے پہنے ہوے دیکھا فرمایا کیا اس شخص کو ایسی چیز نہین ملتی جس سے اپنے کپڑے دھوے ابو عبیدہ
معمر بن مثنی کہتے ہین کہ حضرت علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ ایک مرتبہ ربیع بن زیاد کی عیادت کو گئے ربیع نے کہا یا امیر المومنین مین
آپ سے اپنے بھائی عاصم کی شکایت کرتا ہون دریافت فرمایا۔ کہ اس کا کیا حال ہے جواب دیا کہ نعمتانہ چھوڑ
دیا اور عبا پہن لی جس کی وجہ سے اس کی بی بی اور بال بچے غمناک اور اندوہگین ہین + + + + + + + + + + + +

فقال علیّ عاصماً فلما حضر بشر فی وجهه وقال اتری الله احل لک الدنیا وهو یکره اخذک منها وانت
اهون علی الله من ذلک فوالله لابتذال نعم الله بالفعال احب الیه من ابتذالها بالمقال فقال
یا امیر المؤمنین انی اراک تؤثر لباس الخشن واکل الخشن فتنفس الصعداء ثم قال ویحک یا عاصم ان الله فرض
علی ائمة العدل ان یقدروا انفسهم بالعوام لئلا یتبیغ بالفقیر فقره قال ابو بکر الانباری ...
یعلو یقال یتبیغ به الدم اذا زاد وجاوز الحد **فصل قال المصنف** فان قال قائل تجوید اللباس
هوی للنفس وقد امرنا بمجاهدتها وتزین للخلق وقد امرنا ان یکون افعالنا لله لا للخلق فالجواب انه
لیس کلما تهوی النفس یذم ولا کل التزین للناس یکره وانما ینهی عن ذلک اذا کان الشرع قد نهی عنه او کان
علی وجه الریاء فی باب الدین فان الانسان یحب ان یری جمیلا وذلک حظ للنفس لا یلام فیه ولهذا
یسرح شعره وینظر فی المرأة ویسوی عمامته ویلبس بطانة الثوب الخشنة الی داخل وظهارته الحسنة الی خارج
ولیس فی شیء من هذا ما یکره ولا یذم **وعن عائشة قالت** کان نفر
من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم ینتظرونه علی الباب فخرج یریدهم وفی الدار

**ترجمہ** حضرت علی نے حکم دیا کہ عاصم کو میرے پاس لاؤ جب عاصم آئے تو حضرت علی خندہ پیشانی سے اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
تم جانتے ہو کہ اللہ تعالے نے تمہارے لئے دنیا کو حلال کر دیا اور تم سے دنیا کا چھین لینا نہین چاہتا اور خدا کی قسم کہ تم اللہ تعالی کے نزدیک
اس سے بھی ذلیل تر ہو واللہ اگر تم اس کی نعمتون کا اظہار فعل کی راہ سے کرو تو میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ قول کی
راہ سے نعمت آلہی کا اظہار کرو عاصم نے کہا یا امیر المؤمنین مین دیکھتا ہون کہ آپ موٹا کپڑا پہنتے ہین اور موٹا اناج کھاتے ہین پس حضرت علی نے
ٹھنڈی سانس بھری پھر فرمایا اے عاصم واے ہو تجھ پر اللہ تعالی نے انصاف کرنیوالے اماموں پر فرض کر دیا ہے کہ اپنے آپکو
عوام کے ساتھ اندازہ کرین تاکہ افلاس والے کے افلاس تابع نہو **ابو بکر الانباری** نے کہا اس آخری فقرے ... معنی ... کہ
فقر وافلاس بہت زیادہ نہ بڑھ جائے محاورہ ہے کہ فلان شخص کے ذمے ... تابع ہے یعنی اُس کی مذمت زیادہ ... ہوئی ہے
**مصنف** نے کہا اگر کوئی یون کہے کہ نفیس لباس پہننا خواہش نفسانی ہے اور ہم کو حکم ہے کہ نفس کو محنت مین ڈالین اور ... آرائش
مخلوق کے لئے ہے حالانکہ ہم کو حکم ہے کہ ہمارے کام مخلوق کے لئے نہون بلکہ خدا کے واسطے ہوں **جواب** یہ ہے کہ ہر چیز جس کی نفس خواہش کرے وہ مذموم نہین اور ہر آرائش جو لوگون
کے لئے ہو وہ مکروہ نہین اس سے اسی وقت منع کیا جائے گا جب شریعت مین اس کی ممانعت ہو یا دین کے بارے مین ریا کی
صورت نکل آوے ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت معلوم ہو اور یہ ایسی خواہش نفسانی ہے جس پر ملامت نہین کیجاتی
اس لئے وہ بالون مین کنگھا کرتا ہے اور آئینہ مین منھ دیکھتا ہے اور عمامہ برابر کرکے باندھتا ہے اور لباس کا استر اندر جو کھلی ... 
اور ابرہ اوپر ہونے کے سبب سے عمدہ رکھتا ہے ان مین کوئی ایسی شے نہین جو مکروہ اور مذموم ہو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ صحابہ
کی ایک جماعت دروازہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انتظار مین تھی آپ اُن کے پاس جانے کو نکلے ...

ركوة فيها ماء فجعل ينظر في الماء ويسوي شعره ولحيته فقلت يا رسول الله وانت تفعل هذا قال نعم اذا خرج الرجل
الى اخوانه فليهيئ من نفسه فان الله جميل يحب الجمال **وعن** عائشة من طريق اخر قالت خرج رسول الله صلى الله
عليه وسلم فمر بركوة لنا فيها ماء فنظر الى ظله فيها فسوى لحيته ورأسه ثم مضى فلما رجع قلت يا رسول الله
تفعل هذا قال واي شيء فعلت نظرت في ظل الماء فسويت من لحيتي ورأسي ان لا بأس يفعل الرجل المسلم اذا
خرج الى اخوانه يهيئ من نفسه **قال المصنف** فان قيل فما وجه ما رويتم عن سري السقطي انه قال لو احسست
بانسان يدخل علي فعلت كذا بلحيتي وامر بيده على لحيته كانه يريد ان يسويها من اجل دخول الداخل عليه لخشيت
ان يعذبني الله على ذلك بالنار **فالجواب** ان هذا محمول على انه كان يقصد بذلك الرياء في باب الدين من اظهار التخشع وغيره و
قلنا اذا قصد تحسين صورته لئلا يرى منه ما لا يستحسن فان ذلك غير مذموم ولمن اعتقده مذموما فما عرف الرياء ولا فهم المذموم وعن
ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر فقال رجل ان احدنا يحب ان يكون ثوبه حسنا ونعله حسنا قال
ان الله جميل يحب الجمال والكبر بطر الحق وغمط الناس انفرد باخراجه مسلم ومعنى الكبر من بطر الحق وغمط الناس يعني ازدراء واحتقر

**ترجمہ** ایک ناند تھی جس مین پانی بھرا تھا اس مین آپ دیکھ دیکھ کر سر کے بال اور ریش مبارک درست فرمانے لگے مینے عرض کیا یا
رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہین فرمایا ہان جب آدمی اپنے بہائیون کے سامنے جاے تو اپنے آپکو درست کر لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالے
جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے **عایشہ** رضی اللہ عنہا سے دوسرے طور پر مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے
جانے کے لئے اُٹھے ایک ناند آپ نے دیکھی جس مین پانی تھا اس مین اپنا عکس مبارک دیکھا پھر ریش اقدس اور سر اطہر کو درست
کیا اور باہر تشریف لے گئے جب واپس آئے تو مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ بھی ایسا کرتے ہین فرمایا مینے کیا کیا فقط اتنا ہی تو کیا ہے
کہ پانی مین اپنا عکس دیکھا اور اپنی ڈاڑھی اور سر کے بال درست کئے اس مین کوئی حرج نہین مسلمان آدمی ایسا کیا ہی کرتا ہے کہ جب
اپنے بہائیون سے ملنے کو جاتا ہے تو اپنے آپ کو درست کر لیتا ہے **مصنف** رحمہ اللہ نے کہا اگر کوئی کہے اس کی کیا وجہ کہ تم نے سری سقطی سے
روایت کیا ہے کہ انہون نے کہا اگر مین کسی آدمی کی اپنے پاس آتے ہوے آہٹ پاؤن اور اپنی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرون یعنی اُس
آنے والے کے سبب سے ڈاڑھی درست کرون تو ڈرتا ہون کہ خدا تعالی مجھکو اس حرکت پر دوزخ مین عذاب کرے **جواب** یہ ہے کہ یہ قول
اس پر محمول ہے کہ شری یکی مراد دین کے بارے مین خشوع وغیرہ کا اظہار کر کے ریا کاری کا مرتکب ہونا ہی ہم کہتے ہین جبکہ اپنی صورت اچھی
بنانا مقصود ہو تاکہ کوئی ناز یبا چیز نظر نہ آوے تو ایسا کرنا کچھ مذموم نہین جو شخص اس کو مذموم یقین کرے وہ ریا کو نہین جانتا اور
مذموم کے معنی نہین سمجھتا **ابن مسعود** سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل مین ایک ذرہ بھر
غرور ہوگا وہ بہشت مین نہ جایگا ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم مین کا ہر ایک پسند کرتا ہی کہ اس کا لباس اچھا ہو تا خوبصورت
ہو ارشاد فرمایا اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو محبوب رکھتا ہے غرور تو اسکو کہتے ہین کہ حق بات سے سرکشی کرے اور
لوگون کو حقیر سمجھے یہ حدیث فقط صحیح مسلم مین ہے اور معنی یہ ہین حق سے گردنکشی کرنا اور لوگون کو حقیر سمجھنا غرور کا باعث ہے

**فصل قال المصنف** وقد کان فی الصوفیۃ من یلبس الثیاب المرتفعۃ کما اخبرنا عن ابی العباس بن عطاء قال کان یلبس المرتفع من البز کالدبیقی ونسیج نسیج اللؤلؤی ثم ما طال **قال المصنف** قلت وھذا فی الشھرۃ کالمرقعات وانما ینبغی ان یکون ثیاب اھل الخیر وسطا فانظر الی الشیطان کیف یتلاعب بھؤلاء بین طرفی نقیض **فصل قال المصنف** وقد کان فی الصوفیۃ من اذا لبس ثوبا خرق بعضہ وربما افسد الثوب الرفیع القدر وعن عیسی ابن علی الوزیر یقول کان ابن مجاھد یوما عندی فقیل لہ الشبلی یدخل فقال ابن مجاھد سأسکتہ الساعۃ بین یدیک وکان من عادۃ الشبلی اذا لبس شیئا خرق فیہ موضعا فلما جلس قال لہ ابن مجاھد یا ابا بکر این فی العلم فساد ما ینتفع بہ فقال الشبلی این فی العلم فطفق مسحا بالسوق والاعناق قال فسکت ابن مجاھد فقال لہ ابی اردت ان تسکتہ فاسکتک ثم قال لہ قد اجمع الناس انک مقرئ الوقت این فی القرآن ان الحبیب لا یعذب حبیبہ قال فسکت ابن مجاھد فقال لہ ابی قل یا ابا بکر فقال قولہ تعالی وقالت الیھود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباؤہ قل فلم یعذبکم فقال ابن مجاھد کانی ما سمعتھا قط **قال المصنف** قلت ھذہ الحکایۃ انا مرتاب بصحتھا لان الحسن بن غالب کان لا یوثق بہ

---

ترجمہ **فصل مصنفؒ** نے کہا صوفیہ میں ایسے بھی گذرے ہیں جو اعلیٰ درجہ کا لباس پہنتے تھے چنانچہ ہم کو خبر ملی ہے کہ ابو العباس بہت اعلیٰ درجہ کا کپڑا پہنا کرتے تھے مثلاً دبیقی اور لولو نامی شخص کا بنا ہوا کپڑا اور بہت نیچا لباس پسند کرتے تھے **مصنفؒ** نے کہا آپ بھی مرقعوں کی طرح شہرت ہے نیک لوگوں کے لباس تو اوسط درجے کے ہونے چاہئیں غور کرنا چاہیئے کہ شیطان ان لوگوں کے ساتھ دونوں مخالف طریقوں سے کس طرح کھیل کرتا ہے **فصل مصنفؒ** نے کہا بعض صوفیہ ایسے ہیں کہ جب کوئی کپڑا پہنتے ہیں تو اُس کا کچھ حصہ پھاڑ لیتے ہیں اکثر اوقات اعلیٰ درجہ کے لباس کو خراب کر دیتے تھے **عیسی بن علی** وزیر کہتے ہیں ایک روز ابن مجاہد میرے باپ کے پاس تھے کسی نے شبلی کے اندر آنے کی خبر دی ابن مجاہد بولے کہ میں تمہارے سامنے اسی گھڑی شبلی کو ساکت کر دونگا شبلی کی عادت یہ تھی کہ جب کچھ پہنتے تو اس کو کسی مقام سے چاک کر ڈالتے تھے جیسے ہی شبلی آکر بیٹھے ابن مجاہد نے اُن سے کہا اے ابوبکر یہ کونسے علم کی بات ہے کہ جس چیز سے نفع اوٹھائیں اُس کو خراب کریں شبلی نے جواب دیا یہ کونسے علم کی بات ہے فطفق مسحا بالسوق والاعناق یعنی حضرت سلیمان گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹنے لگے یہ سن کر ابن مجاہد خاموش ہو رہے میرے باپ اُن سے بولے تم شبلی کو ساکت کرنا چاہتے تھے انہوں نے اولٹا تم کو ساکت کر دیا پھر شبلی نے اُن سے کہا سب لوگ اتفاق کرتے ہیں کہ تم قاری وقت ہو بھلا یہ تو بتاؤ قرآن شریف میں کس جگہ ہے کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہیں کرتا ابن مجاہد چپ ہو رہے میرے باپ کہنے لگے اے ابوبکر آپ ہی بتلایئے جواب دیا قولہ تعالیٰ وقالت الیھود والنصاری نحن ابناء اللہ واحباؤہ قل فلم یعذبکم یعنی یہود و نصاریٰ سب کہتے ہیں کہ ہم خدا کے بیٹے اور اُس کے حبیب ہیں اے محمد آپ اُن سے پوچھئے تو سہی کہ پھر تم کو خدا تعالیٰ عذاب کیوں کرتا ہے یہ سنکر ابن مجاہد بولے کہ گویا میں نے کبھی اس آیت کو سنا ہی نہ تھا مصنفؒ نے کہا مجکو اس حکایت کے صحیح ہونے میں شک ہے کیونکہ اس کے راویوں میں حسن ابن غالب غیر موثوق ہے ❖

وعن ابی بکر الخطیب قال ادعی الحسن بن غالب اشیاء تبین فیها کذبه واختلاقه فان کانت صحیحة فقد بانه
عن قلة فهم الشبلی حین احتج بهذه الآیة وقلة فهم ابن مجاهد حین سکت عن جوابه وذلک ان قوله فطفق
مسحا بالسوق والاعناق لیس بافساد لانه لا یجوز ان ینسب الی نبی معصوم انه فعل الفساد والمفسرون قد اختلفوا فی
معنی الآیة فمنهم من قال مسح علی اعناقها وسوقها وقال انت فی سبیل الله فهذا اصلاح ومنهم من قال عقرها
وذبح الخیل واکل لحمها جائز فما فعل شیئا فیه جناح فاما افساد ثوب صحیح لا لغرض صحیح فانه لا یجوز ومن الجائز ان
یکون فی شریعة سلیمان جواز ما فعل ولا یکون فی شرعنا وعن ابی عبد الله احمد بن عطاء قال کان مذهب ابی
علی الروذباری تخریق الاکمام وتفتیق القمیص قال فکان یخرق الثوب المثمن فیرتدی بنصفه ویاتزر بنصفه حتی
انه دخل الحمام یوما وعلیه ثوب لم یکن مع اصحابه ما یاتزرون به فقطعه علی عددهم فاتزروا به و
تقدم الیهم ان یدفعوا الخرق اذا خرجوا الی الحمامی قال ابن عطاء قال لی ابو سعید الکازرونی کنت معه فی هذا
الیوم وکان الرداء الذی قطعه یقوم بنحو ثلاثین دینارا قال المصنف ونظیر هذا النقل ما بلغنا عن ابی الحسن
البوشنجی یقول کانت لی قمیص طلبت بمائة درهم

**ترجمہ** ابوبکر خطیب کہتے ہین کہ حسن ابن غالب نے ایسی چیز کا دعوی کیا ہے جن سے اُن کی دروغ گوئی اور خلاف ورزی ظاہر ہے اگر
یہ قصہ صحیح بھی ہو تو اس سے شبلی کی کم فہمی ظاہر ہوتی ہے جو اُس آیت سے حجت پکڑی اور ابن مجاہد کی کم فہمی ہے جو اُس کے جواب سے
خاموش ہو رہے جواب یہ تھا کہ آیۃ فطفق مسحا بالسوق و الاعناق مین اچھی چیز کا خراب کر ڈالنا نہین ہے کیونکہ نبی معصوم کی طرف
فاسد کر ڈالنے کو منسوب کرنا جائز نہین اور آیت کے معنون مین مفسرین کا اختلاف ہے بعض کہتے ہین کہ گھوڑون کی گردنون اور
پنڈلیون پر مسح کیا یعنی ہاتھ پھیرا اور کہا کہ تم خدا کی راہ مین ہو ان معنون کے لحاظ سے تو یہ اصلاح ہوئی اور بعض کہتے ہین کہ انکی کونچین
کاٹ ڈالین اور گھوڑون کا ذبح کرنا اور اُن کا گوشت کھانا جائز ہے لہذا حضرت سلیمان نے کوئی فعل ایسا نہ کیا جس مین گناہ ہو لیکن
اچھے خاصے کپڑے کو بلا کسی غرض صحیح کے خراب کر ڈالنا ہرگز جائز نہین اور ممکن ہے کہ جو کچھ حضرت سلیمان نے کیا ان کی شریعت مین اُس کا
جواز ہو اور ہماری شرع مین نہ ہو **ابو عبد اللہ احمد بن عطا** کہتے ہین ابو علی رودباری کا مذہب تھا کہ اپنی آستین پھاڑ ڈالتے تھے
اور کرتے کو چاک کر لیتے تھے اُن کا قاعدہ تہا کہ گران قیمت کپڑے کو پھاڑ کر آدھا اوڑھ لیتے تھے اور آدھا باندھ لیتے تھے حتی کہ ایک روز
حمام کو گئے اور ایک لباس پہنے ہوئے تھے ان کے ساتھیون کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ تھا جس کو باندہین انہون نے اپنے اصحاب کے
شمار پر اس لباس کے ٹکڑے کیے سب نے ایک ایک ٹکڑا باندھا اور پیشتر ان سے یہ کہدیا گیا تھا کہ جب باہر نکلین تو وہ ٹکڑے حمام
والے کو دے دین - ابن عطا نے کہا کہ مجھ سے ابو سعید گازرونی نے بیان کیا کہ مین اُس روز ابو علی کے ہمراہ تھا
جس کے انہون نے ٹکڑے کیے تھے تیس دینار قیمت کی تھی **مصنف** نے کہا اسی قسم کی تقریط ابو الحسن بوشنجی
سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ میرے پاس ایک کرتا تھا جو مین نے سو درم مین لیا تھا +

فحضر لی لیلۃ ضیفان فقلت للوالدۃ عندک شئ لضیفی قالت لا الا الخبز فذبحت القبجۃ وقدمتھا الیھم

قال المصنف قلت قد کان یمکنہ ان یستقرض ثم یبیعھا ویعطی فلقد فرط وعن ابی عبد الرحمن السلمی

قال سمعت جدی یقول دخل ابو الحسین الدراج البغدادی وکان یحتاج الی لفاف لرجلہ فدفع الیہ رجل

مندیلا زبیقیا فشقہ بنصفین ولف فیہ فقیل لہ لو بعتہ واشتریت بہ لفافا وانفقت الباقی فقال انا لا اخون

المذھب قال المصنف وقد کان احمد الغزالی ببغداد فخرج الی المحول فوقف علی ناعورۃ تان فرمی طیلسانہ

علیھا فدارت فتقطع الطیلسان قال المصنف قلت فانظر الی ھذا الجھل والتفریط والبعد عن العلم فانہ

صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ نھی عن اضاعۃ المال ولو ان رجلا قطع دینارا صحیحا وانفقہ

کان عند الفقھاء مفرطا فکیف بھذا التبذیر المحرم ونظیر ھذا

تمزیقھم الثیاب المطروحۃ عند الوجد علی ما سیأتی ذکرہ ان شاء

اللہ تعالی ثم یدعون ھذہ حالۃ ولا خیر فی حالۃ تنکف الشرع

افتراھم عبید نفوسھم امروا ان یعملوا بآرائھم ولان کانوا عرفوا انھم کانوا یخالفون

ترجمہ ایک رات میرے یہان دو مسافر آئے مین نے اپنی مان سے پوچھا کہ تمہارے پاس میرے مہمانون کے لئے کچھ ہے وہ کہنے

لگین کچھ نہین صرف روٹی ہے مینے اُس کبک کو حلال کیا اور ان کے پاس لے گیا مصنفؒ نے کہا ابوالحسن کے لئے یہ بھی تو ممکن تھا

کہ قرض لے لیتے پھر کبک کو بیچ کر ادا کر دیتے غرض انہون نے تفریط کی ابو عبد الرحمن سلمی نے کہا مینے اپنے باپ سے سُنا بیان کرتے

تھے کہ ابوالحسین بغدادی ایک بار سے مین داخل ہوے اُن کو اپنے پاؤن پر پٹی باندھنے کی ضرورت ہوا کرتی تھی ایک آدمی نے

ان کو زبیقی رومال دیا انہون نے رومال کے دو ٹکڑے کئے اور پٹی باندھی کسی نے کہا اگر آپ رومال کو بیچ کر پٹی خرید لیتے اور باقی

قیمت کو خیرات کر دیتے تو بہتر تھا جواب دیا کہ مین مذہب مین خیانت نہین کرتا مصنفؒ نے کہا احمد غزالی بغداد مین تھے ایک بار جوخی دار

کنوون پر گذرے اور ایک چرخی پر جو چل رہی تھی اور جس مین سے آواز نکلتی تھی کھڑے ہو گئے وجد مین آگر اپنی طیلسان کی چادر اُس پر

پھینک دی چرخی نے چکر کھایا چادر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی مصنفؒ نے کہا اس جہالت اور تفریط اور بے علمی پر غور کرنا چاہیئے۔

صحیح طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ آپ نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا اور اگر کوئی آدمی درست دینار

کو کاٹ کر خرچ مین لاوے فقہا کے نزدیک تفریط کرنے والا ٹھیریگا بھلا پھر اس فضول خرچی کا کیا ٹھکانا ہے جو بالکل حرام ہے

اسی قسم سے صوفیہ کا ان کپڑون کو چاک کرنا ہے جو وجد کی حالت مین پھینکے جاتے ہین چنانچہ انشاء اللہ اس کا ذکر آئیگا اور یہ

ہے کہ صوفیہ دعوی کرتے ہین کہ یہ ایک حالت ہے حالانکہ جو حالت شریعت کے خلاف ہو اس مین خیر نہین تم دیکھتے ہو کہ یہ اپنے

نفسون کے بندے ہین یا اُن کو حکم ملا ہے کہ اپنی اپنی رائے پر عمل کرین یہ لوگ اسقدر پہچانتے ہین کہ اس فعل مین وہ شریعت

کے خلاف ہین اور پھر بھی ایسا کرتے ہین تو کمال سرکش ہین اور اگر اس قدر نہین جانتے تو سخت جاہل ہین عبد اللہ رازی نے

يقول لما تغير الحال على ابي عثمان وقت وفاته مزق ابنه ابو بكر قميصا كان عليه ففتح ابو عثمان عينه وقال يا بني خلاف السنة في الظاهر من رياء باطن في القلب **فصل** قال المصنف وفي الصوفية من يبالغ في تقصير ثوبه وذلك شهرة ايضا كما روي عن العلاء عن ابيه انه سمع ابا سعيد يسئل عن الازار فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ازار المسلم الى نصف الساقين لا جناح او لا حرج عليه ما بينه وما بين الكعبين ما كان اسفل من ذلك فهو في النار **وعن** ابراهيم بن سعيد الجوهري قال كتب لي عبد الرزاق عن معمر قال كان في قميص ايوب بعض التذييل فقال للشهرة اليوم في التشمير **وقد روى** اسحاق بن ابراهيم بن هاني قال دخلت يوما على ابي عبد الله احمد بن حنبل وعليه قميص قصير اسفل من الركبة وفوق الساق فقال اي شيء هذا وانكره وقال هذا بدعة لا ينبغي **فصل** قال المصنف وقد كان في الصوفية من يجعل على رأسه خرقة مكان العمامة وهذا ايضا شهرة لانه على خلاف لباس اهل الشرع وكل ما فيه شهرة فهو مكروه **وعن** بشر بن الحارث ان ابن المبارك دخل المسجد يوم جمعة وعليه قلنسوة فرأى الناس ليس عليهم قلانس فاخذها فوضعها في كمه **فصل** قال المصنف كان في الصوفية من استكثر من الثياب وسببه الوسوسة فيجعل للخلاء ثوبا وللصلاة ثوبا **وقد روى** هذا عن جماعة منهم ابو يزيد وهذا لا بأس لانه لا ينبغي ان يتخذ سنة

ترجمہ کہا جب نزع کی حالت مین ابو عثمان کا حال متغیر ہوا۔ تو اُن کے بیٹے ابو بکر نے اپنا کرتہ جو اس وقت پہنے ہوئے تھے چاک کر ڈالا۔ ابو عثمان نے آنکھ کھولی۔ اور کہا بیٹا ظاہر مین خلاف سنت کرنا دل کی باطنی ریا کا اثر ہے **فصل مصنف** نے کہا بعض صوفیہ ایسے ہین جو لباس کو نہایت کوتاہ رکھتے ہین یہ بھی شہرت مین داخل ہے چنانچہ علا اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے کہا ابو سعید سے کسی نے تہبند کے بارے مین پوچھا۔ جواب دیا کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے فرماتے تھے۔ مسلمان کا تہبند آدھی پنڈلیون تک ہونا چاہیئے۔ ٹخنون اور پنڈلیون مین جو حصہ کھلا رہے کچھ حرج نہین جو اس سے زیادہ نیچا ہوگا وہ دوزخ کی نشانی ہے **ابراہیم بن سعید** جوہری نے بیان کیا مجکو عبد الرزاق نے لکھا کہ معمر نے بیان کیا ایوب کے کرتے مین دامن کچھ نیچا رکھا گیا کہنے لگے اس زمانے مین اونچا لباس رکھنا شہرت مین داخل ہے **اسحاق بن ابراہیم** ابن ہانی روایت کرتے ہین کہ مین ایک روز ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے پاس گیا اور ایک کرتا اونچا گھٹنون سے نیچے پنڈلی سے اوپر تک **کا** پہنے ہوئے تھا احمد نے مجھ پر انکار کیا اور کہا یہ کیا بلا ہے تم کو ایسا لباس زیبا نہین **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ مین بعض ایسے ہین جو بجائے عمامہ کے سر پر ایک کپڑے کا ٹکڑا لپیٹ لیتے ہین یہ بھی شہرت ہے کیونکہ اہل شریعت کے لباس کے خلاف ہے اور جس چیز مین شہرت ہو وہ مکروہ ہے + **بشر بن حارث** بیان کرتے ہین کہ ایک بار جمعہ کے روز ابن مبارک جامع مین داخل ہوئے اُن کے سر پر کلاہ تھی لوگون کو دیکھا کہ اُن کے سرون پر کلاہین نہین اُس کلاہ کو اُتار کر اپنی آستین مین چھپا کر رکھ دیا **فصل مصنف** نے کہا بعض صوفیہ ایسے ہین جو وسوسہ کی وجہ سے کئی کپڑے رکھتے ہین ایک جوڑا قضاے حاجت کے لئے اور ایک جوڑا نماز کے لیے مقرر کرتے ہین **ابو یزید** نے اس بارے مین صوفیہ کی ایک جماعت سے روایت کی ہے اس فعل مین کچھ ڈر نہین مگر سنت

**وعن** جعفر عن ابيه ان علی بن الحسین قال یا بنی لو اتخذت ثوبا للغائط رایت الذباب یقع علی الشیٔ ثم یقع علیّ ثم ابتنته فقال ما کان لرسول الله صلی الله علیه وسلم ولا لاصحابه الا ثوب فریضة **فصل قال المصنف** **وقد کان** فیهم من لا یکون له سوی ثوب واحد۔ هذا فی الدنیا وهذا احسن الا انه اذا امکن اتخاذ ثوب للجمعة والعید کان احسن واصلح **وعن** یوسف بن عبد الله بن سلام عن ابیه قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم فی یوم جمعة فقال ما علی احد کم لو اشتری ثوبین لیوم جمعة سوی ثوب مهنته **وعن** ابی هریرة قال قال محمد بن عمرو حدثنی عن محمد بن عبد الرحمن ایضا ببعض ذلک قالوا کان لرسول الله صلی الله علیه وسلم برد ثمینة وازار من نسج عمان فکان یلبسهما فی یوم الجمعة **ویوم العید** ثم یطویان **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی مطاعمهم ومشاربهم قال المصنف** قد بالغ ابلیس فی تلبیسه علی قدماء الصوفیة بتقلیل المطعم وخشونته ومنعهم شرب الماء البارد فلما بلغ الی المتاخرین استراح من التعب اشتغل بالتعجب من کثرة اکلهم ورفاهیة عیشهم **ذکر طرف مما فعله قدماؤهم** **قال المصنف** کان فی القوم من یبقی الایام لا یاکل الی ان یضعف قوته **وفیهم** من یتناول کل یوم الشیٔ الیسیر الذی لا یقیم البدن **فروی لنا** عن سهل بن عبد الله انه فی بدایته

---

**ترجمہ جعفر** نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اُن سے علی بن حسین کہنے لگے اے بیٹا اگر قضاے حاجت کے لئے مین دوسرا کپڑا مقرر کر لیتا تو بہتر تھا مین دیکھتا ہون کہ مکھیان نجاست پر بیٹھتی ہین پھر اگر مجھ پر بیٹھتی ہین راوی کہتے ہین کہ پھر دوبارہ جو مین علی کے پاس گیا تو کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس صرف ایک ہی کپڑا تھا جس مین نماز فرض ادا کیا کرتے تھے **فصل مصنف**رح نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی ہین جن کے پاس فقط ایک جوڑا کپڑا ہوتا ہے یہ بات اچھی ہے مگر جب جمعہ اور عید کے لیے دوسرا کپڑا بنا لینا ممکن ہو تو عمدہ اور بہتر ہے **یوسف** بن عبداللہ بن سلام کہتے ہین کہ میرے باپ نے بیان کیا ایک بار جمعہ کے دن ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ سنایا اسمین فرمایا کہ اگر تم کاروبار کے کپڑون کے سوا دو کپڑے جمعہ کے لئے خرید لیا کرو تو کیا حرج ہے **ابوہریرہ** سے روایت ہے کہ محمد بن عمرو کہتے ہین کہ کچھ حصہ اس حدیث کا مجھ سے محمد بن عبدالرحمن نے بھی بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک قیمتی چادر اور عمان کی بنی ہوئی ازار تھی آپ یہ دو کپڑے جمعہ اور عید کے دن پہنا کرتے تھے پھر تہ کر کے رکھ دیے جاتے تھے

**کھانے پینے کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان**

مصنفرح نے کہا متقدمین صوفیہ کو اس امر کی نسبت فریب دینے مین شیطان نے بہت مبالغہ کیا کہ کھانا سخت اور کم کھائین اور ٹھنڈا پانی پینے سے اُن کو باز رکھا جب متاخرین کی باری آئی تو شیطان کو آرام مل گیا اور ان کی خوش عیشی اور بسیار خواری دیکھکر تعجب مین پڑ گیا (متقدمین صوفیہ کے افعال کا کسی قدر بیان) **مصنف**رح نے کہا متقدمین بعض ایسے تھے جو کئی کئی دن تک بغیر کھانے کے گذار دیتے تھے جب بالکل طاقت نہ رہتی تھی تو کچھ کھا لیا کرتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ہر روز تھوڑا سا کھا لیتے تھے جس سے بدن قائم نہین رہتا تھا **سہل بن عبداللہ** کی نسبت بیان کرتے ہین کہ اپنی ابتدائی حالت مین

یشتری بدرهم دبسًا وبدرهم سمنًا وبدرهم دقیق الارز فیخلطه ویجعله ثلث مائة وستین کرة فیفطر کل لیلة علی واحدة وحکی عنه ابو حامد الطوسی قال کان سهل یقتات ورق النبق مدة واکل دقاق التبن مدة ثلث سنین واقتات ثلثة دراهم فی ثلث سنین وعن ابی جعفر الحداد یقول شرف علیّ ابو تراب یومًا وانا علی برکة ماء ولی ستة عشر یومًا لم اکل شیئًا ولم اشرب فیها ماء فقال ما جلوسك ههنا فقلت انا بین العلم والیقین وانا انظر من یغلب فاکون معه فقال سیکون لك شأن وعن ابراهیم بن البناء البغدادی قال صحبت ذا النون من اخمیم الی الاسکندریة فلما کان وقت فطاره اخرجت قرصًا وملحًا کان معی وقلت هلم فقال ملحك مدقوق قلت نعم قال لست تفلح فنظرت الی مزودة فاذا فیه قلیل سویق شعیر یستف منه وعن ابی سلیمان قال الزیت بالعسل اسراف وعن ابی سعید صاحب سهل یقول بلغ ابا عبد الله الزبیری وزکریا الساجی وابن ابی وفی ان سهل بن عبد الله یقول انا حجة الله علی الخلق فاجتمعوا عنده واقبل علیه الزبیری فقال له بلغنا انك قلت انا حجة الله علی الخلق فبماذا انبی انت صدیق انت قال سهل لم اذهب حیث تظن ولکن قلت هذا لاخذی الحلال فتعالوا کلکم حتی نصحح الحلال قال فانت قد صححته

ترجمہ ایک درم کا دوشاب اور ایک درم کا گھی اور ایک درم کا چانولون کا آٹا خرید کر سب کو ملا لیا کرتے تھے اور اُس کے تین سو ساٹھ حصہ بنا کر رکھ چھوڑتے تھے ہر رات کو ایک حصہ پر روزہ افطار کرتے تھے **ابو حامد طوسی** نے انہین سہل بن عبد اللہ کی حکایت لکھی ہے کہ ایک مدت تک بیری کے پتے کھاتے تھے بعد ازان ایک زمانے تک بھوسہ کھایا کئے اور تین برس مین فقط تین درم کا کھانا کھایا **ابو جعفر حداد** کہتے ہین ایک روز میرے پاس ابو تراب آئے اور مین ایک پانی کے حوض پر بیٹھا تھا اور سولہ روز سے نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا مجھ سے بولے کہ تم یہان کیسے بیٹھے ہو مینے جواب دیا کہ علم اور یقین کا امتحان کرتا ہون دیکھون کون غالب آتا ہے جو غالب ہوگا اسی طرف ہو جاؤنگا ابو تراب نے کہا عنقریب تمہاری کوئی حالت ہو جائیگی **ابراہیم بن بناء بغدادی** کہتے ہین کہ مین اخمیم سے اسکندریہ تک ذو النون کے ہمراہ تھا جب اُن کے روزہ افطار کرنے کا وقت آیا مینے روٹی کا ٹکڑہ اور نمک جو میرے ساتھ تھا نکالا اور اُن سے کہا آئیے کہائیے جواب دیا کہ تمہارا نمک پسا ہوا ہے مینے کہا ہان بولے کہ تم کو نجات نہ ملے گی۔ پھر مینے اُن کے توشے دان کو دیکھا تو اس مین تھوڑا سا جو کا ستو تھا اس کو پھانکنے لگے **ابو سلیمان** کا قول ہے کہ مسکہ کو شہد کے ساتھ کھانا اسراف مین داخل ہے **ابو سعید** جو سہل کے اصحاب مین سے ہین بیان کرتے ہین کہ ابو عبد اللہ زبیری اور زکریا ساجی اور ابن ابی اوفی نے سنا کہ سہل بن عبد اللہ کہتے ہین مین مخلوق کے لئے حجت الٰہی ہون وہ تینون صاحب اُن کے پاس آئے زبیری اُن سے مخاطب ہو کر بولے ہم نے سُنا ہے کہ آپ کہتے ہین۔ مین مخلوق پر خدا کی حجت ہون آپ کس بات مین حجت ہین آپ کوئی نبی ہین یا صدیق ہین سہل نے جواب دیا میرا یہ مطلب نہین جو تمہارا خیال ہے بلکہ مین نے یہ اس لئے کہا ہے کہ مین حلال کھانا کھاتا ہون آؤ ہم تم سب مل کر صحیح طور پر حلال معلوم کرین۔ اُنہون نے پوچھا کیا آپ کو صحیح طور پر حلال معلوم ہو گیا +

قال نعم قال وكيف قال سهل قسمت عقلي ومعرفتي وقوتي على سبعة اجزاء فاتركه حتى يذهب منها ستة
اجزاء ويبقى جزء واحد فاني خفت ان يذهب ذلك الجزء ويتلف معه نفسي خفت ان اكون قد قتلتها عليها وقتلتها
دفعت اليها من البلغة ما يرد الستة الاجزاء **وعن** ابي عبد الله بن مويد قال منذ اربعين سنة ما اطعمت نفسي
طعاما الا في وقت ما احل الله لها الميتة **وعن** عيسى بن آدم بن اخي ابي يزيد قال جاء رجل الى ابي يزيد فقال اريد ان
اجلس في مسجدك الذي انت فيه قال لا تطيق ذلك فقال ان رايت ان توسع لي في ذلك فاذن له فجلس يوما
لا يطعم فصبر فلما كان في اليوم الثاني قال له يا استاذ اريد القوت قال يا غلام القوت عندنا الله قال يا استاذ
اريد شيئا يقيم جسمي في طاعة الله عزوجل فقال يا غلام ان الاجسام لا تقوم الا بالله **وعن** ابراهيم الخواص يقول
حدثني اخ لي كان يصحب ابا تراب نظر الى صوفي مد يده الى قشر البطيخ وقد كان طوى ثلثة ايام فقال له تمد
يدك الى قشر البطيخ انت لا يصلح لك التصوف الزم السوق **وعن** ابي القاسم القيرواني
يقول سمعت بعض اصحابنا يقول اقام ابو الحسن النصيبي بالحرم اياما مع اصحاب له سبعة لم
ياكلوا فخرج بعض اصحابه ليتطهر فراى قشر البطيخ فاخذه فاكله

ترجمہ جواب دیا ہاں وہ بولے کیونکر سہل نے کہا مین نے اپنی عقل اور معرفت اور قوت کے سات ٹکڑے کیے ہین ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتا ہون
حتی کہ اُن مین سے چھ ٹکڑے زائل ہو جاتے ہین۔ اور ایک باقی رہتا ہے پھر مین ڈرتا ہون کہ کہین یہ ایک ٹکڑا بھی جاتا نہ رہے اور اُس
کے ساتھ میری جان تلف ہو جاوے مجھکو خوف ہوتا ہے کہ مین اپنے نفس کو تباہ کرون اور اس کا قاتل ٹھیرون لہذا اُس کو بقدر سد رمق
اس قدر کھانا پہونچا دیتا ہون جس سے وہ چھ کے چھ ٹکڑے پھر لوٹ آتے ہین **ابو عبد اللہ بن موید** کہتے ہین چالیس برس
ہوئے کہ مین اپنے نفس کو فقط ایسے وقت مین کھانا دیتا ہون جس حالت مین اس کے لئے خدا تعالے نے مردار کو حلال کر دیا ہے
**عیسے بن آدم** نے کہا ایک آدمی ابو یزید کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جس مسجد مین آپ ہین۔ مین بھی اسی جگہ بیٹھنا چاہتا ہون۔
ابو یزید بولے کہ تم مین اس کی طاقت نہین اس نے کہا مہربانی فرما کر مجھکو اجازت دیدیجئے تو بہتر ہے ابو یزید نے اجازت دیدی
وہ شخص ایک دن تک بغیر کچھ کھائے بیٹھا رہا اور صبر کیا جب دوسرا دن ہوا تو ابو یزید سے بولا کہ اے استاد مجھکو کھانا چاہیے +
ابو یزید نے کہا اے صاحبزادے ہمارے یہان کا کھانا تو ذکر الٰہی ہے وہ کہنے لگا اے استاد مجھکو کچھ ایسی چیز چاہیے جس سے میرا جسم خدا کی عبادت
مین قائم رہے جواب دیا کہ اے صاحبزادے اجسام تو اللہ تعالی کے ساتھ قائم رہتے ہین **ابراہیم خواص** کہتے ہین کہ مجھ سے میرے ایک
بھائی نے جو ابو تراب کی صحبت مین رہتا تھا بیان کیا کہ ابو تراب نے ایک صوفی کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ خربوزہ کے چھلکے کی طرف بڑھایا اور وہ
صوفی تین دن کا بھوکا تھا ابو تراب نے اس سے کہا تو اپنا ہاتھ خربوزہ کے چھلکے کی طرف بڑھاتا ہے تو تصوف کے لایق نہین بس بازار مین
رہا کر **ابو القاسم قیروانی** بیان کرتے ہین کہ مین نے ایک اپنے ہمصحبت سے سُنا کہتا تھا کہ ابو الحسن نصیبی اپنے اصحاب کے ساتھ ایک
ہفتہ بغیر کچھ کھائے حرم مین رہے اُن کے اصحاب مین سے ایک شخص طہارت کی غرض سے باہر چلا رستے مین خربوزہ کا چھلکا دیکھ اُس کو اُٹھا کر کھا لیا

فرآه انسان فاتبعه لشيء وجاء برفق فوضعه بين يدي القوم فقال الشيخ من جنى منكم هذه الجناية فقال الرجل انا وجدت
قشر البطيخ فاكلته فقال كن مع جنايتك ومع هذا الرفق وخرج من الحرم ومعه اصحابه وتبعه الرجل فقال له الم
اقل لك كن مع جنايتك فقال الرجل انا تائب مما جرى فقال الشيخ لا كلام بعد التوبة وعن بنان بن محمد يقول
كنت بمكة مجاورا ورأيت بها ابراهيم الخواص ومضى علي ايام لم يفتح علي بشيء وكان بمكة مزين يحب الفقراء وكان من
اخلاقه اذا جاءه الفقير يحتجم اشترى له لحما وطبخه واطعمه فقصدته وقلت اريد ان احتجم فارسل من يشتري
لحما فامر باصلاحه وجلست بين يديه فجعلت نفسي تقول ترى يكون فراغ القدر مع فراغ الحجامة ثم استيقظت
قلت يا نفس انما جئت تحتجمين لتطعمي عاهدت الله ان ذقت من طعامه شيئا فلما فرغ انصرفت فقال سبحان الله
انت تعرف الرسم فقلت ثم عقد فسكت وجئت الى المسجد الحرام ولم يقدر لي شيء اكله فلما كان
من الغد بقيت الى آخر النهار ولم يتفق ايضا فلما قمت لصلاة العصر سقطت وغشي علي واجتمع علي
ناس وحسبوا اني مجنون فقام ابراهيم وفرق الناس وجلس عندي يحدثني ثم قال تاكل شيئا

ترجمہ کسی آدمی نے اس شخص کو چھلکا کھاتے دیکھہ لیا۔ کچھ کھانے کی چیز لے کر اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ اور ان سب کے سامنے لاکر
وہ کھانا رکھدیا شیخ ابوالحسن بولے تم مین سے کس نے یہ گناہ کیا۔ وہ شخص بولا کہ مین نے رستے مین ایک خربوزہ کا چھلکا
پایا تھا اس کو کھالیا۔ یہ شنکر شیخ نے کہا کہ جا اپنے گناہ کے ساتھ رہ۔ اور یہ کھانا سنبھال یہ کہکر حرم سے مع اپنے
اصحاب کے چل کھڑے ہوے وہ شخص بھی پیچھے ہولیا شیخ اس سے بولے کیا مین نے تجھ سے نہین کہا کہ اپنے گناہ کے ساتھ
رہ اس نے کہا جو کچھ ہوا مین اس سے توبہ کرتا ہون شیخ نے کہا خیر توبہ کے بعد تو کچھ کلام ہی نہین **بنان بن محمد** کہتے ہین کہ
مین مکہ مین مجاور تھا۔ وہین مینے ابراہیم خواص کو دیکھا ایک بار مجھکو کئی دن گذر گئے کہ کہین سے کچھہ نہ آیا مکہ مین ایک حجام تھا
جو فقیرون سے محبت رکھتا تھا۔ اور اس کی عادت تھی کہ جب کوئی فقیر اس کے پاس پچھنا لگوانے کے لیے جاتا تو اس کے واسطے
گوشت مول لیتا اور پکا کر اس کو کھلاتا۔ میں بھی اس حجام کے پاس گیا اور کہا کہ پچھنا لگوانا چاہتا ہون اُس نے گوشت
خریدنے کے لیے آدمی بھیجا اور اُس کے پکانے کا حکم دیا۔ مین پچھنا لگوانے کو اُس کے سامنے بیٹھا میرا نفس مجھسے کہنے لگا کہ
بھلا کیا پچھنون سے فراغت پانے کے ساتھ گوشت کی ہانڈی بھی پک چکے گی اسی اثنا مین مین چونکا اور کہا اے نفس کیا
تو اسی واسطے مجکو پچھنا لگوانے کے لئے لایا ہے کہ کھانا کھلاے مین خدا تعالے کے سامنے عہد کرتا ہون کہ اس حجام کے کھانے مین سے
کچھ نہ چکھون گا غرض جب فراغت ہوئی مین اُٹھکر چلا حجام کہنے لگا سبحان اللہ تم تو میری رسم جانتے ہو مین بولا کہ مین نے
عہد کر لیا ہے اور قسم کھالی ہے وہ چپ ہو رہا مین مسجد حرام کی طرف گیا وہان بھی مجھکو کچھ کھانے کی چیز نہ ملی جب دوسرا دن ہوا تو
دن بھی گذر گیا شام تک مینے کچھ نہ پایا جس وقت مین عصر کی نماز پڑھنے کو کھڑا ہوا تو گر پڑا اور مجھکو غش آگیا لوگ میرے گرد جمع
ہوے اور سمجھے کہ مین دیوانہ ہون ابراہیم خواص آئے اور لوگون کو ہٹا کر میرے پاس بیٹھے اور باتین کرنے لگے پھر مجھسے پوچھا تم کچھ کھاؤ گے

فقلت قرب الليل فقال احسنتم يا مبتدىٔ ان ثبتوا على هذا تفلحوا ثم قام فلما صلينا عشاء الآخرة
اذا هو قد جاءني ومعه قصعة فيها عدس ورغيفان ودورق ماء فوضعه بين يدى وقال كل فاكلت
الرغيفين والعدس فقال فيك فضل تاكل شيئا اخر قلت نعم فمضى وجاء بقصعة عدس ورغيفين
فاكلتهما وقلت قد اكتفيت فاضطجعت فما قمت ليلتي ونمت الى الصباح ما طفت ولا صليت
وعن علي الروذباري يقول اذا قال الصوفي بعد خمسة ايام انا جائع فالزموه بالسوق وامروه بالكسب وعن
احمد الصغير يقول امرني ابو عبد الله بن خفيف ان اقدم اليه كل ليلة عشر حبات زبيب لافطاره
فاشفقت عليه ليلة فحملت خمسة عشر حبة فنظر الي وقال من امرك بهذا واكل عشر حبات وترك الباقي وعن
ابي عبد الله بن خفيف يقول كنت في ابتدائي بقيت اربعين شهرا افطر كل ليلة بكف باقلا فمضيت يوما فافتصدت
فخرج من عرقي شبه ماء اللحم وغشي علي فتحير الفصاد وقال ما رأيت جسدا لا دم فيه الا هذا فصل قال المصنف فقد كان
فيهم قوم لا يأكلون اللحم حتى قال بعضهم اكل درهم من اللحم يقسي القلب اربعين صباحا وكان فيهم من يمتنع الطيبات كلها ويحتج بما ورد عن
عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احرموا انفسكم طيب الطعام

ترجمہ مینے کہا اب تورات بھی قریب ہے یہ سنکر بولے لے مبتدیو تم پر آفرین ہے اسی حالت پر ثابت قدم رہو نجات پاؤ گے پھر ابو الحسن
اٹھکھڑے ہوے جب ہم عشا کی نماز پڑھ چکے تو میرے پاس آئے اور اپنے ساتھ ایک مسور کی دال کا پیالا اور دو روٹیان اور ایک
پانی کا کٹورا لالے اور میرے آگے رکھکر بولے کہ کھاؤ مینے وہ دونون روٹیان اور مسور کی دال کھالی پھر پوچھا کہ ابھی کچھ بھوک رہگئی
ہو اور کھاؤگے مینے کہا ہان وہ ایک دال کا پیالا اور دو روٹیان پھر لائے مینے اُن کو بھی کھالیا اور اُن سے کہا کہ بس اب پیٹ بھر گیا
کھانا کھاکر مین لیٹ رہا اس رات برابر صبح تک سوتا رہا نہ مین نے نماز پڑہی اور نہ طواف کیا **علی روذباری** کا قول ہے کہ اگر صوفی
پانچ دن کے بعد کہے مین بھوکا ہون تو اس سے کہو کہ بازار مین رہا کرے اور کوئی کسب کرے **احمد صغیر** کہتے ہین ابو عبد اللہ بن
خفیف نے مجھ کو حکم دیا کہ ہر روز رات کو دس دانہ انگور کے روزہ افطار کرنے کے لئے اُن کے پاس لے جایا کرون ایک روز مجھ
کو اُن پر ترس آیا اور پندرہ دانہ لے گیا انہون نے میری طرف دیکھا اور کہا تم کو یہ حکم کس نے دیا ہے یہ کہہ کر وہی دس دانہ کہائے
اور باقی چھوڑدیے **ابو عبد اللہ بن خفیف** کہتے ہین جب مین مبتدی تھا چالیس مہینے اس طرح گذارے کہ ہر رات ایک مٹھی
ساگ پر افطار کیا کرتا تھا۔ ایک روز مین نے فصد کھلوائی میری رگ مین سے ماء اللحم کے مشابہ کچھ پانی نکلا اور مجھ کو غش آگیا فصاد کو
حیرت ہوئی اور کہنے لگا کہ مین نے اس شخص کے سوا کوئی بدن ایسا نہین دیکھا جس مین خون نہو **فصل مصنف** نے کہا صوفیہ مین
ایسے بھی گذرے ہین جو گوشت نہ کھاتے تھے حتی کہ ان مین سے بعض کا منقول ہے ایک درم کی برابر گوشت کھانے سے چالیس دن
تک دل سخت رہتا ہے اور بعض ایسے ہوئے ہین جو ہر ایک عمدہ کھانے سے باز رہتے تھے اور اس حدیث سے حجت پکڑتے تھے
کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسون کو عمدہ کھانے سے محروم رکھو

العروق

من قوت

فانما قوی الشیطان ان یجری فی العروق بها وفیهم من یمتنع من شرب الماء البارد فیشرب الحار وفیهم من کان یجعل

ماء فی دن مد فون فی الارض فیصیر حارا وفیهم من کان یحاقب نفسه بترک المائدة وعن ابی یزید یقول ما اکلت

شیئا مما یاکله بنو ادم اربعین سنة قال واسهل ما لاقت نفسی منی انی سالتها امرا من الامور فابت

فعزمت ان لا اشرب الماء سنة فما شربت سنة وحکی ابو حامد الغزالی عن ابی یزید انه قال دعوت نفسی الی الله تعالی فجمحت

فعزمت علیها ان لا اشرب الماء سنة ولا اذوق النوم سنة فوفیت لی بذلک فصل قال المصنف وقد رتب

ابو طالب المکی للقوم ترتیبات فی المطاعم فقال استحب للمرید ان لا یزید علی رغیفین فی یوم ولیلة قال

ومن الناس من کان یعمل فی الاوقات فیقللها وکان بعضهم یزن قوته بکربة من کرب النخل وهی تجف کل یوم

قلیلا فینقص من قوته بمقدار ذلک قال ومنهم من کان یعمل فی الاوقات فیاکل کل یوم ثم یتدرج الی

یومین وثلثة قال والجوع ینقص دم الفؤاد فیبیضه وفی بیاضه نوره ویذیب شحم الفؤاد وفی ذوبانه

رقته ورقته مفتاح المکاشفة قال المصنف وقد صنف لهم ابو عبد الله محمد بن

علی الترمذی کتابا سماه ریاضة النفوس قال فیه

ترجمہ کیونکہ اسی کی وجہ سے شیطان کو رگون مین دوڑنے کی قوت حاصل ہوتی ہے اور بعض ایسے تھے کہ ٹھنڈا پانی پینے سے باز

رہتے تھے اور گرم پیتے تھے بعض ایسے ہوئے ہین کہ پانی کو ایک مٹکے مین بھر کر زمین مین گاڑ دیتے تھے جس سے گرم ہو جاتا تھا اور

بعض ایسے گذرے ہین کہ اپنے نفس کو سزا دینے کے لئے کھانے کی چیزین چھوڑ دیتے تھے **ابو یزید** کہتے ہین کہ بنی آدم جو کچھ کھاتے

ہین اُس مین سے چالیس برس تک مینے کچھ نہین کھایا اور بہت آسان برتاؤ جو مینے اپنے نفس سے کیا ہے یہ ہے کہ ایک بار مین نے اُس

سے ایک کام کرنے کو کہا اُس نے انکار کیا مینے قسم کھائی کہ سال بھر تک پانی نہ پیونگا لہذا ایک برس تک پانی نہین پیا **ابو حامد**

غزالی نے نقل کیا ہے کہ ابو یزید نے کہا مینے اپنے نفس کو خدا کی طرف بلایا وہ کچھ کسمسایا اس بات پر مینے عہد کیا کہ سال بھر تک نہ پانی پیونگا

نہ سوؤنگا مین نے اس عہد کو پورا کیا **فصل مصنف** نے کہا ابو طالب مکی نے صوفیہ کے لئے کھانا کھانے مین کچھ ترتیب مقرر کی ہے اور

کہا ہے مرید کے لئے مستحب ہے کہ دن اور رات مین دو روٹی سے زیادہ نہ کھائے **ابو طالب** کہتے ہین کہ بعض لوگ ایسے گذرے ہین جو

تدبیر نکالکر اپنی خوراک کم کر دیتے تھے بعض ایسے تھے کہ کھجور کی جڑے کر اُس سے اپنی خوراک تولتے تھے وہ جڑ ہر روز تھوڑی تھوڑی سوکھ

کر ہلکی ہوتی رہتی تھی اُسی قدر خوراک کم ہو جاتی تھی۔ بعض یہ تدبیر نکالتے تھے کہ ہر روز کھاتے رہتے تھے پھر تدریجاً دوسرے دن اسی طرح

تیسرے دن کھانے لگے ابو طالب کہتے ہین کہ بھوک سے دل کا خون کم ہو کر سفید ہو جاتا ہے اس کے سفید ہو جانے مین نور الٰہی

ہے اور بھوک سے دل کی چربی پگھل جاتی ہے اُس کے پگھلنے سے دل رقیق ہو جاتا ہے اور دل کا رقیق ہونا کشف کی کنجی ہے۔

**مصنف** رح نے کہا کہ صوفیہ کے لیئے ابو عبد اللہ محمد بن علی ترمذی نے ایک کتاب تصنیف کی

کی ہے جس کا نام ریاضۃ النفوس رکھا ہے۔ اس کتاب مین وہ لکھتے ہین +

فينبغي للمبتدي في هذا الامر ان يصوم شهرين متتابعين توبة من الله ثم يفطر فيطعم اليسير ويأكل كسرة كسرة ويقطع الادام والفواكه واللذة ومجالسة الاخوان والنظر في الكتب وهذه كلها افراح النفس فتمنع النفس لذتها حتى تمتلئ غما **قال المصنف** وقد اخرج لهم بعض المتاخرين الاربعينية يبقى احدهم اربعين يوما لا يأكل الخبز ولكنه يشرب الدهونات ويأكل الفواكه الكثيرة اللذيذة فهذه نبذة من ذكر افعالهم في مطاعمهم يدل مذكورها على مغفلها **فصل في بيان تلبيس ابليس عليهم في هذه الافعال وايضاح خطائهم فيها** **قال المصنف** اما ما نقل عن سهل ففعل لا يجوز لانه حمل على النفس ما لا تطيق ثم ان الله عز وجل اكرم الآدميين بالحنطة وجعل قشورها لبهائمهم فلا يصلح مزاحمة البهائم في اكل التبن واي غذاء للتبن ومثل هذه الاشياء اشهر من ان يحتاج الى رد **وقد حكى** ابو حامد عن سهل انه كان يرى ان صلوة الجائع الذي قد اضعفه الجوع قاعدا افضل من صلوته قائما اذا قواه الاكل **قال المصنف** وهذا خطأ بل اذا تقوى على القيام كان اكله عبادة لانه يعين على العبادة واذا تجوع الى ان يصلي قاعدا فقد تسبب الى ترك الفرائض فلم يجز له ولو كان المتناول ميتة ما جاز هذا وكيف وهو حلال ثم اي قربة في هذا الجوع المعطل ادوات العبادة واما قول الحداد انا انظر الخليل العلم امال يمتين

**ترجمہ** مبتدی صوفی کو چاہیے کہ توبہ کے طور پر دو مہینے پے در پے روزے رکھے پھر افطار کرے تو تھوڑا کھانا کھائے۔ اور ذرا ذرا لقمے لے اور ترکاری کو بالکل چھوڑ دے اور میوے اور لذت کی چیزیں اور بھائیوں میں بیٹھنا اُٹھنا اور کتابوں کا مطالعہ ترک کر دے یہ سب چیزیں نفس کو خوش کرنے والی ہیں اور نفس کا اس کی لذت سے باز رہنا اُسکو غم سے بھر دیتا ہے **مصنف**ؒ نے کہا بعض متاخرین نے صوفیہ کے لیے چلہ نکالا ہے چالیس روز تک ایک آدمی روٹی نہیں کھاتا لیکن عمدہ عرقیات پیتا ہے۔ اور بہت سے لذیذ میوے کھاتا ہے الغرض یہ تھوڑا سا بیان کھانے کے بارے میں صوفیہ کی زیادتی کرنے کا تھا اور اس قدر مذکور شدہ باقی غیر مذکور پر دلالت کر سکتا ہے **فصل** (ان بیانات میں کہ افعال مذکورہ کی بابت صوفیہ کو شیطان نے فریب دیا اور اس بارے میں صوفیہ کی خطا کا اظہار) **مصنف** نے کہا سہل بن عبداللہ کی نسبت جو کچھ نقل کیا گیا۔ وہ ایک ناجائز فعل ہے کیونکہ اس میں نفس کو تکلیف مالایطاق دینا ہوا علاوہ ازیں اللہ عزوجل نے آدمیوں کو گیہوں کرامت فرمائی اور اُس کا چھلکا اُن کے چارپاؤں کے لئے مقرر کیا خود بھوسہ کھانا اور چوپاؤں کو زحمت میں ڈالنا زیبا نہیں اور بھوسہ کونسی غذا کی چیز ہے ایسی چیزیں اس قدر مشہور ہیں جن کی تردید کی ضرورت نہیں •

**ابو حامد** نے نقل کیا کہ سہل روایت کرتے ہیں جو بھوکا آدمی بھوک کے مارے ناطاقت ہو کر بیٹھ کر نماز پڑھے وہ افضل ہے اس سے کہ کھانے سے قوت پا کر کھڑا ہو کر نماز ادا کرے **مصنف**ؒ نے کہا یہ قول محض خطا ہے بلکہ سچ تو یوں ہے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت ملی تو وہ کھانا بھی عبادت میں داخل ہوا۔ کیونکہ اُس نے عبادت کے لئے اعانت کی اور جب اس قدر بھوکا رہا کہ بیٹھکر نماز پڑھنی پڑی تو وہ خود اپنے لئے ترک فرائض کا سبب بنا لہذا بھوکا رہنا جائز نہیں ہاں اگر کھانا مردار ہوتا تو یہ حرکت جائز تھی لیکن جب کھانا حلال ملتا ہے تو کیونکر جائز ہو سکتی ہے علاوہ ازیں اس بھوک میں کونسی قربت ہے۔ جو عبادت کے اوزار بیکار کر دے حداد کا جو یہ قول مذکور ہوا کہ میں دیکھتا ہوں علم غالب ہوتا ہے

فانه جهل محض لانه ليس بين اليقين والعلم تضاد انما اليقين على مراتب العلم واليقين ترك ما يحتاج اليه النفس من المطعم والمشرب وانما اشار بالعلم الى امر الشارع واشار باليقين الى قوة الصبر وهذا تخليط قبيح وهؤلاء قوم شددوا فيما ابتدعوا وكانوا كقريش فى تشددهم حتى سموا الحمس فجحدوا الاصل وشددوا فى الفرع **وقول** الاخر ملحك مدقوق لست تفلح من اقبح الاشياء وكيف يقال عن من استعمل ما ابيح له لست تفلح **و اما** سويق الشعير فانه يورث القلنج **وقول** الاخر الزبد والعسل اسراف قول مرذول لان الاسراف ممنوع منه شرعا وهذا ماذون منه **وقد صح** عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان ياكل القثاء بالرطب وكان يحب الحلو والعسل **و اما** ما روينا عن سهل انه قال قسمت قوتى وعقلى سبعة اجزاء ففعل مذموم يذم به لانه لم يامر الشرع بمثله وهو الى التحريم اقرب لانه ظلم للنفس وترك لحقها **وكذلك** قول الذى قال انما اكلت الا وقت ان يباح لى الميتة فانه فعل برأيه المرذول وحمل على النفس مع وجود الحلال **وقول** ابى يزيد لقوت عند الله كلام ركيك فان البدن قد بنى على الحاجة الى الطعام حتى ان اهل النار يحتاجون الى الطعام **و اما** التقبيح من اخذ قشر البطيخ بعد الجوع الطويل فلا وجه له والذى طوى ثلاثا لم يسلم من لوم الشرع

الشرع

مردود

ترجمہ یاتعین محض ایک جہالت ہے کیونکہ یقین اور علم مین باہم مخالفت نہین علم کا اعلیٰ مرتبہ یقین ہے۔ یہ کونسے یقین اور علم مین داخل ہے۔ کہ وہ کھانا اور پینا جس کی نفس کو ضرورت ہے ترک کردے۔ حداد نے دراصل علم کا اشارہ تو امر شریعت کیجانب رکیا ہے۔ اور یقین کا اشارہ قوت صبر کی طرف ہے حالانکہ یہ نہایت قبیح تخلیط ہے یہی وہ لوگ ہین جنہون نے بدعتین نکالین اور تشدد کیا۔ یہ لوگ اپنے تشدد مین قریش کے مانند ہین حتی کہ قریش کا نام تشدد کی وجہ سے خمس پڑگیا تھا (یعنی دین کے بارے مین سختی کرنے والے) اسی واسطے قریش کا یہ حال تھا کہ اصل کا تو انکار کر بیٹھے اور فرع مین تشدد کیا **ذوالنون** کا یہ قول کہ تمہارا نمک پسا ہوا ہے تم کو نجات نہ ملے گی۔ نہایت ہی قبیح بات ہے۔ بھلا جو شخص مباح شے کو استعمال مین لائے اس کو کیونکہ کہہ سکتے ہین۔ کہ تم نجات نہ ملے گی۔ اور جو کا ستو کھانے سے قولنج کا عارضہ ہوجاتا ہے **ابوسلیمان** کا یہ قول کہ مکھن اور شہد ملاکر کھانا اسراف مین داخل ہے۔ رد کیا ہوا مقولہ ہے۔ کیونکہ اسراف شرعی طور پر ممنوع ہے۔ اور مسکہ اور شہد کھانے کی شریعت مین اجازت ہے حدیث صحیح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ککڑی کو چھوارے سے ملاکر کھاتے تھے اور شیرینی اور شہد پسند فرماتے تھے **سہل** کی نسبت جو ہم نے بیان کیا کہ وہ کہتے ہین مینے اپنی عقل اور قوت کے سات ٹکڑے کئے ہین یہ فعل مذموم ہے قابل تعریف نہین شریعت نے ایسی حرکت کی اجازت نہین دی اور قریب قریب حرام ہونے کے ہے کیونکہ اس مین نفس کی حق تلفی اور اس پر ظلم کرنا ہے علی ہذا القیاس اس شخص کا مقولہ جو یون کہتا ہے کہ مین اس وقت کھاتا ہون جب مردار میرے لئے مباح ہوجاتا ہے اس شخص نے اپنی پوچ راے پر عمل کیا۔ اور باوجود حلال ملنے کے نفس کو تکلیف دی **ابویزید** کا یہ قول کہ ہماری روزی تو ذکر الٰہی ہے کلام رکیک ہے کیونکہ بدن کا دارمدار کھانیکی حاجت پر ہے حتی کہ دوزخی بھی دوزخ مین کھانیکے حاجتمند ہون گے ابوحمزہ کا اس صوفی کو خربوزہ کا چھلکا کھا لینے پر ملامت کرنا بلا وجہ ہے اور وہ صوفی بھی جو تین دن تک بھوکا رہا شرع کی ملامت سے نہین بچ سکتا

وكذلك الذي عاهد ان لا يأكل حين احتجم حتى وقع في الضعف فانه فعل ما لا يحل له وقول ابراهيم له احسنتم
يا مبتدئين خطأ ايضا فانه كان ينبغي ان يلزمه بالفطر ولو كان في رمضان اذ من له ايام لم يأكل وقد احتجم و
غشي عليه لا يجوز له ان يصوم وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصابه جهد في رمضان فلم يفطر فمات دخل النار
قال المصنف قلت كل رجاله ثقات وعن عبد الرحمن بن يونس فذكره وقال من اصابه جهد في رمضان فلم يفطر دخل النار
قال المصنف واما تقليل ابن خفيف فعل قبيح لا يستحسن واما من هذه الاخبار عنهم ايراد مستحسن لها الا جاهل باصول الشرع فاما
العالم المتمكن فانه لا يهوله قول معظم فكيف بفعل جاهل برسم واما كونهم لا يأكلون اللحم فهذا مذهب البراهمة الذين لا يرون ذبح الحيوان
والله تعالى اعلم بمصالح الابدان فاباح اللحم لتقويتها فاكل اللحم يقوي القوة وتركه يضعفها ويسيء الخلق وقد كان رسول الله
صلى الله عليه وسلم يأكل اللحم ويحب الذراع من الشاة ودخل يوما فقدم اليه طعام من طعام البيت فقال الم ار لكم
برمة تفور وكان الحسن البصري يشتري كل يوم لحما وعلى هذا كان السلف الا ان يكون فيهم فقير فيبعد عهده باللحم لا
لاجل الفقر واما من منع نفسه الشهوات فان هذا على الاطلاق لا يصلح لان الله تعالى لما بنى الآدمي على الحرارة

یوسف

ترجمہ بنان بن محمد نے جو حجامت کے وقت عہد کیا کہ کچھ نہ کھاؤنگا حتی کہ ضعف طاری ہو گیا ایک ناجایز فعل کا ارتکاب کیا پھر اُن
سے ابراہیم خواص کا یہ کہنا کہ اے مبتدیو تم پر آفرین ہے محض خطا ہے کیونکہ اُن کو چاہئے تھا کہ ضرور روزہ افطار کراتے۔ خواہ رمضان ہی
مین ایسا کیون نہ ہوتا۔ کہ کئی دن بغیر کھانے کے گذر جاتے اور جو شخص پچھنا لگائے۔ اور اُسکو غش آجاے اُس کو روزہ رکھنا جایز بھی
نہین ابن عمر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو رمضان شریف مین تکلیف پہونچے اور وہ پھر بھی
افطار نہ کرے اور مرجاے تو دوزخ مین داخل ہوگا مصنف نے کہا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہین عبد الرحمن بن یونس سے مروی ہے
کہ آنحضرت نے فرمایا جس کو رمضان شریف تکلیف پہونچے اور افطار نہ کرے وہ دوزخی ہے مصنف نے کہا ابن خفیف کا اسقدر
خوراک کم کر دینا فعل قبیح و غیر مستحسن ہے ایسی حکایتون کو ان لوگون کی خوبیان ظاہر کرنے کی غرض سے وہی شخص بیان کریگا۔ جو
اصول شریعت سے ناواقف ہے اور جو شخص علمی لیاقت رکھتا ہے وہ تو بڑے آدمی کا قول سُنکر بھی ہول نہین کھاتا بھلا ایک
جاہل کے رسمی فعل پر تو کیا التفات کریگا۔ باقی رہا ان لوگون کا گوشت نہ کھانا۔ یہ مذہب برہمنون کا ہے جن کے یہان جاندار کا ذبح
کرنا جایز نہین اور اللہ تعالی بدن کی مصلحتین خوب جانتا ہے لہذا اس کو قوی رکھنے کے لیئے گوشت کو مباح کر دیا پس گوشت کھانا طاقت
بخشتا ہے اور اُس کا چھوڑ دینا کمزور بناتا ہے۔ اور بد خلقی پیدا کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گوشت کھایا کرتے تھے اور بکری
کے دست کا گوشت پسند فرماتے تھے۔ مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر مین تشریف لائے آپکے سامنے جو گھر مین پکا تھا
وہ کھانا رکھدیا گیا۔ آپ فرمانے لگے کیا مینے وہ تمہاری ہنڈیا نہین دیکھی جو جوش مار رہی ہے۔ حسن بصری ہر روز گوشت خرید کرتے
تھے سلف کا عموماً یہی قاعدہ تھا لیکن اگر کوئی اُن مین نادار و مفلس ہوتا تو افلاس کے سبب سے گوشت نہین کھا سکتا تھا۔
اور جو شخص اپنے نفس کو اُس کی خواہشون سے باز رکھے تو مطلقاً یہ بات ٹھیک نہین کیونکہ اللہ تعالی نے جب انسان کو حرارت

یوسف

والبرودة واليبوسة والرطوبة وجعل صحته موقوفة على تعادل الاخلاط الدم والبلغم والمرة الصفراء والمرة السوداء فتارة تزيد بعض الاخلاط فيميل الى ما ينقصه مثل ان تزيد الصفراء فتميل الطبع الى الحموضة او ينقص البلغم فتميل النفس الى المرطوبات فقد ركب في الطبع الميل الى ما يصلحها فاذا مالت النفس الى ما يصلحها فمنعت فقد قوبلت حكمة البارى سبحانه وتعالى بردها ثم يؤثر ذلك فى البدن وكان هذا الفعل مخالفا للشرع والعقل ومعلوم ان البدن مطية الادمى ومتى لم يرفق بالمطية لم يبلغ وانما قلت علوم هؤلاء فتكلموا بارائهم الفاسدة فان اسندوا فالى حديث ضعيف او موضوع او يكون فهمهم منه رديا ولقد عجبت لابى حامد الفقيه كيف نزل مع القوم من رتبة الفقه الى مذاهبهم حتى انه قال لا ينبغى للمريد اذا تاقت نفسه الى الجماع ان ياكل ويجامع فيعطى نفسه شهوتين فتقوى عليه قال المصنف رحمه الله تعالى وهذا قبيح فى الغاية فان الادام شهوة فوق الطعام فينبغى اذا ياكل ادما ما والماء الحلو وليس فى الصحيح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم طاف على نسائه بغسل واحد فهلا اقتصر على شهوة واحدة اوليس فى الصحيحين انه عليه السلام كان ياكل القثاء بالرطب وهاتان شهوتان اوما اكل عند ابى الهيثم بن التيهان خبزا وشواء وبسرا وشرب ماء باردا

ترجمہ و برودت و رطوبت و یبوست پر بنایا ہے اور اُس کی صحت کو چارون خلط یعنی خون و بلغم و سودا و صفرا کے اعتدال پر موقوف رکھا ہے تو کبھی کوئی خلط زیادہ ہوجاتا ہے لہذا طبیعت اُس چیز کی رغبت کرتی ہے جو اُس کو کم کرے مثلاً صفرا بڑھجاتا ہے تو طبیعت تُرشی کی طرف مائل ہوتی ہے یا بلغم کم ہوجاتا ہے تو طبیعت کو تر چیزون کی رغبت ہوتی ہے غرض طبیعت مین اُس چیز کی خواہش قدرتی طور پر رکھی گئی ہے جو اُس کے موافق ہو جب نفس ایسی چیز کی خواہش کرے جس مین اُس کی اصلاح ہو اور باز رکھا جاوے تو گویا اللہ تعالیٰ کی حکمت کو رد کرنا چاہا۔ علاوہ ازین بدن پر بھی اس کا اثر پڑے گا اور یہ فعل شرع و عقل کے خلاف ہوا۔ یہ بات معلوم ہے کہ بدن انسان کے لئے ایک سواری ہے جب سواری کے ساتھ نرم برتاؤ نہ کیا جائے گا تو منزل پر نہین پہونچ سکتے افسوس کہ ان لوگون کا علم کم رہا لہذا اپنی ناکارہ رایون سے گفتگو کین اگر کبھی سند لاتے ہین تو کوئی ضعیف یا موضوع حدیث پیش کرتے ہین یا اس مین اُن کی سمجھ ردی اور خراب ہوتی ہے مجھ کو تو ابو حامد پر تعجب آتا ہے کہ صوفیون کے ساتھ فقہ کے رتبہ سے اُتر کر ان کا مذہب اختیار کرلیا حتی کہ وہ کہتے ہین جب مرید کا نفس جماع کی خواہش کرے تو اُسکو نہ چاہیئے کہ کھانا کھا کر اُس کو طاقت پہونچاوے اور جماع کرے جس سے یہ لازم آئے کہ نفس کی دو خواہشین پوری کین اور نفس اُس پر غالب آجاوے۔ **مصنف** نے کہا یہ قول نہایت قبیح ہے کیونکہ سالن بھی کھانے سے زیادہ ایک خواہش ہے۔ لہذا آدمی کو چاہیئے کہ سالن بھی نہ کھاوے اور پانی بھی ایک دوسری خواہش ہے بھلا کیا صحیح حدیث مین نہین آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک غسل سے تمام ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے پھر آپ نے ایک ہی خواہش پر اقتصار کیون نہ فرمایا بھلا کیا صحیحین مین یہ حدیث نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ککڑی کو چھوارے سے ملا کر کھایا کرتے تھے یہ بھی دو خواہشین ہین۔ بھلا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الہیثم بن تیہان کے یہان روٹی اور بھنا ہوا گوشت اور گدر کے کھجور کھا کر نہین کھائے اور ٹھنڈا پانی

**قال** كان الثوري يأكل اللحم والعنب والفالوذج ثم يقوم فيصلي أوَما نعلف الفرسَ الشعير والتبن والقت ونطعم
الناقة الحنطة والحص وهي البدن ناقة وإنما نهى بعض القدماء عن الجمع بين إدامين على الدوام لئلا يتخذ ذلك عادة
فيحوج إلى كلفة وإنما يجتنب فضول الشهوات **والحديث الذي** احتجوا به احرموا انفسكم طيب الطعام حديث موضوع عملته
يد انزيع الراوي **وأما** إذا اقتصر على خبز الشعير والملح الجريش فإنه يحرف مزاجه لان خبز الشعير يابس مجفف والملح
يابس قابض يضر الدماغ والبصر وتقليل المطعم يوجب تنشيف المعدة وضيقها **وقد حكى** يوسف الهمداني عن
شيخه عبد الله الجوفي أنه كان يأكل خبز البلوط بغير إدام وكان أصحابه يسألونه أن يأكل شيئاً من الدهن والدسم فلا
يفعل **قال المصنف** وهذا يورث القولنج الشديد **واعلم** أن المذموم من الأكل إنما هو الشبع وأحسن
الأدب في المطعم أدب الشارع صلى الله عليه وسلم **وعن يحيى** بن جابر الطائي قال سمعت المقدام بن معدي كرب يقول
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما ملأ آدمي وعاءً شرا من بطن حسب
ابن آدم أكلات يقمن صلبه فإن كان لا محالة فثلث طعام وثلث شراب وثلث
لنفسه **قال المصنف قلت** فقد أمر الشرع بما يقيم النفس حفظا لها وسعيا في

**ترجمہ۔ ثوری** گوشت اور انگور اور فالودہ کھایا کرتے تھے۔ پھر اوٹھکر نماز پڑھتے تھے بھلا کیا گھوڑے کو جو اور بھوسہ اور روٹی کے
ٹکڑے نہیں کھلاتے اور گیہوں چنے اونٹ کو نہیں دیتے۔ بدن بھی بمنزلہ اونٹ کے ہے متقدمین نے ایک ساتھ ہمیشہ دو سالن کھانے
سے صرف اس لئے منع کیا ہے تاکہ عادت نہ پڑجائے اور آخر کو تکلیف ہو اور فقط فضول خواہشوں سے پرہیز کیا جاتا ہے **صوفیہ** نے
اس حدیث سے جو حجت پکڑی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے نفسوں کو عمدہ کھانے سے محروم رکھو تو یہ حدیث
موضوع ہے نزیع جو اس کے راویوں میں ہے اُسی کی من گھڑت ہے اور انسان جب کہ صرف جو کی روٹی اور موٹا پسا ہوا نمک
کھائے گا تو اس کا مزاج پھر جائے گا کیونکہ جو کی روٹی خشک اور خشکی پیدا کرنیوالی ہے اور نمک خشک اور قابض ہے جو دماغ اور بینائی
کو ضرر پہونچاتا ہے۔ اور کھانا تھوڑا سا کھانا معدہ کے سمٹ جانے اور تنگی کا سبب ہوتا ہے **یوسف ہمدانی** اپنے شیخ
عبد اللہ جوفی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بغیر سالن کے بلوط کی روٹی کھایا کرتے تھے اُن کے اصحاب درخواست کیا کرتے تھے۔ کہ وہ
کچھ روغنی اور چکنی چیز کھائیں۔ وہ قبول نہ کرتے تھے **مصنف**رح نے کہا یہ کھانا سخت قولنج پیدا کرتا ہے۔ اور جاننا
چاہئے۔ مذموم کھانا صرف یہ ہے کہ خوب پیٹ بھر کر کھایا جائے۔ اور کھانے کی نسبت عمدہ ادب یہ ہے جو شارع صلی اللہ
علیہ وسلم نے تعلیم کیا **یحیی بن جابر طائی** سے مروی ہے کہ مینے مقدام بن معدیکرب سے سنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے برا برتن جس کو آدمی بھرتا ہے وہ پیٹ ہے فرزند آدم کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اُس کی پشت کو
سیدھا رکھیں اور اگر مجبوری ہی آپڑے تو ایک تہائی پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے رکھے **مصنف**رح نے کہا شارع نے
اس قدر کھانے کا حکم دیا ہے جو نفس کو قائم رکھے اسمیں نفس کی محافظت اور اس کی مصلحت کے لئے کوشش ہے

مصلحتہا ولو سمع بقراط ہذہ القسمۃ فی قولہ ثلث وثلث لدهش من ہذہ الحکمۃ لان الطعام والشراب یربوفی المعدۃ فیقارب ملئہا فیبقی للنفس من الثلث قریب فہذا اعدل الامور فان نقص منہ قلیلا لم یضر وان زاد النقصان اضعف القوۃ وضیق مجاری الطعام **فصل قال المصنف** واعلم ان الصوفیۃ انما یامرون بالتقلل شبانہم ومبتدیتہم ومن اضر الاشیاء علی الشبان الجوع فان المشائخ یصبرون علیہ والکہول ایضا فاما الشبان فلا یصبرون علی الجوع وسبب ذلک ان حرارۃ الشباب شدیدۃ فلذلک یجود ہضمہ ویکثر تحلل بدنہ فیحتاج الی کثرۃ الطعام کما یحتاج السراج الکبیر الی زیادۃ زیت فاذا صابر الشباب الجوع وثبتہ فی اول النشو لمنع نشو نفسہ فکان کمن یحرق اصول الحیطان ثم یمتد مد المعدۃ بعدم الغذاء الی اخذ الفضول المجتمعۃ فی البدن فتغذی بہا لاخلاط فیفسد الجسم والذہن ہذا اصل عظیم یحتاج الی تامل **فصل قال المصنف** فذکر العلماء التقلل الذی یضعف البدن **وعن احمد بن حنبل** قال قال لہ عقبۃ بن مکرم ہؤلاء الذین یاکلون قلیلا ویقللون من مطعمہم ما یعجبنی **سمعت** عبد الرحمن بن مہدی یقول فعل قوم ہذا فقطعہم عن الفرض **وعن اسحاق بن** داود بن صبیح قال قلت لعبد الرحمن بن مہدی یا با سعید ان ببلدنا قوما من ہؤلاء الصوفیۃ

الفرض

ترجمہ شارع علیہ السلام کی اس تہائی تہائی کی تقسیم کو اگر بقراط بھی سن لیتا۔ تو یہ حکمت دیکھ کر حیران رہجاتا۔ کیونکہ کھانا اور پانی معدہ مین جاکر پھولتے ہین اور اُس کے بھر دینے کے قریب ہوجاتے ہین اور تہائی کے قریب سانس کے لئے رہجاتا ہے یہ تقسیم نہایت اعتدال پر واقع ہوئی ہے اگر اس سے تھوڑا سا کم ہوجائے تو کچھ مضر نہین اور اگر بہت ہی کمی کرے تو قوت مین ضعف آجائے گا۔ اور کھانے کے منفذ تنگ ہوجائین گے **فصل مصنف** رح نے کہا جاننا چاہئے کہ صوفیہ فقط مبتدیون اور جوانون کو غذا کم کرنے کا حکم کرتے ہین حالانکہ جوانون کے حق مین سب سے زیادہ ضرر رسان چیز بھوک ہے کیونکہ بڈھے اور ادھیڑ آدمی تو بھوک پر صبر کرسکتے ہین۔ مگر جوان ہرگز صابر نہین ہوسکتے اس کا سبب یہ ہے کہ جوانی کی حرارت بہت تیز ہوتی ہے لہذا ہضم عمدہ ہوتا ہے اور بدن کی کشادگی زیادہ ہوتی ہے اور زیادہ کھانے کی ضرورت پڑتی ہے جس طرح بڑے چراغ مین زیادہ تیل کی حاجت ہوتی ہے اس حالت مین جب کہ جوان آدمی بھوک پر صبر کرین گے اور آغاز ترقی مین اُس کو ثابت رکھین گے تو اپنے نفس کی نشو ونما کو روکینگے اُن کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دیوارون کی جڑ کھودنے لگے علاوہ ازین معدہ جب غذا نہ پائیگا تو بدن مین جو فضولیات جمع ہین اُن کے لینے کے لئے ہاتھ بڑھائیگا۔ اور خلطون کو اپنی غذا بنائے گا جس سے جسم اور ذہن خراب ہوجائے گا یہ بیان بہت بڑی اصل ہے جس مین تامل کی ضرورت ہے **فصل مصنف** رح نے کہا علماء نے اُس کم خوراکی کا ذکر کیا ہے جو بدن کو ضعیف کردے **احمد بن حنبل** سے مروی ہے کہ اُن سے عقبہ بن مکرم نے کہا یہ لوگ جو کم کھاتے ہین اور اپنی خوراک تھوڑی کرتے ہین مجکو اچھا نہین معلوم ہوتا **عبد الرحمن** بن مہدی سے مین نے سنا ہے کہتے تھے کچھ لوگون نے ایسا کیا تھا خدا نے فرض سے باز رکھے **اسحاق** بن داؤد بن صبیح نے کہا مین نے عبد الرحمن بن مہدی سے ذکر کیا کہ اے ابو سعید ہمارے شہر مین اِن صوفیہ کی ایک جماعت

يعرف

فقال لاتقرب هؤلاء فانه قد رأينا من هؤلاء قوما اخرجهم الامر الى الجنون **وبعضهم** اخرجهم الى الزندقة ثم قال خرج سفيان الثوري في سفر فشيعته فكان معه سفرة فيها فالوذج وكان فيها حمل **وعن** احمد بن حنبل قال قال لي رجل اني منذ خمس عشرة قد ولع بي ابليس وربما وجدت وسوسة اتفكر في الله تعالى لعلك كنت قد من الصوم افطر وكل دسما وجالس القصاص **قال المصنف** ومن هؤلاء القوم من يتناول المطاعم الردية ويهجر الدسم فيجتمع في معدته اخلاط فتعدى المعدة منها مدة لان المعدة لابد لها من شيء تهضمه فاذا هضمت ما عندها من الطعام ولم تجد شيئا تناولت الاخلاط فهضمتها وجعلتها غذاء وذلك الغذاء الردي يخرج الى الوسواس والجنون وسوء الاخلاق وهؤلاء المتقللون يتناولون مع التقلل ارداء المأكولات فتكثر اخلاطهم فتشتغل المعدة بهضم الاخلاط ويتفق لهم تعود التقلل بالتدريج وتضييق المعدة فيمكنهم الصبر عن الطعام كرامة وانما السبب ما عرفتك **وقد انبأنا** عبد المنعم بن عبد الكريم قال حدثني ابي قال كانت امرأة قد طعنت في السن فسئلت عن حالها فقالت كنت في حال الشباب اجد من نفسي احوالها

**ترجمہ** وہ بولے کہ اُن کے قریب نہ جانا کیونکہ ہمنے ان لوگون مین سے کچھ ایسے دیکھے ہین جو صوفی بن کر دیوانے ہوگئے اور بعض ایسے دیکھے کہ زندیق بن گئے پھر بولے کہ ایکبار سفیان ثوری سفر کو چلے ہین اُن کو پہونچانے کے لئے کچھ دور گیا اُن کے ساتھ دسترخوان تھا جس مین فالودہ اور بکری کا گوشت تھا **احمد بن حنبل** سے کسی آدمی نے کہا کہ مجھکو پندرہ برس سے شیطان دہوکا دے رہا ہے اور بعض اوقات مجھ کو وسوسہ ہوتا ہے اور مین خدا تعالی کی ذات مین فکر دوڑانے لگتا ہون امام بولے کہ شائد تو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اسکو افطار کر اور چکنی چیزین کھایا کر اور واعظون کے پاس بیٹھا کر **مصنف** نے کہا صوفیہ مین ایسے بھی ہین جو خراب اور ردی کھانا کھاتے ہین اور چکنا چھوڑ دیتے ہین جسکی وجہ سے معدے مین اخلاط فاسدہ جمع ہوتے ہین معدہ ایک مدت تک اُن خلطون کو غذا بناتا رہتا ہے۔ کیونکہ معدہ کے لئے ایسی چیز ضرور ہونا چاہئے جس کو وہ ہضم کرے جو کھانا اس مین موجود تھا جب اُس کو ہضم کر چکا اور پھر کچھ نہ پایا تو خلطون کو لے کر ہضم کرتا ہے اور اُن کو غذا بناتا ہے اور یہ خراب غذا وسواس جنون و بداخلاقی کا باعث ہوتی ہے اور یہ کم خوراک بنانے والے لوگ کم خوراکی کے ساتھ ردی اور خراب کھانے بھی کھاتے ہین۔ جس سے اُن کے اخلاط فاسدہ زیادہ ہوتے ہین اور معدہ ان اخلاط کے ہضم کرنے مین مشغول رہتا ہے اور یہ لوگ بتدریج کم کھانے کی عادت ڈالتے ہین اور معدہ کو تنگ کرتے ہین اور پھر کھانے سے باز رہنے کو کرامت خیال کر بیٹھتے ہین حالانکہ اصلی سبب وہی ہے جو ہم تمکو بتا چکے **عبد المنعم** بن عبد الکریم نے کہا میرے باپ نے بیان کیا کہ ایک عورت بہت بڑھیا تھی اس سے کسی نے اس کی گذشتہ حالت دریافت کی کہنے لگی کہ جوانی کے عالم مین مین اپنے آپ مین ایسی حالتین پاتی تھی جو حالت کی طاقت سے زیادہ تھین جب مین بڑی ہوئی تو وہ سب حالت مجھ سے زائل ہو گئی لہذا مجھکو معلوم ہوا کہ وہ جوانی کی قوت تھی جس پر مجھکو احوال کا توہم ہوا

قال فسمعت ابا على الرقاق يقول ما سمع احد هذه الحكاية من المشايخ الا رق لهذه العجوزة وقال انها كانت منصفة **قال المصنف** فان قيل كيف يمنعون من التقلل وقد رويتم ان عمر كان ياكل فى كل يوم احدى عشر لقمة **وان** ابن الزبير كان يبقى اسبوعا لا ياكل **وان** ابراهيم التيمى بقى شهرين **قلنا** قد يجرى للانسان من هذا الفن فى بعض الاوقات غير انه لا يدوم ولا يقصد الترقى اليه **وقد كان** فى السلف من يجوع عوزا **وفيهم** من كان الصبر له عادة لا يضره **وفى العرب** من يبقى اياما لا يزيد على شرب اللبن ونحن لا نامر بالتخمة انما ننهى عن جوع يضعف القوة ويؤذى البدن واذا ضعف البدن قلت العبادة فان حملت قوة الشباب جاء الشيب فابدع بالراكب **وعن** انس قال كان يطرح لعمر بن الخطاب الصاع من التمر فياكله حتى حشفه **وقد روينا** عن ابراهيم ابن ادهم انه اشترى زبدا وعسلا وخبز حوارى فقيل له هذا اناكله فقال اذا وجدنا اكلنا اكل الرجال واذا عدمنا صبرنا صبر الرجال **فصل قال المصنف**

واما شرب الماء صافيا فقد تخيره رسول الله صلى الله عليه وسلم

**فعن** جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى قوما من الانصار

يعود مريضا واستسقى وجدول قريب منه

ترجمہ راوی کہتے ہین کہ مین نے ابو علی رقاق سے سنا تھا کہتے تھے اس عورت کا قصہ جو شیخ سنے گا وہ اس بڑھیا پر رحم کریگا اور کہتے تھے کہ یہ بڑھیا منصف تھی **مصنف** نے کہا اگر کوئی کہے کہ تم خوراک کمنے سے کیونکر منع کرتے ہو حالانکہ تم نے روایت کیا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ ہر روز گیارہ لقمے کھایا کرتے تھے۔ اور ابن زبیر ایک ہفتے تک بغیر کچھ کھائے ہوے رہتے تھے اور ابراہیم تیمی دو مہینے تک بھوکے رہے **جواب** یہ ہے کہ بعض وقتون مین انسان کو اس قسم کا اتفاق ہو جاتا ہے مگر وہ اُسپر مداومت نہین کرتا اور اسمین ترقی نہین چاہتا **سلف** مین بعض ایسے تھے جو کسی پرہیز وغیرہ کی وجہ سے بھوکے رہتے تھے کہ اُن کو صبر کی عادت ہو گئی تھی۔ اور اُن کے بدن کو کچھ ضرر نہ پہونچتا تھا **عرب** مین ایسے لوگ ہین جو کئی کئی دن تک صرف دودھ پی کر رہتے ہین اور ہم یہ حکم نہین دیتے کہ خوب پیٹ بھر کر کھائے بلکہ اُس بھوک سے منع کرتے ہین جو قوت کو ضعیف کر دے اور بدن کو تکلیف پہونچائے اور جب بدن ضعیف ہو جائیگا تو عبادت مین کمی واقع ہوگی اگر جوانی کی قوت پر حملہ کیا جائیگا تو بڑھاپا آجائیگا جس کی وجہ سے وہ بدن جو سواری ہے خراب ہو جائیگا **انس** نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیئے صاع بھر کر چھوہارے ڈالدے جاتے تھے حضرت عمر کھاتے تھے حتی کہ بہت خراب چھوہارے بھی کھا گئے **ابراہیم** بن ادہم کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ انہون مکھن اور شہد اور سفید خمیری روٹی خریدی کسی نے کہا کہ آپ ایسا کھانا کھاتے ہین جواب دیا کہ جب ہم کو میسر آتا ہے تو مردون کا کھانا کھاتے ہین اور جب نہین ملتا تو مردون کی طرح صبر کرتے ہین **فصل**

**مصنف** رح نے کہا باقی رہا صاف پانی پینا اُس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا ہے جابر بن عبد اللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی ایک جماعت مین ایک مریض کی عیادت کو تشریف لا کے اور پانی مانگا وہان ایک حوض قریب تھا

فقال ان كان عندهم ما بات في شن والا كرعنا اخرجه البخاري **وعن** عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يستسقى له الماء العذب من بئر السقيا **قال المصنف** وينبغي ان يعلم ان الماء الكدر يولد الحصى في الكلى والسدد في الكبد **واما** الماء البارد فانه اذا كان برودته معتدلة فانه يشد المعدة ويقوي الشهوة ويحسن اللون ويمنع عفن الدم وصعود البخارات الى الدماغ ويحفظ الصحة واذا كان الماء حارا افسد الهضم واحدث الزهل وازبل البدن وادى الى الاستسقاء والدق **فان** سخن بالشمس خيف منه البرص **وقد كان** بعض الزهاد يقول اذا اكلت الطيب وشربت الماء البارد متى تحب الموت **وكذلك قال** ابو خليل الطوسي اذا اكل الانسان ما يستلذه قسى قلبه وكره الموت واذا امنع نفسه شهواتها حرمها لذاتها اشتملت نفسه الافات بالموت **قال المصنف** قلت واعجبا كيف يصدر هذا الكلام من فقيه اترى لو تقلبت النفس في اي فن كان من التعذيب احبت الموت ثم كيف يجوز لنا تعذيبها **وقد قال** عز وجل ولا تقتلوا انفسكم ورضي منا بالافطار في السفر رفقا بها **وقال** يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر وليست مطيتنا التي عليها وصلنا

---

ترجمہ فرمایا اگر تمہارے یہاں مشکیزہ مین رات کا رکھا ہوا پانی ہو۔ تو لاؤ۔ ورنہ پھر یہی حوض کا پانی پی لینگے یہ حدیث بخاری مین ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حوض مین سے صاف و شیرین پانی لایا جاتا تھا **مصنف** نے کہا یہ بات بھی معلوم ہونا چاہئے کہ گدلا پانی گردہ مین سنگریزہ اور جگر مین سدہ پیدا کرتا ہے اور ٹھنڈا پانی اگر اس کی برودت معتدل ہو تو معدہ کو مضبوط اور شہوت کو قوی اور رنگ کو خوبصورت کرتا ہے۔ اور خون مین عفونت نہین آنے دیتا اور بخارات کو دماغ کی جانب چڑھجانے سے باز رکھتا ہے اور تندرستی کی محافظت کرتا ہے اور جب پانی گرم ہوتا ہے تو ہضم کو خراب کر دیتا ہے۔ اور غفلت و سستی لاتا ہے اور بدن کو لاغر کرتا ہے اور جلندھر اور دق کی بیماری پر نوبت پہونچ جاتی ہے اور اگر آفتاب کے ذریعہ سے پانی گرم کیا جائے تو جذام کے عارضہ کا خوف ہے **بعض** زاہدون کا قول ہے کہ جب تم عمدہ کھانا کھاؤ گے اور ٹھنڈا پانی پیو گے تو موت کو کب پسند کرو گے **ابو خلیل** طوسی کہتے ہین جب انسان مزیدار چیزین کھائیگا تو اس کا دل سخت ہو جائیگا اور موت سے نفرت کریگا اور جس وقت اپنے نفس کو اس کی خواہشون سے روکے گا اور لذتون سے محروم رکھیگا تو اس کا نفس یہ آفتین اٹھا کر موت کا خواہشمند ہوگا **مصنف**رح نے کہا سخت تعجب آتا ہے کہ فقیہ آدمی کیونکر ایسی باتین کرتا ہے کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ اگر نفس کو کسی قسم کے عذاب مین ڈالدیا جائے تو وہ موت کو پسند کریگا علاوہ ازین ہمارے لئے کیونکر جائز ہے کہ نفس کو عذاب مین گرفتار کرین اللہ تعالی کا تو یہ حکم ہے۔ ولا تقتلوا انفسکم یعنی تم اپنے نفسون کو مار نڈالو اور اللہ تعالی نے ہمارے ساتھ یہ نرمی کی ہے۔ کہ سفر مین روزہ افطار کر لینے پر ہم سے رضامندی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر یعنی اللہ تعالے تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے سختی نہین چاہتا پھر دیکھنا چاہیے کہ بھلا کیا نفس ہمارے لئے ایسی سواری نہین ہے جسکے ذریعہ سے ہم منزل پر پہونچ جاتے ہین

شعر: وكيف لا ناوي لها وهي التي ٭ بها قطعنا السهل والحزونا **واما** معاقبة ابي يزيد نفسه بترك
الماء سنة فانها حالة مذمومة لا يراها مستحسنة الا الجهال ووجه ذمها ان للنفس حقا ومنع الحق
مستحقه ظلم ولا يحل للانسان ان يؤذي نفسه ولا ان يقعد في الشمس في الصيف بقدر ما يتاذى ولا
في الثلج في الشتاء والماء يحفظ الرطوبات الاصلية في البدن وينفذ الاغذية وقوام النفس بالاغذية
فاذا بلغها اغذية الادميين ومنعها الماء فقد اعان عليها وهذا من افحش الخطاء وكذلك منعه
اياها النوم قال **ابن عقيل** وليس للناس اقامة العقوبات ولا استيفاؤها من انفسهم بل
عليه ان اقامة الانسان الحد على نفسه لا يجزي فان فعله الامام **وهذه** النفوس ودائع الله حتى
ان التصرف في الاموال لم يطلق لاربابها الا على وجه مخصوص **قال المصنف** قلت وقد روينا في حديث **الهجرة** ان النبي صلى الله عليه وسلم
تزود طعاما وشرابا وان ابا بكر فرش له في ظل صخرة وحلب له لبنا في قدح ثم صب ماء على القدح حتى برد اسفله وكل
ذلك من الرفق بالنفس **واما** ما رتبه ابو طالب المكي من حمل على النفس ما يضعفها وانما يمدح الجوع اذا كان بمقدار **وذكر**
**المكاشفة** من حديث الفارغ **واما** ما صنفه **الترمذي** فكانه ابتداء شرع برأيه الفاسد

اعادة الا

---

ترجمہ کسی کا شعر ہے جس کا یہ ترجمہ ہے ہم اپنی اونٹنی کو اچھی طرح کیون نرکھین اُسی سے تو ہم نرم و سخت زمین طے کرتے ہین ٭
ابو یزید کا سال بھر تک پانی چھوڑ کر اپنے نفس کو عذاب مین ڈالنا ایک مذموم حالت ہے ان باتون کو صرف جاہل لوگ اچھا
جانتے ہین مذموم اس وجہ سے ہے کہ نفس کا ہم پر ایک حق ہے اور حقدار کا حق ادا نہ کرنا ظلم ہے انسان کے لئے ہرگز جائز نہین کہ اپنے نفس کو
تکلیف دے اور گرمی مین دھوپ مین اس قدر بیٹھے کہ تکلیف ہو اور جاڑے مین برف مین بیٹھے پانی کا خاصہ ہے کہ بدن مین اصلی
رطوبتون کی محافظت کرتا ہے اور غذا کو اُس کے مقام پر پہونچاتا ہے اور نفس کا مدار غذا پر ہے جب اس کو آدمیون کی غذا
ملی اور پانی نہ دیا گیا تو گویا اُس پر حملہ کیا اور یہ بڑی بُری خطا ہے علی ہذا القیاس ابو یزید کا اپنے نفس کو خواب سے باز رکھنا ہے
**ابن عقیل** کہتے ہین لوگون کے لیئے یہ امر جائز نہین کہ اپنے جی سے سزائین قائم کرین اور اُن سزاؤنکو پورا کرین دلیل اُس کی
یہ ہے کہ انسان کا اپنے لئے خود حد شرع قائم کر لینا کافی نہین اور اگر ایسا کر گذرے تو امام اُس حد کا اعادہ کریگا اور یہ نفوس اللہ
تعالی کی امانتین ہین حتی کہ مالدار آدمیون کے لئے مال مین تصرف کرنا علی الاطلاق نہین بلکہ خاص خاص صورتون مین کہا
گیا ہے **مصنف** نے کہا ہم نے ہجرت کی حدیث مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زاد سفر کھانا پانی لیا اور
حضرت ابو بکر نے آنحضرت کے لئے ایک ٹیلے کے سایہ مین بچھونا بچھایا اور ایک پیالہ مین آپ کے واسطے دودھ دوہا پھر اس پیالہ
پر پانی چھوڑا حتے کہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا. یہ سب باتین نفس کے ساتھ نرمی کرنے کی ہین **ابو طالب** نے جو ترتیب مقرر
کی ہے وہ نفس پر حملہ کرنا ہے. تاکہ ضعیف ہو جائے بھوک فقط اسی وقت تک اچھی ہے جب ایک مقدار پر ہو باقی رہا
مکاشفہ کا ذکر یہ ایک خیالی بات ہے **ترمذی** نے جو کچھ تصنیف کیا ہے تو گویا اپنی رائے فاسد سے ایک نئی شریعت نکالی

وما وجه صوم شهرين متتابعين عند التوبة وما فائدة قطع الفواكه المباحة واذا لم ينظر في الكتب فبأي
سيرة تقتدي واما الاربعينية فحديث فارغ بنوه على حديث لا اصل له من اخلص لله اربعين صباحا ثم
الاخلاص يجب ابدا فما وجه تقديره باربعين يوما صباحا ثم لو قدرنا ذلك فالاخلاص عمل القلب فما بال المطعم ثم
ما الذي حسن اكل الفاكهة ومنع الخبز وهل هذا كله الا جهل **وقد انبأ** عبد المنعم بن عبد الكريم القشيري
قال حدثنا ابي قال حجج الصوفية اظهر من حجج كل احد وقواعد مذهبهم اقوى من قواعد كل مذهب لان الناس اما
اصحاب نقل واثر واما ارباب عقل وفكر وشيوخ هذه الطائفة ارتقوا عن هذه الجملة والذي للناس غيب
فلهم ظهور فهم اصل الوصال والناس اهل الاستدلال فينبغي لمريدهم ان يقطع العلائق واولها الخروج
من المال ثم الخروج من الجاه وان لا ينام الا غلبة وان يقلل غذاءه بالتدريج **قال المصنف** قلت من
من له ادنى فهم يعرف ان هذا الكلام تخليط فان من خرج عن النقل والعقل فليس بمعدود في
الناس وهل خلق الخلق الا وهو مستدل **وذكر** الوصال قائم فنسأل الله العصمة من تخليط المريدين والاشياخ
**فصل في ذكر احاديث من خطأهم في افعالهم عن سعيد بن المسيب** قال جاء عثمان بن مظعون

ترجمہ توبہ کے وقت پے درپے دو مہینے کے روزے رکھنے کی کیا وجہ ہے اور میوے جو مباح ہین اُن کے چھوڑ دینے مین کیا
فائدہ ہے اور جب انسان کتابون کا مطالعہ نہ کریگا تو کس سیرت کا اتباع کریگا اور چلہ جو نکالا ہے محض خیالی مضمون ہے۔
جس کا مدار ایک بے اصل حدیث پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی چالیس روز تک خدا تعالی کے ساتھ اخلاص
رکھیگا تو یون ہوگا ہم پوچھتے ہین کہ اخلاص تو ہمیشہ واجب ہے چالیس روز کی قید لگانے کی کیا وجہ ہے پھر اگر ہم اس کو مان
بھی لیوین تو اخلاص ایک دل کا عمل ہے کھانے مین کیا قباحت ہے پھر وہ کیا چیز ہے کہ میوون کا کھا لینا اچھا ہو گیا اور روٹی سے اُ
رکھا گیا یہ سب باتین جہالت کی نہین تو کیا ہین **عبد المنعم بن عبد الکریم قشیری** نے کہا کہ میرے باپ نے بیان کیا کہ صوفیہ
کی حجتین ہر ایک کی حجت سے ظاہر تر ہین اور ان کے مذہب کے قواعد ہر ایک مذہب کے قواعد سے زیادہ قوی ہین کیونکہ لوگ
یا تو اہل نقل وحدیث ہین اور یا اہل عقل وفکر اور اس گروہ کے مشائخ ان سب سے ترقی کر گئے ہین جو چیز لوگون کے لئے
غیب ہے وہ صوفیہ کے واسطے ظہور ہے لہذا صوفیہ اہل وصال ہین اور لوگ اہل استدلال پس ان کے ارادتمند کو چاہیے کہ تعلقات
کو قطع کر دے اول مال سے علیحدہ ہو جاوے پھر جاہ و مرتبہ چھوڑ دے اور جب تک خواب کا خوب غلبہ نہو آرام نہ کرے اور اپنی غذا
کو آہستہ آہستہ کم کرے **مصنف** نے کہا جس کسی کو ذرا سی سمجھ بھی ہوگی وہ جان لیگا کہ کلام محض تخلیط ہے کیونکہ جو شخص عقل اور نقل
دونون ہی سے الگ ہو گیا وہ آدمیون کے شمار سے خارج ہے اور خلقت مین جو کوئی ہے وہ صاحب استدلال ہی ہے اور وصال
کا ذکر کرنا خیالی پلاؤ ہے ہم اللہ تعالی سے سوال کرتے ہین کہ ان مریدون اور پیرون کی تخلیط سے محفوظ رکھے **فصل** ان حدیثون
کے بیان مین جن سے صوفیہ کے افعال خطا ثابت ہوتے ہین **سعید بن مسیب** نے کہا عثمان بن مظعون نے

الی النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله غلبنی حدیث النفس فلم احب ان احدث شیئا حتی اذکر
لک ذلک فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم وما تحدثک نفسک یا عثمان قال تحدثنی نفسی ان
اختصی فقال مهلا یا عثمان فان خصائص امتی الصیام قال یا رسول الله فان نفسی تحدثنی فی الجبال
فقال مهلا یا عثمان فان ترهب امتی الجلوس فی المساجد وانتظار الصلوٰۃ بعد الصلوٰۃ قال یا رسول الله
فان نفسی تحدثنی بان اسیح فی الارض قال مهلا یا عثمان فان سیاحة امتی الغزوۃ والجهاد فی سبیل الله والحج
العمرۃ قال یا رسول الله فان نفسی تحدثنی بان اخرج من مالی کله قال مهلا یا عثمان فان صدقتک یوما
بیوم فی کف نفسک وعیالک وترحم المسکین والیتیم وتطعمه افضل من ذلک قال یا رسول الله فان نفسی
تحدثنی بان اطلق خولة امرأتی قال مهلا یا عثمان فان هجرۃ امتی من هجر ما حرم الله علیه اوهاجر الی فی حیوتی او
زار قبری بعد موتی او مات وله امرأۃ او امرأتان او ثلث او اربع قال یا رسول الله فان نفسی تحدثنی ان لا
اغشاها قال مهلا یا عثمان فان الرجل المسلم اذا غشی اهله فان لم یکن من وقعته تلک ولد کان له وصیف فی
الجنة وان کان من وقعته تلک ولد مات قبله کان له فرطا وشفیعا یوم القیامة وان کان له بعد کان له نورا یوم القیامة

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین کچھ باتین آئی ہین۔ مین نہین چاہتا کہ جب تک
آپ سے تذکرہ نہ کر لون کوئی نیا کام کرون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے جی مین کیا آتا ہے۔ عرض کیا میرے جی مین یہ
آتا ہے کہ خصی ہو جاؤن فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو میری امت کا خصی ہونا روزہ ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے
کہ پہاڑون مین جا بیٹھون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو میری امت کی رہبانیت یہ ہے کہ مسجدون مین بیٹھین اور ایک نماز کے
بعد دوسری نماز کا انتظار کرین عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ زمین پر سیاحی کرون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو
میری امت کی سیاحی خدا کی راہ مین جہاد کرنا اور حج اور عمرہ ہے عرض کیا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ اپنے تمام مال سے علحدہ ہو
جاؤن۔ فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو۔ سنو تمہارا ہر روز صدقہ دینا اور اپنے نفس اور بال بچون کی پرورش کرنا اور مسکین و یتیم پر رحم کرنا۔
اُن کو کھانا کھلانا اس فعل سے افضل ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ خولہ اپنی بی بی کو طلاق دیدون اور چھوڑ
دون۔ فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو۔ میری امت کی ہجرت یہ ہے کہ جو کچھ اللہ تعالے نے حرام کر دیا ہے۔ اُسکو
چھوڑ دے یا میری زندگی مین ہجرت کر کے میرے پاس آئے یا میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔
یا اپنے مرنے کے بعد ایک یا دو یا تین یا چار بی بیان چھوڑ جائے۔ عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے۔ کہ
اپنی بی بی سے قربت نہ کرون فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو مسلمان آدمی جب اپنی منکوحہ سے قربت کرتا ہے۔ تو اگر بتقدیر
اُس صحبت سے لڑکا نہ ہوا تو اُس کو بہشت مین ایک کنیزک ملے گی اور اگر لڑکا ہوا مگر اُس سے پہلے مر گیا
تو قیامت کے دن اس کا پیشرو اور شفیع ہوگا۔ اور اگر اُس کے بعد وہ لڑکا زندہ رہا تو قیامت مین اُس کے لئے نور رہے گا۔

قال یا رسول الله فان نفسی تحدثنی ان لا اکل اللحم قال مهلا یا عثمان فانی احب اللحم واکله اذا وجدته ولو سألت ربی
ان یطعمنی ایاه کل یوم لاطعمنی قال یا رسول الله فان نفسی تحدثنی ان لا امس طیبا قال مهلا یا عثمان فان
جبرئیل امرنی بالطیب غبا ویوم الجمعة لا اترک له یا عثمان لا ترغب عن سنتی فمن رغب عن سنتی ثم مات
قبل ان یتوب صرفت الملائکة وجهه عن حوضی قال المصنف هذا حدیث عمیر بن مرداس وعن ابی بردة
قال دخلت امرأة عثمان بن مظعون على نساء النبی صلى الله علیه وسلم فرأینها سیئة الهیئة فقلن لها ما لک
فما فی قریش رجل اغنی من بعلک قالت ما لنا منه شئ اما لیله فقائم واما نهاره فصائم فدخلن على النبی
صلى الله علیه وسلم فذکرن له فلقیه فقال یا عثمان اما لک بی اسوة قال بابی وامی انت وما ذاک قال تصوم
النهار وتقوم اللیل قال انی لافعل قال لا تفعل ان لعینیک علیک حقا وان لجسدک علیک حقا وان
لاهلک علیک حقا فصل ونم وصم وافطر وعن ابی قلابة ان عثمان بن مظعون اتخذ بیتا فقعد یتعبد فیه فبلغ ذلک النبی صلى الله علیه وسلم فاتاه فاخذ بعضادتی
باب البیت الذی هو فیه وقال یا عثمان ان الله تعالى عز وجل لم یبعثنی بالرهبانیة مرتین او ثلثة وان خیر الدین عند الله الحنیفیة السمحة

ترجمہ عرض کیا یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ گوشت نہ کھاؤن فرمایا اے عثمان ذرا ٹھیرو سنو مجکو گوشت مرغوب ہے۔
اور جب ملتا ہے کھاتا ہون اور اگر مین اپنے پروردگار سے سوال کرون کہ ہر روز مجکو گوشت کھلاے تو ضرور کھلایا کرے عرض کیا
یا رسول اللہ میرے جی مین آتا ہے کہ خوشبو نہ لگاؤن فرمایا اے عثمان ٹھیرو سنو جبرئیل نے مجکو گاہے گاہے خوشبو لگانے
کا حکم دیا ہے اور جمعہ کے روز تو اس کو ترک ہی نہین کرتا اے عثمان میرے طریقہ سے مونھہ نہ موڑو جو شخص میری سنت سے پھر
گیا اور اسی حالت مین بغیر توبہ کئے مرگیا فرشتے اُس کا مونھہ میرے حوض سے پھیر دین گے مصنف نے کہا یہ حدیث
عمیر بن مرداس کی روایت سے ہے ابو بردہ سے مروی ہے کہ عثمان بن مظعون کی بی بی ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ازواج مطہرات کے پاس آئین ازواج مطہرات نے اُن کو کثیف حالتمین دیکھا اُن سے کہنے لگین تم کو کیا ہوگیا تمہارے
شوہر سے مالدار تو قریش مین کوئی نہین ہے۔ وہ بولین کہ ہم کو اس شخص سے کچھ نفع نہین رات بھر نماز پڑھتا ہے اور دن
بھر روزہ رہتا ہے ازواج نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تذکرہ کیا آپ عثمان سے ملے اور فرمایا اے عثمان
کیا تم میری پیروی نہین کرتے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے مان اور باپ قربان ہون کیا بات ہے فرمایا تم دن بھر روزہ سے
رہتے ہو اور رات بھر نماز پڑھتے ہو عرض کیا ایسا کرتا ہون فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ تمہاری آنکھون کا تم پر حق ہے تمہارے بدن کا
تم پر حق ہے تمہاری بی بی کا تم پر حق ہے لہذا نماز بھی پڑھو اور خواب بھی کرو اور روزہ بھی رکھو افطار بھی کرو ابو قلابہ سے
مروی ہے کہ عثمان بن مظعون ایک حجرہ مین بیٹھے کہ عبادت کرینگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کی خبر پہونچی آپ تشریف
لائے اور جس حجرہ مین عثمان بیٹھے تھے اس کے دروازہ کے دونون بازو تھام کر کھڑے ہوے اور فرمایا اے عثمان مجکو اللہ نے رہبانیت
کے لئے نہین بھیجا دو یا تین بار آپ نے یہی فرمایا پھر ارشاد کیا کہ اللہ تعالے کے نزدیک بہتر دین ملت ابراہیم کی جو خالص اور آسان ہے۔

وعن کهمش الهلالی قال اسلمت واتیت النبی صلی الله علیه وسلم فاخبرته باسلامی فمکثت حولا ثم اتیته وقد ضمرت ونحل
جسمی فخفض فی البصر ثم رفعه قلت ما تعرفنی قال ومن انت قلت انا کهمش الهلالی قال فما بلغ بک ما اری قلت ما افطرت
بعدک نهارا ولا نمت لیلا قال ومن امرک ان تعذب نفسک صم شهر الصبر ومن کل شهر یوما قلت زدنی قال صم
شهر الصبر ومن کل شهر یومین قلت زدنی قال صم شهر الصبر ومن کل شهر ثلثة ایام وعن ایوب عن ابی
قلابة بلغ به النبی صلی الله علیه وسلم ان ناسا من اصحابه حرموا النساء واللحم فاوعد فیه وعیدا شدیدا وقال لو کنت تقدمت
فیه لفعلت ثم قال انی لم ارسل بالرهبانیة ان خیر الدین الحنیفیة السمحة **قال المصنف** وقد روینا
حدیثا اخر عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ان الله تعالی عز وجل یحب ان یری اثر نعمته علی عبده فی ماکله ومشربه قال
بکر بن عبد الله من اعطی خیرا فرئی علیه سمی حبیب الله محدثا بنعمة الله عز وجل ومن اعطی خیرا فلم یر علیه سمی بغیض الله
معادیا لنعمة الله عز وجل **فصل قال المصنف** وهذا الذی نهینا عنه من التقلل
الزائد فی الحد قد انعکس فی صوفیة زماننا

ترجمہ **کہمش ہلالی** کہتے ہیں میں مسلمان ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اپنے مسلمان ہونے کی خبر
دی پھر سال بھر تک آپ سے جدا رہا اس کے بعد حاضر خدمت ہوا۔ اور اس وقت میں لاغر ہو گیا تھا۔ اور میرا جسم بالکل نزار تھا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سر سے پاؤں تک مجھکو دیکھا میں نے عرض کیا کیا آپ مجھکو نہیں پہچانتے فرمایا تم کون ہو میں نے عرض کیا کہمش ہلالی
ہوں فرمایا تمہارا یہ حال کیوں ہو گیا میں نے عرض کیا جب سے آپ سے جدا ہوا۔ دن کو کبھی بے روزہ نہیں رہا۔ اور رات کو خواب
نہیں کیا فرمایا تم کو کس نے حکم دیا تھا کہ اپنے نفس کو عذاب میں ڈالو بس پورے رمضان بھر اور ہر مہینے ایک روزہ رکھو میں نے عرض
کیا میرے لئے اور کچھ بڑھا دیجئے فرمایا پورے رمضان بھر اور ہر مہینے دو روزے رکھو میں نے عرض کیا میرے لئے کچھ اور زیادہ کر دیجئے
فرمایا پورے رمضان بھر اور ہر مہینے تین روزے رکھا کرو **ایوب** نے ابو قلابہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو یہ خبر پہونچی کہ آپ کے صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے عورتوں کی صحبت اور گوشت کھانے سے پرہیز اختیار کر لیا ہے
آپ نے یہ سنکر اس بارے میں سخت وعید فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا اگر میں اس بارے میں پہلے تم کو ہدایت کر چکا ہوتا تو آج تم پر کچھ
سختی کرتا۔ پھر فرمایا میں رہبانیت دیکر خدا کی طرف سے نہیں بھیجا گیا ہوں اچھا دین ملت ابراہیم ہے جو خالص اور آسان ہے +
**مصنف** نے کہا دوسری حدیث میں ہم روایت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی چاہتا ہے
کہ اپنے بندے پر کھانے اور پینے میں اپنی نعمت کا اثر دیکھے **بکر بن عبد اللہ** کا قول ہے کہ جس شخص کو مال خیر عطا ہوا اور اس نے
اپنے اوپر اس کا اظہار کیا تو اس شخص کا نام حبیب اللہ ہوا اور اس کی نعمت کا ذکر کرنیوالا کہا جاوے گا اور جس کو مال خیر ملا اور اس نے اپنے اوپر اسکا
اظہار نہ کیا اس کا نام بغیض اللہ اور اسکی نعمت کا دشمن کہنے والا پڑیگا **فصل مصنف** نے کہا یہ حد زیادہ خوراک کم کر دینا جس سے ہم کو شرع
نے منع کیا ہے ہمارے زمانے کے صوفیہ میں اس کے برعکس مضمون ہے

فصارت همتهم فی الاکل کما کانت همة متقدمیهم فی الجوع لهم الغذاء والعشاء والحلوا وکل ذالک او اکثره حاصل من اموال وسخة وقد ترکوا کسب الدنیا واعرضوا عن التعبد وافرشوا فرش البطالة فلا همة لاکثرهم الا الاکل واللعب فان احسن منهم محسن قالوا اطرح شکرا وان اسا قالوا استغفروا یسمون ما یلزمونه ایاه واجبا وتسمیة ما لم یسمه الشرع واجبا جنایة علیه وعن محمد بن عبد وسل السراج البغدادی قال قام ابو مرحوم القاص بالبصرة یقص علی الناس فابکی فلما فرغ من قصصه قال من یطعمنا ارزة فی الله فقام شاب من المجلس فقال انا فقال اجلس رحمک الله فقد عرفنا موضعک ثم قام الثانیة ذلک الشاب فقال اجلس فقد عرفنا موضعک فقام الثالثة فقال ابو مرحوم لاصحابه قوموا بنا الیه فقاموا معه فاتوا منزله قال فاتینا بقدر من باقلا فاکلناه بلا ملح ثم قال ابو مرحوم علی بخوان خماسی وخمسة مکاییل ارز وخمسة امناء سمن وعشرة امناء سکر وخمسة امناء صنوبر وخمسة امناء فستق فجیئ بها کلها فقال ابو مرحوم یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا اشرق لونها مبیضة شمسها قالوا اخر قوافیها انهارها قال فاتی بذالک السمن فاجری فیها ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابه فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا

**ترجمہ** جس طرح متقدمین صوفیہ کی ہمت بھوک اور فاقہ کی طرف مبذول تھیں اسی طرح اُن کی ساری ہمت کھانے کیطرف مبذول ہے ان لوگوں کو صدقوں کے کثیف اور میلے مال کی بدولت صبح وشام کا کھانا اور شیرینی حاصل ہے انہوں نے دنیا کے کاروبار کسب وحرفت سب چھوڑ دئے اور عبادت سے مونہہ پھیرلیا اور بطالت کا فرش بچھالیا۔ ان میں سے اکثر کی ہمت کھانے اور کھیلنے کی جانب متوجہ ہے اگر ان کے ساتھہ کوئی شخص احسان کرے تو کہتے ہیں شکریہ ادا کرو اور اگر کچھ بُرائی کردے تو کہتے ہیں توبہ کرو اور اس قصور کے عوض میں جو کچھ اس پر لازم کرتے ہیں اُس کو واجب کہتے ہیں حالانکہ جس چیز کو شریعت نے واجب قرار نہیں دیا اُس کو واجب کہنا گناہ ہے محمد بن عبدوس سراج بغدادی کہتے ہیں ایکبار بصرہ میں ابو مرحوم واعظ کھڑے ہوکر وعظ کہنے لگے حتے کہ اپنے بیان سے لوگوں کو رولا دیا جب وعظ سے فراغت پائی تو کہنے لگے ہم کو خدا کی راہ میں کون شخص چانول کھلائیگا مجلس میں سے ایک جوان آدمی اُٹھکر بولا کہ میں یہ خدمت بجا لاؤنگا ابو مرحوم نے کہا بیٹھو خدا تم پر رحم کرے ہمکو تمہارا رتبہ معلوم ہوگیا۔ وہ جوان دوبارہ اُٹھکر بولا ابو مرحوم نے کہا بیٹھو خدا تم پر رحم کرے ہمکو تمہارا منصب معلوم ہوگیا پھر تیسری بار وہ جوان اُٹھکر بولا ابو مرحوم نے اپنے اصحاب سے کہا اُٹھو ہمارے ساتھہ اس شخص کے یہاں چلو۔ سب اُن کے ساتھہ اُٹھہ کھڑے ہوئے اس جوان کے مکان پر آئے وہ جوان بیان کرتا ہے کہ ہم ایک ہنڈیا ساگ کی لائے اور بغیر نمک کے اُس کو کھایا پھر ابو مرحوم بولے میرے پاس ایک پانچ بالشت کا لمبا چوڑا دستر خوان اور پانچ پیمانے چاول یعنی بھات اور پانچ سیر گھی اور دس سیر شکر اور پانچ سیر بادام اور پانچ سیر پستے آئے یہ سب چیزیں حاضر کی گئیں ابو مرحوم اپنے ساتھیوں سے بولے بھائیو دنیا کیسی ہورہی ہے انہوں نے جواب دیا۔ کہ اسکا رنگ چمک رہا ہے اور اسکا آفتاب روشن ہے ابو مرحوم نے کہا اب دنیا میں گھی کی نہریں جاری کردو یہ کہکر وہ گھی منگایا گیا اور چاولوں میں بہایا گیا پھر ابو مرحوم اپنے اصحاب سے مخاطب ہوکر بولے بھائیو دنیا کیسی ہورہی ہے -

قالوا مشرق لونها مبیض شمسہا مجریة فیها انہارها فقال یا اخوانی اغرسوا فیها اشجارها قال فاتی بذلك الفستق والصنوبر فالقی فیها ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابه فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا مشرق لونها مبیض شمسہا مجریة فیها انہارها قد اغرست فیها اشجارها وقد تدلی لنا ثمارها قال یا اخوانی ارموا الدنیا بحجارتها قال فاتی بذلك السکر فالقی فیها ثم اقبل ابو مرحوم علی اصحابه فقال یا اخوانی کیف اصبحت الدنیا قالوا مشرق لونها مبیضة شمسها قد اجری فیها انهارها وقد غرس فیها اشجارها وقد تدلی ثمارها فقال یا اخوانی مالنا وللدنیا اضربوا فیها براحتها قال فجعل الرجل یضرب فیها براحته ویدفع بالخمس قال ابو الفضل احمد بن سلمة ذکرته لابی حاتم الرازی فقال امله علی فاملیته علیه فقال هذا شان الصوفیة قال المصنف قلت وقد رأیت منهم من اذا حضر دعوة بالغ فی الاکل ثم اختار من الطعام فربما ملأ کمه من غیر اذن صاحب الدار وذلك حرام بالاجماع ولقد رایت شیخا منهم قد اخذ شیئا من الطعام لیحمله فوثب صاحب الدار فاخذه منه

## ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی السماع والرقص

قال المصنف اعلم ان سماع الغناء یجمع شیئین احدهما انه یلهی القلب عن التفکر فی عظمة الله سبحانه والقیام بخدمته

ترجمہ اونہوں نے کہا اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اسکا آفتاب روشن ہے اور اسکی نہریں اوسمیں جاری ہیں بولے کہ بھائیو دنیا میں اوسکے درخت بھی لگا دو یہ کہکر وہ بادام اور پستہ منگایا گیا اور چاولونمیں ڈالدیا گیا پھر ابو مرحوم اپنے یاروں سے مخاطب ہوکر کہنے لگے بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے انہوں نے جوابدیا کہ اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اوسکا آفتاب روشن ہے اور اوسکی نہریں اوسمیں جاری ہیں اور اسکے درخت لگا دیئے گئے ہیں۔ اور اُسکے پھل ہمارے لئے لٹک پڑے ہیں بولے کہ بھائیو دنیا میں اسکے پتھر بھی پھینکدو یہ کہکر وہ شکر لاکر اوسمیں ڈالی گئی پھر ابو مرحوم اپنے ساتھ والوں سے مخاطب ہوکر بولے کہ بھائیو دنیا کیسی ہو رہی ہے انہوں نے جوابدیا کہ اوسکا رنگ چمک رہا ہے اور اوسکا آفتاب روشن ہے اور اوسکی نہرین اوسمیں جاری کر دی گئیں اور اُس کے درخت بھی اس مین لگا دیئے گئے اور اُس کے پھل لٹک پڑے ہین اور اُس کے پتھر اُس مین پھینکدیئے گئے ہین ابو مرحوم نے کہا بھائیو ہم کو دنیا سے کیا غرض ہے اس پر ہاتھ مارو یہ سنکر اُس کھانے مین ہاتھ مارنے لگے حتی کہ بعض پانچوں انگلیوں سے کھاتے تھے **ابو الفضل** احمد بن سلمہ کہتے ہین یہ قصہ مینے ابو حاتم رازی سے بیان کیا کہنے لگے کہ مجھکو لکھوا دو مینے اُن کو لکھوا دیا وہ بولے کہ صوفیہ کی حالت یہ ہے **مصنف** رہ نے کہا بعض صوفیہ کا مین نے یہ حال دیکھا ہے کہ جب کہین دعوت مین جاتے ہین تو خوب کھاتے ہین۔ پھر کچھ کھانا ساتھ لے جانے کو لے لیتے ہین اور اکثر اوقات بلا اجازت صاحبخانہ کے اپنی جیبون مین بھر لیتے ہین حالانکہ یہ بالاجماع حرام ہے ایک بڈھے صوفی کو مینے دیکھا کہ اپنے ساتھ لے جانے کے لیئے کچھ کھانا لیا صاحبخانہ نے اُٹھکر اُس سے چھین لیا

(سماع و رقص کے بارے مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) **مصنف** رہ نے کہا جاننا چاہیئے کہ راگ میں دو باتین جمع ہوتی ہین ایک تو دل کو خدا تعالی کی عظمت مین غور کرنے اور اُس کی خدمت قایم رہنے سے غافل کر دیتا ہے

والثانی انه بمیله الی اللذات العاجلة تدعو الی استیفائها من جمیع الشهوات الحسیّة ومعظمها النکاح ولیس تمام لذته الا فی المتجددات ولا سبیل الی کثرة المتجددات من الحل فلذلک یحث علی الزنا فبین الزنا والغناء تناسب من جهة ان الغناء لذة الروح والزنا اکثر لذات النفس ولهذا جاء فی الحدیث الغناء رقیة الزنا وقد ذکر ابو جعفر الطبرانی الذی اتخذ الملاهی من ولد قابیل رجل یقال له توبال اتخذ فی زمانه مهلائیل بن قینان الات اللهو من المزامیر والطبول والعیدان فانهمک ولد قابیل فی اللهو وتنامی خبرهم الی من بالجبل من نسل شیث فنزل منهم قوم ففشت الفاحشة وشرب الخمر قال المصنف قلت هذه لالات الالتذاذ شیء یدعو الی الالتذاد لغیره خصوصا ما یناسبه ولما یئس ابلیس من المتعبدین ان یسمع احدهم شیئا من الاصوات المحرمة کالعود نظر الی المعنی الحاصل بالعود فدرجه فی ضمن الغناء بغیر العود وحسنه لهم وانما مراده التدریج من شیء الی شیء والفقیه من نظر فی الاسباب والنتائج وتامل للمقاصد فان النظر الی الامرد مباح ان امن ثوران الشهوة فان لم یؤمن لم یجز وتقبیل الصبیة الطفلة من العمر ثلث سنین جائز اذ لا شهوة تقع هناک فی الاغلب فان وجدت شهوة حرم ذلک وکذلک الخلوة بذوات المحارم فان خیف من ذلک حرم فتامل هذه القاعدة

ترجمہ دوسرے دل کو جلد حاصل ہونے والی لذتون کی طرف راغب کرتا ہے اور ان کے پورا کرنیکی ترغیب دیتا ہے ہر قسم کی حسی شہوتین پیدا کرتا ہے جن مین بہت بڑی شہوت نکاح ہے اور نکاح کی کامل لذت نئی عورتون مین ہے اور نئی لذتین حلال ذریعہ سے حاصل ہونا دشوار ہے لہذا انسان کو زنا پر برانگیختہ کرتا ہے یہان سے معلوم ہوا کہ زنا اور غنا مین باہم تناسب ہے۔ اس جہت سے کہ غنا روح کی لذت ہے اور زنا لذات نفسانی کا بڑا حصہ ہے اسی لئے حدیث شریف مین آیا الغناء رقیة الزنا یعنی راگ زنا کا افسون ہے **ابو جعفر طبری** نے بیان کیا ہے کہ جس شخص نے لہو کی چیزین نکالی ہین وہ قابیل کی اولاد مین سے ایک آدمی ہے جس کو توبال کہتے ہین اس کے زمانے مین مہلائیل بن قینان نے آلات لہو مثل بانسلی اور طبل اور عود کے ایجاد کئے قابیل کی اولاد لہو ولعب مین پڑگئی یہان لوگون کی خبران کو بھی پہونچی جو شیث علیہ السلام کی نسل سے پہاڑون مین سے رہتے تھے اُن مین سے ایک گروہ نیچے اترا اور فحش اور شراب کا پینا فاش طور پر ہونے لگا **مصنف** نے کہا ان لذت کے آلات مین ایسی بات رکھی گئی ہے جو ایک دوسری چیز سے لذت حاصل کرنیکا باعث ہوتی ہے خصوصًا وہ لذت جو اس لذت سے مناسب ہو ابلیس کو جب اس امر مین مایوسی ہوئی کہ عبادت کرنیوالون کو کوئی آواز مثل عود وغیرہ کے سنا سکے تو اس چیز پر غور کیا جو عود سے حاصل ہوتی ہے لہذا بتدریج کام نکالنا چاہا پہلے اُن کو بغیر عود کے راگ سنایا اور راگ کی خوبی اُنپر ظاہر کردی حالانکہ اس کمبخت کا مقصد صرف یہ ہے کہ آہستہ آہستہ ایک چیز سے دوسری چیز پر ترقی کرے **فقیہ** وہ ہے جو اسباب اور نتیجون پر غور کرے اور مقاصد مین تامل کرے مثلاً امرد پر نگاہ ڈالنا مباح ہے بشرطیکہ ہیجان شہوت سے بیخوف ہو اور اگر شہوت کا خوف ہو تو جائز نہین اسی طرح چھوٹی لڑکی کا مونہہ چومنا جو تین برس کی ہو جائز ہے کیونکہ ایسی جگہ اکثر شہوت واقع نہین ہوتی اور اگر شہوت پائی جاتی تو حرام ہے۔ علی ہذا القیاس محرم عورتون کے ساتھ تنہا ہونے مین اگر شہوت کا خوف ہو تو حرام ہے اس قاعدہ پر غور کرنا چاہیئے ✦

**فصل قال المصنف** وقد تکلم الناس فی الغناء فاطالوا فمنهم من حرمه ومنهم من اباحه من غیر کراهة ومنهم من کرهه مع الاباحة **وفصل الخطاب** ان نقول ینبغی ان ینظر ماهیة الشیء ثم یطلق علیه التحریم او الکراهة او غیر ذلک **والغناء** اسم یطلق علی اشیاء منها غناء **الحجیج** فی الطرقات فان اقواما من الاعاجم للحج ینشدون فی الطرقات اشعارا یصفون فیها الکعبة وزمزم والمقام وربما ضربوا مع انشادهم بما یخرجهم عن الاعتدال **وفی معنی** هؤلاء الغزاة فانهم ینشدون اشعارا یحرضون بها علی الغزو **وفی معنی** هذا انشاد المبارزین للقتال تفاخرا عند النزال **وفی معنی** هذا اشعار الحداة فی طریق مکة کقول قائلهم **شعر** بشرها دلیلها وقالا غدا ترین الطلح والجبالا وهذا یحرک الابل والادمی الا ان ذلک التحریک لا یوجب الطرب المخرج عن حد الاعتدال **واصل الحداء** ما حدث ابو البختری عن وهب عن طلحة المکی عن بعض علمائهم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مال ذات لیلة بطریق مکة الی حاد مع قوم فسلم علیهم وقال ان حادینا نام فسمعنا حادیکم فملت الیکم فهل تدرون انی کان الحداء قالوا لا والله قال ان اباهم مضر خرج الی بعض رعاته فوجد ابله قد تفرقت فاخذ عصا فضرب بها کف غلامه فعدا الغلام فی الوادی وهو یصیح یا یداه یا یداه

ترجمہ **فصل مصنف** نے کہا راگ کے بارے میں لوگوں نے بہت طول طویل کلام کیا ہے بعض نے حرام بتایا ہے اور بعض نے بغیر کراہت کے مباح کہا ہے اور بعض نے اباحت کے ساتھ مکروہ کہا ہے اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ یہ ہے کہ یوں کہو پہلے ایک شے کی ماہیت و حقیقت دیکھنا چاہیئے پھر اس پر حرام یا مکروہ وغیرہ ہونے کا اطلاق کیا جائے غنا ایک اسم ہے جو کئی ایک چیزوں پر بولا جاتا ہے ایک حج کو جانے والوں کا راگ ہے جو راستوں میں گاتے چلتے ہیں اہل عجم میں سے بہت سے حاجیوں کے گروہ راستوں میں اشعار پڑھتے ہوئے جن میں کعبہ و زمزم و مقام کی تعریف کرتے ہیں اور بعض اوقات اشعار پڑھنے کے ساتھ طبل بجاتے ہیں جو اعتدال سے خارج ہو جاتا ہے اسی قسم سے غازی لوگ ہیں وہ بھی اشعار پڑھتے ہیں جن میں جہاد و غزا پر برانگیختہ کرتے ہیں اسی قسم سے جنگ کے میدانوں کے اشعار ہیں جو فخر کے طور پر لڑائی کے وقت پڑھتے ہیں اسی قسم سے مکہ کے راستے میں حدی کے اشعار ہیں چنانچہ کسی کا شعر ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اونٹنی کو اس کے رہبر نے بشارت دی اور کہا کل تو ببولستان اور پہاڑوں کی زیارت کرے گی ایسے اشعار سے اونٹ اور آدمی طرب میں آتے ہیں مگر یہ طرب ایسی نہیں ہوتی کہ حد اعتدال سے خارج کر دے اس حدی کی اصل یہ ہے جس طور پر ابو البختری نے وہب سے بروایت طلحہ مکی بیان کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے راستے میں ایک قوم کی طرف جا گذرے جن میں ایک حدی خوان تھا آپ نے ان کو سلام علیک کر کے فرمایا کہ ہمارا حدی خوان سو گیا ہے ہم تمہارے حدی خوان کی آواز سنکر تمہاری طرف آ نکلے بھلا کیا تم جانتے ہو کہ حدی کہاں سے نکلا ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو تو معلوم نہیں ہے ارشاد فرمایا کہ عرب کا جد اعلیٰ مضر اپنے کسی چرواہے کے پاس گیا اور اپنے اونٹوں کو دیکھا کہ متفرق ہو گئے تھے اس بات سے غصہ ہو کر ایک لکڑی لی اور اس کو اس چرواہے کے ہاتھ پر مارا وہ غلام جنگل میں دوڑتا پھرنے لگا اور چلا چلا کر کہتا تھا **یا یداہ یا یداہ** یعنی ہائے میرا ہاتھ ہائے میرا ہاتھ ۔

فسمعت الابل فعطفت عليه فقال مضر لو اشتق مثل هذا لاسمعت به الابل واجتمعت فاشتق الحدا **قال المصنف**
وقد كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم حاد يقال له انجشة يحدو فتعنق الابل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا انجشة
رويدك سوقا بالقوارير **وفي حديث سلمة بن الاكوع** قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى خيبر
فسرنا ليلا فقال رجل من القوم لعامر الا تسمعنا من هنياتك وكان عامر رجلا شاعرا فنزل يحدو بالقوم **يقول**
اللهم لولا انت ما اهتدينا — ولا تصدقنا ولا صلينا — فالقين سكينة علينا — وثبت الاقدام ان لاقينا — فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم من هذا السائق قالوا عامر بن الاكوع فقال رحمه الله **قال المصنف** وقد روينا عن الشافعي
رحمه الله انه قال اما استماع الحدا ونشيد الاعراب فلا باس به **قال المصنف** ومن
انشاد العرب قول اهل المدينة عند قدوم رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهم طلع
البدر علينا من ثنيات الوداع ۔ وجب الشكر علينا ما دعا لله داع ۔ **ومن هذا** علیہ
**الجنس** كانوا ينشدون بالمدينة وربما ضربوا عليه بالدف عند انشاده ومنه حدثنا
الزهري عن عروة عن عائشة ان ابابكر دخل عليها وعندها جاريتان في ايام منى تضربان بالدفين

ترجمہ اونٹون نے اس کی آواز سنی اور اس طرف جھک پڑے مضر نے اپنے جی مین کہا اگر اس قسم کا راگ نکالا جائے تو اونٹ اس کی وجہ
سے مانوس ہون اور ایک جگہ رہا کرین جبھی سے یہ حدا نکلا **مصنف** نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حدی خوان تھا۔
جس کا نام انجشہ تھا۔ حدا خوانی کیا کرتا تھا جس سے اونٹ تیز چلا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجشہ ان کا ذرا ہشیار رہ کر شیشیان
بار کر لے اونٹ کو ہانکنا ہے **سلمہ بن اکوع** کی حدیث مین ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف چلے رات کو چلے جاتے
تھے جماعت مین سے ایک شخص نے عامر سے کہا تم ہمکو کچھ اپنا مبارک کلام کیون نہین سناتے عامر شاعر آدمی تھے قوم کو یہ حدا سنانے
لگے اللهم لولا انت ما اهتدينا — ولا تصدقنا ولا صلينا — فالقين سكينة علينا — وثبت الاقدام ان لاقينا
یعنی خداوندا اگر تو ہم کو توفیق نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ اور نہ زکوۃ و نماز ادا کرتے۔ خداوندا ہمارے دلون مین اطمینان غیبی القا فرما۔
اور جب ہم دشمن سے مقابلہ کرین تو ہم کو ثابت قدم رکھ۔ یہ اشعار سنکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اونٹ ہنکانیوالا کون ہے
لوگون نے عرض کیا عامر بن اکوع ہین فرمایا خدا اُسپر رحم کرے **مصنف** نے کہا ہم شافعی علیہ الرحمۃ سے روایت کر چکے کہ انھون نے
کہا بدو لوگ جو حدا گاتے ہین اُس کے سننے مین کچھ ڈر نہین **مصنف** نے کہا عرب کے اشعار پڑھنے کا واقعہ ایک وہ ہے کہ مدینہ والے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے مکہ سے تشریف لانے کے وقت پڑھتے تھے جنکا ترجمہ یہ ہے کوہ وداع کی گھاٹیون سے ہم پر ایک چودھوین رات کا چاند نکلا تھا
جبتک دعا کرنے والے خدا سے دعا کرین ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے اسی قسم کے اشعار مین وہ اشعار داخل ہین جو مدینہ مین گایا
کرتے تھے اور بعض اوقات گانے کے وقت دف بجانے لگتے تھے چنانچہ زہری نے عروہ سے روایت کیا کہ یکبار حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے پاس
[illegible] تھے اس وقت حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیان بیٹھی ہوئی گاتی تہین اور دف بجاتی تھین

ورسول الله صلی الله علیہ وسلم مسجّى علیه بثوبه فانتهرهما ابو بکر فکشف رسول الله وجهه قال دعهن یا ابا بکر الی قوله فانها ایام عید
اخرجاه فی الصحیحین **قال المصنف** الظاهر من هاتین الجاریتین صغر السن لان عائشة کانت صغیرة وکان النبی صلی الله
علیه وسلم یسرب الیها الجواری فیلعبن معها **وعن** جعفر بن محمد قال قلت لابی عبد الله احمد بن حنبل حدیث عروة
عن عائشة عن جواری مغنیین ای شیٔ هذا الغناء قال **غنا الراکب** اتیناکم اتیناکم **قال** ابو عقیل عن
بهیة عن عائشة قالت کانت عندنا یتیمة من الانصار فزوجناها رجلا من الانصار
فکنت فیمن اهداها الی زوجها فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا عائشة ان
الانصار ناس فیهم غزل فما قلت قالت دعونا بالبرکة قال افلا قلتم اتیناکم اتیناکم
فحیونا نحییکم + ولولا الذهب الاحمر ما حلت بوادیکم ولولا الحبة السمراء لم تسمن عذاریکم **وعن** ابی
الزبیر عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لعائشة اهدیتم الجاریة الی بیتها قالت نعم قال فهلا بعثتم
معها من یغنیهم یقول شعر اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم فان الانصار قوم فیهم غزل **قال المصنف**
قلت فقد بان بما ذکرنا ما کانوا یغنون به ولیس مما یطرب ولا کانت علی ما یعرف الیوم

ترجمہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چادر اوڑھے ہوئے منہ ڈھانکے ہوئے لیٹے تھے حضرت ابو بکر نے ان لڑکیوں کو جھڑکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے چہرہ مبارک کھولکر فرمایا اے ابو بکر ان کو چھوڑ دو کیونکہ آجکل عید کے ایام ہیں یہ حدیث صحیحین میں ہے **مصنف** نے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ
دو لڑکیاں کم سن تھیں کیونکہ حضرت عائشہ خود کم عمر تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ اُن کے پاس لڑکیوں کو بھیج
دیا کرتے تھے وہ اُن کے ساتھ کھیلا کرتی تھیں **جعفر بن محمد** نے کہا میں نے ابو عبد احمد ابن حنبل سے دریافت کیا کہ عروہ کی حدیث
جو حضرت عائشہ سے گانے والی لڑکیوں کی نسبت روایت کرتے ہیں یہ غنا کیا چیز اور کس قسم کا تھا جواب دیا ایسا تھا جیسے سوار
آدمی کا راگ ہوتا ہے اتیناکم اتیناکم یعنی ہم تمہارے پاس آئے ہم تمہارے پاس آئے **ابو عقیل** نے بہیۃ سے روایت
کیا کہ حضرت عائشہ نے بیان کیا ہمارے یہاں انصار میں سے ایک یتیم لڑکی تھی ہم نے ایک انصاری سے اس کی شادی کر دی اس شوہر کے
ساتھ اس کو رخصت کرنیوالوں میں سے ایک میں بھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے فرمانے لگے اے عائشہ انصار لوگ غزل
کرتے ہیں تم نے رخصتی کے وقت کیا کہا تھا۔ میں نے عرض کیا برکت کی دعا کی تھی فرمایا یوں کیوں نہ کہا اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم
ولولا الذهب الاحمر ما حلت بوادیکم ولولا الحبة السمراء لم تسمن عذاریکم ابو الزبیر نے جابر سے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے دریافت فرمایا۔ کہ کیا تم نے اس لڑکی کو اُس کے گھر کی طرف رخصت
کر دیا عرض کیا ہاں فرمایا اُس کے ہمراہ ایسی لڑکیاں کیوں نہ بھیجدی جو گاتی ہوئی چلتیں اتیناکم اتیناکم فحیونا نحییکم
کیونکہ انصار میں غزل کا رواج ہے **مصنف** نے کہا یہانتک جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ لوگ
جو گایا کرتے تھے اس قسم سے نہ تھا کہ طرب پیدا کرے اور ایسا نہ تھا جیسا آج کل معروف ہے

ومن ذلك اشعار ينشدها المتزهدون بتطريب وتلحين تزعج القلوب الى ذكر الآخرة وتسموها الزهديات كقول بعضهم ٭ يا غاديا فى غفلة ورائحا ٭ الى متى تستحسن القبائحا ٭ وكم الى كم لا تخاف موقفا ٭ يستنطق الله به الجوارحا ٭ يا عجبا منك وانت مبصر ٭ كيف تجنبت الطريق الواضحا ٭ فهذا ايضا مباح والى مثله اشار احمد بن حنبل فى الاباحة عن ابى حامد الخلقانى قال قلت لاحمد بن حنبل يا ابا عبد الله هذه القصائد الرقاق التى فى ذكر الجنة والنار اى شئ تقول فيها فقال مثل اى شئ قلت تقولون ٭ اذا ما قال لى ربى ٭ اما استحييت تعصينى ٭ وتخفى الذنب من خلقى ٭ وبالعصيان تاتينى ٭ فقال اعد على فاعدت عليه فقام ودخل بيته ورد الباب فسمعت نحيبه من داخل البيت وهو يقول ٭ اذا ما قال لى ربى ٭ اما استحييت تعصينى ٭ وتخفى الذنب من خلقى ٭ وبالعصيان تاتينى ٭ **ومن الاشعار التى** ينشدها النوائح يثيرون بها الاحزان والبكاء فينهى عنها لما فى ضمنها من المعصية فاما الاشعار التى ينشدها المغنون المتهيئون للغناء يصفون فيها المستحسنات والخمر وغير ذلك مما يحرك الطباع ويخرجها عن الاعتدال ويثيرها من حب اللهو وهو الغناء المعروف فى هذا الزمان

ترجمہ اسی نوع کے وہ اشعار ہین جو زاہد لوگ طرب و الحان سے پڑھتے ہین جن سے دلون کا رجوع آخرت کی طرف ہوتا ہے ان اشعار کا نام زہدیات رکھا ہے چنانچہ کسی نے چند شعر کہے ہین جن کا ترجمہ یہ ہے اے صبح وشام غفلت مین رہنے والے تو کب تک بری باتون کو اچھا سمجھتا رہیگا کب تک تجکو اس مقام کا خوف نہو گا جس جگہ اللہ تعالے کے سامنے اعضا گفتگو کرینگے مجکو تیری حالت پر تعجب آتا ہے کہ تو آنکھون والا ہوکر روشن رستے سے کیونکر دور ہوا جاتا ہے ایسے اشعار بھی مباح ہین احمد بن حنبل نے اسی طرح کے اشعار کی جانب مباح ہونے کا اشارہ کیا ہے ابو حامد خلقانی کہتے ہین مین نے احمد بن حنبل سے کہا اے ابو عبد اللہ یہ قصیدے جو رقت آمیز بہشت دوزخ کے بیان مین ہین آپ ان کے بارے مین کیا فرماتے ہین بولے کہ کس قسم کے قصیدے پوچھتے ہو مینے کہا مثلا وہ کہتے ہین اذا ما قال لى ربى ۔ اما استحييت تعصينى وتخفى الذنب من خلقى ۔ وبالعصيان تاتينى ٭ یعنی جب مجھ سے میرا خدا فرمائے گا کہ تجکو میری نافرمانی کرتے ہوئے شرم نہ آئی تو میری مخلوق سے گناہون کو چھپاتا تھا ۔ اور میرے سامنے گناہ کیا کرتا تھا ۔ احمد بن حنبل نے یہ شعر سنکر کہا ذرا پھر پڑھو مینے دوبارہ پڑھے احمد اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے حجرے مین داخل ہوکر دروازہ بند کر لیا مینے کان لگا کر سنا تو حجرے کے اندر ان کے رونے کی آواز آتی تھی اور وہ بار بار کہتے تھے اذا ما قال لى ربى ٭ اما استحييت تعصينى ۔ وتخفى الذنب من خلقى وبالعصيان تاتينى وہ اشعار جو کہ نوحہ خوان لوگ پڑھتے ہین جس سے حزن و بکا کا جوش ہوتا ہے ممنوع ہین کیونکہ ان کے ضمن مین معصیت اور گناہ ہے باقی رہے وہ اشعار جو کہ گانے والے لوگ گانے کا تہیہ کرکے گاتے ہین جن مین خوبصورت عورتون اور شراب وغیرہ کا ذکر ہوتا ہے جس کو سنکر طبیعت جنبش مین آتی ہے اور حد اعتدال سے خارج ہوجاتی ہے اور لہو ولعب کی محبت برانگیختہ ہوتی ہے یہی راگ اس زمانے مین مشہور ہے ٭

مثل قول الشاعر ذهبي اللون تحسب من وجنتيه النار تقدح ✽ خوفني من فضيحته ليته وافى وافتضح ✽ وقد اخرجوا لهذه الاشعار الحانا مختلفة كلها يخرج سامعها من حيز الاعتدال وتثير حب الهوى ولهم شئ يسمونه البسيط يزعج القلوب على مهل ثم ياتون بالنشيد بعده فيزعج القلوب وقد اضافوا الى ذلك ضرب القضيب والايقاع به على الانشاد بالدف وبالجلاجل والشبابة النائبة عن الزمر وهذا الغناء المعروف اليوم **فصل قال المصنف** قبل ان نتكلم في اباحته او تحريمه او كراهته نقول ينبغي للعاقل ان ينصح نفسه واخوانه ويحذر تلبيس ابليس في اجراء هذا الغناء مجرى الاقسام المتقدمة التي يطلق عليها اسم الغناء فلا يحمل الكل محملا واحدا فيقول قد اباحه فلان وكرهه فلان **فنبدأ** بالكلام في النصيحة للنفس والاخوان فنقول لمعلوم ان طباع الادميين تتقارب ولا تكاد تتفاوت فاذا ادعى الشاب السليم البدن الصحيح المزاج ان رؤية المستحسنات لا تزعجه ولا تؤثر عنده ولا تضره في دينه كذبناه لما نعلم من استواء الطباع فان ثبت صدقه عرفنا ان به مرضا خرج من حيز الاعتدال فان تعلل فقال انما انظر الى هذه المستحسنات معتبرا

ترجمہ چنانچہ کسی شاعر کا قول ہے شعر ذهبي اللون تحسب من وجنتيه النار تقدح خوفني من فضيحته ليته وافى وافتضح یعنی ایک طلائی رنگ معشوق گویا اُس کے رخساروں سے شعلہ برستا ہے. مجھکو رسوائی کا خوف دلاتا ہے - کاشکے وہ میرے پاس آجاے اور میں رسوائی اٹھاؤں - ایسے راگوں کے لیئے لوگوں نے طرح طرح کے الحان نکالے ہیں وہ سب الحان سننے والے کو حد اعتدال سے خارج کر دیتے ہیں اور ہوی کی محبت برانگیختہ کرتے ہیں ان لوگوں کے پاس ایک اور چیز ہوتی ہے جس کا نام بسیط رکھا ہے اس سے بتدریج دلوں میں بے قراری پیدا ہوتی ہے پھر اُس کی بعد شعر گاتے ہیں جس سے دل سخت بیچین ہو جاتے ہیں پھر انہوں نے اس راگ کے ساتھ باجا وغیرہ ملا دیا ہے راگ کے موافق دف اور گھنگرو اور بانسلی وغیرہ بجاتے ہیں آجکل گرمانے کا غنا جو معروف ہے وہی ہے **فصل مصنف** نے کہا قبل اس کے کہ ہم راگ کی اباحت یا حرمت یا کراہت کے بارے میں گفتگو کریں یہ کہتے ہیں کہ عاقل کو چاہیے اپنے نفس اور بھائیوں کو نصیحت کرے اور اس غنا کو گذشتہ قسموں میں جن جن پر غنا کا لفظ صادق آتا ہے بیان کرکے شیطان کے فریب سے ڈرائے اور ہر ایک غنا کو ایک ہی صورت محمول نہ کرے اس کے بعد بیان کرے کہ فلاں نے اس کو مباح سمجھا ہے اور فلاں نے مکروہ کہا ہے لہذا ہم پہلے نفس اور بھائیوں کو نصیحت کرنے میں گفتگو شروع کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ سب کو معلوم ہے کہ آدمیوں کی طبیعتیں متفق ہیں کبھی مختلف نہیں ہوتیں اگر جوان آدمی سلیم البدن صحیح المزاج دعوی کرے کہ اچھی صورتیں دیکھنے سے وہ بے قرار نہیں ہوتا اور اُس کے دل پر کچھ اثر نہیں پڑتا اور اُس کے دین میں کچھ ضرر نہیں آتا تو ہم اُس کو جھوٹا کہیں گے کیونکہ ہم جانتے ہیں سب طبیعتیں مساوی ہیں اور اگر اس دعوی میں اُس کی سچائی ثابت ہو جائے تو ہم جان لیں گے کہ اُس کو کوئی مرض ہے جو حد اعتدال سے خارج ہو گیا پھر اگر وہ بہانے ڈھونڈھے اور کہے کہ میں اچھی صورتیں فقط عبرت حاصل کرنے کی غرض سے دیکھتا ہوں

فانعجب من جنس الصنعة فی زجح العینین ودقة الانف ونقاء البیاض قلنا لہ فی انواع المباحات ما یکفی فی العبرة وههنا میل الطبع مشغلک عن الفکرة ولا تدعن لبلوغ شهوتک وجود فکرة فان میل الطبع شاغل عن ذلک وکذا من قال ان هذا الغنا المطرب المزعج للطبائع المحرک لها الی العشق وحب الدنیا لا یؤثر عندی ولا یلتفت قلبی الی حب الدنیا الموصوفة فیہ فانا نکذبہ لموضع اشتراک الطبائع ثم ان کان قلبہ بالخوف من اللہ تعالی غائبا عن الهوی لاحضر هذا المسموع الطبع وان کانت قد طالت غیبتہ فی سفر الخوف واقبح القبیح البهرجة ثم کیف تغر البهرجة علی من یعلم السر واخفی ثم ان کان الامر کما زعم هذا المتصوف فینبغی ان لا یبیحہ الا لمن هذہ صفتہ والقوم قد اباحوا علی الاطلاق للشاب المبتدی والصبی الجاهل حتی قال ابو حامد الطوسی ان التشبیب بوصف الخدود والاصداغ وحسن القد والقامة وسائر اوصاف النساء الصحیح انہ لا یحرم قال المصنف فاما من قال انی لا اسمع الغنا للدنیا وانما اخذ منہ اشارات فهو مخطی من وجهین احدهما ان الطبع یسبق الی مقصودہ قبل اخذ الاشارات فیکون کمن قال انی انظر الی المرأة المستحسنة لافکر فی الصنعة

ترجمہ اور آنکھون کی کشادگی اور ناک کی باریکی اور گورے رنگ کی صفائی مین صنعت الٰہی دیکھکر تعجب کرتا ہون ہم اُس شخص سے کہین گے کہ طرح طرح کی مباح چیزون کے دیکھنے مین بہت کافی عبرت ہے۔ اور اچھی صورتون کے دیکھنے مین تو طبیعت کا میلان صنعت مین غور کرنے سے باز رکھتا ہے کبھی یقین نہ کرو کہ باوجود شہوت کے غور کرنے کی نوبت آئیگی کیونکہ طبعی میلان اس سے چھوڑاکر دوسری طرف لگا دیتا ہے علی ہذا القیاس جو شخص یون کہے کہ یہ طرب انگیز غنا جو طبیعت کو بیقرار کرتا ہے اور اُس کے لئے عشق کا محرک ہوتا ہے اور دنیا کی محبت پیدا کرتا ہے مجھ پر کچھ اثر نہین کرتا اور حب دنیا کا ذکر اس غنا مین ہے میرا دل اُس کی طرف متوجہ نہین ہوتا ہم اُس شخص کو جھوٹا بتائینگے کیونکہ سب طبیعتین مشترک ہین پھر اگر اس کا دل خوف الٰہی کے سبب سے خواہش نفسانی سے دور ہی ہو تو یہ غنا طبیعت کو اس سے نزدیک کریگا گو کہ کتنا ہی اس کا خوف الٰہی بڑھا ہوا ہو علاوہ ازین سب سے قبیح تر حلبت اور کنایہ کی باتین ہین - پھر یہ حلبت اور کنایہ اس ذات پر کیونکر چل سکتا ہے جو ہر ایک راز جلی و خفی کا دانا ہے - پھر اگر در اصل یہی بات ہو جو کچھ اس صوفی ...... کا خیال ہے - جب یہی اتنا ضرور ہے کہ اُسی شخص کے لئے مباح ہو سکتا ہے جس کی یہ صفت ہو لیکن صوفیہ نے تو مطلق طور پر مبتدی جوان اور نادان لڑکے کے لئے بھی مباح کر دیا ہے - حتی کہ ابو حامد طوسی نے کہا ہے وہ تشبیب جس مین رخسارون اور زلفون کی تعریف اور قد و قامت کا وصف اچھی عورتون کے دیگر اوصاف کا ذکر ہو صحیح بات یہ ہے کہ حرام نہین مصنف ؒ نے کہا وہ شخص جو کہ کہتا ہے مین دنیا کے لئے راگ نہین سنتا بلکہ اُس سے فقط اشارات اخذ کرتا ہون خطا پر ہے اس کی دو وجہ ہین ایک تو یہ کہ اشارات اخذ کرنے سے پہلے طبیعت مطلب کی طرف دوڑتی ہے - لہذا اُس شخص کا حال ویسا ہی ہے جیسا دوسرے شخص نے کہا تھا کہ مین صنعت آلٰہی مین غور کرنے کے لئے خوبصورت عورت کو دیکھتا ہون +

والثانی انه یقول فیه وجود شیٔ یشار به الی الخالق وقد جل الخالق ان یقال فی حقه انه یعشق او یقع الهیمان به و
انما نصیبنا من معرفته الهیبة والتعظیم فقط و اذ قد انتهت النصیحة فلنذکر ما قیل فی الغنا **فصل** اما مذهب
احمد رحمه الله فانه کان الغناء فی زمانه انشاد قصائد الزهد الا انهم لما کانوا یلحنونها اختلفت الروایة عنه فروی
عنه ابنه **عبد الله** انه قال الغناء ینبت النفاق فی القلب لا یعجبنی **وروی** عنه اسمعیل بن اسحٰق الثقفی انه سئل
عن استماع القصائد فقال اکرهه هو بدعة ولا یجالسون **وروی** ابو الحرث انه قال التغبیر بدعة فقیل له انه یرقق
القلب فقال هو بدعة **وروی** عنه یعقوب الهاشمی التغبیر بدعة محدث **وروی** عنه یعقوب بن غیاث
اکره التغبیر وانه نهی عن استماعه **قال المصنف** فهذه الروایات کلها دلیل علی کراهیة الغنا **وقال** ابو بکر الخلال
کره احمد القصائد لما قیل له انهم یتماجنون ثم **روی** عنه ما یدل علی انه لا باس بها **قال** المروزی سألت ابا عبد الله عن
القصائد فقال بدعة فقلت له یهجرون فقال لا یبلغ بهم هذا کله **قال المصنف** وقد روینا ان احمد سمع قوالا عند
ابنه صالح فلم ینکر علیه فقال له صالح یا ابت الیس کنت تنکر هذا فقال انما قیل لی انهم یستعملون المنکر فکرهته فاما هذا فانی لا اکرهه

**ترجمہ** دوسری وجہ یہ کہ وہ شخص کہتا ہے راگ مین ایسی باتین موجود ہین جنکا اشارہ خالق کی طرف ہو سکتا ہے حالانکہ خالق کی
شان اس سے برتر ہے کہ اس کے حق مین یون کہا جاوے وہ معشوق ہے یا ہم اُس کے والہ و شیدا ہین ہمارا حصہ تو اس کی
معرفت سے فقط ہیبت اور تعظیم ہے اب یہانتک ہم نصیحت کا ذکر کر کے غنا کے بارے مین جو کچھ کہا گیا ہے بیان کرتے ہین **فصل** امام احمد
کے مذہب کی نسبت تو اصل یہ ہے کہ اُن کے زمانے کا غنا زہدیہ قصیدے تھے مگر یان لوگ اُن قصیدون کو الحان سے گاتے تھے اُن
سے جو روایتین پہنچی ہین وہ مختلف ہین عبد اللہ اُن کے بیٹے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا غنا دل مین نفاق اُگا دیتا ہے
مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا **اسمٰعیل** بن اسحاق ثقفی روایت کرتے ہین کہ احمد سے کسی نے قصیدے سننے کی نسبت سوال کیا جواب دیا
کہ مین اس کو مکروہ سمجھتا ہون یہ بدعت ہے ایسی مجلس مین بیٹھنا نہ چاہیے **ابو الحارث** نے روایت کیا کہ احمد نے کہا تغبیر بدعت ہے
کسی نے ان سے کہا کہ تغبیر سے دل پر رقت طاری ہوتی ہے جواب دیا کہ وہ بدعت ہے **یعقوب ہاشمی** نے روایت کیا کہ احمد نے کہا تغبیر بدعت
اور دین مین نئی بات نکالی ہوئی ہے **یعقوب** بن غیاث نے روایت کیا کہ احمد نے کہا کہ میرے نزدیک تغبیر مکروہ ہے اور اس کے
سننے سے منع کیا **مصنف** نے کہا یہ سب روایتین غنا کے مکروہ ہونے کی دلیل ہین **ابو بکر خلال** نے کہا احمد نے قصائد کو مکروہ
کہا ہے کیونکہ اُن سے بیان کیا گیا کہ لوگ اُن کو سنکر بیباکی اختیار کرتے ہین پھر امام احمد سے ایسی بھی روایتین پہنچی ہین جو دلالت کرتی ہین
کہ غنا مین کچھ ڈر نہین **مروزی** نے کہا مینے ابو عبد اللہ احمد سے قصائد کی نسبت سوال کیا جواب دیا کہ بدعت ہے مینے کہا کیا وہ لوگ متروک
کیے جاوین فرمایا یہانتک انکو نہ پہنچایا جاوے **مصنف** نے کہا ہم روایت کر چکے ہین کہ احمد نے اپنے بیٹے صالح کے پاس ایک قوال کو گاتے
ہوئے سنا اور اسپر انکار نہین کیا صالح نے اُن سے کہا ابا جان کیا آپ اسپر انکار نہین فرمایا کرتے تھے جواب دیا کہ مین نے یہ سنا تھا کہ لوگ
منکرات عمل مین لاتے ہین اس لئے مکروہ جانتا تھا لیکن ایسے راگ کو مکروہ نہین سمجھتا

**قال المصنف** وقد ذكر اصحابنا عن ابی بکر الخلال وصاحبه عبد العزیز اباحة الغنا وانما اشار الی ما کان فی زمانهما من القصائد الزهدیات وعلی هذا یحمل ما لم یکرهه احمد ویدل علی ما قلته ان احمد بن حنبل سئل عن رجل مات وخلف ولدا وجاریة مغنیة فاحتاج الصبی الی بیعها فقال لا تباع علی مغنیة فقیل له انها تساوی ثلاثین الف درهم ولعلها اذا بیعت ساذجة عشرین دینارا فقال لا تباع الا علی انها ساذجة **قال المصنف** وانما قال هذا لان الجاریة المغنیة لا تغنی بقصائد الزهد بل بالاشعار المطربة المثیرة للطبع الی العشق وهذا دلیل علی ان الغنا محظور اذ لو لم یکن محظورا ما جاز تفویت المال علی الیتیم وصار هذا کقول ابی طلحة للنبی صلی الله علیه وسلم عندی خمر لایتام فقال اَرِقْها فلو جاز استصلاحها لما امر بتضییع مال الیتامی **وروی** المروزی عن احمد بن حنبل انه قال کسب المخنث خبیث یکسبه بالغناء وهذا لان المخنث لا یغنی بالقصائد انما یغنی بالغزل والنوح فبان من هذه الجملة ان الروایتین عن احمد فی الکراهة وعدمها یتعلق بالزهدیات الملحنة فاما الغناء المعروف الیوم فمحظور عنده فکیف لو علم ما احدث الناس من الزیادات **فصل** واما مذهب مالک رحمه الله

فبان

نعن

**ترجمہ مصنف** نے کہا ہمارے اصحاب نے ابو بکر خلال اور ان کے مصاحب عبد العزیز سے غنا کا مباح ہونا روایت کیا ہے اس کا اشارہ صرف انہیں قصاید زہدیہ کی طرف ہے جو ان دونوں بزرگوں کے زمانے مین رائج تھے اور اسی پر وہ غنا محمول ہوگا جس کو امام احمد نے مکروہ نہیں جانا ہے دلیل اس کے کہ احمد بن حنبل سے کسی نے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک آدمی مرگیا اور ایک بیٹا اور ایک گانے والی لونڈی چھوڑ مرا لڑکے کو اس لونڈی کے فروخت کرنے کی ضرورت پڑی احمد نے جواب دیا کہ گانے والی کہہ کر نہ بیچی جائے گی وہ شخص بولا کہ گانے والی کہنے کی حالت مین اس کی قیمت تیس ہزار درم ہونگے اور شاید اگر وہ سادہ کہہ کر فروخت کی جائے تو فقط بیس ہی دینار کو بکے احمد نے کہا وہ یہی کہہ کر بیچی جائے گی کہ سادہ ہے **مصنف** نے کہا احمد نے یہ فتوی اس لئے دیا کہ گانے والی لونڈی زہدیہ قصیدے نہیں گاتی بلکہ وہ اشعار جو طرب انگیز اور طبیعت کو عشق پر برانگیختہ کرنیوالے ہوتے ہیں گاتی ہے یہ اس امر کی دلیل ہے کہ غنا ممنوع ہے کیونکہ اگر ممنوع نہ ہوتا تو احمد یتیم کا مال فوت کرنا جائز نہ رکھتے اور یہ قول ایسا ہوا جیسا ابو طلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تھا کہ میرے پاس شراب ہے جو یتیموں کا مال ہے فرمایا اس کو بہا دو پس اگر اس کی اصلاح کرنا جائز ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں کا مال ضائع کرنے کا حکم نہ دیتے ‌+ **مروزی** نے احمد بن حنبل سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا مخنث کی کمائی جس کو وہ غنا سے حاصل کرے ناپاک ہے یہ حکم اس لئے لگایا کہ مخنث قصائد نہین گاتا بلکہ غزل اور نوحے گایا کرتا ہے اس تمام بیان سے ظاہر ہوا کہ احمد سے دو روایتین کراہت کے بارے مین اور زہدیات کو الحان سے گانے کے غیر مکروہ ہونے مین آئی ہین باقی سادہ غنا جو آجکل معروف و مشہور ہے احمد کے نزدیک ممنوع ہے اور اگر ان کو یہ معلوم ہوتا کہ لوگوں نے کیا کیا نئی نئی باتین نکالی ہین تو خدا جانے کیا حکم دیتے **فصل** ملک کے مذہب کی نسبت عبد اللہ

بن احمد عن ابیہ عن اسحٰق بن عیسےٰ الطباع قال سالت مالک بن انس عما یرخص فیہ اهل المدینۃ من الغنا فقال انما یفعلہ

**فصل** وأنبأنا ابو الطیب الطبری قال اما مالک بن انس فانہ نهی عن الغنا وعن استماعہ وقال اذا اشتری جاریۃ

مغنیۃ کان لہ ردها بالعیب وهو مذهب سائر اهل المدینۃ الا ابراهیم بن سعد وحدہ فانہ قد حکی زکریا الساجی

انہ کان لایری بہ باسا **فصل** واما مذهب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ **فعن** ابی الطیب الطبری قال کان ابوحنیفۃ یکرہ

الغنا مع اباحتہ شرب النبیذ ویجعل سماع الغنا من الذنوب قال وکذلک مذهب سائر اهل الکوفۃ ابراهیم

والشعبی وحماد وسفیان الثوری وغیرهم لا اختلاف بینهم فی ذلک قال ولا یعرف بین اهل البصرۃ خلاف فی کراهۃ ذلک

المنع منہ الا ما روی عن عبید اللہ بن الحسین العنبری انہ کان لا یری بہ بأسا **فصل** واما مذهب الشافعی رحمہ اللہ

**فحدثنا** الحسن بن عبد العزیز الجروی قال سمعت محمد بن ادریس الشافعی یقول خلفت بالعراق شیئا احدثتہ الزنادقۃ

یسمونہ التغبیر یشغلون بہ الناس عن القرآن **قال المصنف** قد ذکر ابو منصور الازهری المغبرۃ قوم یغبرون بذکر اللہ بدعاء

وتضرع **وقد** سموا ما یطربون بہ من الشعر فی ذکر اللہ تغبیرا کانهم اذا تناشدوها بالالحان طربوا ورقصوا فسموا مغبرۃ لهذا

المعنی **وقال** الزجاج سموا مغبرین لتزهیدهم الناس فی الفانی من الدنیا وترغیبهم فی الآخرۃ وحدثنا

---

**ترجمہ** بن احمد نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اسحٰق بن عیسےٰ نے کہا میں نے مالک بن انس سے اُس غنا کی نسبت سوال کیا جس کی

اہل مدینہ اجازت دیتے ہیں جواب دیا کہ یہ فعل فاسقوں کا ہے **فصل ابو الطیب طبری** نے کہا مالک نے راگ اور اُس کے سننے سے

منع کیا اور کہا کہ اگر کسی لونڈی کو خرید اور اُس کو گانے والی پایا تو اس عیب کی وجہ سے اس کا لوٹا دینا مشتری کو جایز ہے

تمام علماے مدینہ کا یہی مذہب ہے بجز ایک ابراہیم بن سعد کے ان کی نسبت زکریا ساجی نے نقل کیا ہے کہ اس عیب مین کچھ حرج نہ دیکھتے

تھے **فصل** ابو حنیفہ کے مذہب کی بابت ابو الطیب طبری نے کہا کہ ابو حنیفہ باوجود نبیذ کے پینے کو مباح بتانے کے غنا کو مکروہ کہتے ہین اور

راگ سننا گناہ قرار دیتے ہین اور یہی مذہب تمام اہل کوفہ ابراہیم اور شعبی اور حماد اور سفیان ثوری وغیرہ کا ہے اس بارے مین اُن کے درمیان

کوئی اختلاف نہین اور اہل بصرہ مین بھی اس کے مکروہ وممنوع ہونے مین خلاف نہین پایا جاتا صرف عبید اللہ بن حسین عنبری سے اتنا مروی

ہے کہ وہ اس مین کچھ ڈر نہ جانتے تھے **فصل** شافعی کے مذہب کی نسبت حسن بن عبد العزیز جروی نے بیان کیا کہ مینے محمد بن ادریس

شافعی سے سُنا کہتے تھے مین عراق مین ایک چیز چھوڑ آیا ہون جس کو زندیقون نے نکالا ہے اُس کا نام تغبیر رکھا ہے اُس کے ذریعے سے

لوگون کو قرآن سے باز رکھتے ہین **مصنف** نے کہا ابو منصور ازہری نے بیان کیا کہ مغبرہ وہ لوگ ہین جو ذکر آلہی کو دعا اور

تضرع سے بدل دیتے ہین۔ ذکر آلہی کے اشعار کا جن پر اُن کو طرب آتا ہے تغبیر نام رکھا ہے گویا جب الحان کے ذریعہ

سے اُن کو مشاہدہ حق ہوا۔ تو طرب مین آگئے اور وجد کرنے لگے اس معنی کے لحاظ سے اس قوم کا نام مغبرہ پڑا

**زجاج** نے کہا ان لوگون کا نام مغبرہ اس لئے ہوکہ دنیاے فانی سے لوگون کو بے رغبت کرتے ہین۔ اور آخرت

کی ترغیب دیتے ہین ⁂

هبة الله بن احمد الحريري عن ابی الطيب طاهر بن عبد الله الطبری **قال** قال الشافعی الغنا لهو مكروه يشبه الباطل ومن استكثر منه فهو سفيه ترد شهادته **قال** وكان الشافعی يكره التغبير **قال** الطبری فقد اجمع علماء الامصار على كراهة الغنا والمنع منه وانما فارق الجماعة ابراهيم بن سعد وعبيد الله العنبری **وقد قال** رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالسواد الاعظم **وقال** من فارق الجماعة فقد مات ميتة جاهلية **قال المصنف** قد كان رؤساء اصحاب الشافعی ينكرون السماع **واما** قدماءهم فلا يعرف بينهم خلاف **وانما** اكابر المتاخرين فعلى الانكار **منهم** ابو الطيب الطبری وله فی ذم الغنا والمنع كتاب مصنف حدثنا به عنه ابو القاسم الحريری **ومنهم** القاضی ابو بكر محمد بن المظفر الشامی انبانا عبد الوهاب بن المبارك الانماطی عنه قال لا يجوز الغنا ولا سماعه ولا الضرب بالقضيب قال ومن اضاف الى الشافعی فقد كذب عليه **وقد** نص الشافعی فی كتاب ادب القضاء على ان الرجل اذا دام على سماع الغنا ردت شهادته وبطلت عدالته **قال المصنف** وهذا قول علماء الشافعية واهل التدين منهم وانما رخص فی ذلك من متاخريهم من قل علمه وغلبه هواه **وقال** الفقهاء من اصحابنا لا تقبل شهادة المغنی والرقاص **فصل** فی ذكر الادلة على كراهة الغنا والمنع منه **قال المصنف** قد استدل اصحابنا بالقرآن والسنة والمعنى

---

ترجمہ ہبۃ اللہ بن احمد حریری نے ابو الطیب طاہر بن عبد اللہ طبری سے روایت کیا کہ شافعی رح نے کہا غنا ایک لہو مکروہ ہے۔ جو باطل چیز کے مشابہ ہے جو شخص زیادہ غنا سنے گا۔ وہ بیوقوف ہے اس کی شہادت رد کی جائے گی **ابو الطیب** نے کہا شافعی رح تغبیر کو مکروہ بتاتے تھے۔ اور نیز طبری نے کہا کہ شہر شہر کے علماء نے غنا کے مکروہ و ممنوع ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ صرف ابراہیم بن سعد اور عبد اللہ عنبری علماء کی جماعت سے جدا ہو گئے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم بڑی جماعت کی پیروی کرو۔ اور نیز فرمایا جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا **مصنف** رحمۃ اللہ نے کہا اصحاب شافعی میں بڑے بڑے لوگ سماع کا انکار کرتے تھے ان میں سے متقدمین میں تو باہم انکار کرتے ہیں کوئی اختلاف ہی نہیں پایا جاتا اور متاخرین میں جو اکابر ہیں وہ انکار پر ہیں ان میں سے ایک ابو الطیب طبری ہیں جنہوں نے غنا کے مذموم ہو ممنوع ہونے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ ابو القاسم حریری نے ابو الطیب سے وہ کتاب روایت کی ہے اور ایک ان میں سے قاضی ابو بکر محمد بن مظفر شامی ہیں جن سے عبد الوہاب بن مبارک انماطی نے روایت فرمایا کہ کہتے تھے راگ اور اس کا سننا اور عود وغیرہ بجانا جائز نہیں اور کہتے تھے کہ جو شخص شافعی کی طرف غنا کو منسوب کرے اس نے اُن پر بہتان باندھا **شافعی** رح نے کتاب ادب القضاء میں قطعی طور سے کہا ہے کہ جو آدمی راگ سننے پر مداومت کرے اُس کی شہادت مردود اور عدالت باطل ہے **مصنف** رح نے کہا علماء شافعیہ اور اہل دیانت کا یہی قول ہے فقط اس کی نسبت متاخرین شافعیہ میں سے ان لوگوں نے رخصت دی ہے جن کا علم کم تھا اور ہوائے نفسانی ان پر غالب تھی **فقہاء حنبلیہ** کا قول ہے۔ کہ مغنی اور رقاص کی شہادت مقبول نہیں ہوگی **فصل** غنا کے مکروہ و ممنوع ہونے کی دلائل کے بیان میں **مصنف** نے کہا ہمارے اصحاب یعنی حنبلیہ نے قرآن اور سنت اور آثار سے استدلال کیا ہے۔

**فاما** الاستدلال من القرآن فبثلاث آيات **الآية الاولى** قوله تعالى ومن الناس من يشترى لهو الحديث
حدثنا سعيد بن جبير عن ابي الصهباء قال سالت ابن مسعود عن قول الله عز وجل ومن الناس من يشترى لهو الحديث
فقال هو والله الغناء وحدثنا عطاء بن السائب عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ومن الناس من يشترى لهو الحديث
قال هو الغناء واشباهه **وعن مجاهد** قال هو الغناء **وعن سعيد** بن بشار قال سالت عكرمة عن لهو الحديث
قال هو الغناء **وكذلك** قال الحسن **و**سعيد بن جبير **و**قتادة **و**ابراهيم النخعي **الآية الثانية** قوله تعالى
وانتم سامدون حدثنا يحيى بن سعيد عن سفيان عن ابيه عن عكرمة عن ابن عباس وانتم سامدون قال
هو الغناء بالحميرية اسمدي لنا غني لنا **قال مجاهد** هو الغناء يقول اهل اليمن سمد فلان اذا غنى
**الآية الثالثة** قوله تعالى واستفزز من استطعت منهم بصوتك حدثنا سفيان الثوري
عن ليث عن مجاهد واستفزز من استطعت منهم بصوتك قال هو الغناء والمزامير **واما السنة** فحدثنا
نافع عن ابن عمر انه سمع صوت زمارة راع فوضع اصبعيه في اذنيه وعدل راحلته عن الطريق وهو يقول يا نافع اسمع فاقول
نعم فيمضي حتى قلت لا فوضع يديه واعاد راحلته الى الطريق **وقال** رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم

---

ترجمہ قرآن سے استدلال تین آیتوں سے ہیں پہلی آیت ومن الناس من یشتری لهو الحدیث یعنی بعض لوگ کھیل کی
بات خریدتے ہیں **سعید بن جبیر** سے مروی ہے کہ ابو الصہباء نے کہا میں نے عبد اللہ بن مسعود سے اس آیت کے معنی پوچھے **ومن الناس**
من یشتری لهو الحدیث جواب دیا کہ خدا کی قسم وہ غنا ہے **عطاء** بن سائب نے سعید بن جبیر سے روایت کیا کہ ابن عباس نے کہا
ومن الناس من یشتری لهو الحدیث سے مراد غنا اور اس کے مشابہ اور چیزیں ہیں **مجاہد** نے کہا لهو الحدیث کے معنی **غنا** ہیں۔
**سعید بن بشار** کہتے ہیں میں نے عکرمہ سے لهو الحدیث کے بارے میں سوال کیا جواب دیا کہ وہ غنا ہے **حسن** اور **سعید**
بن جبیر اور قتادہ اور ابراہیم نخعی کا قول بھی یہی ہے **دوسری آیت** وانتم سامدون یعنی تم غافل ہو **یحیی بن سعید** نے بیان
کیا کہ سفیان نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ عکرمہ نے ابن عباس سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا وانتم سامدون سے مراد غنا ہے قبیلہ حمیر میں
محاورہ ہے **اسمدی لنا** جس کے معنی میں **غنی لنا** یعنی ہم کو گانا سناؤ **مجاہد** نے کہا سامدون کے معنی **غنا** ہیں۔
جب کوئی گاتا ہے تو اہل یمن بولتے ہیں **سمد فلان** یعنی فلاں شخص نے راگ گایا **تیسری آیت** **واستفزز**
من استطعت منهم بصوتک یعنی اے ابلیس جس کو تجھ سے ہو سکے اپنی آواز سنا کر اپنی طرف اُبھار لے **سفیان ثوری** نے
لیث سے روایت کیا کہ مجاہد نے کہا اس آیت سے مراد غنا و مزامیر ہیں **سنت** سے یوں استدلال کرتے ہیں نافع نے کہا ایک بار ابن
عمر نے کسی چرواہے کی بانسلی کی آواز سنی جلدی سے اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنی سواری کو راستے سے موڑ دیا۔
اور بار بار پوچھتے تھے کہ اے نافع کیا وہ آواز آتی ہے میں کہتا تھا ہاں یہ سنکر چپکے چلتے تھے جب میں نے کہا اب وہ آواز نہیں آتی تو
اپنے ہاتھ کانوں سے جدا کئے اور سواری کو راستے کی طرف لوٹایا اور بولے کہ میرے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

سمع زمارة راع فصنع مثل هذا **قال المصنف** اذا كان هذا فعلهم في حق صوت لا يخرج عن الاعتدال
فكيف بغناء اهل الزمان وزموهم **وحدثنا** علي بن يزيد عن القاسم ابن ابي اسامة قال نهى رسول الله صلى الله
عليه وسلم عن شرى المغنيات وبيعهن وتعليمهن وقال ثمنهن حرام وقرأ ومن الناس من يشترى لهو الحديث ليضل
عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين **وقال** عليه السلام ما من رجل يرفع صوته
للغناء الا بعث الله اليه شيطانين يرتد فانه هذا من ذا الجانب وهذا من ذا الجانب فلا يزالان يضربان بارجلهما
في صدره حتى يكون هو الذى يسكت **وروت** عائشة رضى الله عنها عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله
عز وجل حرم المغنية وبيعها وثمنها وتعليمها والاستماع اليها ثم قرأ ومن الناس من يشترى لهو الحديث **وروى**
عبد الرحمن بن عوف عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند نغمة وصوت
عند مصيبة **وعن** ابن عمر قال دخلت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا ابنه ابراهيم يجود بنفسه فاخذه
رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعه في حجره ففاضت عيناه فقلت يا رسول الله اتبكى وتنهى عن البكاء فقال اني لست
عن البكاء نهيت ولكن نهيت عن صوتين احمقين فاجرين صوت عند نغمة وصوت عند مصيبة ضرب وجه

**ترجمہ** کسی چرواہے کی بانسلی سُنی تھی تو آپ نے یہی عمل فرمایا تھا۔ جیسا مین نے کہا **مصنف** نے کہا جب صحابہ کا یہ فعل
اس آواز پر تھا جو اعتدال سے خارج نہین کردیتی تو بھلا اس زمانے والون کے راگ اور باجون کا کیا کہنا چاہئے **علی** بن یزید نے روایت
کیا کہ قاسم بن ابی اسامہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گانیوالی لونڈیون کے خریدنے اور بیچنے اور تعلیم کرنے سے منع فرمایا اور
ارشاد فرمایا کہ اُن کی قیمت حرام ہے اور یہ آیت پڑھی ومن الناس من یشتری الخ یعنی بعض لوگ ایسے ہین کہ لہو کی باتین خریدتے ہین
تاکہ خدا کی راہ سے گمراہ کرین۔ اور اُس کو ایک تمسخر سمجھین ایسے ہی لوگون کے لئے ذلت بخش عذاب ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آدمی گانے کے لئے اپنی آواز بلند کرتا ہے اللہ تعالی اس کی طرف دو شیطان بھیجتا ہے وہ دونون اُس کے
اوپر سوار ہوجاتے ایک اس جانب دوسرا اُس جانب ہوتا ہے اپنے پاؤن اس گانے والے کے سینے مین مارتے رہتے ہین حتی کہ
گانے سے خاموش ہورہے **عائشہ** رضی نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے فرمایا اللہ عزوجل
نے گانے والی لونڈی کا خریدنا اور فروخت کرنا اور تعلیم دینا اور اس کا راگ سننا سب حرام کردیا ہے اتنا فرما کر یہ آیت پڑھی ومن
الناس من یشتری لھو الحدیث **عبد الرحمن** بن عوف نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھکو اللہ تعالی نے
دو آوازون سے جن مین حماقت اور فجور پایا جاتا ہے منع فرمایا ہے ایک نغمہ کی آواز دوسرے مصیبت کے وقت کی آواز **ابن عمر** نے کہا
مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گیا آپ کے صاحبزادے ابراہیم اسوقت دم توڑ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو
اپنی گود مین لے لیا اور آپ کی آنکھین بھر آئین مینے عرض کیا یا رسول اللہ آپ خود تو روتے ہین اور دوسرونکو رونے سے منع فرماتے ہین
ارشاد فرمایا مجھکو رونے سے نہین منع کیا گیا بلکہ حماقت اور فجور بھری ہوئی دو آوازون سے ممانعت فرمائی گئی ہے ایک نغمہ کی آواز

وشق جیوب ورنة الشیطان وحدثنا عکرمة عن ابن عباس ان النبی صلے الله علیه وسلم قال بعثت
بهدم المزمار والطبل وفی روایة اخرے بعثت لکسر المزامیر وحدثنا ابو الفرح بن فضالة
عن یحیے بن سعید عن محمد بن عمر عن ابن علی بن ابی طالب رضی الله عنهم قال قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم اذا فعلت امتی خمسة عشر خصلة حل بها البلاء فذکرمنها اذا اتخذت القیان والمعازف وحدثنا
محمد بن یزید عن المسلم بن سعید عن رمح الحذائی عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اذا اتخذ الفیٔ دولا والامانة مغنما والزکوة مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امرأته وعق امه وادنی صدیقه
واقصی اباه وظهرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلة فاسقهم وکان زعیم القوم ارذلهم واکرم الرجل مخافة
شره وظهرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن اخر هذه الامة اولها فلیرتقبوا عند ذلک ریحا حمراء و زلزلة
خسفا ومسخا وقذفا وآیات تتتابع کنظام بال قطع سلکه فتتابع وقد روی سهل بن سعید
عن النبی صلے الله علیه وسلم انه قال یکون فی امتی خسف وقذف ومسخ قیل یا رسول الله صلی الله
علیه وسلم متی قال اذا ظهرت المعازف والقینات واستحلت الخمر

ترجمہ اور گریبان پھاڑنے اور شیطانی نوحہ کرنے سے منع کیا ہے عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا مجکو اللہ تعالی نے مزمار اور طبل کے تباہ کرنے کو مبعوث فرمایا ہے دوسری روایت مین آیا ہے کہ مزامیر کو توڑ ڈالنے کو بھیجا ہے۔
ابو الفرح بن فضالہ نے یحیی بن سعید سے روایت کیا کہ محمد بن عمر نے حضرت علی سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
میری امت پندرہ خصلتین اختیار کریگی تو اس کے اوپر بلا نازل ہوگی ان پندرہ مین سے ایک آپ نے یہ فرمایا گانے والی لونڈیان
ور گانے بجانے کی چیزین اختیار کرینگے محمد بن یزید نے مسلم بن سعید سے روایت کیا کہ رمح حذائی نے ابوہریرہ سے بیان کیا کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگ محصول مملکت کو اپنی دولت بنالینگے اور امانت کو غنیمت اور زکوۃ کو تاوان سمجھین گے اور غیر دین کے
لئے علم پڑھین گے اور آدمی اپنی بی بی کا کہنا مانے گا اور مان کی نافرمانی کرے گا اپنے دوست کو آرام پہونچائیگا۔ اور اپنے باپ کو ستائیگا
اور مسجدون مین شور مچائینگے۔ اور خاندان کا سردار فاسق شخص ہوگا اور قوم کا رئیس ایک رذیل آدمی ہوگا۔ اور انسان کے شر و فساد
سے ڈر کر لوگ اس کی تعظیم کرین گے اور گانے والیان اور گانے بجانے کی چیزین عام طور پر ظاہر ہون گی اور شرابین پی جائینگی اور اس امت
کے پچھلے لوگ اپنے پہلے والون کو لعنت کرین گے اس حالت مین لوگ منتظر رہین کہ ایک سرخ آندھی آئے گی اور زلزلہ آئیگا اور خسف واقع
ہوگا۔ اور صورتین مسخ ہو جائینگی اور آسمان سے پتھر برسین گے اور ان کے علاوہ اور آیتین پے درپے ظہور کرین گے جس طرح کسی
موتی کی لڑی کا ڈورا توڑ دیا جائے اور موتی لگاتار گرتے چلے جائین سہل بن سعد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت
مین خسف یعنی زمین مین دھنس جانا اور قذف یعنی آسمان سے پتھر برسنا اور مسخ یعنی صورتون کا بدل جانا واقع ہوگا صحابہ نے
عرض کیا یا رسول کب ہوگا جب گانے بجانے کی چیزین اور گانے والیان ظاہر ہون اور شراب حلال سمجھی جائے

**وانبانا** ابو الحسن سعد الخیر بن محمد الانصاری فی کتاب السنن لابن ماجة یرفعه الی یحیی بن العلاء انه سمع صفوان بن امیة قال کنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فجاء عمرو بن قرة فقال یا رسول الله ان الله عز وجل قد کتب علی شقوة فما ارانی ارزق الا من دفی بکفی فاذن لی فی الغناء فی غیر فاحشة فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم لا آذن لک ولا کرامة ولا نعمة عین کذبت یا عدو الله لقد رزقک الله حلالا طیبا فاخترت ما حرم الله علیک من رزقه مکان ما احل الله لک من حلاله ولو کنت تقدمت الیک لفعلت بک وفعلت قم عنی وتب الی الله اما انک لو قلت بعد التقدمة الیک ضربتک ضربا وجیعا وجعلت رأسک مثلة ونفیتک من اهلک واحللت سلبک نهبة لفتیان المدینة فقام عمرو وبه من الشر والخزی ما لا یعلمه الا الله فلما ولی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم هؤلاء العصاة من مات منهم بغیر توبة حشره الله عریانا لا یستتر بهدبة کلما قام صرع **واما الآثار** فقال ابن مسعود الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل وقال اذا رکب الرجل الدابة ولم یسم ردفه الشیطان وقال تغنه فان لم یحسن قال له تمنه **و** مر ابن عمر بقوم محرمین وفیهم رجل یتغنی فقال الا لا یسمع الله لکم **و** سأل رجل القسم بن محمد عن الغناء فقال انهاک عنه واکرهه لک قال احرام هو قال انظر یا ابن اخی اذا میز الله عز وجل الحق من الباطل فی ایهما یجعل الغناء

**ترجمہ ابو الحسن** سعد الخیر بن محمد انصاری نے کتاب السنن ابن ماجہ مین بروایت یحیی بن العلا بیان کیا کہ انہون نے صفوان بن امیہ سے سُنا کہتے تھے کہ ہم ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اتنے مین عمرو بن قرہ نے آکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے لئے اللہ تعالی نے شقاوت اور بدبختی مقدر فرمائی ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ مجکو بغیر دف بجانے کے رزق نہین مل سکتا آپ مجکو غنا کی اجازت دیدیجیے مین فحش گانا نہین گاؤن گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تجھکو اجازت نہ دون گا اور نہ تیری عزت کرونگا اور نہ تجھ کو چشم عطا سے دیکھونگا اے خدا کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے اللہ تعالی نے تجھکو حلال اور پاک رزق عطا فرمایا ہے اور تو خدا کے رزق مین سے حرام اختیار کرتا ہے اگر مین تجھ کو پیشتر ممانعت کر چکا ہوتا تو اس وقت تجھ سے بری طرح پیش آتا چل میرے پاس سے اٹھ کھڑا ہو۔ اور خدا کے سامنے توبہ کر یاد رکھ اگر اب سمجھانے کے بعد تو نے ایسا کیا تو مین تجھ کو دردناک مار مارون گا اور تیرا مونھ بگاڑ دون گا اور تجھ کو تیرے گھر والون سے نکال کر شہر بدر کرون گا۔ اور تیرا رخت و اسباب مدینہ کے نوجوانون مین لٹوا دون گا یہ باتین سُنکر عمرو بن قرہ نہایت غمناک اور اندوہگین وہان سے اُٹھکر چلے گئے جب وہ جا چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہی لوگ عاصی و نافرمان ہین جو کوئی اِنمین سے بغیر توبہ مریگا حشر مین اللہ تعالی اُس کو ننگا اٹھائیگا ایک چیتھڑا بھی بدن پر نہو گا جب کھڑا ہونے لگے گا لڑکھڑا کر گر پڑیگا **آثار** یہ ہین جو اہل اللہ لاتے ہین **ابن مسعود** نے کہا غنا دل مین نفاق اوگا دیتا ہے جسطرح پانی سبزی کو اُگاتا ہے اور کہا جب آدمی چوپایہ پر سوار ہوتا ہے اور بسم اللہ نہین کرتا شیطان اُس کے پیچھے بیٹھ لیتا ہے اور اُس سے کہتا ہے گانا گا اگر اُس کو گانا اچھی طرح نہین آتا تو شیطان کہتا ہے آرزو ہی بنا ابن **عمر** ایکبار کچھ لوگون پر گذرے جو احرام باندھے ہوئے تھے انمین ایک آدمی غنا کرتا تھا کہنے لگے خدا تمہاری نہ سنے یعنی تم پر توجہ نہ کرے **قاسم** بن محمد سے کسی نے غنا کے بارے مین پوچھا جواب دیا کہ مین تمکو غنا سے منع کرتا ہون اور تمہارے لئے برا جانتا ہون وہ بولا کہ بھلا کیا غنا حرام ہے قاسم کہا اے برادر زادے جب اللہ تعالی نے حق و باطل مین تمیز کر دی تو غنا کو

قال الشعبی لعن المغنی والمغنی له واخبرنا ابوحفص عمر بن عبیداللہ الارموی قال کتب عمر بن عبدالعزیز الی مؤدب ولده لیکن اول ما یعتقدون من ادبك بغض الملاهی التی بدؤها من الشیطان وعاقبتها سخط الرحمان فانه بلغنی عن الثقات من حملة العلم ان حضور المعازف واستماع الاغانی واللهج بها ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء العشب ولعمری لتوقی ذلك بترك حضور تلك المواطن ایسر علی ذی الذهن من الثبوت علی النفاق فی قلبه وقال فضیل بن عیاض الغناء رقیة الزنا وقال الضحاك الغناء مفسدة القلب مسخطة للرب وقال زید بن الولید یا بنی امیة ایاکم والغناء فانه یزید الشهوة ویهدم المروة وانه لینوب عن الخمر ویفعل ما یفعل السکر فان کنتم لا بد فاعلین فجنبوه النساء فان الغناء داعیة الزنا قال المصنف وکم فتنت الاصوات بالغناء من عابد وزاهد وقد ذکرنا جملة من اخبارهم فی کتابنا المسمی بذم الهوی عن عبدالرحمن بن ابی الزیاد عن ابیه قال کان سلیمان بن عبدالملك فی بادیة له فسهر لیلة علی ظهر سطح ثم تفرق عنه جلساؤه فدعا بوضوء فجاءت به جاریة له فبینا هی تصب علیه اذ استمدها بیده واشار الیها فاذا هی ساهیة مصغیة بسمعها مائلة بجسدها کله الی صوت غناء یسمعه فی ناحیة العسکر فامرها فتنحت

ترجمہ شعبی نے کہا گانے والے اور گوانے والے پر لعنت ہے ابوحفص عمر بن عبید اللہ اموی نے کہا عمر بن عبدالعزیز نے اپنے بیٹے کے اتالیق کو تحریر کیا کہ تمہاری تعلیم میں سے پہلا عقیدہ ان لوگون کا یہ ہونا چاہئے کہ لہو کی چیزون سے سخت نفرت رکھین لہو کی چیزون کا آغاز شیطان کی طرف سے ہے اور انجام اس کا خدا تعالے کی ناراضی ہے مینے علماے ثقات سے سنا ہے کہ باجون کی محفل مین جانا اور راگ سننا اور اُن کا دلدادہ رہنا دل مین نفاق اگا دیتا ہے جس طرح گھانس کو پانی اوگاتا ہے اور اپنی جان کی قسم کہ ایسے مقامات مین جانا چھوڑ کر اس بلا سے محفوظ رہنا صاحب عقل کے لئے اس سے زیادہ آسانی ہے کہ اپنے دل کے نفاق پر ثابت قدم رہے فضیل بن عیاض کا قول ہے غنا منتر ہے زنا کا ضحاک نے کہا غنا دل کو خراب اور خدا کو ناراض کرتا ہے زید بن ولید نے کہا اے بنی امیہ تم غنا سے دور رہو کیونکہ غنا شہوت کو بڑہاتا ہے اور آدمیت کی بنیاد ڈھاتا ہے۔ اور شراب کا قائم مقام ہے اور نشہ کا عمل کرتا ہے اور اچھا اگر تم ضرور ہی ایسا کرو تو عورتون کو اس سے دور رکھو کیونکہ غنا حرام کاری کی طرف بلاتا ہے مصنفؒ نے کہا راگ کی آوازین سنکر بہت سے عابد اور زاہد فتنہ مین پڑگئے ہین ان کی کچھ حکایتین ہم نے اپنی کتاب موسوم بذم الہوی مین نقل کی ہین عبدالرحمن بن ابی الزناد اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ ایکبار سلیمان بن عبدالملک اپنے ڈیرے مین تھے ایک رات کوٹھے پر دیر تک جاگتے تھے جب اُن کے اہل جلسہ چلے گئے۔ تو وضو کے لئے پانی مانگا ایک لونڈی لے کر آئی وہ وضو کرانے کے لئے پانی ڈال رہی تھی کہ اسی اثنا مین سلیمان نے اپنے ہاتھ کے لئے اس لونڈی سے کچھ مدد چاہی۔ اور اُس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا کیا دیکھتے ہین کہ وہ بالکل غافل ہو رہی ہے اور کان لگائے ہوئے اور اپنا تمام بدن جھکائے ہوئے ایک راگ کی آواز سن رہی ہے جو لشکر کی جانب سے آتی تھی سلیمان نے بھی وہ آواز سنی اُس لونڈی کو حکم دیا وہ الگ ہوگئی +

واستمع هو الصوت فاذا صوت رجل يغني فانصت له حتى فهم ما يغني به من الشعر ثم دعا جارية من جواريه غيرها
فتوضأ فلما اصبح اذن للناس اذناً عاماً فلما اخذوا مجالسهم اجرى ذكر الغناء ومن كان يسمعه ولين فيه حتى ظن القوم
انه يشتهيه فافاضوا في التليين والتحليل والتسهيل فقال هل بقي احد يسمع منه فقال رجل من القوم يا امير المؤمنين
عندي رجلان من اهل ايلة حاذقان قال واين منزلك من العسكر فاومى الى الناحية التي كان الغناء منها فقال
سليمان تبعث اليهما فوجد الرسول احدهما فاقبل به حتى ادخله على سليمان فقال له ما اسمك قال سمير فسأله
عن الغناء فقال كيف هو فيه فقال حاذق محكم قال فمتى عهدك به قال في ليلتي هذه الماضية قال وفي اي نواحي العسكر كنت
فذكر له الناحية التي سمع منها الصوت قال فما غنيت فذكر الشعر الذي سمعه سليمان فاقبل سليمان فقال
هدر الجمل فضبعت الناقة وهب التيس فسكرت الشاة هدر الحمام فزافت الحمامة وغنى الرجل فطربت المرأة ثم
امر به فخصي وسأل عن الغناء اين اصله واكثر ما يكون فقالوا في المدينة وهو في المخنثين وهم الحذاق به والائمة
فيه فكتب الى عامله على المدينة وهو ابوبكر بن محمد بن عمرو بن حزم ان اخص من قبلك من المخنثين

ترجمہ اور خود کان لگا کر وہ آواز سننے لگے معلوم ہوا کہ کوئی آدمی گا رہا ہے اُس کی آواز سے تو خاموش ہو کر سننے لگے حتی کہ جو شعر
وہ گا رہا تھا سمجھ گئے۔ بعد ازان اُس لونڈی کے سوا دوسری لونڈی کو بلایا۔ اور وضو کیا جب صبح ہوئی لوگون کو اذن عام دیا
کہ سب حاضر ہون جس وقت سب لوگ آ کر اپنی اپنی جگہ بیٹھے سلیمان نے راگ کا اور اُس کے سننے والون کا ذکر چھیڑا۔ اور اس بارے مین ایسی نرم بیانی کی کہ لوگ سمجھے سلیمان غنا کی خواہش رکھتے ہین لہذا سب کے سب غنا کے اصول تلیین
وتسہیل وغیرہ کا ذکر کرنے لگے۔ سلیمان نے کہا بھلا کیا کوئی اور آدمی بھی تم مین ایسا باقی رہ گیا ہے جس سے کچھ سُنا جائے ایک شخص
بولا یا امیر المومنین میرے یہان ایلہ کے رہنے والے دو آدمی ہین۔ جو اس فن مین حاذق ہین۔ سلیمان نے پوچھا لشکر مین تمہارا مکان
کدہر ہے اُس نے اُسی جانب اشارہ کیا۔ جدہر سے راگ کی آواز آئی تھی حکم دیا کہ ان دونون کو بلوایا جائے قاصد گیا تو اُن مین سے
ایک کو پایا اور اُس کو سلیمان کے حضور مین پہنچا سلیمان نے اُس کا نام پوچھا کہنے لگا میرا نام سمیر ہے پھر سوال کیا کہ تو گانا کیسا جانتا ہے جواب
دیا کہ اس فن مین بہت بڑا کامل ہون پوچھا کہ تو نے کب سے نہین گایا ہے اُس نے کہا کہ حضور مین نے آج ہی رات گایا
تھا۔ سلیمان نے پوچھا کہ تو لشکر کی کس جانب مین تھا اُس نے وہی جانب بتائی جس طرف سے آواز آئی تھی دریافت کیا کہ رات
تو کونسا شعر گاتا تھا اس نے وہی شعر بتایا جو سلیمان نے سنا تھا۔ اُسی وقت سلیمان لوگون کی طرف مخاطب ہو کر بولے۔ کہ
اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی بیخود ہو جاتی ہے۔ اور بکرا جوش شہوت مین آ کر آواز نکالتا ہے تو بکری مست ہو جاتی ہے اور کبوتر
غرغراتا ہے تو کبوتری مزے مین آتی ہے۔ اور مرد راگ گاتا ہے تو عورت طرب مین آتی ہے۔ یہ کہکر حکم دیا وہ آدمی خصی
کر دیا گیا اور دریافت کیا کہ غنا کی اصل کہان سے ہے لوگون نے کہا مدینے مین مخنث لوگ اس فن کے کامل اور پیشوا ہین۔
سلیمان نے اپنے عامل ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم کو جو مدینہ پر حاکم تھے تحریر کیا کہ جس قدر تمہارے یہان مخنث

المغنين **واما الغنا قال المصنف** فقد بينا ان الغنا يخرج الانسان عن الاعتدال وتغير العقل وبيان
هذا ان الانسان اذا طرب فعل ما يستقبحه في حال صحته من غير تحريك الراس وتصفيق يديه ودق الارض
برجله الى غير ذلك مما يفعله ارباب العقول السخيفة **والغنا** يوجب ذلك بل تقارب فعله فعل الخمر في تغطية العقل
فينبغي ان يقع المنع منه **وذكر** عند محمد بن منصور من اصحاب القصائد فقال هؤلاء الفرارون من الله عز وجل
لو ناصحوا الله وصدقوه لاقادهم في سرائرهم ما يشتغلهم عن كثرة التلاقي **قال** ابو عبد الله بن بطة العكبري سألني
سائل عن استماع الغني فنهيته عن ذلك واعلمته انه مما انكره العلماء واستحسنه السفهاء وانما يفعله طائفة
سموا بالصوفية وسماهم المحققون الجبرية اهل همم دنية وشرائع بدعية يظهرون الزهد وكل اسبابهم ظلمة
يدعون الشوق والمحبة باسقاط الخوف والرجا يستمعونه من الاحداث والنساء ويطربون ويصعقون و
يتغاشون ويتماوتون ويزعمون ان ذلك من شدة حبهم لربهم وشوقهم اليه تعالى الله عما يقوله الجاهلون
علوا كبيرا **فصل في ذكر الشبه التي تعلق بها من اجاز سماع الغنى فمنها**
حديث عائشة ان جاريتين كانتا يضربان عندها بدفين وفي بعض الفاظها دخل علي ابوبكر

---

**ترجمہ** گانے والے ہیں سکو خصی کرڈالو **مصنف** نے کہا غنا کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ اعتدال سے خارج کر دیتا ہے اور عقل میں تغیر لاتا ہے توضیح اس کی یہ ہے کہ انسان جب طرب ونشاط میں آتا ہے تو باوجود صحت ہوش وحواس کے ایسی حرکتیں کر گذرتا ہے جو بری معلوم ہوتی ہیں مثلاً سر ہلانا تالی بجانا زمین پر پاؤں ٹپکنا وغیرہ جو رکیک عقل والے کرتے ہیں اور راگ ایسی حرکتوں کا باعث ہوتا ہے۔ بلکہ اس میں قریب قریب شراب کا خاصہ ہے کہ عقل کو ڈھانک لیتا ہے۔ لہذا ضروری ہے۔ کہ اس سے منع کیا جائے **محمد بن منصور** کے سامنے قصیدے سننے والوں کا تذکرہ آیا کہنے لگے کہ یہ لوگ خدا کی طرف سے دھوکا کھائے ہوئے ہیں اگر اللہ تعالے سے حسن معاملت اور صدق نیت رکھتے تو وہ اُن کے دلوں میں ایسی باتیں القا فرماتا کہ یہ لوگ بیہودہ باتوں میں پڑنے سے باز رہتے۔
**ابو عبد اللہ بن بطہ عکبری** نے کہا مجھے ایک شخص نے گانا سننے کی نسبت سوال کیا میں نے اُس کو ممانعت کی اور بتایا کہ غنا کو علما برا سمجھتے ہیں اور بیوقوف لوگ اچھا جانتے ہیں ایک گروہ اس حرکت کے مرتکب ہیں جن کو صوفیہ کہتے ہیں اور اہل تحقیق نے ان کا نام احمق بڑے لوگ کم ہمت۔ والے بدعت کے طریقوں والے رکھا ہے۔ یہ لوگ زہد کا اظہار کرتے ہیں۔ اور اُن کی سب باتیں تیرہ دلی کی ہیں امید وبیم سے آزاد ہو کر شوق ومحبت کا جھوٹا دعوی کرتے ہیں امردوں اور عورتوں سے گانا سُنکر طرب میں آتے ہیں اور تالیا بجاتے ہیں اور بیہوش اور مردہ بن جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالی کی شدت محبت اور کثرت شوق میں اُن کا یہ حال ہو گیا نعوذ باللہ یہ جاہل جو کچھ بکتے ہیں ایسی باتوں سے اللہ تعالی نہایت پاک اور برتر ہے۔ **فصل**
(اُن شبہات کے بیان میں جن سے گانا سننے کو جائز بتلانے والے دلیل لاتے ہیں)۔ ایک تو حضرت عائشہ کی حدیث ہے کہ اُن کے پاس دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں۔ اور بعض الفاظ حضرت عائشہ کے یہ ہیں کہ میرے پاس حضرت ابوبکر آئے

وعندی جاریتان من جواری الانصار یغنیان بما تقاولت به الانصار یوم بعاث فقال ابوبکر امزمور الشیطان فی بیت رسول اللہ صلعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعهما یا ابابکر ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا وقد سبق ذکر ھذا الحدیث ومنها حدیث عائشۃ رضی اللہ عنہا انها زفت المرأۃ الی رجل من الانصار فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ ما کان معهم من اللهو فان الانصار یعجبهم اللهو وقد سبق ومنها حدیث فضالۃ بن عبید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال للہ اشد اذنا الی الرجل الحسن الصوت بالقرآن من صاحب القینۃ الی قینتہ قال ابو الطاہر وجہ الحجۃ انہ ثبت تحلیل استماع الغنا اذ لا یجوز ان یقاس علی محرم ومنها حدیث ابی هریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ما اذن اللہ لشئ ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن ومنها حدیث حاطب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فصل ما بین الحلال والحرام ضرب الدف فالجواب اما حدیث عائشۃ فقد سبق الکلام علیہا وبینا انهم کانوا ینشدون الشعر وسمی ذلک غنا لنوع تثبت فی الانشاد وترجیع ومثل ذلک لا یخرج الطباع عن الاعتدال وکیف یحتج بذلک الواقع فی الزمان السلیم عند قلوب صافیۃ علی هذہ الاصوات المطربۃ الواقعۃ فی زمان کدر عند نفوس قد تملکها الهوی ما هذا الا مغالطۃ للفهم اولیس قد صح فی الحدیث

ترجمہ اُس وقت انصاریوں سے دو لڑکیاں میرے پاس وہ اشعار گا رہی تھیں جو جنگ بعاث کے روز انصار نے فخریہ پڑھے تھے۔ حضرت ابوبکر بولے کہ رسول اللہ کے گھر میں شیطان کے آواز کا کیا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر ان کو کچھ نہ کہو ہر قوم میں عید ہوتی ہے آج ہماری عید ہے اس حدیث کا ذکر پیشتر گذر چکا عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک یہ حدیث ہے کہ ایک عورت ایک انصاری کے ساتھ بیاہی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ ان کے ساتھ لہو کی چیزوں میں سے کیا کیا تھا کیونکہ انصار لوگ لہو کو پسند کرتے ہیں یہ حدیث بھی مذکور ہو چکی ایک فضالہ بن عبید کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنے والے کی طرف اُس سے بھی زیادہ کان لگاتا ہے کہ کوئی اپنی گانیوالی لونڈی کا گانا سنتا ہو ابو طاہر نے کہا کہ اس حدیث سے دلیل لانے کی وجہ یہ ہے کہ گانا سننے کا جواز ثابت ہو گیا کیونکہ جائز چیز کو حرام چیز پر قیاس کرنا جائز نہیں ایک حدیث ابوہریرہ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی نے کسی چیز کی طرف ایسی توجہ نہیں فرمائی جیسے تو جہ ایسے نبی کی طرف فرمائی جو قرآن کے ساتھ تغنی کرتا ہو یعنی خوش آوازی اور ایک حدیث حاطب کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حلال اور حرام میں فرق دف بجانے سے ہوتا ہے جواب ان شبہات کا یہ ہے کہ عائشہؓ کی حدیث پر گفتگو پیشتر ہو چکی اور ہم بیان کر چکے کہ وہ لڑکیاں شعر پڑھتی تھیں اور اُس کو غنا اس لیے فرمایا کہ اس میں ایک قسم کا ٹھیراؤ اور ترجیع بھر پایا جاتا تھا اور اس قسم کے گانے طبیعتیں اعتدال سے باہر نہیں ہوتیں اور بھلا اس گانے سے جو شعر خوانی تھا جو ایسے زمانہ میں واقع ہوا جو فتنے سے محفوظ تھا اور صاف قلوب کے سامنے گایا گیا کیونکر حجت ہوگی ایسے راگ گانے پر جو آجکل کی کدورت آمیز زمانے کی طرب انگیز اور آواز دیکر گاتے میں جن کو ایسے لوگ سنتے ہیں جو ہوائے نفسانی کے بندے ہیں یہ صرف سمجھ کا مغالطہ ہے بھلا کیا حدیث صحیح میں نہیں آیا +

دعهما

عن عائشةؓ انها قالت لو رای رسول الله صلی الله علیه وسلم ما احدث النساء لمنعهن المسجد وانما ینبغی للمفتی ان یزن الاحوال کما ینبغی للطبیب ان یزن الزمان والسن والبلد ثم یصف علی مقدار ذلک واین الغنا بما تقاولت به الانصار یوم بعاث من غنا امرد مستحسن بالات مستطابة وصناعة یجذب الیها النفس وغزلیات یذکر فیها الغزال والغزالة فهل یثبت هناک طبع هیهات بل ینزعج شوقا الی المستلذ ولا یدعی انه لایجد ذلک الا کاذب او خارج عن حد الآدمیة ومن ادعی اخذ الاشارة من ذلک الی الخالق فقد استعمل فی حقه ما لا یلیق به علی ان الطبع مشتاق الی ما یجد من الهوی **وقد اجاب** ابو الطیب الطبری عن هذا الحدیث انه قال هذا حجتنا لان ابابکر سمی ذلک مزمور الشیطان ولم ینکر النبی صلی الله علیه وسلم علی ابی بکر قوله وانما منعه من التغلیظ فی الانکار بحسن رفقه لاسیما فی یوم العید **وقد کانت** عائشة صغیرة فی ذلک الوقت ولم ینقل عنها بعد بلوغها الا ذم الغنا **وقد کان** ابن اخیها القاسم بن محمد یذم الغنا ویمنع من سماعه وقد اخذ العلم عنها **قال المصنف** واما اللهو المذکور فی الحدیث الآخر فلیس بصریح فی الغنا فیجوز ان یکون انشاد الشعر او غیره **واما** التشبیه بسماع الی القینة

**ترجمہ** حضرت عائشہؓ نے کہا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ عورتوں نے کیسی کیسی نئی باتیں نکالی ہیں تو اُن کو مسجد میں آنے سے روک دیتے فتوی دینے والے کو چاہئے کہ لوگوں کے احوال کا اندازہ کرے جس طرح طبیب کو لازم ہے کہ وقت اور عمر اور شہر کا اندازہ کرکے اُسی مقدار پر علاج کرے اور بھلا کہاں اُون اشعار کا گانا جو انصار نے جنگ بعاث کے روز باہم پڑھے تھے اور کہاں خوبصورت لڑکے کا راگ جسکو خوشش آیندہ آلات پر گاتا ہے اور اپنا ہنر دکھاتا ہے جس کی طرف نفس کھنچتا ہے اور وہ غزلیں گاتا ہے جن میں ہرن اور ہرنی کا ذکر ہوتا ہے ایسے مقام پر طبیعت کیونکر قایم رہ سکتی ہے ہرگز نہیں بلکہ شوق سے لذیذ چیز کیجانب بہتا بات ہو جائیگی اور اس امر کا دعوی کہ مجھ پر ایسی حالت نہیں گذرتی وہی شخص کریگا جو کہ جھوٹا یا حد آدمیت سے گذرا ہوا ہوگا اور جو کوئی یہ دعوی کرے کہ میں ان غزلیات سے خالق کی طرف اشارہ لیتا ہوں وہ اللہ تعالی کے حق میں ایسی چیز عمل میں لاتا ہے جو اُس کی ذات کے شایان نہیں ٭ علاوہ ازین طبیعت اُسی طرف مشتاق ہوگی جو خواہش اس میں پائی جاتی ہے **ابو الطیب طبری** نے اس حدیث سے یہ جواب بھی دیا ہے کہ یہ حدیث ہمارے لئے حجت ہے کیونکہ حضرت ابوبکرؓ نے اس گانے کا نام شیطانی باجا رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ پر انکار نہیں فرمایا فقط بوجہ خوشش اخلاقی کے خاص کر عید کے دن کا لحاظ کرکے انکار میں تشدد کرنے سے منع فرمایا اور حضرت عائشہ اس وقت میں کم سن تھیں اور بعد بالغ ہونیکے اُن سے بجز راگ کی مذمت کے اور کچھ منقول نہیں اور اُن کے بھتیجے قاسم بن محمد غنا کو بُرا کہتے تھے اور اُس کے سننے سے منع کرتے تھے انہوں نے بھی حضرت عائشہ سے علم حاصل کیا ہے **مصنف** نے کہا دوسری حدیث میں جو لہو کا ذکر ہے یہ غنا کے بارے میں صراحت نہیں ہے بلکہ ممکن ہے کہ شعر وغیرہ کا پڑھنا مراد ہو جاتی رہی وہ حدیث جس میں گانیوالی لونڈی کی طرف کان لگانے کی ساتھ تشبیہ واقع ہوئی ہے ٭

فلا يمتنع ان يكون المشبه حراما فان الانسان لو قال وجدت للعسل لذة الخمر كان كلاما صحيحا وانما وقع التشبيه بالاصغاء فى الحالين فيكون احدهما حراما والاخر حلالا لا يمنع من التشبيه وقد قال عليه السلام انكم لترون ربكم كما ترون القمر ليلة البدر فشبه ايضاح الروية بايضاح الروية وان كان وقع الفرق بان القمر فى وجه يحيط به نظر الناظر والحق منزه عن ذلك والفقهاء يقولون فى ماء الوضوء لا ينشف لاعضاء لانه اثر عبادة فلا يسن مسحه كدم الشهيد فقد جمعوا بينهما من جهة اتفاقهما فى كونهما عبادة وان افترقا فى الطهارة والنجاسة فاستدلال ابن طاهر بان القياس لا يكون الا على مباح فقه الصوفية واما قوله يتغنى بالقران فقد فسره سفيان بن عيينة فقال معناه يتغنى به وقد فسره الشافعى فقال معناه يتحزن ويترنم وقال غيرهما يجعله مكان غناء الركبان اذا ساروا واما الضرب بالدف فقد كان جماعة من التابعين يكسرون الدفوف وما كانت هكذا فكيف لو رأوا هذه وكان الحسن البصرى يقول ليس الدف من سنة المرسلين فى شئ وقال عبيد القاسم بن سلام من ذهب به الى الصوفية فهو خطأ فى التاويل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فانما معناه عندنا اعلان النكاح واضطراب الصوت به والذكر فى الناس قال المصنف قلت ولو حمل على الدف فى حقيقة

ترجمہ تو اس مین کچھ قباحت نہین کہ مشبہ بہ حرام ہو کیونکہ انسان اگر یون کہے کہ مینے شہد مین شراب کا مزا پایا تو یہ کلام صحیح ہوگا حدیث مین صرف دونون حالت مین کان لگانے کے ساتھ تشبیہ واقع ہوئی ہے پھر ایک چیز کا حرام اور دوسری کا حلال ہونا تشبیہ کے لئے مانع نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا ہے تم اپنے پروردگار کو اس طرح دیکھو گے جیسے چاند کو چودھوین تاریخ مین دیکھتے ہو یہان بھی صرف صاف طور پر دیکھنے مین تشبیہ دی گئی ہے گو کہ باہم فرق واقع ہے کیونکہ چاند ایسی چیز ہے جسکو دیکھنے والے کی نگاہ احاطہ کر لیتی ہے اور اللہ تعالی اس سے منزہ و پاک ہے فقہاء وضو کے پانی کی نسبت کہتے ہین کہ اعضا پر سے پونچھنا نہ چاہئے کیونکہ وہ عبادت کا اثر ہے اُس کا پونچھنا مسنون نہین جس طرح شہید کا خون نہین پونچھا جاتا یہان خون اور پانی کو اس بینے جمع کر دیا کہ عبادت ہونے کی رو سے دونون متفق ہین گو کہ طہارت اور نجاست کے حکم مین جدا جدا ہین اس بیان سے معلوم ہوا کہ ابن طاہر کا یہ استدلال کہ قیاس ہمیشہ مباح چیز پر ہوا کرتا ہے صوفیہ کی فقہ دانی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ قرآن شریف پڑھنے مین غنا کرے اس کے معنی سفیان بن عیینہ نے یہی لئے ہین کہ خوش آوازی سے پڑھے شافعی نے یہ تفسیر کی ہے غناک آواز سے ترنم کے ساتھ پڑھے ان دونون کے سوا دوسرے علما اس غنا کو ایسا گردانتے ہین جیسے اونٹون پر چلنے والے رات کو گاتے چلتے ہین باقی رہا دف کا بجانا تابعین کی ایک جماعت دفون کو توڑ ڈالا کرتے تھے حالانکہ اسوقت ایسے دف نہ تھے جیسے آج کل ہین اگر ان دفون کو دیکھتے خدا جانے کیا کرتے حسن بصری کہتے ہین کہ پیغمبرون کی سنت مین سے دف کسی چیز مین داخل نہین ابو عبید القاسم بن سلام نے کہا صوفیہ مین سے جو دف کو جائز رکھتے ہین وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجت لاتے ہین خطا پر ہین کیونکہ ہمارے نزدیک اُس کے معنی یہ ہین کہ نکاح کا اعلان ہو اور سب مین اس کا شور مچ جائے اور لوگون مین چرچا ہونے لگے مصنف کہتا اگر دف کو حقیقی معنون پر بھی محمول کیا جائے

على انه قد قال احمد بن حنبل ارجو ان لا يكون بالدف باس في العرس ونحوه واكره الطبل وعن عامر بن
سعيد البجلي قال طلبت ثابت بن سعد وكان بدريا فوجدته في عرس له قال واذا الجوار يغنين ويضربن
بالدفوف الا تنهى عن هذا قال لا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رخص لنا في هذا وحدثنا
القاسم عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اظهروا النكاح واضربوا عليه
بالغربال يعني الدف **قال المصنف** قلت وكلما احتجوا به لا يجوز ان يستدل به على جواز
هذا الغناء المعروف المؤثر في الطباع **وقد** احتج لهم اقوام مفتونون بحب التصوف بما لا حجة فيه **فمنهم**
ابو نعيم الاصفهاني **قال** كان البراء بن مالك يميل الى السماع ويستلذ الترنم **قال المصنف** وانما
ذكر ابو نعيم هذا عن البراء لانه روى عنه انه استلقى يوما فترنم فانظر الى هذا الاحتجاج البارد فان الانسان لا يخلو من ان
يترنم فاين الترنم من سماع الغناء المطرب **وقد** استدل لهم محمد بن طاهر باشياء لولا ان يعثر على مثلها جاهل فيغتر لم يصلح
ذكرها لانها ليست بشيء **فمنها** انه قال في كتابه **باب الاقتراح على القوال** والسنة فيه فجعل الاقتراح على القوال سنة واسند
بما روى عمرو بن الشريد عن ابيه قال استنشدني رسول الله صلى الله عليه وسلم من شعر امية فاخذ يقول هيه هيه حتى انشدته مائة قافية

ترجمہ تو کچھ حرج نہین بنا برآنکہ احمد بن حنبل نے کہا۔ اُمید ہے کہ دف مین بیاہ شادی کے دن کوئی ڈر نہ ہو اور طبل میرے نزدیک
مکروہ ہے **عامر بن سعید بجلی** نے کہا مین نے ثابت بن سعید کو ایک بار تلاش کیا وہ اہل بدر مین سے تھے مجھ کو ایک
شادی کی محفل مین ملے وہان کچھ لڑکیان گاتی تھین اور دف بجاتی تھین مین نے کہا آپ اس سے منع نہین کرتے وہ بولے کہ نہین
منع کرتا کیونکہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقع پر اس کی اجازت فرمائی ہے **قاسم** نے حضرت عائشہ سے روایت
کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نکاح کا اظہار کرو اور اُس کے لئے غربال یعنی دف بجاؤ **مصنف** رح نے کہا۔
جن حدیثون سے ان لوگون نے حجت پکڑی ہے اُن سے اس مشہور غنا کے جواز پر جو طبیعتون مین اثر کرتا ہے استدلال
نہین ہو سکتے **صوفیہ** کے لئے کچھ لوگون نے جو تصوف کی محبت مین مفتون ہو گئے ایسے اقوال سے حجت پکڑی ہے
جن سے حجت نہین نکلتی **ابو نعیم اصفہانی** نے کہا براء بن مالک سماع کے مائل تھے اور ترنم کو لذیذ سمجھتے تھے **مصنف**
نے کہا ابو نعیم نے براء سے صرف یہی روایت کیا ہے کہ وہ ایک روز لیٹے اور ترنم کیا۔ اس بارد حجت لانے پر غور کرنا چاہیئے۔
کوئی انسان ایسا نہین جو ترنم نہ کرے بھلا کہان ترنم اور کہا طرب انگیز راگ سننا **محمد بن طاہر** نے صوفیہ کے لئے ایسی چیزون
سے دلیل پکڑی ہے کہ اگر ان اشیاء پر جاہلون کے پھسل پڑنے کا خوف نہ ہوتا تو ذکر کرنے کی قابل نہ تھین کیونکہ محض مہملات
ہین۔ ایک اُن مین سے یہ ہے کہ ابو طاہر نے اپنی کتاب مین ایک باب باندھا ہے جس مین قوال سے فرمایش کرنا سنت
قرار دیا ہے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ عمرو بن شرید نے اپنے باپ سے **روایت کیا کہ مجھ سے** رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے امیہ کے اشعار پڑھنے کو فرمایا آپ ہر شعر پر ھی ھی یعنی اور پڑھو فرمانے لگے حتی کہ مین نے سو شعر پڑھے

وقال ایضا باب الدلیل علی استماع الغزل قال العجاج سالت اباهریرة طاف الخیالان فهاجا سقما فقال
ابوهریرة کان ینشد مثل هذا عند رسول الله صلی الله علیه وسلم قال المصنف قلت فانظر الی الحجاج
بن طاهر ما اعجبه کیف یحتج بجواز انشاد الشعر علی جواز ان یغنی به وما مثله الا کمثل من قال یجوز ان
یضرب بالکف علی ظهر العود فجاز ان یضرب باوتاره او قال یجوز ان یعصر العنب ویشرب فی یومه فجاز ان یشرب
بعد ایام فقد نسی ان انشاد الشعر لا یطرب کما یطرب الغنا وحدثنا ابو محمد التمیمی قال سالت الشریف ابا علی بن
ابی موسی الهاشمی عن السماع فقال ما ادری ما اقول فیه غیر انی حضرت ذات یوم شیخنا الحسن عبد العزیز بن الحارث التمیمی
سنة سبعین وثلثمائة فی دعوة عملها لاصحابه حضرها ابوبکر الابهری شیخ المالکیین وابو القاسم الدارکی شیخ الشافعیین و
ابو الحسن طاهر بن الحسین شیخ اصحاب الحدیث وابو الحسن ابن سمعون شیخ الوعاظ والزهاد وابو عبدالله بن مجاهد شیخ المتکلمین
وصاحبه ابوبکر بن الباقلانی وذا شیخنا ابو الحسن التمیمی شیخ الحنابلة فقال ابو علی سقط السقف علیهم لم یبق
بالعراق من یفتی فی حادثة بسنة ومعهم ابو عبدالله غلام قلما وکان یقرأ القرآن بصوت حسن
فقیل له قل شیئا فقال وهم یسمعون **شعر** خطت انامله فی بطن قرطاس

ترجمہ نیز ابوطاہر نے ایک باب باندھا ہے جس مین غزل سننے کی دلیل یہ لکھی ہے کہ عجاج نے کہا مین نے ابوطاہر سے اس قسم کے
اشعار کی نسبت دریافت کیا مصرع طاف الخیالان فھاجا سقما یعنی دو صورتین خواب مین نظر آئین اور مرض کو برانگیختہ کیا۔
ابوہریرہ نے جواب دیا ایسے اشعار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مین پڑھے جایا کرتے تھے مصنفؒ نے کہا ابوطاہر
کے حجت لانے پر غور کرنا چاہیے کہ کس قدر تعجب خیز ہے یہ شخص شعر پڑھنے کے جواز سے اُس کے گانے پر کیونکر استدلال
لاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے چونکہ عود کی پشت پر ہاتھ مارنا جائز ہے لہذا اُس کی تارون کو بھی ہاتھ سے بجانا جائز
ہوا۔ یا یون کہے انگور کو نچوڑ کر اُسی روز پی لینا جائز ہے لہذا بعد کئی دن کے پینا بھی جائز ہوا۔ ابوطاہر کو یہ نہین یاد رہا کہ شعر پڑھنا ایسا
طرب انگیز نہین جیسا غنا انشاد مین لاتا ہے **ابو محمد تمیمی** نے کہا مین نے شریف ابو علی بن موسی ہاشمی سے سماع کے بارے
مین پوچھا جواب دیا کہ مین نہین جانتا اس بارے مین کیا حکم دون بجز اس کے کہ ایک روز سنہ ۳۷۰ تین سو ستر ہجری مین شیخ
ابوالحسن عبدالعزیز بن حارث کے یہان مین ایک دعوت مین گیا جس مین اُنھون نے اپنے اصحاب کو مدعو کیا تھا اُس دعوت مین
ابوبکر ابہری شیخ مالکیہ اور ابوالقاسم دارکی شیخ شافعیہ اور ابوالحسن طاہر بن حسین شیخ اہل حدیث اور ابوالحسن بن سمعون شیخ واعظین
و زہاد اور ابو عبداللہ بن مجاہد شیخ متکلمین اور ابوبکر باقلانی اور یہ ہمارے شیخ ابوالحسن تمیمی شیخ حنبلیہ موجود تھے ابو علی نے کہا کہ اگر
ان سب بزرگوارون پر چھت ٹوٹ پڑتی تو عراق مین کوئی ایسا عالم نہ رہے جو حادثہ مین سنت کے مطابق فتوی دے اس دعوت مین اُنکے
ساتھ ابو عبداللہ غلام قلما بھی تھا وہ بڑی خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھا کرتا تھا اُس محفل مین کسی نے اُس سے کہا کوئی چیز اس وقت
سناؤ اُس نے چند اشعار گائے یہ حضرت بزرگ جمع تھے سب سن رہے تھے ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے معشوقہ کی انگلیون نے کاغذ پر لکھو ایک خط لکھا

رسالة معتبرة بالنفاس ۔ ان زرفد يتك قف لي غير محتشم ۔ فان حبك لي قد شاع في الناس ۔ وكان قولي لمن ادى رسالتها ۔ قف لي لامشي على العينين والراس ۔ فقال ابو علي فعند ما رأيت هذا لا يمكنني ان افتي في هذه المسألة بحظر ولا اباحة **قال المصنف** وهذه الحكاية ان صدق فيها محمد بن طاهر فان شيخنا ابن ناصر الحافظ كان يقول ليس محمد بن طاهر بثقة حملنا هذه الابيات على انه انشدها الا انه غني بها بقضيب ومخدة اذ لو كان ذلك لذكره ثم فيها كلام مختل قوله لا يمكنني ان اقول فيها بحظر ولا اباحة لانه ان كان مقلدا لهم فينبغي ان يفتي بالاباحة و ان كان ينظر في الدليل فما يلزمه من حضورهم ثم يقدر صحتها افلا اتباع المذهب اولى لارباب المذاهب **وقد ذكرنا عن ابي حنيفة** ومالك والشافعي واحمد رحمهم الله ما يكفي في هذا وشيدناه هذا **وقال** ابن طاهر في كتابه باب اكرامهم القوال وافراد الموضع له **واحتج** بان النبي صلى الله عليه وسلم رمى بردة كانت عليه الى كعب بن مالك لما انشده بانت سعاد وانما ذكرت هذا ليعرف قدر فقه هذا الرجل واستنباطه والا فالزمان اشرف من ان يضيع بمثل هذه التخليط **حدثنا** ابراهيم بن عبد الله وكان الناس يتبركون به قال حدثني المزني قال مررنا

---

**ترجمہ** اور یہ رسالہ معتبر بالنفاس تھا (یا وہ خط بیخودی میں نہیں بلکہ ہوش کی حالت میں تحریر کیا تھا) اس میں لکھا تھا کہ میں تجھ پر قربان جاؤں میرے پاس آ اور غرور کا برتاؤ میرے ساتھ نہ کر کیونکہ میرا تجھ سے عشق رکھنا تمام لوگوں پر ظاہر ہو گیا جس نامہ بر نے معشوقہ کا خط مجکو لا کر دیا میں نے اس سے یہ کہا تھا کہ ذرا ٹھیرو میں سر آنکھوں سے وہاں چلنے کو تیار ہوں ۔ ابو علی نے کہا جب سے میں نے یہ واقعہ دیکھا ہے غنا کے ممنوع یا مباح ہونے کی نسبت کچھ کہہ نہیں سکتا **مصنفؒ** نے کہا اس حکایت کے روایت کرنے میں اگر محمد بن طاہر سچے بھی ہوں کیونکہ شیخ ابن ناصر حافظ کہتے ہیں کہ محمد بن طاہر ثقہ نہیں تو یہ اشعار اس امر پر محمول ہونگے کہ اس لڑکے نے پڑھے تھے نہ یہ کہ عود و چنگ بجا کر گائے تھے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو ابو علی ضرور بیان کرتے علاوہ بریں یہ جملہ عجیب خلل آمیز ہے کہ میں غنا کے ممنوع یا مباح ہونے کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اگر ابو علی ان بزرگوں کے مقلد تھے تو مباح ہونے کا فتویٰ دینا چاہیے اور اگر دلیل پر غور کرتے تھے تو اس محفل میں ان علماء کے موجود گی سے اس پر کیا لازم آیا کیا بعکس اجتہاد مذاہب کے صحیح ہو گیا بلکہ اہل مذہب کے لئے اپنے مذہب کا اتباع کرنا بہتر ہے ہم ابو حنیفہؒ اور مالکؒ اور شافعیؒ اور احمدؒ رحمہم اللہ سے کافی بیان اس امر میں کر چکے اور اس کی تائید میں بھی بہت کچھ لکھ چکے **ابن طاہر** نے اپنی کتاب میں ایک باب باندھا ہے جس میں قوال کی عزت کرنا اور اس کے لئے محفل میں خاص جگہ مقرر کرنا بیان کیا اور اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر جس کو آپ اوڑھے ہوئے تھے کعب بن مالک کی طرف پھینکدی جب انہوں نے آپ کے سامنے قصیدہ بانت سعاد پڑھا تھا **مصنفؒ** نے کہا ابن طاہر کے یہ اقوال ہمنے اس لئے ذکر کر دیے ہیں تاکہ اس شخص کی فقہ دانی کا اندازہ معلوم ہو جائے ورنہ زمانہ اس سے اشرف ہے کہ ایسی تخلیط کی طرف توجہ کی جائے ابراہیم بن عبد اللہ جن کو لوگ متبرک جانتے تھے کہتے ہیں کہ مجھ سے مزنی نے بیان کیا کہ ہم ایک بار

مع الشافعی و ابراهیم بن اسماعیل علی دار قوم وجاریۃ تغنیهم شعر خلیلی ما بال المطایا کاننا۔ نراها علی الاعقاب تنکص فقال الشافعی میلوا بنا نسمع فلما فرغنا قال الشافعی لابراهیم ایطربك هذا قال لا قال فما لك حس قال المصنف قلت وهذا محال عن الشافعی لان الرواۃ مجهولون وابو طاهر لا یوثق به وقد کان الشافعی اجل من هذا کله ویدل علی صحۃ ما ذکرنا ما اخبرنا به ابو القاسم الجریری عن ابی طالب الطبری قال انما سماع الغنی من المراۃ التی لیست بمحرم فان اصحب الشافعی قالوا لا یجوز سواء کانت حرۃ او مملوکۃ قال وقال الشافعی وصاحب الجاریۃ اذا جمع الناس لسماعها فهو سفیه یرد شهادته ثم غلظ القول فیه فقال وهو دیانۃ قال المصنف وانما جعل صاحبها سفیها فاسقا قال المصنف وقد اخبرنا محمد بن القاسم البغدادی عن ابی عبد الرحمن السلمی قال اشتری سعد بن عبد الله الدمشقی جاریۃ قوالۃ للفقراء فکانت تقول لهم القصائد قال المصنف وقد ذکر ابو طالب المکی فی کتابه قال ادرکنا مروان القاضی وله جوار یسمعن التلحین قد اعدهن للصوفیۃ قال وکانت لعطاء جاریتان یلحنان فکان اخوانه یستمعون الیهما قال المصنف اما سعد الدمشقی فرجل جاهل والحکایۃ عن عطاء محال وکذب وان صحت الحکایۃ عن مروان فهو فاسق

ترجمہ شافعی اور ابراہیم بن اسماعیل کے ہمراہ ایک جماعت کے مکان کی طرف گذرے اُن لوگون کو ایک لونڈی ایک شعر گا کر سُنا رہی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے میرے دوستو معشوقہ سے بچھڑتے وقت سواریون کو کیا ہو گیا مین دیکھتا ہون کہ وہ پیچھے کی طرف مڑی آتی ہین شافعی کہنے لگے آؤ اس طرف چل کر سنین جب وہ لونڈی گا چکی شافعی نے ابراہیم سے کہا تم کو اس سے طرب آتا ہے۔ جواب دیا نہیں بولے کہ تمکو حس نہیں ہے مصنفؒ نے کہا شافعی سے ایسی روایت محال ہے کیونکہ اس کے راوی سب مجہول ہیں اور ابو طاہر ثقہ نہیں اور شافعیؒ کا مرتبہ اس سے بہتر تھا ہمارے دعوے کی دلیل یہ ہے کہ ابو القاسم جریری نے کہا کہ ابو طالب طبری کہتے ہیں غیر محرم عورت سے گانا سننے کی نسبت اصحاب شافعی کہتے ہیں کہ جائز نہیں خواہ وہ عورت حرہ ہو یا مملوکہ ہو طبری نے کہا شافعی کہتے ہیں جس لونڈی کا مالک لوگوں کو جمع کر کے انکو لونڈی کا گانا سنا دے تو بیوقوف ہے اسکی شہادت رد کی جائیگی پھر شافعی نے اس بابے مین تشدد سے گفتگو کی اور دیانت کا حق ادا کیا مصنفؒ نے کہا شافعیؒ نے اس لونڈی کے مالک کو بیوقوف بمعنی فاسق قرار دیا ہے محمد بن قاسم بغدادی نے ابو عبد الرحمن سلمی سے روایت کیا کہ سعد بن عبد اللہ دمشقی نے فقرا کے لئے ایک گانے والی لونڈی خریدی وہ اُن کو قصیدے سنایا کرتی تھی ابو طالب مکی نے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہی کہ ہم نے مروان قاضی کو دیکھا ہے اُن کے یہان الحان سے گانا سنانے والی لونڈیان تھین جن کو انہون نے صوفیہ کے لئے تیار کر رکھا تھا ابو طالب نے کہا عطاء کے پاس دو لونڈیان گانے والی تھین عطا کے اصحاب اُن کا گانا سنا کرتے تھے مصنفؒ نے کہا سعد دمشقی تو ایک جاہل آدمی ہے لیکن عطاء کی نسبت ایسی حکایت کرنا محال اور دروغ ہے اور مروان کی حکایت اگر صحیح ہی تو وہ فاسق ہے

والدلیل علی ما قلنا ما ذکرنا عن الشافعی و ھؤلاء القوم جھلوا العلم فمالوا الی الھوی **وقد انبانا زاھر بن طاھر** قال
انبانا ابو عثمان الصابونی و ابوبکر البیہقی قالا اخبرنا الحاکم ابو عبد اللہ النیسابوری قال اکثر ما التقینا انا و فارس
ابن عیسی الصوفی فی دار ابی بکر الابریسمی للسماع من ھزارۃ رحمھا اللہ تعالی فانھا کانت من مستورات القوالات
**قال المصنف** قلت وھذا اقبح شیٔ من مثل الحاکم کیف خفی علیہ انہ لا یحل ان یسمع من امرأۃ لیست
بمحرم ثم یذکر ھذا فی کتاب تاریخ نیسابور وھو کتاب علم من غیر تحاش عن ذکر مثلہ لقد کفاہ ھذا قدحا فی عدالتہ
**قال المصنف** انقول فیکم اخبرکم بہ اسماعیل السمرقندی یرفعہ قال کان عون بن عبد اللہ یقص فاذا فرغ
امر جاریۃ لہ تقص وتطرب قال مغیرۃ فارسلت الیہ او اردت ان ارسل الیہ انک من اھل بیت صدق وان اللہ
لم یبعث نبیہ بالحمق وان صنیعک ھذا صنع احمق **فالجواب** انا لا نظن بعون انہ امر الجاریۃ ان تقص علی الرجال
احب ان یسمعھا منفردا وھی ملکہ فقال لہ مغیرۃ الفقیہ ھذا القول وکرہ ان نظرت الجاریۃ لہ فما ظنک ان یسمعھن الرجال
وقد ذکر ابو طالب المکی ان عبد اللہ بن جعفر کان یسمع الغنا **قال المصنف** وانما کان یسمع انشاد جواریہ **وقد ذکر ابن طاھر**
الحکایۃ التی ذکرھا عن الشافعی وقد ذکرناھا ایضا وفی الحکایۃ احمد حنبل رواھا من طریق عبد الرحمن السلمی عن ابی العباس

ترجمہ جو کچھ ہم نے شافعی سے نقل کیا ہے اس قوم کا یہ حال ہے کہ علم سے نادان رہے اور خواہش نفسانی مین پڑ گئے **زاہر بن طاہر**
نے ابو عثمان صابونی اور ابوبکر بیہقی سے روایت کیا کہ حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری نے کہا مین اور فارس بن عیسے اکثر ابوبکر ابریسمی کے مکان
مین یکجا ہو کر مسماۃ ہزارہ کا گانا سنا کرتے تھے خدا اس پر رحم کرے وہ پردہ نشین گانے والیون مین سے تہی **مصنف**ؒ نے کہا۔
حاکم ایسے شیخ سے ایسی حرکت ہونا نہایت قبیح ہے حاکم سے یہ بات کیونکر مخفی رہی کہ غیر محرم عورت کی آواز سننا جایز نہین۔ پھر حاکم سے
اور زیادہ تعجب یہ کہ بیباک ہو کر اس واقعہ کا بیان کتاب تاریخ نیشاپور مین لکھا وہ ایک علمی کتاب ہے جس مین ایسے واقعہ کے ذکر
کرنے سے کنارہ کشی لازم تہی حاکم کی عدالت مین فرق آنے کے لیئے یہ قصہ کافی ہے **اسماعیل** سمرقندی نے مرفوعا بیان کیا۔ کہ
عون بن عبداللہ وعظ کہا کرتے تھے جب فارغ ہوتے تو اپنی لونڈی کو حکم دیتے وہ وعظ سناتی اور طرب مین لاتی۔ مغیرہ کہتے ہین مین نے
عون کے پاس کسی کو بھیجا یا بھیجنا چاہا اور کہا کہ تم خاندان صدق و صفا سے ہو اللہ تعالی نے اپنے نبی کو حماقت سکھلانے کے واسطے
مبعوث نہین فرمایا اور تمہاری یہ حرکت احمقون کی حرکت ہے۔ **مصنف**ؒ نے کہا ہم عون کی نسبت گمان نہین کر سکتے۔ کہ انہون
اپنی لونڈی کو آدمیون کے سامنے وعظ کہنے کا حکم دیا بلکہ یہ چاہا ہو گا کہ تنہائی مین خود اس کا وعظ سنین اور وہ لونڈی ان کی مملوکہ
تہی مغیرہ نے اُن سے کہا اس بات سے درگذر کر و اسکو بہی روا نہ رکہا کہ خود عون اس لونڈی کے گانے سے طرب حاصل کرین چہ جائیکہ
غیر لوگ عورتون کی آواز سنین **ابوطالب** مکی نے کہا عبداللہ بن جعفر غنا سنا کرتے تھے **مصنف**ؒ نے کہا صرف اپنی لونڈیون سے
اشعار پڑھوا کر سنتے تھے **ابن طاہر** نے اس حکایت کے بعد جو شافعیؒ سے نقل کی ہے ایک حکایت احمد بن حنبل سے روایت
کی ہے جس کو ہم نے بہی ذکر کیا ہے ابوطاہر نے وہ حکایت اس طریق سے روایت کی ہے۔ کہ عبدالرحمن سلمی نے ابوالعباس

الفرغانی قال سمعت صالح بن احمد بن حنبل یقول کنت احب السماع وکان ابی احمد یکرہ ذالک فواعدت لیلۃ ابن الخبازۃ فمکث عندی الی ان علمت ان ابی قد نام واخذ یغنی فسمعت حسا بی فوق السطح فصعدت فرأیت ابی یسمع وذیلہ تحت ابطہ یتبختر علی السطح کانہ یرقص **قال المصنف** قلت ہذہ قد بلغتنا من طرق ففی بعض الطرق **اخبرنا** ابو بکر بن مالک القطیعی حکی عن عبد اللہ بن احمد قال کنت ادعو ابن الخبازۃ وکان ابی ینہانا عن التغبیر فکنت اذا کان عندی اکتمہ من ابی لئلا یسمع وکان ذات لیلۃ عندی وکان یقول فعرضت لابی عندنا حاجۃ وکنا فی زقاق فجاء فسمعہ یقول فتسمع فوقع فی سمعہ شیء من قولہ فخرجت لانظر فاذا بابی ذاہبا وجائیا فرددت الباب ودخلت فلما کان من الغد قال لی یا بنی اذا کان مثل ہذا نعم ہذا الکلام او بمعناہ **قال المصنف** قلت ہذا ابن الخبازۃ کان ینشد القصائد الزہدیۃ اللتی فیہا ذکر الآخرۃ ولذلک استمع الیہ احمد وقول من قال یتبختر فان الانسان یعجبہ الطرب فیمیل یمینا وشمالا وقد ذکرنا القدح فی السلمی وفی ابن طاہر لرد ما بین ہذا اللغط وقد احتج ابو طالب المکی علی جواز السماع مناما وقسم السماع الی انواع وہو تقسیم صوفی لا اصل لہ وقد ذکرنا ان من ادعی انہ یسمع الغنا ولا یؤثر عندہ

ترجمہ فرغانی نے ذکر کیا کہ وہ کہتے ہیں مینے صالح بن احمد بن حنبل سے سُنا بیان کرتے تھے کہ مجھکو سماع کا شوق تہا اور میرے باپ احمد بن حنبل اُس سے نفرت رکھتے تھے مینے ابن خبازہ سے ایک رات وعدہ لیا وہ میرے پاس ٹھیرا رہا حتے کہ جب مینے جانا میرے باپ کی آنکھ لگ گئی ابن خبازہ گانے لگا مینے کوٹھے کی چھت پر اپنے باپ کی آہٹ پائی مین اوپر چڑھا اپنے باپ کو دیکھا کہ گانا سن رہے ہین اور اپنا دامن بغل مین دبائے ہوئے ٹہل رہے ہین گویا اُن پر رقص کی حالت طاری ہے **مصنف** نے کہا ہم کو یہ قصہ کئی طریقون سے پہونچا ہے ایک طریق یہ ہے **ابو بکر بن مالک** قطیعی نے کہا کہ عبد اللہ بن احمد نے بیان کیا کہ مین ابن خبازہ کو بلایا کرتا تہا اور میرے باپ ہلوگونکو تغبیر سے منع کیا کرتے تھے میرا یہ قاعدہ تہا کہ جب ابن خبازہ میرے پاس ہوتا تو اس کو اپنے باپ سے چھپا دیتا تاکہ کہین وہ اس کا گانا نہ سن لین - ایک رات وہ میرے پاس تہا اور کچھ گا رہا تہا میرے باپ کو ہمارے پاس آنے کی کچھ ضرورت پیش آئی - ہم اس وقت بالاخانے مین تھے مین دیکھنے کے لیئے باہر نکلا دیکھتا کیا ہون کہ میرے باپ ادہر سے اودہر جاتے ہین اُدہر سے ادہر آتے ہین مینے دروازہ بند کر لیا اور اندر ہو گیا جب صبح ہوئی مجہسے بولے کہ بیٹا اگر تم ایسا گانا سنتے تو یہ کلام تو بہت خوب ہے یا کوئی ایسا ہی جملہ تعریف کا زبان پر لائے **مصنف** نے کہا یہ ابن خبازہ زہدیہ قصیدے پڑہا کرتا تہا جن مین عقبے کا ذکر ہوتا تہا اسی لیئے احمد نے اُس طرف کان لگائے اور یہ جو روایت کیا گیا کہ احمد اِدہر سے اُدہر ٹہلتے تھے تو انسان کو طرب بے قرار کر ہی دیتا ہے لہذا داہنی جانب اور بائین جانب جھکنے لگتا ہے اور ہم نے سلمے اور ابن طاہر کا حال بیان کر دیا - یعنی قابل اعتبار نہین ہین جنہون نے ان دونون روایتون سے غل مچایا ہے - ابو طالب مکی نے صوفیہ کے لئے جواز سماع پر منامات یعنی خواب کے وقوعات سے حجت پکڑی ہے اور سماع کی کئی قسمین نکالی ہین یہ تقسیم ایک صوفی کی ہے - جس کی کوئی اصل نہین اور ہم بیان کر چکے کہ جو شخص اس بات کا دعوے کرے کہ وہ راگ سُنتا ہے اس کا کچھ اثر نہین پڑتا -

تحریك النفس الی الهوی فهو کاذب وعن ابی علی الطبری قال قال بعضهم انا لا نسمع الغناء بالطبع الذی یشترك
فیه الخاص والعام قال وهذا تجاهل منه عظیم لامرین احدهما انه یلزمه علی هذا ان یستبیح العود والطنبور وسائر
الملاهی لانه یسمعه بالطبع الذی لایشارکه فیه احد من الناس فان لم یستبح ذلك فقد نقض قوله وان استباح
فقد فسق والثانی ان هذا المدعی لایخلو من ان یدعی انه فارق طبع البشر وصار بمنزلة الملائکة فان
قال هذا فقد عرض علی طبعه وعلم کل عاقل کذبه اذا رجع الی نفسه ووجب ان لایکون له ثواب
علی ترك اللذات والشهوات وهذا لایقوله عاقل وان قال انا علی طبع البشر المجبول علی الهوی والشهوة
قلنا له فکیف تسمع الغناء المطرب بغیر طبعك او تطرب لسماعه لغیر ما فی شیٔ فی نفسك سئل
ابو علی الروذباری عمن یسمع الملاهی ویقول هی لی حلال لانی قد وصلت الی درجة لایؤثر فی اختلاف الاحوال
فقال نعم قد وصل لعمری ولکن الی السقر قال المصنف فان قیل قد بلغنا عن جماعة انهم سمعوا من المنشد
شیٔا فاخذوه علی مقصودهم فانتفعوا به قلنا لا ننکر ان یسمع الانسان بیتا من الشعر وکلمة فیاخذ منها
اشارة تزعجه بمعناها لا ان الصوت مطرب کما سمع بعض المریدین صوت مغنیة تقول کل یوم یتلون غیر هذا بك اجمل

ترجمہ اور اس کے نفس کو ہوا کی طرف حرکت نہین ہوتی یہ دعوے جھوٹا ہے ابو علی طبری نے کہا بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہم راگ
کو اس طبیعت سے نہین سنتے جس مین خاص و عام مشترک ہین ابو علی طبری کہتے ہین کہ اس دعوے مین دو وجہ سے ان لوگون کو
بہت بڑا تجاہل ہے ایک تو اس بنا پر ان کو یہ لازم آتا ہے کہ عود اور طنبور اور تمام ملاہی کو مباح کر لین کیونکہ یہ لوگ ایسی طبیعت سے
سنتے ہین جسمین دوسرا کوئی ان کا شریک نہین اب اگر یہ لوگ تمام ملاہی کو مباح نہ کرین تو انکا دعوی ٹوٹ گیا اور اگر مباح بتائین
تو فاسق ہین دوسرے یہ دعوے کرنیوالے دو حال سے خالی نہین یا تو اس امر کا دعوی کرین کہ وہ بشری طبیعت سے علیحدہ
ہو کر بمنزلہ فرشتون کے ہو گئے اگر یہ دعوی ہے تو ان لوگون نے اپنی طبیعتون کو معرض اعتراض بنایا اور ہر اہل عقل کو انکی نفسون
پر خیال کرنے سے ان کا کذب و دروغ معلوم ہو گیا اور یہ بات بھی لازم آئی کہ ان لوگون کو لذات و شہوات کے ترک کرنے پر کچھ ثواب
نہ ملے حالانکہ عقلمند آدمی کبھی ایسا دعوی نہین کر سکتا یا یہ لوگ کہنے لگین کہ ہم مین وہی بشری طبیعت موجود ہے جسکی سرشت و خمیر مین مواد شہوت
داخل ہے ہم کہین گے کہ پھر تم بغیر طبیعت کے کیونکر راگ سنتے ہو یا بغیر کسی قسم کی نفسانی خواہش کے گانا سنکر کیونکر طرب مین آتے
ہو ابو علی رودباری سے کسی نے ملاہی سننے والون کی نسبت سوال کیا کہ یہ لوگ کہتے ہین ہم ایسے درجہ پر پہونچ گئے کہ حالتون
کے مختلف ہونے سے ہم مین کچھ اثر نہین ہوتا ابو علی نے جواب دیا ہان قسم ہی کہ یہ لوگ ضرور پہونچ گئے ہین مگر جہنم مین پہونچے ہین مصنف نے
کہا اگر کوئی کہے کہ ہم نے سنا ہے کچھ لوگون نے کوئی شعر سنا اور اسکو اپنے مقصود کے موافق اخذ کر کے اس سے نفع حاصل کیا تو جواب یہ ہے
کہ ہم اس امر کا انکار نہین کرتے کہ انسان کوئی شعر یا کلمہ سنکر اس سے اشارہ اخذ کرے اور اسکے معنی پر غور کر کے بیقرار ہو جاوے کیونکہ آواز
مین طرب انگیزی پائی جاتی ہے چنانچہ کسی مرید نے ایک گانیوالی عورت کو یہ شعر گاتے ہوئے سنا کل یوم یتلون غیر هذا بك اجمل

فصاح فمات. فهذا لم يقصد سماع المرأة ولم يلتفت الى التلحين وانما قتله المعنى ثم ليس سماع كلمة او بيت كالاستعداد لسماع الابيات الكثيرة المطربة مع انضمام الضرب بالقضيب والتصفيق الى ذلك ثم ان ذلك السامع لم يقصد السماع ولو سألنا هل يجوز لي ان اقصد سماع ذلك منعناه **وقال المصنف** وقد احتج ابو حامد الطوسي باشياء نزل فيها عن رتبته من الفهم مجموعها انه قال ما يدل على تحريم السماع نص ولا قياس **وجوابه** هذا ما قد سلفناه وقال لا وجه لتحريم صوت طيب فاذا كان موزونا فلا يحرم ايضا واذا لم يحرم الآحاد لم يحرم المجموع فان افراد المباحات اذا اجتمعت كان المجموع مباحا قال ولكن ينظر فيما يفهم من ذلك فان فيه امر محذور حرم نثره ونظمه وحرم التصويت **قال المصنف** قلت واني لا تعجب من هذا الكلام فان الوتر بمفرده والعود وحده من غير وتر لو ضرب لم يحرم ولم يطرب فاذا اجتمعا وضرب بهما على وجه مخصوص حرم واطرب وكذلك ماء العنب جائز شربه فاذا حدثت فيه شدة مطربة حرم فكذلك هذا المجموع يوجب طربا يخرج عن الاعتدال فيمنع منه لذلك **قال ابن عقيل** الاصوات على ثلاثة اضرب محرم ومكروه ومباح **فالمحرم** الزمر والناي والسرناي والطنبور والمعزفة والرباب ومثلها **نص** احمد على تحريم ذلك ويلحق به الجرانة والجنك لان هذه تطرب وتخرج عن حد الاعتدال

**ترجمہ** یہ شعر سنتے ہی نعرہ مارا اور مرگیا اس مرید نے عورت کے گانا سننے کو قصد نہ کیا تھا اور نہ الحان کی طرف متوجہ ہوا تھا بلکہ صرف معنی نے اُس کو مار ڈالا علاوہ ازین ایک شعر یا کلمہ کا سننا ایسا نہین جیسا بہت سے طرب انگیز اشعار سننے کیلئے تیاری کرنا اور اس گانے کے ساتھ باجے اور تالیان بجانا پھر اس سننے والے مرید نے قصداً وہ شعر نہ سُنا تھا اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ میرے لئے قصد کرکے شعر کا سننا جائز ہے ہم اُس کو منع کرینگے **ابو حامد طوسی** نے صوفیہ کے لئے بہت سی چیزون سے حجت پکڑی ہے جنمین وہ عقل و فہم کے رتبہ سے اوتر آئے ہین ماحصل اون کے تمام کلام کا یہ ہے کہ سماع کے حرام ہونے پر کوئی نص اور قیاس دلالت نہین کرتا **مصنف** نے کہا جواب اس کا وہی ہے جو ہم پیشتر بیان کر چکے **ابو حامد** کہتے ہین عمدہ آواز کے حرام ہونے کی کوئی وجہ نہین۔ پھر اگر وہ موزون ہو جب بھی حرام نہین اور جس حالت مین افراد حرام نہوئے تو مجموعہ حرام نہین کیونکہ مباحات کے افراد جب مجتمع ہون تو وہ مجموعہ مباح ہی ہوگا مگر ہان اسکے مفہوم پر غور کیا جائیگا اگر اس مین کوئی امر ممنوع ہے تو اس کا نثر اور نظم سب حرام ہوگا اور آواز سے اس کا گانا بھی حرام ہوگا **مصنف** نے کہا۔ مجھکو اس کلام پر تعجب آتا ہے کیونکہ تار منفرد طور پر یا صرف عود بغیر تار کے اگر بجایا جائے تو نہ حرام ہوگا اور نہ طرب پیدا کرے گا اور جب دونوں یکجا ہوے اور خاص طور پر بجائے گئے حرمت آگئی اور طرب پیدا ہوا علی ہذا القیاس انگور کے عرق کا پینا جائز ہی مگر جب اسمین سرور پیدا ہوا تو حرام ہو گیا لہذا اسی طرح سماع مجموعی طور پر طرب خارج از اعتدال کا باعث ہوتا ہے اس وجہ سے ممنوع ہی **ابن عقیل** نے کہا آوازین تین قسم کی ہین حرام اور مکروہ اور مباح حرام تو بانسلی اور نے اور شہنائی اور طنبور اور چغانہ اور رباب اور اس قسم کے سب باجے ہین **احمد** نے قطعی طور پر ان سب باجونکو صریح حرام کہا ہی اور چنگ و چغانہ کو بھی انہین مین شامل کیا ہی کیونکہ یہ باجے طرب لاتے ہین اور اعتدال سے خارج کر دیتے ہین

وتفعل فی طباع الغالب من الناس ما یفعله المسکر وسواء استعمل علی حزن تهیجه او سرور لان النبی صلی
الله علیه وسلم نهی عن صوتین احمقین صوت عند نغمة وصوت عند مصیبة والمکروه القضیب لکنه
لیس بمطرب فی نفسه وانما یطرب ما تبعه وهو تابع للقول والقول مکروه ومن اصحابنا من یحرم القضیب کما تحرم الآلات اللهو
فیکون فیه وجهان کالقول نفسه والمباح الدف وقد ذکرنا عن احمد انه قال ارجو ان لا یکون بالدف بأس فی العرس ونحوه و
اکره الطبل **وقال** ابو حامد من احب الله وعشقه واشتاق الی لقائه فالسماع فی حقه مؤکد لعشقه **قال المصنف** قلت
وهذا قبیح ان یقال ان الله تعالی یعشق ثم ای توکید لعشقه فی قول المغنی **شعر** ذهبی اللون تحسب من وجنتیه النار
تقدح **قال المصنف** قلت وسمع ابن عقیل بعض الصوفیة یقول ان مشائخ هذه الطائفة کلما وقفت طباعهم حداها
الحادی الی الله بالاناشید فقال ابن عقیل لا کرامة لهذا القائل انما تحدی القلوب وعد القرآن ووعیده وسنة
الرسول فاما تحریک الطباع بالالحان فقاطع عن الله والشعر یتضمن صفة المخلوق والمعشوق مما یتجدد عنه
فتنة **ومن سولت** له نفسه التقاط العبر من محاسن البشر وحسن الصور فمفتون بل ینبغی
النظر الی المحال التی لحالتا علیه الله بها والخیل والریاح

ترجمہ اور اکثر لوگوں کی طبیعت میں نشہ کا عمل کرتے ہیں اور ان باجوں کا استعمال غم و مصیبت مین ہو یا عیش و خوشی مین یکسان
ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حماقت آمیز آوازون سے منع فرمایا ہے ایک نغمہ کی آواز دوسرے غم کا نوحہ اور مکروہ
لکڑیوں کا بجانا ہے کیونکہ یہ فی نفسہ طرب انگیز نہیں بلکہ طرب لانیوالی وہ چیز ہے جو اس کے تابع ہے یعنی جب گانے کے ساتھ بجائی
اور گانے کی آواز مکروہ ہی اور ہمارے بعضے اصحاب اسکو بھی دیگر آلات لہو کی طرح حرام کہتے ہین تو اسمین قوالی کی طرح دو وجہین
ہین مباح دف ہے احمدؒ سے ہم روایت کر چکے کہ اونھوں نے کہا مین امید کرتا ہوں کہ بیاہ شادی میں دف بجانے میں کوئی ڈر نہ
ہو اور طبل میرے نزدیک مکروہ ہے ابو حامد نے کہا جو شخص خدا سے محبت رکہے اور اس کا عاشق اور اس کی ملاقات کا مشتاق
ہو تو اس کے حق مین سماع اس کے عشق کا تاکید کرنیوالا ہو **مصنفؒ** نے کہا یون کہنا بہت ہی قبیح ہی کہ اللہ تعالی معشوق ہی
علاوہ ازین اس شعر میں کونسی اس کے عشق کی تاکید پائی جاتی ہے جس کا یہ ترجمہ ہے طلائی رنگ معشوق گویا اس کے رخسارون
سے شعلہ برستا ہے ابن عقیل نے کسی صوفی کو سُنا کہتا تہا کہ گروہ صوفیہ کے مشائخ کی طبیعتین جب ٹھیر جاتی ہین او سیوقت
غزلخوان اشعار سُنا کر ان کو اللہ تعالی کی طرف روانہ کر دیتا ہی ابن عقیل بولے کہ اس صوفی کا قول قابل وقعت نہیں کیونکہ اللہ تعالی
کی طرف قرآن کے وعدو وعید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے قلوب متوجہ ہوتے ہین اور خوش آوازی سے طبیعتون
کا حرکت مین آنا اللہ تعالی سے دور کرتا ہے اور شعر تو مخلوق اور معشوق کی تعریف کو شامل ہوتا ہے جس سے نیا فتنہ اوٹہتا ہی
جس شخص کو اس کے نفس نے یہ بات اچھی کر دکہائی کہ بشری خوبیوں اور اچھی صورتوں سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے وہ فتنہ مین پڑا
ہوا ہی بلکہ ہم کو وہ چیزین عبرت کی نگاہ سے دیکھنی چاہیین جنکی طرف ہمکو توجہ دلائی گئی ہی وہ اونٹ اور گھوڑے اور ہوائیں

ونحو ذلك فانها منظورات لا تهيج طبعا بل تورث استعظاما للفاعل وانما خدعكم الشيطان فصرتم
عبيد شهواتكم ولم تقنعوا حتى قلتم هذه الحقيقة زندقة في زي عباد شرها في زي زهاد مشبهة يعتقدون
ان الله يعشق ويهام فيه ويؤلف ويونس به وبئس التوهم لان الله سبحانه خلق الذات مشاكلة فهي
تتوانس وتتلاءم باصولها العنصرية وتراكيبها الثلثة في الاشكال الحديثة فمن ههنا جاء التلاءم والميل و
العشق بعضها بعضا وعلى قدر التقارب في الصورة يتأكد الانس ولو جل منا بالماء لان فيه ماء وهو بالنبات
انس لقوته من الحيوانية بالقوة النمائية وهو بالحيوان انس لمشاركته في اخص النوع واقرب به
اليه فاين المشاركة للخالق والمخلوق حتى يحصل الميل اليه والشوق والعشق وما الذي بين الطين
والماء وبين خالق السماء من المناسبة وانما هؤلاء يصورون الباري صورة تثبت في القلوب ماذا لك الله تعالى ذلك صنم شكله
الطبع والشيطان وليس لله وصف تميل اليه الطباع ولا يشتاق اليه الانفس وانما مباينة الالهية للمحدث اوجبت في الانفس هيبة
وحشمة فما يدعيه عشاق الصوفية لله في محبة الله انما هو وهم اعترض وصورة سكنت في العقل اقلقهم الشوق اليها فنالهم من الوجد
تحريك الطبع والهيمان ما ينال البهائم في العشق فنعوذ بالله من الهواجس الردية والعوارض الطبعية ؛؛ ؛؛ ؛؛ ؛؛

ترجمہ اور اسی قسم کی چیزین ہین کیونکہ یہ چیزین ایسی ہین جن سے طبیعت مین ہیجان نہیں پیدا ہوتا بلکہ فاعل کی عظمت یاد دلانے کا
باعث ہوتی ہین تم لوگون کو فقط شیطان نے بہکادیا ہی لہذا تم اپنی نفسانی خواہشون کے بندے ہو گئے اور پھر اسپر بھی تم نے قناعت
نہ کی حتی کہ اسکو حقیقت کہکر زندیقانہ الفاظ کے قائل ہو گئے تم لوگ عبادت کرنیوالون کے لباس مین زندیق ہو اور اس سے بدتر
زاہدون کی صورت مین شریر ہو بلکہ فرقہ مشبہہ و مجسمہ سی ہو تمہارا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ معشوق ہی اور اسکے والہ و شیدا ہو سکتے ہین اور
اس سے الفت اور انس ہوتا ہے یہ بڑا برا توہم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ذوات و اجناس کو باہم ہمشکل پیدا فرمایا ہے اسلیے اُن مین باہم انس
ہوا کرتا ہے وہ آپس میں بلحاظ اپنے عنصری اصول اور اشکال حادثہ کی مثلی ترکیب کے متحد ہین لہذا ایک کو دوسرے سے موافقت اور رغبت
اور عشق ہے اور جسقدر صورت مین تقارب ہوگا اُسی قدر اُنس زیادہ ہوگا انسان کو پانی سے اس لیے عشق ہے کہ اسمین پانی کا جزو
موجود ہی اور سبزہ سے اسلیے رغبت ہی کہ اوسمین حیوانی قوتون مین سے نشو و نما کی قوت پائی جاتی ہے اور حیوان سے اسلیے اُنس ہی کہ وہ اخص اور
اقرب نوع مین انسان کا شریک ہے مگر خالق اور مخلوق مین کہان سی مشارکت آگئی کہ خالق کی طرف رغبت اور شوق اور عشق پیدا ہو بھلا
آب و خاک اور خالق افلاک مین باہم کونسی مناسبت ہی یہ لوگ صرف ایک صورت باری تعالیٰ قرار دے لیتے ہین وہ انکے دلون مین قرار پکڑ جاتی
ہے وہ ہرگز خدا نہین بلکہ ایک بت ہی جسکو طبیعت اور شیطان نے تراشا ہی اللہ تعالیٰ مین ایسا وصف نہین جسکی طرف طبائع مائل اور یہ نفوس مشتاق
ہون بلکہ شان الوہیت چونکہ بالکل مخلوق کے خلاف ہی اسلیے نفوس مین اسکی ہیبت اور عظمت کا باعث ہوئی صوفیہ مین سے عاشقان خدا بنکر جس
چیز کا دعوی محبت الٰہی مین کرتے ہین وہ ایک وہم ہی جو اُنکو پیش آیا اور ایک صورت ہی جو ذہن مین جم گئی اُسکیلیے یہ لوگ مشتاق و بیقرار ہین
اور ایسی شوق و جوش طبیعت اور پریشانی انمین آگئی جسطرح عاشق سرگشتہ کا حال ہوتا ہی ہم اس قسم کی خراب وسوسون اور طبیعی عوارض

التی یجب بحکم الشرع محوها عن القلوب کما یجب کسر الاصنام **فصل** قال المصنف وقد کان جماعة من قدماء الصوفیة
ینکرون علی المبتدی السماع لعلمهم بما یثیر من قلبه حدثنا عبد الله بن صالح قال قال لی جنید اذا رأیت المرید یسمع السماع فاعلم ان فیه
بقایا من اللعب حدثنا المرتعش قال سمعت الحسن النوری یقول لبعض اصحابه اذا رأیت المرید یسمع القصائد ویمیل الی الرفاهیة فلا
ترج خیره **قال المصنف** هذا قول مشائخ القوم وانما رخص المتأخرون حباللهو فتعدی شرهم من وجهین احدهما سوء ظن العوام
بقدمائهم لانهم یظنون ان الکل کانوا هکذا والثانی جرّؤا العوام علی اللعب فلیس للعامی حجة فی لعبه الا ان یقول فلان یفعل کذا وفلان
یفعل کذا **فصل** قال المصنف وقد نشب حب السماع بقلوب خلق منهم فاثروه علی قراءة القرآن ولا ذاک الا لتمکن هوی
باطن وغلبة طبع وهم یظنون غیر هذا وعن ابی حاتم السجستانی قال سمعت ابا نصر السراج یقول حکی لی بعض اخوانی عن ابی
الحسین الدراج قال قصدت یوسف بن الحسین الرازی من بغداد فلما دخلت الری سألت عن منزله فکل من سأله عنه یقول
ایش تقول بذاک الزندیق فیضیق اصدری حتی عزمت علی
الانصراف فبت تلک اللیلة فی مسجد ثم قلت جئت الی
هذه البلدة فلا اقل من زیارته فلم ازل اسأل عنه حتی وقعت الی مسجده

ترجمہ جن کا بحکم شریعت دلون سے محو کرنا ایسا واجب ہے جیسے بتونکا توڑنا **فصل** مصنفؒ نے کہا متقدمین صوفیہ مین سے ایک جماعت مبتدی
کے لیئے سماع کا انکار کرتے تھے کیونکہ اُن کو معلوم تہا کہ مبتدی کے دل مین کس چیز کا جوش پیدا ہوگا عبد اللہ بن صالح کہتے ہین
مجھ سے جنید نے کہا جب تم مرید کو دیکھو کہ سماع سنتا ہے تو جان لو کہ ابھی اس مین کچھ لہو ولعب کا مادہ باقی ہے مرتعش نے
کہا مینے ابو الحسن ثوری سے سُنا وہ اپنے ایک ہمنشین سے کہتے تھے جب تم مرید کو دیکھو کہ قصائد سنتا ہی خوشحالی و راحت کا
راغب ہے تو اس سے خیر و فلاح کی امید نکرو **مصنف**ؒ نے کہا صوفیہ کے مشائخ کا تو یہ قول ہے لیکن متاخرین نے لہو ولعب کی محبت کے
سبب سے اُس کی اجازت دی ہے اس مین دو قباحتین پیدا ہوئین ایک تو یہ کہ عوام لوگ متقدمین صوفیہ کے ساتھ سوء ظن رکھینگے کیونکہ وہ
خیال کرتے ہین کہ سب کے سب ایسے ہی تھے دوسرے عوام کو لہو ولعب پر دلیر کر دیا کیونکہ عامی کیلیئے لہو ولعب مین یہی حجت ہے۔ کہ
فلان ایسا کرتا ہے اور فلان ایسا کرتا ہی **فصل** **مصنف**ؒ نے کہا صوفیہ کی جماعت کثیر کے دلوں مین سماع کی محبت قرار پکڑ گئی ہی حتی کہ
قرآن پڑہنا چھوڑ کر اس کو اختیار کرتے ہین یہ سب باتین اسی وجہ سے ہین کہ یہ لوگ ہوائے نفسانی اور غلبہ طبیعت سے مجبور مین اور اپنے
خیال مین کچھ اور سمجھے ہوئے ہین **ابو حاتم سجستانی** نے کہا کہ مینے ابو نصر سراج سے سنا کہتے تھے مجھے میرے ایک دوست نے بیان کیا
کہ ابو الحسین دراج کہتے ہین مین بغداد سے یوسف بن حسین کی ملاقات کو چلا جب رے مین پہونچا اونکا مکان دریافت کیا جس شخص سے
اونکا پتا پوچھا تھا وہی جواب دیتا تھا کہ اوس زندیق کو کیا پوچھتے ہو یہ باتین سُنکر مین بہت تنگدل ہوا حتی کہ واپس لوٹ جانیکا ارادہ
کیا اس رات ایک مسجد مین شب باش رہنے کا اتفاق ہوا پھر مین نے اپنے دل مین سوچا کہ مین اس شہر مین آیا ہون کم از کم اُن سے
ملکر ضرور جاؤنگا یہ سوچکر مین انکا پتہ دریافت کرتا رہا یہان تک کہ جس مسجد میں رہا کرتے تھے اس میں پونچا +

وهو قاعد فی المحراب وبین یدیه رحل علی یده مصحف وهو یقرأ فدنوت فسلمت فرد السلام وقال من این قلت من بغداد قصدت زیارة الشیخ فقال تحسن ان تقول شیئاً فقلت نعم وقلت رأیتک تبنی دائما فی قطیعتی، ولو کنت ذا حزم لهدمت ما تبنی، فاطبق المصحف ولم یزل یبکی حتی ابتلت لحیته وثوبه حتی رحمته من کثرة بکائه ثم قال لی یا بنی یلوم اهل الری علی قولهم یوسف بن الحسین زندیق ومن وقت الصلوة هو ذا اقرأ القرآن لم تقطر من عینی قطرة وقد قامت علی القیامة بهذا البیت وحدثنا عبد الرحمن السلمی قال خرجت الی مرو فی حیات الاستاد ابی سهل الصعلوکی وکان له قبل خروجی ایام الجمع بالغدوات مجلس دور القرآن والختمات فوجدته عند خروجی قد رفع ذلک المجلس وعقد لابن العقابی فی ذلک الوقت مجلس القول یعنی الغناء فداخلنی من ذلک شیء فکنت اقول قد استبدل مجلس الختمات مجلس القول فقال لی یوما ای شیء یقول الناس فقلت یقولون رفع مجلس القرآن ووضع مجلس القول فقال من قال لاستاذه لم لم یفلح **قال المصنف** قلت هذه عادة الصوفیة یقولون الشیخ یسلم له حاله وما لنا احد نسلم الیه حاله فان الآدمی یردع عن مرادته بالشرع والعقل والبهائم بالصوت

---

ترجمہ دیکھا کہ محراب مین بیٹھے ہوئے ہین سامنے ایک رحل ہے اور ہاتھہ مین قرآن شریف لیئے ہوئے پڑھ رہے ہین مینے قریب جاکر سلام علیک کیا سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ کہان سے آئے ہو مینے کہا بغداد سے آپ کی زیارت کا ارادہ کرکے چلا آتا ہون کہنے لگے کہ تم کوئی چیز خوش الحانی سے پڑہنا جانتے ہو مینے کہا ہان اور یہ شعر پڑہا رایتک تبنی دائما فی قطیعتی ولو کنت ذا حزم لهدمت ما تبنی یعنی اے محبوب مین دیکھتا ہون کہ تو مجھسے قطع تعلق کرنے کی بنیاد ڈالتا ہے اگر تو دور اندیش ہوتا تو اس بنیاد کو منہدم کر دیتا یہ شعر سنکر اونہون نے قرآن شریف بند کر دیا اور اسقدر روتے رہے کہ انکی ڈاڑہی تر ہوگئی اور کپڑے بھیگ گئے اور مجکو انکے زیادہ رونے پر رحم آیا پھر مجھسے بولے کہ بیٹا رے کے رہنے والے مجکو یون کہہ کہہ کے ملامت کرتے ہین کہ یوسف بن حسین زندیق ہے اور نماز کے وقت سے یہ حالت ہے کہ میں یہان بیٹھا ہوا قرآن شریف پڑہ رہا ہون اور ایک قطرہ[۱] آنسو کا میری آنکھہ سے نہین ٹپکا اور تمہارا یہ شعر سنکر مجھپر قیامت نازل ہوگئی **عبد الرحمن سلمی** کہتے ہین مین استاد ابو سہل صعلوکی کی حیات مین مرو کی طرف چلا گیا تہا میرے وہان جانے سے پہلے اُستاد کے یہان کچھہ دن مقرر تہے جنمین ہر صبح لوگ جمع ہوتے تھے اور قرآن خوانی اور ختم کی مجلس ہوا کرتی تھی جب مین چلنے لگا تو دیکھا کہ وہ مجلس اٹہا دیگئی اور اُس کی جگہ اوسی وقت مین ابن عقابی کے نام سے قوالی کی مجلس منعقد کی گئی مجھہ کو اس حرکت سے کھٹک پیدا ہوئی اپنے جی مین کہا کرتا تہا کہ قرآن اور ختم کی مجلس کے بدلے مین قوالی اور راگ کی محفل قایم کی گئی ہے ایک روز اُستاد پوچھنے لگے کہ لوگ آپسمین کیا چہ میگوئیان کرتے ہین مینے کہا یون کہتے ہین کہ قرآن کی مجلس اٹہالی گئی اور راگ کی محفل جمائی گئی اُستاد یہ سنکر بولے کہ جو کوئی اپنے اُستاد سے یون کہیگا کہ ایسا کیون کیا وہ فلاح نپائیگا **مصنف** نے کہا یہ صوفیہ کی عادت ہے کہ کہتے ہین اپنے آپ کو بالکل پیر کے حوالے کر دیا ہے حالانکہ کوئی شخص ایسا نہین جسکے سپرد ہم اپنے آپکو کر دین کیونکہ آدمی شریعت اور عقل کے روز سے اپنی آفت کو دور کرتا ہی اور چوپائے چیخ چلا کر اپنا کام نکالتے ہین ۔

[۱] [illegible]

**فصل** وقد اعتقد قوم من الصوفية ان هذا الغنى الذی ذکرناه عن قوم تحریمه وعن اٰخرین کراهته مستحب فی حق قوم **وسمعت** اباعلی الدقاق یقول السماع حرام علی العوام لبقاء نفوسهم مباح للزهاد لحصول مجاهداتهم مستحب لاصحابنا لحیوٰة قلوبهم **قال المصنف** قلت وهذا غلط من خمسة اوجه **احدها** انا ذکرنا عن ابی حامد الغزالی انه مباح سماعه لکل احد وابو حامد کان اعرف من هذا القائل **والثانی** ان طباع النفوس لا تتغیر فانما المجاهدة یکف عملها فمن ادعی تغیر الطباع ادعی المحال فاذا جاء ما یحرک الطباع واندفع الذی کان یکفها عن عادت العادة **والثالث** العلماء الذین اختلفوا فی تحریمه واباحته لیس فیهم من نظر فی السامع لعلمهم ان الطباع یتساوی فمن ادعی خروج طبعه عن طباع الآدمیین ادعی المحال **والرابع** ان الاجماع انعقد علی انه لیس بمستحب وانما غایته الاباحة فادعاء الاستحباب خروج عن الاجماع **والخامس** انه یلزم عن هذا ان یکون سماع العود مباح او یستحب عن من تغیر طبعه لانه انما حرم لانه یؤثر فی الطباع ویدعوها الی الهوی فاذا امن ذلک فینبغی ان یباح وقد ذکرناها عن ابی الطیب الطبری **فصل قال المصنف** وقد ادعی قوم منهم ان السماع قربة الی الله عز وجل **قال** ابو طالب المکی حدثنا بعض اشیاخنا عن الجنید انه قال تنزل الرحمة علی هذه الطائفة فی ثلثة مواطن

---

**ترجمہ فصل مصنف**ؒ نے کہا یہ غنا جسکے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ کچھ علما کے نزدیک حرام ہے اور کچھ مکروہ بتاتے ہیں صوفیہ میں سے ایک جماعت کا عقیدہ ہے کہ یہی غنا ایک قوم کے حق میں مستحب ہے ابو علی دقاق کہتے ہیں عوام کیلئے سماع حرام ہے کیونکہ ان کے نفوس زندہ ہیں اور زاہدون کے لئے مباح ہے کیونکہ وہ مجاہدے اور نفس کشی کرتے ہیں اور ہمارے اصحاب کے حق میں مستحب ہے کیونکہ ان کے دل زندہ ہیں **مصنف**ؒ نے کہا یہ قول پانچ وجہ سے غلط ہے ایک یہ کہ ابو حامد غزالی سے ہم روایت کر چکے کہ سماع ہر ایک کے لئے مباح ہے اور ان ابو علی سے ابو حامد زیادہ عارف تھے دوسرے نفوس کی طبائع میں اختلاف نہیں ہے مجاہدہ کا صرف یہ فائدہ ہے کہ طبائع کے عمل کو روکتا ہے جو شخص طبائع کے بدل جانے کا دعوی کرے وہ ایک امر محال کا مدعی ہے اور جب طبیعت کو حرکت میں لانے والی ایک چیز موجود ہوئی اور اس کے روکنے والی چیز باقی رہی تو عادت پھر عود کر آیگی تیسرے سماع کی حرمت اور اباحت میں علما کا اختلاف ہے کسی عالم نے سننے والے کی حالت پر نظر نہیں کی کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ سب طبیعتیں یکسان ہیں اب جو کوئی یہ دعوے کرے کہ اسکی طبیعت آدمیون کی طبیعت سے خارج ہے تو امر محال کا دعوی کرتا ہے چوتھے اس بات پر علما کا اجماع منعقد ہے کہ سماع مستحب نہیں ہے نہایت مافی الباب یہ ہے کہ مباح ہو اب استحباب کا دعوی کرنا اجماع سے خارج ہوتا ہے پانچوین لازم آتا ہے جس شخص کی طبیعت میں تغیر آگیا ہو اس کے لیے عود کا سننا مباح یا مستحب ہو کیونکہ عود اسلئے حرام ہے کہ طبیعتوں میں اثر کرتا ہے اور انکو ہوائے نفسانی کیطرف بلاتا ہے جب یہ خوف نہ رہا تو مباح ہونا چاہیئے حالانکہ اسکی نسبت ہم ابو الطیب طبری سے نقل کر چکے ہیں **فصل مصنف**ؒ نے کہا ان میں سے ایک قوم کا دعوی ہے کہ سماع سے قربت الٰہی ہوتی ہے ابو طالب مکی نے کہا کہ ہمسے ہمارے بعض شیوخ نے بیان کیا کہ جنیدؒ کہتے ہیں کہ اس گروہ پر تین وقت میں رحمت نازل ہوتی ہے

عند الاکل لانهم لا یاکلون الاعن فاقة وعند المذاکرة لانهم یتجاوزون فی مقامات الصدیقین واحوال النبیین وعند السماع لانهم یستمعون بوجد ویشهدون حقا قال المصنف قلت وهذا ان صح عن الجنید واحسنا به کان محمولا علی ما یسمعونه من القصائد الزهدیة فانها یوجب الرقة والبکاء فاما ان ینزل الرحمة عند وصف سعدی ولبنی ویحمل ذلک علی صفات الباری سبحانه فلایجوز اعتقاد هذا ولو صح اخذ الاشارة من ذلک کانت الاشارة مستغرقة فی جنب غلبة الطباع ویدل علی ما حملنا الامر علیه انه لم یکن ینشد فی زمان الجنید مثل ما ینشدون الیوم الا ان بعض المتأخرین قد حمل کلام الجنید علی کلما یقال و قد نقل عنهم ان الدعاء عند حدو الحادی وعند حضور المخدة یجاب و ذلک انهم یعتقدون انه قربة یتقرب بها الی الله تعالی وقال وهذا کفر لان من اعتقد الحرام او المکروه قربة کان بهذا الاعتقاد کافرا قال والناس بین تحریمه و کراهیته وقال صالح المری ابطأ الصرعی نهضة صریع هوی یدعیه الی الله قربة واثبت الناس قدما یوم القیمة اخذهم بکتاب الله وسنة نبیه علیه السلام وسمعت علیان السائح یقول سمعت ابا الحارث الاولاسی یقول رأیت ابلیس فی المنام علی بعض سطوح الاولاس

ترجمہ ایک کہانا کہانے کے وقت کیونکہ یہ لوگ بغیر فاقہ کے نہین کہاتے دوسرے جب باہم مذاکرہ ذکر آلہی کرتے ہین کیونکہ اسوقت ہین وہ صدیقون کے مقامات اور انبیا کے احوال طے کرتے ہین تیسرے سماع کے وقت کیونکہ وہ وجد کیساتہہ سنتے ہین اور ان کو شہود حق حاصل ہوتا ہے مصنف نے کہا مین کہتا ہون کہ یہ نقل اگر جنید رح سے صحیح ہے اور اس کو ہم اچھا جانین تو قصائد زہدیہ کے سماع پر محمول ہے کیونکہ وہی باعث رقت وزاری ہین لیکن یہ بات کہ سعدی اور لبنی کی تعریف کے وقت نزول رحمت ہو اور اسکو صفات آلہی پر حمل کرین تو یہ اعتقاد جائز نہین اور اگر اس سے اشارہ لے لینا صحیح خیال کرین تو یہ اشارہ غلبہ طبیعت کے پہلو مین مستغرق ہو گا ہمنے اس امر کو جس بات پر محمول کیا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جنید کے زمانہ مین ایسے اشعار نہ پڑہے جاتے تھے جیسے آجکل گائے جاتے ہین مگر بعض متاخرین نے جنید کے قول کو ہر قوالی پر محمول کیا ہے اسی گروہ سے نقل ہے کہ شعر خوان کے شعر گانے کے وقت اور مزمار بجانیکے وقت دعا قبول ہوتی ہے اور یہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے عقیدہ مین اس کو قربت سمجھتے ہین جس سے تقرب آلہی ہوتا ہے مصنف نے کہا یہ کفر ہے کیونکہ جو شخص حرام یا مکروہ کو قربت آلہی خیال کرے اس اعتقاد سے کافر ہو جائیگا۔ اور کہا کہ علما سماع کو حرام بتاتے ہین یا مکروہ کہتے ہین صالح المری نے کہا کہ گر پڑنے والون مین زیادہ دیر کرکے وہ شخص اٹہے گا جسکو ہوائے نفسانی نے پچہاڑا ہے۔ اور وہ اسکو قربت آلہی سمجہتا ہے۔ اور زیادہ ثابت قدم قیامت کے دن وہ شخص ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو لیئے ہوئے ہے اور مینے علیان سائح سے سنا کہتے تھے کہ مین نے ابو الحارث اولاسی سے سنا بیان کرتے کہ مینے شیطان کو خواب مین اولاس کی کسی ایک چہت پر دیکہا

[illegible]

وانا علی سطح وعلی یمینہ جماعۃ وعلی یسارہ جماعۃ وعلیھم ثیاب لطاف فقال الطائفۃ منہم قولوا وغنوا فاستغرقنی طیبہ حتی ھممت ان اطرح نفسی من السطح ثم قال ارقصوا فرقصوا اطیب ما یکون ثم قال لی یا ابا الحارث ما اصبت منکم شیئا ادخل بہ علیکم الا ھذا **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی الوجد قال المصنف** ھذہ الطائفۃ اذا سمعت الغنا تواجدت وصفقت وصاحت ومزقت الثیاب وقد لبس ابلیس علیھم فی ذلک وبالغ **وقد احتجوا** بما اخبرنا بہ ابو نصر عبد اللہ بن علی السراج الطوسی **قال** وقد قیل انہ لما نزلت وان جھنم لموعدھم اجمعین صاح سلمان الفارسی صیحۃ ووقع علی راسہ ثم خرج ھاربا ثلثۃ ایام واحتجوا بما اخبرنا بہ عن ابی وائل قال خرجنا مع عبد اللہ ومعنا الربیع بن خیثم فمررنا علی حداد فقام عبد اللہ ینظر الی حدید فی النار فنظر الربیع الیھا فمال لیسقط ثم ان عبد اللہ مضی حتی اتینا علی اتون علی شاطئ الفرات فلما راٰہ عبد اللہ والنار تلھب فی جوفہ قراٰ ھذہ الاٰیۃ اذا راٰتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی قولہ ثبورا کثیرا فصعق الربیع واحتملنا ہ الی اھلہ ورابطہ عبد اللہ حتی صلی الظھر

ترجمہ اور مین ہی ایک چھت پر تہا ایک جماعت اوسکے داہنی طرف تہی اور ایک بائین جانب ور وہ عمدہ عمدہ لباس پہنے تھے انمین سے ایک گروہ نے کہا کہ کچھہ بولو اور گاؤ مین اس راگ کی خوش آیندگی اور ذوق سے ایسا بیخود ہوگیا کہ ارادہ کیا کہ اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرا دون پھر شیطان نے کہا کہ ناچو وہ نہایت ہی عمدہ ناچ ناچے پھر شیطان مجہہ سے بولا کہ اے ابو الحارث مینے اس رقص وغنا کے سوا تم لوگون سے کوئی ایسی چیز نہین پائی جس کی وجہ سے تم پر دخل پا سکون ہو ( **وجد مین صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان** ) مصنف نے کہا یہ لوگ جب راگ سنتے ہین تو وجد کرتے ہین اور تالیان بجاتے ہین اور شور مچاتے ہین اور کپڑے پھاڑتے ہین حالانکہ یہ سب انکو ابلیس نے فریب دیا ہے اور اپنا حیلہ کمال کو پہونچا دیا ہے اور حجت اس قوم کی وہ حدیث ہے جو ہم کو ابو نصر عبد اللہ بن علی سراج طوسی سے پہونچی ہے اونہون نے کہا کہ کہتے ہین جب یہ آیت نازل ہوئی وان جھنم لموعدھم اجمعین یعنی ان سب کفار کی وعدہ گاہ جہنم ہے ۔ تو سلمان فارسی نے زور سے ایک نعرہ مارا اور سر کے بل گر پڑے پھر بھاگ کھڑے ہوئے اور تین دن تک غائب رہے اور نیز وہ حدیث حجت ہے جو اونہین سے ہم کو پہنچی ہے کہ ابو وائل نے کہا کہ ہم عبد اللہ کے ساتھہ جا رہے تھے اور ہمارے ساتھہ ربیع بن خیثم تھے ہمارا گذر ایک لوہار کے پاس ہوا عبد اللہ کھڑے ہوکر اس کے لوہے کو دیکھنے لگے جو آگ مین تھا ربیع نے بھی لوہا دیکھا اور لڑکھڑا کر گرنے لگے پھر عبد اللہ آگے بڑھے یہانتک کہ فرات کے کنارے ایک لوہار کی بھٹی پر آئے اسمین آگ کو شعلہ مارتے ہوئے دیکھکر عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی اذا راتھم من مکان بعید سمعوا لھا تغیظا وزفیرا الی قولہ ثبورا کثیرا یعنی جب آتش دوزخ دور سے اہل دوزخ کو دیکھے گی تو ان کو اوس کے جوش وخروش کی آواز سنائی دیگی ۔ اور جب اسکے کسی مقام تنگ مین کئی کئی ایک ایک زنجیر مین جکڑکر ڈالے جاینگے تو موت ؑ واویلا پکارینگے آج ایک ؑ اویلا کیا پکارتے ہو بہت سے واویلا پکارو ۔ یہ آیت سنکر ربیع غش کہا کر گرے ہم لوگ اوٹھا کر گھر تک اوٹھا لائے عبد اللہ بھی ان کے پاس رہے یہانتک کہ ظہر کی نماز پڑہی

فلم يفق ثم الى العصر فلم يفق ثم الى المغرب فافاق فرجع عبد الله الى اهله **قالوا** وقد اشتهر عن خلق كثير من العباد
انهم كانوا اذا سمعوا القران **فمنهم** من يموت **ومنهم** من يصعق ويغشى عليه **ومنهم** من يصيح وهذا
كثير في كتب الزهد **فالجواب** اما ما ذكروه عن سلمان فمحال وكذب ثم ليس له اسناد والاية نزلت بمكة
وسلمان انما اسلم بالمدينة ولم ينقل احد من الصحابة مثل هذا اصلا **واما** حكاية الربيع بن خيثم فان
راويها عيسى بن سليم وفيه ضعف والحديث باسناد عن ابي جعفر بن موسى العقيلي قال احمد بن حنبل عيسى بن سليم عن
ابي وائل لا اعرفه **وحدثنا** ابن ادم قال سمعت حمزة الزيات قال لسفيان انهم يروون عن الربيع بن خيثم
انه صعق فقال ومن يروي هذا انما كان يرويه ذلك القاص يعني عيسى بن سليم فلقيته فقلت له عمن ترويه انت
فانكره عليه **قال المصنف** قلت فهذا سفيان الثوري ينكر ان يكون الربيع بن خيثم جرى له هذا لان الرجل كان
على السمت الاول وما كان في الصحابة من يجري له مثل هذا ولا التابعين **ثم نقول** على تقدير الصحة ان الانسان قد يغشى عليه من
الخوف فيسكته الخوف ويسكت فيبقى كالميت وعلامة الصادق انه لو كان على حائط وقع لانه غائب فاما من يدعي الوجد ويتحفظ من ان تزل
قدمه ثم يتعدى الى تخريق الثياب وفعل المنكرات في الشرع فانا نعلم قطعا ان الشيطان يلعب به

ترجمہ اُن کو ہوش نہ آیا پھر عصر کی نماز ادا کی جب بھی افاقہ نہوا بعد مغرب وہ سنبھلے تو عبد اللہ اپنے گھر واپس آئے صوفیہ کہتے ہیں
کہ کثرت سے بندگان خدا کی نسبت مشہور ہے کہ جب اونھون نے قرآن شریف سُنا تو کوئی مر گیا کوئی پچھاڑ کر گرا کوئی بیہوش ہو گیا
اور کوئی نعرہ زن ہوا اس قسم کی باتین کتب زہد مین بہت سی ہین **الجواب** سلمان رض کی نسبت جو کچھ ذکر کیا ہی غلط ہے اور محض
دروغ ہے پھر اس حدیث کی کوئی اسناد بھی نہین اور آیت مذکورہ مکہ مین نازل ہوئی ہے اور سلمان مدینہ مین اسلام لائے۔
اور کسی صحابی نے ایسا قصہ ہرگز نقل نہین کیا باقی رہی ربیع بن خیثم کی حکایت تو اُسکا راوی عیسٰی بن سلیم ہے جس مین ضعف
ہے اور احمد بن حنبل کہتے ہین کہ عیسٰی بن سلیم کا ابو وائل سے روایت کرنا مجھے معلوم نہین اور ہم سے ابن آدم نے بیان کیا۔ کہ
ہمنے حمزہ زیات سے سُنا کہ اُنھون نے سفیان سے کہا کہ لوگ ربیع بن خیثم کی نسبت روایت کرتے ہین کہ وہ بیخود ہو کر گر پڑے سفیان
نے جواب دیا کہ جو شخص یہ بیان کرتا ہے تو اس قصہ گو یعنی عیسٰی بن سلیم ہی نے اپنی آنکھون دیکھا ہوگا حمزہ کہتے ہین پھر مین عیسٰی بن
سلیم سے ملا اور اُن سے کہا کہ تم یہ حدیث کس سے روایت کرتے ہو تو اونھون نے نہ بتایا **مصنف** رح نے کہا مین کہتا ہون کہ سفیان
ثوری ایسا الم انکار کرتا ہے کہ ربیع بن خیثم پر یہ حالت گذری ہو کیونکہ وہ شخص سلف کے طریقہ پر تھا اور صحابہ مین کوئی ایسا نہین
ہوا جسپر ایسا واقعہ گذرا ہو اور نہ کوئی تابعین مین تھا پھر ہم کہتے ہین کہ بر تقدیر صحت کے بھی یہ بات ہے کہ انسان کو کبھی
خوف سے غش آجاتا ہے تو خوف اس کو ساکن اور ساکت کر دیتا ہے پس وہ مردہ ایسا رہ جاتا ہے اور صادق کی علامت یہ ہے
کہ اگر دیوار پر ہو تو نیچے گر پڑے کیونکہ وہ اپنے آپ مین نہین مگر جو شخص کہ وجد کا مدعی ہے اور اپنے قدم کو لغزش سے محفوظ
رکھتا ہو اسپر بھی جو صد کیساتھ کپڑے پھاڑتا ہو اور ایسی حرکتین کرتا ہو جسکے شریعت مین انکار ہے تو ہم یقیناً جانتے ہین کہ اسکیساتھ شیطان کھیل کرتا ہے

وعن احمد بن عطاء انه قال كان للشبلي يوم الجمعة نظرة ومن بعدها صيحة فصاح يوماً صيحة تشوش من حوله من الخلق وكان بجنب حلقته حلقة ابو عمران الاشيب فجرد ابو عمران اهل حلقته **قال المصنف** ولعلم وفقك الله ان قلوب الصحابة كانت اصفى القلوب وما كانوا يزيدون عند الوجد على البكاء والخشوع فجرى من بعض غربائهم نحو ما انكرناه فبالغ رسول الله صلى الله عليه وسلم في الانكار عليه **وحدثنا** ثابت عن انس انه قال وعظ رسول الله صلى الله عليه وسلم يوماً فاذا رجل قد صعق فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ذا الملبس علينا ديننا ان كان صادقاً فقد شهر نفسه وان كان كاذباً فمحقه الله **وقال** انس لقد رأيتنا وقد وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم حتى سمعت للقوم حنيناً حين اخذتهم الموعظة وما سقط منهم احد **قال المصنف** قلت هذا حديث العرباض بن سارية وعظنا رسول الله صلى الله عليه وسلم موعظة ذرفت منها العيون ووجلت منها القلوب **قال** ابوبكر الاجري ولم يقل صرخنا ولا ضربنا صدورنا كما يفعل كثير من الجهال الذين يتلاعب بهم الشيطان **وعن** حصين بن عبد الرحمن قال قلت لاسماء بنت ابي بكر كيف كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم عند قراءة القرآن قالت كانوا كما ذكرهم الله او كما وصفهم الله عز وجل تدمع عيونهم

ترجمہ۔ **احمد بن عطا** کہتے ہین کہ شبلی جمعہ کے روز ایک تیز نگاہ ڈالا کرتے تہے اور بعد اس کے ایک چیخ مارتے تہے تو ایک روز نعرہ مارا اور اپنے گرد کی مخلوق کو تیز نظرون سے دیکھنے لگے انکے حلقہ کے پہلو مین ابو عمران الاشیب کا حلقہ تہا اونہون نے اپنے حلقہ والون کو وہان سے علیحدہ کرلیا **مصنف** نے کہا کہ خدا سب کو توفیق دے جان لینا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب نہایت ہی مصفا تھے اور یہ حضرات وجد مین زاری اور تضرع سے زیادہ اور کچھ نہ کرتے تھے اون مین سے بعض اعراب صحرا نشینو پر ایسا بھی گذرا جس کا ہم نے انکار کیا ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حالت کے انکار مین تاکید فرمائی **ثابت** نے ہم کو انس سے حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز وعظ فرما رہے تھے بکایک ایک آدمی غش کہا کر گر پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہے جو ہمارے دین کو ہم پر مشتبہ کرتا ہے اگر صادق ہے تو اپنے آپ کو شہرت دی اور اگر کاذب ہے تو خدا اسکو غارت کرے **انس** نے کہا کہ ہم نے دیکہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمین وعظ سنایا یہانتک کہ بینے لوگون کے رونے کی آواز سنی جسوقت کہ وعظ نے اُنپر اثر کیا اور ان مین سے کوئی گرا پڑا نہین **مصنف** نے کہا کہ یہ حدیث عرباض بن ساریہ کی ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو وعظ سنایا جس سے دل خوف کہا گئے اور آنکھون سے آنسو بہہ آئے **ابو بکر الاجری** کہتے ہین کہ راوی نے یون تو نہین بیان کیا کہ ہم نے شور مچایا اور اپنی چھاتیان کوٹین جسطرح اکثر گروہ جہال کرتے ہین جنکے ساتھ شیطان کھیلتا ہے **حصین بن عبد الرحمن** سے روایت ہے کہ مین نے اسماء بنت ابی بکر سے پوچہا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت قرآن شریف پڑہتے وقت کیا ہوتی تھی جواب دیا کہ اُن کا حال وہی ہوتا تھا جیسا اللہ تعالے نے ان کا ذکر کیا۔ یا یون کہا کہ وصف کیا ہے ان کی آنکھین اشک آلود ہو جاتی تہین

وتقشعر جلودهم فقلت لها ان ههنا رجالا اذا قرئ على احدهم القران غشي عليه فقالت اعوذ بالله من الشيطان الرجيم وعن ابی حازم قال مر ابن عمر برجل ساقط من اهل العراق فقال ما شانه فقالوا انه اذا قرئ عليه القران يصيبه هذا فقال انا لنخشى الله عز وجل وما نسقط وحدثنا سفيان بن عيينة عن عبيد الله بن ابی بردة عن ابن عباس انه ذكر الخوارج وما يلقون عند تلاوة القران فقال انهم ليسوا باشد اجتهادا من اليهود والنصارى وهو يضلون وقيل لانس بن مالك ان ناسا اذا قرئ عليهم القران يصعقون فقال ذالك فعل الخوارج وبلغ عبد الله بن الزبير ان ابنه عامرا صحب قوما يتصعقون عند القران فقال له يا عامر لا اعرفن ما صحبت الذين يتصعقون عند القران لاوسعك جلدا ومن رواية اخرى عن عامر بن عبد الله بن الزبير قال جئت الى ابی فقال اين كنت فقلت وجدت اقواما ما وجدت خيرا منهم يذكرون الله عز وجل فيرعد احدهم حتى يغشى عليه من خشية الله فقعدت معهم فقال لا تقعد معهم بعدها فراني كانه لم ياخذ ذالك في فقال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يتلو القران ورأيت ابا بكر وعمر يتلون القران

ترجمہ ان کے جسم پر روئین کھڑے ہو جاتے تھے مینے کہا کہ یہانپر اکثر ایسے آدمی ہین کہ جب اُنمین سے کسی کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو اُسکو غش آجاتا ہے اسمارضہ نے کہا اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ابو حازم سے روایت ہے کہ ابن عمرضہ کا گذر ایک عراقی آدمی پر ہوا جو گرا ہوا پڑا تہا دریافت کیا کہ اس کا کیا حال ہے لوگون نے کہا کہ جب اس کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو اسکی یہ کیفیت ہو جاتی ہے ابن عمر بولے کہ ہم لوگ ضرور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہین مگر گرتے پڑتے نہین ۔ سفیان بن عیینہ نے ہم سے حدیث بیان کی کہ عبید اللہ بن ابی بردہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ انہون نے خوارج کا تذکرہ کیا اور تلاوت قرآن کے وقت جو انپر گذرتا تہا بیان کیا پس کہا کہ وہ لوگ نماز ادا کرتے وقت محنت کشی مین یہود ونصاریٰ سے بڑہکر نہین انس بن مالک سے کسی نے کہا کہ بعض لوگ ایسے ہین کہ جب اُن کے سامنے قرآن شریف پڑہا جاتا ہے تو بیہوش ہوکر گر پڑتے ہین جوابدیا کہ یہ خوارج کا فعل ہے عبد اللہ بن زبیر کو خبر ملی کہ اُن کے بیٹے عامر ایک قوم مین جا کر بیٹہے ہین جو قرآن پڑہتے وقت گر پڑتے ہین اونسے کہا کہ اے عامر خبردار آیندہ مجکو یہ نہ معلوم ہو کہ تم ایسے لوگون مین گئے تھے جو قرآن پڑہتے وقت بیہوش ہو جاتے ہین ورنہ مین کوڑے سے تمہاری خبر لونگا دوسری روایت مین یون ہے کہ عامر بن زبیر نے کہا کہ مین اپنے باپ کے پاس آیا انہون نے پوچہا تم کہان تھے مینے جواب دیا کہ ایسے لوگون کو مینے دیکھا کہ انسے بہتر کسی کو نہین پایا وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے ہر ایک ان مین سے کانپتا تہا یہانتک کہ اُسکو خدا کے خوف سے غش آجاتا تھا مین بھی اُن کے ساتھ بیٹھگیا پہر باپ نے کہا کہ اب کبہی اُن کے ساتھ مت بیٹھو اتنا کہکر انہون نے معلوم کیا کہ مجھپر اس قول کا اثر نہین ہوا تو کہا مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاوت قرآن کرتے دیکھا ابو بکر وعمر کو قرآن پڑہتے دیکھا ۔

فلا يصيبهم هذا افتراهما خشع لله تعالى من ابى بكر وعمر فرأيت ان ذلك كذلك فتركتهم فقال يا بنى بل قال تفيض اعينهم من الدمع وقال تقشعر جلودهم **واخبرنا** جرير بن حازم انه شهد محمد بن سيرين فقيل له ان ههنا رجالا اذا قرئ على احدهم القران غشي عليه فقال محمد بن سيرين يقعد احدهم على جدار ثم يقرأ عليه القرآن من اوله الى اخره فان وقع فهو صادق **قال** ابو عمر وكان محمد ابن سيرين يذهب الى ان هذا تصنع وليس بحق من قلوبهم **وعن** الحسن انه وعظ يوما فتنفس رجل فى مجلسه فقال الحسن ان كان لله فقد شهرت نفسك وان كان لغير الله فقد هلكت **وقال** الفضيل بن عياض لابنه وقد سقط يا بنى لئن كنت صادقا لقد فضحت نفسك ولئن كنت كاذبا لقد اهلكت نفسك **ومن** رواية اخرى انه قال يا بنى ان كنت صادقا فقد اظهرت كمالك

ترجمہ اونپر یہ کیفیت نہیں طاری ہوتی تہی کیا یہ لوگ ابوبکر و عمر سے زیادہ خوف خدا رکھتے ہیں پس مینے جان لیا کہ ٹہیک بات یہی ہے اور ان لوگون کو ترک کیا پھر میرے باپ نے کہا کہ بیٹا بلکہ خدا نے تو یون فرمایا ہے **تفیض اعینہم من الدمع** یعنی ان کی آنکھون سے آنسو جاری ہوجاتے ہین اور فرمایا ہے **تقشعر جلودہم** یعنی ان کے جسمونپر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین **جریر بن حازم** نے ہمکو خبر دی کہ وہ محمد بن سیرین کے پاس تہے اُن سے پوچھا گیا کہ یہان کچہہ ایسے لوگ ہین کہ جب اُن مین سے کسی کے سامنے قرآن پڑہا جاتا ہے تو اس کو غش آجاتا ہے محمد بن سیرین نے جواب دیا کہ ان مین سے کوئی دیوار پر بیٹھ جائے پھر تم اُس کے سامنے قرآن اوّل سے آخر تک پڑہو اگر زمین پر گر پڑے تو صادق ہے **ابو عمر** نے کہا کہ محمد بن سیرین کا یہ مذہب تہا کہ یہ سب بناوٹ ہے اور حق نہین کہ اُن کے دلون مین اثر ہو **حسن** سے روایت ہے کہ اونہون نے ایک روز وعظ بیان کیا ایک شخص نے مجلس وعظ مین سانس بہری حسن نے کہا کہ اگر خدا کے لیئے ہے تو تو نے اپنے آپ کو مشہور کیا اور اگر غیر خدا کے لیئے ہے تو تو ہلاک ہوگیا **فضیل بن عیاض** نے اپنے بیٹے سے کہا جو اسیطرح گر پڑے تہے کہ اے بیٹا اگر تم سچے ہو تو تم نے اپنے آپ کو رسوا کیا اور اگر جھوٹے ہو تو اپنی جان کو ہلاک کیا دوسری روایت مین یون ہے کہ انہون نے کہا کہ بیٹا اگر صادق ہو تو تم نے تو یہ تمہاری

وان كنت كاذبا فقد اشركت بالله **فصل قال المصنف** فان قال قائل انما نفرض الكلام فى الصادقين لا فى
اهل الرياء فما تقول فى من ادركه الوجد ولم يقدر على دفعه **فالجواب** ان اول الوجد انزعاج فى
الباطن فان كف الانسان نفسه لئلا يطلع على حاله يئس الشيطان منه فبعد عنه
كما قال ايوب السختيانى اذا تحدث فرق قلبه مسح انفه وقال ما اشد الزكام وان اهمل
الانسان نفسه ولم يبال بظهور وجده واحب اطلاع الناس على حاله نفخ فيه الشيطان
فانزعج على قدر نفخه كما روى عن ابن اخى زينب عن زينب امرأة عبد الله قالت جاء عبد الله ذات يوم وعندى
عجوز ترقينى من الحمرة فادخلتها تحت السرير قالت فدخل فجلس الى جنبى فرأى فى عنقى خيطا فقال ما هذا الخيط قلت
خيط رقى لى فيه رقية فاخذه فقطعه ثم قال ان آل عبد الله لاغنياء عن الشرك سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان
الرقى والتمائم والتولة شرك قالت فقلت له لم تقول هذا وقد كانت عينى تقذف وكنت اختلف الى فلان اليهودى يرقيها فكان اذا
رقاها سكنت قال انما ذاك من عمل الشيطان كان ينخسها بيده فاذا رقيتها كف عنها انما كان يكفيك ان تقولى كما قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم اذهب الباس رب الناس اشف وانت الشافى لا شفاء الا شفاؤك شفاء لا يغادر سقما

ترجمہ اور اگر کاذب ہو تو تم نے خدا کے ساتھ شرک کیا **فصل** **مصنف**ؒ نے کہا اگر کوئی کہے کہ کلام صادقین مین کیا جاتا ہے
ریاکارون کا ذکر نہین اس شخص کے بارے مین کیا کہتے ہو جسپر وجد طاری ہوا اور وہ اُس کے دفعیہ پر قادر نہین تو جواب یہ ہے
کہ شروع وجد مین ایک اندرونی حرکت اور جوشش ہوتا ہے اگر انسان اپنے آپ کو باز رکھے اور روکے رہے تاکہ کسیکو اس کے حال
کی خبر نہو تو شیطان اس سے ناامید ہوکر دور ہو جاتا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ ایوب سختیانی جب حدیث بیان کرتے تھے اور اُن کے
دل کو رقت ہوتی تھی تو اپنی ناک پونچھتے تھے اور کہتے تھے کہ زکام کسقدر سخت ہے اور اگر انسان اپنے آپ کو بے قابو
چھوڑ دے تو شیطان اس مین اپنی سانس بھر دیتا ہے بقدر اس کے پھونکنے کے انسان بیقرار ہوتا ہے چنانچہ زینب کے
بھتیجے سے روایت ہے کہ زینب حضرت عبد اللہ کی بی بی کہتی ہین کہ ایک روز عبد اللہ باہر سے آئے میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی تھی
جو باد سرخ بادہ جھاڑتی تھی مینے اُسکو چارپائی کے تلے چھپا لیا عبد اللہ آکر میرے پاس بیٹھ گئے تو میری گردن مین ایک ڈورا دیکھا
پوچھا کہ یہ ڈورا کیسا ہے مینے کہا یہ میرے واسطے پڑھکر پھونکا گیا ہے عبد اللہ نے وہ ڈورا لیا اور توڑ ڈالا اور بولے کہ آل عبد اللہ
شرک سے مستغنی ہین مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ فسون اور تعویذ اور تولہ شرک ہے زینب کہتی ہین
مینے کہا تم یون کیون کہتے ہو حالانکہ ایک دفعہ میری آنکھ مین درد ہوتا تھا۔ اور مین فلان یہودی کے پاس جایا کرتی تھی وہ جھاڑ دیا کرتا
تھا تو درد تھم جاتا تھا عبد اللہ نے کہا کہ یہ صرف شیطان کی کاروائی تھی وہ آنکھ مین کچھ اپنے ہاتھ سے چونک دیتا تھا پھر جب یہودی
جھاڑتا تھا تو رک جاتا تھا تمہارے لئے یہی کافی تھا کہ جسطرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُسطرح کہتین اذهب الباس
رب الناس اشف وانت الشافى لا شفاء الا شفاؤك شفاء لا يغادر سقما

قال المصنف التولہ ضرب من السحر یحبب المرأۃ الی زوجہا **فصل** فان قال قائل فنفرض الکلام فیمن اجتہد فی دفع الوجد فلم یقدر وغلبہ الامر فمن این یدخل الشیطان **فالجواب** انا لا ننکر ضعف بعض الطباع عن الدفع الا ان علامۃ الصادق انہ لا یقدر علی ان یدفع ولا یدری ما یجری علیہ فہو من جنس قولہ تعالی وخر موسی صعقا **قیل** قرئ علی عبد اللہ بن وہب کتاب اہوال القیامۃ فخر مغشیا علیہ فلم یتکلم بکلمۃ حتی مات بعد ذلک بایام **قال المصنف** قلت وقد مات خلق کثیر عن سماع الموعظۃ و غشی علیہم **قلنا** ہذا التواجد الذی یظہر حرکات المتواجدین وقوۃ صیاحہم وتخبیطہم فظاہرہ انہ متعمل والشیطان معین علیہ **قال المصنف** فان قیل فہل فی حق المخلص نقص بہذہ الحالۃ الطاریۃ علیہ قیل نعم من جہتین **احدہما** انہ لو قوی العلم امسک **والثانی** انہ قد خولف بہ طریق الصحابۃ والتابعین ویکفی ہذا نقصا **وحدثنا** سفیان بن عیینۃ قال سمعت خلف بن حوشب یقول کان جواب یرعد عند الذکر فقال لہ ابراہیم ان کنت تملکہ فما ابالی ان لا اعتد بک

**ترجمہ**۔ **مصنف** رح نے کہا کہ تولہ جادو کی قسم سے ہے جس سے شوہر کو بی بی کی محبت ہو جاتی ہے **فصل** اگر کوئی کہے کہ ہم اس شخص کے بارے مین کلام کرتے ہین جو وجد کے دفعیہ کی محنت سے کوشش کرتا ہے مگر قدرت نہین رکھتا۔ اور مغلوب ہو جاتا ہے پھر کہان سے شیطان آگھسا تو جواب یہ ہے کہ ہم اس کا انکار نہین کرتے کہ بعض طبیعتین دفعیہ مین کمزور ہین لیکن صادق کی پہچان یہ ہے کہ دفع کرنے پر قادر نہین ہوتا اور نہین جانتا کہ اس پر کیا گذری پس وہ اس قبیل سے ہے جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا **وخر موسی صعقا** **فصل** عبد اللہ بن وہب کے روبرو اہوال قیامت کی کتاب پڑہی گئی وہ غش کھا کر گر پڑے اور کوئی کلمہ مونہہ سے نہین نکالا یہانتک کہ اس کے بعد چند روز مین انتقال کر گئے **مصنف** رح نے کہا۔ کہ مین کہتا ہون اکثر لوگ وعظ سنکر مر گئے اور بیہوش ہو گئے مین ہم کہتے ہین کہ وجد کرنا جو مکارون کی حرکتون کو شامل ہے اور زور سے چیخنا اور کچھ مچ چلنا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بناوٹ ہے اور شیطان ان لوگون کا یار و مددگار ہے **مصنف** رح نے کہا کہ اگر کہا جائے کہ کیا صاحب اخلاص کا حق اسپر حالت طاری ہونے سے کم ہو جائے گا۔ تو جواب دیا جائے گا۔ کہ ان دو وجہ سے ایک یہ کہ اگر اس کا علم قوی ہوتا تو ضبط کرتا دوسرے صحابہ و تابعین کے طریقہ کے خلاف کیا گیا۔ اور یہی نقص اور کمی کافی ہے سفیان بن عیینہ سے ہم کو حدیث پہونچی۔ اونہون نے کہا مین نے خلف بن حوشب سے سُنا ہے کہ جواب وعظ کے وقت کانپتے تھے۔ ان سے ابراہیم نے کہا کہ اگر تم قابو رکھتے ہو تو مین کچھ پرواہ نہین کرتا ہون کہ تم کو حقیر سمجھون

وان كنت لا تملكه فقد خالفت من كان قبلك **وفي** رواية اخرى فقد خالفت من هو خير منك **قال المصنف** ابراهيم هو
النخعي الفقيه وقد كان متمسكا بالسنة شديد الاتباع للاثر وقد كان من الصالحين المجداء عن التصنع و
هذا خطاب ابراهيم له فكيف عن من لا يخفى حاله في التصنع **فصل** فاذا طرب اهل التصوف لسماع الغنا صفقوا قيل
كان ابن بنان يتواجد وكان ابو سعيد الخراز يصفق **قال المصنف** والتصفيق منكر يطرب ويخرج عن الاعتدال و
يتنزه عن مثله العقلاء ويتشبه فاعله بالمشركين فيما كانوا يفعلونه عند البيت من التصدية وهي التي ذمهم الله
عز وجل عليها فقال تعالى وما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصدية فالمكاء الصفير والتصدية التصفيق
**قال المصنف** قلت وفيه ايضاً تشبه بالنساء والعاقل يانف من ان يخرج عن الوقار الى افعال الكفار
والنسوة **فصل** فاذا قوي طربهم رقصوا وقد احتج بعضهم بقوله تعالى لايوب اركض برجلك **قال المصنف**
قلت وهذا الاحتجاج بارد لانه لو كان امر بضرب الرجل فرحا كان لهم فيه شبهة وانما امر ضرب الرجل
لينبع الماء **قال** ابن عقيل اين الدلالة في مبتلى امر عند كشف البلاء بان يضرب برجله الارض لينبع
الماء اعجازا من الرقص ولئن جاز ان يكون تحريك رجل قد انحلها تحكم الهوام

ترجمہ اور اگر اختیار نہین رکھتے تو اپنے سے پہلے والوں کے خلاف کرتے ہو دوسری روایت میں ہے کہ تم اون لوگوں کی مخالفت
کرتے ہو جو تم سے بہتر تھے **مصنف** نے کہا کہ یہ ابراہیم وہی نخعی فقیہ ہین بڑے سنت کے پابند اور نہایت اثر کے تبع تھے
اور جواںؓ نیک لوگون مین سے اور بناوٹ سے دور تھے ابراہیم کا یہ خطاب ایسے شخص سے ہے پھر وہ انسان کس شمار مین ہے
جس کی تصنع اور بناوٹ کا حال پوشیدہ نہین **فصل** پھر جب اہل تصوف راگ سنکر سرور مین آتے ہین تو تالیان بجاتے ہین
کہتے ہین کہ حضرت بنان وجد کرتے تھے اور حضرت ابو سعید الخراز تالیان بجاتے تھے **مصنف** نے کہا کہ تالیان بجانا بُرا اور منکر ہے۔
جو طرب مین لاتا ہے اور اعتدال سے باہر کر دیتا ہے اہل عقل ایسی باتون سے دور رہتے ہین اور ایسا کرنیوالا مشرکین کی مشابہ
ہے جیسا کہ انکا فعل بیت اللہ کے پاس آکر تالیان بجانا تھا اسی کی مذمت اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی وما کان صلاتہم عند
البیت الا مکاء وتصدیہ یعنی مشرکین کی نماز بیت اللہ کے پاس آکر یہی ہے کہ فریاد کرتے ہین اور تالیان بجاتے ہین۔
**مصنف** نے کہا کہ نیز اس مین عورتوں سے مشابہت ہے اور عاقل آدمی اس بات سے پرہیز کرتا ہے کہ وقار کو چھوڑ کر مشرکین
اور عورتوں کی حرکتین اختیار کرے **فصل** پھر جب انکو کامل سرور ہوتا ہے تو رقص کرتے ہین ان مین سے بعض نے یون حجت
پیش کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ارکض برجلک یعنی اے ایوب اپنا پاؤں زمین پر مار **مصنف** نے کہا مین کہتا ہون کہ یہ
حجت لانا بارد ہے کیونکہ اگر یہ فرمان خوشی کے مارے زمین پر پاؤن مارنے کو ہوتا تو ان کے لئے شبہ ہو سکتا تھا پاؤن مارنیکا
حکم تو فقط اس لیئے تھا کہ پانی نکل آئے **ابن عقیل** کہتے ہین کہ ایک مریض آدمی کا قصہ جسکو مصیبت دور کرنے کے وقت حکم دیا
گیا کہ اپنا پاؤن زمین پر مارے تاکہ معجزہ سے پانی نکل آوے رقص کی دلیل کہاں سے ہو گیا اور اگر ایسا جایز ہو کہ اس پاؤنکا ہلانا

دلالة علی جواز الرقص فی الاسلام جاز ان یجعل قوله تعالی لموسی اضرب بعصاك الحجر دلالة علی ضرب المخاد بالقضبان نعوذ باللہ من التلاعب بالشرع واحتج بعض قاصریهم بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی انت منی وانا منك فحجل وقال لجعفر اشبهت خلقی وخلقی فحجل وقال لزید انت اخونا ومولانا فحجل ومنهم من احتج بان الحبشة رقصت والنبی صلی اللہ علیہ وسلم ینظر الیهم فالجواب اما الحجل فهو نوع من المشی یفعل عند الفرح فاین هو والرقص وكذلك رقص الحبشة نوع من المشی یتسبب بفعل اللقاء للحرب واحتج لهم ابو عبد الرحمن السلمی علی جواز الرقص بروایة عن ابراهیم بن محمد الشافعی ان سعید بن المسیب مر فی بعض ازقة مكة فسمع الاخضر الحدی یتغنی فی دار العاص بن وائل بهذا **البیت** تضوع مسكا بطن نعمان ان مشت ٭ به زینب فی نسوة عطرات ٭ فلما رأت ركب النمیری اعرضت ٭ وهن من ان یلقینه خفرات ٭ قال فضرب برجله الارض زمانا وقال هذا مما یلذ سماعه وكانوا یروون الشعر لسعید بن المسیب **قال المصنف** قلت هذا اسناد مقطوع مظلم لا یصح عن سعید بن المسیب ولا هذا شعره كان ابن المسیب اوقر من هذا وهذه الابیات مشهورة لمحمد بن عبد اللہ بن نمیر النمیری الشاعر ولم یكن نمیریا وانما نسب الی اسم جده وهو ثقفی وزینب التی تشبب بها بنت یوسف اخت الحجاج **وسأله** عبد الملك بن مروان عن الركب ماكان فقال كانت احمرة عجافا

ترجمہ اسلام میں رقص کے جواز پر دلالت کرے تو جائز ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ کو یہ فرمان اضرب بعصاك الحجر یعنی اپنی لاٹھی پتھر پر مارو لکڑیوں سے تاشے بجانے پر دلالت کرے۔ نعوذ باللہ من التلاعب بالشرع بعض کم عقلوں نے اس حدیث سے حجت نکالی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا تم میرے ہو اور میں تمہارا ہوں یہ سُنکر حضرت علی رفتار حجل چلے آپ نے حضرت زید سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور آزاد کردہ ہو زید سُنکر حجل چال چلے بعض صوفیہ نے یوں حجت پکڑی ہے حبشیوں نے رقص کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی طرف دیکھتے تھے **جواب** یہ ہے کہ حجل ایک قسم کی رفتار ہے کہ آدمی خوشی کی حالت میں جھومتا ہوا چلتا ہے۔ تو کہاں وہ چال اور کہاں یہ رقص اور علی ہذا القیاس حبشیوں کا رقص کرنا ایک قسم کی چال تھی جس کی جنگ میں مقابلہ کے لئے مشق کرتے ہیں **صوفیہ** کے لیئے جواز رقص پر ابو عبد الرحمن السلمی نے یوں احتجاج کیا ہے۔ کہ ابراہیم بن محمد شافعی سے روایت ہے کہ سعید بن المسیب مکہ کی کسی گلی میں گذرے تو اخضر گویئے کو سُنا کہ عاص بن وائل کے گھر میں یہ شعر گا رہا تھا جنکا ترجمہ یہ ہے بطن نعمان مشک سی مہک اُٹھے اگر وہاں زینب عطر میں بسی ہوئی عورتوں کے ہمراہ گذری پھر جب نمیری کی سواریاں دیکھے۔ تو منھہ پھیر لے اور وہ عورتیں نمیری کی ملاقات سے پرہیز کرنے والی ہوں راوی کہتا ہے کہ یہ سُنکر سعید بن مسیب نے تھوڑی دیر اپنا پاؤں زمین پر مارا اور کہا یہ وہ چیز ہے جسکا سُننا لذت بخش ہے لوگ یہ شعر سعید بن مسیب کے بیان کرتے ہیں **مصنف** نے کہا کہ میں کہتا ہوں یہ اسناد مقطوع اور مظلم ہے ابن مسیب سے صحیح نہیں اور نہ یہ اُن کے شعر ہیں ایسی باتوں سے ابن مسیب زیادہ عالی وقار تھے یہ اشعار محمد بن عبد اللہ بن نمیر نمیری شاعر کے مشہور ہیں وہ نمیری نہیں تھا اپنے دادا کیطرف منسوب ہے۔ اور ثقفی ہی اور زینب جسکی نسبت اسکے تشبیب کیجاتی ہے وہ یوسف کی بیٹی حجاج کی بہن ہی اس سے عبد الملک بن مروان نے پوچھا تھا کہ تیرے شعر میں یہ سواریاں کیا چیز ہیں جواب دیا کہ تیر یاس کچھ

حملت عليها قطرانا من الطائف فضحك وامر الحجاج ان لا يؤذيه **قال المصنف** ثم لو قدرنا ان ابن المسيب
ضرب برجله الارض فليس في ذلك حجة على جواز الرقص فان الانسان قد يضرب الارض برجله او يدق بها لشئ
يسمعه ولا يسمى ذلك رقصا فما اقبح هذا التعليق واين ضرب الارض بالقدم مرة او مرتين من رقصهم الذي يخرجون
به عن سمت العقلاء ثم دعونا من الاحتجاج تعالوا نتقاضى الى العقول اي معنى في الرقص الا اللعب الذي يليق
بالاطفال وما الذي فيه من تحريك القلوب الى الاخرة هذه والله مكابرة باردة ولقد حدثني بعض المشايخ عن
الغزالي انه قال الرقص حماقة بين الكتفين لا تزول الا بالتعب و**قال** ابن عقيل قد نص القرآن على النهي عن الرقص فقال تعالى
ولا تمش في الارض مرحا وذم المختال والرقص اشد المرح والبطر ولسنا الذين قسنا النبيذ على الخمر لاتفاقهما
في الاطراب والسكر فما بالنا لا نقيس القضيب وتلحين الشعر معه على الطنبور والمزمار والطبل لاجتماعهما في الاطراب
وهل شئ يزري بالعقل والوقار ويخرج عن سمت الحلم والادب اقبح من ذي لحية فكيف اذا كانت شيبة
ترقص وتصفق على وقاع الالحان والقضبان خصوصا ان كانت اصوات نسوان ومردان
وهل يحسن لمن بين يديه الموت والسؤال والحشر والصراط

ترجمہ جن پر طائف سے رال بار کر کے لایا تھا عبد الملک ہنس پڑا اور حجاج کو حکم دیا کہ اسے ایذا نہ دے **مصنف** رح نے کہا پھر
اگر ہم مان بھی لین کہ ابن المسیب نے اپنے پاؤن زمین پر مارے تو یہ جواز رقص پر حجت نہین کیونکہ اکثر اوقات آدمی اپنا پاؤن
زمین پر مارتا ہے یا کوئی چیز سنکر زمین کو ٹھونکتا ہے اور اسکو رقص نہین کہتے پس یہ تعلیق کسقدر قبیح ہے اور کجا پاؤن کا
ایک یا دو بار زمین پر مارنا اور کجا ان لوگون کا وہ رقص کہ اہل عقل کے طریقہ سے باہر چلے جاتے ہین پھر ہم احتجاج سے درگذر
کرکے بلاتے ہین کہ آؤ ہم تم عقل کے پاس چل کر قضیہ فیصل کرین رقص مین کونسی بات ہے بجز اس کے کھیل ہے جو لڑکون کے
لائق ہے اور یہ جو دعوے ہے کہ اس مین قلوب کو آخرت کی طرف تحریک ہوتی ہے تو یہ بات بخدا زبردستی ہے **بعض
مشائخ** نے مجکو غزالی رح سے خبر پہونچائی کہ انہون نے کہا رقص ایک حماقت ہے دونون شانون مین جو بغیر محنت کے زائل نہین
ہوتی **ابن عقیل** نے کہا کہ قرآن مین قطعی طور پر رقص سے ممانعت ہے اللہ تعالی نے فرمایا **ولا تمش فی الارض
مرحا** یعنی زمین پر خوش ہوتا ہوا نہ چل اللہ تعالی نے مختال یعنی اترا کر چلنے والے کی مذمت فرمائی اور رقص نہایت ہی خوشی
اور اترانا ہوتا ہے بھلا کیا ہم وہی لوگ نہین کہ ہم نے نبیذ کو شراب پر قیاس کیا ہی بوجہ اس کے کہ سرور لانے اور نشہ پیدا کرنے مین
دونون متفق ہین پھر ہمین کیا ہوگیا کہ لکڑی بجانا اور اس کے ساتھ اشعار گانا طنبورا و مزمار اور طبل پر قیاس نہ کرین کیونکہ
دونون طرب و سرور لانے مین متحد ہین اور کیا ڈاڑہی والے آدمی سے کوئی شی جو عقل و وقار کو عیب لگاوے اور حلم و ادب کے
طریقہ سے نکال دے قبیح تر ہوگی پھر کیا کہا جاوے جبکہ بڈھے الحان اور لکڑیون کے بجنے پر رقص کرین اور تالیان بجائین خاصکر اگر
عورتون اور امردونکی آوازین ہون اور کیا تم پسند کرتے ہو کہ جس شخص کے سامنے موت اور سوال اور حشر اور صراط ہون

ثم هو الى حالة الذين يتشبهون بالرقص شمس البهائم ويصفق تصفيق النسوة والله لقد رأيت مشائخ في عمري
ما بان لهم سن في تبسم فضلا مع ضحك مع ادمان مخالطتي لهم كالشيخ ابي القاسم بن زيدان وعبد الملك بن
بشران وابي طاهر بن العلاف والجنيد والدينوري **فصل** فاذا تمكن الطرب من الصوفية في حالة رقصهم جذب احدهم بعض
الجلوس ليقوم معه ولا يجوز على مذهبهم للمجذوب ان يقعد فاذا قام قام الباقون تبعا له فاذا كشف احدهم
راسه كشف الباقون رؤوسهم موافقة له ولا يخفى على عاقل ان كشف الراس مستقبح وفيه اسقاط مروة وترك ادب
وانما يقع في المناسك تعبدًا لله وذلا له **فصل** فاذا اشتد طربهم رموا ثيابهم على المغني فمنهم من يرمي بها صحاحا
ومنهم من يخرقها ثم يرمي بها وقد احتج لهم بعض الجهال فقال هؤلاء في غيبة فلا يلامون فان موسى عليه السلام
لما غلب عليه الغم بعبادة قومه العجل رمى الالواح فكسرها ولم يدر ما صنع والجواب ان نقول من يصحح عن موسى انه رماها رمي
كاسر والذي ذكر في القرآن القاؤها فحسب فمن اين لنا انها تكسرت ثم قيل لو تكسرت فمن اين لنا انه قصد
كسرها ثم لو صححنا ذلك عنه قلنا كان في غيبة حتى لو كان بين يديه حينئذ بحر من نار لخاضه

---

ترجمہ پھر اس کا ٹھکانا بہشت و دوزخ دو مین سے ایک جگہ ہو وہ رقص سے یون اوچھلے جیسے چوپائے اچھلتے ہین اور اس طرح
تالیان بجائے جس طرح عورتین بجاتی ہین خدا کی قسم مینے اپنے زمانے مین وہ مشائخ دیکھے ہین جن کا مسکرانے مین بھی کوئی دانت
ظاہر نہین ہوا چہ جائیکہ ان کو ہنسی آئے باوجودیکہ مین ہمیشہ اُن کی صحبت مین رہا جیسے شیخ ابو القاسم بن زیدان اور عبد الملک بن
بشران اور ابو طاہر بن علاف اور جنید اور دینوری **فصل** جبکہ صوفیہ مین بحالت رقص خوب طرب قرار پکڑتا ہے ان مین سے ایک کسی بیٹھے
ہوئے کو کھینچ لیتا ہے کہ اسکے ساتھ اوٹھ کھڑا ہوا اور ان کے مذہب مین یہ بات جائز نہین کہ جسکو کھینچا جائے وہ بیٹھا رہے جب وہ
کھڑا ہوتا ہے تو اسکی پیروی کی وجہ سے باقی لوگ بھی اوٹھ کھڑے ہوتے ہین پھر اگر کوئی ان مین سے اپنا سر کھول لیتا ہے تو باقی
بھی اس کی موافقت مین اپنے سرون کو ننگا کر لیتے ہین اور عاقل آدمی پر پوشیدہ نہین کہ سر کھولنا قبیح ہے اور اس مین آدمیت
کا دور کرنا اور ترک ادب ہے صرف مناسک حج مین اللہ تعالی کے آگے اظہار عبودیت اور عاجزی کے لئے واقع ہوتا ہے **فصل** جب انکا
سرور زیادہ ہوتا ہے تو کپڑے اوتار کر گانے والے پر پھینکدیتے ہین بعض تو اوسی طرح سالم و درست پھینکدیتے ہین اور بعض انکو
پھاڑ ڈالتے ہین پھر پھینکتے ہین اور ان کے لئے بعض جہال نے یہ حجت پکڑی ہے کہ وہ اپنے آپ سے گذر جاتے ہین لہذا ملامت
نکرنا چاہئے کیونکہ جب موسی علیہ السلام کو اپنی قوم کی گوسالہ پرستی کا غم ہوا تو توریت کے تختے پھینکدیئے اور اُن کو توڑ ڈالا اور
کچھ خبر نہ تھی کہ کیا کیا **جواب** یہ ہے کہ ہم کہتے ہین موسی علیہ السلام کی نسبت اس امر کی تصحیح کس نے کی کہ انہون نے تختے اس طرح
پھینکے جیسے کوئی توڑ ڈالنا چاہتا ہے اور قرآن شریف مین جو مذکور ہے تو انکا ڈالدینا ہی بس یہی کافی ہے یہ بات کہان سے نکلی کہ
وہ ٹوٹ گئے ہم یہ کیونکر کہدین کہ انہون نے توڑنے کا قصد کیا تھا پھر اگر موسی علیہ السلام کے بارے مین اسکو صحیح بھی مان لین
تو ہم کہین گے کہ وہ اسوقت بیخود تھے کہ اگر اس گھڑی ان کے سامنے آگ کا دریا بھی ہوتا تو اس مین داخل ہو جاتے +

ومن يصحح لهؤلاء غيبتهم وهم يعرفون المغني من غيره ويحذرون من بئر لو كانت عندهم ثم كيف يقاس احوال الانبياء لحوال
هؤلاء السفهاء ولقد رأيت شابا من الصوفية يمشي في الاسواق يصيح والعوام يمشون خلفه وهو يبربر ويخرج الى الجمعة
فيصيح صيحات ثم يصلي الجمعة فيسكت عن صلوته ان كانت وقت صلوته غائبا فقد بطل وضوءه وان كان حاضرا و
هو متصنع وكان هذا الرجل جلدا لا يعمل شيئا بل يدار له زنبيل في كل يوم فيجمع له ما يأكلون هو واصحابه
فهذه حالة المتأكلين لا المتوكلين ثم لو قدرنا ان القوم يصيحون عن غيبة فان تعرضهم بما يغطي على العقول من
سماع ما يطرب منهي عنه كالتعرض بكل ما غالبه الاذى وقد سئل ابن عقيل عن تواجدهم وتخريق ثيابهم فقال
خطأ حرام قد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اضاعة المال وعن شق الجيوب فقال له قائل فانهم
لا يعقلون ما يفعلون قال ان حضروا هذه الامكنة مع علمهم ان الطرب يغلب عليهم فيزيل عقولهم اثموا بما
يدخل عليهم من التخريق وغيره مما يفسد ولا يسقط عنهم خطاب الشرع لانهم مخاطبون قبل الحضور
بتجنب هذه المواضع التي تفضي الى ذلك كما هم منهيون عن شرب المسكر فاذا سكروا وجرى منهم افساد الاموال لم
يسقط الخطاب لسكرهم هذا الطرب الذي يسميه اهل التصوف وجدا ان صدقوا فيه فسكر طبع وان كذبوا فسكر مع الصحو

ترجمہ اس گروہ کی نسبت بیخودی کون صحیح بتاتا ہے حالانکہ یہ لوگ گانے والے کو غیروں سے تمیز کر لیتے ہین اور ان کے پاس کنوان ہو
تو اس سے بچتے ہین پھر انبیاء علیہم السلام کے احوال ان احمقون پر کیونکر قیاس کئے جا سکتے ہین صوفیہ مین سے مینے ایک جوان کو بازار
مین دیکھا کہ شور مچاتا تہا اور عوام لوگ اوسکے پیچھے جاتے تھے وہ غصے مین بڑبڑاتا تہا اور نماز جمعہ کے لئے جاتا تہا کئی نعرے مارتا تہا اور
پھر جمعہ کی نماز پڑہتا تہا نماز سے خاموش ہو جاتا تہا اب اگر یہ شخص نماز پڑہنے کیحالت مین غائب و بیخود تہا تو اس کا وضو باطل
ہو گیا اور اگر ہوش تہا تو وہ محض بناوٹ ہے اور یہ شخص تن و توش والا تہا کوئی کام نہ کرتا تہا ہر روز اس کے واسطے ایک زنبیل گھر
گھر پھیری جاتی تہی تو اسقدر کہانا جمع ہو جاتا تہا کہ وہ اور اسکے ساتھی کہاتے تھے پس یہ حالت کھانے والون کی ہے توکل کرنیوالون کی
نہین پھر اگر ہم مان لین کہ یہ لوگ بیخودی کیوجہ سے شور کرتے ہین تو انکا ایسی طرب انگیز چیز کے سننے کو جانا جو عقل پر پردہ ڈالتی ہے ممنوع اور منہی ہے
جیساکہ ہر اس چیز کے پاس جانا جسمین آزار غالب ہو ابن عقیل سے ان لوگون کے وجد کرنے اور کپڑے پہاڑنے کے بارے مین پوچھا گیا جواب دیا
کہ خطا ہے حرام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے اور گریبان پہاڑنے سے منع فرمایا پوچھنے والے نے ابن عقیل سے پوچھا کہ وہ لوگ بالکل
نہین جانتے کہ کیا کرتے ہین جواب دیا کہ اگر باوجود اس علم کے طرب اُنپر غالب ہو گا اور ان کی عقل زائل کر دیگا وہ ان مقامون مین حاضر ہونگے
تو گنہگار ہونگے بوجہ اس حالت کے جو انپر گذرتی ہے کپڑے پہاڑنا وغیرہ جسمین شی کا فاسد کرنا ہے اور اُن سے خطاب شرعی ساقط نہو گا کیونکہ وہ
اس مجلس مین حاضر ہونیسے پہلے مخاطب ہین کہ ان مقامات سے باز رہین جہان ایسی حالت کو پہنچین جسطرح انکو نشہ کی چیز پینے سے منع کیا گیا ہے
اب اگر وہ نشہ مین سرشار ہو جاوین اور اس حالت مین انسے مال ضائع کرنا سرزد ہو تو خطاب الٰہی بوجہ اُنکے مست و بیخود ہونیکے ساقط نہو گا یہ طرب اور
سرور جسکو اہل تصوف وجد کہتے ہین اگر اس مین سچے ہین تو طبیعت پر نشہ غالب ہو گیا اور اگر کاذب ہین تو باوجود ہوش مین ہونیکے مال ضائع کرتے ہین

فلا سلامة فيه مع الحالين وتجنب مواضع الريب واجب واحتج لهم ابن طاهر في تخريقهم الثياب لحديث عائشة
قالت نصبت حجلة لي فيها رقم فمدها النبي صلى الله عليه وسلم فشقها **قال المصنف** فانظر الى فقه هذا الرجل
المسكين كيف يقيس حال من يخرق ثيابه فيفسدها وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن اضاعة المال على
من ستر ليحيط فانشق لا عن قصد ثم لو قدرنا انه قصد شقه جاز على وجه العقوبات في المنهيات كما امر
بكسر الدنان في الخمر فان ادعى مخرق ثيابه انه غائب قلنا الشيطان غيبك لانك لو كنت مع الحق لحفظك
فان الحق لا يفسد وعن ابي عمران الجوني قال وعظ موسى بن عمران يوما فشق رجل منهم قميصه فاوحى الله عز وجل الى
موسى عليه السلام قل لصاحب القميص لا يشق قميصه بل يشرح لي عن قلبه **فصل** وتكلم مشايخ الصوفية في الخرق المرمية
فقال محمد بن طاهر الدليل على ان الخرقة اذا طرحت صارت ملكا لمن طرحت بسببه حديث جرير جاء قوم
مجتابي النمار فحرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على الصدقة فجاء رجل من الانصار بصرة فتتابع الناس حتى رأيت كومين من
ثياب وطعام قال والدليل على ان الجماعة اذا قدموا عند تفريق الخرق اسهم لهم حديث ابي موسى قال قدمنا بعد خيبر بثلث فاسهم لنا

ترجمہ بہرحال دونوں صورتوں میں سلامتی نہیں اور شک و شبہ کے مقامات سے بچنا واجب ہے **ابن طاہر** نے اس قوم کے لئے
اس حدیث سے حجت پکڑی ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اپنے لئے ایک حجلہ نصب کیا تھا جس میں نقش و ربیل بوٹے
تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھینچا اور چاک کر دیا **مصنف** رحمہ اللہ نے کہا اس بیچارے غریب آدمی کے فقہ پر غور کرنا چاہئے کہ
جو شخص اپنے کپڑے پھاڑتا ہے حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے اوس کی حالت
کو اس پر قیاس کرتا ہے کہ گھیرنے کے لئے پردہ کھینچا جائے اور بلا قصد پھٹ جائے
اگر یہ بھی مان لیں کہ آپ نے اُسکے چاک کر دینے کا قصد کیا تھا تو بروجہ تنبیہ جائز ہی جیسا کہ ممنوعات میں کیا جاتا ہے چنانچہ آپ نے شراب کے
بارے میں اُس کے مٹکے توڑ ڈالنے کا حکم دیا تھا اب اگر کپڑے پھاڑنے والا آدمی یہ دعویٰ کرے کہ وہ بیخود ہے تو ہم جواب دینگے کہ تجکو
شیطان نے بیخود بنا دیا۔ اگر تو حق کے ساتھ ہوتا تو محفوظ رہتا کیونکہ حق فاسد نہیں ہوتا **ابو عمران الجونی** نے کہا کہ ایک روز
موسےٰ بن عمران علیہ السلام نے وعظ بیان کیا سامعین میں سے ایک شخص نے اپنا کرتا پھاڑ ڈالا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت
موسےٰ کو وحی بھیجی کہ اس کرتے والے سے کہدو کہ کرتا نہ پھاڑے بلکہ میرے لئے اپنا قلب صاف کرے **فصل** مشائخ صوفیہ
نے پھینکے ہوئے خرقوں کے بارے میں کلام کیا ہے **محمد بن طاہر** نے کہا کہ اس بات کی دلیل کہ خرقہ جب پھینکا جاتا ہے
اس شخص کی ملک ہو جاتا ہے جسکی وجہ سے پھینکا گیا حضرت جریر کی یہ حدیث ہے کہ کچھ لوگ پوستین پہنے ہوئے آئے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو صدقہ کی ترغیب دی ایک انصاری ایک تھیلی لائے انکو دیکھکر اور لوگ بھی پے در پے لانے لگے
حتی کہ میں نے دو ڈھیر غلہ اور کپڑوں کے دیکھے **ابن طاہر** نے کہا کہ اس امر کی دلیل کہ جب لوگ خرقوں کی تقسیم ہونیکے وقت آئیں تو انکا حصہ لگایا
جائیگا حضرت ابو موسی کی حدیث ہی کہ ہم لوگ خیبر کے بعد تیسرے دن آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا حصہ لگایا۔

قال المصنف قلت لقد تلاعب هذا الرجل بالشريعة واستخرج بسوء فهمه ما يظنه يوافق مذهب المتاخرين من الصوفية فانا ما عرفنا هذا فی اوائلهم وبیان فساد استخراجه ان هذا الذی خرق الثوب ورمى به ان كان حاضرا فما جاز له تخریقه وان كان غائبا فكذلك يزعمون كان ثوبه كالشئ الذی يقع من الانسان ولا يدرى به ولا يجوز لاحد ان يتملكه وان رماه فی حال حضوره لا علی احد فلا وجه لتملكه ولو رماه علی المغنى لم يملكه لان التمليك لا يكون الا بعقد شرعى والرمى ليس بعقد ثم نقدر انه ملك للمغنى فما وجه تصرف الباقين فيه ثم اذا تصرفوا فيه خرقوه خرقا وذلك لا يجوز لوجهين احدهما انه تصرف فيما لا يملكونه والثانى انه اضاعة للمال ثم ما وجه سهام من لم يحضر فاما حديث ابى موسى فقال العلماء منهم الخطابى يحتمل ان يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطاه عن رضى ممن شهد الوقعة او من الخمس الذی هو حقه ثم مذهب الصوفية يعطى هذا الخرق لمن جاء وهذا مذهب خارج عن اجماع المسلمين وما اشبه وضع هؤلاء بارائهم الفاسدة الا بما وضعت الجاهلية من احكام البحيرة والسائبة والوصيلة والحام قال ابن طاهر اجمع مشائخنا علی ان الخرقة المخرقة وما تبعت من الخرق الصحاح لو القاها ان ذلك كله يكون بحكم الجمع يفعلون فيها ما يراه المشائخ واحتجوا بقول عمر الغنيمة لمن شهد الوقعة وخالفهم شيخنا ابو اسمعيل الانصارى فجعل الخرقة علی ضربين

ترجمہ مصنف رح نے کہا کہ یہ شخص شریعت کے ساتھ کھیل کرتا ہے اور کج فہمی سے جو باتین متاخرین صوفیہ کے مذہب کے موافق پاتا ہے نکالتا ہی کیونکہ ہمنے متقدمین صوفیہ مین یہ باتین نہین دیکھین اور اس شخص کے استخراج کی قباحت کا بیان یہ ہے کہ وہ شخص جسنے چاک شدہ خرقہ پھینکا ہے اگر اپنے آپ مین تہا تو اُسکو اُسکا چاک کرنا جائز نہ تھا اور اگر اُن کے خیال کے مطابق خودی سے گذرا ہوا تہا تو اس کا کپڑا اس چیز کی مانند ہوگا جو بیخبری مین انسان سے گر پڑے کسی دوسرے کو جائز نہین کہ اس کا مالک بنے اور اگر اس شخص نے بحالت ہوش اپنا کپڑا پھینکا مگر کسی آدمی پر نہین ڈالا تو اس کے مالک بنجانے کی کوئی وجہ نہین کیونکہ بغیر عقد شرعی کے کسیکو مالک نہین بنا سکتے اور پھینکدینا عقد نہین ہی پھر ہم مانتے ہین کہ وہ کپڑا گانے والے کی ملکیت ہی تو اور لوگون کے اوسمین تصرف کرنے کی کیا وجہ ہے پھر جب اسمین تصرف کرتے ہین تو اس کے کئی ٹکڑے کر دیتے ہین اور یہ دو وجہون سے جائز نہین اول یہ کہ وہ ایسی چیز مین تصرف کرتے ہین جس کے مالک نہین اور دوم یہ کہ مال کا ضائع کرنا ہی پھر جو شخص موجود نہین اس کا حصہ لگانیکی کیا وجہ ہے اگر حضرت ابو موسی کی حدیث کو کہا جائے تو خطابی وغیرہ علمانے کہا ہے کہ یہان احتمال ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو حاضرین جنگ کی خوشی سے دیا ہو۔ یا اس پانچوین حصہ مین سے عطا کیا ہو جو آپ کا حق تہا اور بنا بر مذہب صوفیہ یہ کپڑے کی ٹکڑی ہر ایک آنیوالے کو ملتے ہین اور یہ مذہب اجماع مسلمین سے خارج ہے اگر سچ پوچھیے تو یہ لوگ جو کچھ اپنی بیہودہ رایون سے مقرر کر رہے ہین کسقدر اس حالت سے ملتی جلتی ہے جو زمانہ جاہلیت کے بارہ مین بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کے احکام کی قسم سے بیان کی گئی ہی ابن طاہر نے کہا کہ ہمارے مشائخ نے اجماع کیا ہے کہ چاک شدہ خرقے اور جو کچھ ان کے ساتھ درست خرقے انکے موافق ہون وہ سب کے سب مجمع کے حکم پر ہین مشائخ اس مین جسطرح چاہین تصرف کرین اور انکی حجت حضرت عمرؓ کا یہ قول ہی کہ غنیمت اس کے لیے ہے جو جگہ میں حاضر تہا اس مذہب مین ہمارے شیخ ابو اسمعیل انصاری انکے خلاف ہین وہ خرقہ کے دو حصے کرتے ہین

ما كان مجروحا قسم على الجمع وما كان سليما دفع الى القوال واحتج بحديث سلمة من قتل الرجل
قالوا سلمة بن الاكوع قال له سلبه اجمع فالقتل انما وجد من جهة القوال فالسلب له قال المصنف
انظروا اخواني عصمنا الله واياكم من تلبيس ابليس الى تلاعب هؤلاء الجهلة بالشريعة واجماع مشائخهم
الذين لا يساوون بعرة فان مشائخ الفقهاء اجمعوا على ان الموهوب لمن وهب له سواء كان مخرقا او
سليما وانه لا يجوز لغيره التصرف فيه ثم ان سلب القتيل كل ما عليه فما بالهم جعلوه ما رمي به ثم ينبغي
ان يكون الامر على عكس ما قاله الانصاري لان المجروح من الثياب ما كان بسبب الوجد فينبغي ان يكون
المجروح للمغني دون الصحيح وكل اقوالهم في هذا محال وهذيان وحكى لي ابو عبد الله التكريتي الصوفي عن ابي الفتوح الاسفرائني وكنت
قد رأيته وانا صغير السن وقد حضر في جمع كبير في رباط وهناك المخاد والقضبان والدفوف بجلاجل فقام يرقص وعلى رأسه عمامة صغيرة فبقي مكشوف الراس
قال لي التكريتي تدري يا ولدي ايش في الرقص ثم ذكر ان الرقص في الخف خطأ عند القوم فانفرد وخلعه ثم نزع مطرفا كان عليه فوضعه بين ايديهم كفارة
لتلك الجناية فاقتسموه خرقا قال ابن طاهر والدليل على ان الذي يطرح الخرقة لا يجوز ان يشتريها من الجمع

ترجمہ جو چاک شدہ ہیں سب کو تقسیم کئے جائیں اور جو سالم و درست ہیں قوال کو دیئے جائیں اور حضرت سلمہ کی
حدیث سے حجت لی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ فلان شخص کو کس نے قتل کیا۔
لوگون نے عرض کیا کہ سلمہ نے مارا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سلمہ ہی کو اس کا سارا رخت ملے گا پس یہان پر قتل فقط
قوال ہی طرف سے پایا گیا ہے لہذا رخت اسی کو ملے گا مصنف نے کہا میرے بھائیو خدا ہمین تمہین تلبیس ابلیس
سے محفوظ رکھے ذرا ان نادانون کے شریعت کے ساتھ کھیل کرنے کو غور کرو اور ان کے مشائخ کا اجماع دیکھو جو اونٹ
کی مینگنی برابر نہین کیونکہ مشائخ فقہا اسپر اجماع کرتے ہین کہ ہبہ کردہ چیز اس شخص کی ہے جسے ہبہ کی گئی خواہ ٹوٹی ہوئی
ہو یا صحیح و درست ہو۔ اور غیر موہوب لہ کو اس مین تصرف کرنا جائز نہین پھر یہ سمجھو کہ مقتول کا رخت تو وہ
ہے جو اس کے جسم پر ہے ان لوگون کو کیا ہو گیا کہ رخت اسی کو کہتے ہین جو پھینکدیا گیا پھر زیبا تو یون ہے کہ انصاری
کے قول کے برعکس عملدرآمد ہو کیونکہ کپڑون مین جو پھٹے ہوئے ہین وہ بسبب وجد کے ہین۔ لہذا یون چاہیے کہ قوال کو چاک
شدہ مین اور درست نہ دین غرضکہ اس بارے مین اس فریق کے تمام اقوال بیہودہ اور خرافات ہین ابو عبد اللہ
تکریتی صوفی نے مجھ سے بیان کیا کہ مین نے صغیر سنی مین ابو الفتوح اسفرائنی کو دیکھا ہے وہ ایک مجلس صوفیہ مین بہت
بڑی جماعت مین موجود تھے جہان ڈھول باجا اور دف اور گھنگرو بجتے تھے ابو الفتوح اٹھکر رقص کرنے لگے یہان
تک کہ عمامہ گر پڑا وہ اسی طرح کھلے سر سے تکریتی نے کہا کہ ابو الفتوح نے ایکدم رقص کیا اور موزہ پہنے ہوئے تھے پھر ذکر
آیا کہ موزہ سمیت رقص کرنا صوفیہ کے نزدیک خطا ہے تو انہون نے موزہ اتار ڈالا پھر ایک پیراہن جو پہنے ہوئے تھے اتارا اور اس گناہ
کے کفارہ مین جماعت کے سامنے رکھدیا لوگون نے اسکو پارہ پارہ کرکے باہم تقسیم کر لیا ابن طاہر نے کہا کہ جو خرقہ پھینکا جاتا ہے [illegible]

حدیث عمر لا تعودن فی صدقتک **قال المصنف** انظر الی بعد هذا الرجل عن فہم معنے الحدیث فان الخرقة المطروحة باقیة علی ملک صاحبہا فلا تحتاج الی ان یشتریہا **فصل** واما تقطیعهم الثیاب المطروحة خرقا وتفریقها **فقد** بینا انه ان کان صاحب الثواب رماه الی المغنی لم یملکه بنفس الرمی حتی یملکه ایاه فاذا ملکه ایاه فما وجه تصرف الغیر فیه ولقد شہدت بعض فقہائہم یخرق الثیاب ویقسمها ویقول هذه الخرق ینتفع بها ولیس هذا بتفریط فقلت وهل التفریط الا هذا **ورأیت** شیخا منهم یقول خرقت خرقا فی بلدنا فاصاب رجل منها خریقة فعملها کنفا فباعها بخمسة دنانیر فقلت له ان الشرع لا یجیز هذه الرعونات لمثل هذه النوادر فاعجب من هذین الرجلین ابو حامد الطوسی فانه قال یباح لهم تمزیق الثیاب اذا خرقت قطعا مربعة تصلح لترقیع الثیاب والسجادات فان الثوب یمزق حتی یخاط منه قمیص ولا یکون ذلک تضییعا ولقد عجبت من هذا الرجل کیف استلبه حب مذهب التصوف عن اصول الفقه ومذهب الشافعی فنظر الی انتفاع خاص ثم ما معنے قوله مربعة فان المطاولة

ترجمہ اس کی دلیل حضرت عمرؓ کی یہ حدیث ہے کہ صدقہ کر کے واپس نہ لو مصنفؒ نے کہا کہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ شخص حدیث کے معنی سمجھنے سے کس قدر دور ہے کیونکہ خرقہ تو ہنوز اپنے مالک کی ملک میں باقی ہے اُسکو خریدنے کی حاجت نہین **فصل** باقی رہا یہ کہ صوفیہ پھینکے ہوئے کپڑے کو ٹکڑے ٹکرے کرتے ہین اور باہم بانٹتے ہین تو ہم بیان کر چکے کہ اگرچہ مالک لباس نے اس کو قوال کی طرف پھینکا ہے لیکن فقط پھینکدینے سے اس کو دے نہین دیا کہ وہ اس کا مالک بن بیٹھا پھر جب وہ قوال اس کا مالک بن گیا تو غیر کے تصرف کی اسمین کیا وجہ ہے **بعض** فقہائے صوفیہ کے پاس مین گیا جو خرقہ پھاڑتے تھے اور تقسیم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان خرقون سے نفع اوٹھایا جاتا ہے اور یہ کوئی تفریط نہین مینے کہا کہ اس کے سوا اور تفریط کسے کہتے ہین اسی طرح ایک اور شیخ کو مینے دیکھا جو کہتے تھے کہ مینے اپنے شہر مین خرقے پھاڑکر تقسیم کئے ایک خرقہ ایک آدمی کو ملا اُسنے اس کا ایک دوسرا لباس بناکر پانچ دینار مین فروخت کردیا۔ مین نے اون سے کہا ان نادر باتون کے لئے شریعت یہ رعونتین جائز نہین رکھتی پھر ان دونون شیخون سے زیادہ تعجب ابو حامد طوسی پر ہے۔ وہ کہتے ہین کہ صوفیہ کو کپڑون کا پارہ پارہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ مُربع ٹکڑے پھاڑے جائین۔ جو کہ کپڑون اور جانمازون مین پیوند لگانے کے کام آسکین۔ کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ کپڑا پھاڑ ڈالاجاتا ہے اور اس کا کرتا بنالیا جاتا ہے۔ اور اس کو تضییع نہین کہتے۔ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہون۔ کہ مذہب تصوف کی محبت نے اس کو اصول فقہ اور مذہب شافعی سے کیسا مسلوب الحواس کردیا۔ کہ خاص انتفاع پر نظر رکھتا ہے۔ پھر اس کے کیا معنی کہ مربع ٹکڑے ہون طول میں

ينتفع بها ثم لو مزق الثوب يضا فرمى لا ينتفع بها ولو كسر السيف نصفين لا ينتفع بالنصف غير ان الشرع تيلحي الفوائد
العامة وليسمى ما ينقص عنها الانتفاع اتلافا ولهذا نهى عن كسر الدرهم الصحيح لانه يذهب منه قيمته بالاضافة
الى المكسور فليس العجب في تلبيس ابليس على الجهال منهم بل على الفقهاء الذين اختاروا ابداع الصوفية على حكم ابي
حنيفة والشافعي **فصل** ولقد غربوا فيما ابتدعوا واقاموا لهم الاعذار الى هواهم مال **ولقد** ذكر محمد بن طاهر في
كتابه فقال باب السنة في اخذ شئ من المستغفر واحتج بحديث كعب بن مالك في توبته يجزيك الثلث ثم قال
باب الدليل على ان من وجبت عليه غرامة فلم يؤدها الزموه اكثر منها واستدل بحديث معاوية بن حيدة
عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال في الزكوة من منعها فانا اخذها وشطر ماله **قال المصنف** قلت فانظر
الى تلاعب هؤلاء وجهل هذا المحتج لهم وتسمية ما يلزموه بعضهم مما تلزمه غرامة وتسمية ذلك
واجبا وليس لنا غرامة ولا واجب الا بالشرع ومتى اعتقد الانسان ما ليس بواجب واجبا فقد كفر ومن مذهبهم كشف
الرأس عند الاستغفار وهذه بدعة تسقط المروة وتنافي الوقار ----

**ترجمہ** پھاڑنے سے بھی نفع اوٹھا سکتے ہین اور تلوار کے اگر توڑ کر برابر برابر دو ٹکڑے کر لئے جائین تو ایک ٹکڑے
سے نفع نہین اُٹھا سکتے علاوہ ازین شریعت عام فائدون کو دیکھتی ہے اور جس چیز کے انتفاع مین نقصان آئے اُسکو
تلف کر دینا کہتے ہین اسی لئے ثابت درہم کا توڑنا ممنوع ہے کیونکہ ٹوٹنے کی وجہ سے اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے
**شیطان** اگر جہال صوفیہ کو فریب مین لے آئے تو کچھ تعجب نہین تعجب تو ان عالموں پر ہے جنہون نے ابو حنیفہ اور شافعی
کے حکم کو چھوڑ کر صوفیہ کی بدعتین اختیار کی ہین **فصل** ان صوفیہ نے جو بدعتین ایجاد کین ہین اُن مین عجیب عجیب باتین
نکالین ہین اور جو لوگ ان کی خواہش نفسانی کی جانب مائل ہوئے ہین اونہون نے ان کے لئے عذر ڈہونڈہے ہین
**محمد بن طاہر** نے اپنی کتاب مین ایک باب باندہا ہے جس کا عنوان یہ ہے **باب** توبہ کرنیوالے سے کچھ تاوان لینے کے
بارے مین سنت کیا ہے اور کعب بن مالک کی حدیث سے حجت لی ہے کہ اُن کی توبہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تمہارے لئے تہائی مال صدقہ دینا کافی ہے پھر کہا باب اس بات کی دلیل مین کہ جس شخص پر تاوان واجب ہو اور وہ اس کو ادا
نہ کرے تو تاوان سے زیادہ اس پر لازم کر دین اور معاویہ بن حضیدہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے زکوۃ کے حق مین فرمایا کہ جو شخص زکوۃ کو روکے گا مین اس سے زکوۃ اور اس کا آدھا مال لونگا **مصنف**
نے کہا مین کہتا ہون کہ ان لوگوں کے کھیل کرنے کو دیکھو اور اس صوفیہ کے لئے حجت لانے والے کی جہالت پر غور کرو کہ جو چیز
اونہون نے ایک شخص پر خود مل کر لازم کر دی اس کا نام تاوان رکہا ہے اور اس کو واجب بتاتے ہین حالانکہ ہمارے واسطے
کسی شئے کا تاوان ہونا اور واجب ہونا فقط شریعت کی طرف سے ہے اور جبکہ انسان غیر واجب کو واجب اعتقاد کریگا تو یہ اعتقاد
اسکو کافر بنا دیگا **صوفیہ** کا مذہب ہے کہ استغفار و توبہ کیوقت سر کھول لے حالانکہ یہ بدعت اور خلاف آدمیت ہے

ولو لا ورود الشرع بكشفه في الاحرام ما كان يكون له وجه واما حديث كعب بن مالك فانه قال ان من توبتي ان انخلع من مالي فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يجزيك الثلث لا على سبيل الالزام له وانما تبرع بذلك واخذ منه وان الزم الشرع تارك الزكوة ما يزيد عليها عقوبة من الزامهم المزيد غرامة لا تجب عليه فاذا امتنع ضاعفوها وليس لهم الالزام انما ينفرد بالزام الشرع وحده وهذا كله جهل وتلاعب بالشريعة فهؤلاء الخوارج عليها حقا

ذكر تلبيس ابليس على كثير من الصوفية في صحبة الاحداث

قال المصنف اعلم ان اكثر الصوفية المتصوفة قد سدوا على انفسهم باب النظر الى النساء الاجانب لبعدهم عن مصاحبتهن وامتناعهم من مخالطتهن واشتغلوا بالتعبد عن النكاح واتفقت صحبة الاحداث لهم على وجه الارادة وقصد الزهادة فامالهم ابليس اليهم واعلم ان المتصوفة في صحبة الاحداث على سبعة اقسام

القسم الاول اخبث القوم وهم ناس يتشبهون بالصوفية ويقولون بالحلول عن ابي نصر عبد الله بن علي السراج قال بلغني ان جماعة من الحلولية زعموا ان الحق اصطفى اجساما حل فيها بمعاني الربوبية ومنهم من قال هو حال في المستحسنات وذكر ابو عبد الله بن حامد ان طائفة من الصوفية قالوا انهم يرون الله في الدنيا واجازوا ان يكون في صفة الآدمي ولم يابوا كونه حالا في الصور الحسنة حتى استشهدوا في رويتهم الغلام الاسود

ترجمہ اور احرام کی حالت مین سر کہولنے کے لئے اگر شریعت نہ وارد ہوتی تو کوئی اور وجہ نہ تھی باقی رہی یہ حدیث کہ کعب بن مالک نے کہا میری توبہ یہ ہی کہ اپنے مال مین سے کچھ نکالون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہائی مال کافی ہے یہ فرمانا کوئی لازم کر دینے کی راہ سے نہ تہا صرف گناہ سے پاک کرنا تہا اور اُنسے مال لے لیا گیا اور کہا شریعت کا یہ لازم کرنا کہ جو شخص زکوٰۃ نہ دے تو سزا کے طور پر اس سی اور زیادہ لیا جاوے اور کہان اس قوم کا تاوان کے طور پر زیادتی کا لازم کرنا پھر اگر وہ نہ دے تو اسکو دو چند کر دیتے ہین۔ حالانکہ اُن کو لازم ہی کر دینا نچاہیئے۔ لازم کر دینا فقط شریعت کے اختیار ہے۔ اور یہ سب حرکتین نادانی اور شریعت کے ساتھ کھیلنا ہے درحقیقت یہ لوگ شریعت پر حملہ کرنیوالے ہین (**اکثر صوفیہ کو نوجوانون کی صحبت کے بارہ مین تلبیس ابلیس کا بیان**) جاننا چاہیئے کہ اکثر صوفیہ نے اپنے اوپر نوجوان عورتون کو دیکھنے کا دروازہ بند کر لیا ہے لہذا وہ اونکی مصاحبت سے دور رہتے ہین اور اُن کے ساتھ اختلاط رکھنے سے باز رہتے ہین اور نکاح کو چھوڑ کر عبادت آلہی مین مشغول ہو جاتے ہین اور ارادت کے طور پر اور تعلیم زہد کی غرض سی اونکے ساتھ نوجوانونکی صحبت کا اتفاق ہوتا ہے ابلیس اونکو ان کی طرف مائل کر دیتا ہی اور جاننا چاہیئے کہ نوجوانون کی صحبت کے بارے مین صوفیہ سات قسم کے ہین اول سب سے زیادہ خبیث ہین یہ وہ لوگ ہین جو صوفیہ کی مانند بنتے ہین اور حلول کے قائل ہین **ابو نصر عبد اللہ بن سراج** کہتے ہین مجھے خبر ملی ہے کہ حلولیہ گروہ مین سے ایک جماعت کا یہ خیال ہی کہ اللہ تعالے نے بہت سے جسمون کو اپنے حلول کرنے کے لیئے اختیار فرمایا ہے اور یہ ربوبیت کے معنی ہین بعض کہتے ہین کہ اللہ تعالی کا حلول خوبصورت اشیا مین ہے ابو عبد اللہ ابن حامد نے ذکر کیا ہے کہ صوفیہ کی ایک جماعت کا قول ہے کہ وہ اللہ تعو کو دنیا مین دیکھتے ہین اور اس بات کو جائز رکھتے ہین اللہ آدمی کی صفت مین ہو اور اچھی صورتون مین اسکے حلول کرنے سے انکار نہین کرتے حتی کہ بسا اوقات حبشی لڑکے کو دیکھتے ہین اور

والقسم الثانی قوم یتشبہون بالصوفیۃ فی ملبسہم ویقصدون والقسم الثالث قوم یبیحون النظر الی المستحسن و
قد صنف ابو عبد الرحمن السلمی کتابا سماہ سنن الصوفیۃ فقال فی آخر الکتاب **باب فی جوامع رخصہم** فذکر
فیہ الرقص والغنا والنظر الی الوجہ الحسن **وذکر فیہ** ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اطلبوا الخیر عند
حسان الوجوہ وانہ قال ثلثۃ تجلو البصر النظر الی الخضرۃ والنظر الی الماء والنظر الی الوجہ الحسن **قال المصنف**
ہذان الحدیثان لا اصل لہما عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم **اما الحدیث الاول** فاخبرنا بہ عبد الاول بن عیسی عن
نافع عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ قال یحیی بن معین ومحمد بن عبد الرحمن
لیس بشیء **قال المصنف** قد ورد ہذا الحدیث من طرق قال العقیلی لا یثبت عن رسول اللہ صلعم فی ہذا شیء و
**اما الحدیث الآخر** فانبانا ابو منصور بن خیرون عن ابن عبید الریحانی قال سمعت ابا البختری وہب بن وہب یقول کنت ادخل
علی الرشید وابنہ القاسم بین یدیہ فکنت ادمن النظر الیہ فقال اراک تدمن النظر الی القاسم ترید ان تجعل انقطاعہ
الیک قلت اعیذک باللہ یا امیر المؤمنین ان ترمینی بما لیس فی وانما ادمانی النظر الیہ فان جعفر الصادق حدثنا عن ابیہ
عن جدہ علی بن الحسین عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث یزدن فی قوۃ البصر النظر الی الخضرۃ والی الماء الجاری والی الوجہ الحسن

**ترجمہ** دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو صوفیہ کیساتھ انکی لباس میں تشبیہ اختیار کرتے ہیں۔ اور ان سے قربت رکھتے ہیں۔ اور
تیسری قسم وہ لوگ ہیں۔ جو اچھی چیز کو دیکھنا مباح جانتے ہیں **ابو عبد الرحمن السلمی** نے ایک کتاب موسوم بہ سنن الصوفیہ تصنیف
کی ہے آخر کتاب میں اس عنوان کا باب باندھا ہے (**باب** ان چیزوں کے بیان میں جن کے لئے صوفیہ کے نزدیک رخصت ہے) اس
باب میں رقص اور غنا اور اچھی صورت کا دیکھنا بیان کیا ہے اور وہ حدیث لکھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔
کہ فرمایا تم خیر کو اچھی صورتوں کے پاس طلب کرو اور نیز فرمایا کہ تین چیزیں بینائی کو جلا بخشتی ہیں سبزہ دیکھنا پانی دیکھنا اچھی صورت دیکھنا
**مصنف** نے کہا کہ ان دونوں حدیثوں کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہیں ہے پہلی حدیث کی اسناد یوں ہے کہ ہمکو عبد الاول
بن عیسے نے نافع سے خبر دی وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر کو اچھی صورتوں کے پاس ڈھونڈو
**یحیے بن معین** کہتے ہیں کہ رواۃ حدیث میں محمد بن عبد الرحمن کوئی چیز نہیں **مصنف** نے کہا کہ یہ حدیث کئی طریقوں سے روایت کی
گئی ہے **عقیلی** کہتے ہیں کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں اور باقی رہی دوسری حدیث اس کی اسناد یہ ہے
کہ ہم سے ابو منصور بن خیرون نے بیان کیا انسے ابن عبید ریحانی نے کہا کہ مینے ابو البختری وہب بن وہب سے سنا کہتے تھے کہ میں ہارون رشید
کے پاس جایا کرتا تھا اور اس کے سامنے اس کا بیٹا قاسم ہوتا تھا میں اسکی طرف ٹکٹکی لگائے رہتا تھا ہارون رشید نے کہا کہ میں تجکو دیکھتا ہوں
کہ تو قاسم ہی طرف نگاہ رکھتا ہے کیا تیرا یہ ارادہ ہے کہ قاسم تیرا ہی ہو رہے مینے کہا اے امیر المؤمنین خدا کی پناہ مجکو اس بات کی تہمت
نہ لگایئے جو میرے جی میں نہیں اور میں جو قاسم کی طرف نظر جمائے رہتا ہوں تو مجھے امام جعفر صادق نے بیان کیا کہ اُن کے باپ ان کے دادا
علی بن حسین سے روایت کرتے تھے اور اُن کے باپ نے ان کے دادا حضرت علی سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ تین چیزیں ہیں جنکا دیکھنا بینائی کی قوت زیادہ کرتا ہے سبزہ اور بہتا ہوا پانی اور اچھی صورت •

قال المصنف قلت هذا حديث موضوع ولا يختلف العلماء في البختري انه كذاب وضاع ثم قد كان ينبغي لابي عبد الرحمن السلمي اذا ذكر النظر الى المستحسن ان يقيده بالنظر الى وجه الزوجة والمملوكة فاما اطلاقه فخبيئة سوء وقال شيخنا محمد بن ناصر الحافظ كان ابن طاهر المقدسي قد صنف كتابا في جواز النظر الى المرد وقال المصنف قلت والفقهاء يقولون من ثارت شهوته عند النظر الى الامرد حرم عليه ان ينظر اليه ومتى ادعى الانسان انه لا تتور شهوته عند النظر الى الامرد المستحسن فهو كاذب وانما ابيح على الاطلاق لئلا يقع الحرج في كثرة المخالطة بالمنع فاذا وقع الالحاح في النظر دل على العمل مقتضى ثوران الهوى قال سعيد بن المسيب اذا رايتم الرجل يلح النظر الى غلام امرد فاتهموه النسم الرابع قوم يقولون نحن لا ننظر نظر شهوة وانما ننظر اعتبارا ولا يضرنا النظر وهذا المحال منهم فان الطباع تتساوى فمن ادعى تميزه عن ابناء جنسه في الطبع ادعى المحال وقد كشفنا هذا في اول كلامنا في السماع حدثنا ابو حمزة الصوفي عن عبد الله بن الزبير الحنفي قال كنت جالسا مع ابي نصر الغنوي وكان من المبرزين العابدين فنظر الى غلام جميل فلم تزل عيناه واقفتين عليه حتى دنا منه فقال له سالتك بالسميع وعزه الرفيع وسلطانه المنيع الا وقفت على اروى من النظر اليك فوقف قليلا ثم ذهب يمضي فقال له سالتك بالحكيم المجيد

ترجمہ مصنف نے کہا مین کہتا ہون کہ یہ حدیث موضوع ہے اور ابو البختری کے بارے بین علماء کا کچھ اختلاف نہین کہ وہ جھوٹا اور حدیث بنانیوالا ہے پھر ابو عبد الرحمن سلمی کو یون چاہیے تھا کہ جب اچھی چیز کا دیکھنا ذکر کیا تھا تو اسکو بی بی اور مملوکہ لونڈی کا چہرہ دیکھنے پر موقوف رکھتا بالکل مطلق رکھنا ظاہر کرتا ہے کہ انکو بدی سے محبت ہے محمد بن ناصر الحافظ ہمارے شیخ نے بیان کیا کہ ابن طاہر مقدسی نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس مین امردون کو دیکھنے کا جواز لکھا ہے مصنف نے کہا کہ جس شخص کی شہوت امرد کی طرف دیکھنے مین حرکت مین آئے تو اُس کو دیکھنا حرام ہے اور جب انسان یہ دعوی کرے کہ خوبصورت امرد کے دیکھنے سے اس کی شہوت کو جوش نہین ہوتا تو وہ جھوٹا ہے اور مطلق طور پر اس لئے مباح کر دیا گیا کہ لا محالہ بچون سے خلط ملط بکثرت ضرور ہوتا ہے تو اس مین حرج و مشکل نہ پڑے اور جب دیکھنے مین مبالغہ واقع ہو تو یہ حرکت دلیل ہے کہ خواہش نفسانی کے جوش کا تقاضا ہے سعید بن مسیب نے کہا جب تم کسیکو دیکھو کہ امرد لڑکے کو نظر جما کر دیکھ رہا ہے تو اسکو تہمت لگادو۔ چوتھی قسم وہ گروہ ہے جو کہتے ہین کہ ہم شہوت کی نگاہ سے نہین دیکھتے بلکہ عبرت حاصل کرنے کی غرض سے نظر کرتے ہین اور ہمکو اس دیکھنے سے کوئی نقصان نہین پہنچتا حالانکہ انکا یہ قول غلط ہے کیونکہ سب طبیعتین مساوی ہین پس جو شخص یہ دعوی کرے کہ وہ طبیعت مین اپنے ہمجنسون سے جدا ہے تو ایک امر محال کا دعوے کرتا ہے اس بات کو ہم پہلے سماع کے بیان مین وضاحت کے ساتھ لکھ چکے ہین ابو حمزہ صوفی نے ہمسے بیان کیا کہ عبد اللہ بن زبیر حنفی نے کہا کہ مین ابو نصر غنوی کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ایک خفا کش عابد تھے انہون نے ایک حسین لڑکے کو دیکھا ان کی دونون آنکھیں اس لڑکے کی طرف گڑکر رہ گئیں یہانتک کہ اس کے قریب ہو گئے اور اس سے کہنے لگے کہ مین تجھسے سوال کرتا ہون کہ خدا سمیع اور اسکی عزت رفیع اور سلطان منیع کے واسطے میرے آگے کھڑا رہ مین جی بھر کر تجھے دیکھ لون لڑکا تھوڑی دیر کھڑا رہا پھر چلنے لگا تو اس سے کہنے لگے کہ مین تجھ سے سوال کرتا ہون کہ واسطے حکیم و مجید

الکریم المبدئ المعید الا وقفت فوقف ساعة فاقبل یصعد النظر فیه ویصوبه ثم ذهب لیمضی فقال سألتك بالواحد الاحد
الجبار الصمد الذی لم یلد ولم یولد الا وقفت فوقف ساعة فنظر الیه طویلا ثم ذهب لیمضی فقال سألتك باللطیف الخبیر السمیع
البصیر ومن لیس له نظیر الا وقفت فوقف فاقبل ینظر الیه ثم اطرق رأسه الی الارض ومضی الغلام فرفع راسه بعد طویل و
هو یبکی **وقال** لقد ذکرنی هذا بنظری الیه وجها جلّ عن التشبیه وتقدس عن التمثیل وتعاظم عن التحدید والله
لاجهدنّ نفسی فی بلوغ رضاه بمجاهدتی جمیع اعدائه وموالاتی لاولیاءه حتی اصیر الی ما اردته من نظری الی وجهه الکریم
وبهائه العظیم **و**لوددت انه قد ارانی وجهه وحبسنی فی النار ما دامت السموٰت والارض ثم غشی علیه **وحدثنا**
محمد بن عبد الله الفرازی قال سمعت خیر النساج یقول کنت مع مخارق بن حسان الصوفی فی مسجد الخیف و
هو محرم فجلس الینا غلام جمیل من اهل المغرب فرأیت مخارقا ینظر الیه نظرا انکرته فقلت له بعد ان قام انك محرم فی شهر حرام فی بلد حرام فی مشعر حرام وقد رأیتك
تنظر الی هذا الغلام نظرا لا ینظره الا المفتونون فقال لی تقول هذا یا شهوانیّ القلب والطرف الم تعلم انه قد منعنی من الوقوع فی شرك ابلیس ثلث فقلت
وما هن قال ستر الایمان وعفة الاسلام واعظمها عندی الحیاء من الله ان یطلع علیّ وانا حائم

ترجمہ اور کریم و مبدی و معید کے واسطے کھڑا رہ - وہ لڑکا گھڑی بھر کھڑا رہا۔ وہ اسکو سر پاؤن تک دیکھنے لگے پھر وہ چلنے لگا تو اسکو کہنے لگے کہ مین تجھ
ہون کہ اس واحد احد اور جبار اور صمد کے واسطے جو لم یلد ولم یولد ہے کھڑا رہ - لڑکا کچھ دیر کھڑا رہا - انہون نے خوب دیکھا پھر چلنے لگا
تو بولے مین تجھسے سوال کرتا ہون کہ اس لطیف و خبیر اور سمیع و بصیر اور خدائے بے شبہ و نظیر کے واسطے ذرا کھڑا رہ لڑکا کھڑا ہو گیا
وہ اس کی طرف دیکھتے رہے پھر اپنا سر زمین کی طرف جھکایا اور وہ لڑکا چلا گیا بہت دیر کے بعد سر اوپر اوٹھایا تو رو رہے تھے
اور کہتے تھے کہ اس لڑکے کے چہرے کی طرف دیکھنے سے مجھکو وہ ذات یاد آگئی جو تشبیہ سے عالی اور تمثیل سے پاک اور محدود ہونے سے
مبرا ہے خدا کی قسم مین اس کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان کو اس کے دشمنون سے جہاد کی مشقت مین ڈالونگا اور اس کے دوستون سے
محبت رکھونگا یہانتک کہ میری مراد حاصل ہو یعنی اس کی اچھی صورت اور پاکیزہ طلعت دیکھنے پاؤن (یعنی قیامت مین) اور
مجھے تمنا ہے کہ کاشکہ وہ مجھے اپنا دیدار دیکھنے دے اور تا قیام زمین و آسمان مجھکو آگ مین قید رکھے یہ کہہ کر غش کھا کر گر پڑے
**محمد بن عبد اللہ** فرازی نے ہم سے بیان کیا - کہ مینے خیر نساج سے سُنا کہتے تھے کہ مین مسجد خیف مین احرام باندہے ہوئے
مخارق بن حسان صوفی کے ساتھ تہا کہ اہل مغرب مین سے ایک خوبصورت لڑکا ہمارے پاس آ بیٹھا تو مینے مخارق کو دیکھا کہ
اس لڑکے کی طرف اس طور سے نظر کرتے تھے جسکو مینے مکروہ جانا جب وہ لڑکا چلا گیا تو مینے اُن سے کہا کہ تم حالت احرام مین
ہو اور یہ مہینہ حرمت کا ہے اور یہ شہر مبارک حرمت والا ہے اور مشعر حرام مین موجود ہو اس حال مین مینے تم کو دیکھا کہ اس لڑکے کو
ایسی نگاہ سے دیکھتے تہے کہ مفتونون کے سوا اسطرح کوئی نہین دیکھتا مخارق نے جواب دیا کہ اے پُر شہوت دل اور آنکھ والے کیا تو مجھسے
یون کہتا ہے کیا تو نہین جانتا کہ مجھ کو دام ابلیس مین پھنسنے سے تین چیزین روکتی ہین مینے پوچھا وہ کیا چیزین ہین کہا ایمان کا
پردہ اور اسلام کی عفت اور سب سے بڑی چیز اللہ تعالیٰ سے شرمانا ہے کہ وہ اس امر پر مطلع نہ ہو کہ مین اس بُری بات کی طرف راغب ہون

على منكر نهاني عنه ثم صعقوا حتى اجتمع الناس علينا قال المصنف انظروا الى جهل الاحمق الاول ورمزه الى التشبيه وان
تلفظ بالتنزيه والى حماقة هذا الثاني الذي ظن ان المعصية هي الفاحشة فقط وما علم ان نفس النظر بشهوة يحرم ومحا عن نفسه
اثر الطبع بدعواه التي تلذذ بها شهوته للنظر وقد حدثني بعض العلماء ان صبيا امرد حكى له قال قال لي فلان الصوفي وهو يحبني
يا بني لله اليك اقبال والتفات حيث جعل حاجتي اليك وحكي ان جماعة من الصوفية دخلوا على احمد الغزالي وعنده
امرد وهو خال به وبينهما ورد وهو ينظر الى الورد تارة والى الامرد تارة فلما جلسوا قال بعضهم لعلنا كدرنا فقال اي و
الله فتصايح الجماعة على سبيل التواجد وحكى لي ابو الحسين بن يوسف انه كتب اليه في رقعة انك تحب غلاما
التركي فقرأ الرقعة ثم استدعى الغلام فصعد به الى المنبر فقبل عينيه وقال هذا جواب الرقعة
قال المصنف قلت لا عجب من فعل هذا الرجل والقائه جلباب الحياء عن وجهه انما العجب
من البهائم الحاضرين كيف سكتوا عن الانكار عليه ولكن
الشريعة بردت في قلوب كثير من الناس وانبانا ابو الطيب الطبري قال
بلغني عن هذه الطائفة التي تسمع السماع انها تضيف اليه النظر الى وجه الامرد

ترجمہ جس سے اوسنے مجکو منع فرمادیا یہ کہکر چیخ مارکر گر پڑے یہانتک کہ لوگ ان کے گرد جمع ہوگئے مصنفؒ نے کہا میں کہتا
ہون کہ مذکور القبل احمق کی جہالت کو دیکھنا چاہیئے اور اسکی تشبیہ کی رمز پر غور کرنا چاہیئے اگرچہ تنزیہ کا قائل ہے اور اس دوسرے کی
حماقت پر نظر کرنا چاہیئے کہ فقط فعل فاحش ہی کو گناہ خیال کرتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ صرف شہوت سے نگاہ ڈالنا حرام ہے۔ اور
اپنی ذات سے طبیعت کا اثر اس دعوی سے زائل کردیا جس سے اسکی نظر شہوت کو لذت حاصل ہوتی تھی بعض علما نے مجھ سے کہا
کہ ایک امرد لڑکے نے مجھ سے بیان کیا کہ فلان صوفی جو مجھ سے محبت رکھتا تھا کہنے لگا اے بیٹا تجھپر اللہ کی خاص عنایت و توجہ ہے
کہ مجکو تیرا حاجتمند بنایا نقل کرتے ہین کہ صوفیہ کی ایک جماعت احمد غزالی کے پاس گئی تو ان کے پاس ایک امرد لڑکا دیکھا وہ اُس کے
ساتھ خلوت مین بیٹھے تھے اور دونون کے بیچ مین ایک گلاب کا پھول تھا۔ احمد کبھی گلاب کو دیکھتے تھے اور کبھی لڑکے کو جب وہ
صوفیہ آکر بیٹھے تو ان مین سے کسی نے کہا کہ غالبا ہم لوگوں نے آکر آپ کو مکدر کیا جواب دیا کہ ہان ہان بیشک خدا کی قسم پھر سب
نے ملکر وجد حال کے طور پر نعرہ مارا ابو الحسین بن یوسف نے مجھسے بیان کیا کہ اونہون نے احمد غزالی کو ایک رقعہ مین لکھا۔
کہ تم اپنے ترکی غلام کو چاہتے ہو۔ اونہون نے رقعہ پڑھا۔ اور غلام کو بلایا۔ اور ساتھ لیکر منبر پر چڑھے اور اسکی دونون آنکھون کا
بوسہ لیکر کہا کہ اس رقعہ کا جواب یہ ہے مصنفؒ نے کہا کہ اس شخص کی یہ حرکت اور اپنے چہرہ سے پردہ شرم وحیا اوٹھا
دینا تو کوئی تعجب کی بات نہین تعجب تو ان گدھون پر ہے جو وہان حاضر تھے کہ انکار اعتراض کرنے سے کیونکر خاموش
رہے لیکن افسوس کہ شریعت کی گرمی اکثر لوگون کے دلون مین سرد ہوگئی ابو الطیب طبری نے ہم سے بیان کیا کہ
اس قوم کی نسبت جو راگ سنتی ہے مجکو خبر ملی ہے کہ یہ لوگ سماع کے ساتھ امرد کی طرف نظر کرنے کو بھی ملاتے ہین۔

وربما زينته بالحلى والمصبغات من الثياب والحواشي وتزعم انها ايمان والنظر اليهم اعتبار واستدلال بالصنعة
على الصانع وهذا النهاية في متابعة الهوى ومخادعة العقل ومخالفة العلم قال الله تعالى وَفِيٓ اَنفُسِكُمْ اَفَلَا
تُبْصِرُونَ وقال افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت وقال اولم ينظروا في ملكوت السموات والارض فعدلوا
عما امرهم الله به من الاعتبار الى ما نهاهم عنه وانما يفعل هذه الطائفة ما ذكرناه بعد تناول الالوان الطيبة والمآكل
الشهية فاذا اشتفت منها نفوسهم طالبتهم بما يتبعها من السماع والرقص والاستمتاع بالنظر الى وجوه المردان ولو انهم تقللوا
من الطعام لم يحنوا الى سماع ونظر قال ابو الطيب وقد اخبر بعضهم في شعره عن احوال المستمعين للغناء وما يجدونه في حال
السماع فقال اتذكر وقتنا وقد اجتمعنا ؛ على طيب السماع الى الصباح ؛ ودارت بيننا كاس الاغاني ؛ فاسكرت النفوس
بغير راح ؛ فلم تر فيهم الا نشاوى ؛ سرورا والسرور هناك صاحي ؛ اذا لبى اخو اللذات فيه ؛ منادى اللهو حي على الملاح ؛ ولم
نملك سوى المهجات شيئا ؛ ارقناها لالحاظ ملاح ؛ قال فلهذا كان السماع تأثير في قلوبهم

ترجمہ اور بسا اوقات امرد کو زیورات اور رنگین کپڑون اور زرین لباس سے آراستہ وپیراستہ کرتے ہین اور گمان کرتے
ہین کہ یہ حرکت عین ایمان ہے اور امرد کو دیکھنے سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور صنعت سے صانع پر استدلال لانا ہے
حالانکہ ان باتون مین نہایت ہی خواہش نفسانی کا بندہ ہونا۔ اور عقل کو فریب دینا اور علم کے خلاف کرنا ہے قال
اللہ تعالی وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی اللہ تعالی کی آیتین خود تمہاری ذاتون مین موجود ہین کیا تمہین نظر
نہین آتا اور فرمایا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت کیا اونٹ کی طرف نظر نہین کرتے کہ کس طور پر پیدا
کیا گیا ہے اور فرمایا اولم ینظروا فی ملکوت السموات والارض کیا زمین وآسمان کی کائنات پر غور نہین
کرتے جس چیز سے عبرت حاصل کرنے کا حکم اللہ تعالی نے دیا تھا اُس کو چھوڑ کر یہ لوگ اس مین پڑ گئے جس سے منع
فرمایا اور اصل یہ ہے کہ یہ گروہ فقط عمدہ عمدہ غذائین اور لذیذ کھانے کھا کھا کر مذکورہ حرکتین کرتے ہین جب غذاؤن سے
ان کے جی خوب بھر جاتے ہین تو ناچ اور راگ اور خوبصورت امردونکو دیکھنا اس قسم کی خواہشون مین پڑ جاتے ہین اور اگر
کہین کھانا کم کھائین تو سماع اور نظر کے پاس نہ جائین ابو الطیب نے کہا کہ راگ سننے والون کا حال اور جو کچھ سماع کی حالت
مین اُنپر کیفیت گذرتی ہے کسی صوفی نے چند اشعار مین صاف کہول دیا ہے ان اشعار کا ترجمہ یہ ہے جس حال مین کہ
ہم صبح تک دل پسند راگ سننے کو جمع ہوئے ہین تو کیا اب بھی اپنے وقت کو یاد کرین ؛ ہم مین راگون کے پیالون کا دور چل رہا ہے
جن سے ہماری جانین بغیر شراب کے نشہ مین سرشار ہو گئین ؛ محفل مین جب سرور کے مارے نشہ مین ہی اور اس مجلس مین
فقط سرور ہی ہوشیار رہی اس محفل مین جب لہو لعب کا منادی پکارتا ہی کہ نمکین معشوقون کی طرف چلو تو لذت ولطف اوٹھانیوالا
جواب دیتا ہی کہ حاضر ہوا ہون اور ہمارے پاس دل خونشدہ کے سوا کچھ نہین جسکو ابھی انکھون پر بہا دین ابو الطیب کہتے ہین جبکہ سماع کی تاثیر دلونمین یہ ہے

ما ذكره هذا القائل فكيف يجدي السماع نفعا او يفيد فائدة وقال ابن عقيل قول من قال لا اخاف من رؤية الصور المستحسنة ليس بشيء فان الشريعة جاءت عامة الخطاب لا تميز الا لخواص وآيات القرآن تنكر هذه الدعاوى قال الله تعالى قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم وقال افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت والى السماء كيف رفعت والى الجبال كيف نصبت فلم يحل بالنظر الا على صور لا ميل للنفس اليها ولا حظ للهوى فيها بل عبرة لا يمازجها شهوة ولا يعتريها لذة فاما صور الشهوات فانها تعبر عن العبرة بالشهوة وكل صورة معرة لا ينبغي ان ينظر لانها قد تكون سببا للفتنة ولذلك ما بعث سبحانه امرأة بالرسالة ولا جعلها قاضيا ولا اماما ولا مؤذنا كل ذلك لانها محل فتنة وشهوة وربما قطعت عما قصدته الشريعة بالنظر فكل من قال انا اخذ من الصور المستحسنة عبرا كذبناه وكل من ميز نفسه بطبيعة تخرجه عن طباعنا بالدعوى كذبناه فانما هذه خدع الشيطان للمدعين القسم الخامس قوم صحبوا المردان ومنعوا انفسهم من الفواحش يعتقدون ذلك مجاهدة وما علموا ان نفس صحبتهم والنظر اليهم بشهوة معصية وهذه من خلال الصوفية المذموم وقد كان قدماؤهم على هذا الخبر انا احمد بن علي بن ثابت قال انشدنا ابو الروذباري

ترجمہ جو اس شاعر نے بیان کی تو پھر سماع کیونکر کوئی نفع پہونچا سکتا ہے اور کوئی فائدہ بخش سکتا ہے **ابن عقیل** نے کہا۔ جو شخص یوں کہتا ہے کہ مجھ کو اچھی صورتوں کے دیکھنے سے کچھ خوف نہیں تو اُس کا یہ قول کوئی چیز نہیں ہے کیونکہ شریعت کا خطاب ہر ایک کے لیئے عام طور پر ہے کسی کو ممتاز نہیں کیا۔ اور قرآن شریف کی آئتیں ایسے دعوؤں کا انکار کرتی ہیں اللہ نے فرمایا قل للمومنین یغضوا من ابصارهم یعنی اے رسول ان اہل ایمان سے کہدیجئے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور فرمایا افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت الخ یعنی کیا اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس صورت پر مخلوق ہوا۔ اور آسمان کی طرف نگاہ نہیں اٹھاتے کہ کس طرح بلند کیا گیا۔ اور پہاڑوں پر نظر نہیں کرتے کہ کیونکر نصب کئے گئے پس انہیں صورتوں کا دیکھنا جائز ہوا جن کی طرف نفس کو کچھ رغبت نہیں اور جن میں خواہش نفسانی کا کچھ حصہ نہیں بلکہ یہ وہ عبرت ہے جس میں ذرا بھی شہوت کی آمیزش اور لذت کا لگاؤ نہیں لیکن شہوت انگیز صورتوں کی تو یہی تعبیر کی جائیگی کہ شہوت کے ساتھ عبرت حاصل کی جاتی ہے اور ہر ایک صورت باعث گناہ ہے اس قابل نہیں کہ اُسپر نگاہ ڈالی جائے کیونکہ اکثر فتنہ کا سبب ہوتی ہے اسی لئے اللہ تعالی نے کسی عورت کو پیغمبر بناکر مبعوث نہیں فرمایا اور نہ اُسکو قاضی یا امام یا موذن بنایا یہ سب کچھ اسی واسطے ہے کہ عورت آفت اور شہوت کی محل ہے اور اکثر اوقات عورت کو دیکھنے سے شریعت کا مقصود منقطع ہو جاتا ہے اب جو شخص یوں کہے کہ میں اچھی صورتوں سے عبرت لیتا ہوں تو ہم اسکو جھوٹا بتائینگے اور جو کوئی اپنے آپ کو طبیعت میں ہماری طبیعتوں سے ممتاز سمجھے ہم اس کے دعوی کو باطل کہینگے یہ باتیں صرف شیطان کا مکر و فریب ہے کہ دعوی کرنیوالونکو دہوکا دیرکہا ہی پانچویں قسم کے صوفیہ وہ ہیں جو امردوں سے صحبت رکھتے ہیں اور اپنے نفسوں کو فواحش سے روکتے ہیں اور اسکو مجاہدہ و نفس کشی اعتقاد کرتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ فقط امردوں سے صحبت رکھنا اور انکی طرف شہوت سے دیکھنا ہی گناہ ہے اور یہ اُمور بُرے صوفیوں کی خصلتیں ہیں اور ان کے قدما بھی اسی مذہب پر تھے احمد بن علی بن ثابت نے ہمکو خبر دی کہ ابو علی رودباری

أتنزه في رياض المحاسن مقلتي ۞ وامنع نفسي أن تنال محرما ۞ واحمل من ثقل الهوى ما لو انه ۞ على الجبل الصلد الاصم تهدما ۞ قال المصنف وسيأتي حديث يوسف بن الحسين وقوله وعاهدت ربي أن لا اصحب حدثا مائة مرة ففسخها طول قوام القدود وغنج العيون وعن أبي المختار الضبي قال حدثني أبي قال قلت لأبي الكيت الاندلسي وكان جوالا في ارض الله حدثني بأعجب ما رأيت من الصوفية قال صحبت رجلا منهم يقال له مهرجان وكان مجوسيا فاسلم وتصوف فرأيت معه غلاما جميلا لا يفارقه وكان اذا جاء الليل قام فصلى ثم ينام الى جانبه ثم يقوم فزعا فيصلي ما قدر ثم يعود فينام الى جانبه ايضا حتى يفعل ذلك مرارا في الليلة فاذا اقدا اسفر الصبح اوكاد يسفر اوتر ثم رفع يديه فقال اللهم انك تعلم ان الليلة قد مضى علي سليما لم اقترف فيه فاحشة ولا كتبت علي الحفظة فيه معصية وان الذي اضمر بقلبي لو حملته الجبال لتفسخت او كان بالارض لتدكدكت ثم يقول يا ليل اشهد بما كان مني فيك فقد منعني خوف الله عز وجل عن طلب الحرام وتعرض الآثام ثم يقول سيدي انت تجمع بيننا على تقى ولا تفرق بيننا يوم تجمع فيه الاسباب فاقمت معه مدة طويلة ارآه يفعل ذلك في كل ليلة واسمع هذا القول منه فلما هممت بالانصراف عنه قلت له سمعتك تقول اذا انقضى الليل عنك

---

ترجمہ میں اپنی آنکھوں کو حسن و خوبی کے باغ میں سیر کراتا ہوں اور اپنے نفس کو حرام کے مرتکب ہونے سے باز رکھتا ہوں اور میں عشق و محبت کا اتنا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہوں کہ اگر سخت اور مضبوط پہاڑ اُٹھائے تو منہدم ہو جائے ۔ مصنف نے کہا کہ عنقریب یوسف بن الحسین کی حدیث اور ان کے اس قول کا بیان آئیگا کہ میں نے اپنے خدا سے سو بار معاہدہ کیا کہ کسی نوجوان کے پاس نہ بیٹھوں گا پھر سہی قد اور غمزہ بھری آنکھوں نے یکلخت توڑ ڈالا ابو المختار الضبی کہتے ہیں کہ میرے باپ نے ابو الکیت صوفی سے کہا اور وہ بڑے سیاح آدمی تھے کہ صوفیوں کی اپنی دیکھی ہوئی کوئی عجیب بات بیان کیجئے کہنے لگے کہ صوفیہ میں سے ایک شخص کی میں نے صحبت اختیار کی جسکا نام مہرجان تھا وہ پہلے مجوسی تھا پھر مسلمان اور صوفی ہو گیا میں نے اسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا دیکھا جو اس سے جدا نہ ہوتا تھا اور جب رات ہوتی تو نماز پڑھتا پھر اسکے پہلو میں لیٹتا تھا ۔ پھر گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوتا تھا پھر جسقدر ہو سکتا تھا ۔ نماز پڑھتا تھا پھر لوٹ کر اس کے پہلو میں لیٹتا تھا حتی کہ یہ حرکت رات میں بار ہا کرتا تھا پھر جب صبح روشن ہو جاتی یا قریب صبح ہونیکے ہوتا تو وتر پڑھتا تھا پھر آسمان کی طرف دونوں ہاتھ اٹھا کر کہتا تھا کہ خداوندا تو خوب جانتا ہے کہ آج کی رات مجھپر سلامتی سے گذری اس رات میں میں نے کوئی بدکی خواہش نہیں کی اور کراماً کاتبین نے میرے نامۂ اعمال میں کوئی گناہ نہیں لکھا حالانکہ اس لڑکے کی محبت جو میرے دل میں پوشیدہ ہے اگر اسکو پہاڑ بھی اٹھائیں تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور اگر زمین اوٹھائے تو شق ہو جائے پھر کہتا کہ اے رات تو اسکی گواہ رہنا مجھکو اللہ کی خوف نے حرام کی خواہش اور گناہ کے تعرض سے باز رکھا پھر کہتا تھا کہ اے خداوند ہم دونوں کو تقوے پر جمع رکھنا اور جس روز سب احباب اکٹھے ہوں ہمکو جدا نہ کرنا ۔ ابو الکیت کہتے ہیں میں صوفی کے پاس عرصہ دراز تک قیام کیا ہر رات یہی کرتا تھا اور میں اسکی یہی باتیں سنتا تھا پھر جب میں نے اس کے پاس سے واپس آنے کا ارادہ کیا تو اس سے کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب رات گذر جاتی ہے

لکذا وکذا فقال او تسمعنی قلت نعم قال فواللہ یا اخی انی لا ادری من قلبی ما لو دار لہ سلطان من رعیتہ لکان من اللہ حقیقا بالمغفرۃ فقلت وما الذی یدعوک الی صحبۃ من تخاف علی نفسک الفتنۃ من قبلہ وقال ابو محمد بن جعفر بن عبد اللہ الصوفی قال ابو حمزۃ الصوفی رأیت ببیت المقدس فتی من الصوفیۃ یصحب غلاما مدۃ طویلۃ فمات الفتی وطال حزن الغلام علیہ حتی صار جلدا وعظاما من الحزن والکمد فقلت لہ یوما لقد طال حزنک علی صدیقک حتی اظن انک لا تسلو بعدہ ابدا فقال کیف اسلو عن رجل اجل اللہ تعالی ان یعصیہ معی طرفۃ عین وصاننی عن نجاسۃ الفسق فی طول صحبتی لہ وخلوا معہ فی اللیل والنہار قال المصنف ہولاء قوم راھم ابلیس لا ینجذبون مع الی الفواحش فحسن لہم بدایاتہا فتعجلوا لذۃ النظر والصحبۃ والمحادثۃ وعزموا علی مقاواۃ النفس فی صدہا عن الفاحشۃ فان صدقوا ولم یہموا بذلک فقد اشتغل القلب الذی ینبغی ان یکون شغلہ باللہ تعالی بغیرہ وصرف الزمان الذی ینبغی ان یخلو فیہ القلب بما ینفع فی الآخرۃ بمجاہدۃ الطبع فی کفہ عن الفاحشۃ وہذا کلہ جہل وخروج عن ادب الشرع فان اللہ تعالی امر بغض البصر لانہ طریق الی القلب لیسلم القلب من شائب یخاف منہ

ترجمہ تو مین تمکو اسطرح باتین کرتا ہوا سنتا ہون کہنے لگا کہ کیا تم سنا کرتے ہو مینے کہا ہان جواب دیا کہ اے بہائی خدا کی قسم میری دلمین اس لڑکے کی اتنی محبت ہی کہ اگر اسقدر محبت بادشاہ کو اپنی رعایا سے ہو تو اللہ تعالی کی طرف سے آمرزش کا حقدار ہو جاوے مینے کہا کہ پھر یہ تو بتاؤ کہ جس شخص کی طرف سے تمکو اپنے نفس پر فسق وفجور مین مبتلا ہونیکا خوف ہے تو اسکے ساتھ صحبت ہی رکھنے کی کیا ضرورت۔ ابو محمد بن جعفر بن عبد اللہ صوفی کہتے ہین کہ ابو حمزہ صوفی نے بیان کیا کہ مینے بیت المقدس مین ایک جوان صوفی کو دیکھا کہ ایک مدت دراز تک ایک لڑکے سے صحبت رکھتا رہا پھر وہ صوفی مرگیا اس لڑکے کو اسکے مرنیکا نہایت غم ہوا یہانتک اُسکے رنج مین لاغر ہوگیا کہ اسکی جسم پر فقط کھال اور ہڈی رہگئی ایک روز مینے اس سی کہا کہ تم کو اپنے دوست کا بڑا صدمہ ہوا حتی کہ مین خیال کرتا ہون کہ تمکو اسکی بعد کبھی قرار نہوگا جواب دیا کہ ایسے شخص کے بعد مجکو کیا قرار آئے جسکے لئے اللہ نے مقرر کر دیا تہا کہ آنکہ جہپکنے کی مقدار بہی میری ساتھ ملوث ہو کا اور پھر با وجود اسقدر طول صحبت اور کثرت خلوت شب وروز کے مجکو فسق وفجور کی نجاست سے محفوظ رکہا مصنف نے کہا کہ اس قوم کو جب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ساتھ فواحش کی طرف نہین جھکتے تو ان کی نظرون مین فواحش کے شروعات کو آرایش دی لہذا انہون نے نظر کرنے اور صحبت رکھنے اور ہم کلام ہونے سے لذت اوٹھانا شروع کیا اور فاحشہ سے بچنے مین نفس کی مخالفت کا عزم کیا اب اگر وہ صادق اور پورے ہین تو اتنا ضرور ہے کہ وہ دل جس کو بالکل خدا سے لگانا چاہیئے غیر خدا کے ساتھ مشغول ہو گیا۔ اور وہ وقت جس مین طبیعت کی جفاکشی اور ریاضت سے دل کو ان باتون کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے جو آخرت مین فائدہ بخشین فقط فاحشہ سے باز رہنے مین صرف ہوا اور یہ سب نادانی اور آداب شریعت سے باہر آنا ہی کیونکہ اللہ تعالے نے آنکھین نیچی رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے دل بلا خوف وخطر واللہ تعالی کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔

وما مثل هولاء الا كمثل من اقبل الى سباع وغيضة متشاغلة عنه لا تراه فانارها عليه وحاربها و
قاواها فيا بعد سلامته من جراحه ان لم يهلك **فصل** وفي هولاء من قويت مجاهدته مدة ثم
ضعفت فدعته نفسه الى الفاحشة فامتنع حينئذ من صحبة المرد وعن ابي حمزة قال قلت لمحمد بن العلاء الدمشقي لم
هجرت ذلك الفتى الذي كنت اراه معك بعد ان كنت له مواصلا واليه مائلا قال والله لقد
فارقته عن غير قلى ولا ملل قلت ولم فعلت ذلك قال رايت قلبي يدعوني الى امر اذا خلوت به
وقرب مني لو اتيته سقطت من عين الله تعالى فهجرته لذلك تنزيها لله تعالى ولنفسي من مصارع
الفتن **فصل** وفيهم من تاب واطال البكا على الطلاق نظره اخبرنا عبيد الله قال سمعت اخي ابا
عبد الله محمد بن محمد يقول سمعت خيرا النساج يقول كنت مع امية بن الصلت
الصوفي فنظر الى غلام فقرأ وهو معكم اينما كنتم والله بما تعملون بصير ثم قال واين الفرار من سجن الله
قد حصنه بملائكة غلاظ شداد تبارك الله ما اعظم ما امتحنني من نظري الى هذا الغلام

ترجمہ اوران لوگون کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص درندون مین گذرا جو غافل اوراس سے بیخبر تھے اورا سکو نہ دیکھتے تھے
اُسنے ان کو بشکارا اور انسے مقابلہ کرنے لگا اس صورت مین اگر وہ شخص ہلاک نہوگا تو مجروح ہونے سے تو ہرگز نہین بچ سکتا **فصل**
صوفیہ مین اکثر ایسے بہی ہین جن کا مجاہدہ ایک مدت تک قوی رہا پہر کمزور ہوگیا اوران کے نفس نے بدی کی خواہش کی تو اس وقت
امردون کی صحبت ترک کردی ابوحمزہ کہتے ہین کہ مینے محمد بن علاء دمشقی سے پوچھا جو صوفیہ کے سرگروہ تھے۔ اور مین نے ایک
مدت تک ان کو ایک خوبصورت لڑکے کے ساتھ چلتا پہرتا دیکھا تھا پہر انہون نے اس سے علحدگی اختیار کی تھی مینے کہا کہ
آپ نے اس نوجوان کو کیون چھوڑ دیا جس کو مین آپ کے ہمراہ دیکھا کرتا تھا اور آپ اس سے بہت ملے جلے رہتے تھے اور
اس کے بڑے مائل تھے جوابدیا کہ خدا کی قسم مینے اس کو دشمنی اور ملال خاطر سے نہین چھوڑا مینے کہا کہ آخر آپنے ایسا
کیون کیا کہنے لگے کہ جب مین اس کے ساتھ تنہائی مین ہوتا تھا اور وہ میرے پاس بیٹھتا تھا تو مینے اپنے دل کو دیکھا کہ
مجکو ایسے امر کی ترغیب دیتا تھا کہ اگر اس کا مرتکب ہوجاتا تو اللہ تعالیٰ کی نظرون سے گرجاتا اس لیئے مین نے اسکو چھوڑ دیا
تاکہ اللہ تعالیٰ کے عتاب نطولے اور میرا نفس فتنون کے مقامات سے سلامت رہے **فصل** اکثر صوفیہ مین ایسے لوگ بھی ہین جو تائب ہوگئے اور نظر
اوٹھا کر دیکھنے پر بہت دیر تک روتے رہے عبید اللہ نے ہم سے بیان کیا کہ مینے اپنے بھائی ابو عبد اللہ محمد بن محمد سے سنا کہتے تھے کہ مجھ
خیر النساج نے ذکر کیا کہ مین امیہ بن صلت صوفی کے ہمراہ تھا اتفاقاً انہون نے ایک لڑکے کی طرف دیکھا اور یہ آیت پڑہی
ہو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر یعنی جہان کہین تم ہوگے خدا تمہارے ساتھ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب دیکھتا
ہے۔ پھر کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے قیدخانہ سے کون بھاگ سکتا ہے حالانکہ اُسنے اس قیدخانے کو کرخت
اور سخت فرشتون سے محفوظ کر رکہا ہے اللہ اکبر میرا اس لڑکے کی طرف دیکھنا کتنا بڑا اللہ کا امتحان ہے ◆

ماشبهت كفى اليه الابنا روقعت على قصبي في يوم ريح فما القت ولا تركت ثم قال استغفر الله من بلاء جنت عيناي على
قلبي لقد خفت ان لا انجو من معرته ولا اتخلص من اثمه ولو وافيت القيامة بعمل سبعين صديقا ثم بكى حتى كاد ان يقضي
فسمعته يقول في بكائه ؎ يا طرف لاشغلنك بالبكاء ۔ عن النظر الى البلاء ۔ **فصل** وفيهم من تلاعب به
المرض من شدة المحبة **قال** ابو حمزة الصوفي كان عبد الله بن موسى من رؤساء الصوفية ووجوههم فنظر الى غلام حسن في بعض الاسواق
فبلي به بما ابن هيب عقله عليه صبابة وحبا وكان يقف كل يوم في طريقه حتى يراه اذا اقبل واذا انصرف فطال به
البلاء واقعده عن الحركة الضنى وكان لا يقدر ان يمشي خطوة فاتيته يوما لاعوده فقلت يا ابا محمد ما قصتك وما هذا
الامر الذي بلغ بك ما ارى فقال امور امتحنني الله تعالى بها فلم اصبر على البلاء فيها ولم يكن لي بها طاقة
ورب ذنب يستصغره الانسان هو عند الله اعظم من كبير وحقيق من تعرض للنظر الحرام ان يطول به الاسقام ثم بكى
فقلت ما يبكيك فقال اخاف ان يطول في النار شقائي فانصرفت عنه وانا راحم له
لما رأيت به من سوء الحال

---

ترجمہ میرے اس طرف دیکھنے کی مثال ایسی ہے جیسے کسی روز ہوا چل رہی ہو اور نیستان مین آگ لگجائے ایسی حالت
مین وہ آگ جو کچھ پائیگی باقی نہ چھوڑیگی پھر کہنے لگے کہ میری آنکھون نے میرے دل پر جو کچھ بلا ڈالی ہے اس سے خدا
کی بخشش کا خواستگار ہون اور مجکو اس امر کا خوف ہے کہ اسکے گناہ سے مخلصی نپاؤن اور اسکی معصیت سے نجات دملے
اگرچہ مین قیامت کے روز ستر صدیقون کے عمل لیکر جاؤن یہ کہکر رونے لگے حتے کہ قریب مرنیکی ہو گئے مینے سُنا کہ روتے
وقت ایک شعر پڑھتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے اے آنکھ مین تجکو گریہ وزاری مین مشغول رکھونگا کیونکہ تو ہی اس بلا انگیز نگاہ کا
باعث ہوئی **فصل** اکثر صوفیہ ایسے ہین کہ شدت محبت کی وجہ سے انکو مرض نے آگھیرا **ابو حمزہ** صوفی نے کہا عبداللہ بن موسی صوفیہ
کے سردار اور سرگروہ تھے انھون نے کسی بازار مین ایک حسین لڑکے کی طرف دیکھا اور ایسے مبتلا ہو گئے کہ عشق و محبت کی وجہ سے
انکا عقل زائل ہو جاے پھر روز آکر اسکے راستے مین کھڑے ہوا کرتے تھے اور جب وہ جاتا آتا تھا تو اسکو دیکھتے تھے اسیطرح انکا عشق
بڑھگیا اور لاغری نے ان کو چلنے پھرنے سے بٹھا دیا یہ حال ہو گیا کہ ایک قدم نہین چل سکتے تھے مین ان کے پاس ایک روز
عیادت کے لیئے گیا اور پوچھا کہ اے ابو محمد تمہارا کیا قصہ ہے اور یہ کیا آفت ہے جو مین دیکھتا ہون کہ تم پر نازل ہوئی جواب دیا
کہ یہ وہ امور ہین جنمین مبتلا کرکے اللہ نے میرا امتحان کیا مینے اس بلا پر صبر نہ کیا اور مجھ مین ان کے سہنے کی طاقت نہ تھی اور بہت
سے ایسے گناہ ہین جنکو انسان حقیر سمجھتا ہے اور وہ خدا کے نزدیک گناہ کبیرہ سے بڑے ہوتے ہین اور جو شخص نظر
حرام مین پڑجائے وہ اس امر کا سزاوار ہے کہ مدت دراز تک امراض مین گرفتار رہے یہ کہکر رونے لگے مین
نے پوچھا تم کیون روتے ہو کہنے لگے کہ مین ڈرتا ہون کہ کہین مین بدنصیب مدت دراز تک دوزخ مین نہ پڑا رہون
راوی نے کہا کہ یہ باتین کرکے مین ان کے پاس سے چلا آیا اور اُن کی بری حالت دیکھکر مجکو رحم آتا تھا +

قال ابو حمزة ونظر محمد بن عبد الله بن الاشعث الدمشقي وكان من خيار عباد الله الى غلام جميل فغشي عليه فحمل الى منزله واعتاده السقم حتى قعد من رجليه وكان لا يقوم عليهما زمانا طويلا فكنا ناتيه نعوده ونسأله عن حاله وامره وكان لا يخبرنا بقصته ولا بسبب مرضه وكان الناس يتحدثون بحديث نظره فبلغ ذلك الغلام فاتاه عائدا فهش اليه وتحرك وضحك في وجهه واستبشر برؤيته فما زال يعوده حتى قام على رجليه وعاد الى حالته فسأله الغلام يوما المصير معه الى منزله فابى ان يفعل فكلمني الغلام ان اساله ان يتحول اليه فسألته فابى ان يفعل فقلت للشيخ وما الذي تكره من ذلك فقال لست بمعصوم من البلاء ولا آمن من الفتنة واخاف ان يقع علي من الشيطان محنته فيجري بيني وبينه معصية فاكون من الخاسرين

فصل وفيهم من دعته نفسه الى الفاحشة فقتل نفسه حكى ابو عبد الله الحسين بن محمد الدامغاني قال كان ببلاد فارس صوفي كبير فابتلي بحدث فلم يملك نفسه ان دعته الى الفاحشة فراقب الله فندم على هذه الهمة وكان منزله على مكان عال ووراء منزله بحر من الماء فلما اخذته الندامة صعد السطح ورمى نفسه الى الماء وقرأ

ترجمہ۔ ابو حمزہ کہتے ہین کہ محمد بن عبد اللہ بن اشعث دمشقی خدا کے نیک بندون مین سے تھے اونہون نے ایک حسین لڑکے کو دیکھا اور غش آگیا لوگ اُن کو ان کے مکان پر اوٹھا کر لائے۔ پھر وہ بیمار ہو گئے حتیٰ کہ اون کے پاؤن چلنے پھرنے سے رہ گئے اور بالکل اُن سے پاؤن کے سہارے کھڑا نہ ہوا جاتا تھا ایک زمانہ دراز تک یہی کیفیت رہی ہم لوگ ان کی عیادت کو جایا کرتے تھے اور ان کا حال اور قصہ دریافت کرتے تھے وہ ہمکو اپنی کیفیت نہین بتاتے تھے اور نہ بیماری کا سبب بیان کرتے تھے اور لوگ اُن کے اس لڑکے کی طرف دیکھنے کا قصہ کہا کرتے تھے یہ باتین اس لڑکے کے کان تک پونہچین وہ ان کی عیادت کو آیا اُس کو دیکھ کر خوش ہو گئے اور حرکت کرنے لگے اور اس کی صورت دیکھکر ہنسے اور اس کے دیدار سے شادان ہوئے وہ لڑکا ہمیشہ اونکی عیادت کرتا رہا یہانتک کہ وہ اپنے پاؤن کے سہارے کھڑے ہونے لگے اور اپنی اصلی حالت پر آگئے ایک روز اس لڑکے نے ان سے اپنی ہمراہ اپنے مکان پر چلنے کے لیئے کہا اونہون نے انکار کیا اس لڑکے نے مجھ سے درخواست کی کہ اون سے اُسکے گھر پہ نقل کرنے کو کہون میٔن اون سے کہا وہ انکار کرنے لگے مینے پوچھا کہ آپ وہان جانیمین کیا قباحت سمجھتے ہین جواب دیا کہ مین بلا سے محفوظ اور فتنے سے مامون نہین ہون مین ڈرتا ہون کہ ایسا نہو شیطان مجھپر محنت ڈال دے اور میرے اور اسکے درمیان کوئی گناہ واقع ہو اور مین اہل خسران سے ہو جاؤن فصل بعض صوفیا ایسے ہین جن کو اون کے نفس نے فحش کی طرف بلایا انہون نے اپنے تئیکو ہلاک کر دیا ابو عبد اللہ حسین بن محمد الدامغانی نقل کرتے ہین کہ بلاد فارس کیطرف ایک بڑا نامی صوفی تہا اتفاقاً ایک نوجوان پر مبتلا ہو گیا پھر اپنے نفس پر قابو نہ پاسکا یہانتک کہ فحش کا خواہشمند ہوا پس مراقبہ مین گیا اور اپنے ارادہ پر پشیمان ہوا اسکا مکان ایک اونچی جگہ پر واقع تہا اور اسکے عقب مین ایک دریا روان تہا جب ندامت ہوئی تو مکان کی چھت پر گیا اور دریا مین کود پڑا۔ اور یہ آیت پڑہی •

فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم فغرق فی الماء قال المصنف فانظر الی ابلیس کیف درج هذا المسکین
من رؤیة الامرد الی دوام النظر الیه الی ان امکن المحبة من قلبه الی ان حرضه علی الفاحشة فلما رآی
استعصامه حسن له بالجهل قتل نفسه ولعله هم بالفاحشة ولم یعزم والهمة معفو عنها لقول رسول الله صلی الله
علیه وسلم عفو لامتی عما حدثت به انفسها ثم انه قد ندم علی همته والندم توبة فاراه ابلیس ان من تمام الندم قتل النفس کما

فعل بنو اسرائیل واولئك امر الله لهم بقوله فاقتلوا انفسکم ونحن نهینا عنه بقوله تعالی ولا تقتلوا
انفسکم فلقد اتی بکبیرة عظیمة وفی الصحیحین عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال من تردی من جبل
فقتل نفسه فهو یتردی فی نار جهنم خالدا مخلدا فیها ابدا **فصل** وفیهم من فرق بینه وبین حبیبه
فقتل حبیبه بلغنی عن بعض الصوفیة انه کان فی رباط عندنا ببغداد ومعه صبی فی البیت الذی
هو فیه فشنعوا علیه وفرقوا بینهما فدخل الصوفی الی الصبی ومعه سکین فقتله وجلس عنده یبکی فجاء
اهل الرباط فرأوه فسألوه عن الحال فاقر بقتل الصبی فرفعوه
الی صاحب الشرطة فاقر فجاء والد الصبی

ترجمہ فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم یعنی اے بنی اسرائیل خدا کے آگے توبہ کرو اپنے آپکو ہلاک کرو پھر پانی مین ڈوب مرا مصنف
نے کہا ابلیس کو دیکھو کہ اول تو اس بیچارے کو یہ سکھایا کہ امرد کو دیکھے پھر یہانسی چڑھاکر اسبات پر آمادہ کیا کہ ہر وقت اوسی کو دیکھتا رہے
یہانتک کہ اس کے دل مین امرد کی محبت قائم کردی حتی کہ اسکو فحش کی حرص دلائی پھر جب اسکو محفوظ رہجاتا دیکھا تو جہالت سے
پھر اسکو اچھا کر دکھایا کہ اپنے آپ کو قتل کرڈالے بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص نے فحش کا فقط دل مین ارادہ کیا تھا اور
قطعی قصد نہ کیا تھا اور محض نیت گناہ کی کرنا شریعت مین معاف ہے بوجہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ میری امت سے وہ
گناہ معاف کردیئے گئے جن کا صرف خیال دل مین آتا ہے پھر وہ شخص اپنے اس ارادہ پر نادم بھی ہوا تھا اور ندامت خود توبہ ہے لیکن
شیطان نے اس کو یون سوجھایا کہ کمال توبہ خودکشی ہے جو بنی اسرائیل کا عمل تھا حالانکہ وہ خدا کی طرف سے مامور تھے جیسا کہ فرمایا
فاقتلوا انفسکم یعنی اپنے آپ کو مار ڈالو اور ہم لوگ اس فعل سے منع کئے گئے ہین چنانچہ ارشاد ہے ولا تقتلوا انفسکم یعنی خودکشی
مت کرو غرضکہ یہ صوفی بہت بڑے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص پہاڑ سے
نیچے گرے اور اپنے آپکو ہلاک کرے تو وہ آتش دوزخ مین گرتا ہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہین رہیگا **فصل** بہت سے صوفیہ ایسے ہین کہ کسی صوفی
کو اسکے حبیب سے علیحدہ کردیا گیا تو اسنے اپنے محبوب کو مار ڈالا ہمنے ایک صوفی کی نسبت سنا ہے کہ وہ بغداد مین ایک رباط مین رہا کرتا تھا
اور جس گھر مین وہ رہتا تھا وہین اسکے ساتھ ایک لڑکا تھا لوگون نے اسپر تشنیع کی اور دونون مین جدائی کردی وہ صوفی ایک چھری
لیکر اس لڑکے کے پاس گیا اور اسکو مار ڈالا اور اسکے پاس بیٹھکر رونے لگا رباط والے آئے اور یہ حال دیکھا کیفیت پوچھی اسنے لڑکے
کے مار ڈالنے کا اقرار کیا لوگ اسکو پکڑ کر کوتوالی لے گئے۔ وہان بھی اقرار کیا اس لڑکے کا باپ آیا + + + + + +

فجعل الصوفی یبکی ویقول له بالله علیك الا ما اقدتنی به فقال الآن قد عفوت عنك فقام الصوفی فذهب الی قبر الصبی فجعل یبکی علیه فلم یزل یحج عن الصبی ویهدی الیه الثواب **فصل** ومن هؤلاء من قارب الفتنة فوقع فیها ولم یمنعه دعوی الصبر والمجاهدة حدثنا ادریس بن ادریس قال حضرت بمصر قوما من الصوفیة ولهم غلام امرد یغنیهم قال فغلب علی رجل منهم امرہ فلم یدر ما یصنع فقال یا هذا قل لا اله الا الله فقال الغلام لا اله الا الله فقال اُقبّل الفم الذی قال لا اله الا الله **القسم السادس** قوم لم یقصدوا صحبة المردان وانما یتوب الصبی ویزهد ویصحبهم علی طریق الارادة فیلبس علیهم ابلیس ویقول لا تمنعوه من الخیر ثم تتکرر نظرهم الیه لا عن قصد فیثیر فی القلب الفتنة الی ان ینال الشیطان منهم قدر ما یمکنه وربما وثقوا بدینهم فاستغرهم الشیطان فرقاهم الی اقصی المعاصی کما فعل ببرصیصا وقال المصنف وقد ذکرنا قصته فی اول الکتاب وغلطهم من جهة تعرضهم بالفتن وصحبة من لا تؤمن الفتنة فی صحبته **القسم السابع** قوم علموا ان صحبة المردان والنظر الیهم حرام لا یجوز غیر انهم لم یصبروا عن ذلك وعن عبد الرحمن محمد بن الحسین

ترجمہ صوفی رونے لگا اور کہنے لگا کہ تجھکو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھ سے اپنے لڑکے کا بدلہ لے اوس نے کہا کہ اب مین نے معاف کیا صوفی وہان سے اٹھا اور لڑکے کی قبر پر آیا اور اس کے لئے روتا رہا پھر عمر بھر اوس لڑکے کی طرف سے حج کرتا رہا اور اُس کو ثواب بخشتا رہا **فصل** صوفیہ مین ایسے بھی ہین جو فتنے کے قریب ہوے اور اس مین مبتلا ہو گئے اور صبر و مجاہدہ کے دعوے نے اُن کو باز نہ رکھا ادریس بن ادریس کہتے ہین کہ مین مصر مین صوفیہ کی ایک جماعت پر گذرا ان کے پاس ایک امرد لڑکا تہا جو ان کو گانا سُناتا تہا ان مین سے ایک شخص پر اس کا جوش غالب آیا اور اسکو کوئی تدبیر نہ سوجھی بولا کہ اے لڑکے کہو لا الٰہ الا اللہ لڑکے نے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ صوفی کہنے لگا کہ جس مونہہ سے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے اس مونہہ کا بوسہ لے لون چھٹی قسم کے وہ صوفی ہین کہ امردون کی صحبت کا قصد نہین کرتے بلکہ خود لڑکا توبہ کرتا ہے اور دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے اور صوفیہ کے ساتھ بطور ارادت رہتا ہے شیطان اُن کو فریب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اس لڑکے کو خیر و نیکی سے باز نہ رکھو پھر بلا قصد اُن کی نگاہین بار بار اس پر پڑتی ہین لہذا دل مین فتنا اثر کرجاتا ہے یہانتک کہ شیطان اپنی قدرت کے موافق اون سے اپنا مطلب نکال لیتا ہے اور بسا اوقات ان لوگون کو اپنے دین پر وثوق ہوتا ہے اور شیطان اُن پر دخل پاکر اعلی درجے کے گناہ مین پھنسا دیتا ہے جیسا کہ برصیصا کے ساتھ کیا مصنف رح نے کہا کہ برصیصا کا قصہ ہم نے شروع کتاب مین ذکر کیا ہے - اور اُن کی غلطی یہہ ہے - کہ وہ فتنون کے سامنے ہو جاتے ہین اور ایسے شخص سے صحبت رکھتے ہین جس کی صحبت مین فتنہ کا خوف ہے - ساتوین قسم کے وہ صوفیہ ہین - جو جانتے ہین کہ امردون سے صحبت رکھنا اور ان پر نگاہ ڈالنا حرام ہے - مگر وہ ضبط نہین کر سکتے ابو عبد الرحمن محمد بن حسین کہتے ہین

كلما رأيتموني فعله فافعلوه الا صحبة الاحداث فانه افتن الفتن ولقد عاهدت ربي اكثر من مائة مرة ان لا اصحب حدثا
ففسخها علي حسن الخدود وقوام القدود وغنج العيون وما سألني الله معهم عن معصية وانشد لصريع الغواني
ان ورد الخدود والحدق النجل وما في الثغور من اقحوان ٭ واعوجاج الاصداغ في ظاهر الخد ٭ وما في
الصدور من رمان ٭ تركتني بين الغواني صريعا ٭ فلهذا ادعى صريع الغواني ٭ قال المصنف هذا الرجل قد فضح
نفسه في شيء ستره الله عليه واخبر انه كلما راى فتنة نقض توبته واين عزائم التصوف في
حمل النفس على المشاق ثم ظن بجهله ان المعصية هي الفاحشة فقط ولو كان له علم لعلم ان
صحبتهم والنظر اليهم معصية فانظر الى الجهل كيف يصنع بأربابه وحكى
عن ابي مسلم الخشوعي انه نظر الى غلام جميل فاطال ثم قال سبحان الله ما اهجم طرفي
على مكروه وادمنه على سخط سيده واغراه بما قد نهي عنه والهجه بالامر الذي قد حذر منه لقد نظرت الى
هذا نظرا لا احسب الا انه سيفضحني عند جميع من عرفني في عرصة القيامة ولقد تركني نظري
هذا وانا استحيي من الله سبحانه وان غفر لي ثم صعق

ترجمہ کہ تم مجھ کو جو کام کرتے دیکھو وہ سب کرو۔ لیکن ایک نوجوان سے صحبت نہ رکھو کیونکہ یہ بڑا بھاری فتنہ ہے مینے اپنے
پروردگار کے سامنے سو بار سے زیادہ عہد کیا کہ نوجوان سے صحبت نہ رکھونگا پھر گورے گورے رخسارے اور سیدھے سیدھے
قامت اور غمزہ بھری آنکھین دیکھ کر وہ عہد و پیمان توڑ ڈالے اور چند حسینون کے ساتھ مجھکو کسی گناہ کے بارے مین نہین
پوچھیگا۔ صریع الغوانی کے چند شعر کہے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ پھول ایسے رخسارے اور بڑی بڑی آنکھین اور گل بابونہ
ایسے دانت اور رخسارون پر خمدار زلفین اور سینون پر میوہائے انار ان سب چیزون نے مجکو حسین عورتون مین پچھاڑ گرایا
اسی لئے مجکو صریع الغوانی (خوبصورت عورتون کا پچھاڑا ہوا) کہتے ہین مصنفؒ نے کہا کہ مین کہتا ہون کہ ابو عبد الرحمن نے
ایسے گناہ کے بارے مین جسکو اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا تھا۔ اپنے آپ کو رسوا کیا اور لوگون کو خبر دی کہ وہ جب کسی فتنے کو دیکھتا ہے
تو توبہ توڑ ڈالتا ہے تصوف کی وہ اہم باتین کہان گئین کہ نفس پر محنتین اور جفائین برداشت کرتے ہین پھر اگرچہ یہ شخص اپنی
جہالت سے گمان کرتا ہی کہ معصیت لفظ فحش کو کہتے ہین لیکن اگر اسکو علم ہوتا تو جان لیتا کہ حسینون کی صحبت اور انکی طرف دیکھنا
بھی معصیت ہی جہالت پر غور کرنا چاہیے کہ جاہلون کے ساتھ کیا کیا کرتی ہے ابو مسلم خشوعی کی نسبت بیان کرتے ہین کہ اونہون نے بہت دیر
تک ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا پھر کہنے لگے کہ سبحان اللہ مین اپنی آنکھ کو مکروہ چیز پر ڈال رہا ہون اور اپنے مالک کی نافرمانی کر رہا ہون
اور نگاہ کو ممنوع شے کی طرف متوجہ کرتا ہون اور جس امر سے پرہیز لازم ہے ادھر جھکاتا ہون مینے اس لڑکے کو ایسی نظر سے دیکھا
جسکو مین بجز اسکے کچھ نہین خیال کرتا کہ قیامت کے میدان مین مجکو سب پہچاننے والون کے سامنے ذلیل و رسوا کریگی مجھکو اس نظر نے
ایسی حالت مین کر دیا کہ گو اللہ تعالیٰ مجھ کو بخش دے مگر اس سے شرمندہ ہی رہونگا۔ یہ کہہ کر بیہوش ہو کر گر پڑے۔

فصل وكل من فاته العلم تخبط فان حصل له وفاته العمل به كان اشد تخبيطا ومن استعمل
آداب الشرع فی قوله تعالى قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم سلم في البداية مما يصعب امره في النهاية
وقد ورد النهی فی الشرع عن مجالسة المردان واوصى العلماء بذلك عن عمرو بن ازهر عن ابان عن
انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تجالسوا ابناء الملوك فان الانفس تشتاق اليهم ما
لا تشتاق الى الجوارى العواتق وحدثنا الاعمش عن ابى صالح عن ابى هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال لا تملؤا اعينكم من ابناء الملوك فان لهم فتنة اشد من فتنة العذارى وقدم وفد عبد القيس
على رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيهم غلام امرد ظاهر الوضاءة فاجلسه النبى صلى الله عليه وسلم وراء
ظهره وقال كان خطيئة داود النظر وعن ابى هريرة قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يحد الرجل
النظر الى الغلام الامرد وقال عمر بن الخطاب ما انا على عالم من سبع ضار باخوف عليه من غلام امرد
وحدثنا عبد العزيز بن ابى السائب عن ابيه قال لانا اخوف على عابد من غلام من سبعين عذراء وحدثنا ابو على الروذبارى قال سمعت
جنيدا يقول جاء رجل الى احمد بن حنبل ومعه غلام حسن الوجه

ترجمہ فصل جو شخص علم سے بے بہرہ رہیگا وہ ضرور خبط مین پڑے گا۔ اور جس کو علم ہو اور اس پر عمل نکرے
وہ نہایت ہی خبط کرے گا اور حسب فرمان باری تعالےٰ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم یعنی مومنون سے
کہہ دو کہ اپنی نگاہین نیچی رکھین جو شخص آداب شریعت پر عملدرآمد کرے گا وہ ابتدا ہی مین جان لے گا کہ اس کا معاملہ انتہا میں
کیا سخت ہوگا۔ اور شریعت مین امردون کی ہمنشینی سے ممانعت آئی ہے۔ اور علمار نے اس سے احتراز رکھنے کے
لیئے وصیت فرمائی ہے عمرو بن ازہر نے ابان سے روایت کی کہ انس رض نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ تم شہزادون کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ ان کا فتنہ دوشیزہ لڑکیون کے فتنے سے بھی سخت ہے ابوہریرہ سے بھی ایسا ہی منقول ہے
وفد عبد القیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آئے ان مین ایک امرد لڑکا روشن چہرہ تھا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی پشت مبارک کے پیچھے بٹھایا اور فرمایا کہ حضرت داؤد کی خطا نگاہ ہی تھی ۔
ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی کسی امرد لڑکے کو نظر جما کر دیکھے۔ عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ مجھکو کسی عالم پر ایذا رسان درندے کا بھی اسقدر
خوف نہین۔ جتنا امرد لڑکے کی طرف سے ڈر ہے عبد العزیز بن ابی السائب نے اپنے باپ
سے روایت کی کہ وہ کہتے تھے کہ مین عابد شخص پر ایک امرد لڑکے کے بارے مین ستر باکرہ لڑکیون سے
بھی زیادہ ڈرتا ہون ابو علی رودباری نے کہا کہ مین نے جنید سے سنا کہتے تھے۔ کہ احمد
بن حنبل کے پاس ایک شخص آیا اُسکے ساتھ ایک خوبصورت لڑکا تھا۔

فقال له من هذا فقال ابنی قال احمد لا تجئنی به معک مرة اخری فلما قام فقال له محمد بن عبد الرحمن الحافظ وفی رواية الخطيب فقيل له ايد الله الشيخ انه رجل مستور وابنه افضل منه فقال احمد الذی قصدنا اليه من هذا الباب ليس يمنع سترهما علی هذا رأينا اشياخنا وبه خبرونا عن اسلافهم **وقيل** ان حسن بن البزاز اتی الی احمد بن حنبل ومعه غلام حسن الوجه فحدث معه فلما اراد ان ينصرف قال له ابو عبد الله يا ابا علی لا تمش مع هذا الغلام فی طريق فقال له انه ابن اختی قال وان كان لا يهلك الناس فيك **وعن** فتح الموصلی انه قال صحبت ثلثين شيخا كانوا يعدون من الابدال كلهم اوصونی عند فراقی اياهم اتقوا معاشرة الاحداث **وقيل** ان سلاما الاسود نظر الی رجل ينظر الی حدث فقال له يا هذا اتق علی جاهك عند الله عز وجل فانك لا تزال ذا جاه ما دمت له معظما **وكان** ابو منصور عبد القادر بن طاهر يقول من صحب الاحداث وقع فی الاحداث **قال** اخبرنا ابو عبد الرحمن السلمی قال قال مظفر القرميسينی من صحب الاحداث علی شرط السلامة والنصيحة اداه ذلك الی البلاء فكيف من صحبهم علی غير وجه السلامة **فصل** وقد كان السلف يبالغون فی الاعراض عن المرد **وقد** روينا عن رسول الله صلی الله عليه وسلم انه اجلس الشاب الحسن الوجه وراء ظهره

**ترجمہ** پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے جواب دیا۔ کہ میرا بیٹا ہے۔ کہنے لگے کہ اب دوبارہ اس کو اپنے ہمراہ نہ لانا جب کھڑا ہوا۔ تو محمد بن عبد الرحمن حافظ نے کہا اور خطیب کی روایت میں ہے کہ اُس سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ شیخ کو توفیق دے یہ شخص پرہیزگار ہے اور اُس کا بیٹا اُس سے بڑھکر ہے تو امام احمد نے کہا کہ ہم نے اس بارے میں جو کچھ چاہا ہے ان دونوں کے پرہیزگار ہونیکے لیے مانع نہین یون ہی ہمکو اشیاخ نے اسلاف سے خبر دی **حسن بن البزاز** کی نسبت سُنا ہو کہ احمد بن حنبل کے پاس گئے اور اُن کے ساتھ ایک خوبصورت امرد لڑکا تھا اور ان سے باتین کین جب اوٹھکر جانے لگے تو ان سے ابو عبد اللہ نے کہا کہ اے ابو علی اس لڑکے کے ساتھ کسی رستہ مین نہ چلا کرو کہنے لگے کہ یہ تو میرا بھانجا ہے جواب دیا کہ خواہ بھانجا ہی کیون نہ ہو لوگ تمہارے بارے مین ہلاک نہون (یعنی تم کو لوگ متہم کرینگے) اور شجاع ابن مخلد سے روایت ہے کہ انہون نے بشر ابن حارث کو کہتے ہوئے سُنا کہ ان نوعمرون سے پرہیز کرو **فتح موصلی** کہتے ہین کہ مین تیس مشائخ سے ملا جو ابدال شمار کیے جاتے تھے ہر ایک نے مجکو بروقت رخصت وصیت کی کہ نوجوانون کی ہمنشینی سے بچتے رہنا **سلام الاسود** کی نسبت کہتے ہین کہ کسی آدمی کو دیکھا جو ایک نوجوان کو دیکھ رہا تھا کہنے لگے کہ اے فلان اپنے مرتبے کا خیال کر کے اللہ تعالےٰ سے خوف کر کیونکہ تو جبتک خدا کی تعظیم بجالاتا رہیگا صاحب رتبہ و جاہ رہیگا اور ابو منصور عبد القادر ابن طاہر کا قول ہے کہ جو شخص نوجوانون سے صحبت رکھیگا تو وہ آفات مین پڑ جائیگا سلام نے کہا کہ ہم سے ابو عبد الرحمن سلمی نے بیان کیا کہ **مظفر قرمیسینی** نے کہا کہ جو کوئی بشرط سلامت و نصیحت نوجوانون سے صحبت رکھیگا تو بلا مین گرفتار ہو جائیگا پھر اس شخص کا کیا پوچھنا جو بغیر شرط سلامت ان سے صحبت رکھے **فصل** اگلے لوگ امردون سے پرہیز رکھنے کی بارہ مین تاکید کرتے تھے ہم روایت کر چکے ہین کہ رسول صلعم نے خوبصورت نوجوانون کو اپنے پس پشت بٹھلیا ●

وکان سفیان لا یدع امرداً یجالسه وقد روی ابراهیم بن هانئ عن یحیی بن معین قال ما طمع امرد ان یصحبنی ولا احمد بن
حنبل فی طریق وعن ابی یعقوب قال کنا مع ابی نصر بن الحارث فوقفت علیه جاریة ما رأینا احسن منها فقالت
یا شیخ این مکان باب حرب فقال لها هذا الباب الذی یقال له باب حرب ثم جاء بعدها غلام ما رأینا احسن منه
فسئله فقال یا شیخ این مکان باب حرب فاطرق الشیخ رأسه وغمض عینیه فقلنا للغلام تعال ای شئ ترید
فقال باب حرب فقلنا بین یدیك فلما غاب قلنا للشیخ یا ابا نصر جاءتك جاریة فاجبتها وکلمتها وجاءك
غلام فلم تکلمه فقال نعم یروی عن سفیان الثوری انه قال مع الجاریة شیطان ومع الغلام شیطانان فخشیت
علی نفسی من شیطانیه وفی روایة ومع الغلام بضعة عشر شیطانا وحدثنا ابو القاسم قال دخلنا علی محمد بن
الحسین صاحب یحیی بن معین وکان یقال انه ما رفع راسه الی السماء منذ اربعین سنة وکان معنا غلام حدث فی المجلس بین
یدیه فقال له قم من حذائی فاجلسه من خلفه وعن ابی اسامة قال کنا عند شیخ یقرئ فبقی عنده غلام یقرأ علیه فامرت
القیام فاخذ یتولی قال اصبر حتی یفرغ هذا الغلام وکره ان یخلو مع الغلام وحدثنا ابو علی الروذباری قال قال لی ابو العباس
احمد المؤدب یا ابا علی من این اخذ صوفیة عصرنا هذا الانس بالاحداث فقلت له یا سیدی

---

ترجمہ سفیان کسی امرد کو اپنے پاس نہ بیٹھنے دیتے تھے ابراہیم بن ہانی نے روایت کیا کہ یحیی بن معین نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ایک رستے
مین کوئی امرد لڑکا میرے ساتھ چلنے کی طمع کرے اور وہان احمد بن حنبل بھی ہون ابو ایوب نے کہا کہ ہم ابو نصر بن حارث کے ساتھ
تھے اُن کے سامنے ایک لڑکی جس سے زیادہ خوبصورت ہمنے نہین دیکھی آکر کھڑی ہوئی اور پوچھنے لگی کہ اے شیخ باب حرب کس مقام پر ہے اُنہون
نے جواب دیا کہ یہی سامنے پھاٹک ہے جسکو باب حرب کہتے ہین بعد اُس کے ایک لڑکا کہ کبھی ایسا حسین دیکھنے مین نہین آیا آکر پوچھنے لگا
کہ اے شیخ باب حرب کدھر ہے ابو نصر نے سر جھکا لیا اور اپنی آنکھین بند کر لین ہمنے لڑکے سے کہا کہ یہان آ کیا پوچھتے ہو بولا کہ باب حرب کہان ہے
ہم نے جواب دیا کہ تمہارے آگے ہے جب وہ لڑکا چلا گیا تو ہمنے شیخ سے سوال کیا کہ اے ابو نصر آپ کے روبرو لڑکی آئی تو آپ نے اسکو
جواب دیا اور لڑکا آیا تو اس سے کلام نہ کیا کہنے لگے کہ ہان سفیان ثوری سے روایت ہے کہتے ہین کہ لڑکی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا
ہے اور امرد کے ساتھ دو شیطان مین اپنے نفس پر اُس کے دو شیطانون سے ڈر گیا اور ایک روایت مین ہے کہ لڑکے کے ساتھ کچھ اوپر دس
شیطان ہوتے ہین ابو القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ ہم محمد بن حسین کے پاس جو یحیی بن معین کے ساتھی تھے گئے اور کہا جاتا تھا کہ اونہون نے
چالیس برس سے آسمان کی طرف سر اوٹھا کر نہین دیکھا جب ہم اُن کے پاس گئے تو ہمارے ساتھ ایک نوجوان لڑکا مجلس مین اُن کے سامنے
تھا اُس سے کہا کہ میرے آگے سے اوٹھ جا اور اسکو اپنے پیچھے بٹھایا اور ابو اسامہ نے بیان کیا کہ ہم ایک شیخ کے پاس تھے جو حدیث بیان کرتے
تھے ان کے پاس ایک لڑکا رہ گیا کہ انکو حدیث سناتا تھا مینے اوٹھنا چاہا اونہون نے میرا دامن تھام لیا اور کہنے لگے کہ ٹھیرو اس لڑکے کو فارغ
ہو جانے دو اوس لڑکے کے ساتھ خلوت مین بیٹھنا پسند کیا ابو علی رودباری نے ہم سے بیان کیا کہ مجھسے ابو العباس احمد المودب نے
پوچھا کہ اے ابو علی ہمارے زمانہ کے صوفیون نے نوجوانون سے اُنس رکھنا کہان سے نکالا مینے جواب دیا کہ اے صاحب

انت بهم اعرف وقد يصحبهم السلامة في كثير من الامور فقال هيهات قد رأينا من كان اقوى ايمانا منهم اذا رأى الحدث قد اقبل يفر كفراره من الزحف وانما ذلك على حسب الاوقات اللتي يغلب الاحوال على اهلها فيأخذها عن تصرف الطباع ما اكثر الخطر ما اكثر الغلط **فصل** وصحبة الاحداث اقوى حبائل ابليس التي يصيد بها الصوفية **حدثنا** عبد الرحمن السلمي قال سمعت ابا بكر الرازي يقول قال يوسف بن الحسين نظرت في آفات الخلق فعرفت من اين اتوا ورأيت آفة الصوفية في صحبة الاحداث ومعاشرة الاضداد وارفاق النسوان **وعن** المخرق البصري يقول رأيت ابليس في النوم فقلت له كيف رأيتنا عزفنا عن الدنيا ولذاتها واموالها فليس لك الينا طريق فقال كيف رأيت ما استملت به قلوبكم باستماع الغنا ومعاشرة الاحداث **قال** ابو سعيد وقل من يتخلص من هذا من الصوفية **فصل** في عقوبة النظر الى المردان عن عبد الله بن الجلا قال كنت واقفا انظر الى غلام نصراني حسن الوجه فمر بي ابو عبد الله البلخي فقال ايش وقوفك فقلت يا عم اما ترى هذه الصورة كيف تعذب بالنار فضرب بيديه بين كتفي وقال لتجدن غبها ولو بعد حين قال فوجدت غبها بعد اربعين سنة ان نسيت القرآن **وعن** ابي الاديان قال كنت مع شيخي ابي بكر الرقاق فمر حدث فنظرت اليه فرآني وانا انظر اليه

ترجمہ تم ان لوگون کو خوب پہچانتے ہو اکثر امور مین اُن کے ساتھ سلامتی رہتی ہے کہنے لگے کہ ہیہات ہم نے ان بزرگون کو دیکھا ہے جو ان لوگون سے زیادہ قوی ایمان رکھتے تھے کہ جب کسی نوجوان کو دیکھا تو ایسے بھاگے جیسے کوئی جنگ و حرب سے بھاگتا ہے اور یہ سب باتین صرف اُن اوقات کے موافق ہین کہ اکثر لوگون پر احوال غالب ہو جاتے ہین او طبیعتون کے تصرف حاوی ہوتے ہین کمال خطر کی بات اور نہایت ہی غلطی ہے **فصل** نوجوانون کی صحبت ابلیس کا بڑا مضبوط جال ہے جس سے وہ صوفیون کو شکار کرتا ہی **عبد الرحمن** سلمی نے ہم سے نقل کیا کہ مین نے ابوبکر رازی سے سُنا کہ یوسف بن حسن نے کہا کہ مینے خلقت کی آفات پر غور کیا تو معلوم ہو گیا کہ کہان سے آئی ہین اور صوفیہ کی آفتین مینے نوجوانون کی صحبت اور ناجنس کی ہمنشینی اور عورتون کی رفاقت مین پائین مخرق بصری کہتے تھے کہ مینے شیطان کو خواب مین دیکھا اور کہا کہ کیون تو نے ہمکو کیسا پایا ہمنے دنیا اور اُسکی لذتون اور دولتون سے منہ پھیر لیا اب تجکو ہمپر قابو نہین کہنے لگا کہ تم کو کچھ خبر بھی ہے تمہارے دل راگ سننے پر اور نوجوانون کی صحبت پر کیسے مائل ہین **ابو سعید** کہتے ہین کہ اس بلا سے صوفیہ بہت کم نجات پاتے ہین **فصل** (امردونکی طرف دیکھنے کی سزا کا بیان) **ابو عبد اللہ بن الجلا** کہتے ہین۔ کہ مین کھڑا ہوا ایک خوبصورت نصرانی لڑکے کو دیکھتا تھا اتنے مین ابو عبد اللہ بلخی میرے سامنے گذرے پوچھا کیسے کھڑے ہو مینے کہا اے چچا آپ اس صورت کو دیکھتے ہین، کیونکر آتش دوزخ مین عذاب کیا جائے گا۔ اونہون نے اپنے دونون ہاتھ میرے شانون کے بیچ مین مارے۔ اور کہا کہ اس کا نتیجہ تجھ کو ملے گا۔ اگرچہ کچھ مدت گذر جائے مین نے چالیس برس کے بعد اُس کا ثمرہ پایا کہ قرآن شریف مجھ کو یاد نہ رہا **ابو الادیان** کہتے ہین۔ کہ مین نے اپنے استاد ابوبکر رقاق کے ساتھ تھا ایک نوجوان لڑکا سامنے آیا مین اس کو دیکھنے لگا استاد نے مجھ کو اس کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھ لیا ٭

فقال یابنی لتجلاغبه ولو بعد حین فبقیت عشرین سنة وانا اراعی فما اجد لك الغب فنمت لیلة وانا
متفکر فیه فاصبحت وانا انسیت القران کله واخبرنا ابوبکر الکتانی قال رأیت بعض اصحابنا فی المنام
فقلت ما فعل الله بك قال عرض علیّ سیاتی وقال فعلت کذا وکذا فقلت نعم ثم قال وفعلت کذا وکذا فاستحییت
ان اقر فقلت انی لاستحیی ان اقر فقال انی قد غفرت لك ما اقررت فکیف بما استحییت فقلت له ما کان ذلك
الذنب فقال مرّ بی غلام حسن الوجه فنظرت الیه وفی روایة لما استحییت اوقعنی فی العرق حتی سقط لحم وجهی
وقد بلغنا عن ابی یعقوب الطبری انه قال کان معی شاب حسن الوجه یخدمنی فجاء نی انسان من بغداد صوفی فکان
کثیر الالتفات الی ذلك الشاب فکنت انکر علیه لذلك فنمت لیلة من اللیالی فرأیت رب العزة فی المنام فقال
یا یعقوب لم لم تنهه واشار الی البغدادی عن النظر الی الاحداث فوعزتی انی لا اشغل بالاحداث الا من بلعنه
من قربی قال ابو یعقوب فانتبهت وانا اضطرب فحکیت الرویا للبغدادی فصاح صیحة ومات
فغسلناه ودفناه واشتغل قلبی به فرأیته بعد شهر فی النوم فقلت ما فعل الله بك قال
وبخنی حتی خفت ان لا اتخلص ثم عفی عنی قلت انما مددت النفس لیسیر انی هذا الباب

ترجمہ فرمایا کہ بیٹا بعد چند کے تم اس کا نتیجہ پاؤ گے مین بیس برس تک منتظر رہا وہ نتیجہ نہ دیکھا ایک رات اسی سوچ بچار مین سو رہا جب
صبح کو اوٹھا۔ تو تمام قرآن شریف بھول گیا تھا **ابوبکر کتانی** نے ہم سے بیان کیا کہ مینے اپنے ایک رفیق کو خواب مین دیکھا اور پوچھا
کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا معاملہ کیا۔ جواب دیا کہ مجھپر میری برائیان پیش کین اور کہا کہ تونے ایسا ایسا کیا مینے کہا ہان پھر پوچھا
کہ تونے ایسا ایسا بھی کیا تو مجھ کو اوسکے اقرار سے شرم آئی مینے جواب دیا کہ اسکے اقرار کرنے سے شرماتا ہون فرمایا کہ جب ہم نے تیرے
اقرار کردہ گناہ بخش دیئے تو جس پر تجھ کو شرم آئی کیونکر نہ بخشین مینے اُن سے پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا بولے کہ ایک خوبصورت لڑکا
میرے سامنے گزرا تھا مینے اُسکو دیکھا تھا ایک روایت مین یون آیا ہے کہ جب مین شرمندہ ہوا تو پسینہ آگیا یہانتک کہ میرے چہرے کا
گوشت گر پڑا **ابو یعقوب** طبری سے ہمکو روایت پہونچی ہے کہ اونھون نے کہا میرے پاس ایک خوبصورت جوان رہا کرتا تھا جو میری
خدمت کیا کرتا تھا ایک بار میرے پاس بغداد سے ایک صوفی آدمی آیا وہ اکثر اسکی طرف دیکھا کرتا تھا مین اس حرکت سے اس کو فہمایش
کرتا تھا ایک رات مین سویا اور اللہ رب العزت کو خواب مین دیکھا مجھسے فرمایا کہ تم نے اس شخص یعنی بغدادی کو نوجوان کے دیکھنے سے
منع کیون نہین کیا مجھکو اپنی عزت کی قسم ہے کہ اس شخص کو نوجوانون کی جانب مشغول کرتا ہون جسکو اپنے قرب سے دور رکھتا ہون
ابو یعقوب کہتے ہین کہ مین بیدار ہوا اور نہایت بیقرار تھا اس بغدادی سے خواب بیان کیا اس نے زور سے ایک چیخ ماری اور مر گیا
ہم نے اُسکو غسل دیا اور دفن کیا اور میرا جی اسی مین لگا رہا بعد ایک مہینے کے مینے اُسکو خواب مین دیکھا۔
پوچھا کہ اللہ تعالٰے نے تمہارے ساتھہ کیا کیا۔ جواب دیا کہ مجھ پر زجر و توبیخ فرمائی۔ یہانتک کہ مجھکو خوف ہوا کہ نجات نہ ملے گی۔
پھر میرا قصور معاف کر دیا گیا مین کہتا ہون کہ مینے اس بارے مین تھوڑی سی تطویل کی ہے

لانہ مما تعم بہ البلوی عند الاکثرین فمن اراد الزیادۃ فیہ وفیما یتعلق باطلاق البصر وجمیع اسباب الھوی فلینظر
فی کتابنا المسمی بذم الھوی وفیہ غایۃ المراد من جمیع ذلک **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی ادعاء**
**التوکل وقطع الاسباب وترک الاحتراز فی الاموال** حدثنا احمد بن ابی الحواری قال سمعت ابا
سلیمان الدارانی یقول لو توکلنا علی اللہ ما بنینا الحیطان ولا جعلنا للباب الدار غلقا مخافۃ اللصوص **وعن ذی النون**
المصری انہ قال سافرت سنین وما صح لی التوکل الا وقتا واحدا رکبت البحر فکسر المرکب فتعلقت بخشبۃ من خشب
المرکب فقالت نفسی ان حکم اللہ علیک بالغرق فما ینفعک ہذہ الخشبۃ فخلیت الخشبۃ فطفیت علی
الماء فوقعت الی الساحل **وسمعت الجنید** یقول سالت ابا یعقوب الزیات عن مسئلۃ فی التوکل فاخرج
درھما کان عندہ ثم اجابنی فاعطا التوکل حقہ ثم قال استحییت ان اجیبک وعندی شئ **وذکر** ابو نصر السراج فی کتاب اللمع قال
جاء رجل الی عبد اللہ بن الجلا فسألہ عن مسئلۃ التوکل وعندہ جماعۃ فلم یجبہ ودخل البیت فاخرج الیہم صرۃ فیہا اربعۃ دوانیق وقال اشتروا بہذہ
شیئا ثم اجاب الرجل عن سؤالہ فقیل لہ فی ذلک فقال استحییت من اللہ ان اتکلم فی التوکل وعندی اربعۃ دوانیق **قال السراج** سہل بن
عبد اللہ من طعن فی الاکتساب فقد طعن علی السنۃ ومن طعن علی التوکل فقد طعن علی الایمان

---

ترجمہ کیونکہ اکثر لوگون کے نزدیک اس مین عام لوگ مبتلا ہین اور جو شخص اس سے بہی زیادہ چاہے اس بارے مین اور نظر ڈالنے
اور خواہش نفسانی کے تمام اسباب کی بارے مین تو چاہیے کہ ہماری کتاب ذم الھوی کو دیکھے کیونکہ اسمین ان سب باتون کی بارے مین
پوری بحث ہی **توکل کے دعوے رکہنے اور اسباب کے قطع کرنے اور مال جمع کرنا چھوڑ دینے مین صوفیہ**
**پر تلبیس ابلیس کا بیان** احمد بن ابی الحواری نے ہمسے بیان کیا کہ مینے ابو سلیمان دارانی سے سُنا کہتے تھے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ
پر توکل کرتے تو دیوارین نہ بناتے اور چورون کے خوف سے گھر کے دروازے پر قفل نہ لگاتے **ذوالنون مصری** کہتے ہین کہ
مینے برسون سفر کیا مگر میرا توکل درست نہین رہا بجز ایک وقت کے کہ مین دریا کے سفر مین تھا کشتی ٹوٹ گئی مینے اس کے تختون
مین سے ایک تختہ پکڑ لیا میرے جی نے مجھ سے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے تیرے ڈوب جانے کا حکم فرما دیا ہے تو یہ تختہ تجھکو کچھ نفع نہ دیگا
مینے وہ تختہ چھوڑ دیا اور پانی پر تیر کر کنارے آلگا **جنید** سے مینے سُنا کہتے تھے کہ مینے ابو یعقوب زیات سے توکل کے بارے مین
ایک مسئلہ پوچھا انہون نے ایک درم جوان کے پاس تھا نکالا پھر مجھکو مسئلہ کا جواب کما حقہ دیا پھر بولے کہ مجھے اس بات سے شرم
آئی کہ میرے پاس کچھ مال موجود ہو اور مین تم کو توکل کے مسئلہ کا جواب دون **ابو نصر السراج** نے کتاب اللمع مین بیان کیا ہے کہ
عبد اللہ بن جلا کے پاس ایک آدمی کوئی توکل کا مسئلہ پوچھنے آیا اون کے پاس اونکے مریدین بیٹھے تھے اسکو کچھ جواب نہ دیا اور گھر
مین گئے اس جماعت کے سامنے ایک تھیلی نکال لائے جسمین چار دانگ تھے اور بولے کہ انکا کچھ خرید لاؤ بعد ازان اس شخص کو مسئلے
کا جواب دیا لوگون نے اس بارے مین انسے سوال کیا کہنے لگے کہ مجھکو اللہ تعالیٰ سے شرم آئی کہ توکل مین کلام کرون اور میرے پاس چار دانگ ہون
سراج نے سہل بن عبد اللہ سے کہا کہ جو شخص پیشہ پر طعن کرے تو اُسنے گویا سنت پر طعن کیا اور جو توکل پر طعن کرے تو اسنے ایمان پر طعن کیا +

قال المصنف قلة العلم اوجبت هذا التخليط ولو عرفوا ماهية التوكل علموا انه ليس بينه وبين الاسباب تضاد وذلك ان التوكل اعتماد القلب على الله وحده وذلك لا ينافي حركات البدن في التعلق بالاسباب ولا ادخار المال فقد قال عز وجل ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قياما اي قواما لابدانكم وقال عليه السلام نعم المال الصالح للرجل الصالح وقال عليه السلام لان تخلف ورثتك اغنياء خير من ان تتركهم عالة يتكففون الناس واعلم ان الذي امر بالتوكل امر باخذ الحذر وقال خذوا حذركم وقال واعدوا لهم ما استطعتم من قوة قال وقد ظاهر رسول الله صلى الله عليه وسلم بين درعين وشاور طبيبين واختفى في الغار وقال من يحرسني الليلة وامر بغلق الباب وفي الصحيحين من حديث جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اغلق بابك وقد اخبر ان التوكل لا ينافي الاحتراز وحدثنا ابو قرة قال سمعت انس بن مالك يقول جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اعقلها واتوكل او اطلقها واتوكل قال اعقلها وتوكل وقال سفيان بن عيينة تفسير التوكل ان يرضى بما يفعل به وقال ابن عقيل يظن اقوام ان الاحتياط والاحتراز ينافي التوكل وان التوكل هو اهمال العواقب

ترجمہ مصنفؒ نے کہا کہ کم علمی کی وجہ سے یہ تخلیط کی اور اگر یہ لوگ توکل کی حقیقت پہچانتے تو جان لیتے کہ توکل اور اسباب میں باہم مخالفت نہیں کیونکہ توکل یہ ہے کہ دل فقط اللہ پر بھروسہ کرے اور یہ بات اسکے خلاف نہیں کہ بدن کو اسباب کے ساتھ تعلق رکھنے میں اور مال جمع کرنے میں جنبش ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قياما یعنی تم احمقوں کو اپنے وہ مال مت دو جن کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری زندگی کا سہارا بنایا ہے۔ قیاما کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے ابدان اُن کی وجہ سے قائم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا وہ مال نیک ہے جو نیک آدمی کے کام آوے۔ اور فرمایا کہ اپنے وارثوں کو تونگر چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ اون کو محتاج چھوڑ کر مرے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں اور جاننا چاہیئے کہ جس نے توکل کا حکم دیا ہے اُسی نے ہتھیار باندھنے کو فرمایا ہے اور ارشاد کیا خذوا حذركم یعنی اپنے اسلحہ لے لو اور فرمایا واعدوا لهم ما استطعتم من قوة یعنی کفار کے لئے جسقدر قوت ہوسکے بہم پہونچاؤ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اوپر تلے دو زرہیں زیب بدن فرمائیں اور طبیبوں سے مشورہ لیا اور غار میں پوشیدہ ہوئے اور ایک مقام پر فرمایا تہا کہ آج کی رات میری نگہبانی کون کریگا اور دروازہ بند کر دینے کا حکم دیا صحیحین میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنا دروازہ بند کر لیا کرو اور آپ نے خبر دیدی کہ توکل احتراز کے منافی نہیں ابو قرہ نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالک سے سُنا کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اپنی اونٹنی کو باندھوں اور توکل کروں یا اسکو چھوڑ دوں اور توکل کروں فرمایا کہ ہاں باندھ رکھ اور توکل کر سفیان نے کہا توکل کی تعریف یہ ہے کہ جو کچھ اس کے ساتھ کیا جاوے اسپر راضی رہے ابن عقیل کہتے ہیں کہ ایک قوم کا یہ گمان ہے کہ احتیاط اور احتراز توکل کے خلاف ہے اور توکل صرف اسی کا نام ہے

واطراح التحفظ وذلك عند العلماء العجز والتفريط الذي يقتضي من العقلاء التوبيخ والتهجين ولم يامر الله
عز وجل بالتوكل الا بعد التحرز واستفراغ الوسع في التحفظ **فقال سبحانه وتعالى** وشاورهم
في الامر فاذا عزمت فتوكل على الله فلو كان التعلق بالاحتياط قادحا في التوكل لما خص الله تعالى به نبيه حين
قال الله وشاورهم في الامر فهل المشاورة الا استفادة الرأي الذي منه يوجد التحفظ والتحرز من العدو
ولم يقنع في الاحتياط بان يكله الى رايهم واجتهادهم حتى نص عليه فجعله عمادا في نفس الصلوة وهي
اخص العبادات **فقال** فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا اسلحتهم وبين علة ذلك **بقوله** ود الذين
كفروا لو تغفلون عن اسلحتكم وامتعتكم فيميلون عليكم ميلة واحدة **ومن** علم الاحتياط هكذا لا يقال
ان التوكل عليه ترك ما علم لكن التوكل التفويض فيما لا وسع فيه ولا طاقة **قال عليه السلام** اعقلها وتوكل
ولو كان التوكل ترك التحرز لخص به خير الخلق صلى الله عليه وسلم في خير الاحوال وهي حالة الصلوة **وقد** ذهب الشافعي
الى وجوب حمل السلاح حينئذ لقوله فليأخذوا اسلحتهم فالتوكل لا يمنع من الاحتراز والاحتياط فان موسى
عليه السلام لما قيل له ان الملأ يأتمرون بك خرج ونبينا صلى الله عليه وسلم خرج من مكة لخوفه من المتوامرين عليه

ترجمہ اور اپنی حفاظت چھوڑ دے علماء کے نزدیک یہ عجز اور تفریط ہے جسکو اہل عقل خراب اور برا جانتے ہین اور اللہ تعالے نے بعد محافظت
اور پوری کوشش صرف کرنیکے توکل کا حکم فرمایا ہے ارشاد ہوا ہے وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ یعنی آپ
صحابہ سے اپنے امور مین مشورہ لیجیے پھر جب مستقل ارادہ ہو تو خدا پر توکل کیجیے اگر احتیاط کا پابند ہونا توکل مین نقص ڈالتا ہی تو اللہ تعالے
اپنے نبی کو خاص نکرتا جیسا کہ فرمایا وشاورھم فی الامر مشورہ کرنا تو اسی کا نام ہی کہ جس شخص مین دشمن سے نگہداشت اور تحفظ کا
مادہ ہو اس سے رائے لی جاوے اور پھر احتیاط کے بارے مین اتنا ہی نہین کیا کہ اسکو صحابہ کی رائی اور اجتہاد پر چھوڑ دیا ہو بلکہ اسپر
قطعی حکم لگا دیا اور نماز مین جو خاص ترین عبادت ہے اسکو رکن قرار دیا فرمایا فلتقم طائفة منهم معك الخ یعنی چاہیے کہ
صحابہ کی ایک جماعت نماز مین آپ کے ساتھ کہڑی ہو اور اپنے اپنے ہتھیار لئے رہین پھر اسکی علت بیان فرمائی ود الذین کفروا الخ
یعنی کفار چاہتے ہین کہ تمکو تمہارے اسلحہ اور رخت سے غافل پاکر ایک بارگی تم پر ٹوٹ پڑین اب جو شخص احتیاط کو اسطور سے جان
لیگا تو یہ نہین کہا جائیگا کہ توکل کرنا اس چیز کو چھوڑ دینا ہے جسکو جانتے تھے بلکہ توکل یہ ہے کہ جس امر مین اپنی وسعت اور طاقت نہین۔
اسکو خدا پر چھوڑ دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنی کو باندہ رکہو اور توکل کرو اور اگر توکل یہ ہوتا کہ اپنی نگہداشت ترک کرے
تو بہترین خلائق صلی اللہ علیہ وسلم بہترین احوال یعنی حالت نماز مین اس صفت کے ساتھ مخصوص ہوتے **شافعیؒ** کا مذہب ہے کہ
اسوقت مین ہتھیار ساتھ رہنا واجب ہے بقولہ تعالی فلیاخذوا اسلحتهم پس توکل احتراز اور احتیاط کا مانع نہین جب
موسی علیہ السلام سے کہا گیا ان الملأ یاتمرون بك یعنی رئیس لوگ تمہارے گرفتار کرنے کا مشورہ کرتے
ہین تو آپ شہر سے نکل گئے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے مین تدبیر سوچنے والونکے خوف سے مکہ سے باہر تشریف لیگئے

**و** **وقال** ابوبکر رضی اللہ عنہ لسد انقاب الغار واعطى القوم التحرز حقه ثم توكلوا **وقال تعالى** فی باب الاحتياط لا تقصص رؤياك على اخوتك **وقال** لا تدخلوا من باب واحد **وقال** فامشوا فی مناكبها وهذا لان الحركة للذب عن النفس استعمال لنعمة الله وكما ان الله تعالى يريد اظهار النعمة المبتدأة يريد اظهار ودائعه فلا وجه لتعاطيها او دع اعتماداً على ما جاديه لكن يجب استعمال ما عندك ثم اطلب ما عنده **وقد جعل سبحانه** للطير والبهائم اسلحة تدفع بها عنها الشر كالمخلب والظفر والناب والحمة **وخلق** للآدمي عقلا يقوده الى حمل الاسلحة ويهديه الى التحصن بالابنية والدروع ومن عطل نعمة الله بترك الاحتراز فقد عطل حكمته كمن يترك الاغذية والادوية ومات جوعا او مرضا **ولا** ابله ممن يدعی العقل والعلم ويستسلم للبلاء انما ينبغی ان يكون اعضاء المتوكل فی الكسب وقلبه ساكن مفوض الى الحق منع او اعطى لانه يرى ان الحق لا يتصرف الا بحكمة ومصلحة فمنعه عطاء فی المعنى وكم زين للعجزة عجزهم وسولت لهم انفسهم ان التفريط توكل فصاروا نحو الحزورهم

ترجمہ اور غار مین حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے اسکو اسکے سوراخ بند کرکے بچایا اور صحابہ احتیاط کا پورا حق بجالائے پھر توکل کیا اللہ تعالیٰ نے احتیاط کے باب مین فرمایا لا تقصص رؤیاک علی اخوتک یعنی حضرت یعقوب نے حضرت یوسف علیہما السلام سے کہا کہ اپنا خواب اپنے بھائیون سے بیان نکرنا اور فرمایا لا تدخلوا من باب واحد یعنی حضرت یعقوب نے اپنے بیٹون سے کہا کہ مصر مین جاکر سب کے سب ایک دروازے سے داخل نہونا اور فرمایا فامشوا فی مناکبہا یعنی زمین کے اونچے مقامون پہ چلو اور یہ احتیاط اسلیے ہے کہ اپنی ذات سے ضرر دور کرنیکے واسطے حرکت کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمت کا عمل مین لانا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی عطا کی ہوئی نعمت کا اظہار چاہتا ہے۔ اسیطرح اپنی ودیعتون کا اظہار بھی چاہتا ہے لہذا اسکی کوئی وجہ نہین کہ اسکی عنایت ہی پر بھروسا کرکر اسکی ودیعت کو مہمل چھوڑ دے ہان پہلے جو تمہارے قبضہ مین ہے اسکو عمل مین لاؤ پھر جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اُسکو طلب کرو اللہ تعالیٰ نے پرندون اور چرپایون کو وہ اوزار عطا فرمائے ہین جن کے ذریعہ سے وہ اپنے سے شر کو دور کرتے ہین مثلاً پنجے اور ناخن اور دانت اور منقار اور آدمی کے لیے عقل پیدا کی جو اسکو اسلحہ باندھنے کی ہدایت کرتی ہے اور مکان اور زرہ وغیرہ کے ذریعے سے محفوظ رہنے کی رہبر ہوتی ہے پھر جو شخص احتیاط کو ترک کرکے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بیکار کردے تو گویا اُسنے خدا کی حکمت کو معطل کیا جیسے کوئی شخص غذا اور دوا چھوڑ دے اور بھوک اور بیماری مین مرجائے اور اس شخص سے زیادہ کوئی احمق نہین جو عقل و علم کا دعوے کرے اور بلا کے سامنے گردن جھکا دے بلکہ شایان یہ ہے کہ توکل کرنیوالے کے اعضا و جوارح کسب و پیشہ مین لگے رہین اور دل اطمینان کے ساتھ خدا کے سپرد رکھے اب چاہے وہ عطا کرے یا نکرے کیونکہ ایسا شخص یقینا جانیگا کہ خدا کا تصرف حکمت و مصلحت سے ہوتا ہے اسکا عطا نہ کرنا بھی حقیقت مین عطا کرنا ہے عاجز لوگون کے لئے اُن کی عجز اور انکی نفسون نے اس امر کو اچھا اور آراستہ کر دکھایا کہ تفریط

بمثابة من اعتقد التهور شجاعة والخور حزما ومتى وضعت اسباب فاهملت كان ذلك جهلا بحكمة الواضع
مثل وضع الطعام للشبع والماء للري والدواء للمرض فاذا ترك الانسان ذلك اهوانا بالسبب ثم دعا وسأل
فربما قيل له قد جعلنا لعافيتك سببا فاذا لم تتناوله كان اهمالا لعطائنا فربما لم نعافك بغير سبب
لاهوانك بالسبب وما هذا الا بمثابة من بين قراحه وماء الساقية رفسه مسحا ثم اخذ يصلي صلوة الاستسقاء
طلبا للمطر فانه لا يستحسن منه ذلك شرعا ولا عقلا وقال المصنف فان قال قائل كيف احترز مع
القدر قيل له وكيف لا تحترز مع الامر من المقدر فالذى قدر هو الذى امر وقد قال تعالى خذوا حذركم
قيل كان عيسى عليه السلام يصلي على راس جبل فاتاه ابليس فقال له انت الذى تزعم ان كل شيء
بقضاء وقدر قال نعم قال فالق نفسك من الجبل وقل قدر علي فقال يا لعين ان الله يختبر العباد وليس
العباد يختبرون الله **فصل** وفي معنى ما ذكرنا من تلبيسه عليهم في ترك الاسباب انه قد لبس على خلق كثير منهم بان التوكل
ينافي الكسب قال سهل بن عبد الله التستري من طعن على التوكل فقد طعن في الايمان ومن طعن على الكسب فقد طعن على السنة و
حدثنا محمد بن عبد الله الرازي قال سأل رجل ابا عبد الله بن سالم وانا اسمع انحن مستعبدون بالكسب

---

**ترجمہ** بیباکی کو شجاعت اور سستی کو دور اندیشی خیال کرے اور جبکہ اسباب بنائے گئے ہوں اور بیکار چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بنانیوالے کی
حکمت کا نہ جاننا ہی جیسے کہ کھانا پیٹ بھرنے کا سبب اور پانی پیاس بجھانے کا سبب اور دوا بیماری کے لئے موضوع ہین اب جسوقت
آدمی سبب کو حقیر سمجھکر ان سے دست بردار ہو پھر دعا مانگے اور سوال کرے تو اسکو جواب ملیگا کہ ہم نے تیری عافیت کے لئے
سبب بنا دیا تھا جبکہ تونے اسکو نہ اختیار کیا تو ہماری بخشش کو مہمل جانا اکثر اوقات تجھکو بغیر کسی سبب کے ہم عافیت نہ دینگے
کیونکہ تو سبب کو تو ذلیل گردانتا ہے اور اسکی مثال ایسی ہی کہ کوئی شخص اپنی کھیتی کے پختہ ہونے پر خوش ہوتا ہے اور اس کھیت مین
ایک نہر سے پانی آتا ہے جو اسکے پاس جاری ہے اب یہ شخص ٹیلے پر چڑھکر بارش مانگنے کے لئے نماز استسقا پڑھنے لگے تو اسکی
یہ حرکت نہ شریعت کے رو سے اچھی ہے اور نہ عقل کے لحاظ سے **مصنف** رح نے کہا اگر کوئی یون کہے کہ جب ہر ایک امر مقدر ہے
تو احتراز کیونکر ہو سکتا ہی جواب دیا جائیگا حکم اور فرمان موجود ہین تو کیونکر احتراز نہ کیا جائے اسلیئے کہ جسنے مقدر کیا ہے اسی نے
حکم دیا ہے اور فرمایا ہے خذوا حذركم کہتے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام ایک پہاڑ کی چوٹی پر نماز ادا کر رہے تہے ان کے پاس شیطان
آیا اور کہنے لگا کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ ہر شی قضا و قدر سے ہوتی ہے جواب دیا کہ ہان بولا کہ اچھا تو پھر تم اپنے آپکو پہاڑ سے نیچے گرا دو
اور سمجھ لو کہ میرے لیئے یہ مقدر تھا حضرت عیسے ع نے کہا کہ اے لعین اللہ تعالی بندونکو آزماتا ہے بندے اللہ تعالی کو نہین آزماتے
**فصل** اسی معنی مین کہ ترک اسباب کے بارے مین ابلیس نے لوگون پر تلبیس کی ہی یہ ہی کہ بہتون پر ابلیس نے یہ تلبیس کی ہی کہ توکل کسب کے
خلاف ہے سہل بن عبد اللہ التستری رح کا قول ہی کہ جس نے توکل پر طعن کیا اسنے ایمان پر طعن کیا اور جسنے کسب پر طعن کیا اسنے سنت پر
طعن کیا محمد بن عبد اللہ رازی نے ہمسے بیان کیا کہ میری موجودگی مین ایک آدمی نے ابو عبد اللہ بن سالم سے سوال کیا کہ ہم کسب کو عبادت سمجھیں

امر بالتوکل فقال التوکل حال رسول الله صلی الله علیه وسلم والکسب سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم وانما سن الکسب لمن ضعف عن التوکل وسقط عن درجة الکمال التی هی حاله فمن اطاق التوکل فالکسب غیر مباح له بحال الا کسب معاونة لا کسب اعتماد علیه ومن ضعف عن حال التوکل التی هی حال رسول الله صلی الله علیه وسلم ابیح له طلب المعاش فی الکسب لئلا یسقط عن درجة سنته حتی لیسقط عن درجة حالته وعن یوسف بن الحسین یقول اذا رأیت المرید یشتغل بالرخص والکسب فلیس یجیئ منه شیٔ قال المصنف هذا کلام قوم ما فهموا معنی التوکل وظنوا انه ترک الکسب وتعطیل الجوارح عن العمل وقد بینا ان التوکل فعل القلب فلا ینافی حرکة الجوارح ولو کان کل کاسب لیس بمتوکل کان الانبیاء غیر متوکلین فقد کان آدم ؑ حراثا ونوح وزکریا نجارین وادریس خیاطا وابراهیم ولوط زراعین وصالح تاجرا وکان داؤد یعمل الخوص بیده ویاکل من ثمنه وکان موسی وشعیب ومحمد رعاة قال نبینا صلی الله علیه وسلم کنت ارعی غنما لاهل مکة بالقراریط فلما اغناه الله عز وجل بما فرض له من الفیٔ لم یحتج الی الکسب وقد کان ابوبکر الصدیق وعثمان وعبدالرحمن وطلحة ومحمد بن سیرین ومیمون بن مهران بزازین وکان الزبیر وعمرو بن العاص وعامر بن کریز

ترجمہ یا کہ توکل کو جواب دیا کہ توکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے اور کسب آپکی سنت ہے اور کسب اسی شخص کیواسطے مسنون ہے جو توکل کرنیمیں ضعیف ہی اور درجہ کمال یعنی حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ساقط ہے لہذا جوکوئی توکل کی طاقت رکھے اُسکو کسب کسی حال مین مباح نہین مگر یہ کہ بطور مدد پہونچنے کے کسب کرے نہ یہ کہ کسب پر بہروسا کرے اور جو شخص توکل کرنیمین جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال ہے کمزور ہو اُسکو بذریعہ کسب طلب معاش کرنا جائز ہے تاکہ درجہ سنت نبوی سے نہ گر پڑے یہانتک کہ حالت نبوی کے درجہ سے ساقط ہو جاوے یوسف بن الحسین سے روایت ہی کہ کہتے تھے کہ جب تم کسی مرید کو دیکھو کہ شرع مین جو چیزین آسان کی گئی ہین اُن کو تلاش کرتا ہے اور کمائی کرنے مین مشغول ہوتا ہے تو اس سے کچھ نہو گا مصنف رہ نے کہا یہ کلام اس قوم کا ہے جو توکل کے معنی نہین سمجھے اور یہ گمان کیا کسب کا چھوڑنا اور عمل سے جوارح کا معطل کرنا توکل ہی اور ہم بیان کر چکے ہین کہ توکل دل کا فعل ہی لہذا جوارح کی حرکت کے منافی نہین اور اگر ایسا ہو تاکہ جو کسب کرے وہ توکل کرنیوالا نہین ہی تو انبیا علیہم السلام گویا توکل کرنیوالے ہی نہ ٹھہرے حضرت آدم علیہ السلام کاشتکار تھے اور حضرت نوح اور زکریا علیہم السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے اور حضرت ادریس علیہ السلام کپڑے سیتے تھے اور حضرت ابراہیم اور لوط علیہ السلام کھیت بوتے تھے اور حضرت صالح علیہ السلام سوداگر تھے اور حضرت داود علیہ السلام زرہین اپنے ہاتھ سے بناتے تھے اور اسکی قیمت سے بسر کرتے تھے اور حضرت موسیٰ اور شعیب اور ہمارے نبی علیہم الصلوة والسلام نے بکریان چرائی ہین ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین مکہ والون کی بکریان چند قیراط پر چرایا کرتا تھا پھر جب اللہ تعالی نے مال غنیمت سے غنی کر دیا تو آپ کو کسب کی ضرورت نرہی اور حضرت ابوبکر صدیق اور عثمان اور عبدالرحمن اور طلحہ اور محمد بن سیرین اور میمون بن مہران کپڑے بیچا کرتے تھے اور حضرت زبیر اور عمرو بن عاص اور عامر بن کریز

بیشتر انبیاء و صحابہ و تابعین

كرّ بزّازين وكان سعد بن ابي وقاص يبري النبل وكان عثمان بن طلحة خياطاً وما زال التابعون ومن بعدهم يكتسبون ويأمرون بذلك وحدثنا عطاء بن السائب قال لما استخلف ابوبكر اصبح غادياً الى السوق وعلى رقبته اثواب يتجر بها فلقيه عمر وابو عبيدة فقالا لا تصنع هذا وقد وليت امور المسلمين قال فمن اين اطعم عيالي وعن ميمون لما استخلف ابوبكر جعلوا له الفين فقال زيدوني فان لي عيالاً وقد شغلتموني عن التجارة فزادوه خمسمائة قال المصنف لو قال رجل للصوفية من اين اطعم عيالي لقالوا له قد اشركت ولو سئلوا عمن يخرج الى التجارة لقالوا ليس بمتوكل ولا موقن وكل هذا لجهلهم بمعنى التوكل واليقين ولو كان احدهم يغلق عليه الباب ويتوكل قرب امر دعواه ولكنهم بين امرين اما الطلب من الناس فمنهم من يسعى الى الدنيا مستخدماً منهم من يبعث غلامه فيدور بالزنبيل فيجمع له واما الجلوس في الرباط في هيئة المساكين وقد علم ان الرباط لا يخلو من فتوح كما لا يخلو الدكان من ان يقصد للبيع والشرى وعن سهل بن هاشم عن ابراهيم بن ادهم قال كان سعيد بن المسيب من لزم المسجد وترك الحرفة وقبل ما يأتيه فقد الحف في السوال

**ترجمہ** کز بیز رفوگری کرتے تھے اور حضرت سعد بن ابی وقاص تیر بناتے تھے اور حضرت عثمان بن طلحہ درزی کا کام کرتے تھے اور تمام تابعین اور ان کے بعد والے ہمیشہ کسب کرتے رہے اور کسب کرنیکا حکم دیتے رہے **عطاء بن السائب** نے ہمسے بیان کیا کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو دوسرے روز صبح کو بازار کی طرف چلے اور آپ کے سر پر کپڑوں کی گٹھری تھی جن کی آپ تجارت کرتے تھے ۔ رستے میں حضرت عمر اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہما ملے پوچھنے لگے کہ آپ کہاں تشریف لیجاتے ہیں جواب دیا کہ بازار جاتا ہوں وہ کہنے لگے کہ آپ امور مسلمین کے والی اور مختار ہو کر ایسا کرتے ہیں فرمایا کہ آخر میں اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں اور میموں کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو صحابہ نے مل کر حضرت ابوبکر کے لئے دو ہزار درم سالانہ مقرر کردیئے آپ نے کہا کہ اس سے اور زیادہ کرو کیونکہ میرا کنبہ بہت ہے اور تجارت سے تم نے مجکو دوسری طرف لگا دیا صحابہ نے پانسو اور بڑھا دیئے **مصنف** نے کہا کہ اگر کوئی آدمی ان صوفیہ سے کہے کہ میں اپنے اہل وعیال کو کہانسے کھلاؤں تو اسکو جواب دینگے کہ تو مشرک ہی اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ جو شخص سوداگری کے لیئے جائے اس کا کیا حکم ہے تو کہینگے کہ وہ توکل کرنیوالا اور یقین کرنیوالا نہیں ان لوگوں کی یہ سب باتیں فقط اسوجہ سے ہیں کہ توکل اور یقین کے معنی نہیں جانتے اور اگر کوئی ان میں سے اپنے اوپر دروازہ بند کرے اور توکل کرے تو ان کے دعویٰ کا حال کہلجائے لیکن ان لوگوں کی حالت دو حال سے خالی نہیں یا لوگوں سے مانگنا تو بعض وہ لوگ ہیں جو دنیا کے لئے کوشش کرتے ہین اور لوگون سے اپنی خدمت لیتے ہین اور بعض وہ ہیں جو اپنے خادم کو بہیجتے ہین وہ کشکول لے کر گھومتا ہی اور کھانا جمع کرتا ہی یا رباط مین مسکینونکی صورت بناکر بیٹھنا اور یہ بات معلوم ہے کہ رباط فتوح سے خالی نہیں جسطرح دکان اس امر سے خالی نہیں کہ خرید و فروخت کا قصد کیا جاتا ہی سہل بن ہاشم نے ابراہیم بن ادہم سے روایت کیا کہ سعید بن مسیب نے کہا جو شخص مسجد میں بیٹھ رہی اور کسب وحرفہ چھوڑ دے اور پھر جو چیز اسکے پاس لائیں اسکو قبول کرلے تو اس شخص نے گڑگڑا کر سوال کیا

ولقد كان ابو تراب يقول لاصحابه من لبس منكم مرقعة فقد سأل ومن قعد فى خانكاه او
مسجد فقد سأل و قال المصنف وقد كان السلف ينهون عن التعرض لهذه الاشياء ويامرون بالكسب و
قد قال عمر بن الخطاب رضى الله يا معشر القراء ارفعوا رؤسكم فقد وضح الطريق فاستبقوا الخيرات ولا تكونوا
عيالا على المسلمين وعن محمد بن عاصم قال بلغنى ان عمر بن الخطاب كان اذا راى فتى فاعجبه حاله سأل عنه هل
له حرفة فان قيل له لا قال سقط من عينى وحدثنا قتادة عن سعيد بن المسيب قال كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
يتجرون فى بحر الشام منهم طلحة بن عبيد الله وسعيد بن زيد وحدثنا ابو القاسم قال سألت احمد بن حنبل فقلت ما تقول
رجل جلس فى بيته او فى المسجد وقال لا اعمل شيئا حتى ياتينى رزقى فقال احمد هذا رجل جهل العلم اما سمعت قول النبى صلى الله
عليه وسلم جعل الله رزقى تحت ظل رمحى وحديث آخر ذكر الطير فقال تغدو خماصا فذكر انها تغدو فى طلب الرزق قال الله تعالى
وآخرون يضربون فى الارض يبتغون من فضل الله وقال لا جناح عليكم ان تبتغوا فضلا من ربكم وكان اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم يتجرون فى البر والبحر ويعملون فى نخيلهم ولنا القدوة بهم وقد ذكرنا فيما مضى عن احمد ان
رجلا قال له اريد الحج على التوكل

ترجمہ ابو تراب۔ اپنے مریدوں سے کہا کرتے تھے کہ تم میں سے جسنے پیوند لگا لباس پہنا تو وہ ضرور سائل ہے اور جو خانقاہ یا مسجد
میں بیٹھ رہا وہ بھی ضرور سائل ہی مصنف نے کہا کہ میں کہتا ہوں اگلے بزرگ لوگ اس قسم کی باتوں میں پڑنے سے منع کرتے تھے۔ اور
کسب کا حکم دیتے تھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ای قاریوں کی جماعت ذرا اپنے سر اوٹھاو کیونکہ رستہ بالکل روشن ہے
نیکیوں کے لئے سبقت کرو اور مسلمانوں کے محتاج بنکر نہ رہو محمد بن عاصم سے روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی جوان آدمی
کو دیکھکر اس کی حالت سی خوش ہوتے تو اس کا حال دریافت کرتے کہ آیا کوئی پیشہ کرتا ہی اگر لوگ کہتی کہ اسکا کچھ پیشہ نہیں ہی تو فرماتے کہ
یہ شخص میری نظر سے گر گیا قتادہ سے روایت ہے کہ سعید بن مسیب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بحر شام کی طرف
تجارت کو جایا کرتے تھے منجملہ اُن کے حضرت طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید ہیں ابو القاسم نے ہم سے بیان کیا کہ مینے احمد بن حنبل سے
پوچھا کہ آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو اپنے گہر میں یا مسجد میں بیٹھ رہے اور کہے کہ میں کچھ پیشہ نہ کرونگا بلکہ رزق خود میرے
پاس آیگا احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ یہ شخص علم نہیں رکہتا کیا تمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نہیں سُنا کہ میرا رزق میرے نیزہ
کے سایہ تلے ہی اور ایک اور حدیث ہی جسمیں آپنے پرندوں کا ذکر کیا کہ وہ صبح کے وقت بھوکے ہوتے ہیں اور فرمایا علی الصباح تلاش رزق
میں جاتے ہیں قال اللہ تعالی وآخرون یضربون فی الارض یبتغون من فضل اللہ یعنی دوسرے وہ لوگ ہین جو زمین میں سفر کرتے ہین اور اللہ تعالی کے
فضل کی جستجو کرتے ہین اور فرمایا لا جناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم یعنی تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے پروردگار کا فضل
تلاش کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تری وخشکی میں تجارت کے لیئے پھرتے تھے اور اپنے باغوں میں کام کرتے تھے
ہم کو صحابہ ہی کی پیروی کرنی چاہیئے اور ہم سابق میں امام احمد کا قول لکھ چکے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے کہا میں توکل پر حج کو جانا چاہتا ہوں

فقال له فاخرج فی غیر القافلة قال لا قال فعلی جراب الناس توکلت وحدثنا ابوبکر المروزی قال قلت لابی عبد الله
هؤلاء المتوکلون یقولون نقعد وارزاقنا علی الله عزوجل فقال هذا قول ردی خبیث الیس قد قال الله تعالی اذا
نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع ثم قال اذا قال لا اعمل وجیئی الیه بشیء قد عملوا والکسب
لای شیء یقبله من غیره وعن صالح انه سال اباه یعنی احمد بن حنبل عن التوکل فقال التوکل حسن ولکن ینبغی
للرجل ان لا یکون عیالا علی الناس ینبغی ان یعمل حتی یغنی نفسه وعیاله ولا یترک العمل قال وسئل ابی وانا شاهد
عن قوم لا یعملون ویقولون نحن متوکلون فقال هؤلاء مبتدعة وکان ابن عیینة یقول هم مبتدعة
فقال ابوعبد الله هؤلاء قوم سوء یریدون تعطیل الدنیا وحدثنا المروزی قال سالت ابا
عبد الله عن رجل جلس فی بیته وقال اجلس واصبر فی البیت وقال لا اطلع علی ذلک احدا فقال
لو خرج فاحترف کان احب الی فاذا جلس خفت ان یخرجه جلوسه الی غیره قلت الی
ای شیء یخرجه قال الی ان یکون یتوقع الان یرسل الیه وعن ابی بکر المروزی قال سمعت رجلا یقول
لابی عبد الله احمد بن حنبل انی فی کفایة قال الزم السوق تصل به الرحم وتعود به علی قرابتک

ترجمہ فرمایا کہ پھر قافلہ کو چھوڑ کر جاؤ اس نے کہا یہ تو نہیں ہو سکتا جواب دیا کہ پھر کیا لوگوں کے تھیلوں پر توکل کر کے چلا **ابوبکر مروزی** نے
ہم سے بیان کیا کہ میں نے ابو عبد اللہ سے کہا کہ آجکل توکل کرنیوالے کہتے ہیں کہ ہم ایک جگہ بیٹھ جاتے ہیں ہمارا روزی رسان خدا ہی جواب دیا
کہ یہ قول لچر پوچ ہے کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة الخ یعنی جب جمعہ کی اذان ہو تو اللہ تعالیٰ کی عبادت
کے لئے جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو پھر بولے کہ جب ایک شخص یہ کہتا ہے کہ میں کوئی پیشہ نہ کروں گا تو جب کوئی چیز کسب اور پیشہ
کے ذریعہ سے حاصل کر کے اس کے پاس کوئی دوسرا آدمی لے جاتا ہے تو اسکو وہ قبول کیوں کرتا ہے **صالح** سے روایت ہے کہ انہوں
نے اپنے باپ یعنی احمد بن حنبل سے پوچھا کہ توکل کیسا ہے جواب دیا کہ توکل اچھا ہے لیکن آدمی کو چاہیئے کہ لوگوں کے ذمے نہ ہو جائے بلکہ چاہیئے کہ
کسب کرے تاکہ خود بھی اور اسکی اہل و عیال بھی خوشحال رہیں اور حرفہ کو نہ چھوڑے نیز **صالح** کہتے ہیں کہ میری موجودگی میں میرے باپ سے اس قوم کی نسبت
سوال کیا گیا جو پیشہ نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم اہل توکل ہیں جواب میں فرمایا کہ یہ لوگ اہل بدعت ہیں **ابن عیینہ** کہا کرتے
تھے کہ یہ لوگ بدعتی ہیں **ابو عبد اللہ** نے کہا کہ یہ لوگ برے ہیں جو کہ دنیا کو بیکار رکھنا چاہتے ہیں **مروزی** نے ہم سے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ
سے میں نے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جو اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہے کہ میں گوشہ گزیں ہوتا ہوں اور صبر کر کے گھر بیٹھ رہتا ہوں
اور کہے کہ اس امر کی کسی کو خبر نہ دونگا ابو عبد اللہ نے جواب دیا ہے کہ اگر یہ آدمی گھر سے نکلتا اور حرفہ کرتا تو مجھ کو اچھا معلوم ہوتا اور جبکہ
ایک جگہ بیٹھ رہا تو میں ڈرتا ہوں کہ یہ بیٹھ رہنا اسکو کسی دوسری چیز کا مرتکب نہ بنا دے میں نے کہا وہ دوسری کیا چیز ہے کہنے لگے کہ کہیں
ایسا نہ ہو اس بات کی توقع کرے کہ لوگ اسکے پاس کچھ لے کے آئیں اور ابوبکر مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو سنا کہ ابو عبد اللہ احمد
ابن حنبل سے کہہ رہا تھا کہ میں خوشحالی میں ہوں فرمایا کہ بازار کو اختیار کر تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے اقارب پر احسان اور اہل و عیال کو خوشحال کریگا

وقال لآخر اعمل وتصدق بالفضل على قرابتك **وقال** احمد بن حنبل قد امرتهم يعني اولاده ان يختلفوا الى السوق و ان يتعرضوا للتجارة **و** عن الفضل بن محمد بن زياد قال سمعت ابا عبد الله يأمر بالسوق وكان يقول ما احسن الاستغناء عن الناس وكان يقول احب الدراهم الي درهم من تجارة واكرهها عندي الذي من صلة الاخوان **قال المصنف** وقد كان ابراهيم بن ادهم يحصد وسليمان الخواص يلقط وحذيفة المرعشي يضرب اللبن **قال ابن عقيل** التسبب لا يقدح في التوكل لان تعاطي رتبة الانبياء في ترك التسبب على الانبياء انتقاص في الدين **ولما** قيل لموسى عليه السلام ان الملأ يأتمرون بك ليقتلوك خرج **ولما** جاع واحتاج الى عفة نفسه اجر نفسه ثمان سنين **وقد** قال تعالى فامشوا في مناكبها وهذا لان الحركة استعمال لنعمة الله وهي القوى فاستعمل ما عندك ثم اطلب ما عنده **وقد** يطلب الانسان من ربه وينسى ما له عنده من الذخائر فاذا تأخر عنه ما يطلبه يسخط فترى بعضهم يملك عقارا واثاثا فاذا ضاق به القوت واجتمع عليه دين فقيل له لو بعت عقارك فقال كيف اضرط في عقاري واسقط عند الناس جاهي وانما يفعل هذا الحماقات المعتادات

ترجمہ: اور ایک دوسرے شخص سے کہا کہ کام کر اور حاجت سے زائد کو اپنے اہل قرابت پر صدقہ کر۔ **احمد بن حنبل** نے کہا کہ میں نے اپنی اولاد کو حکم دیا ہے کہ بازار میں آئیں جائیں اور تجارت میں لگے رہیں اور **فضل** ابن محمد ابن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ کو بازار کے اختیار کرنے کا حکم کرتے ہوئے سُنا اور اکثر کہا کرتے تھے کہ لوگوں سے بے نیاز ہو کر رہنا کیا اچھی بات ہے اور کہتے تھے کہ میرے نزدیک درموں میں سے وہ درم اچھا ہے جو تجارت سے حاصل ہوا اور بُرا درم وہ ہے جو احباب کے احسان سے ملا۔ **مصنف** نے کہا کہ ابراہیم بن ادہم کھیتی کاٹا کرتے تھے اور سلیمان خواص خوشہ چین تھے اور حذیفہ مرعشی اینٹیں بناتے تھے **ابن عقیل** نے کہا کسی سبب پر عمل کرنے سے توکل نہیں ٹوٹتا کیونکہ انبیا کے مرتبہ سے اپنی ترقی چاہنا دین کی بربادی ہے **موسی** علیہ السلام سے جب کہا گیا کہ ان الملا یاتمرون بك الخ یعنی رئیس لوگ تمہارے قتل کا مشورہ کرتے ہیں حضرت موسی وہاں سے بھاگ نکلے بعد اس کے جب بھوک لگی اور اپنے نفس کے پاک رکھنے کی ضرورت پڑی تو آٹھ برس کے لئے اپنے آپ کو اجرت میں دیدیا اللہ تعالی نے خود فرمایا فامشوا فی مناکبھا یعنی زمین کی بلندیوں میں سفر کرو یہ ارشاد اس لئے ہے کہ جنبش کرنا گویا اللہ تعالے کی نعمت کو عمل میں لانا ہے اور اسکی نعمت قوائے انسانی ہیں لہذا جو تمہارے پاس ہے پہلے اُس کا استعمال کرو پھر جو خدا کے پاس ہے اسکو ڈھونڈو بسا اوقات انسان اللہ تعالی سے طلب فضل کرتا ہے اور جسقدر ذخیرہ و مال اس کے پاس ہے اس کو بھول جاتا ہے پھر جب کہ اس کے مطلب برآنے میں تاخیر ہوتی ہے تو ناراض ہو جاتا ہے تم بعض لوگوں کو دیکھتے ہو کہ ان کے پاس زمین اور جائداد ہوتی ہے پھر جب اس پر روزی تنگ ہوتی ہے اور قرض بہت ہو جاتا ہے تو اس سے کہا جاتا ہے کہ کاش تم اپنی زمین بیچ ڈالتے۔ تو کہتا ہے کہ میں اپنی جائداد میں کیونکر کمی کر دوں اور لوگوں کے سامنے اپنا مرتبہ کیوں گھٹا دوں اور اس قسم کی حماقتیں صرف عادات سے ہوتی ہیں۔

وانما قعد اقوام عن الکسب استثقالا له فکانوا بین امرین قبیحین اما تضییع العیال فترکوا الفرائض والتزین باسم انه متوکل فحینئذ علیهم المکتسبون فضیقوا علی عیالهم لاجلهم واعطوهم وهذه الرذیلة لم تدخل قط الا علی دنی النفس والا فالرجل کل الرجل من لم یضیع جوهره الذی اودعه الله ایثارا للکسل او لاسم یتزین به بین الجهال فان الله تعالی قد یحرم الانسان المال ویرزقه جوهرا یتسبب به الی تحصیل الدنیا بقبول الناس علیه

فصل وقد تشبث القاعدون عن المکسب بتعللات قبیحة منها انهم قالوا لابد ان یصل رزقنا الینا وهذا فی غایة القبح فان الانسان لو ترک الطاعة وقال لا اقدر بطاعتی ان اغیر ما قضی الله علی فان کنت من اهل الجنة فانا من اهل الجنة او من اهل النار فانا من اهل النار قلنا له هذا یرد الاوامر کلها ولو صح لاحل ذلک لم یخرج آدم من الجنة لانه کان یقول ما فعلت الا ما قضی علی ومعلوم اننا مطالبون بالامر لا بالقدر و منها انهم یقولون این الحلال حتی یطلب وهذا قول جاهل فان الحلال لا ینقطع ابدا لقوله علیه السلام الحلال بین والحرام بین ومعلوم ان الحلال ما اذن الشرع فی تناوله وانما قولهم هذا احتجاج للکسل و منها انهم قالوا اذا کسبنا اعنا الظلمة والعصاة وحدثنا ابو عثمان بن الآدمی قال سمعت ابراهیم الخواص یقول

ترجمہ اور بعض لوگ جو کسب سے دست بردار ہو گئے ہیں وہ حرفہ کو ایک گرانباری سمجھکر ایسا کر بیٹھے لہذا دو بری باتوں میں پڑ گئے یا تو اپنے اہل وعیال کو ضائع کیا اور فرائض کو چھوڑ دیا اور یا اسلیے کیا کہ جھوٹا توکل کے نام سے زینت حاصل کرے لہذا کسب کرنے والے اُسکے اہل وعیال پر ترس کہاتے ہیں اور اُن کی دعوتیں کرتے ہیں اور ان کو کچھ دیتے ہیں اور یہ رذیل عادت بجز دنی الطبع کے کسی میں نہیں ہوگی ورنہ انسان کامل وہ آدمی ہے جو اپنے اس جوہر کو جو اللہ تعالیٰ نے اُسکو بخشا ہی ہر ایک پر احسان کرنیکے لیے ضائع کرے نہ یہ کہ لوگوں میں ایک نام پیدا کرے جس سے جاہلوں میں زینت پکڑے کیونکہ کبھی اللہ تعالیٰ انسان کو مال سے محروم کر دیتا ہی اور ایک ایسا جوہر عطا فرماتا ہی جس سے وہ ایسا سبب نکالتا ہی کہ لوگوں کے نزدیک مقبول ہو کر دنیا حاصل کرتا ہے **فصل** جو لوگ کسب کرنے سے بیٹھ رہے ہیں وہ دلائل قبیحہ سے حجت پکڑتے ہیں ان میں ایک دلیل یہ بیان کرتے ہیں کہ جو ہمارا رزق ہی وہ ضرور ہم کو ملے گا حالانکہ یہ بات نہایت قبیح ہی کیونکہ انسان اگر عبادت چھوڑ دے اور کہنے لگے کہ میں اپنی عبادت سے اللہ کی تقدیر کو نہیں بدل سکتا اگر اللہ نے مجھکو اہل جنت سے لکھ دیا ہی تو اہل جنت سے ہونگا اور اگر اہل دوزخ سے لکھدیا ہی تو دوزخ میں جاؤنگا ہم اس شخص کو جواب دینگے کہ تمہارا یہ قول تو تمام احکام الٰہی کو رد کرتا ہی اور اگر کسی کے لیے ایسا کہنا جائز ہوتا تو حضرت آدم عم جنت سے نہ نکلتے کیونکہ وہ یوں کہہ سکتے تھے کہ مینے وہی کام کیا جو میری لئے مقدر تھا اور یہ بات معلوم ہے کہ ہم لوگوں سے جو باز پرس ہوگی وہ امر کی وجہ سے ہوگی نہ بوجہ تقدیر کے یہ لوگ ایک دلیل یوں لاتے ہیں کہ روزی حلال کہاں ہے جو ہم طلب کریں اور یہ قول کسی جاہل کا ہے کیونکہ رزق حلال کبھی منقطع نہوگا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور یہ سب جانتے ہیں کہ حلال وہ روزی ہے جس کے لینے کی اجازت شریعت نے دیدی ہو اور ان لوگوں کا یہ قول فقط سست آدمی کی حجت ہی ایک دلیل انکی یہ ہی کہ جب ہم کسب کرینگے تو ظالموں و گنہگاروں کی مدد کرینگے۔ **ابو عثمان بن الآدمی** نے ہمسے بیان کیا کہ مینے ابراہیم خواص سے سُنا کہتے تھے

طلبت المعاش لاكل الحلال فقصدت السمك فوقعت في الشبكة سمكة فاخرجتها ثم طرحت الشبكة فوقعت اخرى فيها فرميت بها ثم عدت فهتف بي هاتف لم تجد لك معاشا الا ان تاتي الى من يذكرنا فتقتلهم قال فرميت الشبكة وتركت الصيد قال المصنف هذه القصة ان صحت فان الهاتف ابليس لان الله تعالى اباح الصيد فلا يعاقب على ما اباح وكيف يقال له نعمد الى من يذكرنا فتقتله وهو الذي اباح قتله وكسب الحلال ممدوح ولو تركنا الصيد وذبح الانعام لانها تذكر الله تعالى لم يكن لنا ما نقيم قوى الابدان لانه لا يقيمها الا اللحم فالتحرى من اخذ السمك او ذبح الحيوان مذهب البراهمة فانظر الى الجهل ما يصنع والى ابليس كيف يفعل قيل لفتح الموصلي انت صيا بالشبكة لم تصطد لعيالك فقال اخاف ان اصطاد مطيعا لله في جوف الماء فاطعمه عاصيا لله على وجه الارض قال المصنف ان صحت هذه الحكاية عن فتح فهو من التعلل البارد المخالف للشرع والعقل لان الله تعالى اباح الكسب وندب اليه فاذا قال قائل بما خبزت خبزا فاكله عاص كان حديثا فارغا لانه يجوز لنا ان نبيع الخبز لليهود والنصارى اللهم وفقنا لما يرضيك عنا برحمتك

ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في ترك التداوي قال المصنف لا يختلف العلماء ان التداوي مباح وانما راى بعضهم ان العزيمة تركه وقد ذكرنا كلام الناس في هذا وبيّنّا ما اخترنا في كتاب لقط المنافع في الطب

ترجمہ: میں روزی حلال کی غرض سے طلب معاش کے لیئے نکلا اور مچھلی کے شکار کا ارادہ کیا جال میں ایک مچھلی آئی میں نے اسکو نکال لیا پھر جال ڈالا دوسری مچھلی پڑی میں نے اسکو پھینکدیا پھر واپس لوٹا تو مجھکو ایک ہاتف نے آواز دی کہ اے فلان کیا تیرے لئے فقط یہی معاش رہگیا ہے کہ ان جانداروں کو پکڑے جو ہمارا ذکر کرتے رہتے ہیں اور ان کو مار ڈالتا ہے یہ آواز سنکر میں نے جال پھینکدیا اور شکار چھوڑ دیا۔ مصنفؒ نے کہا کہ یہ قصہ اگر سچ ہے تو یہ ہاتف شیطان ہی کیونکہ اللہ تعالے نے شکار کو مباح کر دیا ہی لہذا مباح کی ہوئی چیز پر عذاب نفرمائیگا اور کیونکر کسی سے کہا جا سکتا ہی کہ تم ایسی چیز کو کیوں ستاتے ہو جو ہمارا ذکر کرتی ہے حالانکہ خود اسی نے اس چیز کا قتل کرنا جائز کر دیا ہی اور کسب حلال عمدہ چیز ہے اب اگر ہم شکار کرنا اور چوپایوں کا ذبح کرنا اسوجہ سے چھوڑ دیں کہ وہ ذکر خدا کرتے ہیں تو ہمارے لئے وہ شئے نہیں رہتی جو قوائے بدن کو قائم رکھے کیونکہ ان کا قائم رکھنے والا صرف گوشت ہی بس مچھلی پکڑنے اور حیوان کے ذبح کرنے سے پرہیز رکھنا برہمنوں کا مذہب ہی لہذا جہالت کو دیکھنا چاہیئے کیا کرتی ہے اور شیطان کیسا دھوکا دیتا ہے فتح موصلی سے کسی نے کہا کہ تم ماہی گیری کرتے ہو تم اپنے بال بچوں کے لئے شکار کیوں نہیں کرتے جواب دیا کہ مجکو یہ خوف ہے کہ پانی میں خدا کی عبادت کرنے والوں کو شکار کر کے لاؤں اور روئے زمین پر خدا کے نافرمان بندوں کو کھلادوں مصنفؒ نے کہا کہ فتح موصلی کی یہ حکایت اگر درست ہے تو یہ عذر بارد ہے شرع اور عقل کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالے نے کسب کو مباح فرمایا ہے اور لوگوں کو کسب کیطرف بلایا ہے اب اگر کوئی کہنے والا کہے کہ بسا اوقات میں روٹی پکاتا ہوں اور اسکو ایک گنہگار کھا جاتا ہی تو یہ بات لغو ہوگی کیونکہ ہمارے لیئے جائز ہے کہ روٹی یہود و نصاریٰ کے ہاتھ فروخت کریں الٰہی اپنی رحمت سے ہمکو اس چیز کی توفیق دے جس سے تو راضی ہے (علاج کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنفؒ نے کہا کہ علماء کا اسمیں کچھ اختلاف نہیں کہ معالجہ کرنا جائز ہے فقط بعض کی رائے یہ ہی کہ ترک علاج عمدہ ہی ہمنے اس بارے میں لوگوں کا کلام اور جو کچھ ہم کو خبر ملی ہے اپنی کتاب

والمقصود ههنا ان نقول اذا ثبت ان التداوی مباح بالاجماع مندوب الیه عند بعض العلماء فلا یلتفت الی قول قوم قد رأوا ان التداوی خارج عن التوکل لان الاجماع علی انہ لا یخرج من التوکل وقد صح عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تداوی وامر بالتداوی ولم یخرج بذالک عن التوکل ولا اخرج من امر ان یتداوی من التوکل وفی الصحیح من حدیث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رخص اذا اشتکی المحرم عینیہ ان یضمدھا بالصبر قال الطبری وفی ھذا الحدیث دلیل علی فساد قول اھل التصوف والعباد من ان التوکل لا یصح لاحد عالج علۃ بہ فی جسدہ بدواء اذ ذالک عندھم طلب العافیۃ من غیر من بیدہ العافیۃ والضر والنفع وفی اطلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم علاج عینیہ بالصبر فی المحرم ادل دلیل علی ان معنی التوکل غیر ما قالہ الذین ذکرنا قولھم وان ذلک غیر مخرج فاعلہ من الرضی بقضاء اللہ کما ان من عرض لہ جوع الکلب لا یخرجہ فزعہ الی الغذاء من التوکل والرضی بالقضاء لان اللہ تعالی لم ینزل داء الا انزل لہ دواء الا الموت وجعل اسبابا لدفع الداء کما جعل الاکل سببا لدفع الجوع وقد کان قادرا ان یحیی خلقہ بغیر ھذا ولکنہ خلقھم نوعا محتاجا فلا یندفع عنھم اذی الجوع الا بما جعلہ سببا لدفعہ عنھم فکذلک الداء العارض ذکر تلبیسہ علی الصوفیۃ فی الوحدۃ والعزلۃ قال المصنف کان خیار السلف یؤثرون الوحدۃ والعزلۃ عن الناس

ترجمہ اس مقام پر صرف اسقدر مقصود ہے کہ ہم یہ بیان کریں جب علاج کرنیکی اباحت بالاجماع ثابت ہوگئی اور بعض علماء کے نزدیک مستحسن ٹھہرا تو ہم اوس قوم کے قول کیطرف توجہ نہ کرینگے جو کہتے ہیں علاج کرنا توکل سے خارج ہے کیونکہ اتفاق اس امر پر ہی کہ یہ بات توکل سے خارج نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت صحیح ثابت ہی کہ آپنے علاج کیا اور علاج کرنے کا حکم فرمایا اور اسکی وجہ سے توکل سے نہیں نکلے اور نہ اسکو توکل سے نکالا جسنے انکو دوا کرنیکا حکم کیا صحیح بخاری میں بروایت حضرت عثمانؓ آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ حالت احرام میں اگر آشوب چشم کی شکایت ہو تو ایلوے کا لیپ کرے طبری نے کہا کہ اس حدیث میں توکل کرنے والوں اور عبادت کرنے والوں کے اس قول کے فاسد ہونے پر دلیل ہے کہ جو شخص کسی مرض کیوجہ سے اپنے جسم کا کسی دوا سے علاج کرے تو اسکا توکل صحیح نہیں ہی کیونکہ ایسا کرنا ان کے نزدیک جس ذات پاک کے قبضے میں عافیت ہی اور نفع و نقصان ہے اسکو چھوڑ کر دوسرے سے عافیت طلب کرتا ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو رفع تکلیف کے لئے احرام باندھنے والے کے حق میں آنکھوں کا علاج ایلوے کے ساتھ مطلق فرمایا تو اس بات کی قوی دلیل ہے کہ توکل کے معنی وہ نہیں جو ان لوگوں نے بیان کئے ہیں جنکا قول ہمنے نقل کیا ہی اور اس امر کی دلیل ہے کہ علاج کرنیوالا رضا بقضائے الٰہی سے خارج نہیں ہوتا جیسے کسی شخص کو جوع الکلب کا عارضہ ہو تو اسکا غذا کیلیئے بیقرار ہونا اسکو رضا بقضا اور توکل سے خارج نکریگا کیونکہ اللہ نے موت کے سوا جو بیماری پیدا کی ہے اسکی دوا بھی ضرور اتاری ہی اور مرض دور کرنیکے اسباب بنائے ہیں جسطرح کہانے کو بھوک کے زائل کرنیکا سبب قرار دیا حالانکہ وہ قادر تہا کہ مخلوق کو بغیر اسکے بھی زندہ رکھے لیکن اُسنے مخلوق کو اہل حاجت بناکر پیدا کیا ہے لہذا اُنسے بھوک کی تکلیف اسی چیز سے دور ہوگی جسکو اس کے زائل کرنیکا سبب بنایا یہی حالت مرض لاحق کی ہے۔

(تنہائی اور گوشہ نشینی کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) اگلے نیک لوگ جو تنہائی اور لوگوں سے علیحدگی اختیار کرتے تھے +

اشتغالاً بالعلم والتعبد الا ان عزلة القوم لم تقطعهم عن جمعة ولا جماعة ولا عيادة مريض ولا شهود جنازة ولا قيام بحق وانما هي عزلة عن الشر واهله ومخالطة البطالين وقد لبس ابليس على جماعة من المتصوفة فمنهم من اعتزل في جبل كالرهبان يبيت وحده ويصبح وحده ففاتته الجمعة وصلاة الجماعة ومخالطة اهل العلم ومنهم اعتزل في الاربطة ففاتهم السعي الى المساجد وتوطأوا على فراش الراحة وتركوا الكسب وقد قال ابو حامد الغزالي في كتاب الاحياء مقصود الرياضة تفريغ القلب وليس ذلك الا بالخلوة في مكان مظلم فان لم يكن مكان مظلم فليلف راسه في جيبه او يتدثر بكساء او ازار ففي مثل هذه الحالة يسمع نداء الحق ويشاهد جلال الحضرة الربوبية **قال المصنف** انظر الى هذه الترتيبات واعجب كيف تصدر من فقيه ومن اين له ان الذي يسمع نداء الحق وان الذي يشاهده جلال الربوبية وما يؤمنه ان يكون ما يجده من الوساوس والخيالات الفاسدة وهذا الظاهر ممن يستعمل التقلل في المطعم فانه يغلب عليه الماليخوليا وقد يسلم الانسان في مثل هذه الحالة من الوساوس الا انه اذا تخشى بثوبه وغمض عينيه تخايل الاشياء لان في الدماغ ثلاث قوى قوة يكون بها التخيل وقوة يكون بها الفكر وقوة يكون بها الذكر وموضع التخيل البطنان المقدمان من بطون الدماغ وموضع الفكر البطن الاوسط من بطون الدماغ وموضع الحفظ المؤخر

**ترجمہ** تو اسلئے تھا کہ علم پڑھنے میں اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوں مگر ان لوگوں کی گوشہ نشینی میں یہ بات نہ تھی کہ جمعہ و جماعت میں شامل ہوں مریض کی عیادت نہ کریں جنازہ کیساتھ نہ جائیں کسیکو حق بات نہ بتائیں یہ گوشہ نشینی محض اسلیے ہوتی تھی کہ شر سے بچیں فساد والوں سے محفوظ رہیں بُرے لوگوں سے اختلاط نہ کریں صوفیہ کی ایک جماعت کو شیطان نے دہوکا دیا لہذا انمیں سے بعض تو کسی پہاڑ پر راہبوں کی طرح سے الگ جا بیٹھے رات دن اکیلے رہتے ہیں جمعہ اور نماز جماعت کو فوت کرتے ہیں اہل علم سے نہیں ملتے جلتے عوام صوفیہ رباطوں میں رہتے ہیں اور مسجدمیں نماز کے لئے نہیں آتے اور بستر راحت پر پڑے ہوئے ہیں اور کسب کو چھوڑ رکھا ہے **ابو حامد غزالی** نے کتاب احیاء العلوم میں بیان کیا ہے کہ ریاضت سے مقصود یہ ہے کہ دل یکسو ہو جائے اور یہ بات جبھی حاصل ہو گی کہ آدمی ایک تاریک مکان میں تنہا ہے اور اگر مکان تاریک نہو تو اپنا سر گریبان میں ڈالے یا کسی چادر وغیرہ سے پٹے اس حالت میں وہ آواز حق سنیگا اور حضرت ربوبیت کی جلال کو مشاہدہ کریگا **مصنف** نے کہا کہ ان ترتیبوں پر غور کرنا چاہئے اور تعجب یہ ہے کہ ایک فقیہ شخص سے یہ امر کیونکر صادر ہوتا ہے اور اسکو یہ کیونکر معلوم ہوا۔ کہ جو وہ سنتا ہے۔ وہ آواز خدا کی ہے اور جس کا وہ مشاہدہ کر رہا ہے جلال ربوبیت ہی ہے۔ یوں سمجھنے سے کیا مانع ہے کہ جس چیز کا اسکو وجدان ہوا وہ وسوسے اور فاسد خیالات ہیں۔ حالانکہ جو شخص ضرورت سے کم کھانا کھائے۔ اسکے حق میں یہ بات ظاہر ہے کیونکہ اس پر مالیخولیا غالب ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسی حالت میں آدمی وساوس سے محفوظ بھی رہتا ہے۔ مگر جب کہ وہ چادر اوڑھ لے اور آنکھیں بند کر لے تو اکثر چیزیں خیال میں آتی ہیں۔ کیونکہ دماغ میں تین قوتیں ہیں ایک خیال کی قوت ہے دوسری فکر کی اور تیسری ذکر کی خیال کا مقام دماغ کے پردوں میں سے آگے کے دو پردے ہیں اور فکر کا مقام درمیانی پردہ ہے اور ذکر و حفظ کا مقام پیچھے کا پردہ ہے جبکہ آدمی اپنا حفظ تا ہو

فاذا الطرق الانسان وغمض عينيه جال الفكر والتخيل وعن ابی عثمان بن الادمی قال کان ابو عبید البسری اذا کان
اول یوم من شهر رمضان یدخل البیت ویقول لامرأته طینی باب البیت والقی الی کل لیلة من الکوة رغیفا
فاذا کان یوم العید دخلت فوجدت ثلثین رغیفا فی الزاویة ولا اکل ولا شرب ولا تهیأ للصلوة یبقی علی طهر
واحد الی اخر الشهر قال المصنف هذه الحکایة عندی بعیدة من الصحة من وجهین احدهما بقاء الادمی شهرا و
لا یحدث ولا یتوضأ والثانی ترك المسلم الصلاة الجمعة والجماعة وهی واجبة لا یجل ترکها فان صحت هذه الحکایة فما
ابقی ابلیس لونا فی التلبیس بقیة وعن ابی عبد الله النیسابوری قال سمعت ابا الحسن ابو شیخی الصوفی غیر مرة یعاتب فی
ترك الجماعة والجمعة والتخلف عنها فیقول ان کانت الفضیلة فی الجماعة فان السلامة فی العزلة فصل وقد جاء النهی عن
الانفراد الموجب للبعد عن العلم والجهاد للعدو حدثنا القاسم عن ابی امامة قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم
فی سریة من سرایاه قال فمر رجل بغار فیه شیء من ماء قال فحدث نفسه ان یقیم فی ذلك الغار فیقوته ما کان فیه من ماء ویصیب ما حوله
من البقل ویتخلی من الدنیا ثم قال لو انی اتیت نبی الله صلی الله علیه وسلم فذکرت ذلك له فان اذن لی فعلت والا لم افعل فاتاه فقال یا
نبی الله انی مررت بغار فیه ما یقوتنی من الماء والبقل فحدثتنی نفسی بان اقیم فیه واتخلی من الدنیا قال فقال النبی صلی الله علیه وسلم

ترجمہ اور آنکھیں بند کر لیتا ہے تو فکر اور خیال کا جولان ہوتا ہے **ابو عثمان بن الآدمی** نے کہا کہ ابو عبید بسری کا قاعدہ تھا کہ رمضان
شریف کی پہلی تاریخ ہوتی تو گھر میں جاکر اپنی بی بی سے کہتے تھے کہ میرے حجرے کے دروازے کو مٹی سے بند کر دو اور ہر رات روزن کی راہ سے
مجھکو ایک روٹی دیدیا کرنا پھر جب عید کا دن آتا تو ان کی بی بی اوس گھر مین جاکر دیکھتی تھیں تو گوشہ میں تیس روٹیاں باقی تھیں وہ
نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے اور آخر ماہ مبارک تک ایک وضو سے رہتے تھے **مصنف** نے کہا کہ یہ قصہ میرے نزدیک دو وجہ سے بعید از صحت
ہے اول یہ کہ ایک مہینے تک انسان کیونکر رہ سکتا ہے کہ نہ محدث ہو اور نہ وضو کرے دوسرے مسلمان ہو کر جمعہ اور جماعت کی نماز چھوڑ دینا
حالانکہ یہ واجب ہے اور اسکا ترک کرنا جائز نہیں پھر اگر یہ حکایت درست بھی ہو تو اس شخص کے حق میں شیطان نے دہوکا دینے میں
کوئی بات اٹھا نہیں رکھی اور ابو عبد اللہ نیشاپوری کہتے ہیں کہ مینے بارہا ابو الحسن بوشجی صوفی کو سُنا کہ جمعہ اور جماعت سے پیچھے
رہ جانے اور ترک کرنے پر انکو عتاب کیا جاتا تھا تو کہتے تھے کہ اگر فضیلت جماعت میں ہے تو سلامت تنہائی میں ہے **فصل** ایسی علیحدگی
کے بارہ مین جس کی وجہ سے علم اور جہاد کفار سے دور ہو جاوے نہی وارد ہوئی ہے قاسم نے ابو امامہ سے روایت کیا کہ ہم رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک لشکر مین جاتے تھے ہم مین سے ایک آدمی کا گذر ایک غار پر ہوا جسمیں تھوڑا سا پانی تھا اس شخص نے اپنے
جی مین کہا کہ میں اس غار میں متعلم کرون اور جو کچھ اسمیں ہے اسکو قوت مقرر کرون اور اسکے گرد جو سبزی ترہے اُس پر بسر کرون گا
اور دنیا سے الگ ہو نگا پھر کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرون اگر آپ اجازت دینگے تو میں ایسا کرونگا ورنہ
نہیں کرونگا غرض کہ وہ شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ایک غار پر گذرا وہان پر پانی اور سبزی اسقدر موجود
ہے جس سے میں بسر کر سکتا ہوں میرے جی میں آتا ہے کہ وہاں قیام کرون اور دنیا سے علیحدہ ہو جاون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انی لم ابعث بالیہودیۃ ولا بالنصرانیۃ ولکنی بعثت بالحنیفیۃ السمحۃ والذی نفس محمد بیدہ لغدوۃ او روحۃ فی سبیل اللہ
خیر من الدنیا وما فیہا ولمقام احدکم فی الصف خیر من صلاتہ ستین سنۃ **ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیۃ فی التخشع ومطاطاۃ الراس واقامۃ الناموس** **قال المصنف** اذا سکن الخوف القلب اوجب
خشوع الظاہر ولا یملک صاحبہ دفعہ فتراہ مطرقا متأدبا متذللا وقد کانوا یجتہدون فی ستر ما یظہر منہم من
ذلک وکان محمد بن سیرین یضحک بالنہار ویبکی باللیل ولسنا نامر العالم بالانبساط بین العوام فان ذلک یوذیہم فقد
ورد عن علی علیہ السلام انہ قال اذا ذکرتم العلم فاکظموا علیہ ولا تخلطوہ بضحک فتمجہ القلوب ومثل ہذا الا
یسمی ریاء لان قلوب العوام تضیق عن التاویل للعالم اذا انفسح فی المباح فینبغی ان یلقاہم بالصمت والادب وانما
المذموم تکلف التخاشع والتباکی ومطاطاۃ الراس لیری الانسان بعین الزہد وتہیأ للمصافحۃ وتقبیل الید
وربما قیل لہ ادع لنا فیتہیأ للدعاء کانہ یستنزل الاجابۃ وقد ذکرنا عن ابراہیم النخعی انہ قیل لہ ادع لنا
فکرہ ذلک واشتد علیہ وقد کان فی الخائفین من حملۃ الخوف علی شدۃ الذل والحیاء فلم یرفع راسہ الی السماء ولیس ہذا فضیلۃ
لا تخشع فوق خشوع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی صحیح مسلم من حدیث ابی موسی قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثیرا ما یرفع راسہ الی السماء

ترجمہ کہ میں نصرانیت اور یہودیت کے لیئے مبعوث نہیں ہوا بلکہ شریعت خالص اور آسان دین کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں قسم اس ذات
پاک کی جسکے قبضے میں محمد کی جان ہے کہ خدا کی راہ میں صبح شام ایک بار قدم اٹھانا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور تمہارے لئے جماعت کی
صف میں کھڑا ہونا ساٹھ برس نماز پڑھنے سے بہتر ہے (**تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر** خشوع اور سر جھکانے اور ناموس قائم رکھنے
کے بارے میں) **مصنف** نے کہا جبکہ خوف آلہی دلمیں قرار پکڑ جاتا ہے تو ظاہر میں خشوع اور عجز ونیاز کا باعث ہوتا ہے کہ انسان اسکو ضبط نہیں
کرسکتا اسلئے سر جھکائے اور باادب اور منکسر رہتا ہے سلف صالحین ایسی باتوں کے چھپانے میں کوشش کرتے تھے **محمد بن سیرین**
دنمیں ہنسا کرتے تھے اور رات کو رویا کرتے تھے ہمارا مقصود یہ نہیں کہ عالم کو عوام میں بیٹھکر بے تکلفی کرنا چاہیئے بلکہ اس سے تو انکو
تکلیف ہوگی **علی** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا جب تم علم کا ذکر کیا کرو تو وقار قائم رکھو اور علم کو ہنسی کے ساتھ خلط نکرو تاکہ اسکو لوگ
دلوں سے نکال نہ پھینکیں اس قسم کی حالت کو ریا نہیں کہتے کیونکہ عوام کے قلوب عالم کو کسی فعل مباح میں مبتلا دیکھکر تاویل کرنے سے
عاجز ہیں لہذا چاہیئے کہ خاموشی اور ادب کیساتھ انکے سامنے رہے مذموم تو یہ ہے کہ بناوٹ سے خشوع ظاہر کرے اور رونی صورت بنائے
اور سر کو جھکائے تاکہ لوگ اسکو بڑا زاہد سمجھیں اور مصافحہ اور ہاتھ پر بوسہ دینے کے لئے دوڑیں اور بسا اوقات جب اس سے کہا جائے
کہ ہمارے لئے دعا کیجیئے تو دعا مانگنے کے لئے تیار ہوجائے گویا کہ وہ اجابت کو اتارتا ہے **ابراہیم نخعی** کی نسبت ہم بیان کرچکے کہ ان سے کہا گیا
ہمارے لئے دعا کیجیئے تو ان کو بہت برا معلوم ہوا اور سخت ناگوار گذرا بہت سے خوف کرنیوالے ایسے ہیں جو خوف کے مارے نہایت ذلت
اور شرم سے بسر کرتے ہیں اور آسمان کی طرف سر نہیں اٹھاتے حالانکہ یہ کوئی فضیلت میں داخل نہیں کیونکہ رسول اللہ علیہ وسلم کے خشوع سے
بڑھکر کوئی خشوع نہیں **صحیح** مسلم میں حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر سر مبارک آسمان کی جانب اٹھاتے تھے

وفی الحدیث دلیل علی استحباب النظر الی السماء لاجل الاعتبار بآیاتها وقد قال اللہ عز وجل اولم یروا الی السماء
فوقهم کیف بنیناها وقال قل انظروا ماذا فی السموات والارض فی هذا رد علی المتصوفین بان احدهم یبقی سنین لا
ینظر الی السماء وقد ضم هؤلاء الی البدع عجیم الرمز الی التشبیه ولو علموا ان اطراقهم کرفعهم فی باب الحیاء من اللہ لم یفعلوا
ذلک غیر ان شغل ابلیس التلاعب بالجهلة فاما العلماء فهو بعید عنهم شدید الخوف منهم لانهم یعرفون جمیع امره و
یحترزون من فنون مکره وعن ابی مسلمة عن عبد الرحمن قال لم یکن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم منحرفین ولا
متماوتین وکانوا یتناشدون الشعر فی مجالسهم ویذکرون امر جاهلیتهم فاذا ارید احد منهم علی شیء من امر دینه دارت
حمالیق عینیه کانه مجنون وقد نظر عمر بن الخطاب الی شاب قد نکس راسه فقال له یا هذا ارفع راسک فان الخشوع لا یزید علی ما فی القلب فمن
اظهر للناس خشوعا فوق ما فی قلبه فانما اظهر نفاقا علی نفاق قیل ان رجلا تنفس عند عمر بن الخطاب کانه یتحازن فلکزه عمر او قال لکمه و
عن ابی خیثمة عن ابیه قال قالت الشفاء بنت عبد اللہ ورأت فتیانا یقصدون فی المشی ویتکلمون رویدا فقالت ما هذا
قالوا نساک فقالت کان واللہ عمر اذا تکلم اسمع واذا مشی اسرع واذا ضرب اوجع وهو الناسک حقا

ترجمہ اور اس حدیث میں اسبات پر دلیل ہے کہ آیات آسمانی سے عبرت حاصل کرنیکیلئے آسمان کی طرف نظر کرنا مستحب ہے و قال اللہ تعالیٰ
اولم یروا الی السماء فوقهم کیف بنیناها یعنی کیا اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھتے کہ ہمنے اسکو کس طرح بنایا ہے اور فرمایا -
قل انظروا ماذا فی السموات والارض یعنی دیکھو زمین اور آسمان میں کیا کیا خدا کی نشانیاں ہیں ان آیتوں میں صوفیہ پر رد ہے اس دعوی
کا کہ فلاں صوفی نے کئی سال تک آسمان کی طرف نظر نہیں اوٹھائی اس قوم نے اپنی بدعتوں کے ساتھ تشبیہ کی رمز کو بھی ملایا ہے
اور اگر یہ علم رکھتے کہ خدا سے شرمانے کے بارے میں ان کا سر جھکانا سر اٹھانے کی برابر ہے تو ایسا نہ کرتے لیکن ابلیس کا شغل تو یہ ہے
کہ جاہلوں کے ساتھ کھیل کرتا ہے باقی رہے علما تو ان سے ابلیس دور رہتا ہے اور بہت ڈرتا ہے کیونکہ وہ اُسکی تمام کیفیت
سے واقف ہیں اور اس کے مکر و فن سے احتراز کرتے ہیں ابو مسلمہ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منحرف اور مردہ دلے نہ تھے اور اپنی مجلسوں میں شعر اشعار پڑہا کرتے تھے اور اپنی جاہلیت کی حالت
بیان کیا کرتے تھے پہر جب کسی کے سامنے اسکے امر دین کا ذکر آتا تھا تو اس کی آنکھوں کے ڈھیلے ایسے پھرتے تھے گویا کہ وہ دیوانہ
ہے کہتے ہین کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے تھا فرمایا اے فلاں اپنا سر اوٹھا کیونکہ
جسقدر خشوع دلمیں ہے اس سے زیادہ نہیں ہوتا اور جس شخص نے اپنے دلی خشوع سے زیادہ لوگون کے سامنے خشوع ظاہر کیا تو اس نے
نفاق پر نفاق ظاہر کیا کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ کے سامنے کسی شخص نے سانس بھری گویا کہ وہ غمگین بنا تو آپ نے اسکو گھونسا مارا یا لات
ماری ابن ابی خیثمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ شفا بنت عبد اللہ نے کچھ لوگونکو دیکھا جو آہستہ چلتے تھے اور نرم آواز سے گفتگو کرتے تھے -
پوچھنے لگیں کہ یہ کیا بات ہے حاضرین بولے کہ عابد لوگ ہین کہنے لگیں کہ واللہ حضرت عمر رضہ جب گفتگو کرتے تھے تو سب کو سُناتے تھے
اور جب چلتے تھے تو تیز قدم اٹھاتے تھے اور جب کسیکو مارتے تھے تو درد اٹھا دیتے تھے حالانکہ آپ سچے عابد تھے

قال المصنف وقد كان السلف يسترون احوالهم ويتصنعون بترك التصنع وقد ذكرنا عن ايوب السختياني انه كان في ثوبه بعض الطول ليستر حاله وكان سفيان الثوري يقول لا اعتد بما ظهر من عملي وقال لصاحب له ورآه يصلي ما اجرك تصلي والناس يرونك ومر ابو امامة برجل ساجد فقال يا لها من سجدة لو كانت في بيتك وقال رجل في مجلس الحسين بن عمارة آه قال فجعل يبصره ويقول من هذا حتى ظننا انه لو عرفه امر به وعن حرملة قال سمعت الشافعي رحمه الله تعالى قال يقول ودع الذين اذا اتوك تنسكوا: واذا خلوا فهم ذياب خفاف وقال ابراهيم بن سعد كنت واقفا على راس المامون فقال لي يا ابراهيم قلت لبيك قال عشرة من اعمال البر لا تصعد الى الله لا يقبل منها شيئا قلت ما هي يا امير المؤمنين فقال بكاء ابراهيم بن بريهة على المنبر وخشوع عبد الرحمن بن اسحق وتقشف ابن سماعة وصلاة ابن حفنويه بالليل وصلاة عياش الضحى وصيام ابن السندي الاثنين والخميس وحديث ابي رجاء وقصص ابن مرجي وصدقة حفصويه وكتاب اليتامى ليعلى بن قريش ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في ترك النكاح قال المصنف النكاح مع خوف العنت واجب ومن غير خوف العنت سنة مؤكدة عند جمهور الفقهاء ومذهب ابي حنيفة واحمد بن حنبل انه حينئذ افضل من جميع النوافل لانه سبب في وجود الولد ۔

ترجمہ مصنف نے کہا کہ سلف اپنا احوال چھپاتے تھے۔ اور ترک تصنع میں تصنع کرتے تھے۔ ایوب سختیانی کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ ان کے لباس میں کسی قدر طول تھا تاکہ حال پوشیدہ رہے سفیان ثوری کہا کرتے تھے کہ میرے جو اعمال ظاہر ہو گئے انکو شمار نہیں کرتا سفیان رح نے کسیکو نماز پڑھتے دیکھکر کہا کہ اس نماز کا تجھکو کیا اجر ملیگا جسے آدمی دیکھ رہے ہیں ابو امامہ نے کسی شخص کو سجدہ میں دیکھکر کہا کہ یہ سجدہ کیا خوب ہوتا اگر تیرے گھر میں ہوتا حسین بن عمارہ کی مجلس میں کسی نے آہ کی لوگ کہتے ہیں کہ حسین اسکو دیکھنے لگے اور پوچھنے لگے کہ یہ کون آدمی ہے حتی کہ خیال کیا کہ اگر اس شخص کو پہچان جائینگے تو اسکے بارے کچھ حکم لگائینگے حرملہ سے روایت ہے کہ شافعی رح کو میں نے سنا کہ یہ شعر پڑہتے تھے جسکا ترجمہ یہ ہے ایسے لوگونکو ترک کرو جو کہ جسوقت تمہارے پاس آئیں تو چھپ جائیں اورجب علحدہ ہوں تو چالاک بھیڑیے بنجائیں ابراہیم بن سعید نے کہا کہ میں خلیفہ ماموں رشید کی خدمت میں کھڑا تھا مجھے آواز دی کہا ای ابراہیم میں نے جوابدیا ہاں حضور کہا کہ دس اعمال نیک ایسے ہیں کہ خدا کے پاس نہیں پہنچتے ہیں اور انمیں سے کچھ بھی اللہ تعالی کی جناب میں مقبول نہیں میں نے پوچھا یا امیر المؤمنین وہ کیا ہیں جوابدیا کہ ابراہیم بن بریہہ کا منبر پر چڑہکر رونا اور عبد الرحمن بن اسحق کا خشوع اور ابن سماعہ کا چہرہ درویشی سے متغیر ہوجانا اور ابن حفنویہ کا راتکو نماز پڑھنا اور عیاش کا چاشت کی نماز ادا کرنا اور ابن سندی کا پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنا اور ابی رجا کا حدیث بیان کرنا اور مرجی کی قصہ گوئی اور حفصویہ کا صدقہ اور یعلی بن قریش کی کتاب التیامی (صوفیہ پر ترک نکاح کے بارے میں تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف رح نے کہا کہ خوف زنا کی حالت میں نکاح کرنا واجب ہے اور اگر زنا کا خوف نہو۔ تو سنت مؤکدہ ہے یہی جمہور فقہا کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور احمد بن حنبل رح فرماتے ہیں کہ نکاح ایسی حالت میں تمام نوافل سے افضل ہے کیونکہ وجود اولاد کا سبب ہے ۔

وقال عليه السلام تناكحوا تناسلوا وقال النكاح سنتي فمن رغب عن سنتي فليس مني وعن سعد بن ابي وقاص قال ولقد رد رسول
الله صلى الله عليه وسلم على عثمان بن مظعون التبتل ولو اذن له لاختصينا وعن انس بن مالك ان نفرا من
اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم سألوا ازواج النبي صلى الله عليه وسلم عن عمله في السر فاخبرنهم فقال
بعضهم لا اتزوج النساء وقال بعضهم لا آكل اللحم وقال بعضهم لا انام الليل على فراش وقال بعضهم اصوم
ولا افطر فحمد الله النبي صلى الله عليه وسلم واثنى عليه ثم قال ما بال اقوام قالوا كذا وكذا لكني اصلي وانام
اصوم وافطر واتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فليس مني وعن ابن عباس انه قال ان خير هذه الامة
اكثرها نساء وقال شداد بن اوس زوجوني فان رسول الله صلى الله عليه وسلم اوصاني ان لا القى الله عزوجل عزبا
وحدثنا محمد بن راشد عن مكحول عن رجل عن ابي ذر قال دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل يقال له
عكاف بن بشر التميمي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم يا عكاف الك زوجة قال لا قال ولا جارية قال ولا جارية قال وانت
موسر بخير قال وانا موسر قال انت اذن من اخوان الشياطين لو كنت من النصارى كنت من رهبانهم ان سنتنا النكاح شراركم
عزابكم واراذل موتاكم عزابكم ابالشياطين تمرسون ما للشياطين من سلاح ابلغ في الصالحين من ترك النساء

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ اور فرمایا کہ نکاح میری سنت ہے اب جو شخص میری سنت سے منہ موڑ
وہ مجھ سے نہیں سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون کو ترک نکاح سے منع فرمایا اور اگر آپ انکو اجازت
دیدیتے تو ہم لوگ خصی ہو جاتے انسؓ سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک جماعت نے ازواج مطہرات
سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کیونکر عمل فرماتے ہیں ازواج مطہرات نے بیان کیا تو صحابہ میں سے بعض نے کہا
کہ میں عورتوں سے نکاح نکرونگا بعض بولے کہ میں گوشت نکھاؤنگا بعض کہنے لگے کہ میں رات کو بچھونے پر نہ سوؤنگا بعض نے عہد کیا
کہ ہمیشہ روزہ رکھونگا کبھی افطار نکرونگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ باتیں سنکر خطبہ پڑہا اور حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ یہ لوگ کس
قسم کے ہیں جو ایسا ایسا ارادہ کرتے ہیں میں تو رات کو نماز بھی پڑہتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں
اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو شخص میری سنت سے برگشتہ ہوگا وہ مجھ سے نہیں ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ اس امت میں سب سے
افضل ترین وہ تھے جنکی بی بیاں سب سے زیادہ تھیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شداد بن اوس نے کہا کہ میری شادی کر دو کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو وصیت فرمائی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے بن بیاہا نہ جاؤں محمد بن راشد نے ہمسے بیان کیا کہ مکحول نے
ایک آدمی سے روایت کیا کہ ابوذر نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا جسکا نام عکاف بن بشر تمیمی تھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکاف تمہارے کوئی بی بی ہے عرض کیا نہیں دریافت فرمایا کہ کوئی لونڈی ہے جواب دیا نہیں استفسار فرمایا کہ تم فارغ البال ہو
کہا ہاں میں خوشحال ہوں ارشاد فرمایا کہ تو اسوقت شیطان کا بھائی ہے اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو کوئی راہب ہوتا ہماری سنت نکاح ہے تم
لوگوں میں سے برے لوگ بن بیاہے ہیں اور مردوں میں رذیل تر وہ ہیں جو بن بیاہے مرتے ہیں صالحین کے لیے شیاطین کے پاس ترک نکاح سے بڑھکر اور کوئی ہتھیار نہیں

وأخبرنا أبو بكر المروزي قال سمعت أبا عبد الله أحمد بن حنبل يقول ليست العزوبة من أمر الإسلام في
شيء فإن النبي صلى الله عليه وسلم تزوج أربع عشرة امرأة ومات عن تسع ثم قال لو كان بشر بن الحارث تزوج
كان قد تم أمره كله ولو ترك الناس النكاح لم يغزوا ولم يحجوا ولم يكن كذا ولم يكن كذا وقد كان النبي صلى
الله عليه وسلم يصبح وما عندهم شيء وكان يختار النكاح ويحث عليه وينهى عن التبتل فمن رغب عن فعل
النبي صلى الله عليه وسلم فهو على غير الحق ويعقوب عليه السلام في حزنه قد تزوج وولد له والنبي عليه الصلاة
والسلام قال حبب إلي النساء قلت فإن إبراهيم بن أدهم يحكى عنه أنه قال لروعة صاحب عيال فما قدرت
أن أتم الحديث حتى صاح بي وقال وقعنا في بنيات الطريق انظر عافاك الله ما كان عليه محمد وأصحابه ثم قال
لبكاء الصبي بين يدي أبيه يطلب منه خبزا أفضل من كذا وكذا أين يلحق المتعبد العزب **فصل** وقد
لبس إبليس على كثير من الصوفية فمنعهم من النكاح فقدماؤهم تركوا ذلك تشاغلا بالتعبد ورأوا النكاح شاغلا عن طاعة الله وهؤلاء إن كانت بهم حاجة إلى النكاح
أو نوع تشوق إليه فقد خاطروا بأبدانهم وأديانهم وإن لم يكن بهم حاجة فاتتهم الفضيلة وفي الصحيحين من حديث أبي هريرة عن النبي
صلى الله عليه وسلم أنه قال في بضع أحدكم صدقة قالوا يا رسول الله أيأتي أحدنا شهوته ويؤجر قال أرأيت لو وضعها في حرام

---

ترجمہ **ابوبکر المروزی** نے ہمسے بیان کیا کہ مینے احمد بن حنبل سے سنا کہتے تھے کہ بن بیاہا رہنا اسلام سے کسی چیز میں داخل نہیں کیونکہ خود رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ نکاح کئے اور نو بی بیاں چھوڑ کر وفات پائی پھر کہا کہ اگر بشر بن الحارث شادی کر لیتے تو ان کے سب کام پورے ہو جاتے
اور اگر آدمی نکاح کرنا چھوڑ دیتے تو نہ جہاد کرتے اور نہ حج کرتے اور نہ یہ ہوتا اور نہ وہ ہوتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ اکثر اوقات
آپکے گھر میں کچھ کھانے پکانے کو نہ ہوتا تھا اسپر بھی آپ نکاح کو پسند فرماتے تھے اور لوگوں کو اسکی ترغیب دیتے تھے اور ترک نکاح سے منع
فرماتے تھے اب جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل مبارک سے پھر جائے وہ کبھی حق پر نہیں **یعقوب** علیہ السلام نے غم و ملال کی حالت
میں بھی نکاح کیا اور آپ کی اولاد ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھکو عورتوں کی محبت دی گئی ہے ابراہیم بن ادہم سے نقل
ہے کہ ایک نے انسے شکایت کی کہ مین نے بیاہ کیا تو عیال کی وجہ سے بلا میں پڑ گیا ہنوز اس نے کلام پورا نہ کیا تھا کہ ابراہیم نے اسکو بلند آواز
سے ڈانٹا اور کہا کہ ہم نے راہ دیکھ لی ہے خدا تجھے عافیت میں رکھے تو اس طریقہ پر نظر کر جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و آپکے اصحاب رض تھے پھر
کہا کہ بچے کا اپنے باپ سے رو کر روٹی مانگنا ایسی اور ایسی فضیلت رکھتا ہے یہ باتیں بن بیاہی عابد کو کب حاصل ہیں **فصل** ابلیس نے اکثر
صوفیہ کو دہوکا دیا اور انکو نکاح سے باز رکھا لہذا قدماء صوفیہ نے عبادت میں مشغول ہونے کی وجہ سے نکاح کو ترک کیا اور سمجھے کہ نکاح عبادت
الٰہی سے پھیر دیتا ہے یہ لوگ اگر نکاح کی حاجت رکھتے تھے یا کسی قسم کا رجحان اسطرف تھا تو ضرور اپنے جسم اور دین کو خطرہ میں ڈالا اور اگر انکو نکاح کی
ضرورت نہ تھی تو فضیلت سے محروم رہے **صحیحین** میں حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا
کہ آپ نے فرمایا تمہارے عضو مخصوص مین بھی صدقہ ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ایک
شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے اسپر بھی اجر ملتا ہے فرمایا بھلا یہ تو بتاؤ کہ اگر اس خواہش کو حرام جگہ پوری کرتا۔

اکان یأثم قالوا نعم قال فتحسبون بالشر ولا تحسبون بالخیر **ومنہم** من قال النکاح یوجب النفقۃ و الکسب صعب وھذہ حجۃ للرفہ عن تعب الکسب **وفی** الصحیح من حدیث ابی ھریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال دینار انفقتہ فی سبیل اللہ ودینار انفقتہ فی رقبۃ ودینار اتصدقت بہ ودینار انفقتہ علی اھلک افضلھا الدینار الذی انفقتہ علی اھلک **ومنہم** من قال النکاح یوجب المیل الی الدنیا فروینا عن ابی سلیمان الدارانی انہ قال اذا طلب الرجل الحدیث او سافر فی طلب المعاش او تزوج فقد رکن الی الدنیا **قال المصنف** وھذا کلہ مخالف للشرع وکیف لا یطلب الحدیث والملائکۃ تضع اجنحتھا لطالب العلم وکیف لا یطلب المعاش **وقد** قال عمر بن الخطاب لان اموت من سعی رجلی اطلب کفاف وجھی احب الی من ان اموت غازیا فی سبیل اللہ وکیف لا یتزوج وصاحب الشرع یقول تناکحوا تناسلوا فما اری ھذہ الاوضاع الا علی خلاف الشرع قال ابو حامد ان جماعۃ من الصوفیۃ ترکوا النکاح لیقال زاھد والعوام یعظم الصوفی اذا لم یکن لہ زوجۃ فیقولون ما عرف امراۃ قط وھذہ رھبانیۃ تخالف شرعنا **وقال** التکریتی ینبغی ان لا یشغل المرید نفسہ بالتزویج فانہ یشغلہ عن السلوک ویأنس بالزوجۃ ومن انس بغیر اللہ شغل عن اللہ **قال المصنف**

ترجمہ تو گنہگار ہوتا عرض کیا ہاں فرمایا کہ پھر تم لوگ برائی کو شمار کرتے ہو اور خیر کا خیال نہیں رکھتے صوفیہ میں سے بعض کا قول ہے کہ نکاح کی وجہ سے نان ونفقہ لازم آتا ہے اور کسب کرنا دشوار ہے یہ حجت فقط کسب کی محنت سے جان چرانے کے لئے ہے صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دینار وہ ہے کہ تم خدا کی راہ میں صرف کرتے ہو ایک دینار وہ ہے جو غلام وبردہ کے لئے خرچ کرتے ہو ایک دینار وہ ہے جو صدقہ دیتے ہو ایک دینار وہ ہے جو اپنے اہل وعیال پر صرف کرتے ہو سب سے افضل وہی دینار ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے ہو صوفیہ میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ نکاح دنیا کی رغبت کا باعث ہوتا ہے **ابو سلیمان** دارانی سے ہم روایت کرتے ہیں کہ کہا جسوقت آدمی حدیث طلب کرے یا طلب معاش میں سفر کرے تو وہ دنیا کیطرف جھکتا ہے **مصنف**رح نے کہا کہ یہ سب شریعت کے مخالف ہے بھلا حدیث کیونکر نہ طلب کیجائے حالانکہ طالب علم کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور طلب معاش کیوں نہ کیا جائے حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میں ایسی حالت میں مروں کہ اپنی محنت سے اپنی روزی تلاش کرتا ہوں تو مجھکو اس سے زیادہ پسند ہے کہ خدا کی راہ میں غازی ہو کر مروں اور بھلا شادی کسطرح نہ کی جائے حالانکہ صاحب شرع نے فرمایا ہے کہ تم نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ میرے نزدیک یہ سب اوضاع خلاف شریعت ہیں **ابو حامد** نے کہا کہ صوفیہ میں سے ایک جماعت نے نکاح ترک کر دیا ہے تاکہ زاہد مشہور رہیں اور عوام لوگ صوفی کی بہت تعظیم کرتے ہیں جبکہ اسکی کوئی بی بی نہو اور کہتے ہیں کہ فلاں بزرگ نے کبھی عورت کی شکل ہی نہیں دیکھی حالانکہ یہ رہبانیت اور خلاف ہماری شریعت کے ہے تکریتی نے کہا مرید کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو شادی کی طرف مشغول نہ کرے کیونکہ نکاح اسکو سلوک سے باز رکھیگا اور جورو سے مانوس ہوگا اور جو شخص غیر خدا سے مانوس ہوا وہ خدا تعالے سے پھر گیا **مصنف** نے کہا

والی لا تعجب من کلامہ اتراہ ما علم ان من قصد عفاف نفسہ او وجود ولدا وعفاف زوجتہ فانہ لم یخرج عن
جادۃ السلوک او تری الانس الطبعی بالزوجۃ ینافی انس القلوب بطاعۃ اللہ واللہ سبحانہ قد من علی الخلق بقولہ
جعل لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ وفی الحدیث الصحیح عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لہ ھلا تزوجت بکرا تلاعبہا وتلاعبک وما کان لیدلہ علی ما یقطع انسہ باللہ اتری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لما کان ینبسط الی نسائہ ولیسابق عائشۃ کان خارجا من الانس باللہ ھذہ کلہا جہالات یا لعلم **فصل**
واعلم انہ اذا دام ترک النکاح بشبان الصوفیۃ اخرجہم الی ثلثۃ انواع **النوع الاول** المرض بحبس الماء
فان الماء اذا طال احتقانہ تصاعد الی الدماغ منہ سمیۃ قال ابوبکر محمد بن زکریا
الرازی اعرف قوما کانوا کثیر المنی فلما منعوا انفسہم من الجماع لضرب من التفلسف
قلت شہواتہم وبردت ابدانہم وعسرت حرکاتہم وھضمہم لکثرۃ المنی قال **و**رایت رجلا ترک
الجماع فقد تشہی الطعام وصار ان اکل القلیل لم یستمرہ وتقیاہ فلما عاد الی عادتہ من الجماع سکنت عنہ ھذہ الاعراض
ویعیا **النوع الثانی** الفرار الی المتہ ولک فان منہم خلقا کثیرا صابروا ترک النکاح واجتمع الماء فاقلق فرجعوا

ترجمہ مجھکو اس شخص کی کے کلام سے سخت تعجب ہے اسکو اتنی خبر نہیں کہ جو انسان اپنے نفس کی عفت اور اولاد ہونا چاہیگا اور اپنی بی بی
کی عصمت قائم رکھنے کی کوشش کریگا تو وہ راہ سلوک سے خارج نہوگا بھلا کیا جو رو سے طبعی انس ہونا عبادت خدا کیطرف انس دلی ہونے
کے منافی ہے حالانکہ خود اللہ تعالی نے مخلوق پر احسان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے جعل لکم من انفسکم ازواجا الخ یعنی اللہ تعالی تمہیں میں سے تمہارے
لئے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم کو اُنسے آرام ملے اور تم میں باہم محبت اور رحمت پیدا کر دی حدیث **صحیح** میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھہ سے فرمایا کہ اے جابر تمنے باکرہ سے شادی کیوں نہیں کی تاکہ تم اسکے ساتھہ کھیلتے وہ تمہارے ساتھہ کھیلتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر کو ایسی چیز کی ہدایت نکرتے جو ان کو انس آلہی سے جدا کر دیتی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج
مطہرات کیساتھ خوش طبعی فرماتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑتے تھے بھلا کیا یہ امور اُنس آلہی سے خارج تھے۔
بلکہ یہ سب جہالت کی باتیں ہیں **فصل** جاننا چاہیئے کہ جوان جوان صوفیہ جبکہ ترک نکاح پر مداومت کرتے ہیں تو ان کی تین قسمیں ہوجاتی
ہیں قسم اول حبس منی کی مرض میں گرفتار ہوجاتے ہیں کیونکہ منی جب مدت دراز تک بند رہتی ہے تو اس کا زہریلا اثر دماغ کو چڑھجاتا ہی
**ابوبکر محمد** ابن زکریا رازی کہتے ہیں کہ میں ایک قوم کو پہچانتا ہوں کہ انمیں منی بہت تھی پھر جب اونہوں نے فلسفیت کی وجہ سے اپنے نفس
کو جماع سے روکا تو انکی شہوتیں کم ہوگئیں اور ان کے جسموں میں برودت آگئی اور اُن کی حرکات اور ہضم میں دشواری پڑگئی کیونکہ خزانہ
منی بھرا رہتا ہے کہا اور میں نے ایک شخص تارک جماع کو دیکھا کہ اُسکی خواہش طعام زائل ہوگئی تھی اور یہ حالت ہوگئی کہ اگر تھوڑا سا کھاتا تہا
تو اسکو ہضم نہیں ہوتا تہا اور قے کر دیتا تہا پھر جب اپنی جماع کی عادت کیطرف رجوع کیا تو یہ بیماریاں فوراً زائل ہوگئیں دوسری قسم یہ کہ جس
چیز کو وہ ترک کرتے ہیں آخر میں اُسپر تل جاتے ہیں صوفیہ میں بہت سے ایسے ہیں کہ ترک نکاح پر صبر کیا اور منی جمع رہی پھر حرکت میں آئی

ولا سلموا من الدنيا اصلا فصاروا فكانوا كمن طال الجوع ثم اكل ما ترامى فى السمن المنصب النوع الثالث انهم آثروا صحبة الصبيان فان قوما منهم آيسوا انفسهم من النكاح فاقلقهم ما اجتمع عندهم فصاروا يرتاحون الى صحبة المردان فصل وقد لبس ابليس على قوم منهم تزوجوا وقالوا انا لا ننكح شهوة فان ارادوا ان الاغلب فى طلبنا النكاح ارادة السنة جاز وان زعموا انه لا شهوة لهم فى نفس الامر فمحال ظاهر فصل وقد حمل الجهل اقواما فجبوا انفسهم وزعموا انهم فعلوا ذلك حياء من الله تعالى وهذه غاية الحماقة لان الله تعالى شرف الذكر على الانثى بهذه الآلة وخلقها لتكون سببا للتناسل والذى يجب نفسه يقول بلسان الحال الصواب ضد هذا ثم قطعهم الآلة لا يزيل شهوة النكاح من النفس فما حصل لهم مقصودهم ذكر تلبيس ابليس على الصوفى فى ترك طلب الاولاد وعن ابى الحوارى قال سمعت ابا سليمان الدارانى يقول الذى يريد الولد احمق لا للدنيا ولا للآخرة ان اراد ان ياكل او ينام او يجامع نغص عليه واذا اراد ان يتعبد شغله قال المصنف وهذا غلط عظيم وبيانه انه لما كان مراد الله تعالى من ايجاد الدنيا اتصال دوامها الى ان ينقضى اجلها وكان الآدمى غير محتمل البقاء فيها الا الى مدد يسير اخلف الله تعالى منه مثله

ترجمہ اور دنیا سے جسقدر بھاگتے تھے اوس سے کئی حصہ زیادہ میں گرفتار ہوگئے ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بہت دیر تک بھوکا رہا پھر جسقدر بھوک کی مدت میں چھوڑا تھا سب کھایا تیسری قسم یہ کہ لڑکونکی صحبت اختیار کرتے ہیں اکثر صوفیہ میں سے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپکو نکاح سے ناامید کردیا اور منی نے مجتمع ہوکر ان کو مضطرب کیا تو ان کی یہ حالت ہوگئی کہ امردونکی صحبت سے راحت حاصل کرنے لگے فصل صوفیہ میں سے ایک جماعت کو شیطان نے فریب دیا کہ انہوں نے نکاح کیا اور کہنے لگے ہم شہوت کے خیال سے نکاح نہیں کرتے اگر اس قول سے ان کی یہ مراد ہے کہ طلب نکاح سے زیادہ تر ہمارا مقصود ادائے سنت ہے تو جائز ہے اور اگر یہ مطلب ہے کہ نفس نکاح کی باون کو خواہش نہیں تو دروغ ظاہر ہے فصل بعض لوگون کو جہل نے اس بات پر آمادہ کیا کہ اونہوں نے عضو تناسل کو کاٹ ڈالا اور مجبوب ہوگئے اور خیال کرتے ہیں کہ انہوں نے خدا تعالی سے شرمانے کی وجہ سے ایسی حرکت ظاہر کی حالانکہ یہ نہایت حماقت ہے کیونکہ اللہ تعالی نے جنس ذکور کو جنس اناث پر اسی عضو کے سبب سے شرف بخشا ہے اور یہ عضو اس لیے پیدا کیا کہ نسل قائم رہے اب جو شخص اپنے آپ کو مجبوب بناتا ہے گویا زبان حال سے کہتا ہے کہ راہ صواب اس کے خلاف ہے پھر اس کے اس عضو کے کاٹ ڈالنے سے نفس سے شہوت نکاح زائل نہیں ہوتی لہذا انکا مطلب حاصل نہوا (طلب اولاد ترک کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) ابو الحواری نے کہا کہ میں نے ابو سلیمان دارانی سے سنا کہتے تھے کہ جو شخص فرزند کی خواہش رکھتا ہے وہ احمق ہے نہ دنیاوی نفع ہے نہ دینی فائدہ ہے کیونکہ اگر کھانا اور سونا اور جماع کرنا چاہیگا تو اس لڑکے کی وجہ سے اس کے عیش مین خلل آئیگا اور اگر خدا کی عبادت کا ارادہ کریگا تو وہ لڑکا اسکو مشغول کردیگا مصنف رح نے کہا کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے جسکا بیان یہ ہے کہ ایجاد دنیا سے اللہ تعالی کی مراد چونکہ یہ تھی کہ میعاد مقرر تک مداومت پائی جاے اور انسان کے قیام کا زمانہ دنیا میں بہت کم مدت تک ہے لہذا اللہ نے آدمی جیسے اسی کی مثل پیدا کردیا جاتا

فحثه على سببه في ذلك تارة من حيث الطبع بايقاد نار الشهوة وتارة من باب الشرع لقوله تعالى وانكحوا الايامى منكم و
الرسول صلى الله عليه وسلم تناكحوا تناسلوا فاني اباهي بكم الامم يوم القيامة ولو بالسقط وقد طلب الانبياء الاولاد و
تسبب الصالحون الى وجودهم ورب جماع حدث منه ولد مثل ابي حنيفة رحمه الله وابي يوسف ومحمد رحمهما الله و
الشافعي واحمد بن حنبل فكان خيرا من عبادة الف سنة وقد جاء الخبر باثابة المجامع والمنفق على الاولاد ومن يموت له
ولد ومن يخلف ولدا بعده فمن اعرض عن طلب الاولاد خالف المسنون والافضل وانما يطلب طريق الراحة وقول
الجنيد الاولاد عقوبة شهوة الحلال فما ظنكم بعقوبة شهوة الحرام قال المصنف وهذا غلط فان تسمية
المباح عقوبة لا يحسن لانه لا يستباح شئ ثم يكون ما يتجدد منه عقوبة ولا يندب الى شئ الا وحاصله مثوبة

**ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في الاسفار والسياحة** - قد لبس على خلق كثير منهم الى السياحة لا الى
مكان معروف ولا الى طلب علم واكثرهم يخرج على الوحدة ولا يستصحب زادا ويدعي بذلك الفعل التوكل فكم تفوته من
فريضة وفضيلة وهو يرى انه في ذلك على طاعة وانه يقرب بذلك من الولاية وهو من العصاة المخالفين واما السياحة والخروج
لا الى مكان مقصود فقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن السعي في غير ارب.

---

ترجمہ پس اسکو اس کے سبب پر برانگیختہ کیا کبھی طبعی طور پر آتش شہوت بھڑکا دی اور کبھی از روے شرع حکم فرمایا وَاَنْکِحُوا الْاَیَامیٰ مِنْکُمْ
یعنی بن بیاہوں کی شادی کر دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکاح کرو اور نسلیں بڑھاؤ کیونکہ مین قیامت کے دن تمہاری
کثرت کی وجہ سے اور امتوں پر فخر کرونگا خواہ حمل کا گرا ہوا بچہ ہی کیوں نہو خود انبیا علیہم السلام نے اولاد طلب کی ہے اور صالحین نے
وجود اولاد کے لئے اسباب پیدا کئے ہیں بسا اوقات مباشرت وجماع کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے ایسا لڑکا پیدا ہوتا ہے جیسے امام ابو حنیفہ
رحمہ اللہ اور ابو یوسف اور محمد رحمہا اللہ اور شافعی اور احمد رحمہا اللہ ایسا جماع ہزار برس کی عبادت سے بہتر ہو جاتا ہے خود حدیث
شریف میں وارد ہوا ہے کہ جورو سے جماع کرنیوالا اور اولاد کو نفقہ دینے والا اور جس شخص کا لڑکا مر جائے اور جو شخص اولاد چھوڑ مرے ثواب
پاتے ہیں اب جو شخص طلب اولاد سے روگردانی کرے تو سنت اور افضل کے خلاف کرتا ہے اور صرف آرام کا طریقہ چاہتا ہے جنید کا قول ہے کہ
اولاد شہوت حلال کا عذاب ہی پھر شہوت حرام کے عذاب کو تم کیا کچھ خیال کرتے ہو **مصنف** نے کہا کہ یہ غلط ہی کیونکہ مباح کا نام عذاب
رکھنا برا ہے اسلئے کہ جو چیز مباح ہو اس سے جو نتیجہ نکلے تو عذاب کیونکر ہوگا شریعت جس امر کی طرف پکارتی ہے اسکا حاصل تو ثواب ہوا کرتا
ہے (**سفر وسیاحت کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان**) اکثر صوفیہ کو شیطان نے فریب دیکر ان کو سیاحت
کے لیے نکالا نہ تو کسی خاص مقام کا ارادہ ہوتا ہے نہ طلب علم کی غرض ہوتی ہے بہت سے تنہا نکلتے ہیں اور اپنے ساتھ زاد سفر نہیں
لیتے اور اس حرکت سے توکل کا دعوی کرتے ہیں اکثر فرائض اور فضائل ان سے فوت ہو جاتے ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ اس
سیاحت میں عبادت پر قائم ہیں اور اسکی بدولت ولایت کے قریب ہو جاتے ہین حالانکہ یہ لوگ نافرمان اور مخالف ہیں سفر
وسیاحت اور کسی خاص مقام پر جانا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بغیر حاجت کے دوڑ دھوپ سے منع فرمایا

وقال عليه السلام لا زمام ولا خزام ولا رهبانية ولا تبتل ولا سياحة في الاسلام **قال** ابن قتيبة الزمام
في الانف حلقة من شعر تجعل في احد جانبي المنخرين واراد هو صلى الله عليه وسلم ما كان عباد بني اسرائيل يفعلونه
من خزم التراقي وزم الانوف والتبتل ترك النكاح والسياحة مفارقة الامصار والذهاب في الارض **وروى**
ابو داؤد في سننه من حديث ابي امامة ان رجلا قال يا رسول الله ائذن لي لسياحة فقال عليه السلام ان سياحة
امتي الجهاد في سبيل الله **قال المصنف** قد ذكرنا فيما تقدم في حديث عثمان بن مظعون انه قال يا رسول الله ان نفسي
تحدثني ان اسيح في الارض فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مهلا يا عثمان فان سياحة امتي الغزو في سبيل الله و
الحج والعمرة **وقد روى** ابو اسحاق بن ابراهيم عن احمد بن حنبل انه سئل عن الرجل يسيح يتعبد احب اليك
او المقيم في الامصار قال ما السياحة من الاسلام في شئ ولا من فعل النبيين ولا الصالحين **فصل** واما الخروج
على الوحدة فقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يسافر الرجل وحده **وعن** ابي هريرة انه قال ان رسول الله صلى الله عليه و
لعن راكب الفلاة وحده **فصل** وقد يمشون بالليل ايضا على الوحدة وقد نهى عن ذلك فعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لو يعلم الناس ما في الوحدة ما سار احد وحده بليل ابدا وقال عليه السلام اقلوا الخروج اذا هدأت الليل فان الله عز وجل يبث في خلقه ما شاء

ترجمہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمام اور خزام اور رہبانیت اور تبتل اور سیاحت یہ چیزیں اسلام میں نہیں -
**ابن قتیبہ** نے کہا کہ زمام نکیل ڈالنے کو کہتے ہیں اور خزام بالونکا حلقہ ہوتا ہے جو اونٹ کے نتھنوں کی ایکطرف ڈالا جاتا ہے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے وہ ہے جو کہ بنی اسرائیل میں عبادت کرنیوالے کیا کرتے تھے کہ گلے کی ہنسلی میں حلقہ ڈالتے تھے
اور ناک میں نکیل ڈالتے تھے اور تبتل کے معنی ترک نکاح ہیں اور سیاحت یہ ہے کہ شہر کو چھوڑ دے اور روئے زمین میں گھومتا
گھومتا پھرے **ابوداؤد** نے سنن میں حدیث ابوامامہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھکو سیاحت کی
اجازت دیجئے آپ نے فرمایا کہ میری امت کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے **مصنف** نے کہا کہ حضرت عثمان بن مظعون کی حدیث
ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اونہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ میرا جی چاہتا ہے کہ میں زمین میں سیاحت کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تہاارے عثمان ٹھہرو کیونکہ میری امت کی سیاحت جہاد اور حج اور عمرہ ہے **اسحق بن ابراہیم** نے احمد بن حنبل سے روایت
روایت کیا کہ کسی نے اُن سے دریافت کیا کہ جو شخص سیاحت کی ساتھ عبادت کرے آپ انکو پسند کرتے ہیں یا جو شخص شہر میں مقیم ہے
احمد بن حنبل نے جواب دیا کہ سیاحت نہ اسلام میں سے کوئی چیز ہے اور نہ انبیاء و صالحین کا فعل ہے **فصل**
باقی رہا تنہا سفر میں جانا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا **ابوہریرہ** سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تنہا جنگل میں چلنے والے پر لعنت کی **فصل** صوفیہ راتکو تنہا چلتے ہیں
حالانکہ یہ ممنوع ہے کیونکہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگ تنہائی کا نقصان جانتے تو کبھی کوئی شخص
راتکو تنہا نہ نکلتا اور فرمایا کہ جب رات قرار پکڑے تو تم نہ نکلا کرو کیونکہ رات میں اللہ جو کچھ چاہتا ہی اپنی مخلوق میں سے پھیلاتا ہے

فصل قال المصنف وفيهم من جعل دابه السفر والسفر لا يراد لنفسه قال النبي عليه الصلاة والسلام السفر قطعة من العذاب فاذا قضى احدكم نهمته من سفره فليتعجل الى اهله فمن جعل دأبه السفر فقد جمع بين تضييع العمر وتعذيب النفس وكلاهما مقصود فاسد قيل ان ابا حمزة الخراسانی كان يقول لقد بقيت في عناء محرما اسافر كل سنة الف فرسخ تطلع الشمس علي وتغرب كلما احللت احرمت اللهم نسئلك التوفيق لما يرضيك عنا ذكر تلبيسه عليهم في دخول الفلاة بغير زاد قال المصنف قد لبس على خلق كثير منهم فاوهمهم ان التوكل ترك الزاد وقد بينا فساد هذا فيما تقدم الا انه قد شاع هذا في جهلة القوم وجاء حمقى القصاص يحكون ذلك عنهم على سبيل المدح لهم به فيتضمن ذلك تحريض المبتدئين على مثل ذلك وبافعال اولئك ومدح هؤلاء لها فسدت الاحوال وخفيت على العوام طريق الصواب والاخبار عنهم بذلك كثيرة وانا اذكر منها نبذة اخبرنا علي بن سهل البصری قال اخبرني فتح الموصلي قال خرجت حاجا فلما توسطت البادية اذا انا بغلام صغير فقلت يا عجبا بادية بيداء وارض قفراء وغلام صغير فاسرعت فلحقته فسلمت عليه ثم قلت يا بني انك غلام صغير لم تجر عليك الاحكام قال يا عم قد مات من كان اصغر سنا مني فقلت وسع خطاك فان الطريق بعيد حتى تلحق المنزل فقال يا عم علي المشي وعلى الله البلاغ

ترجمہ فصل مصنف ؒ نے کہا کہ اکثر صوفیہ وہ ہیں جنہوں نے سفر اپنا شیوہ بنا رکھا ہے حالانکہ سفر فی نفسہ مقصود نہیں ہو اکرتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سفر ایک عذاب کا ٹکڑا ہے جب تم سفر میں اپنی حاجت پوری کر چکو تو اپنے گھر جلدی آؤ اب جو شخص سفر کو اپنا شیوہ بنا لے تو وہ اپنی جان کو بھی عذاب میں ڈالتا ہے اور اپنی عمر بھی ضائع کرتا ہے اور یہ دونوں مقصود فاسد ہیں کہتے ہیں کہ ابو حمزہ خراسانی نے بیان کیا کہ میں احرام کی حالت میں رنج و مشقت اٹھاتا رہا ہر برس ہزار فرسخ سفر کرتا تھا آفتاب مجھ پر طلوع کرتا تھا اور غروب ہوتا تھا جب میں حلال ہوتا تھا تو پھر احرام باندھ لیتا تھا۔ الٰہی ہم تجھ سے اس چیز کی توفیق چاہتے ہیں جو ہم کو تجھ کو راضی کرے (بغیر زاد سفر کے ویرانوں میں چلنے کے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان) مصنف ؒ نے کہا کہ ابلیس نے صوفیہ کی جماعت کثیر کو دھوکا دیا اور انکو شبہ میں ڈالا کہ ترک زاد سفر کو توکل کہتے ہیں ہم پیشتر اس کا فساد بیان کر چکے لیکن یہ بات جہلائے قوم میں شائع ہے اور احمق قصہ گو بطور مدح کے صوفیہ کی حکائتیں ایسے توکل کی نسبت کرتے ہیں گویا اس حرکت پر مبتدیوں کو ترغیب دیتے ہیں اس قوم کی ایسی حرکتوں سے اور ان جاہلوں کی تعریف سے حالات خراب ہو گئے اور راہ صواب عوام سے پوشیدہ ہو گیا اس بارے میں اس قوم کی نقلیں بہت ہیں ہم ان میں سے تھوڑی سی بیان کرتے ہیں علی بن سہل بصری نے بیان کیا کہ فتح موصلی نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں حج کو چلا جب ٹھیک میدان میں پہونچا تو ناگاہ ایک چھوٹا لڑکا دیکھا جی میں کہا کہ اللہ اکبر یہ جنگل میدان اور یہ ویران زمین اور یہاں یہ چھوٹا بچہ میں قدم بڑھا کر اس کے پاس گیا اور اسکو سلام کیا پھر اس سے کہا کہ بیٹا تم چھوٹے بچے ہو احکام شریعت تم پر جاری نہیں ہوئے کہنے لگا کہ اے بزرگوار مجھ سے بھی چھوٹی عمر کے بچے مر چکے ہیں میں نے کہا کہ قدم بڑھا کر چلو کیونکہ رستہ دور ہے تاکہ تم منزل تک پہونچ جاؤ وہ بولا کہ چچا جان میرے اختیار رہنا ہے اور خدا کے اختیار پہونچا دینا ہے + + + + + + + + + + + +

اما قرأت قوله تعالى والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا فقلت له ما لي لا ارى معك زادا ولا راحلة قال يا عم زادي
يقيني وراحلتي رجلاي قلت سألتك على الخبز والماء قال يا عم اخبرني لو ان اخا من اخوانك او صديقا من اصدقائك
دعاك الى منزله كنت تستحسن ان تحمل معك طعاما فتاكله في منزله فقلت ازودك فقال اليك عني يا بطال هو
يطعمنا ويسقينا قال فتح فما رأيت صغيرا اشد توكلا ولا رأيت كبيرا اشد زهدا منه **قال المصنف** مثل
هذه الحكاية تفسد الامور ويظن ان هذا هو الصواب ويقول الكبير اذا كان الصغير قد فعل هذا فانا احق بفعله منه
وليس العجب من الصبي بل من الذي لقيه كيف لم يعرفه ان هذا الذي يفعله منكر وان الذي استدعاه امره
بالتزود ومن ماله تيزود ولكن قد مضى على هذا كبار القوم فكيف الصغار **سئل** ابو عبد الله بن الجلاء عن هؤلاء
الذين يدخلون البادية بلا زاد ولا عدة يزعمون انهم متوكلة فيموتون في البراري فقال هذا فعل رجال الحمق فان ماتوا فالدية على
القاتل **قال المصنف** هذه فتوى جاهل بالشرع اذ لا خلاف بين فقهاء الاسلام انه لا يحل دخول البادية بغير زاد وان من
فعل ذلك فمات بالجوع فانه عاص لله سبحانه وتعالى مستحق لدخول النار وكذلك اذا تعرض بما غالبه
العطب فان الله تعالى جعل النفوس وديعة عندنا وقال

---

**ترجمہ** کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں پڑھا کہ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہمارے لئے محنت اٹھاتے ہیں ہم اُن کو اپنی
راہیں بتاتے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیا وجہ کہ میں تمہارے پاس توشہ اور سواری نہیں دیکھتا جواب دیا کہ اے چچا توشہ میرا یقین ہے اور سواری میری
امید ہے میں نے کہا کہ میں تم سے روٹی اور پانی کے بارے میں پوچھتا ہوں کہنے لگا کہ اے چچا یہ تو بتائیے کہ اگر آپ کو کوئی آپ کا بھائی یا دوست
اپنے مکان پر بلائے تو آپ یہ پسند کرتے ہیں کہ اپنے ساتھ اپنے گھر سے کھانا لیجائیے اور اس کے مکان پر جاکر کھالیجیے میں نے اس سے کہا کہ میں تم کو
توشہ دیدوں کہنے لگا کہ اے چھوٹے میرے پاس سے دور ہو اللہ تعالیٰ ہم کو کھلاتا پلاتا ہے فتح موصلی کہتے ہیں کہ اس لڑکے سے زیادہ میں نے
کوئی چھوٹا بچہ صاحب توکل اور کوئی بڑا آدمی اس سے بڑھکر زاہد نہیں دیکھا **مصنف** رحمہ اللہ نے کہا کہ ایسی حکایتیں امور کو فاسد کرتی ہیں اور خیال
ہوتا ہے کہ یہی راہ صواب ہے اور بڑا آدمی کہنے لگتا ہی کہ جب چھوٹے بچے نے ایسا کیا تو میں اس سے زیادہ مستحق ہوں کہ ایسا کروں اس
لڑکے پر تو کچھ تعجب نہیں بلکہ عجب تو اس شخص پر ہے جو اس سے ملا اسنے اسکو کیوں نہ بتایا کہ یہ جو حرکت وہ کر رہا ہے خلاف شرع ہے اور
کیوں نہ کہا کہ جس نے تجھکو بلایا ہے اسی نے توشہ لینے کا حکم دیا ہے اور اسی کے مال میں سے توشہ لیا جاتا ہے لیکن قباحت تو یہ ہے کہ
بڑوں کا خود یہی طریقہ ہے چھوٹوں کا کیا ذکر **ابو عبد اللہ بن الجلا** سے کسی نے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا جو بغیر توشہ اور اسباب کے
جنگل میں جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ اہل توکل ہیں اور وہیں جنگلوں میں مر جاتے ہیں جواب دیا کہ یہ کام احمق لوگوں کا ہی اگر وہ مر
جائیں تو خونبہا قاتل پر ہوگی **مصنف** رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ فتوی ایسے شخص کا ہے جو شریعت سے ناواقف ہی کیونکہ فقہائے اسلام کے نزدیک بلا خلاف
جنگل میں بغیر توشہ کے جانا جائز نہیں اور جس شخص نے ایسا کیا اور بھوک کے مارے مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہی اور دوزخ میں پڑنیکا سزاوار ہے اسیطرح
جبکہ ایسی چیز کا سامنا کرے جس سے گمان غالب ہلاکت کا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نفوس کو ہمارے پاس امانت رکھا ہے۔ اور فرمایا ہے ✦ ✦ ✦

ولا تقتلوا انفسكم وقد تكلمنا فيما تقدم في وجوب الاحتراز من المؤذي ولو لم يكن للمسافر بغير زاد
الا انه خالف امر الله في قوله وتزودوا وعن ابي عبد الله بن خفيف قال خرجت من شيراز في
السفرة الثالثة من شيراز فنمت في البادية وحدي واصابني من الجوع والعطش ما اسقط من اسناني ثمانية و
انتثر شعري كله قال المصنف هذا قد حكى عن نفسه ما ظاهره طلب المدح على ما فعل والذم لاحق به
وعن ابي حمزة الصوفي يقول اني لاستحيي من الله ان ادخل البادية وانا شبعان وقد اعتقدت التوكل لئلا
يكون شبعي زادا تزودته قال المصنف وقد سبق الكلام على مثل هذا فان هؤلاء القوم ظنوا ان التوكل
ترك الاسباب ولو كان هكذا كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما خرج الى الغار قد خرج من التوكل لانه تزود وكذلك موسى لما خرج لطلب الخضر تزود حوتا واهل الكهف حين خرجوا استصحبوا
دراهم وانما خفي معنى التوكل على هؤلاء فجهلوه وقد اعتذر لهم ابو حامد فقال يجوز دخول المفازة بغير زاد بشرطين احدهما
ان يكون الانسان قد راض نفسه بحيث يمكنه الصبر عن الطعام اسبوعا ونحوه والثاني ان يمكنه
التقوت بالحشيش ولا تخلو البادية من ان يلقاه آدمي بعد اسبوع او ينتهي الى حلة او حشيش يزجي به وقته
قلت اقبح ما في هذا القول انه صدر من فقيه فانه قد لا يلقى احدا وقد يضل وقد يمرض فلا يصلح له الحشيش

---

ترجمہ لا تقتلوا انفسکم یعنی اپنی جانوں کو ہلاک نکرو ہم اس بارے میں پہلے ہی کلام کر چکے ہیں کہ آزار دینے والی چیز سے پرہیز کرنا واجب ہے،
اگرچہ یہ حکم اس مسافر کے لئے نہیں جو بغیر توشہ سفر کرے لیکن اس فرمان باری تعہ کے خلاف کرتا ہے کہ تزودوا یعنی تم توشہ لیکر سفر کیا کرو۔
**عبد اللہ بن حقیف** نے کہا کہ میں تیسرے سفر میں شیراز سے چلا اور جنگل میں تنہا سویا بھوک اور پیاس کی تکلیف مجکو اسقدر پہونچی
کہ میرے آٹھہ دانت گر پڑے اور سارے بال جھڑ گئے **مصنف** رح نے کہا کہ اس شخص نے اپنا قصہ ایسا بیان کیا جس سے بظاہر اپنے فعل پر مدح
چاہتا ہے حالانکہ ذم کا زیادہ سزاوار ہے **ابو حمزہ** صوفی نے کہا کہ مجھ کو خدا سے حیا آتی ہے کہ آسودہ شکم ہو کر جنگل کو جاؤں اور توکل کا دعوی کروں
ایسا نہو کہ میری شکم سیری ایک توشہ ہو جائے جو مکان سے لیکر چلا تھا مصنف رح نے کہا کہ اس قسم کے بارے میں پیشتر کلام ہو چکا ہے
ان لوگوں کا خیال ہے کہ توکل ترک اسباب کا نام ہے اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب توشہ باندھکر غار کو تشریف لے گئے تھے
توکل سے نکل جاتے اسیطرح حضرت موسی جب خضر علیہ السلام کی تلاش کو نکلے اور مچھلی ساتھہ لے گئے اور اصحاب کہف جب شہر سے
چلے اور کچھ درم پاس رکھتے تھے اصل یہ ہے کہ اس قوم کی سمجھ میں توکل کے معنی ہی نہیں آئے لہذا جاہل رہے **ابو حامد** نے ان لوگوں کے
لئے عذر نکالا ہی اور کہا ہے کہ جنگل میں بغیر توشہ کے جانا دو شرط سے جائز ہے ایک یہ کہ انسان کو اپنے نفس پر اسقدر اعتماد ہو۔ کہ
کھانے سے کم و بیش ایک ہفتہ تک صبر کر سکے دوسرے یہ کہ اس کے لئے ممکن ہے کہ وہ گھانس پتی کھا سکے جنگل اس بات سے خالی ہوگا
کہ یا تو بعد ایک ہفتہ کے اسکو کوئی آدمی مل جائے یا جنگل میں اوترے ہوئے لوگوں یا گھاس کے پاس پہونچ جائے جس سے
اپنا وقت کاٹ لے میں کہتا ہوں بہت بری بات اس قول میں یہ ہے کہ ایک عالم سے صادر ہوا ہے کیونکہ کبھی کسی سے
ملاقات نہیں ہوتی ہے اور کبھی رستہ بھول جاتا ہے اور کبھی بیمار پڑ جاتا ہے تو اس کے لئے گھاس موافق نہیں ہوتی ہے۔

وقد يلقى من لا يطعمه ويتعرض بمن لا يضيفه وتفوته الجماعة قطعاً وقد يموت ولا يليه احد ثم قد ذكرنا ما جاء في الوحدة وما المحوج الى هذه المحن ان يعتمد فيها على عادة او لقاء شخص او الى خبز الخشيش واى فضيلة في هذه الحالة حتى يخاطر فيها بالنفس واين امر الانسان ان يتقوت بحشيش ومن فعل هذا من السلف وكان هؤلاء يجربون على الله سبحانه هل يرزقهم في البادية ومن طلب الطعام في البرية فقد طلب ما لم تجربه العادة الا ترى ان قوم موسى لما سألوه من بقلها وقثائها قيل لهم اهبطوا مصراً وذلك ان الذى طلبوه في الامصار فهؤلاء القوم على غاية الخطاء في مخالفة الشرع والعقل والعمل بموافقات النفس حدثنا عكرمة عن ابن عباسؓ قال كان اهل اليمن يحجون ولا يتزودون ويقولون نحن متوكلون فيحجون ويأتون الى مكة فيسألون الناس فانزل الله تعالى وتزودوا فان خير الزاد التقوى وعن محمد بن موسى الجرجانى قال سألت محمد بن كثير الصنعانى عن الزهاد الذين لا يتزودون ولا ينتعلون ولا يلبسون الخفاف قال سألتنى عن اولاد الشياطين ولم تسألنى عن الزهاد فقلت له فاى شئ الزهد قال التمسك بالسنة والتشبه باصحاب محمد صلى الله عليه وسلم وسئل احمد بن حنبل عن الرجل يدخل المفازة بغير زاد فانكره انكاراً شديداً وقال اف اف لا لا ومد بها صوته الا بزاد ورفقاء وقافلة

ترجمہ اور کبھی ایسے شخص سے ملاقات ہوتی ہے جو اس کو کھانا نہیں دیتا اور اس شخص کے پاس جاتا ہے جو اس کی مہمانداری نہیں کرتا ہے اور یقیناً جماعت فوت ہوتی ہے ہوسکتا ہے کہ وہ شخص مرجائے اور کوئی آدمی اس کے پاس نہ آئے علاوہ ازین ہم ذکر کر چکے کہ تنہا سفر کرنا کیا حکم رکھتا ہے اور کیا حاجت ہے ان مصیبتوں کے برداشت کرنیکی کہ بھروسہ کرے عادت پر یا کسی شخص کی ملاقات پہ یا گھاس کی روٹی پر اور کونسی فضیلت ہے اس حالت میں کہ انسان اپنے آپ کو ہلاکی میں ڈالے اور کہاں انسان کو حکم ہے کہ وہ گھاس کو کھانا مقرر کرے اور سلف میں سے کس شخص نے یہ کیا ہے اور گویا کہ یہ لوگ اللہ تعالےٰ کا تجربہ کرتے ہیں کہ آیا اُن کو جنگل مین روزی دیتا ہے یا نہیں۔ اور جو شخص جنگل مین کھانا طلب کرتا ہے وہ غیر عادی چیز کو تلاش کرتا ہے کیا تم کو خبر نہیں کہ موسیٰؑ کی قوم نے جب ساگ اور ککڑی کی درخواست کی تو اُن کو حکم ہوا اهبطوا مصرا یعنی شہر مین اوترو اور یہ ارشاد اسی لئے ہوا تھا کہ جو چیزین اونھون نے طلب کی تھیں وہ شہرون ہی میں ہوتی ہیں لہذا یہ لوگ نہایت خطا پر ہیں اور شرع اور عقل کے مخالف ہیں اور موافق نفس کے عمل کرتے ہیں عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ اہل یمن حج کو آتے تھے اور توشہ ساتھ نہ لاتے تھے اور کہتے کہ ہم اہل توکل ہین وہ لوگ حج کرتے تھے اور مکہ مین آتے تھے اور لوگوں سے سوال کرتے تھے اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی وتزودوا فان خیر الزاد التقوی یعنی اپنی ساتھ توشہ لایا کرو کیونکہ بہتر توشہ پرہیزگاری ہے محمد بن موسیٰ جرجانی نے کہا مینے محمد بن کثیر صنعانی سے اون زاہدون کے بارے میں سوال کیا جو نہ سفر مین توشہ لیجاتے ہیں اور نہ جوتا اور موزہ پہنتے ہیں جواب دیا کہ تمنے مجھ سے اولاد شیاطین کی نسبت سوال کیا ہو زاہدون کے بارے مین نہین پوچھا مینے کہا زہد کیا چیز ہے بولے کہ رسول اللہ صلعم کی سنت پر عمل کرنا اور صحابہ رضؓ کی مشابہت کرنا احمد بن حنبل سے اُس آدمی کے بارے مین پوچھا گیا جو بغیر توشہ کے جنگل مین جاتا ہے امام نے سخت انکار کیا اور کہا اُف اُف نہین نہین بغیر توشہ اور قافلہ اور ساتھیوں کے ہرگز نجانا چاہیے

وجاء رجل الى ابی عبد الله احمد بن حنبل فقال رجل يريد سفرا ايما احب اليك يحمل معه زادا ويتوكل فقال له ابو عبد الله يحمل معه زادا ويتوكل حتى لا يستشرف للناس فيعطونه قال الخلال واخبرني ابراهيم بن الخليل ان احمد بن نصر حدثهم ان رجلا سال ابا عبد الله ايخرج الرجل الى مكة متوكلا لا يحمل معه شيئا قال لا يعجبني فمن اين ياكل فقال يتوكل فيعطيه الناس قال فاذا لم يعطوه اليس يستشرف لهم فيعطوه لا يعجبني هذا لم يبلغني ان احدا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم والتابعين فعل هذا وجاء رجل الى احمد بن حنبل من اهل خراسان فقال له يا ابا عبد الله معي درهم احج به فقال له احمد اذهب الى باب الكرخ فاشتر بهذا الدرهم صنا واحمل على راسك حتى يصير عندك ثلثمائة فحج قال يا ابا عبد الله ما تری مكاسب الناس قال احمد انظر الى هذا الخبيث يريد ان يفسد على الناس معائشهم قال يا ابا عبد الله انا نتوكل قال فتدخل البادية وحدك او مع الناس قال مع الناس قال كذبت لست انت متوكلا فادخل انت وحدك والا انك متوكل على جراب الناس فصل ومن سياحات الصوفية في اسفارهم وسياحاتهم من الافعال المخالفة للشرع عن ابی حمزة الصوفی قال سافرت سفرة على التوكل فبينا انا اسير ذات ليلة والنوم في عيني اذ وقعت في بئر فرأيتني قد حصلت فيها فلم اقدر على الخروج لبعد مرتقاها فجلست فيها فبينا انا جالس اذ وقف على رأسها رجلان

ترجمہ ابو عبد اللہ احمد بن حنبل کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ ایک شخص سفر کرنا چاہتا ہے آپ کیا پسند کرتے ہیں توشہ ساتھ لیجاوے یا توکل کرے۔ جواب دیا کہ توشہ ساتھ لیجائے یا ایسا توکل کرے کہ لوگوں کے سامنے گردن نہ اُٹھائے تاکہ اُسے کچھ دیں خلال نے کہا کہ مجھ سے ابراہیم ابن خلیل نے بیان کیا کہ احمد ابن نصر نے لوگوں سے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابو عبد اللہ سے پوچھا کہ آدمی توکل پر مکے کو جاوے اور اپنے ساتھ کچھ نہ لیجاوے فرمایا کہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کھائیگا کہاں سے تو اسنے کہا کہ توکل کریگا تو لوگ اسے دینگے فرمایا جب لوگ اسے نہ دینگے تو لوگوں کی طرف نظر نہ اُٹھائیگا تاکہ لوگ اُسے دیں یہ مجھ کو اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے مجھے کوئی ایسی حدیث نہیں پہنچی کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا تابعین نے ایسا کیا ہو احمد بن حنبل کے پاس ایک خراسانی آیا اور کہنے لگا کہ اے ابو عبد اللہ میرے پاس ایک درم ہے اُسکو لیکر حج کو جاؤں امام نے اس سے کہا کہ تم باب الکرخ کی طرف جاؤ اور اس درم کی بوری خرید و اور سر پر رکھکر بیچنے پھرو اسیطرح جب تمہارے پاس تین سو درم ہو جائیں تو حج کو جاؤ۔ وہ بولا کہ اے ابو عبد اللہ آپ لوگوں کے لئے پیشہ و کسب کیا خیال کرتے ہیں امام نے کہا دیکھو یہ خبیث کیا کہتا ہے کیا تو یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے لئے ان کے معاش فاسد کر دے وہ کہنے لگے کہ اے ابو عبد اللہ ہم توکل کرتے ہیں امام نے پوچھا کہ تو جنگل کو اکیلا جائیگا یا لوگوں کے ہمراہ جواب دیا کہ لوگوں کے ساتھ جاؤنگا امام نے کہا کہ تو جھوٹا ہے تو توکل کرنیوالا نہیں اکیلا جا ورنہ تو صرف لوگوں کے تھیلوں پر توکل کرتا ہے (بیان ان حالات کا جو افعال صوفیہ سے سفر و سیاحت میں خلاف شریعت سرزد ہوئے) ابو حمزہ صوفی نے کہا کہ میں نے ایک سفر توکل پر کیا ایک رات میں چلا جا رہا تھا اور میری آنکھوں میں نیند بھری ہوئی تھی کہ یکایک ایک کنوئیں میں گر پڑا تو میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ کنوئیں میں موجود ہوں۔ اور اسمیں سے نکل نہ سکے وجہ کیونکہ اسکا کنارہ بہت اونچا تھا لہذا میں اسمیں بیٹھ گیا وہیں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں اس کنوئیں پر دو آدمی آکھڑے ہوئے۔

فقال احدهما لصاحبه تجوز ونترك هذه البئر فی طريق المسلمين فقال الآخر فما تصنع قال فبدرت نفسی
ان اقول انا فيها فنوديت تتوكل علينا وتشكو بلانا الی سوانا قال فسكت فمضيا ثم رجعا ومعهما شئ فجعلاه
علی راسها غطوها به فقالت لی نفسی امنت طمها ولكن حصلت فيها مسجونا فمكثت يومی وليلتی فلما كان الغد اذا
شیء يهتف لی ولا اراه تمسك بی شديدا فمددت يدی فوقعت علی شئ خشن فتمسكت به فعلاها وطرحنی فتاملت
فوق الارض فاذا هو سبع فلما رايته لحق نفسی من ذلك ما يلحق من مثله فهتف بی هاتف يا ابا حمزة
استنقذناك من البلاء بالبلاء وكفيناك ما تخاف بما تخاف وعن ابن المالكی يقول قال ابو حمزة الخراسانی حججت
سنة من السنين فبينا انا امشی فی الطريق وقعت فی بئر فنازعتنی نفسی ان استغيث فقلت لا والله لا استغيث
فما استتممت هذا الخاطر حتی مر براس البئر رجلان فقال احدهما للآخر تعال نسد راس البئر فی هذه الطريق
فاتوا بقصب وبارية فهممت فقلت الی من هو اقرب اليك منهما وسكت حتی طموا راس البئر فاذا بشئ قد
جاء فكشف عن راس البئر ودلی رجليه وكانه يقول فی همهمته له تعلق فتعلقت به فاخرجنی فنظرت فاذا هو سبع
فهتف لی هاتف وهو يقول يا ابا حمزة اليس هذا احسن

ترجمہ ایک نے دوسرے سے کہا کہ چلو ہم چلیں اور اس کنوئیں کو مسلمانوں کے رستے میں چھوڑ دیں دوسرے نے کہا پھر اور کیا کرو گے
میرے جی میں آیا کہ پکار اُٹھوں کہ میں کنوئیں میں ہوں آواز آئی کہ تو ہم پر توکل کرتا ہے اور ہماری دی ہوئی بلا کی فریاد غیر کے پاس لیجاتا
ہے لہذا میں خاموش رہا وہ دونوں آدمی چلے گئے بعد اُسکے پھر واپس آئے اور کوئی چیز اپنی ساتھ لائے اور اس چیز کو کنوئیں کے
مونہہ پر رکھکر ڈہانک دیا مجھے میرے نفس نے کہا کہ کنوئیں کے بند کرنیسے تو تجھ کو نجات ملی لیکن اب تو اس کنوئیں میں قید رہگیا میں
دن رات برابر وہاں رہا جب اگلا روز ہوا تو کسی چیز نے مجھ کو آواز دی اور وہ نظر نہ آتی تھی کہ مجھہ کو زور سے پکڑ میں نے اپنا ہاتھ بڑہایا
تو ایک سخت چیز پر پڑا میں نے اُسکو پکڑ لیا تو اُسنے اوپر اٹھایا اور مجھہ کو زمین پر پھینکدیا پھر مینے غور سے زمین پر دیکھا تو وہ ایک درندہ
تھا جب میں نے یہ حال دیکھا تو مجھپر وہی کیفیت گذری جو ایسی حالت میں گذرتی ہے ہاتف نے آواز دی کہ اے ابو حمزہ ہمنے تجکو بلا کے
ذریعہ سے بلا سے نجات دی اور بذریعہ خوفناک چیز کے خوفناک امر سے کفایت کی اور ابن مالکی کہتے ہیں کہ ابو حمزہ خراسانی نے کہا کہ میں نے ایک
سال حج کیا تو میں رستے میں جا رہا تھا کہ یکایک ایک کنوئیں میں گر پڑا تو میرے نفس نے مجھ سے مخالفت کی کہ میں فریاد کروں تو مینے کہا
کہ واللہ ہرگز فریاد نہیں کرونگا تو میں نے اپنے ارادے کو پورا نہیں کیا تھا کہ کنوئیں کے سر پر دو شخص گذرے تو ایک نے دوسرے
سے کہا کہ آؤ اس راستے میں کنوئیں کا سر بند کریں تو وہ نرسل اور ستون لائے تو مینے بولنے کا ارادہ کیا تو مینے کہا کہ کہہ تو اس
شخص سے جو بہ نسبت ان دونوں کے تجھسے زیادہ قریب ہے اور چپکا رہا یہانتک کہ انہوں نے کنوئیں کا سر بند کر دیا۔ پھر
یکایک ایک چیز آئی اور اسنے کنوئیں کا سر کھولا اور اپنے دونوں پیر لٹکائے اور گویا کہ وہ اپنی بولی میں کہتا تھا کہ لٹک جاؤ میں اسکے
ساتھ لٹک گیا تو مجھ کو اسنے نکال لیا تو مینے دیکھا تو وہ درندہ تھا تو مجھ کو ایک شخص نے پکارا جو کہہ رہا تھا کہ ای ابو حمزہ کیا یہ بہتر نہیں ہے

نجینالک من التلف بالتلف وعن ابی عبد اللہ محمد بن نعیم یحکی عن ابی حمزۃ الصوفی الدمشقی انہ لما خرج من البئر
انشأ یقول ۔ نہانی حیائی منک ان اکشف الھوی واغنیتنی بالقرب منک عن الکشف تراأیت لی بالغیب
حتی کأنما یبشرنی بالغیب انک فی الکف اراک وبی من ھیبتی لک وحشۃ وتونسنی باللطف منک
وباللطف وتحیی محبا انت فی الحب حتفہ وذا عجب کون الحیوۃ مع الحتف **قال المصنف** اختلفوا فی ابی حمزۃ
ھذا الواقع فی البئر فقال ابو عبد الرحمن السلمی ھو ابو حمزۃ الخراسانی وکان من اقران الجنید وقد ذکرنا فی روایۃ اخری
انہ دمشقی وقال ابو نعیم الحافظ ھو ابو حمزۃ البغدادی واسمہ محمد بن ابراھیم وذکرہ الخطیب فی تاریخہ وذکر لہ ھذہ الحکایۃ
وایھما کان فانہ مخطئ فی فعلہ مخالف للشرع فی سکوتہ معین علی نفسہ وقد کان یجب علیہ ان یصیح ویمنع من طم البئر
کما یجب علیہ ان یدفع عن نفسہ من یقصد قتلہ وقولہ لا استغیث کقول القائل لا اکل الطعام ولا اشرب الماء وھذا
جھل من فاعلہ ومخالفۃ للحکمۃ فی وضع الدنیا فان اللہ تعالی وضع الاشیاء علی الحکمۃ فجعل للادمی یدا یدفع بھا ولسانا
ینطق بہ وعقلا یھدیہ الی دفع المضار واجتلاب المصالح وجعل الاغذیۃ والادویۃ لمصلحۃ الادمیین فمن اعرض عن استعمال ما خلق لہ وارشد الیہ فقد
رفض امر الشرع وعطل حکمۃ الصانع فان قال جاھل فکیف احترز من القدر قلنا وکیف لا تحترز مع امر القدر

ترجمہ یعنی تلف سے بواسطہ تلف کے رہائی بخشی اور ابو عبد اللہ محمد ابن انعیم ابو حمزہ صوفی دمشقی کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ جب وہ کنوئیں سے
نکلے تو چند شعر پڑہے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ مجکو حیا مانع آئی کہ عشق کا اظہار کروں اور تیرے قرب کی وجہ سے مجکو اظہار عشق کی ضرورت نہ رہی
تو مجکو غیب میں ایسا معلوم ہوا کہ گویا با وجود غیب کے مجھ کو بشارت ملتی تھی کہ تو سامنے ہے میں تجکو دیکھتا ہوں اور تیری ہیبت کے
مارے مجکو وحشت ہوتی ہے اور تو لطف و عنایت سے مجکو مانوس کرتا ہے تو اس عاشق کو زندہ کرتا ہے جسکو عشق میں ہلاک کرتا ہے اور
یہ تعجب کی بات ہے کہ ہلاکت کے ساتھ زندگی ہے **مصنف** نے کہا کہ ان ابو حمزہ کی نسبت جو کنوئیں میں گر پڑے تھے اختلاف ہے۔
ابو عبد الرحمن سلمے نے کہا کہ ابو حمزہ خراسانی ہیں جو جنید کے ہمعصر تھے اور دوسری روایت میں ہم ذکر کر چکے کہ وہ دمشقی ہیں ابو نعیم حافظ
نے کہا کہ وہ ابو حمزہ بغدادی ہیں اور ان کا نام محمد ابن ابراہیم ہے اور اُن کو خطیب نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ان کی اس حکایت
کو بھی ذکر کیا ہے بہرحال کوئی ہوں اس خلاف شرع حرکت میں خطا کی کیونکہ کنوئیں میں خاموش بیٹھے رہے حالانکہ پکارنا اور کنوئیں کی آفت
سے چھوٹنا واجب تھا جس طرح اگر کوئی شخص کسیکو قتل کرنا چاہے تو اسکا روکنا واجب ہے اور یوں کہنا کہ میں فریاد نہ کروں گا ایسا ہے
جیسے کوئی کہے کہ میں کھانا نہ کھاؤنگا اور پانی نہ پیونگا حالانکہ جو ایسا کرے وہ جاہل ہے اور یہ حرکت باعتبار وضع عالم کے خلاف حکمت ہے کیونکہ
اللہ تعالے نے اشیا کو حکمت پر وضع کیا ہے آدمی کو ہاتھ دیئے ہیں تاکہ ان سے روکے اور زبان دی تاکہ گفتگو کرے اور عقل بخشی جو اسکی رہبری کرتی
ہے تاکہ نقصان کو اپنے سے دور کرے اور منفعتوں کو حاصل کرے غذائیں اور دوائیں آدمیوں کی مصلحت کے لئے مخلوق فرمائی ہیں۔
اب جو شخص اُن چیزوں کے استعمال سے روگردانی کرے جو اس کے لئے پیدا کی گئیں اور جسکو اسکی طرف ہدایت کی گئی تو وہ امر شریعت کو چھوڑتا
ہے اور صانع کی حکمت کو بیکار کرتا ہے اگر کوئی جاہل کہے کہ قضا و قدر سے کیونکر احتراز کریں ہم جواب دینگے کہ کیونکر احتراز نکریں جبکہ خود مقدر

وقد قال الله تعالیٰ خذوا حذركم وقد اختفی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی الغار وقال لسراقة اخف عنا واستاجر دلیلا الی مکة ولم یقل اخرج علی التوکل وما زال یتبینه مع الاسباب وتقلیبه مع المسبب وقد احکمنا هذا الاصل فیما تقدم وقول ابی حمزة فنودیت من باطنی هذا من حدیث النفس الجاهلة التی قد استقر عندها بالجهل ان التوکل ترك التمسك بالاسباب لان الشرع لا یطلب من الانسان ما نهاه عنه وهلا نافره باطنه فی مد یدیه وتعلقه بذلك وتمسکه بما دلی علیه لا بل هذا اکد لان الفعل اکد من القول فهلا سکن حتی یحمل بلا سبب فان قال هذا بعثه الله تعالیٰ قلنا والذی جاء على البئر بعثه والسائل المستغیث من خلقه فانه لو استغاث کان مستعملا للاسباب التی خلقها الله تعالیٰ للدفع عنه فلم یلم وانما بسکوته عطل الاسباب ودفع الحکم فصلح لومه واما تخلیصه بالسبع فان صح هذا فقد یتفق مثله ثم لا ننکر ان الله تعالیٰ یلطف بعبده وانما ننکر فعله المخالف للشرع وعن الجنید قال قال لی محمد بن السمین کنت فی طریق الکوفة بقرب الصحراء التی بطریقنا والطریق منقطع فرأیت علی الطریق جملا قد سقط ومات ورأیت علیه سبعة او ثمانیة من السباع یتناهشن لحمه ویحمل بعضها علی بعض فلما ان رأیتهم کان نفسی اضطربت

ترجمہ خذوا حذرکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غار میں جاکر پوشیدہ ہوئے اور آپ نے سراقہ سے فرمایا تھا کہ ہمارا حال چھپانا اور مکہ تشریف لیجانے کے لیئے آپ نے ایک رہبر کو اجرت پر لیا اور یوں نفرمایا کہ ہم توکل پر چلے چلیں ہمیشہ ظاہر میں اسباب پر نظر فرمائی اور باطن میں مسبب پر بھروسا کیا اسکا بیان ہم پیشتر اچھی طرح مکمل کر چکے ہیں ابو حمزہ کا یہ قول کہ مجکو میرے باطن سے آواز آئی اس نفس نادان کی گفتگو ہے جس کے نزدیک جہالت سے یہ بات قرار پا گئی کہ توکل یہ ہے کہ اسباب کو اختیار کرنا چھوڑ دے کیونکہ شریعت اس امر کی درخواست نہیں کرتی جس سے منع کر چکی ابو حمزہ کے باطن نے اسوقت نہ روکا جب ہاتھ بڑھایا اور اس چیز کو پکڑا اور اسکی ساتھ لٹک کر رہگئے کیونکہ یہ بھی تو اس ترک اسباب کے دعوے کے خلاف ہے جو اونھوں نے کیا تھا اور یوں کہنے میں کہ میں کنوئیں ہوں اور اس چیز کے پکڑنے میں جس سے لٹکے کیا فرق ہے بلکہ یہ پکڑنا اس کہنے سے بڑھکر ہے کیونکہ فعل میں بنسبت قول کے زیادہ تاکید ہوتی ہے ابو حمزہ ٹھہرے کیوں نرہے تاکہ بلا سبب اوپر آجاتے اگر یوں کہا جائے کہ اس چیز کو خدا نے میرے لئے بھیجدیا تھا تو ہم کہینگے کہ جو آدمی کنوئیں پر گذرا تھا اُسے کس نے بھیجا تھا اور زبان کو جو فریاد کرتی ہے کس نے پیدا کیا اگر فریاد کرتے تو اُن اسباب کو استعمال میں لاتے جنکو اللہ تعالیٰ نے دفع ضرر کے لیئے پیدا کیا ہے لہذا قابل ملامت نہیں اور خاموش رہکر تو اسباب کو بیکار کر دیا اور حکمتوں کو دور کیا لہذا وہ قابل ملامت ہے اور شیر یا درندہ کے ذریعہ سے رہائی پانا اگر صحیح ہی تو ویسا اکثر اتفاق ہوتا ہے پھر ہم اسکا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے پر احسان فرماتا ہے ہم تو فعل مخالف شرع کا انکار کرتے ہیں جنید نے کہا کہ مجھ سے محمد بن سمین نے بیان کیا کہ میں کوفے کے راستے میں اس میدان کے قریب تھا جو ہمارے راستے میں پڑتا ہے اور راستے میں کوئی آتا جاتا نہیں۔ میں نے سرراہ ایک اونٹ مرا ہوا پڑا پایا۔ اور میں نے دیکھا کہ اسکو سات آٹھ درندے نوچ نوچ کر کہاتے تھے اور باہم ایک دوسرے پر حملہ کرتا تھا جب میں نے اسکو دیکھا تو میرا نفس بیقرار ہوا

وكانوا على قارعة الطريق فقالت لي نفسي تميل يمينا او شمالا فابيت عليها الا ان اعبر عليهم فحملتها على ان مشيتُ حتى وقفت عليهم بالقرب منهم كاحدهم ثم رجعت الى نفسي لانظر كيف هي فاذا الروع ساكن فابيت ان ابرح وهذه صفتي فقعدت بينهم ثم نظرت بعد قعودي فاذا الروع معي فابيت ان ابرح وهذه صفتي ضعفت فوضعت جنبي فنمت مضطجعا فغشاني النوم فنمت وانا على تلك الهيئة والسباع في المكان الذي كانوا عليه فمضى لي وقت واذا انا نائم فاستيقظت واذا السباع قد تفرقت ولم يبق منها شيء واذا الذي كنت اجده قد زال فقمت وانا على تلك الهيئة فانصرفت **قال المصنف** فهذا الرجل قد خالف الشريعة في تعرضه بالسباع ولا يحل لاحد ان يتعرض لسبع او حية بل يجب عليه ان يفر منه **وفي الصحيحين** ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا وقع الطاعون وانتم بارض فلا تقدموا عليه **وقال** صلى الله عليه وسلم فر من المجذوم فرارك من الاسد **ومر** عليه السلام بحائط مائل فاسرع وهذا الرجل قد اراد من طبعه ان لا ينزعج وهذا شيء ما سلم منه موسى عليه السلام فانه لما رأى الحية خافها وولى مدبرا فان صح ما ذكره فهو بعيد الصحة لان طباع الآدميين تتساوى فمن قال ان السبع لا يخيفني بطبعي كذبناه كما لو قال لا اشتهي النظر الى المستحسن وكأنه قهر نفسه حتى نام بينهم استسلاما للهلاك لظنه ان هذا هو التوكل وهذا الظن خطأ لانه لو كان هذا التوكل ما نهي عن مقاربة ما يخاف شره ولعل السباع اشتغلت عنه

---

ترجمہ اور وہ سب بالکل سرراہ تھے میرے نفس نے مجھسے کہا کہ دہنے بائیں مڑ کر نکل جا میں نے نفس کی بات نہ سنی اور کہا کہ درندوں میں ہو کر نکلو نگا پھر نفس کو ابھارا اور چلکر درندوں کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اتنا قریب ہو گیا کہ گویا ان میں مل گیا پھر اپنے نفس کی طرف رجوع کیا کہ دیکھوں اب اس کی کیا کیفیت ہے تو خوف و ہراس میں پایا میں نے وہاں سے ہٹ جانے سے انکار کیا اور درندوں میں بیٹھ گیا پھر بیٹھ کر بھی اپنے نفس کو خائف و ہراسان پایا میں نے اوٹھنے سے انکار کیا اور وہیں لیٹ رہا اوسی حالت میں مجھکو نیند آگئی تو میں اسی طرح پر سو گیا اور درندے جہاں تھے وہیں تھے تو مجھ پر سونیکی حالت کچھ وقت گذرا بعد سونے کے میری آنکھ کھلی تو درندے چلے گئے تھے اور کوئی باقی نہ رہا تھا اور میرا خوف بھی زائل ہو گیا تھا اسی ہیئت سے میں اٹھا اور اپنا رستہ لیا **مصنف** نے کہا کہ اس شخص نے جو درندوں سے تعرض کیا تو یہ خلاف شریعت ہے کسی شخص کے لئے درندے یا سانپ کے سامنے ہو جانا جائز نہیں بلکہ اس کے آگے سے بھاگنا واجب ہے **صحیحین** میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی شہر میں طاعون پھیلا ہو تم وہاں نہ جاؤ اور نیز آپ نے فرمایا کہ مجذوم آدمی سے ایسا دور بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو اور نیز آپ ایک دیوار کے تلے سے گذرے جو جھک پڑی تھی آپ نے تیزی سے قدم اوٹھائے اور اس شخص نے یہ چاہا کہ اپنی طبیعت سے اس امر کی درخواست کی کہ مضطرب نہو حالانکہ یہ ایسی شے ہے کہ جس سے حضرت موسیٰ کی بھی سلامت نہ رہی کیونکہ جب عصا کو سانپ دیکھا تو پیچھے ہٹ گئے اگر اس شخص کا بیان درست ہے تو صحت سے دور ہے کیونکہ آدمیوں کی طبیعتیں برابر ہیں جو شخص یوں کہے کہ میں اپنی طبیعت سے درندے سے نہیں ڈرتا تو ہم اسکو جھوٹا کہینگے جیسے کوئی کہے کہ میں اچھی چیز کو خواہش سے نہیں دیکھتا گویا کہ اس شخص نے اپنے نفس پر قہر کیا یہانتک کہ اپنے آپکو ہلاکت کی سپرد کر کے درندوں میں سو رہا اس خیال سے کہ یہی توکل ہے حالانکہ یہ غلط خیالی ہے کیونکہ اگر یہ توکل ہوتا تو جس چیز کی شر سے خوف ہو اس کے پاس جانے سے منع نکیا جاتا اور عجب نہیں کہ درندے اس مردار اونٹ کھانیکی

فانه قد کان ابو تراب النخشبی من کبار القوم فلقیته السباع فی البریة فنهشته فمات ثم لاینکر ان الله تعالی لطف به ونجاه بحسن ظنه فیه غیر انا نبین خطأ فعله للعامی الذی اذا سمع هذه الحکایة ظن انها عزیمة عظیمة ویقین قوی وربما فضل حالته علی حالة موسی اذ هرب من الحیة وعلی حالة نبینا صلی الله علیه وسلم اذ مر بجدار مائل فهرول وعلی حالة ابی بکر رضی الله عنه اذ سد خروق الغار اتقاء للاذی وهیهات ان تعلو مرتبة هذا المخالف للشرع علی مرتبة الانبیاء والصدیقین بما تخایل له ظنه الفاسد من ان ما فعله هو التوکل وعن محمد بن عبد الله الفرغانی قال سمعت مؤملا المغازلی یقول کنت مع اصحاب محمد بن السمین فسافرت معه ما بین تکریت والموصل فبینا نحن فی بریة نسیر اذ زأر السبع من قریب فجزعت وتغیرت وظهر ذلک علی وجهی وهممت ان ابادر فضربنی وقال یا مؤمل التوکل ههنا لیس فی المسجد الجامع قال المصنف لا شک ان التوکل لیظهر اثره عند المتوکل فی الشدائد ولکن لیس من شرطه الاستسلام للسبع فانه لایجوز قال الخواص حدثنی بعض المشایخ انه قیل لعلی الرازی ما لنا لا نراک مع ابی طالب الجرجانی قال کنا فی موضع فیه سباع فلما نظر الی ولم انم طردنی وقال لیس تصحبنی بعد هذا الیوم قال المصنف لقد تعدی هذا الرجل اذ اراد من صاحبه تغییر ما طبع علیه ولیس ذلک الیه ولا یطالبه به الشرع

ترجمہ کیونکہ کبار صوفیہ میں سے ابو تراب نخشبی تھے اون کو جنگل میں درندے ملے اور پھاڑ ڈالا اور مر گئے پھر اس بات کا انکار نہیں کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالٰی نے اپنی مہربانی کی اور اون کے حسن ظن کی وجہ سے اُن کو نجات دی ہم تو صرف اُن کے فعل کی خطا بیان کرتے ہیں عامی آدمی کے لئے کہ جب وہ اس حکایت کو سنے گا تو خیال کریگا کہ بڑی عزیمت اور قوی یقین ہے اور بسا اوقات اس شخص کی حالت کو حضرت موسیٰؑ کی حالت پر فضیلت دیگا کہ سانپ کو دیکھکر بھاگے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت سے بڑھا دیگا کہ جب جھکی ہوئی دیوار سے ہوکے گذرے تو تیزی سے قدم اوٹھائے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی حالت سے افضل جانیگا کہ غار کے سوراخوں کو اذیت کے خوف سے بند کیا تھا حالانکہ اس مخالف شرع کا مرتبہ جو اپنے ظن فاسد سے خیال کرتا ہے کہ مینے جو کچھ کیا وہی توکل ہے انبیاء اور صدیقین کے مرتبہ سے ہرگز نہیں بڑھ سکتا محمد بن عبد اللہ فرغانی نے کہا کہ مینے مومل مغازلی سے سنا بیان کرتے تھے کہ میں محمد بن سمین کے ہمراہیوں میں تھا اونکی ساتھ تکریت اور موصل کے درمیان سفر میں تھا ایک بار جنگل میں چلے جا رہے تھے کہ قریب آکر ایک شیر ڈکارا میری حالت متغیر ہوگئی اور میں ڈر گیا اور خوف کے آثار میرے چہرے پر نمایاں ہوے اور میں نے آگے بڑھ چلنے کا قصد کیا محمد بن سمین نے مجھکو تھاما اور کہا کہ اے مومل توکل کا کام یہاں ہے مسجد جامع میں نہیں مصنف نے کہا کہ بیشک توکل کا اثر متوکل کے نزدیک سختیوں ظاہر ہوتا ہے لیکن توکل کی شرطوں میں سے یہ نہیں کہ اپنے آپ کو شیر کے حوالے کردے کیونکہ یہ ناجائز ہے خواص نے کہا کہ مجھ سے بعض مشائخ نے بیان کیا کہ علی رازی سے کسی نے کہا کہ ہم آپ کو ابو طالب جرجانی کے ساتھ کیوں نہیں دیکھتے جواب دیا کہ ایکبار ہم دونوں ایک مقام میں تھے جہاں درندے تھے جب ابو طالب نے مجھکو دیکھا کہ نیند نہیں آئی تو ہٹا دیا اور کہا آج کے بعد تو میرے پاس نہ آنا مصنف نے کہا کہ اس شخص نے اپنے ہمراہی پر زیادتی کی کہ اس سے ایسی چیز کا بدلنا چاہا جو اُسکی طبیعت میں داخل ہے اور اسکے اختیار میں نہیں اور شریعت بھی اس سے

وما قدر على هذه الحالة موسىٰ حين هرب من الحية فهذا كله مبناه على الجهل وعن احمد بن علي قال حج الدينوري اثنتي عشرة حجة حافيا مكشوف الراس كان اذا دخل في رجله شوكة يمسح رجله بالارض ويمشي لا يتطأطأ الى الارض من صحة توكله **قال المصنف** انظروا الى ما يصنع الجهل باهله ليس من طاعة الله سبحانه ان يقطع الانسان البادية حافيا لانه يؤذي نفسه غاية الاذى ولا مكشوف الراس واي قربة تحصل بهذا ولولا وجوب كشف الراس في الاحرام لم يكن لكشفه معنى ومن الذي امره ان لا يخرج الشوك من رجله واي طاعة تقع بهذا ولو ان رجله انتفخت بما يبقى فيه من الشوك وتلف كان قد عان على نفسه وهلا دلك الرجل بالارض الا دفع بعض شر الشوك فهلا دفع الباقي بالاخراج واين التوكل من هذه الافعال المخالفة للعقل والشرع لانهما يقضيان جلب المنافع للنفس ودفع المضار عنها **و**قد اجاز الشرع لمن ادركه ضرر في احرامه ان يخرق حرمة الاحرام ويفدي وعن العباس بن محمد الدوري يقول سمعت ابا عبيد يقول انى لا تبين عقل الرجل ان يدع الشمس ويمشي في الظل وعن علي بن عبد الله بن جهضم قال سمعت ابا بكر الرقي يقول حدثني ابو بكر الدقاق قال خرجت في وسط السنة الى مكة وانا حديث السن وفي وسطي نصف حبل وعلى كتفي نصف حبل فرمدت عيني في الطريق وكنت امسح دموعي بالحبل فاقرح الحبل الموضع وكان يخرج الدم مع الدموع فمن شدة الارادة وقوة سرورى بحالى

ترجمہ اور حضرت موسیٰ بھی اس حالت پر قادر نہوئے جب سانپ سے بھاگے اس تمام امر کی بنیاد جہالت پر ہے **احمد بن علی** نے کہا کہ دینوری نے بارہ حج پا برہنہ اور سر کھلے کئے جب ان کے پانوں میں کوئی کانٹا لگتا تھا تو پاؤں کو زمین سے رگڑتے تھے اور چل چلتے تھے کانٹا نکالنے کے لئے زمین کی طرف نہ جھکتے تھے تاکہ توکل صحیح رہے **مصنف** نے کہا کہ غور کرو جاہلوں کے ساتھ جہل کیا کیا کرتا ہے یہ کوئی اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری نہیں کہ انسان پا برہنہ جنگل کو طے کرے کیونکہ اس سے جان کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور سر کشادہ جانا بھی عبادت میں داخل نہیں اور اس سے کوئی قربت نہیں حاصل ہوتی اگر احرام کی مدت میں سر کھلے رہنا واجب نہوتا تو سر ننگا رکھنے کے کوئی معنی نہ تھے اس شخص کو کسنے حکم دیا تھا کہ اپنے پانوں سے کانٹا نہ نکالے اور اس سے کونسی طاعت واقع ہوتی ہے اور اگر پانوں کانٹے کی وجہ سے ورم کر آتا اور ضائع ہو جاتا تو اس شخص نے اپنے نفس کو خود تکلیف میں ڈالا اور پانون کو زمین سے رگڑتا بھی تو کچھ تکلیف کانٹے کی دفع کر ہی دیتا ہے پھر باقی کانٹا خود کیوں نہ نکالا توکل میں اور ان افعال مخالف عقل و شریعت میں بڑا فرق ہے کیونکہ عقل و شریعت کا حکم ہے کہ اپنے نفس کو نفع پہونچائے اور نقصان اس سے دور کرے خود شرع نے اجازت دی ہے کہ جس شخص کو احرام میں کوئی ضرر پہونچے تو احرام کی حرمت توڑ ڈالے اور فدیہ دے عباس ابن محمد دوری کہتے ہیں کہ ابو عبید سے مینے سُنا کہتے تھے کہ آدمی کی عقل میں یہ کب آتا ہے کہ دھوپ چھوڑ دے اور سایہ میں چلے **علی ابن عبد اللہ بن جہضم** نے کہا کہ مینے ابو بکر رقی سے سُنا کہتے تھے کہ مجھ سے ابو بکر دقاق نے بیان کیا کہ مین نصف سال گذرنے پر مکہ کی طرف چلا اور ان دنون میں نوجوان تہا اور میرے پاس ایک جھول تھا جس کو آدہا کمر سے باندہا تھا اور آدہا کاندہو نپر ڈالا تھا راستے میں میری آنکھیں دکھنے آگئین۔ میں اپنے آنسوؤں کو اس جھول سے پونچھتا تھا۔ جھول نے اس مقام کو زخمی کر دیا اور آنسوؤں کے ساتھ خون نکلنے لگا مین غایت ارادت اور کمال سرور کی وجہ سے مجھ ان

لا افرق بين الدموع والدم وذهبت عيني في تلك الحجة وكانت الشمس اذا اثرت في يدي قبلت يدي ووضعتها على عيني
سرورا مني بالبلاء وقال ابو بكر الرازي قلت لابي بكر الدقاق وكان بفرد عين ما سبب ذهاب عينك قال كنت ادخل
البادية على التوكل فجعلت على نفسي ان لا اكل لاهل المنازل فيئا تورعا فسالت احدى عيني على خدي من الجوع
قال المصنف اذا سمع مبتدئ هذا الرجل ظن ان هذه مجاهدات وقد جمعت فنونا من المعاصي المخالفات
منها خروجه في نصف السنة على الوحدة ومشيه بلا زاد ولباسه الجل ومسح عينه به وظنه ان ذلك
يقربه الى الله سبحانه وانما يتقرب الى الله سبحانه بما شرعه لا بما نهى عنه ولو ان انسانا قال اريد
اضرب نفسي بعصا لانها عصت اتقرب بذلك الى الله كان عاصيا وسرور هذا الرجل بهذا خطأ قبيح لانه انما
يفرح بالبلاء اذا كان بغير سبب الانسان فلو ان انسانا كسر رجل نفسه ثم فرح بهذه المصيبة كان نهاية في الحماقة ثم
تركه السوال وقت الاضطرار وحمله على النفس شق المجاعة حتى سالت عينه ثم تسمي هذا تورعا حماقات الزهاد اثمرها الجهل
البعد عن العلم وقد قال سفيان الثوري من جاع فلم يسأل حتى مات دخل النار قال المصنف فانظر الى كلام
الفقهاء ما احسنه ووجهه ان الله تعالى قد جعل للجائع مكنة التسبيب فاذا اعدم الاسباب الظاهرة

---

ترجمہ اور آنسوؤں کو علیحدہ نکرتا تھا اس حج میں میری آنکھہ جاتی رہی جب دھوپ میرے ہاتھہ میں اثر کر جاتی تھی تو میں اپنے
ہاتھ کو بوسہ دیتا تھا اور اپنی آنکھہ پر رکھہ لیتا تھا کیونکہ میں بلا سے بہت خوش تھا **ابوبکر رازی** نے کہا ابوبکر دقاق سے پوچھا وہ یک
چشم تھے کہ تمہاری آنکھہ جاتے رہنے کا کیا سبب ہے جواب دیا کہ میں توکل پر جنگل کو جایا کرتا تھا میں نے اپنے جی میں عہد کیا کہ کاروانیوں
سے مانگ کر کچھہ نہ کھاؤنگا۔ تاکہ تورع قائم رہے بھوک کی تکلیف سے میری ایک آنکھہ رخسارے پر بہ آئی **مصنف** نے کہا کہ مبتدی آدمی
جب اس شخص کا قصہ سُنیگا تو سمجھیگا کہ یہ مجاہدہ ہے حالانکہ یہ حرکت بہت قسم کے گناہوں اور شریعت کے خلافوں کو جامع ہے۔
ایک یہ کہ شخص نصف سال گذرنے پر تنہا چلا پھر بغیر توشہ کے سفر کیا اور جھول کا لباس بنایا اور اس سے اپنی آنکھہ پونچھی پھر یہ خیال کیا کہ اس سے
اللہ تعالی کی قربت حاصل ہوتی ہے حالانکہ قربت الٰہی امر مشروع میں ہے امر ممنوع سے نہیں ہوتی اگر کوئی آدمی کہے کہ میں اپنے نفس کو لکڑی سے
مارونگا کیونکہ وہ خدا تعالی کا نافرمان ہے تو عاصی ہوگا اور اس شخص کا اس حالت پر خوش ہونا خطائے قبیح ہے کیونکہ بلا سے اسوقت خوش
ہونا چاہئے کہ بغیر سبب کے نازل ہو اگر کوئی آدمی خود اپنے پیر توڑ ڈالے اور پھر اس مصیبت سے خوش ہو تو نہایت احمق ہوگا پھر حالت
اضطرار میں اس شخص کا سوال نہ کرنا اور اپنے نفس پر بھوک کی سختی برداشت کرنا حتے کہ اس کی آنکھہ بہ گئی۔ پھر اس
کا نام تورع رکھنا سب خلاف ہے۔ زاہدوں کی حماقتیں ہیں۔ جن کو جہالت اور لاعلمی نے پیدا کیا *
**سفیان ثوری** نے کہا جو بھوکا ہو۔ اور سوال نہ کرے۔ یہانتک کہ مرجائے تو دوزخ میں جائے گا **مصنف**
نے کہا۔ کہ فقہا کے کلام کو دیکھنا چاہیئے کہ کیسا اچھا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالے نے بھوکے کو سبب
پیدا کرنے کی قدرت دی ہے۔ جب اسباب ظاہری نہ رہیں

فله قدرة السؤال التي هي كالكسب مثله في تلك الحال فاذا تركه فقد فرط في حفظ نفسه التي هي وديعة عنده واستحق
العقاب وقد روي لنا في ذهاب عين هذا الرجل ما هو اظرف مما ذكره فعن ابي علي الروذباري يحكي عن ابي بكر الدقاق قال استضفت
حيا من العرب فرأيت جارية حسناء فنظرت اليها فقلعت عيني التي نظرت بها اليها فقالت مثلك من نظر لله قلت فانظر
الى جهل هذا الرجل المسكين بالشريعة والتعبد لانه ان كان نظر اليها من غير تعمد فلا اثم عليه وان كان تعمد فقد اتى
صغيرة قد يكفي فيها الندم فضم اليها كبيرة وهي قلع عينه ولم يتب منها لانه اعتقد قلعها
قربة الى الله تعالى ومن اعتقد المحذور قربة فقد انتهى خطاءه الى الغاية ولعله سمع تلك الحكاية عن بعض بني اسرائيل انه نظر الى امرأة
فقلع عينه وتلك مع بعد صحتها ربما جازت في شريعتهم واما شريعتنا فانها قد حرمت هذا وكان هؤلاء القوم ابتكروا
شريعة سموها بالتصوف وتركوا شريعة محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم **وقد روي** عن بعض عابدات الصوفية
مثل هذا عن شعرانة انه كان في جيرانها امرأة صالحة فخرجت ذات يوم الى السوق فرآها بعض الناس فافتتن بها وتبعها الى
باب دارها فقالت له المرأة اي شيء تريد مني قال فتنت بك فقالت ما الذي استحسنت مني قال عينيك فدخلت
دارها وقلعت عينيها وخرجت الى خلف الباب ورمت بهما اليه وقالت له خذها لا بارك الله فيك

ترجمہ تو اسکو سوال کرنیکی قدرت ہے جو اس حالت میں بمنزلہ کسب کے ہوجائیگی اب جو وہ اُسکو چھوڑ دیگا تو اس نے نفس کی محافظت
میں کمی کی اور نفس اس کے پاس ایک امانت ہے لہذا عذاب کا مستحق ہوا اور اس شخص کی آنکھ جانیکے بارہ میں جو مذکور ہوا اس سے
بھی بڑھکر منقول ہے ابو علی روذباری ابو بکر دقاق کی حکایت بیان کرتے ہیں کہ میں عرب کے ایک قبیلے کا مہمان ہوا تو مینے ایک خوبصورت
لڑکی دیکھی تو مینے اسکی طرف نظر کی تو مینے اپنی آنکھ نکال ڈالی جس سے اسکی طرف دیکھا تھا تو اس نے کہا کہ تم جیسا اللہ کیواسطے دیکھتا ہی
میں کہتا ہوں دیکھو اس شخص کی جہالت کو جو شریعت اور عبادت میں غریب ہی کیونکہ اگر اُسنے اسکی طرف بلا قصد دیکھا تھا تو اُسپر
کچھ گناہ نہیں اور اگر قصداً دیکھا تھا تو صغیرہ گناہ کیا جسمیں ندامت کافی تھی تو اس نے اس کے ساتھ ایک کبیرہ گناہ ملا دیا اور وہ اپنی آنکھ
کا نکالڈالنا ہی اور اس سے توبہ نہیں کی کیونکہ اس نے اعتقاد رکھا کہ اُسکا نکالڈالنا قربت آلہی ہے اور جو شخص کہ امر ممنوع کو قربت سمجھے
تو اسکی خطا انتہا کو پہونچ گئی اور شاید اس نے یہ حکایت بعض بنی اسرائیل سے سنی کہ اس نے ایک عورت کو دیکھا تو اپنی آنکھ نکالڈالی اور یہ
حکایت باوجود بعد صحت کے ممکن ہی کہ ان کی شریعت میں جائز ہوا اور ہماری شریعت نے اسکو حرام کر دیا اور گویا کہ اس قوم نے خود ایک شریعت
ایجاد کر کے اسکا نام تصوف رکھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت چھوڑ دی بعض صوفیہ عابدہ عورتوں سے بھی اس قسم کی
حکایتیں نقل کی گئیں ہیں شعرانہ نے کہا کہ ہماری پڑوس میں ایک صالحہ عورت رہتی تھی ایک روز بازار کو گئی کسی آدمی نے اسکو دیکھا
اور فریفتہ ہوگیا اور اس کے مکان تک اس کے پیچھے پیچھے آیا اس عورت نے اس سے کہا کہ اے شخص تو مجھ سے کیا چاہتا ہے وہ بولا
کہ میں تجھ پر مفتون ہوگیا پوچھنے لگی کہ تجکو میری کونسی چیز پسند آئی اُسنے کہا کہ تیری آنکھیں اچھی ہیں وہ عورت گھر میں گئی اور اپنی آنکھیں
نکال ڈالیں اور دروازے کے پاس آکر اس شخص کی طرف پھینکیں اور کہا کہ یہ آنکھیں لیجا خدا تجکو برکت نہ دے

قال المصنف فانظروا اخوانی کیف یتلاعب ابلیس بالجهلة فان ذلك الرجل اتی بصغیرة بالنظر الیها واتت بکبیرة ثم انها ظنت انها فعلت طاعة ثم کان ینبغی ان لا تکلم رجلا وقد وجد من القوم ضد هذا کما یروی عن ذی النون وغیره انه قال لقیت امرأة بالبریة وقلت لها وقالت لی وقد انکرت علیه امرأة متیقظة فعن محمد بن یعقوب الفرجی عن ذی النون قال رأیت امرأة بجوارض البجر فنادیتها فقالت وما للرجل ان یکلم النساء لولا ضعف عقلك لرمیتك بشیء وقال اسماعیل بن محمد دخل ابراهیم الهروی مع سبتة البریة فقال سبتة اطرح ما معك من العلائق قال فطرحتها کلها وابقیت دینارا فخطا خطوات ثم قال اطرح ما معك لا تشغل سری قال فاخرجت الدینار ودفعته الیه فطرحه ثم خطا خطوات وقال اطرح ما معك قلت لیس معی شیء قال بعد سری مشتغل ثم ذکرت ان معی سبحة شسوع فقلت لیس معی الا هذه قال فاخذها فطرحها ثم قال امش فمشینا فما احتجت الی شسع فی البادیة الا وجدته مطروحا بین یدی فقال لی کذا من عامل الله بالصدق قال المصنف هذه الافعال خطا ورمی المال حرام والعجب ممن یرمی ما یملك ویاخذ ما لا یدری من این هو وسمعت علی بن محمد المصری یقول سمعت ابا سعید الخراز یقول دخلت البادیة مرة بغیر زاد

ترجمہ مصنف نے کہا میرے بہائیو دیکھو تو سہی کہ شیطان جاہلوں کے ساتھ کیسا کھیل کرتا ہے یہ آدمی تو اُس عورت کیوجہ سے گناہ صغیرہ ہی مین پڑا تہا مگر وہ اس کی وجہ سے گناہ کبیرہ کی مرتکب ہوئی اور پھر یہ سمجھی کہ اُسکی یہ حرکت گویا عبادت ہی علاوہ ازین اسکو یہی تو چاہیئے تہا کہ غیر آدمی سے بات نکرتی اور صوفیہ میں اس کے خلاف بھی پایا گیا چنانچہ ذوالنون وغیرہ کہتے ہیں کہ مین جنگل میں ایک عورت سے ملا اور مینے مجھ سے باتین کی اور مینے اس سے گفتگو کی انہین بزرگ پر ایک بیدار دل عورت نے انکار کیا چنانچہ محمد ابن یعقوب فرجی کہتے ہیں کہ ذوالنون کہتے ہیں کہ دریائی جلیسی زمین مین مینے ایک عورت دیکہی اور اسکو پکارا وہ بولی کہ مردون کو عورتون سے بات کرنیکا کیا کام اگر تمہاری عقل میں فتور نہوتا تو مین تم کو کچھ چیز اوٹہا کر مارتی اسمٰعیل بن محمدؐ نے کہا کہ ابراہیم ہروی ہمراہ ستبہ کے صحرا کو گئے ستبہ نے ان سے کہا کہ علایق دنیاوی میں سے جو کچھ تمہارے پاس ہو اوسے پھینکدو ابراہیم کہتے ہیں کہ مینے تمام چیزین پھینکدین اور ایک دینار رکھ لیا چند قدم چلکر ستبہ نے کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو پھینکدو اور میرے باطن کو پراگندہ نکرو مینے دینار نکالکر ان کو دیا انہون نے پھینکدیا پھر چند قدم چلکر کہا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو پھینکدو مینے کہا میرے پاس کچھ نہیں انہون نے کہا میرا باطن ابتک پراگندہ ہے پھر مجھے یاد آیا کہ میرے پاس ایک تسمونکا دستہ ہی مینے کہا کہ میرے پاس فقط یہ دستہ ہے انہون نے مجھ سے دستہ لیکر پھینکدیا اور کہا کہ اب چلو ہم دونوں چلا کئے رستہ میں مجکو جب کہیں تسمہ کی ضرورت ہوئی تو جنگل مین اپنے سامنے پڑا پایا ستبہ نے مجھ سے کہا کہ دیکھو جو اللہ تعالیٰ کی ساتھ صدق معاملت سے پیش آتا ہے اس سے یہ سلوک کیا جاتا ہے مصنف نے کہا یہ سب حرکتیں خطا ہین اور مال کا پھینکدینا حرام ہے اور تعجب اس شخص پر آتا ہے جو اپنی مملوک چیز کو پھینکتا ہی اور اس چیز کو لیتا ہی کہ اتنا بھی نہین جانتا کہ وہ کہانسے آئی علی بن محمد مصری سے مینے سنا کہتے تھے کہ مجھسے ابوسعید خراز نے بیان کیا کہ مین ایکمرتبہ بغیر توشہ کے جنگل میں داخل ہوا

فاصابتني فاقة فرأيت المرحلة من بعيد فسررت لوصولي ثم فكرت في نفسي اني سكنت واتكلت على غيره فآليت ان لا
ادخل المرحلة الا ان احمل اليها فحفرت لنفسي في الرمل حفرة وواريت جسدي فيها الى صدري فسمعت صوتا في نصف الليل
عاليا يا اهل المرحلة ان لله وليا حبس نفسه في هذا الرمل فالحقوه فجاء جماعة فاخرجوني وحملوني الى القرية قال
المصنف لقد قطع هذا الرجل على طبعه فاراد منه ما لم يوضع عليه لان في طبع الآدمي ان يهش الى ما يحب ولا
لوم على العطشان اذا هش الى الماء ولا على الجائع اذا هش للطعام وكذلك كل من هش الى محبوب له وقد كان النبي صلى الله
عليه وسلم اذا قدم من سفر فلاحت له المدينة اسرع السير حبا للوطن ولما خرج من مكة يلتفت شوقا اليها وكان بلال
يقول لعن الله عتبة وشيبة اذ اخرجونا من مكة ويقول الا ليت شعري هل ابيتن ليلة بواد وحولي اذخر وجليل
فنعوذ بالله من الاعراض عن العمل بمقتضى العلم والعقل ثم
حبسه نفسه عن صلاة الجماعة قبيح واي شيء في هذا من التقرب الى الله
سبحانه انما هو جهل محض وعن بكر بن محمد قال كنت عند ابي الخير النيسابوري فبسطني بمجادثته لي فذكر بدايته
الى ان سألته عن سبب قطع يده فقال يد جنت فقطعت

ترجمہ مجھ کو فاقہ گذرا مین نے دور سے منزل کو دیکھا میں اپنے وہاں پہونچنے پر خوش ہوا پھر اپنے جی میں سوچا کہ مینے برا کیا۔ اور
غیر خدا پر بھروسہ کیا لہذا مینے قسم کھائی کہ بغیر کسی کے لیجائے ہوئے مرحلہ مین نہ جاونگا مین نے وہیں بالو میں اپنے لیئے ایک گڑہا کھودا اور اپنے
بدن کو سینے تک اسمین پوشیدہ کیا آدہی رات گذرنے پر مینے ایک بلند آواز سنی کہ اے اہل قریہ ایک اللہ کا ولی اپنے آپ کو اس
ریگ بیابان مین چھپائے ہوئے ہے اس کی خبر لو۔ اس گاؤن سے ایک جماعت آئی۔ اور مجھ کو گاؤن میں اٹھا لیگی
مصنف نے کہا کہ اس شخص نے اپنی طبیعت پر ظلم کیا کیونکہ اس سے وہ کام چاہا جسکے لئے وہ بنائی نہیں گئی کیوں کہ آدمی کی طبیعت
مین داخل ہے کہ جس چیز کو محبوب رکھتا ہے خوشی سے اسکی طرف جاتا ہے اگر پیاسا پانی کی طرف اور بھوکا کھانے کی جانب شوق ...
جائے تو قابل ملامت نہیں علی ہذا القیاس ہر ایک شخص جو اپنی محبوب چیز کی طرف خوش ہوکر دوڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
سفر سے تشریف لاتے تھے اور مدینہ ظاہر ہوتا تھا تو بوجہ محبت وطن کے چلنے میں تیزی فرماتے تھے۔ اور جب مکہ سے واپس ہوتے تھے
تو کمال شوق کے سبب سے اسکو مڑ مڑ کر دیکھتے تھے بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں فرمایا کرتے تھے کہ عتبہ اور شیبہ پر اللہ تعالے لعنت
کرے اونھوں نے ہم کو مکہ سے نکال دیا اور شعر پڑہتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کاش یہ معلوم ہوتا کہ کوئی رات ایسی
آئیگی کہ میں وادی مکہ میں شب باش ہونگا اور میرے گرد اذخر اور جلیل (دو گھاس ہوتے ہیں) ہونگے۔ اب جو شخص مقتضائے علم و
عقل پر عمل کرنے سے اعراض کرے تو اس سے خدا بچائے علاوہ ازین اپنے آپ کو نماز جماعت سے باز رکھنا بہت قبیح ہے۔
اس بات مین کیا تقرب الٰہی ہے یہ تو محض جہالت ہی بکر بن محمد کہتے ہیں کہ میں ابو الخیر نیشاپوری کے پاس تھا وہ بلا تکلف مجھ سے باتیں
کرنے لگے تو اپنی ابتدا کا ذکر کیا یہاں تک کہ مینے اُن سے انکا ہاتھ کٹ جانیکا سبب پوچھا۔ جواب دیا کہ اسنے قصور کیا تو کاٹا گیا۔

ثم اجتمعت به مع جماعة فسئلوه عن ذلك فقال سافرت حتى بلغت اسكندرية فاقمت بها اثنى عشرة سنة وكنت قد بنيت بها كوخا فكنت اجئ اليه من ليل الى الليل وافطر على ما اقتضته المرابطون وازاحم الكلاب على قمامة السفر واكل من البردي في الشتاء فتوفرت في سري يا بالخير ترعم انك لا تزاحم الخلق في اقواتهم وتشير الى التوكل وانت في وسط القوم جالس فقلت الهي وسيدي وعزتك لا مددت يدي الى شئ مما تنبته الارض حتى تكون الموصل الى رزقي من حيث لا اكون انا فيه فاقمت اثنى عشر يوما اصلي الفرض والسنة ثم عجزت عن السنة فاقمت اثنى عشر يوما اصلي الفرض لا غيره ثم عجزت عن القيام فاقمت اثنى عشر يوما اصلي جالسا ثم عجزت عن الجلوس فرايت ان طرحت نفسي فلجأت الى الله بسري وقلت الهي وسيدي افترضت علي فرضا تسألني عنه وقسمت لي رزقا وضمنته لي فتفضل علي برزقي ولا تؤاخذني بما اعتقدته معك فوعزتك لاجتهدن ان لا حللت عقدا عقدته معك فاذا بين يدي قرصان بينهما شئ فكنت اجده على الدوام من الليل الى الليل ثم طولبت بالمسير الى الثغر فسرت حتى دخلت فوجدت في الجامع قاصا يذكر قصة زكريا والمنشار وان الله اوحى اليه حين نشر فقال ان صعدت الي منك انة لامحونك من ديوان النبوة فصبر حتى قطع شطرين قلت لقد كان زكريا صبارا الهي وسيدي لان ابتليتني لاصبرن

ترجمہ پھر ایک جماعت کے ساتھ ان کے پاس گیا تو لوگون نے ان سے اوسکے بارے مین پوچھا تو کہا کہ مینے ایک سفر کیا تھا یہانتک کہ اسکندریہ پونچا اور وہان بارہ برس رہا مینے وہان ایک مکان بنایا اور میں وہان رات کی رات آیا کرتا تھا اور رباط والوں کے نشکار پر فطار کرتا اور دسترخوان کا جوٹھا کتوں سے چھین لاتا اور جاڑے مین جڑ بن کھا لیتا تو میرے باطن مین مجھی آواز دی گئی کہ ای ابوالخیر تیرا خیال یہ ہے کہ مخلوق کو ان کی روزی کے بارہ مین زحمت نہین دیتا اور توکل پر سفر کرتا ہی حالانکہ تو قوم کے بیچ مین بیٹھا مینے عرض کیا کہ اے میرے معبود اور آقا تیری عزت کی قسم کہ میں اپنے ہاتھ اس چیز کی طرف نہ بڑہا ونگا جو زمین سے پیدا ہوتی ہے یہانتک کہ ایسی جگہہ سے مجھکو رزق پہونچے کہ میرا اس میں کچھ دخل نہو تو بارہ روز تک فقط فرض و سنت ادا کرتا رہا پھر سنت بھی نہ پڑھ سکا تو بارہ روز تک فقط فرض ادا کرتا رہا پھر مین قیام سے عاجز ہو گیا تو بارہ روز تک قیام کیا پھر بیٹھ کر نماز پڑہتا رہا پھر بیٹھنے کی طاقت نرہی مینے دیکھا کہ مینے اپنے آپ کو گرا دیا۔ پھر مینے اپنے اندرون سے اللہ تعالے سے التجا کی اور عرض کیا۔ کہ اے میرے معبود اور آقا تو نے مجھپر فرض مقرر کیا۔ جسکے بارے میں تو مجھ سے سوال کریگا اور میرے لئے روزی مقدر کی جس کا تو ضامن ہوا ہے اپنے فضل و کرم سے مجھکو روزی پہونچا۔ اور تیری ساتھہ جو مینے عقیدہ کیا ہے اس کے بارے میں مجھسے مواخذہ نکر تیری عزت کی قسم ہی کہ مین کوشش کرونگا کہ تیری ساتھہ جو عہد کیا ہی اسکو نہ توڑدوں یکایک مینے دیکھا کہ میری آگے دو روٹیاں تھیں اور ان میں کچھ سالن تھا میں ہمیشہ وہ کھانا پاتا رہا اور ایک رات سی دوسری رات تک اُسپر بسر کرتا رہا پھر مجھ سی مطالبہ کیا گیا کہ قلعہ کیطرف جاؤں میں چلا شہر میں آیا تو جامع مسجد میں ایک واعظ کو دیکھا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا قصہ بیان کرتا تھا کہ جب ان کے سر پر آرہ چلا تو اللہ تعالی نے وحی فرمائی کہ اگر مجھہ تک تیری آہ کی آواز آئی تو تیرا نام دفتر نبوت سی مٹا دونگا زکریا نے صبر کیا حتی کہ دو ٹکڑے کر ڈالے گئے مینے کہا فی الحقیقت زکریا بڑی صابر تھے ای میرے معبود اور میرے آقا اگر تو میرا امتحان کریگا تو میں صبر کرونگا +

وسرت ودخلت انطاكية فرآني بعض اخواني وعلم اني اريد الثغر فدفع لي سيفا وترسا وحربة فدخلت الثغر وكنت
حينئذ احتشم من الله عزوجل وراء السور خيفة العدو فجعلت مقامي في غابة اكون فيها بالنهار واخرج بالليل
الى شاطئ البحر فاغرز الحربة على الساحل واسند الترس اليها محرابا واتقلد سيفي واصلي الى الغداة فاذا صليت الصبح
غدوت الى الغابة فكنت فيها بالنهار اجمع فبدرت في بعض الايام فعثرت بشجرة فاستحسنت ثمرها ونسيت عقدي مع الله
وقسمي به اني لا امد يدي الى شئ مما تنبت الارض فمددت يدي فاخذت بعض الثمرة فبينا انا امضغها ذكرت العقد
فرميت بما في فمي وجلست وبيدي على راسي فدار بي فرسان وقالوا قم فاخرجوني الى الساحل فاذا امير وحوله خيل ورجال
وبين يديه جماعة سودان كانوا يقطعون الطريق وقد اخذهم وافترقت الخيل في طلب من هرب منهم فوجدوني اسود
معه سيف وترس وحربة فلما قدمت الى الامير قال ايش انت قلت عبد من عبيد الله فقال للسودان تعرفونه قالوا لا
قال بلى هو رئيسكم وانما تفدونه بانفسكم لاقطعن ايديكم وارجلكم فقدموهم ولم يزل يقدم رجلا رجلا وتقطع
يده ورجله حتى انتهى الي فقال تقدم مد يدك فمددتها فقطعت ثم قال مد رجلك فمددتها ورفعت راسي الى
السماء فقلت الهي وسيدي يدي جنت فرجلي ايش عملت

ترجمہ پھر میں وہاں سے چلا اور انطاکیہ میں داخل ہوا میرے بعض احباب نے دیکھا اور جانا کہ میں حدود قلعہ کا ارادہ رکھتا ہوں تو مجھ کو ایک تلوار
اور ایک ڈہال اور ایک کوڑا دیا تو میں قلعہ میں داخل ہوا اسوقت میں اللہ تعالی سے شرم رکھتا تھا کہ دشمن کے خوف سے دیوار کے پیچھے چھپ جاؤں
یعنے اپنا مقام ایک جنگل قرار دیا تھا کہ دن میں وہاں رہتا تھا اور رات کو دریا کے کنارے جاتا تھا اور ساحل پر اپنے اوزار حرب گاڑتا تھا اور
ڈہال کو محراب کی طرح اُن کے سہارے کھڑا کرتا تھا اور تلوار کو حمایل کرکے صبح تک نماز پڑھتا تھا بعد ادائے نماز صبح کو پھر اسی جنگل کی طرف چلا
جاتا تھا اور دن بھر وہیں رہتا تھا ایک روز میں نکلا اور مجھے ایک درخت ملا اسکے پھل مجھکو اچھے معلوم ہوئے اور اللہ تعالی کے ساتھ جو عہد کیا تھا
وہ بھول گیا اور قسم یاد نہ رہی کہ کسی چیز کیطرف ہاتھ نہ بڑھاؤنگا جو زمین سے پیدا ہوتی ہے یعنے دست درازی کی اور کچھ پھل توڑے میری
مونہہ میں تھا اور اسکو کہا رہا تھا کہ وہ عہد و قسم یاد آئی یعنے جو کچھ مونہہ میں تھا پھینکدیا اور رو میں سر پر ہاتھ رکھکر بیٹھگیا میرے پاس کچھ سوار
آئے اور بولے کہ کھڑا ہو مجھ کو ساحل کیطرف لیگئے کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سردار ہے اور اس کے گرد سوار اور پیادے ہیں اور اس کے سامنے
ایک حبشیوں کی جماعت تھی جو رہزنی کرتے تھے اور سردار نے ان کو پکڑا تھا اور جو بھاگ گئے تھے ان کی تلاش میں سوار ادہر ادہر گئے ہوئے
تھے انہوں نے مجھکو بھی تلوار اور ڈہال اور اوزار حرب دیکھکر حبشی جانا جب میں سردار کے سامنے آیا تو اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے میں نے کہا کہ خدا کے
بندوں میں سے ایک بندہ ہوں پھر حبشیوں سے دریافت کیا کہ تم اسکو پہچانتے ہو وہ بولے کہ نہیں سردار نے کہا کہ کیوں نہیں وہ تو تمہارا سردار
ہے تم اپنی جانیں دیکر اسکو بچانا چاہتے ہو میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹونگا ڈاکو آگے بڑہائے گئے ایک ایک آدمی آگے بڑہایا جاتا تھا اور اس کے ہاتھ
پاؤں کاٹے جاتے تھے یہاں تک کہ میری نوبت آئی مجھسے کہا کہ آگے آکر اپنا ہاتھ بڑہا میں نے ہاتھ سامنے کردیا اور وہ کاٹا گیا پھر کہا کہ پاؤں سامنے
لا میں نے پاؤں بڑہایا اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور عرض کیا اے میرے معبود اور آقا میرے ہاتھ نے تو گناہ کیا تھا مگر میرے پاؤں نے کیا خطا کی

فاذا بفارس قد وقف على الحلقة ورمى بنفسه الى الارض وصاح ايش تعملون تريدان ان تنطبق الخضراء على الغبراء
هذا رجل صالح يعرف بابى الخير فرمى الامير نفسه واخذ يده المقطوعة من الارض فقبلها وتعلق بى يقبل
صدرى ويدى ويقول سألتك بالله اجعلنى فى حل فقلت قد جعلتك فى حل من اول ما قطعتها هذه يد جنت
فقطعت **قال المصنف** فانظروا رحمكم الله الى عدم العلم كيف صنع بهذا الرجل وقد كان من اهل الخير ولو كان عنده
علم لعلم ان ما فعله حرام عليه وليس لابليس عون على العباد والزهاد اكبر من الجهل **و** بالاسناد قال دخلنا المصيصة
مع حاتم الاصم فاعتقد انه لا ياكل فيها شيئا حتى يفتح فمه ويوضع فيه ما ياكل فقال لاصحابه اتركوا وجلس فاقام تسعة ايام لا ياكل فيها شيئا فلما كان فى اليوم العاشر جاء اليه انسان فوضع بين يديه شيئا يؤكل
فقال كل فلم يجبه فقال له ثلاثا فلم يجبه فقال هذا مجنون فاصلح لقمة واشار بها الى فمه فلم يفتح فمه ولم يكلمه
فاخرج مفتاحا كان معه فى كمه وقال كل وفتح فاه بالمفتاح ودس اللقمة فى فيه فاكل ثم قال له ان اجبت
ان ينفعك الله به فاطعم اولئك واشار الى اصحابه **و** عن القاضى احمد بن سيار قال حدثنى رجل من الصوفية
قال صحبت شيخا من المشايخ انا وجماعة فى سفر فجرى حديث التوكل والارزاق وضعف النفس فيها وقوته
فقال الشيخ على وحلف ايمانا عظيمة لا ذقت ماكولا

**ترجمہ** ... میں ایک سوار آیا اور حلقہ میں آکھڑا ہوا اور زمین پر اپنے آپ کو گرا کر چلایا کہ اے لوگو یہ کیا کر رہے ہو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ زمین آسمان
ملکر ایک ہو جائیں یہ شخص مرد صالح ابو الخیر کر کے مشہور ہی سردار یہ سنکر زمین پر گر پڑا اور میرا دست بریدہ زمین سے اوٹھا کر بوسہ دینے لگا اور مجھکو
لپٹ کر میرے سینہ اور ہاتھوں کو چومنے لگا اور کہا کہ خدا کے لیے مجھکو معاف فرمایئے مینے کہا کہ جب تمنے ہاتھ کاٹنا شروع کیا تھا مین جبھی معاف کر چکا
کیونکہ اس ہاتھ نے گناہ کیا تھا اس لئے کاٹا گیا **مصنف** نے کہا غور کرنا چاہیے کہ بے علمی نے اس شخص کے ساتھ کیا کیا حالانکہ اہل خیر میں سے
تھا اگر یہ شخص علم رکھتا تو جانتا کہ جو کچھ اسنے کیا وہ اُسپر حرام تھا عابدوں اور زاہدوں کے حق میں ابلیس کا معاون جہل سے زیادہ کوئی نہین
**اسناداً** روایت ہے کہ راوی نے کہا ہم حاتم اصم کے ساتھ مصیصہ میں داخل ہوئے حاتم نے عہد کیا کہ میں کچھ نہ کھاؤنگا جبتک خود میرا منہہ
نہ کھولا جائے اور کھانے کی چیز اس مین نہ رکھی جائے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ تم اِدہر اُدہر چلے جاؤ اور خود بیٹھ گئے نو دن تک بیٹھے رہے۔
اور کچہ نہ کھایا جب دسواں روز ہوا تو انکے پاس ایک شخص آیا اور ان کے سامنے کوئی کھانیکی شے رکھی اور کہا کہ اسے کھاؤ حاتم نے کچھ جواب
ندیا تو اس نے تین مرتبہ کہا اس نے جواب نہ دیا تو اس نے کہا کہ یہ دیوانہ آدمی ہے ایک لقمہ درست کر کے ان کے مونہہ کی طرف لیگیا۔
حاتم نے اپنا مونہہ نکھولا اور نہ اس سے کلام کیا اور اس شخص نے ایک کنجی نکالی جو اس کی آستین میں تھی اس مفتاح سے انکا مونہہ کھولکر کہا
کہ کھاؤ اور لقمہ ان کے مونہہ میں ٹھونس دیا حاتم نے کھایا پھر اس شخص سے بولے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ اس کھانے سے تمکو نفع پہونچائے
تو ان لوگون کو کھلا دو اپنے ہمراہیون کی طرف اشارہ کیا قاضی احمد بن سیار نے کہا کہ صوفیہ مین سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک سفر
میں ایک شیخ کے ساتھ میں اور چند لوگ تھے توکل کا کچھ ذکر آیا۔ اور رزیوں کا اور نفس کے ضعف و قوت کا دربارہ توکل تذکرہ ہوا شیخ نے
کہا کہ میرے ساتھ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ یہ کہہ کر بڑی سخت قسمیں کھائیں۔ کہ میں کوئی کھانے کی چیز نہ چکھوں گا۔

او تبعث لی بجام فالوذج حار ولا اکلته الا بعد ان یحلف علیّ قال وکنا نمشی فی الصحراء فقالت له الجماعة الآخر جاهل
ومشینا فانتهینا الی قریة وقد مضی یوم ولیلتان لم یطعم فیها شیئاً ففارقته الجماعة غیری فطرح نفسه فی مسجد
القریة مستسلماً للموت ضعفاً فاقمت علیه فلما کان فی الیوم الرابع وقد انتصفت اللیل وکاد الشیخ
یتلف اذا بباب المسجد قد فتح واذا جاریة سوداء معها طبق مغطیً فلما رأتنا قالت انتم غرباء ام من اهل القریة فقلنا غرباء
فکشفت الطبق فاذا بجام فالوذج یفور بحرارته قالت کلوا فقلت له کل فقال لا افعل فرفعت الجاریة یدها فصفعته صفعة عظیمة
وقالت والله لان لم تاکل لاصفعنک هکذا الی ان تاکل فقال کل معی فاکلنا حتی فرغ الجام فهممت للجاریة بالانصراف
فقلت للجاریة ما خبرک وخبر هذا الجام فقالت انا جاریة لرئیس هذه القریة وهو رجل حاد طلب منا جام فالوذج
فقمنا نصلحه له فطال الامر علیه فاستعجل فقلنا نعم فعاد فاستعجل فقلنا نعم فحلف بالطلاق ان لا یاکله هو ولا احد
ممن هو فی داره ولا احد من اهل القریة ولا یاکله الا رجل غریب فخرجنا نطلب
الفقراء فی المساجد فلم نجد الا انتم ولو لم یاکل هذا الشیخ لقتلته ضرباً الی ان یاکل لئلا تطلق سیدتی من زوجها فقال
الشیخ کیف تری اذا اراد ان یرزق قال المصنف رحمه الله ربما سمع هذا جاهل اعتقده کرامة وما فعله الرجل من اقبح القبیح فانه یجرء علی الله وتعالی علیه بحمل علی نفسه

ترجمہ حتی کہ گرم گرم فالودہ کا پیالہ میرے پاس بھیجا جائے اور اس کو نہ کھاؤنگا یہانتک کہ مجھ کو قسم دی جائے ہم لوگ صحرا کی طرف چلے جارہے تھے
شیخ کو ایک دوسری جماعت نے کہا کہ جاہل ہے ہم چلتے چلتے ایک گاؤں میں پہونچے ایک دن اور دو راتیں گذر گئیں شیخ نے کچھ نہ کھایا جماعت
نے ان کو چھوڑ دیا فقط میں اُن کے ساتھ رہا اس گاؤں کی مسجد میں وہ لیٹ رہے اور ضعف کے مارے گویا اپنے آپ کو موت کے سپرد کر دیا میں
اُن کے پاس رہا جب چوتھا دن ہوا اور آدھی رات گذری اور شیخ مرنے کے قریب ہوئے کہ یکایک مسجد کا دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام لڑکی
ایک طبق سرپوش دار لئیے ہوئے آئی اور جب اُسنے ہمکو دیکھا تو پوچھنے لگی کہ تم مسافر ہو یا گاؤں والے ہمنے کہا کہ مسافر ہیں اس نے وہ طبق کھولا اور
ایک فالودہ کا پیالا جو گرمی کیوجہ سے جوش مارتا تھا نکالا اور کہنے لگی کہ کھاؤ مینے شیخ سے کہا کہ اُسکو کھائیے جوابدیا کہ مین نہیں کھاؤنگا
لڑکی نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور زور سے طمانچہ مارا اور کہنے لگی کہ واللہ اگر تو نہ کھائیگا۔ تو ہم یونہیں تجھے طمانچہ مارتے رہینگے حتی کہ تو کھائے
شیخ نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ کھا ہم دونوں نے کھایا اور پیالا خالی کر دیا جب اُسنے جانیکا ارادہ کیا تو مینے اس لڑکی سے پوچھا کہ تو کون
ہے اور یہ پیالا کیسا ہے وہ بولی کہ مین اس گاؤں کے رئیس کی لونڈی ہوں وہ ایک تندمزاج شخص ہے ہمسے فالودہ کا پیالا مانگا ہم اس کے لئے
فالودہ تیار کرنے لگے تو اس میں دیر لگی پھر اُسنے جلدی کی تو ہم نے کہا بہت اچھا اوسنے جلدی کی تو ہم نے کہا بہت اچھا تو اس نے طلاق کی قسم
کھائی کہ یہ پیالا نہ میں کھاؤنگا اور نہ کوئی گھر کا اور نہ کوئی گاؤں کا اور فقط مسافر آدمی کھائے ہم مسجدوں میں فقیروں کو تلاش کرنے
نکلے تمہارے سوا کوئی نہ ملا اور اگر یہ شیخ نہ کھاتا تو اُسکو برابر مارتی حتی کہ کھا لیتا تاکہ میری سیدہ کو انکے شوہر کیجانب سے طلاق نہ پڑے تب شیخ
نے مجھ سے کہا کہ کیوں تم نے دیکھا جب خدا رزق پہونچانا چاہتا ہے تو یوں دیتا ہے مصنفؒ نے کہا کہ بسا اوقات جاہل آدمی اس قصہ کو سنکر
اعتقاد کریگا کہ یہ کرامت ہے حالانکہ اس شخص نے جو کچھ کیا بڑے سے بڑا ہے کیونکہ اللہ تعالی کا تجربہ کرتا ہے اور اسپر قسم کھاتا ہے اور اپنے نفس پر حملہ کرتا ہے

وهذا لا يجوز له ولا ننكر ان يكون لطف به الا انه فعل ضد الصواب وربما كان انفاذ ذلك كرامة الا انه يعتقد انه قد اكرم وان له منزلة وكذلك حكاية حاتم الذى قبلها فانها ان صحت دلت على جهل بالعلم وفعل ما لا يجوز لانه ظن ان التوكل انما هو ترك التسبب فلو عمل بمقتضى واقعه لم يمضغ الطعام ولم يبلع ثم اى قربة فى هذا الفعل البارد وما اظن غالبه الا من الماليخوليا وهل هذا الا من تلاعب ابليس بالجهلة لقلة علمهم بالشرع وعن ابى اسحاق ابراهيم بن احمد الطبرى قال قال لى جعفر الخلدى وقفت بعرفة ستا وخمسين وقفة منها احدى وعشرين على المذهب فقلت لابى اسحاق اى شئ اراد بقوله على المذهب فقال يصعد الى قنطرة الياسرية فينفض كميه حتى يعلم انه ليس معه زاد ولا ماء ويلبى ويسير قال المصنف وهذا مخالف للشرع فان الله تعالى يقول وتزودوا ورسول الله صلى الله عليه وسلم قد تزود ولا يمكن ان يقال ان هذا الادمى لا يحتاج الى شئ فى مدة اشهر فان احتاج فعطب اثم وان سأل الناس او تعرض لهم لم يف لك بدعوى التوكل وان ادعى انه يكرم ويرزق بلا سبب فنظره الى انه مستحق لذلك محنة ولو تبع الشرع وحمل الزاد كان اصلح له على كل حال ومن عجيب ما بلغنى ان ابا شعيب المقفع وكان قد حج سبعين حجة راجلا احرم فى كل حجة من عند صخرة بيت المقدس ودخل بادية تبوك على التوكل فلما كان فى حجته الاخيرة

---

ترجمہ الخ۔ یہ اس کے لئے جائز نہیں تھا ہم اس کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسپر مہربانی فرمائی مگر بات یہ ہی کہ اس شخص نے خلاف صواب کیا اور بسا اوقات اس کا جاری کر نا ردی ہوتا ہی کیونکہ وہ عقیدہ رکھتا ہی کہ خدا تعالیٰ نے اُسکا اکرام کیا اور اس کا کوئی رتبہ ہی اور ایسی ہی حکایت حاتم رازی کی ہی جو پہلے گذری کیونکہ اگر وہ صحیح ہو تو بعلمی اور ناجائز کام کرنے پر دلالت کرتا ہی کیونکہ اونھوں نے گمان کیا کہ توکل اسباب کے ترک کر دینے کا نام ہے اگر وہ اپنے واقع کے مقتضی پر عمل کرتے تو نہ کہانے کو چباتے اور نہ نگلتے پھر اس بے فائدہ کام میں کونسی قربت الٰہی ہے اور مین ان اکثر باتوں کو مالیخولیا سمجھتا ہون اور یہ جاہلون کے ساتھ شیطان کا کھیل ہے اُن مین علم شرع کی کمی کی وجہ سے اور ابو اسحاق ابراہیم بن احمد طبری کہتے ہیں کہ مجھ سے جعفر خلدی نے ذکر کیا کہ میں عرفات پر چھپن بار وقوف کیا جنمین اکیس مرتبہ موافق مذہب تھا میں نے ابو اسحاق سے دریافت کیا کہ موافق مذہب سے انکی کیا مراد تھی جواب دیا کہ یا سریہ کے پل پر چڑہتے تھے اور اپنی دونون آستینیں جھاڑ دیتے تھے تاکہ سب جان جائیں کہ اُن کے ساتھ توشہ اور پانی کچھ نہیں پھر تلبیہ پکارتے تھے اور چلتے تھے مصنف رح نے کہا کہ یہ مخالف شرع ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وتزودوا یعنی اپنے ساتھ توشہ لو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توشہ ہمراہ لے گئے ہیں یون کہنا ممکن نہیں کہ یہ آدمی مہینوں کی مدت تک کسی چیز کی حاجت نہیں رکھتا۔ پھر اگر وہ حاجتمند ہوا اور ہلاک ہوگیا تو گنہگار ہوگیا اور اگر لوگوں سے تعرض کریگا اور ان سے کچھ مانگیگا تو دعوی توکل کے لیے یہ بات وافی نہوگی اور اگر یہ ادعا کرے کہ خدا تعالیٰ اُسکا اکرام فرمائیگا اور بلا سبب اسکو رزق پہونچیگا تو اسکی نظر اسپر ہے کہ وہ اس اکرام کا خود کو حقدار سمجھتا ہے بہر حال اگر وہ شریعت کی پیروی کرتا اور توشہ باندہتا تو اس کے لیئے بہتر صلاح تہا ابو شعیب مقفع کی نسبت مجھکو بہت تعجب انگیز واقعہ معلوم ہوا کہ اونھوں نے پیادہ پا چلکر ستر حج کئے ہر ایک حج میں بیت المقدس کے ٹیلے سے احرام باندہا اور میدان تبوک میں توکل پر داخل ہوئے جب اخری حج کو گئے تھے

رأى كلباً في البادية يلهث عطشاً فقال من يشتري سبعين حجة بشربة ماء فسقى الكلب ثم قال هذا خير من سبعين حجة لأن النبي صلعم قال في كل ذات كبد حرى اجر قلت وانما
ذكرت مثل هذه الاشياء ليتنزه العاقل في مبلغ علم هؤلاء وفهمهم التوكل وغيره فخالفتهم لاوامر الشرع وليت
شعري كيف يصنع من يخرج منهم ولا شيء معه بالوضوء والصلوة وان تخرق ثوبه ولا ابرة معه فكيف يفعل وقد
كان بعض مشائخهم يأمر المسافر باخذ العدة قبل السفر **قال المصنف** ولقد كان ابراهيم الخواص مجرداً في
التوكل يدقق فيه وكان لا يفارقه ابرة وخيوط وركوة ومقراضاً فقيل له لم تحمل هذا وانت تمنع من كل شيء فقال
مثل هذا لا ينقص التوكل لان الله تعالى علينا فرائض والفقير لا يكون عليه الا ثوب واحد فربما يتخرق ثوبه وان
لم تكن معه ابرة وخيوط تبدو عورته فيفسد عليه صلوته وان لم تكن معه ركوة تفسد طهارته واذا رأيت الفقير بلا
ركوة ولا ابرة ولا خيوط فاتهمه في صلوته **ذكر تلبيس ابليس على الصوفية اذا قدموا
من سفر** **قال المصنف** من مذهب القوم ان المسافر اذا قدم فدخل الى الرباط وفيه
جماعة لم يسلم عليهم حتى يدخل الميضاة فاذا توضأ صلى ركعتين ثم سلم على الشيخ ثم سلم على الجماعة وهذا
مما ابتدعه متأخروهم على خلاف الشريعة فان فقهاء الاسلام اجمعوا على ان من دخل على قوم

---

ترجمہ تو رستے میں دیکھا کہ جنگل میں ایک کتا پیاس کے مارے زبان نکال رہا ہے پکار کر بولے کہ کون ہے جو ایک گھونٹ پانی کے بدلے ستر
حج خریدے ایک شخص نے پیاس بجھانے بھر پانی اُن کو دیا انہوں نے کتے کو پلایا اور کہا کہ یہ عمل ستر حج سے بہتر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہر ذی روح کے ساتھ نیکی کرنے میں اجر ملتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مینے ان امور کا اسواسطے ذکر کیا ہے کہ دانا سیر کرے
ان لوگوں کے مبلغ علم کی اور توکل وغیرہ کے بارے میں ان کے فہم کی اور احکام شرع کے بارے میں ان کی مخالفت کی اور میں نہیں
جانتا کہ ان میں سے جو شخص خالی ہاتھ باہر نکلے تو وضو اور نماز کے بارے میں کیا کریگا اور اگر کپڑا پھٹ جائے اور اس کے پاس
سوئی نہو تو کیا کریگا اور ان کے بعض مشائخ مسافر کو سفر کے پہلے سامان لے لینے کا حکم کرتے تھے **مصنف** رح نے کہا کہ ابراہیم خواص
توکل میں یکتا تھے اس میں بال کی کھال نکالتے تھے مگر سوئی اور ڈورا اور مشکیزہ اور قینچی کو کبھی اپنے سے جدا نکرتے تھے اُن سے
کسی نے کہا کہ آپ یہ چیزیں کیوں جمع کرتے ہیں حالانکہ آپ ہر شے سے منع کرتے ہیں جواب دیا کہ ایسی چیزوں سے توکل میں نقصان
نہیں آتا کیونکہ ہم پر اللہ تعالی کے فرائض ہیں اور فقیر کے جسم پر صرف ایک کپڑا ہوتا ہے بسا اوقات اس کا کپڑا پھٹ جاتا ہے اگر اس کے پاس
سوئی ڈورا نہ ہو تو اس کی شرمگاہ کھل جائے اور نماز فاسد ہو اور اگر اس کے ساتھ مشکیزہ یا لوٹا نہو تو اُس کی طہارت فاسد ہوگی
جب تم کسی فقیر کو بغیر سوئی اور ڈورے اور لوٹے کے دیکھو تو نماز کے بارے میں اسکو متہم کرو (**تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر جب سفر
سے واپس آتے ہیں**) مصنف رح نے کہا اس قوم کا مذہب ہے کہ مسافر جب سفر سے آئے اور رباط میں داخل ہو اور وہاں پہ لوگ ہوں
تو ان کو سلام نہ کرے بلکہ پہلے وضو کرنے کے مقام پر جائے وہاں وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے پھر شیخ کو سلام کرے بعد ازاں لوگوں
کو سلام کرے یہ بدعت خلاف شریعت متاخرین صوفیہ نے نکالی ہے کیونکہ فقہائے اسلام نے اجماع کیا ہے کہ جو شخص جماعت پر داخل ہو

سن له ان يسلم عليهم سواء كان على طهارة او لم يكن الا ان يكونوا اخذوا هذا من مذهب الاطفال فانه
اذا قيل للطفل لم لا تسلم علينا يقول ما غسلت وجهي بعد او لعل الاطفال علموه من هولاء المبتدعين وقد قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ليسلم الصغير على الكبير والمار على القاعد والقليل على الكثير اخرجاه في الصحيحين و
من مذهب القوم تغمير القادم من السفر انبانا ابو زرعة طاهر بن محمد عن ابيه قال باب السنة في تغمير
القادم من السفر اول ليلة لتعبه واحتج بحديث عمر قال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم وغلام له حبشي يغمز
ظهره فقلت ما شانك يا رسول الله قال ان الناقة اقتحمت بي قال المصنف انظروا الى فقه هذا المحتج
فانه قد كان ينبغي ان يقول باب السنة في تغمير من رمت به ناقته ويكون السنة تغميز الظهر لا
القدم ومن اين له انه كان في سفر وانه غمز اول ليلة ثم ليجعل تغميز النبي صلى الله عليه وسلم كما اتفق
لاجل الم ظهره سنة لقد كان ترك استخراج هذا الفقه احسن من ذكره ومن مذهبهم عمل دعوة للقادم قال
ابن طاهر باب اتخاذهم العشرة للقادم واحتج بحديث عائشة رضي الله عنها ان رسول الله صلى
الله عليه وسلم سافر سفرا فنذرت جارية من قريش ان ردّه الله تعالى ان تضرب في بيت عائشة رضي الله عنها بدف

ترجمہ سنت ہی کہ ان کو سلام کریں خواہ باوضو ہو یا نہو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ صوفیہ نے یہ مذہب چھوٹے لڑکوں سے لیا ہی کیونکہ اگر جب
کسی بچے سے کہتے ہیں کہ تم نے ہمکو سلام کیوں نہین کیا تو جواب دیتا ہی کہ مینے ابھی اپنا مونہہ نہیں دہویا اور شاید کہ یہ بات لڑکون نے
انہیں بدعتیوں سے سیکھی ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوٹے کو چاہیئے کہ بڑے کو سلام کرے اور چلنے والا بیٹھے ہوئے
کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ جماعت کو سلام کریں یہ حدیث صحیحین میں ہی نیز صوفیہ کا مذہب ہی کہ جب کوئی سفر سے آئے
تو اسکی چپی کرنا چاہیئے چنانچہ ابو زرعہ طاہر بن محمد نے ہمکو خبر دی کہ ان کے باپ نے اپنی تصنیف میں ایک باب باندہا ہے جسمیں بیان کیا
کہ جو سفر سے آئے تو بوجہ ماندگی کے پہلی رات اسکی چپی کرنے میں سنت طریقہ کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حجت پکڑی ہے
کہ کہتے ہین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ایک آپ کا غلام حبشی آپ کی پشت مبارک دبا رہا تھا مینے عرض
کیا یا رسول اللہ کیا حال ہی فرمایا کہ اونٹنی نے مجھ کو گرا دیا مصنف نے کہا میری بہائیو اس شخص کے حدیث مذکور سے سند پکڑنے پر غور
کرو اسکو اس مضمون کا باب باندہنا چاہیے تھا کہ جس شخص کو اونٹنی گرا دے اسکی چپی کرنا کس طرح سنت ہی اور ہو گا سنت دبانا پیٹھ کا نہ
قدم کا اور کہانسے ان کو ثابت ہوا کہ آپ سفر مین تھے اور دبائے گئے اول رات میں۔ علاوہ ازین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹھ دبانا
جیسا کہ اتفاق ہوا تہا بوجہ درد پشت کے سنت کرنا چاہیئے ایسے قصہ کے ذکر کرنے سے اس کے استخراج کا چھوڑ دینا بہتر ہے نیز صوفیہ کا
مذہب ہے کہ جو سفر سے آئے اس کی دعوت کی جائے ابن طاہر نے ایک باب باندہا جسمیں بیان کیا کہ صوفیہ سفر سے آنیوالے کے لئے
عیش منائیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے حجت پکڑی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کیا
قریش مین سے ایک لڑکی نے منت مانی کہ اللہ تعالی آپ کو بخیریت واپس لائے تو مین حضرت عائشہ کے گھر مین دف بجاؤنگی۔

فلما رجع قال لتضرب قال المصنف قد بینا ان الدف مباح ولما نذرت هذه المرءة مباحا امرها ان تفی به فکیف یحتج بهذا علی الغناء والرقص عند قدوم المسافر ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة اذا مات لهم میت له فی ذلک تلبیسات الاول انهم یقولون لا نبکی علی هالک ومن بکی علی هالک خرج عن طریق اهل المعرفة قال ابن عقیل وهذه دعوی یکذبها الشرع فهی حدیث خرافة ویخرج عن العادات والطباع فهو انحراف عن المزاج المعتدل فینبغی ان یطلب لها العلاج بالادویة المعدلة للمزاج فان الله تعالی اخبر عن نبی کریم فقال وابیضت عیناه من الحزن وقال یا اسفا علی یوسف وبکی رسول الله صلی الله علیه وسلم عند موت ولده وقال ان العین لتدمع وقال واکرباه وقالت فاطمة رضی الله عنها واکرب ابتاه فلم ینکر وسمع عمر بن الخطاب متمما یندب اخاه ویقول وکنا کندمانی جذیمة حقبة من الدهر حتی قیل لن یتصدعا فقال عمر لیتنی کنت اقول الشعر فاندب اخی زیدا فقال متمم لو مات اخی کما مات اخوک ما رثیته وکان مالک مات علی الکفر وزید قتل شهیدا فقال عمر ما عزانی احد باخی کمثل تعزیتک ثم ما تزال الابل الغلیظة الاکباد تحن الی ما الفت من الاعطان والانحاص وترغوا للفصلان

ترجمہ: جب آپ تشریف تو آپ نے فرمایا کہ ہاں دف بجالے مصنفؒ نے کہا کہ ہم بیان کر چکے کہ دف مباح ہے چونکہ اس لڑکی نے ایک امر مباح کی نذر کی تھی آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کر اس حدیث سے مسافر کے واپس آنے کے وقت ناچ اور گانے پر کیونکر حجت پکڑی جا سکتی ہے۔

(تلبیس ابلیس کا بیان صوفیہ پر جب ان کے یہاں کوئی مرجائے) اس بارے میں شیطان کے بہت سے تلبیسات ہیں تلبیس اول یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو کسی مرنے والے پر رونا نہ چاہیے جو شخص کسی مردہ کو رویا تو اہل عرفان کے طریق سے نکل گیا ابن عقیل نے کہا کہ یہ دعویٰ شریعت پر زیادتی ہے اور یہ بات کم عقلی کی ہے اور عادات اور طبائع سے خارج ہے اور مزاج معتدل سے پھر جانے کی باتیں ہیں لہذا ایسے شخص کا علاج ان دواؤں سے کیا جائے جو مزاج کو اعتدال پر لائیں خود اللہ تعالیٰ نے ایک نبی بزرگ یعنی حضرت یعقوب کی نسبت خبر دی ہے وابیضت عیناہ من الحزن الخ یعنی غم کے مارے روتے روتے ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور کہتے تھے کہ یا اسفا علی یوسف یعنی ہائے افسوس یوسف کیسا چلا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی موت پر روئے اور فرمایا کہ آنکھیں ضرور آنسو بہاتی ہیں۔ اور فرمایا واکرباہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پاتے وقت کہا تھا واکرب ابتاہ آپ نے انکار نہیں فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متمم کو سنا کہ اپنے بھائی کا مرثیہ پڑھتا تھا جس کے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے ہم دونوں بھائی ایک مدت دراز تک ایسے ساتھ رہے جس طرح جذیمہ بادشاہ کے دو مصاحب تھے حتے کہ لوگ خیال کرتے تھے اب کبھی جدا نہ ہونگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں بھی شاعر ہوتا تو اپنے بھائی زید کا مرثیہ کہتا متمم نے جواب دیا کہ اگر میرا بھائی اس طرح مرتا جس طرح آپکے بھائی نے قضا کی تو میں اوسکا مرثیہ نہ کہتا متمم کا بھائی مالک کفر پر مرا تھا اور حضرت زید نے شہادت پائی تھی حضرت عمر نے فرمایا کہ اے متمم کسی نے میرے بھائی کی تعزیت ایسی نہیں کی جیسی تونے کی علاوہ ازیں خیال کرنا چاہیے کہ اونٹ ایسا سخت کلیجے والا جانور اپنی جائے مالوفہ اور اپنے آرامگاہ اور اپنے آدمیوں کیلئے زاری کرتا ہے اپنے بچے کے لئے بیقرار ہو جاتا ہے۔

وحمام الطير يرجع وكل ما خوتب بالبلاء فلا بد ان يتضرع ومن لم يجد كالمسناة والمطربات وتزعج المحزنات فهو الى الجماد اقرب **وقد** بان النبي صلى الله عليه وسلم عن العيب في الخروج عن سمت الطبع فقال للذي قال لم اقبل احدا من ولدي املك ان نزع الله الرحمة من قلبك وجعل يلتفت الى مكة لما خرج فالمطالب بما يخرج عن الشرائع وينبو عن الطباع جاهل يطالب بجهل **وقد** قنع الشرع منا ان لا نلطم خدا ولا نخرق جيبا فاما دمعة سائلة وقلب حزين فلا عيب في ذلك **التلبيس الثاني** انهم يعملون عند موت الميت دعوة يسمونها عرسا يغنون فيها ويرقصون ويلعبون ويقولون نفرح للميت اذ وصل الى ربه **والتلبيس** في هذا عليهم من ثلثة اوجه احدها ان المسنون ان يتخذ لاهل الميت طعام لاشتغالهم بالمصيبة عن اعداد الطعام لانفسهم وليس من السنة ان يتخذ اهل الميت ويبعثونه الى غيرهم والاصل في اتخاذ الطعام لاهل الميت ما حدثنا به سفيان بن عيينة عن جعفر بن خالد عن ابيه عن عبد الله بن جعفر قال لما جاء نعي جعفر قال النبي صلى الله عليه وسلم اصنعوا لاهل جعفر طعاما فانهم قد جاءهم ما شغلهم **قال** الترمذي هذا حديث حسن صحيح **والثاني** انهم يفرحون للميت ويقولون وصل الى ربه ولا وجه للفرح لانا لا نتيقن انه غفر له وما يؤمننا ان نفرح له وهو في المعذبين

ترجمہ اور پرندے شور مچاتے ہیں جو کوئی بلا میں مبتلا ہوگا وہ ضرور ہی تضرع وزاری کریگا اور جس شخص کو خوشی اور جوش کن باتیں نہ ہلادیں اور غم کی باتیں متغیر نکردیں وہ قریب جماد کے ہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتضائے طبیعت سے خارج ہونیکا عیب ظاہر فرمایا اس شخص سے فرمایا جو کہتا تھا کہ مینے آجتک اپنی اولاد میں سے کسی کا بوسہ نہیں لیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں سے رحمت نکال لی اور آپ جب مکہ سے نکلے تو اسکی طرف متوجہ ہوتے جاتے تھے تو جو شخص ایسی بات چاہتا ہے جو شریعت سے خارج اور طبیعت سے دور ہے وہ جاہل ہے جہالت کو چاہتا ہے شریعت نے ہمسے اسیقدر خواہش کی ہی کہ ہم سونہہ نہ پیٹیں اور گریبان نہ پھاڑیں لیکن آنسو بہانا اور دل میں غم رکھنا کوئی عیب نہیں تلبیس دوم یہ کہ صوفیہ کسی کے مرجانے کے بعد ایک دعوت کرتے ہیں جسکا نام عرس رکھا ہے اسمیں راگ گاتے ہیں اور رقص کرتے ہیں اور کھیلتے کودتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس بات کی خوشی مناتے ہیں کہ میّت اپنے پروردگار سے جاملی اس امر مین تین وجہ اس قوم کو شیطان نے فریب دیا ہے ایک یہ کہ مسنون یوں ہے کہ اہل میت کو کھانا کھانا پکاکر پہونچایا جائے کیونکہ وہ لوگ بوجہ مصیبت کے کھانا تیار کرنے سے معذور ہیں لیکن یہ کوئی سنت نہیں کہ خود اہل میت کھانا پکائیں اور غیروں کے پاس بھیجیں اہل میت کو کھانا پہونچانے کے لئے وہ حدیث اصل ہے کہ سفیان بن عینیہ نے بیان کیا کہ ہم سے جعفر بن خالد نے روایت کیا کہ میرے باپ نے عبداللہ بن جعفر سے خبر دی کہ جب جعفر کی خبر موت آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جعفر کے اہل وعیال کو کھانا پکاکر پہونچاؤ کیونکہ آج اُن کو ایسا صدمہ ہی کہ وہ مجبور ہیں ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے دوسرے یہ کہ صوفیہ میت کے لئے خوشیاں مناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملا حالانکہ خوش ہونیکی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہم یقین نہین کرسکتے کہ وہ بخشا گیا یا نہین اور یہ کوئی عقل کی بات نہیں کہ ہم اس کے لیئے خوشی کریں اور وہ عذاب میں گرفتار ہو

وقد قال عمر بن زر لما مات ابنه لقد شغلنی الحزن لک عن الحزن علیک وحدثنا خارجة بن زید الانصاری عن ام العلاء قالت لما مات عثمان بن مظعون دخل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت رحمة اللہ علیک ابا السائب فشهادتی علیک لقد اکرمک اللہ تعالی فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما یدریک ان اللہ اکرمه والثالث انهم یرقصون ویلعبون فی تلک الدعوة فیخرجون بهذا عن الطباع السلیمة التی تؤثر عندها الفراق فان کان میتهم قد غفر له فما الرقص واللعب بشکر وان کان معذبا فاین اثر الحزن

## ذکر تلبیس ابلیس علی الصوفیة فی ترک التشاغل بالعلم

**قال المصنف** اعلم ان اول تلبیس ابلیس علی الناس صدهم عن العلم لان العلم نور فاذا اطفأ مصابیحهم خبطهم فی الظلم کیف شاء وقد دخل علی الصوفیة فی هذا الفن من ابواب احدها انه منع جمهورهم من العلم اصلا واراهم انه یحتاج الی تعب وکلف وحسن عندهم الراحة فلبسوا المرقع وجلسوا علی بساط البطالة وقد قال الشافعی اسس التصوف علی الکسل وثانیها ما قال الشافعی فهو ان مقصود النفس اما الریاسة واما استجلاب الدنیا والریاسة واستجلاب المال بالعلوم یطول وتتعب البدن هل یحصل المقصود او لا یحصل والصوفیة قد تعجلوا الریاسة فانهم یرون بعین الزهد واستجلاب الدنیا فانها الیهم سریعة ومن الصوفیة من ذم العلماء ورأی ان الاشتغال بالعلم بطالة وقالوا نحن علومنا بلا واسطة وانما رأوا بعد الطریق فی طلب العلم فقصروا الثیاب ورقعوا الجباب وحملوا الرکاء

ترجمہ: عمر بن زر نے جب انکا بیٹا مرگیا کہا کہ میں تیرے انجام کے غم کی وجہ سے تیرے مرنے پر غم کرنے سے مجبور ہوں خارجہ بن یزید انصاری نے ام ہلال سے بیان کیا کہ جب عثمان بن مظعون نے انتقال کیا تو ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میں نے اسوقت عثمان کے بارے میں اتنا کہا کہ اے ابو السائب تجھ پر خدا کی رحمت ہو میں تیرے لئے شہادت دیتی ہوں کہ اللہ نے تیرا اکرام فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر فرمانے لگے کہ اے ام الہلال تم کیا جانتی ہو کہ اللہ نے انکا اکرام فرمایا تیسرے یہ کہ صوفیہ اس دعوت عرس میں رقص کرتے ہیں اور کھیلتے ہیں اس حرکت سے گویا طبائع سلیمہ کی حد سے خارج ہو جاتے ہیں کیونکہ طبع سلیم پر فراق کا اثر ہوتا ہے پھر اگر انکا مردہ بخشا گیا ہے تو یہ رقص اور بازی کوئی شکر یہ نہیں اور اگر گرفتار عذاب ہے تو غم وملال کے آثار کہاں ہیں

## تحصیل علم کے شغل کو ترک کرنیکی نسبت صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان

مصنف نے کہا جاننا چاہئے کہ لوگوں کے لیئے شیطان کا پہلا فریب یہ ہے کہ انکو علم سے باز رکھا کیونکہ علم ایک نور ہے جب شیطان نے انکے چراغ ہی بجھا دئے تو اندھیری میں جسطور سے چاہے انکو ٹیڑھا ترچھا لیجائے اس بارے میں صوفیہ پر شیطان نے کئی جہت سے دخل پایا ایک یہ کہ انکی جماعت کثیر کو کلی طور پر علم سے باز رکھا اور انکو دکھلا دیا کہ علم میں رنج ومحنت اٹھانیکی ضرورت ہے اور آرام وتن آسانی کو ان کے لیئے عمدہ کر دکھایا لہٰذا انھوں نے مرقع پہن لیا اور فرش بطالت پر بیٹھ گئے شافعیؒ نے فرمایا کہ تصوف کی بنیاد کسی پر رکھی گئی ہے اور شافعی رح کے قول کا بیان یہ ہے کہ نفس کا مقصود یا ریاست ہے یا دنیا حاصل کرنا اور ریاست اور مال کا سمیٹنا بوجہ علوم کے دیر میں حاصل ہوتا ہے اور بدن کو رنج میں ڈالتا ہے خواہ مقصود حاصل ہو یا نہ ہو صوفیہ نے ریاست کو جلدی حاصل کیا کیونکہ وہ نگاہ زہد سے دیکھے جاتے ہیں اور دنیا کو حاصل کیا وہ انکے پاس دوڑی آتی ہے صوفیہ میں سے کچھ ایسے ہیں جو علما کی مذمت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ علم میں مشغول ہونا بطالت ہے اور کہتے ہیں کہ ہمارے علوم بلا واسطہ ہیں جب انھوں نے طلب علم میں بعد طریق دیکھا تو کرتاہ کپڑے پہن لئے اور پیوند لگے جبے سنبھالے اور لوٹا ساتھ لیا۔

واظهروا الزهد **والثاني** انه قنع قوم منهم باليسير منه ففاتهم الفضل الكثير فاقتنعوا باطراف الاحاديث واوهمهم ان علو الاسناد والجلوس للحديث كله رياسة ودنيا وان للنفس في ذلك لذة **وكشف هذا التلبيس** انه ما من مقام عال الا وله فضيلة وفيه مخاطرة فان الامارة والقضاء والفتوى كلها مخاطرة ولكن فضيلة عظيمة والشوك جوار الورد وفينبغي ان يطلب الفضائل ويتقي ما في ضمنها من الآفات فاما ما في الطبع من حب الرياسة فانه انما وضع لتجلب هذه الفضيلة كما وضع حب النكاح ليحصل الولد وبالعلم تتقوم قصد العالم كما قال **زيد بن هارون** طلبنا العلم لغير الله فابى ان يكون الا لله ومعناه انه دلنا على الاخلاص ومن طالب نفسه بقطع ما في طبعه لم يمكنه **والثالث** انه اوهم قوما منهم ان المقصود العمل وما فهموا ان التشاغل بالعلم من اوفى الاعمال ثم ان العالم وان قصر سير عمله فانه على الجادة والعابد بغير علم على غير الطريق **والرابع** انه ارى خلقا كثيرا منهم ان العلم ما اكتسب من البواطن حتى ان يتخايل له وسواس فيقول حدثني قلبي عن ربي وكان الشبلي يقول اذا طالبوني بعلم الورق برزت عليهم بعلم الخرق وقد سموا علوم الشريعة الظاهر وسموا هواجس النفوس العلم الباطن **واحتجوا له** بما اخبرنا به الحسن بن علي عن علي بن ابي طالب عن النبي صلى الله عليه وسلم

ترجمہ اور زہد کا اظہار کیا۔ دوسری جہت یہ ہے کہ کچھ صوفیہ نے مختصر علم پر قناعت کی لہذا فضل کثیر ان سے فوت ہو گیا صرف الفاظ حدیث پر قانع ہوئے اور وہم میں پڑ گئے کہ اسناد کا اعلیٰ ہونا اور حدیث کے لئے درس و تدریس میں پڑنا سب ریاست اور دنیا طلبی ہے اور نفس کو اس میں مزہ ملتا ہے اس شیطانی فریب کا دور کرنا اس طور پر ہے کہ جو مرتبہ بلند ہو گا اسمیں فضیلت بھی ہوگی اور خطرہ بھی ہوگا امارت اور قضا اور فتویٰ سب میں خطرہ ہے لیکن بہت بڑی فضیلت بھی ہے اور ہمیشہ کانٹا گلاب کے ساتھ ہوتا ہے انسان کو چاہیے کہ فضائل کو طلب کرے اور ان کے ضمن میں جو آفتیں ہیں ان سے بچا رہے یہ بات کہ طبعی طور پر ریاست کی محبت انسان میں رکھی گئی ہے تو وہ اسی فضیلت کے حاصل کرنے کو عطا ہوئی ہے جس طرح نکاح کی محبت طبعاً دی گئی تاکہ اولاد حاصل ہو اور عالم کا قصد علم ہی سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ زید بن ہارون نے کہا کہ ہمنے علم کو غیر خدا کے لئے طلب کیا مگر علم ہمیشہ خدا ہی کا ہو کے رہا اسکا مطلب یہ ہے کہ علم نے ہمکو اخلاص کی ہدایت کی اور جو شخص یہ چاہے کہ نفس سے اسکی طبعی خواہش زائل کر دے تو ممکن نہیں تیسری جہت یہ ہے کہ شیطان نے صوفیہ میں سے ایک قوم کو اس وہم میں ڈالا کہ مقصود اصلی عمل ہے یہ لوگ اتنا نہ سمجھے کہ علم میں مشغول ہونا پورا پورا عمل ہے پھر عالم اگر طریق عمل میں کوتاہی بھی کریگا تو راہ راست پر ہوگا اور عابد بے علم غیر طریق پر ہوگا چوتھی جہت یہ ہے کہ ابلیس نے ایک جماعت کثیر کو یہ سمجھا دیا کہ علم وہ ہے کہ بذریعہ باطن حاصل ہوتا ہے حتی کہ ایک صوفی جسکے وسواس نے اس کے دل میں خیالات پراگندہ ڈالدئیے کہتا ہے۔ کہ حدثني قلبي عن ربي یعنی مجھ سے میرے دل نے بیان کیا کہ خدا فرماتا ہے اور شبلی رحمہ ایک شعر پڑھتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے جب لوگ مجھ سے کتابی علم کے بارے میں درخواست کرتے ہیں تو میں اُن کو خرق و کرامت کا علم سکھاتا ہوں اور انہوں نے علوم شرعیہ کا نام علم ظاہر رکھا اور خطرات نفسانی کا علم باطن اور اسپر حجت اس حدیث کو پکڑتی ہیں کہ حسن بن علی نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انه قال علم الباطن سر من سر الله عز وجل وحكم من حكم الله يقذفه الله فی قلوب من يشاء من اوليائه
**قال المصنف** وهذا حديث لا اصل له عن رسول الله صلی الله عليه وسلم وفی اسناده مجاهيل لا يوثقون وعن
ابی موسیٰ قال كان فی ناحية ابی يزيد رجل فقيه عالم فقصد ابا يزيد وقال له قد حكی لی عنك عجائب فقال ابو يزيد وما لم
تسمع من عجائبی اكثر فقال علمك هذا يا ابا يزيد عن من ومن اين فقال ابو يزيد علمی من عطاء الله عز وجل
ومن حيث قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من عمل بالعلم ورثه الله علم ما لا يعلم ومن حيث قال عليه السلام
العلم علمان علم ظاهر وهو حجة الله علی خلقه وعلم باطن وهو العلم النافع وعلمك يا شيخ نقل من لسان
التعليم وعلمی من الله الهام من عنده فقال له الشيخ علمی عن الثقات عن رسول الله صلی الله عليه وسلم عن
عن جبريل عن ربه عز وجل فقال له ابو يزيد يا شيخ كان للنبی صلی الله عليه وسلم علم عن الله لم يطلع عليه جبريل ولا ميكائيل قال نعم
ولكن اريد ان يصح لی علمك الذی تقول انه من عند الله قال نعم ابيّنه لك قدر ما يستقر فی قلبك معرفته ثم قال يا شيخ علمت
ان الله عز وجل كلم موسیٰ تكليما وكلم محمدا صلی الله عليه وسلم وراٰه كفاحا وان حكم الانبياء وحی قال نعم قال اما علمت ان كلام
الصديقين والاولياء بالالهام منه وفوائده من قلوبهم حتی انطقهم بالحكمة ونفع بهم الامة

ترجمہ نے فرمایا علم باطن ایک راز ہے اسرار آلہی سے اور ایک حکم ہے احکام خدا سے اللہ تعالیٰ اس راز کو اپنے اولیا میں سے جسکے دل میں چاہتا
ہے ڈالتا ہے **مصنف** رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی اصل نہیں اور اس کی اسناد میں نامعلوم غیر معتبر لوگ ہیں
ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ابو یزید کے پہلو میں ایک عالم فقیہ رہتے تھے وہ ابو یزید کے پاس گئے اور انسے کہا کہ مینے بہت سی عجیب حکایتیں
سنیں جو تم سے روایت کی گئیں جوابدیا کہ میری عجیب روایتیں جو تم نے نہیں سنیں ہیں وہ بہی زیادہ ہیں عالم نے کہا کہ اے ابو یزید تم نے
یہ علم کس سے حاصل کیا اور کہاںسے لائے کہنے لگے کہ میرا علم عطائے آلہی ہے اور اس مقام سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
شخص جسقدر جانتا ہی اسپر عمل کریگا تو اللہ اسکو اس چیز کا علم بہی بخش دیگا جسکو وہ نہیں جانتا نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم ظاہر جو خلق کے لئے اللہ تعالیٰ کی حجت ہے اور دوسرا علم باطن یہی علم نافع ہے اے بزرگ تمہارا علم تو بذریعہ لسان
تعلیم کے منقول ہے اور میرا علم خدا کی طرف سے الہام ہے عالم نے جوابدیا کہ میرا علم ثقات سے ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں اور آپ جبریل سے اور جبریل اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں ابو یزید بولے کہ اے شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے ایک اور علم پہنچا
جسکو نہ جبریل جانتے ہیں اور نہ میکائیل خبر رکھتے ہیں عالم نے کہا سچ ہی مگر میں چاہتا ہوں کہ مجکو صحیح طور پر تمہارا علم معلوم ہو جا جسکو تم خدا کے
یہاںسے بتاتے ہو ابو یزید نے کہا کہ بہت اچھا میں تم سے اسقدر بیان کرتا ہوں جسقدر کی معرفت تمہارے دل میں قرار پکڑ سکے پہر بولے کہ اے
شیخ تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام کیا اور رسول اللہ صلعم سے گفتگو کی اور آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کو بے پردہ دیکھا اور انبیا علیہم السلام کا حکم وحی
ہوتا ہی عالم نے جوابدیا کہ سچ ہے ابو یزید بولے کہ تم جانتے ہو کہ صدیقین اور اولیا کا کلام الہام آلہی ہوتا ہی اور انکے دلونمیں خدا کی فوائد ہوتے ہیں۔
حتے کہ اللہ تعالی ان کو زبان حکمت عطا فرماتا ہے۔ اور امت کو ان کی ذات سے نفع پہونچاتا ہے +

ومما يؤكد ما قلت ما الهم الله تعالى ام موسىٰ ان تلقى موسىٰ فى التابوت فالقته والهم الخضر فى السفينة والغلام والحائط قوله لموسىٰ وما فعلته عن امرى وكما قال ابو بكر لعائشة رضى الله عنهما ان ابنة خارجة حاملة ببنت والهم عمر فنادى يا سارية الجبل وعن ابراهيم قال حضرت مجلس ابى يزيد والناس يقولون فلان لقى فلانا واخذ من علمه وكتب منه الكثيرة فلان لقى فلانا فقال ابو يزيد مساكين اخذوا علمهم ميتا عن ميت ولقد اخذنا علمنا من الحى الذى لا يموت **قال المصنف** هذا الفقة فى الحكاية الاولى من قلة العلم اذ لو كان عالما يعلم ان الالهام للشئ لا ينافى العلم ولا يقنع به عنه ولا ينكر ان الله تعالى يلهم الانسان الشئ كما قال ان فى الامم محدثين وان يكن فى امتى فعمر والمراد بالتحديث الهام الخير الا ان هذا الملهم لو الهم ما يخالف العلم لم يجز له ان يعمل عليه واما الخضر فقد قيل انه نبى ولا ينكر للانبياء الاطلاع بالوحى على العواقب وليس الالهام من العلم فى شئ انما هو ثمرة العلم والتقوى فيوفق صاحبهما للخير ويلهم الرشد فاما ان يترك العلم ويقول ويعتمد على الالهام والخواطر فليس هذا بشئ اذ لولا العلم النقلى ما عرفنا ما يقع فى النفس من الهام الخير ووسوسة الشيطان واعلم ان العلم الالهامى الملقى فى القلوب لا يكفى عن العلم المنقول

ترجمہ اور میرے اس دعوی کی تاکید یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کو الہام فرمایا کہ موسیٰ کو تابوت میں ڈالدے اونھوں نے ویسا ہی کیا اور خضر علیہ السلام کو الہام فرمایا کشتی اور لڑکے اور دیوار کے بارے میں ونیز یہ قول الہام فرمایا کہ وما فعلته عن امری یعنی یہ سب باتیں مینے اپنے جی سے نہیں کیں اور جیسا کہ حضرت ابو بکر رضہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بنت خارجہ ایک لڑکی سے حاملہ ہی حضرت عمر رضہ کو الہام فرمایا آپنے خطبہ میں کہا تہا کہ یا ساریۃ الجبل الجبل یعنی اے ساریہ پہاڑ کو تہام اور ابراہیم کہتے ہیں کہ میں ابو یزید کی مجلس میں حاضر ہوا لوگ بیان کرنے لگے کہ فلان نے فلان سے روایت کی اور اس سے علم حاصل کیا اور بہت سی حدیثیں نقل کیں اور فلان نے فلان سے ملاقات کی اور حدیث روایت کی ابو یزید سنکر بولے ان مسکینوں نے مرے ہوؤں کا علم مرے ہوؤں سے لیا اور ہمنے حی لا یموت سے علم حاصل کیا **مصنف** رح نے کہا کہ پہلی حکایت میں جو ابو یزید نے استخراج فقہ کیا ہے بوجہ کم علمی کے ہے کیونکہ اگر عالم ہوتے تو جان لیتے کہ کسی شئے کا الہام ہونا علم کے منافی نہین اور الہام کے سبب علم سے فراغت نہیں ہوسکتی اور اس کا کوئی انکار نہیں کرتا کہ اللہ کی طرف سے انسان کو کسی چیز کا الہام ہوتا ہی چنانچہ حدیث شریف مین ہے کہ اور امتوں میں محدثین ہوئے ہیں اگر میری امت میں کوئی ہے تو عمر ہے محدث بنانے سے مراد الہام خیر ہے لیکن اس صاحب الہام پر اگر علم کے خلاف الہام ہو تو اسکو اسپر عمل کرنا جائز نہیں حضرت خضر علیہ السلام کی نسبت یہ بہی کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ہیں اور اسبات کا انکار نہیں کیا جاتا کہ انبیاء کو بذریعہ وحی کے نتائج امور پر اطلاع ہوجاتی ہے اور الہام تو کچھ علم میں داخل بہی نہیں فقط علم اور تقویٰ کا ثمرہ ہے تو صاحب تقویٰ کو خیر کی توفیق دیجاتی ہے۔ تو اس کو رشد کا الہام ہوتا ہے باقی رہا علم کا ترک کرنا اور الہام اور خواطر پر بہروسا کرنا یہ کوئی چیز نہیں کیونکہ اگر علم نقلی نہو تو ہم ہرگز نہ پہچانیں کہ نفس میں جو بات القا ہوئی الہام خیر ہے یا شیطانی وسوسہ ہے اور جان لینا چاہئے کہ علم الہامی جو قلوب میں القا ہوتا ہے علم منقول سے کفایت نہیں کرتا۔

كما ان العلوم العقلية لا تكفى عن العلوم الشرعية فان العقلية كالاغذية والنقلية كالادوية ولا ينوب هذا عن هذا و
اما قولهم اخذوا علمهم ميتا عن ميت فاصلح مما ينسب اليه هذا القائل انه ما يدرى ما فى ضمن هذا القول والا فهذا
طعن على الشريعة وعن ابى حفص بن شاهين قال من الصوفية من راى الاشتغال بالعلم بطالة وقالوا نحن علومنا
بلا واسطة قال وما كان المتقدمون فى التصوف الا رؤساء فى القرآن والفقه ولكن هؤلاء احبوا البطالة
وقال ابو حامد الطوسى اعلم ان ميل اهل التصوف الى العلوم الالهامية دون التعليمية ولذلك لم يحرصوا
على دراسة العلم وتحصيل ما صنفه المصنفون بل قالوا الطريق تقديم المجاهدات بمحو الصفات المذمومة وقطع
العلائق كلها والاقبال على الله تعالى بكنه الهمة وذلك بان يقطع الانسان همه عن الاهل والمال والولد والعلم ويخلو بنفسه
فى زاوية ويقتصر على الفرائض والرواتب ولا يفرق همه بقراءة القرآن ولا بالتامل فى تفسيره ولا يكتب حديثا ولا غيره
فلا يزال يقول الله الله الى ان ينتهى الى حالة يترك تحريك اللسان ثم تمحى عن القلب صورة اللفظ **قال المصنف**
عزيز على ان يصدر هذا الكلام من فقيه فانه لا يخفى قبحه كانه على الحقيقة طى لبساط الشريعة التى حثت
تلاوة القرآن وطلب العلم وعلى هذا المذهب فقد فاتت فضائل علماء الامصار فانهم ما سلكوا هذه الطريق وانما اشتغلوا بالعلم

ترجمہ جیسا کہ علم عقلی علم شرعی سے کافی نہیں ہوتا کیونکہ علم عقلی بمنزلہ غذا کے ہے اور علم شرعی مثل دوا کے ہے غذا اور دوا ایک دوسرے
ایک دوسرے کے قائم مقام نہیں ہوسکتا **صوفیہ** کا یہ قول کہ علما نے مرے ہوؤں کا علم مرے ہوؤں سے لیا اس قائل کو بہتر ہے
کہ اس کی طرف نسبت کیا باوے کہ وہ نہیں جانتا اس قول کے ضمن میں کیا قباحتیں ہیں ورنہ یہ صریحًا شریعت پر طعن کرنا
ہے **ابو حفص بن شاہین** کہتے ہین کہ کچھ ایسے صوفیہ ہیں جو علم میں مشغول ہونا بطالت خیال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے
علوم بلا واسطہ ہیں حالانکہ متقدمین جو اہل تصوف ہوئے ہیں وہ قرآن اور فقہ میں رئیس تھے کیا اونہوں نے بطالت کو پسند کیا **ابو حامد**
**طوسی** نے کہا جاننا چاہیے کہ اہل تصوف کی رغبت علوم الہام کی طرف ہوتی ہے علوم تعلیمی کیجانب نہیں ہوتی اسی لئے صوفیہ علم کی
درس لینے اور مصنفون کی تصنیفات حاصل کرنے کے حریص نہیں ہوتے بلکہ کہتے ہیں راہ راست یہ ہے کہ صفات مذمومہ کو مٹا کر
اور تمام علائق سے قطع تعلق کرکے مجاہدات کو مقدم کرے اور کنہ ہمت کے ساتھ اللہ تع کی طرف متوجہ ہو اور یہ اسطور پر ہے کہ اپنے قصد
کو اہل و عیال مال و اولاد اور علم سے علیحدہ کرے اور تن تنہا ایک گوشہ میں بیٹھے اور فرائض و واجبات کے ادا کرنے پر اکتفا کرے اور
اپنے قصد کو تلاوت قرآن اور اس کی تفسیر کے سوچنے کی ساتھ متفرق نکرے اور حدیث وغیرہ نلکھے ہمیشہ اللہ اللہ کہتا رہے تا آنکہ ایسی
حالت پر پہونچ جائے کہ زبان کو حرکت دینا بھی چھوٹ جائے پھر قلب پر سے لفظ کی صورت بھی محو ہو جائے **مصنفؒ** نے کہا کہ مجھکو زیادہ
حیفا اس بات کا ہے کہ ایسا کلام ایک فقیہ سے صادر ہوا کیونکہ اس تقریر میں جو قباحت ہے پوشیدہ نہیں گویا حقیقت میں بساط
شریعت کو بالکل طے کر دیا ہے جو شریعت کہ تلاوت قرآن اور طلب علم پر برانگیختہ کرتی ہے اور اس مذہب کی بنا پر علماے
کرام کے سب فضائل فوت ہو جاتے ہیں کیونکہ اونہوں نے اس طریق کی پیروی نہیں کی صرف علم میں مشغول رہے

وعلى ما قد رتب ابو حامد يخلو النفس بوسواسها وخيالاتها ولا يكون عندها من العلم ما يطرد ذلك فيلعب بها ابليس اي ملعب ويريها الوسوسة محادثة ومناجاة ولا ينكر انه اذا طهر القلب انصبت عليه انوار الهدى ينظر بنور الله الا انه ينبغي ان يكون تطهيره بمقتضى العلم لا بما ينافيه فان الجوع الشديد والسهر وتضييع الزمان في التخيلات امور نهى الشرع عنها فلا يستفاد من صاحب الشرع شئ بسبب قد نهى عنه كما لا يستباح الرخص في سفر نهى عنه ثم لا تنافي بين العلم والرياضة بل العلم يعلم كيفية الرياضة ويعين على تصحيحها وانما تلاعب الشيطان باقوام ابعدوا العلم واقبلوا على الرياضة بما ينهى عنه العلم والعلم بعيد عنهم فتارة يفعلون الفعل المنهي عنه وتارة يؤثرون ما غيره اولى منه وانما كان يفتي في هذه الحوادث العلم وقد عزلوه فنعوذ بالله من الخذلان انبأنا ابن ناصر عن ابي علي بن البنا قال كان عندنا بسوق السلاح رجل كان يقول القرآن حجاب والرسول حجاب وليس الا عبد ورب فافتتن جماعة فاهملوا العبادات واختفى مخافة القتل وعن ابي بكر بن حبيش عن ضرار بن عمرو قال ان قوما تركوا العلم ومجالس اهل العلم واتخذوا محاريب فصاموا وصلوا حتى تبين جلد احدهم على عظمه وخالفوا السنة فهلكوا فوالله الذي لا اله غيره هو

ترجمہ اور جس بنا پر ابو حامد نے ترتیب دی ہے تو ایسا ہی ہوتا ہے کہ نفس اپنے وسواس اور خیالات کا ہو رہے اور اس کے پاس وہ علم نہ ہو جو ان وساوس کو دور کرے لہذا شیطان اُسکے ساتھ خوب کھیل کھیلے گا اور وسوسہ کو کلام اور مناجات بتائیگا اور اس بات کا انکار نہیں کیا جاتا کہ جب قلب پاک ہوتا ہے تو انوار ہدایت اوسپر نزول کرتے ہیں اور وہ نور آلہی سے دیکھتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ قلب کی پاکی حسب مقتضائے علم ہو منافی علم نہو کیونکہ سخت بھوک اور بیداری اور خیالات میں وقت کا ضائع کرنا ایسے امور ہیں جن سے شریعت منع کرتی ہے صاحب شرع سے کوئی چیز اس سبب کے ذریعہ سے نہیں مل سکتی جس سے اس نے منع فرما دیا جسطرح رخصت پر عمل کرنا اس سفر میں مباح نہیں جس سے ممانعت آئی ہے پھر علم اور ریاضت میں کوئی منافات نہیں بلکہ ریاضت کی کیفیت عالم خوب جانتا ہے اور اُسکے صحیح رکھنے کی کوشش کرتا ہے البتہ اس قوم کے ساتھ ضرور شیطان کھیلتا ہے جو علم سے دور ہیں اور ریاضت پر اس طریق سے متوجہ جس سے علم منع کرتا ہے اور اس قوم سے علم دور ہے لہذا کبھی وہ کام کر بیٹھتے ہیں جو ممنوع ہے اور کبھی ایسی حرکت بجالاتے ہیں جسکے خلاف کرنا بہتر ہے اور ان واقعات میں علم ہی فتوی دیتا ہے اور یہ لوگ علم سے برطرف ہیں اس رسوائی سے خدا محفوظ رکھے ابن ناصر نے ابو علی بن بنا سے روایت کیا کہ بازار اسلحہ میں ہمارے پاس ایک شخص تھا جو کہتا تھا کہ قرآن حجاب ہے اور رسول حجاب ہے بجز معبد اور رب کے کچھ نہیں اس قول سے ایک جماعت فتنہ میں پڑگئی اور عبادت کو بیکار کر دیا اور وہ شخص قتل کے خوف سے چھپ رہا اور ابو بکر ابن حبیش کہتے ہیں کہ ضرار ابن عمرو نے کہا کہ ایک قوم نے علم اور اہل علم کی مجلسون کو چھوڑ دیا اور محرابون کو اختیار کر لیا اور روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے لگے حتی کہ ہڈیوں سے کھال جدا ہوگئی اور سنت کے خلاف کیا لہذا ہلاک ہوگئے قسم اس ذات پاک کی جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں

ما عمل عامل قط على جهل الا كان ما يفسد اكثر مما يصلح **فصل** وقد فرق كثير من الصوفية بين الشريعة والحقيقة وهذا جهل من قائله لان الشريعة كلها حقائق فان كانوا يريدون بذلك الرخصة والعزيمة فكلاهما شريعة وقد انكر عليهم جماعة من قدمائهم في اعراضهم عن ظواهر الشرع وعن ابى الحسن غلام شعوانة بالبصرة يقول سمعت الحسن بن سالم يقول جاء رجل الى سهل بن عبد الله وبيده محبرة وكتاب فقال لسهل جئت ان اكتب شيئا ينفعني الله به فقال اكتب ان استطعت ان تلقى الله وبيدك المحبرة والكتاب فافعل فقال يا ابا محمد افدني فائدة فقال الدنيا كلها جهل الا ما كان علما والعلم كله حجة الا ما كان عملا والعمل موقوف الا ما كان منه على السنة وتقوم السنة على التقوى وعن سهل بن عبد الله انه يقول احفظوا السواد على البياض فما احد ترك الظاهر الا تزندق وعن سهل بن عبد الله انه قال ما طريق الى الله افضل من العلم فان عدلت عن طريق العلم خطوة تهت في الظلمات اربعين صباحا وعن ابى بكر الدقاق قال سمعت ابا سعيد الخراز يقول كل باطن يخالف ظاهرا فهو باطل وعن ابى بكر الدقاق انه قال كنت مارا في تيه بنى اسرائيل فخطر ببالي ان علم الحقيقة مباين للشريعة فهتف بي هاتف من تحت شجرة كل حقيقة لا يتبعها الشريعة فهي كفر **قال المصنف** وقد نبه الامام ابو حامد الغزالي في بعض كتب الاحياء فقال من قال ان الحقيقة تخالف الشريعة او الباطن يخالف الظاهر

ترجمہ جو عامل جہل پر عمل کریگا وہ ضرور جس قدر بگاڑیگا سنوارنے سے زیادہ ہوگا **فصل** اکثر صوفیہ نے شریعت و حقیقت میں فرق نکالا ہے حالانکہ یہ قول فقط قائل کی نادانی ہے کیونکہ شریعت سب کی سب حقائق ہے پس اگر اس قول سے مراد عزیمت اور رخصت ہے تو وہ دونوں بھی شریعت میں خود قدمائے صوفیہ کی ایک جماعت نے ان لوگوں کے ظواہر شرع سے اعراض کرنے پر انکار کیا ہے ۔ ابو الحسن جو بصرہ میں شعوانہ کے غلام تھے کہتے ہیں کہ ابو الحسن بن سالم نے بیان کیا کہ سہل بن عبداللہ کے پاس ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں دوات اور ایک بیاض تھی سہل سے کہا کہ میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ ایسی چیز لکھ لیجاؤں جس سے خدا مجکو نفع پہونچاوے سہل نے کہا ہاں لکھو اگر ممکن ہو سکے کہ تم خدا سے ایسی حالت میں ملو کہ تمہارے ہاتھ میں دوات اور بیاض ہو تو ایسا ہی کرو وہ بولا کہ اے ابو محمد مجھے کوئی فائدے کی بات بتاؤ جواب دیا کہ دنیا سراپا جہل ہے بجز علم کے اور علم بالکل حجت ہے جس پر عمل ہو اور عمل سب کا سب موقوف ہے بجز اس کے جو مطابق سنت ہو اور سنت تقوے پر قائم ہے اور سہل ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ سیاہی کو سفیدی پر نگاہ رکھو جو شخص ظاہر کو چھوڑ دیگا ضرور زندیق ہو جائیگا سہل بن عبداللہ نے کہا کہ خدا سے ملنے کا طریق علم سے افضل کوئی نہیں میں نے طریق علم سے ایک قدم تجاوز نہ کیا ابوبکر دقاق نے کہا کہ میں نے ابو سعید خراز سے سنا کہ جو باطن خلاف ظاہر ہو وہ باطل ہے تو چالیس روز ظلمات میں بھٹکتا رہا **ابوبکر دقاق** نے کہا کہ میں اس میدان میں چلا جا رہا تھا جہاں بنی اسرائیل بھٹکتے پھرے تھے کہ میرے دل میں خدشہ گذرا کہ علم حقیقت شریعت کے خلاف ہے اتنے میں درخت کے تلے سے مجکو ایک ہاتف نے آواز دی کہ جو حقیقت تابع شریعت نہ ہو وہ کفر ہے **مصنف**رح نے کہا کہ امام ابو حامد غزالی نے احیاء العلوم کی بعض کتابوں میں اسکو بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ جو شخص یوں کہے کہ حقیقت خلاف شریعت ہے یا باطن خلاف ظاہر ہے

ف امام غزالی کا قول ... حقیقت شریعت ... مخالف ... زیادہ قریب ہے

فهو الی الکفر اقرب منه الی الایمان وقال ابن عقیل جعلت الصوفیة الشریعة اسما وقالوا المراد منها الحقیقة قال وهذا قبیح لان الشریعة وضعها الحق لمصالح الخلق وتعبداتهم فما الحقیقة بعد هذا سوی واقع فی النفوس من القاء الشیاطین وکل من رام الحقیقة فی غیر الشریعة فمغرور ومخدوع

## ذکر تلبیس ابلیس علی جماعة من القوم فی دفنهم کتب العلم والقائها فی الماء

**قال المصنف** قد کان جماعة منهم تشاغلوا بکتابة العلم ثم لبس علیهم ابلیس وقال ما المقصود الا العمل فدفنوا کتبهم **و**حدثنا ابراهیم بن یوسف قال رمی احمد بن ابی الحواری کتبه فی البحر وقال نعم الدلیل کنت والاشتغال بالدلیل بعد الوصول محال وعن یوسف بن الحسین یقول لقد طلب احمد بن ابی الحواری العلم ثلثین سنة فلما بلغ منه الغایة حمل کتبه الی البحر فغرقها وقال یا علم لم افعل بك هذا تهاونا بك ولا استخفافا بحقك ولکنی کنت اطلبك لاهتدی بك الی ربی فلما اهتدیت بك استغنیت عنك وبلغنا ان ابا الحسین بن الخلال کان حسن الفهم له صبر علی الحدیث وانه کان یتصوف ویرمی بالحدیث مدة ثم رجع یکتب ولقد اخبرت انه رمی جملة من سماعاته القدیمة فی دجلة واول ما سمع علی ابی العباس الاصم وطبقته وکتب الکثیر وعن ابی طاهر الجنابذی

---

ترجمہ تو وہ بہ نسبت ایمان کے کفر سے زیادہ قریب ہے **ابن عقیل** نے کہا کہ صوفیہ نے شریعت ایک نام کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ مراد اس سے حقیقت ہے ابن عقیل نے کہا کہ یہ قول قبیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شریعت کو خلقت کی مصلحتوں اور عبادتوں کیلئے مقرر فرمایا ہے اب اس تحقیق کے بعد جسکو حقیقت کہتے ہیں وہ کچھ نہیں صرف ایک خیال ہے جو شیطان نے نفوس میں ڈال دیا ہے اور جو شخص شریعت کو چھوڑ کر حقیقت کو طلب کرے وہ فریب کھایا ہوا اور دہوکا دیا ہوا ہے (**علم کی کتابیں دفن کر دینے اور دریا میں بہا دینے کی نسبت صوفیہ کی ایک جماعت پر تلبیس ابلیس کا بیان**) مصنف نے کہا کہ صوفیہ میں سے ایک گروہ ایسا ہی جو مدت تک کتابت علم میں مشغول رہے پھر ان کو شیطان نے فریب دیا اور یہ پٹی پڑھائی کہ مقصود اصلی عمل ہے لہذا اونہوں نے کتابیں دفن کر دیں ابراہیم بن یوسف نے ہم سے بیان کیا کہ احمد بن ابی الحواری نے اپنی کتابیں دریا میں بہا دیں اور کہا کہ کتاب عمدہ دلیل ہیں اور بعد وصول مطلب کے دلیل میں مشغول ہونا محال ہی یوسف ابن حسین کہتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواری نے تیس برس تک تحصیل علم کی تھی جب انتہا کو پہونچ گئے تو کتابیں لیکر دریا برد کر ڈالیں اور کہا کہ اے علم میں نے تیرے ساتھ یہ معاملہ تجھ کو ذلیل اور ناقابل وقعت سمجھکر نہیں کیا بلکہ میں تجھکو اسلئے حاصل کرتا تھا تاکہ تیری وجہ سے اپنے پروردگار کا رستا پاؤں جب تجھ کو راہ ملگئی تو تیری حاجت نہ رہی **ابوالحسین بن الخلال** کی نسبت ہم کو یہ خبر ملی ہے کہ بڑے صاحب فہم تھے اور حدیث کے لئے محنت کرتے تھے اور تصوف سیکھتے تھے۔ اور ایک مدت تک حدیث کو دریا برد کرتے تھے۔ پھر رجوع کر کے لکھتے تھے مجھکو خبر پہونچی ہے۔ کہ اونہوں نے اپنی تمام قدیمی سُنی ہوئی حدیثیں دجلہ میں پھینکدیں اور ان کا اول سماع ابوالعباس اصم اور ان کے طبقہ سے ہے اور بہت سی حدیثیں اونسے لکھی تہین اور ابو طالب جنابذی کہتے ہیں۔

ولقد كان موسى بن هارون يقرأ علينا فاذا فرغ من الجزء رمى باصله في الدجلة ويقول قد اديته وعن ابي نصر الطوسي قال سمعت مشائخ الري يقولون ورث ابو عبد الله المقرئ عن ابيه خمسين الف دينار سوى الضياع والعقار فخرج عن جميع ذلك وانفقها على الفقراء قال فسالت ابا عبد الله عن ذلك فقال حرمت وانا غلام حدث وخرجت الى مكة على الوحدة حين لم يبق شئ ارجع اليه وكان اجتهادي ان ازهد في الكتب وما جمعت من الحديث والعلم اشد علي من الخروج من املاكي والتقطع في الاسفار والخروج عن ملكي وحدث عن محمد بن الحسين البغدادي قال سمعت الشبلي يقول اعرف من لم يدخل في هذا الشان حتى انفق جميع ملكه وغرق في هذه الدجلة سبعين قمطرا مكتوبا بخطه وحفظ الموطا وقرأ بكذا وكذا رواية يعني بذلك نفسه **قال المصنف** وقد سبق القول بان العلم نور وان ابليس يحسن للانسان اطفاء النور ليتمكن منه في الظلمة ولا ظلمة كظلمة الجهل ولما خاف ابليس ان يعاود هؤلاء مطالعة الكتب فربما استدلوا بذلك على مكائده حسن لهم دفن الكتب واتلافها وهذا فعل قبيح محظور وجهل بالمقصود بالكتب وبيان هذا ان اصل العلوم القرآن والسنة فلما علم الشرع ان حفظهما يصعب امر بكتابة المصحف وكتابة الحديث

ترجمہ کہتے ہیں کہ موسیٰ بن ہارون ہم کو حدیث پڑھکر سناتے تھے جب جزو پورا ہوجاتا تھا تو بجنسہ اُس کو دجلہ میں بہا دیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ مینے اُسکا حق ادا کردیا۔ اور ابونصر طوسی کہتے ہیں کہ مشائخ رے سے مینے سُنا ہی کہ ابو عبداللہ مقری اپنے باپ کے ترکہ میں سے علاوہ اسباب اور زمین کے پچاس ہزار دینار کے وارث ہوئے تو تمام سے علیحدہ ہوگئے اور اُسکو فقیروں پر خیرات کردیا۔ راوی کہتا ہی کہ مینے ابو عبداللہ سے اس بارے مین سوال کیا تو جواب دیا کہ ایک زمانے میں جب میں نوجوان لڑکا تھا تو مینے احرام باندھا اور تنہا مکہ کی طرف نکلا اُسوقت کوئی ایسی چیز نہ رہی جس کے لئے میں پھر واپس آؤں۔ اور میری کوشش یہ تھی کہ کتابوں سے برطرفی اختیار کروں اور مینے جو حدیث اور علم جمع کیا تھا وہ میرے لئے اس سے بھی سخت تر تھا کہ مکہ کی طرف جاؤں اور سفر طے کروں اور اپنی جائداد سے علیحدہ ہوں اور محمد بن الحسین بغدادی سے سنا گیا۔ بیان کرتے تھے کہ مینے شبلی سے سنا کہنے لگے کہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو اس شان میں اسوقت داخل ہوا ہے کہ پہلے اپنا تمام مال خیرات کرچکا اور اس دجلہ میں ستر صندوق کتابوں سے بھرے ہوئے بہا چکا جنکو اسنے اپنے قلم سے لکھا تھا اور موطا کو حفظ کیا تھا اور فلاں فلاں کتاب پڑھی تھی شبلی کی مراد اس شخص سے خود اپنی ذات تھی **مصنف**ؒ نے کہا کہ پیشتر بیان ہوچکا کہ علم ایک نور ہے اور ابلیس انسان کو سُجھاتا ہی کہ نور کا بجھا دینا بہتر ہے تاکہ اُسپر تاریکی میں قابو پائے اور جہل کی تاریکی سے بڑھکر کوئی تاریکی نہیں جب ابلیس کو خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہو۔ یہ لوگ پھر دوبارہ کتابونکا مطالعہ کریں اور اس کے مکائد پر آگاہ ہوں تو ان کو کتابونکا دفن اور ضائع کردینا عمدہ کر دکھایا حالانکہ یہ حرکت قبیح اور ممنوع ہے۔ اور کتابوں کے مقصود نہ جاننے کا نتیجہ ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ علوم کی اصل قرآن اور سُنت ہے جب شرع نے یہ جانا کہ اسکی نگہداشت دشوار ہی تو قرآن اور حدیث لکھنے کا حکم دیا+

فلما القران فان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان اذا نزلت علیه آیة دعا بالکاتب فاثبتها وکانوا یکتبونها فی الخشب والحجارة ثم جمع القران بعده فی المصحف ابوبکر رضی الله عنه ثم نسخ منه ذلك عثمان بن عفان رضی الله عنه کل ذلك لحفظ القران لئلا یبتذ منه شئ **واما السنة** فان النبی صلی الله علیه وسلم قصر الناس فی بدایة الاسلام علی القران وقال لاتکتبوا عنی سوی القران فلما کثرت الاحادیث ورای قلة ضبطهم اذن لهم فی الکتابة فروی ابو هریرة ان رجلا شکی الی الرسول صلی الله علیه وسلم قلة الحفظ فقال استعن علی حفظك بیمینك یعنی الکتاب **وروی** عنه عبد الله بن عمر انه قال قیدوا العلم فقلت یا رسول الله وما تقییده قال الکتاب **وروی** عنه رافع بن خدیج قال قلنا یا رسول الله انا نسمع منك اشیاء افنکتبها قال اکتبوا ولا حرج **قال المصنف** ولیعلم ان الصحابة ضبطت الفاظ رسول الله صلی الله علیه وسلم وحرکاته وافعاله واجتمعت الشریعة من روایة هذا ومن هذا **وقد قال** رسول الله صلی الله علیه وسلم بلغوا عنی **وقال** نضر الله امرأ سمع مقالتی فوعاها فاداها کما سمعها وتادیة الحدیث کما یسمع لا یکاد یحصل الا من الکتاب لان الحفظ خوان **وقد کان** احمد بن حنبل یحدث بالحدیث فیقال له امله علینا فیقول لا بل من الکتاب **وقد قال** علی بن المدینی امرنی سیدی احمد بن حنبل

ترجمہ قرآن کے بارے میں یوں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو آپ کاتب کو بلواتے تھے اور وہ آیت لکھوانتے تھے صحابہ آیتوں کو لکڑیوں اور پتھروں پر لکھا کرتے تھے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کو مصحف میں جمع کیا بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے نقلیں کیں یہ سب کچھ اسی لیے تھا کہ قرآن شریف محفوظ رہے اور اس سے کوئی چیز جدا نہو باقی رہی سنت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع اسلام میں لوگوں کو صرف قرآن شریف ہی پر موقوف رکھا اور فرمایا کہ قرآن کے سوا کچھ مجھ سے سنکر مت لکھو بعد ازاں جب حدیثیں بکثرت ہوئیں اور آپنے قلت ضبط ملاحظہ فرمائی تو لکھہ لینے کا حکم دیدیا ابو ھریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر کمی حفظ کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ اپنے حفظ پر اپنے ہاتھ سے مدد لو یعنی لکھہ لیا کرو عبد اللہ بن عمر نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا علم کو مقید کرلو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسکا قید کرنا کیونکر ہے فرمایا کہ لکھہ لو رافع بن خدیج نے روایت کی کہ ہمنے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگ آپسے بہت سی باتیں سنتے ہیں آیا انہیں لکھہ لیا کریں فرمایا لکھا کرو کوئی حرج نہیں **مصنف** نے کہا کہ جاننا چاہیئے صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اور حرکات اور افعال کو منضبط کیا ہے اور روایت در روایت پہونچکر شریعت جمع ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھسے سنو وہ دوسروں کو پہونچا دو اور نیز فرمایا کہ خدا اس شخص کو ہرا بھرا رکھے جو مجھسے کوئی بات سنے اور اسکو خوب نگاہ رکھے پھر جسطرح سنا تھا اسیطرح دوسرے کو پہونچادے حدیث کو سنکر لفظ بلفظ اسیطرح بیان کرنا بغیر لکھ لینے کے مشکل ہے کیونکہ یادداشت پر بھروسا نہیں ہوسکتا۔ **احمد بن حنبل** کی نسبت کہتے ہیں کہ آپ حدیث بیان کیا کرتے تھے لوگ اُنسے کہتے تھے کہ آپ زبانی سنا دیا کیجیئے جواب دیتے تھے کہ نہیں بغیر کتاب کے نہ بیان کرونگا **علی بن المدینی** نے کہا کہ مجھکو میرے آقا احمد بن حنبل نے حکم دیا ہے۔

انلا احدث الامن الکتاب فاذا کانت الصحابۃ قد روت السنۃ وتلقفھا التابعون وسافر المحدثون وقطعوا شرق الارض وغربھا للتحصیل کلمۃ من ھھنا وکلمۃ من ھھنا وصححوا ما صح وزیفوا ما لم یصح وجرحوا الرواۃ وعدلوا ودونوا السنن وصنفوا ثم من یغسل ذلک فیضیع التعب ولا یعرف حکم اللہ فی حادثۃ فما عوندت الشریعۃ بمثل ھذا فھل لشریعۃ من الشرائع قبلنا اسناد الی نبیھم وانما ھذہ خصیصۃ لھذہ الامۃ وقد روینا عن الامام احمد بن حنبل مع کونہ طاف الشرق والغرب فی طلب الحدیث انہ قال لابنہ ما کتبت عن فلان فذکر لہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج یوم العید من طریق ویرجع من اخری فقال الامام احمد بن حنبل انا للہ سنۃ من سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم تبلغنی وھذا قولہ مع اکثارہ وجمعہ فکیف بمن لم یکتب واذا کتب غسل افتری اذا غسلت الکتب ودفنت علی من یعتمد فی الفتاوی والحوادث علی فلان الزاھد وفلان الصوفی او علی الخواطر فیما یقع لھا نعوذ باللہ من الضلال بعد الھدی **فصل** ولا تخلو ھذہ الکتب التی دفنوھا ان یکون فیھا حق او باطل او قد اختلط الحق بالباطل فان کان فیہ باطل فلا لوم لمن دفنھا وان کان قد اختلط الحق بالباطل

ترجمہ کہ بغیر کتاب میں دیکھے حدیث نہ بیان کروں - اب جبکہ صحابہ نے سنت کو روایت کیا ہو اور ان سے تابعین نے لیا ہو - اور محدثین نے سفر کئے ہوں اور زمین کے مشرق و مغرب کو طے کیا ہو تاکہ ایک کلمہ یہاں سے حاصل کریں دوسرا لفظ وہاں سے لیں اور صحیح احادیث کی تصحیح کی اور غیر صحیح کو ناقص بتایا ہو اور راویوں میں جرح و تعدیل کی ہو اور سنن کو ترتیب دی ہو اور تصنیفیں کی ہوں پھر جو شخص اسکو دھو ڈالے وہ اس جفاکشی کو اکارت کرتا ہے اور کسی واقعہ میں خدا کا حکم نہیں جانتا ہے ایسی باتوں سے کیا شریعت کی مخالفت کی گئی ہے کسی دوسری شریعت میں یہ بات نہیں پائی جاتی - کیا ہم سے پہلی شریعتوں میں کسی شریعت کی اسناد اس کے نبی تک پہونچی ہے ہرگز نہیں یہ خصوصیت فقط اسی امت کے لئے ہے امام احمد بن حنبل کی نسبت ہم بیان کر چکے کہ باوجودیکہ وہ طلب حدیث میں مشرق و مغرب پھرے تھے ایکبار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ تم نے فلاں شیخ سے کیا نقل کیا اُن کے بیٹے نے یہ حدیث سنائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نماز کو ایک راستہ سے تشریف لیجاتے تھے اور دوسری راہ سے واپس ہوتے تھے امام احمد بن حنبل نے کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون سنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سنت مجھ کو نہیں پہنچی امام کا یہ قول ہے باوجود اسکے ہو کہ کثرت سے حدیثیں جمع کیں تھیں اب اس شخص کو کیا کہا جائے جو حدیث لکھتا ہی نہیں اور جب لکھتا ہے تو دھو ڈالتا ہے تم کہہ سکتے ہو کہ جب کتابیں دفن اور دریا برد کر دی جائیں تو فتاوی اور نئے واقعات ظاہر ہونے کی حالت میں کس چیز پر اعتماد کیا جائے گا کیا فلاں زاہد اور فلاں صوفی سے فتوی لیا جائیگا یا نفس میں جو خطرات آتے ہیں ان پر بھروسا کیا جائیگا - ہدایت کے بعد گمراہی سے خدا پناہ دے اور یہ کتابیں جنکو ان لوگوں نے دفن کیا تین حال سے خالی نہیں یا ان میں حق ہوگا یا باطل یا حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اگر ان میں باطل تھا تو جسنے دفن کیا اسپر کچھ ملامت نہیں اور اگر حق باطل سے ملا ہوا تھا +

ولم يمكن تمييزه كان عذرا في اتلافها فان اقواما كتبوا عن ثقات وعن كذابين فاختلط الامر عليهم فدفنوا كتبهم و
على هذا يحمل ما يروى من دفن الكتب عن سفيان الثوري وان كان فيها الحق والشرع فلا يحل اتلافها بوجه لكونها ضابطة
للعلم واموالا فينبغي لمن يقصد اتلافها عن مقصوده فان قال تشغلني عن العبادة قيل له جوابك من ثلاثة اوجه احدها
انك لو فهمت لعلمت ان التشاغل بالعلم اوفى العبادات والثاني ان اليقظة التي وقعت لك لا تدوم فكانك وقد ندمت على
ما فعلت بعد الفوت واعلم ان القلوب لا تبقى على صفائها بل تصدأ فتحتاج الى جلاءها كالنظر في كتب العلم وقد كان يوسف بن
اسباط دفن كتبه ثم لم يصبر عن التحديث فحدث من حفظه فخلط والثالث انا نقدر تمام يقظتك ودوامها والغنى عن
هذه الكتب فهلا وهبتها للمبتدي من الطلاب لم يصل الى مقامك او وقفتها
على المنتفعين بها فاما اتلافها فلا يحل وقد روى المروزي عن احمد بن حنبل انه سئل عن
رجل اوصى ان تدفن كتبه فقال ما يعجبني ان يدفن العلم وعن المروزي يقول سمعت احمد بن حنبل يقول لا اعرف لدفن الكتب معنى

## ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في انكارهم على من اشتغل بالعلم

ترجمہ اور اس کی تمیز ممکن نہ تھی تو ان کے ضائع کرنے کے لئے بھی عذر ہے کیونکہ بہت سے لوگوں نے معتبر اور جھوٹے دونوں قسم
کے لوگوں سے حدیث لکھی تو اصل بات اونپر مختلط ہو گئی۔ تو انہوں نے ان کی کتابوں کو دفن کر دیا اور سفیان ثوری سے جو کتابوں کا
دفن کرنا منقول ہے وہ اسی پر محمول ہے اور اگر انمیں حق اور شرع تھی تو اونکا ضائع کرنا بالکل جائز نہیں کیونکہ وہ علم کے لئے قاعدہ
اور مال نہیں اور جو شخص کہ انکی ضائع کرنیکا قصد کرتا ہی چاہیے کہ اس کی غرض پوچھی جائے۔ اگر یوں کہے کہ کتابیں مجھ کو عبادت سے
دوسری جانب مشغول کر دینگی تو اسکا جواب تین طرح سے ہے ایک یہ کہ اگر تم کو سمجھ ہوتی تو جان لیتے کہ علم کا شغل رکھنا پوری پوری عبادت
ہے دوسرے یہ کہ جو روشنضمیری تم کو حاصل ہوئی ہے یہ ہمیشہ نہیں رہ سکتی گویا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں وقت گذر جانیکے بعد تم اپنی
حرکت پر پشیمانی اوٹھا رہے ہو اور واضح ہو کہ دل ہمیشہ صفائی پر نہیں رہتے بلکہ زنگ آلود ہو جاتے ہیں تو اونکے جلا کرنے کی ضرورت
ہوتی ہے جیسے علمی کتابوں کا دیکھنا۔ یوسف بن اسباط نے اپنی کتابیں دفن کر دی تہیں اور حدیث بیان کئے بغیر صبر نہ آتا تھا لہذا
یاد داشت پر حدیث سنانے لگے اور غلط کر دیا تیسرے یہ کہ ہم مان لیتے ہیں کہ تمہاری روشندلی کامل ہے اور ہمیشہ رہیگی اور تم
کو کتابوں کی ضرورت بھی نہیں مگر اہل طلب میں سے کسی مبتدی کو جو تمہارے مقام تک نہیں اونچا وہ کتابیں سپہ کیوں نہیں کردیں
یا ایسے لوگوں کو کیوں وقف نہ کیں جو انسے نفع اوٹھائے کتابوں کا ضائع کرنا کسی حال میں درست نہیں مروزی نے احمد
بن حنبل سے روایت کیا کہ اونسے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو یہ وصیت کرے کہ اسکی کتابیں دفن کر دی جائیں جواب دیا کہ میں
اسکو پسند نہیں کرتا کہ علم کو دفن کر دیا جائے اور مروزی کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل سے سنا کہتے تھے کہ میرے نزدیک کتابیں دفن کرنیکی
کوئی وجہ نہیں جانتا (علم میں مشغول رہنے والوں پر اعتراض کرنیکے بارے میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان)

**قال المصنف** لما انقسم هؤلاء بين متكاسل عن طلب العلم وبين ظان ان العلم هو ما يقع في النفوس من ثمرات التعبد وسموا ذلك العلم الباطن نهوا عن التشاغل بالعلم الظاهر **حدثنا** ابو اسحٰق ابراهیم بن احمد بن محمد الطبری قال سمعت جعفر الخلدی يقول لو تركتني الصوفية لجئتكم باسناد الدنيا لقد مضيت الى عباس الدوری وانا حدث فكتبت عنه مجلسا واحدا وخرجت من عنده فلقيني بعض من كنت اصحبه من الصوفية فقال ايش هذا معك فاريته اياه فقال ويحك تدع علم الخرق وتاخذ علم الورق ثم خرق الاوراق فدخل كلامه في قلبي فلم اعد الى عباس **قال المصنف** وبلغني عن ابی سعيد الكندی قال كنت انزل رباط الصوفية واطلب الحديث في خفية بحيث لا يعلمون فسقطت الدواة يوما من كمي فقال لي بعض الصوفية استر عورتك **وحدثنا** ابو الحسين بن احمد الصفار قال كان بيدي محبرة فقال لي الشبلي غيب سوادك عني يكفيني سواد قلبي **و**سمعت علي بن مهدی يقول وقفت ببغداد على حلقة الشبلي فنظر الی ومعی محبرة **فانشأ** يقول تسربلت للحرب ثوب الغرق، وهمت البلاد لوجد القلق، ففيك هتكت قناع العزا، وعنك نطقت لمن لا نطق، اذا خاطبوني بعلم الورق، برزت عليهم بعلم الخرق، **قال المصنف** من اكبر المعاندة لله الصد عن سبيله واوضح سبيل الله العلم لانه دليل على الله وبيان لاحكام شرعه

---

**ترجمہ مصنف** نے کہا کہ جب صوفیہ کی دو قسمیں ہوئیں ایک تو وہ جو طلب علم میں کاہل رہے دوسرے وہ جنہوں نے یہ گمان کیا کہ علم وہی ہے جو عبادت کے نتائج سے نفس میں القا ہوتا ہے اور اس کا نام علم باطن رکھا ہے لہذا اس قوم نے علم ظاہر میں مشغول ہونے سے منع کیا ہے **ابو اسحاق** ابراہیم بن احمد بن محمد طبری نے ہم سے بیان کیا کہ مینے جعفر خلدی سے سنا کہتے تھے کہ اگر مجھے صوفیہ چھوڑتے تو میں تمکو دنیا کی اسناد سناتا میں جس زمانے میں نوجوان تھا ایک بار عباس دوری کے پاس گیا اور ایک جلسہ میں جسقدر حدیثیں انہوں نے بیان کیں لکھ لایا جب ان کے پاس سے اٹھ کے آیا تو رستے میں میرے ایک دوست جو صوفی تھے ملے پوچھنے لگے کہ تمہارے پاس یہ کیا ہے مینے وہ کتاب دکھائی کہنے لگے وائے ہو تجھ پر علم خرق کو چھوڑ کر علم ورق کو اختیار کرتا ہے یہ کہکر اون اوراق کو پھاڑ ڈالا میرے دل میں انکا کلام گھر کر گیا پھر میں کبھی عباس کے پاس نہیں گیا **مصنف** نے کہا کہ ابو سعید کندی کی نسبت مینے سنا ہے بیان کرتے تھے کہ میں صوفیہ کے رباط میں اترا تھا اور خفیہ طور پر حدیث طلب کرتا تھا کہ ان کو خبر نہوتی تھی ایک روز میری جیب سے دوات گر پڑی ایک صوفی نے مجھ سے کہا کہ اپنی شرمگاہ چھپا و **ابو الحسین بن احمد** صفار نے بیان کیا کہ میرے ہاتھ میں دوات تھی شبلی نے دیکھکر کہا اپنی سیاہی مجھ سے پوشیدہ کرو مجھکو اپنے دل ہی کی سیاہی کافی ہے **علی بن مہدی** سے مینے سنا کہ میں بغداد میں شبلی کے حلقہ میں جاکھڑا ہوا شبلی نے میری طرف دیکھا اور میری پاس دوات تھی دیکھکر چند اشعار پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ مینے لڑائی کے واسطے حرف کا لباس پہنا اور اندوہ وقلق کے مارے شہروں میں سرسیمہ پھرا۔ تیرے لئے مینے جماد کا پردہ اٹھا دیا۔ اور جس سے گفتگو کی تیری ہی باتیں کی۔ جب لوگ مجھ سے علم ورق کے بارے میں درخواست کرتے ہیں تو میں ان کو علم خرق بتاتا ہوں **مصنف** نے کہا کہ اللہ تعالی کی سخت مخالفت یہ ہے کہ اسکے رستے سے لوگوں کو روکا جائے اور اللہ تعالی کا بہت روشن رستہ علم ہے کیونکہ علم اللہ تعالی کا دلیل ہے اور احکام شریعت کا بیان ہے

وایضاح لما یحبه ویکرهه فالمنع منه معاداة لله ولشرعه ولکن الناهین عن ذلك ما فطنوا لما فعلوا **وقد** کان الامام
احمد بن حنبل یری المحابر بایدی طلبة العلم فیقول هذه سُرُج الاسلام وکان هو یحمل المحبرة علی کبره فقال له رجل الی متی یا ابا عبد الله
فقال الی المقبرة **وقال** فی قوله علیه السلام لا تزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم من خذلهم حتی یقوم الساعة فقال
احمد ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فلا ادری من هم **وقال ایضا** ان لم یکونوا اصحاب الحدیث الابدال فمن یکون **وقیل له**
ان رجلا قال فی اصحاب الحدیث انهم کانوا قوم سوء فقال احمد هذا زندیق **وقال** الامام الشافعی رحمه الله اذا رأیت
رجلا من اصحاب الحدیث فکانی رأیت رجلا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم **وقال** یوسف ابن اسباط طلبة
الحدیث یدفع الله بهم البلاء عن اهل الارض **حدثنا** ابن مسروق قال رایت کان القیامة قد قامت والخلق
مجتمعون اذ نادی منادٍ الصلوة جامعة فاصطففنا صفوفا فاتانی ملك فتاملته فاذا بین عینیه مکتوب جبرئیل امین الله
فقلت این النبی صلی الله علیه وسلم فقال مشغول بنصب الموائد لاخوانه الصوفیة فقلت
وانا من الصوفیة فقیل نعم ولکن شغلك کثرة الحدیث
**قال المصنف** معاذ الله ان ینکر جبرئیل التشاغل بالعلم وفی اسناد هذه الحکایة

ترجمہ اور اس امر کی توضیح ہے کہ اللہ تعالی کس چیز کو پسند فرماتا ہے اور کس بات سے ناراض ہے اب علم سے منع کرنا خدا تعالی اور
اس کی شریعت سے عداوت رکھنا ہے اور لیکن یہ منع کرنیوالے لوگ نہیں سمجھتے کہ کیا غضب کر رہے ہیں **امام احمد بن حنبل** طالب
علموں کے ہاتھوں میں دواتیں دیکھ کر فرماتے تھے کہ یہ اسلام کی شمع ہیں اور باوجود بڑھاپے کے دوات لیکر بیٹھتے تھے کسی شخص
نے پوچھا اے ابو عبد اللہ یہ دوات کب تک ساتھ رہیگی جواب دیا کہ قبر تک ساتھ جائیگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے
کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ فتحمند رہے گا جو لوگ اُن کو چھوڑ دینگے وہ ان کو کچھ نقصان نہ پہونچا سکینگے امام احمد بن حنبل
نے کہا کہ یہ گروہ اگر اہل حدیث نہیں تو میں نہیں جانتا کہ پھر کون ہیں نیز امام نے کہا کہ ابدال اگر اہل حدیث نہونگے تو کون ہوگا کسی نے
امام احمد سے کہا کہ فلاں شخص اصحاب حدیث کی نسبت کہتا ہے کہ یہ لوگ برے لوگ تھے جواب دیا کہ وہ شخص زندیق ہے اور **امام شافعی**
نے فرمایا کہ میں جب اہل حدیث میں سے کسیکو دیکھتا ہوں تو گویا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک کو دیکھتا
ہوں **یوسف بن اسباط** نے کہا کہ طالبان حدیث کی برکت سے اللہ تعالی اہل زمین کی بلائیں دفع کرتا ہے **ابن مسروق**
نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور لوگ جمع ہیں اتنے میں منادی نے ندا کی کہ اے لوگو نماز ہونیوالی ہے۔
سب نے صفیں باندھیں میرے پاس ایک فرشتہ آیا میں نے غور سے دیکھا تو اسکی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا تھا جبریل امین اللہ
میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں جبریل نے جواب دیا کہ آپ اپنے صوفیہ بھائیوں کے لئے دسترخوان
تیار کر رہے ہیں میں نے کہا کہ میں بھی تو صوفیہ میں سے ہوں کہنے لگے کہ ہاں تو بھی صوفی ہے مگر تجھکو کثرت حدیث نے دوسری جانب
مشغول کر دیا **مصنف** نے کہا معاذ اللہ کہ جبریل علیہ السلام علم میں مشغول ہونے سے انکار کریں اور اس حکایت کی بنا دیں

ابن جهضم وكان كذابا ولعلها عمله وأما ابن مسروق فحدثنا علي بن محمد بن نصر قال سمعت حمزة بن يوسف قال سمعت الدارقطني يقول أبو العباس بن مسروق ليس بالقوي يأتي بالمعضلات **ذكر تلبيس إبليس على الصوفية في كلامهم في العلم** **قال المصنف** اعلم أن هؤلاء القوم لما تركوا العلم وانفردوا بالرياضات على مقتضى آرائهم لم يصبروا عن الكلام في العلوم فتكلموا بواقعاتهم فوقعت الأغاليط القبيحة منهم فتارة يتكلمون في تفسير القرآن وتارة في الحديث وتارة في الفقه وغير ذلك ويسوقون العلوم إلى مقتضى علمهم الذي انفردوا به والله سبحانه لا يخلي الزمان من أقوام قوام بالشريعة يردون على المتخرصين ويبينون غلط الغالطين **ذكر نبذة من كلامهم في القرآن** قال حدثنا جعفر بن محمد الخلدي قال حضرت شيخنا الجنيد وقد سأله ابن كيسان عن قوله تعالى سنقرئك فلا تنسى فقال الجنيد لا تنس العمل به **قال** وسأله عن قوله ودرسوا ما فيه فقال له الجنيد تركوا العمل به فقال لا يفضض الله فاك **قال المصنف** أما قوله لا تنس العمل به فتفسير لا وجه له والغلط فيه ظاهر لأنه فسره على أنه نهي وليس كذلك إنما هو نفي لا نهي وتقديره فما تنسى أي لو كان نهيا كان مجزوما فتفسيره على خلاف إجماع العلماء **وكذلك** قوله تعالى ودرسوا ما فيه إنما هو من الدرس الذي هو التلاوة من قوله تعالى وبما كنتم تدرسون

ترجمہ ایک راوی ابن جہضم ہے جو کذاب تھا عجب نہیں کہ اسکی یہی کرتوت ہو اور ابن مسروق کی نسبت علی بن محمد بن نصر نے بیان کیا کہ میں نے حمزہ بن یوسف سے سنا کہتے تھے کہ میں نے دارقطنی سے سنا بیان کرتے تھے کہ ابو العباس بن مسروق قوی نہیں اور معضلات روایت کرتا ہے (علمی مسائل میں کلام کرنے میں صوفیہ پر **تلبیس ابلیس کا بیان**) مصنف نے کہا جاننا چاہئے کہ اس قوم نے جب علم کو چھوڑ دیا اور صرف اپنی رایوں کے مطابق ریاضتوں کے ہو رہے تو علوم کے بارے میں گفتگو کرنے سے نہ رہ سکے لہذا اپنے واقعات بیان کئے اور قبیح غلطیاں ان سے سرزد ہوئیں کبھی تو تفسیر قرآن میں گفتگو کرتے ہیں اور کبھی حدیث میں اور کبھی فقہ میں کبھی اور علوم میں تمام علوم کو اپنے اسی علم کیطرف لے جاتے ہیں جو خاص انہیں میں پایا جاتا ہو اور اللہ تعالیٰ زمانہ کو ان لوگوں سے خالی نہیں رکھتا جو اسکی شریعت کی حفاظت کریں اور جو ڈھکوسلا چلانے والے ہیں ان کا رد کریں اور غلطی کرنیوالوں کی غلطی ظاہر کریں (قرآن میں جو صوفیہ نے **کلام کیا اسکا تھوڑا سا بیان**) **جعفر بن** محمد خلدی نے بیان کیا کہ میں اپنے شیخ حضرت جنید کی صحبت میں حاضر ہوا ابن کیسان نے ان سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا **سنقرئك فلا تنسى** یعنی اے محمد ہم تم کو پڑھا دینگے اور تم نہ بھولوگے جنید نے کہا کہ مطلب یہ ہے کہ اسپر عمل کرنا مت بھولو جعفر نے کہا کہ کسی نے جنید سے اس آیت کے معنی پوچھے ودرسوا ما فیہ یعنی جو اسمیں لکھا تھا پڑھا جنید نے کہا معنی یہ ہیں کہ اسپر عمل کرنا چھوڑ دیا۔ تو اُسنے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر نہ توڑے **مصنف** نے کہا کہ جنید کی یہ تفسیر کہ اسپر عمل کرنا مت بھولو بے وجہ ہے جسمیں صریح غلطی ہے کیونکہ یہ تفسیر اس بنا پر کہ **لا تنسى** صیغہ نہی ہے حالانکہ یہ جملہ خبریہ ہے نہی نہیں اور ما تنسے کے معنی نہیں ہے کیونکہ اگر نہی ہوتا تو حالت جزمی میں واقع ہوتا غرض یہ تفسیر اجماع علماء کے خلاف ہے اسی طرح اسکی تفسیر کہ درسوا ما فیہ یہ درس سے نکلا ہے جو بمعنی تلاوت ہے جیسا دوسری جگہ فرمایا وبما كنتم تدرسون۔

لانہ درس الشئ الذی ہو ہلاکہ **وحدثنا** محمد بن جریر قال سمعت ابا العباس ابن عطا وقد سئل عن قولہ تعالیٰ فنجیناک من الغم قال نجیناک من الغم بقومک وفتناک بنا عمن سوانا **قال المصنف** وھذہ جرأۃ عظیمۃ علی کلام اللہ تعالیٰ ونسبۃ الکلیم الی الافتتان بمحبۃ اللہ سبحانہ وجعل محبتہ فتنۃ غایۃ فی القباحۃ **وسئل** ابن عطاء عن قولہ تعالیٰ واما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم فقال الروح النظر الی وجہ اللہ والریحان الاستماع لکلامہ وجنۃ نعیم ھو ان لا یحجب فیہا عن اللہ تعالیٰ **قال المصنف** ھذا کلام بالواقع علی خلاف المفسرین وقد جمع ابو عبد الرحمن السلمی فی تفسیر القرآن من کلامھم الذی اکثرہ ھذیان لا یحل نحو مجلدین سماھا حقائق التفسیر **ومن کلامھم** انھم قالوا انما سمیت فاتحۃ الکتاب بذالک لانہا اوائل ما فاتحناک بہ من خطابنا فان تادبت بذالک والا حرمت لطائف ما بعد **قال المصنف** وھذا قبیح لانہ لا یختلف المفسرون ان الفاتحۃ لیست من اوائل ما نزل **وقال** فی قولہ الانسان یا انسان قاصدا نحوک **قال المصنف** وھذا قبیح لانہ لیس من ام لانہ لو کان کذلک لکانت المیم المشددۃ **وقال فی** قولہ تعالیٰ وان یاتوکم اساریٰ قال ابو عثمان غرقی فی الذنوب قال الواسطی غرقی فی رؤیۃ افعالھم وقال الجنید اساریٰ فی اسباب الدنیا یھدیھم الی قطع العلائق

---

ترجمہ اس غرض سے نہیں نکلا کہ درس الشئ جس درس کے معنے ہلاکت کے ہیں محمد بن جریر نے کہا میں نے ابو العباس بن عطا سے سنا ایسے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے فنجیناک من الغم یعنی ہم نے تمکو غم سے نجات دی اور تجھکو آزمایا ابو العباس نے کہا یعنی تمہاری قوم کے غم سے تمکو نجات دی اور اپنے ماسوا سے جدا کرکے تمکو اپنا مفتون بنالیا **مصنف** نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے کلام پر بڑی بھاری جرأت ہے اور حضرت موسیٰ کی نسبت کہنا کہ عشق الٰہی کے فتنے میں پڑگئے اور خدا کی محبت کو فتنہ قرار دینا نہایت ہی قبیح بات ہے **ابن عطا** سے کسی نے اس آیت کے معنی پوچھے واما ان کان من المقربین فروح وریحان وجنۃ نعیم جواب دیا کہ روح کے معنی ہیں دیدار خدا کا دیکھنا ریحان اسکا کلام سننا جنۃ نعیم وہ مقام ہے کہ اسمیں اللہ تعالیٰ کا کوئی حجاب نہو **مصنف** نے کہا یہ کلام فی الواقع مفسرین کے خلاف ہے اور ابو عبد الرحمن سلمی نے قرآن کی تفسیر میں صوفیہ کے بعض کلام مجلد میں جمع کئے ہیں جنمیں اکثر بیہودہ باتیں ہیں جو جائز نہیں ہیں انکا نام رکہا ہے حقائق التفاسیر **صوفیہ** کی تفاسیر میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کہتے ہیں کہ الحمد کو فاتحۃ الکتاب اسلئے کہتے ہیں کہ یہ شروعات میں جن سے ہمنے اپنے خطاب کو شروع کیا ہے اگر تم نے اسکا ادب کیا تو خیر ورنہ مابعد کے لطائف سے محروم رہجاؤ گے + **مصنف** نے کہا یہ توجیہ قبیح ہے کیونکہ مفسرین بلا اختلاف کہتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ اوائل میں نازل نہیں ہوئی **صوفیہ** میں سے کسی نے کہا ہے کہ انسان جو کہتا ہے آمین معنی یہ ہیں کہ ہم قصد کرکے تیری طرف آتے ہیں **مصنف** نے کہا یہ معنی قبیح ہیں کیونکہ یہ لفظ آم بہ تشدید میم سے نہیں اگر ایسا ہوتا تو میم کو مشدد ہونا چاہیے تھا قولہ تعالیٰ وان یاتوکم اساریٰ یعنی اگر کفار تمہارے پاس قید ہوکر آئیں ابو عثمان نے کہا کہ اساریٰ کے معنی ہیں گناہوں میں ڈوبے ہوئے واسطی نے کہا یہ مطلب ہے کہ اپنے افعال پر نظر کرنے میں غرق ہیں جنید کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ اسباب دنیا میں گرفتار ہیں اللہ تعالیٰ قطع علائق کی ان کو ہدایت کرتا ہے

قلت انما الآیۃ علی وجہ الانکار و معناھا اذا اسرتموھم فدیتموھم و اذا حاربتموھم قتلتموھم وھولاء قد فسروھا علی ما
یوجب المدح وقال محمد بن علی یحب التوابین من توبتہم وقال النوری یقبض ویبسط لاجلہ و قال فی قولہ و
من دخلہ کان امنا ای من ھواجس نفسہ و وساوس الشیطٰن وھذا غایۃ فی القبح لان لفظ الآیۃ لفظ
الخبر و معناھا الامر وتقدیرھا من دخل الحرم فآمنوہ وھولاء قد فسروھا علی الخبر ثم لا یصح لھم لانہ کم من داخل
الحرم ما امن من الھواجس ولا الوسواس وذکر فی قولہ تعالٰی ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ قال ابو تراب ھی
الدعاوی الفاسدۃ والجار ذی القربٰی قال سہل ھو القلب والجار الجنب النفس وابن السبیل الجوارح و
قال فی قولہ وھم بہا قال ابو بکر الوراق الھمان لہا ویوسف ما ھم بہا قلت وھذا اخلاف صریح القرآن
وقولہ ما ھذا بشرا قال محمد بن علی ما ھذا باھل ان یدعی الی المباشرۃ وقال الزنجانی الرعد
صفقات الملائکۃ والبرق زفرات افئدتہم والمطر بکاؤھم وقال
فی قولہ تعالٰی وللہ المکر جمیعا قال الحسن لا مکرابین فیہ من مکر الحق بعبادہ حیث
اوھم ان لھم سبیلا الیہ بحال او للحدث اقتران مع القدم

ترجمہ میں کہتا ہوں کہ آیت تو انکار کی طور پر وارد ہوئی ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب تم کفار کو قید کرو (اور پھر اونکو چھوڑنا چاہو) تو ان
سے فدیہ لیلو اور جب ان سے جہاد کرو تو ان کو قتل کرو اور ان لوگوں نے اسکی طرح پر تفسیر کی جس سے مدح ثابت ہوتی ہے اور محمد بن علی نے کہا
کہ دوست رکھتا ہے ان لوگوں کو جو اپنی توبہ سے توبہ کرتے ہیں اور نوری نے کہا تنگ اور کشادہ کرتا ہے اپنے واسطے قولہ تعالٰی ومن دخلہ کان
امنا یعنی جو حرم میں داخل ہوا وہ امن میں ہے کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ نفسانی خیالات اور شیطانی وسوسوں سے محفوظ ہے اور یہ نہایت
قبیح ہے کیونکہ لفظ آیت کے خبر کے ہیں اور معنی اس کے امر کے ہیں اور تقدیر اسکی یہ ہے من دخل الحرم فآمنوہ یعنی جو حرم میں داخل ہو اسکو
امن دو ان لوگوں نے اس کی تفسیر امنا بفتحہ الف وکسرہ میم بیان کے علاوہ ازین ان کی تفسیر پر آیت درست نہیں رہتی بہت سے لوگ
حرم میں داخل ہوتے ہیں اور اوہام نفسانی اور وساوس شیطانی سے نہیں بچتے قولہ تعالی ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ یعنی اگر تم ممنوعات
کے کبائر سے اجتناب کروگے ابو تراب نے کہا کہ کبائر سے مراد فاسد دعوے ہیں سہل کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں والجار ذی
القربی سے مراد قلب ہے اور الجار الجنب نفس ہے اور ابن السبیل جوارح ہیں قولہ تعالٰی وھم بہا یعنی یوسف نے زلیخا کا قصد
کیا ابو بکر وراق نے کہا کہ دونوں قصد زلیخا کے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ نص قرآن کے خلاف ہے اور یوسف نے اس کا قصد نہیں
کیا تھا قولہ تعالٰی ما ھذا بشرا یعنی یوسف آدمی نہیں محمد بن علی کہتے ہیں کہ معنی یہ ہیں یوسف اس قابل نہیں کہ مباشرت کی طرف
بلایا جائے زنجانی نے کہا رعد ملائکہ کی دست زنی کی آواز ہے اور برق ان کے دلوں کے شعلے ہیں اور بارش ان کی گریہ
ہے قولہ تعالی وللہ المکر جمیعا حسین نے کہا کہ خدا کے مکر سے بڑھکر اس کے بندوں کے واسطے کوئی فریب نہیں کہ ان کو
شبہ میں ڈالدیا ہے کہ ایک حال میں وہ خدا کا رستہ پا سکتے ہیں یا حدوث کو قدم کے ساتھ مقارنت ہے ؁

**قال المصنف** ومن تامل معنی هذا علم انه کفر محض لانه یشیر الی انه کالهزل واللعب ولکن الحسین
هو الحلاج وهذا یلیق بذلک وقال فی قوله لعمرک ای لعمارتک سرک بمشاهدتنا قلت وجمیع الکتاب
من هذا الجنس ولقد هممت ان اثبت منه ههنا کثیرا فرأیت الزمان یضیع فی کتابة شیٔ بین الکفر
والخطاء والهذیان وهو جنس مما حکینا عن الباطنیة فمن اراد ان یعرف جنس ما فی هذا الکتاب فهذا
انموذجه ومن اراد الزیادة فلینظر فی ذلک الکتاب **وقال ابو حامد الطوسی** فی کتاب
ذم المال فی قوله تعالی واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام قال انما عنی الذهب والفضة
اذ رتبة النبوة اجل من ان یخشی علیها عن تعبد الاصنام قال وانما عنی بعبادته
حبه والاغترار به **قال المصنف** وهذا شیٔ لم یقله احد من المفسرین **وقد**
قال شعیب وما یکون لنا ان نعود فیها الا ان یشاء الله ربنا ومعلوم ان میل الانبیاء الی الشرک امر
ممتنع لاجل العصمة لا انه مستحیل ثم قد ذکر مع نفسه من یتصور فی حقه الاشراک
فجاز ان یدخل نفسه معهم فقال واجنبنی وبنی ومعلوم ان العرب اولاده وقد عبد اکثرهم الاصنام وقال ابو حمزة الخراسانی

مصنف نے کہا کہ اس تفسیر کے معنی جو شخص سمجھیگا جان لیگا کہ یہ کفر محض ہے کیونکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ گویا اللہ تعالی مذاق اور
کھیل کرتا ہے لیکن یہ مفسر حسین حلاج ہیں انسے ایسا جملہ کچھ بعید نہیں اور آیت لعمرک کی یوں تفسیر کی کہ تمہاری عمارت کی قسم
ہے کہ تمہارا بھید میرے مشاہدے میں ہے میں کہتا ہوں کہ ساری کتاب اسی قسم کی ہے اور مینے چاہا کہ ان میں سے بہت سا ذکر کروں
تو مینے دیکھا کہ زمانہ ایک ایسی شیٔ کے لکھنے میں برباد ہوتا ہے جس میں کچھ کفر ہے اور کچھ خطا اور کچھ بیہودہ باتیں اور وہ اس قسم کی باتیں ہیں جو ہم
نے فرقہ باطنیہ سے نقل کیں جو شخص اس کتاب کی حالت دیکھنا چاہے تو یہ اسکا نمونہ دیکھ لے اور جو شخص زیادہ چاہے تو وہی کتاب
دیکھ لے ابو حامد طوسی نے کتاب ذم مال میں اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام یعنی مجھکو اور میری
اولاد کو بتوں کی عبادت سے دور رکھ مراد سیم و زر ہے کیونکہ نبوت کا رتبہ اس سے اعلی ہے کہ اسپر عبادت اصنام کا خوف ہو اور کہا
کہ عبادت سے مراد مال و دولت کی محبت اور اسپر فریفتہ ہونا ہے مصنف نے کہا کہ یہ ایسے معنی ہیں جو کسی مفسر نے نہیں بیان
کئے شعیب نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے وما یکون لنا ان نعود فیها الا ان یشاء الله ربنا یعنے ہم بغیر خدا کی مرضی کے
کیوں شرک میں پڑنے لگے یہ امر معلوم ہے کہ انبیا کا شرک میں پڑنا غیر ممکن ہے کیونکہ وہ معصوم ہیں لیکن امر مستحیل نہیں علاوہ
ازین آیت مذکورہ میں تو حضرت ابراہیم کی ساتھ ایسے لوگونکا ذکر ہے جن سے شرک سرزد ہوسکے لہذا جائز ہے کہ انکی ساتھ
اپنے آپ کو بھی شامل کرلیا اور فرمایا واجنبنی وبنی یعنی مجھے اور میری اولاد کو بچا حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ عرب حضرت
ابراہیم کی اولاد ہیں اور ان میں سے بہتوں نے بت پرستی کی ہے اور **ابو حمزہ خراسانی**
نے کہا

قد نقل مكر باقوام في الجنة فيقال كلوا واشربوا هنيئا بما اسلفتم في الايام الخالية شغلهم عنه بالاكل والشرب ولا مكر فوق هذا ولا حسرة اعظم منه **قال المصنف** انظروا وفقكم الله الى هذه الحماقة وتسمية المنعم به مكرا واضافة المكر بهذا الى الله سبحانه وعلى مقتضى قول هذا ان الانبياء لا ياكلون ولا يشربون بل يكونون مشغولين بالله فما اجرأ هذا القائل على مثل هذه الالفاظ القبائح وهل يجوز ان يوصف الله عز وجل بالمكر على ما نعقله من معنى المكر وانما معنى مكره وخداعه انه يجازي الماكرين والخادعين واني لاتعجب من هؤلاء وقد كانوا يتورعون في اللقمة والكلمة كيف انبسطوا في تفسير القران الى ما هذا احده وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال في القران برأيه فاصاب فقد اخطأ وقال من قال في القران برأيه فليتبوأ مقعده من النار **قال المصنف** وقد رويت لنا حكاية عن بعضهم فيما يتعلق بالمكر اني لاقشعر من ذكرها لكني انبه بها على قبح ما يتخايله هؤلاء الجهلة **اخبرنا** ابو عبد الله بن خفيف قال سمعت رويما يقول اجتمع ليلة بالشام جماعة من المشائخ فقالوا ما شهدنا مثل هذه الليلة وطيبتها

ترجمہ کہ قطعی طور پر بہت سے لوگوں کے ساتھ جنت میں فریب کیا جائیگا چنانچہ کہا جائیگا کلوا واشربوا هنيئا بما اسلفتم في الايام الخالية یعنی خوشی سے کھاؤ پیو یہ تمہارے گذشتہ زمانے کی خوش اعمالی کا نتیجہ ہے ابو حمزہ نے کہا کہ اہل بہشت کو اللہ تعالی نے کھانے پینے میں لگا کر اپنے سے دوسری جانب مشغول کر دیا اس سے بڑھکر کوئی مکر و فریب اور اس سے بڑی کوئی حسرت نہوگی۔ مصنف نے کہا بھائیو خدا تمکو توفیق خیر دے اس حماقت پر غور کرو کہ نعمت و احسان کا نام مکر و فریب رکھتے ہیں اور اسی مکر کو خدا کی طرف نسبت کرتے ہیں اس قول کی بنا پر لازم آتا ہے کہ انبیا علیہم السلام نہ کہائیں نہ پئیں بلکہ خدا کی طرف ہی مشغول رہیں۔ یہ شخص کیا بیدھڑک ایسے الفاظ قبیح زبان پر لاتا ہے کیا یہ بات جائز ہے کہ ہم جو مکر کے معنی سمجھتے ہیں اس کے موافق اللہ تعالی کی صفت مکر قرار دیجائے اللہ تعالی کے مکر و فریب کے تو یہ معنی ہیں کہ وہ مکر و فریب کرنیوالوں کو بدلا دیتا ہے مجکو ان لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ ایک ایک لقمے اور ایک ایک کلمے میں تورع اور احتیاط کرتے تھے تفسیر قرآن میں اس حد تک بے تکلف کیونکر ہو گئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف میں اپنی رائے سے کچھ کہے تو گو درست ہو مگر خطا پر ہے اور فرمایا جو کوئی قرآن شریف میں اپنی عقل سے گفتگو کرے تو دوزخ اپنا ٹھکانا سمجھ لے مصنف نے کہا کہ مکر کے متعلق بعض صوفیہ سے مجکو عجیب حکایت پہونچی ہے جس کے بیان کرنے سے میرے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں لیکن ان جاہلوں کے خیالات کی قباحت پر تنبیہ کرتا ہوں ابو عبد اللہ بن خفیف نے کہا میں نے رویم سے سنا کہتے تھے کہ ایک رات ایک مشائخ کی جماعت شام میں جمع ہوئی باہم کہنے لگے کہ آج کی مانند عمدہ رات ہمنے کبھی نہیں دیکھی

فتعالوا نتذاكر فی مسئلة لئلا تذهب لیلتنا فقالوا نتکلم فی المحبة فانها عمدة القوم فتکلم کل واحد من حیث هو
وکان فی القوم عمرو بن عثمان المکی فوقع علیه البول ولم یکن من عادته فقام وخرج الی صحن الدار فاذا اللیلة مقمرة فوجد قطعة رق
فاخذه وحمله الیهم وقال یا قوم اسکتوا فان هذا جوابکم انظروا ما فی هذه الرسالة فاذا فیها مکتوب مکار وکلکم
تدعون محبته فافترقوا فما جمعهم الا الموسم **قال المصنف** هذه الحکایة بعیدة الصحة وابن خفیف لا یوثق به
وان صحت فان الشیطان القی ذلک الرق وان کانوا قد ظنوا انها رسالة من الله تعالی بظنونهم الفاسدة **وقد** بینا
ان معنی المکر المجازاة علی المکر فاما ان یقال عنه مکار ففوق الجهل وفوق الحماقة **وعن** الخلدی قال سمعت رویما یقول ان
الله غیب اشیاء غیب مکره فی علمه وغیب خداعه فی لطفه وغیب عقوباته فی باب کراماته **قیل** خرج ابو یزید لزیارة اخ له
فلما وصل الی نهر جیحون التقی له حافة النهر فقال سیدی الیش هذا المکر الخفی وعزتک ما عبدتک لهذا ثم رجع ولم یعلم قال
السهلکی وسمعت محمد بن احمد المذکر یذکر ان ابا یزید قال من عرف الله صار للجنة بوابا وصارت الجنة علیه وبالا قلت وهذه
جرأة عظیمة فی اضافة المکر الی الله تعالی وجعل الجنة التی هی نهایة للطالب وبالا واذا کانت وبالا للعارفین فکیف یکون
لغیرهم وکل هذا منبعه من قلة العلم وسوء الفهم **وحدثنا** احمد بن ال عباس

---

ترجمہ آؤ کسی مسئلہ کا چرچا کریں تاکہ ہماری رات فضول نہ جائے صلاح ہوئی کہ محبت کے بارے میں کلام کریں کیونکہ یہ مسئلہ
بالاتفاق عمدہ ہے ہر ایک نے حسب حیثیت گفتگو کی اس جماعت میں عمرو بن عثمان مکی بھی تھے انکو خلاف عادت اسوقت
پیشاب لگا وہ اٹھ کر باہر صحن میں آئے چاندنی رات تھی ایک ہرن کی کھال کا ٹکڑا پڑا ملا اس کو اٹھاکر جماعت کے پاس لائے
اور کہا اے لوگو خاموش رہو یہ ٹکڑا تمہارا جواب ہے دیکھو اس میں کیا ہے اوسمیں لکھا ہوا تھا کہ تم لوگ مکار ہو حالانکہ تم سب کے
سب خدا کی محبت کا دعوی کرتے ہو یہ پڑھکر تمام متفرق ہوگئے اور پھر ایام حج ہی میں ایک جگہ ہوئے **مصنف**رحمہ نے کہا کہ یہ حکایت
صحت سے بعید ہی اور ابن خفیف غیر معتبر ہیں اور اگر صحیح ہو تو وہ کھال کا ٹکڑا شیطان نے ڈالا تھا اگر ان کا یہ خیال تھا کہ وہ
خدا کی طرف سے کوئی تحریر تھی تو یہ خیال فاسد ہی ہم بیان کرچکے کہ مکر کے معنی یہ ہیں کہ مکر کا بدلہ دیتا ہے اگر اس بنا پر اسکو مکار کہا جائے
تو سخت جہالت اور نہایت حماقت ہے **خلدی** نے کہا میںنے رویم سے سنا کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو کچھ چیزوں میں
پوشیدہ رکھا ہے اپنے مکر کو اپنے علم میں اور اپنے فریب کو اپنے لطف میں اور اپنے عذاب کو اپنے اکرام میں چھپایا ہی ابو یزید کی نسبت کہتے
ہیں کہ اپنے ایک بھائی کی ملاقات کو چلے جب نہر جیحوں پر پہونچے تو کنارے پر ٹھہر کر بولے اے میرے آقا یہ کیسا مکر خفی ہے تیری عزت
کی قسم کہ میںنے اس لئے تیری عبادت نہیں کی بعد ازاں وہیں سے لوٹ آئے اور اس بھائی تک نہیں گئے **سہلکی** نے کہا کہ میںنے محمد
ابن احمد واعظ سے سنا ذکر کرتے تھے کہ ابو یزید نے کہا کہ جو شخص خدا کو پہچانیگا وہ جنت کے لئے دربان ہوگا اور جنت اس کے لئے
وبال ہوگی میں کہتا ہوں یہ بڑی جرأت ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف مکر کی نسبت کی جاوے اور جنت جو کہ اصلی مقصد ہے اسکو وبال ٹھیرایا
جاوے بھلا جب خدا شناسوں کو جنت وبال ہوئی تو دوسروں کے لئے کیا کہا جائے یہ سب باتیں کم علمی اور ناسمجھی کی ہیں **احمد بن آل عباس**

المهلبی قال سمعت طیفور وهو ابو یزید یقول العارفون فی زیارة الله فی الاخرة علی طبقتین طبقة تزوره متی
شاءت ای کیف شاءت وطبقة تزوره مرة واحدة ثم لا تزوره بعدها ابدا فقیل له کیف ذالک قال اذا رآه العارفون
اول مرة جعل لهم سوقا ما فیه شیء ولا بیع الا الصور من الرجال والنساء فمن دخل منهم السوق لم یرجع الی زیارة الله
ابدا قال ابو یزید فی الدنیا یخدعک بالسوق وفی الاخرة یخدعک بالسوق فانت ابدا عبد السوق قال المصنف تسمیته
ثواب الجنة خدیعة وسببا للانقطاع عن الله جهل قبیح وانما یجعل لهم السوق ثوابا لا خدیعة فاذا اذن لهم فی اخذه
فی السوق ثم عوقبوا بمنع الزیارة صارت المثوبة عقوبة ومن این له ان من اختار شیئا من تلک السوق لم یعد الی زیارة
الله ولا یراه ابدا نعوذ بالله من هذا التخلیط والتحکم فی العلم والاخبار عن هذه الغائبات لا یعلمها الا نبی فمن
این علمها وکیف لا یکون کما قال ابو هریرة رضی الله عنه راوی الاحادیث یقول لسعید بن المسیب جمعنی الله
وایاک فی سوق الجنة اتراه طلب ترک العقوبة بالبعد عن الله لکن بعد هؤلاء عن العلم واقتنعوا
بواقعاتهم الفاسدة اوجبت التخلیط ولیعلم ان الخواطر والواقعات انما هی ثمرات فمن کان عالما کانت
خواطره صحیحة لانها ثمرات علمه ومن کان جاهلا فثمرات الجهل کلها خطل

ترجمہ مہلبی نے کہا میں نے طیفور سے سنا جنکو ابو یزید کہتے ہیں بیان کرتے تھے کہ آخرت میں جو عارفوں کو دیدار آلہی ہوگا ان کے دو
طبقے ہونگے ایک تو وہ کہ جب چاہینگے اور جسطور سے چاہینگے دیدار کرینگے دوسرے وہ کہ صرف ایکبار انکو دیدار آلہی ہوگا بعد
اسکے کبھی زیارت خدا نہ کرینگے کسی نے اُنسے پوچھا کہ یہ کیونکر ہوگا جواب دیا کہ جب پہلی بار عارفین اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے تو ان کیلئے
ایک بازار بنایا جائیگا جسمیں خرید و فروخت کچھ نہیں صرف مردوں اور عورتوں کی صورتیں ہونگی عارفوں میں سے جو اس بازار
میں داخل ہوجائیگا پھر کبھی دیدار آلہی کی طرف نہ آئیگا ابو یزید نے کہا دیکھو خدا تمکو دنیا میں بھی بازار کا فریب دیتا ہی اور آخرت میں بھی بازار
کا دہوکا دیگا لہذا تم ہمیشہ بازار ہی کے بندے رہے مصنفؒ نے کہا ثواب جنت کا نام مکر و فریب رکھنا اور اللہ تعالیٰ سے دور رہنے
کا سبب بتانا جہل قبیح ہے ان لوگوں کی لئے جو بازار مقرر کیا جائیگا وہ فریب نہوگا بلکہ ثواب ہوگا جب اس بازار کی چیزیں لینے کا اُن کو
حکم دیا جاوے پھر دیدار سے محروم رکھنے کی سزا دیجائے تو یہ ثواب گویا عذاب ہوا۔ اس شخص کو یہ کیونکر معلوم ہوا
کہ جو کوئی اوس بازار میں سے کچھ لے گا۔ وہ زیارت آلہی کی طرف نہ آئے گا اور اسکو کبھی نہ دیکھے گا اس تخلیط اور
علم میں تحکم سے خدا بچائے۔ یہ غیب کی باتیں جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا اس شخص کو کہاں سے معلوم ہوئیں
اور کیونکر ایسا نہ ہوگا جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کثرت سے احادیث کے راوی ہیں سعید بن مسیب سے کہا کہ ہمکو تمکو اللہ تعالیٰ
جنت کے بازار میں یکجا کرے کیا ابو ہریرہ نے خدا سے دور رہنے کا عذاب گوارا کیا لیکن یہ لوگ علم سے دور رہے
اپنے واقعات فاسدہ پر قناعت کی جن سے حق باطل غلط ملط ہوگیا اور جاننا چاہیئے کہ یہ واقعات اور خطرات نتیجے ہیں
لہذا جو شخص عالم ہوگا اسکے خطرات صحیح ہونگے کیونکہ اسکے علم کے نتائج ہیں اور جو جاہل ہوگا تو جہل کے نتیجے سب بیہودہ ہونگے

ومن کلامهم فی الحدیث وغیره قال عبد الله بن احمد بن حنبل قال جاء ابو تراب النخشبی الی ابی فجعل ابی یقول فلان ضعیف وفلان ثقة فقال ابو تراب یا شیخ لا تغتب العلماء فالتفت ابی الیه وقال له ویحك هذه نصیحة لیس هذا غیبة وعن ابی الحسن علی بن محمد البخاری یقول سمعت محمد بن فضل بن العباسی یقول کنا عند عبد الرحمن بن ابی حاتم وهو یقرء علینا کتاب الجرح والتعدیل فدخل علیه یوسف بن الحسین الرازی فقال یا ابا محمد ما هذا الذی تقرءه علی الناس قال کتاب صنفته فی الجرح والتعدیل فقال وما الجرح والتعدیل فقال اظهر احوال اهل العلم من کان منهم ثقة او غیر ثقة فقال له یوسف بن الحسین استحییت لك یا ابا محمد هؤلاء القوم قد حطوا رواحلهم فی الجنة منذ مائة سنة او مائتی سنة تذکرهم وتغتابهم علی ادیم الارض فبکی عبد الرحمن وقال یا ابا یعقوب لو سمعت هذه الکلمة قبل تصنیفی هذا الکتاب لم اصنفه قلت عفا الله عن ابی حاتم فانه لو کان فقیها لرد علیه کما رد الامام احمد بن حنبل علی ابی تراب ولولا الجرح والتعدیل من این کان یعرف الصحیح من الباطل ثم کون القوم فی الجنة لا یمنع ان یذکرهم بما فیهم وتسمیته ذلك غیبة حتی تنسی ثم لا یدری من الجرح والتعدیل ما هو کیف یذکر کلامه وینبغی لیوسف ان یشتغل بالعجائب التی تحکی عنه مثل هذا وعن ابی العباس بن عطاء یقول من عرف الله امسك عن رفع حوائجه الیه

ترجمہ اور حدیث وغیرہ میں کسیقدر ان کا کلام یہ ہے کہ عبد اللہ ابن احمد ابن حنبل نے کہا کہ ابو تراب نخشبی میرے والد کی پاس آئے تو میرے والد کہنے لگے کہ فلان راوی غیر معتبر ہے اور فلان معتبر تو ابو تراب نے کہا اے شیخ علما کی غیبت نکرو تو میرے والد ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تیرا افسوس یہ خیر خواہی ہے غیبت نہیں ہے اور ابو الحسن علی بن محمد بخاری کہتے ہیں کہ میں نے ابو الفضل عباسی سے سنا کہتے تھے کہ ہم عبد الرحمن ابن ابو حاتم کے پاس تھے اور وہ ہم کو کتاب الجرح والتعدیل سنا رہے تھے تو ان کے پاس یوسف ابن حسین رازی آئے اور کہا ای ابو محمد یہ کیا ہے جو لوگوں کو تم سنا رہے ہو تو انہوں نے کہا کہ یہ ایک کتاب ہے جسکو میں نے جرح اور تعدیل میں تصنیف کی ہے تو انہوں نے کہا جرح اور تعدیل کیا چیز ہے تو انہوں نے کہا کہ اہل علم کے حالات ظاہر کرتا ہوں کہ کون ان میں سے معتبر تھا اور کون غیر معتبر تھا تو ان سے یوسف ابن حسین نے کہا کہ اے ابو محمد تمہارے بارے میں مجھے شرم آتی ہے یہ قوم ایک یا دو سو برس کی جنت میں داخل ہوئی اور تم دنیا میں انکا ذکر غیبت کے ساتھ کرتے ہو تو عبد الرحمن روئے اور کہا اے ابو یعقوب اگر اس کتاب کے تصنیف کرنے کے پہلے میں یہ بات سنتا تو اسکو تصنیف نکرتا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالی ابو حاتم کے گناہ معاف کرے اگر عالم ہوتے تو انکا جواب دیتے جیسا کہ امام احمد ابن حنبل نے ابو تراب کا جواب دیا اور اگر جرح و تعدیل نہوتی تو کہاں سے صحیح اور غلط حدیثوں میں تمیز ہوتی پھر قوم کا جنت میں ہونا اس بات سے منع نہیں کرتا ہے کہ وہ ان کے نقصانات بیان کریں پھر اسکا نام غیبت رکھنا عورتوں کی بات ہے پھر جو شخص یہ نجانیگا کہ جرح اور تعدیل کیا چیز ہے اسکا کلام کیونکر قابل ذکر ہوگا اور یوسف کیلئے تو یہ لائق تھا کہ وہ ان عجیب باتوں میں مشغول رہتے جو مثل اس کے انسے منقول ہیں اور ابو العباس ابن عطاء کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی کو پہچانیگا وہ اپنی حاجتوں کو اسکے پاس پیش کرنے سے رکجائیگا +

لما علم انه العالم باحواله قلت هذه اسد لباب السوال والدعاء وهو جهل بالعلم وعن ابی بکر الدلف الصوفی
قال سمعت الشبلی وقد سأله شاب یا ابا بکر لم تقول الله ولا تقول لا اله الا الله فقال الشبلی استحیی ان اوجه اثباتا
بعد نفی فقال الشاب ارید حجة اقوی من هذه فقال اخشی ان اخذ فی کلمة الجحود ولا اصل کلمة الاقرار قال المصنف
انظروا الی هذا العلم الدقیق فان رسول الله صلی الله علیه وسلم کان یامر بقول لا اله الا الله ویحث علیها وفی الصحیحین عنه انه کان یقول
فی دبر کل صلوة لا اله الا الله وحده لا شریک له وکان یقول اذا قام لصلوة اللیل لا اله الا انت وذکر الثواب العظیم لمن یقول
لا اله الا الله فانظروا الی هذا التحکم علی الشریعة واختیار ما لم یختره رسول الله صلی الله علیه وسلم ولقد بلغنی ان ابا الحسن النوری
شهد لها عليه انه سمع اذان المؤذن فقال طعنة وسم الموت وسمع نباح الکلب فقال لبیک وسعدیک فقیل له فی ذلک
فقال ان المؤذن اعار علیه ان یذکر الله وهو غافل ویاخذ علیه الاجرة ولولاها ما اذن ولذلک قلت طعنة
والکلب یذکر الله بلا ریاء فانه قد قال وان من شیء الا یسبح بحمده قال المصنف انظروا اخوانی عصمنا الله
وایاکم من الزلل الی هذا الفقه والاستنباط لطریف وعن النوری انه رای رجلا قابضا علی لحیة نفسه
قال فقلت له نح یدک عن لحیة الله فرفع خبره الی الخلیفة

ترجمہ کیونکہ اس نے جان لیا کہ وہ اس کے حالات کو جانتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ سوال اور دعا کے دروازہ کا بند کرنا ہے اور نیز جہل بعلم
ہے اور ابوبکر دلف صوفی نے کہا میں شبلی سے سنا کسی نے ان سے پوچھا کہ اے ابوبکر تم فقط اللہ کیوں کہتے ہو لا الہ الا اللہ کیوں
نہیں کہتے جواب دیا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اثبات کو بعد نفی کے لاؤں اُس شخص نے کہا کہ میں اس سے بڑھکر کوئی دلیل چاہتا ہوں
شبلی نے جواب دیا کہ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو میں کلمۂ انکار میں مبتلا رہوں اور درحصل کلمۂ اقرار ہونا چاہیئے ۔
مصنفؒ نے کہا اس نکتہ دانی پر غور کرنا چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا الہ الا اللہ کہنے کا حکم فرماتے تھے صحیحین میں
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تھے تو کہا کرتے تھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ
اور جب نماز کے لئے اٹھتے تو فرماتے لا الہ الا انت اور آپ نے بہت بڑا ثواب اس شخص کے لئے فرمایا ہے ۔ جو کہے
لا الہ الا اللہ یہ شریعت پر زیادتی کرنا اور وہ امر اختیار کرنا جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں فرمایا غور کرنے
کے قابل ہے ابوالحسن نوری کی نسبت ہمنے سنا ہے لوگ کہتے ہیں کہ اونہوں نے موذن کی اذان سنی تو طعن سے کہا یہ تو
کا زہر ہے پھر کتے کو بھونکتے سنا تو کہا لبیک وسعدیک لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو جواب دیا کہ موذن کے بارہ میں
مجھکو یہ خوف ہے کہ غفلت کے ساتھ ذکر الٰہی کرتا ہے اور اس کام پر اجرت لیتا ہے ورنہ اذان نہ دیتا لہذا میں نے طعن سے کہا اور
کتا بلا ریا ذکر خدا کرتا ہے چنانچہ فرمایا وان من شیء الا یسبح بحمدہ یعنی ہر ایک چیز حمد الٰہی کی تسبیح پڑھتی ہے مصنف
نے کہا بھائیو خدا ہم کو تمکو لغزشوں سے محفوظ رکھے اس فقہ دقیق اور اجتہاد ظریف پر غور کرو اور منقول ہے کہ نوری نے ایک
شخص کو اپنی داڑھی پکڑے ہوئے دیکھا تو اس سے کہا کہ خدا کی داڑھی سے اپنا ہاتھ دور کر تو یہ بات خلیفہ تک پہونچی

فلما دخل عليه قال بلغني انه نبح كلب فقلت لبيك ونادى المؤذن فقلت طعنة قلت نعم قال الله تعالى وان من شئ الا يسبح بحمده فقلت لبيك لانه ذكر الله والمؤذن يذكر الله وهو متلوث بالمعاصي غافل عن الله قال وقولك للرجل يديك عن لحية الله قلت نعم اليس العبد ولحيته لله وكلما في الدنيا والآخرة له قلت عدم العلم اوقع هؤلاء في التخبيط وما الذي احوجها الى ان صفة الملك صفة الذات وحدث انه كان للشبلي جليس فاعلم انه يريد التوبة فقال له بع مالك واقض دينك وطلق زوجك وايتم اولادك فانسهم من التعلق بك ليعلق واك في الموتى ففعل فجاء بكسيرات جمعها فقال اطرحها بين يدي الفقراء وكل معهم وعن محمد بن ادريس الشافعي يقول سمعت ابي يقول صحبت الصوفية عشرين سنة فما استفدت منهم الا هذين الحرفين الوقت سيف وافضل العصمة ان لا تقدر **ذكر تلبيس ابليس على الصوفية في الشطح والدعاوي** قال المصنف اعلم ان العلم يورث الخوف واحتقار النفس وطول الصمت واذا اعتبرت علماء السلف رأيت الخوف غالبا عليهم والدعاوى بعيدة عنهم كما قال ابو بكر ليتني كنت شعرة في صدر مؤمن وقال عمر عند موته الويل لعمر ان لم يغفر له وقال ابن مسعود ليتني اذا مت لا ابعث وقالت عائشة ليتني كنت نسيا منسيا

ترجمہ جب ابوالحسن خلیفہ کے سامنے آئے خلیفہ نے پوچھا کہ مینے سنا ہے تمنے کتے کو بھونکتے سنکر لبیک کہا اور موذن کی آواز سنکر طعن کیا جواب دیا کہ ہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان من شئ الا یسبح بحمدہ مینے لبیک اس لئے کہا کہ کتے نے خدا کا ذکر کیا اور موذن خدا کا ذکر کرتا ہے حالانکہ گناہوں میں آلودہ اور خدا سے غافل ہے کہا اور تمہارا یہ قول کہ خدا کی ڈاڑھی سے اپنے ہاتھ کو دور کر مینے جواب دیا ہاں کیا بندہ اور اسکی ڈاڑھی اللہ تعالیٰ کی نہیں ہے اور جو چیز دنیا اور آخرت میں ہے سب اس کی ہے میں کہتا ہوں کہ بے علمی نے ان لوگوں کو خبط میں ڈالا اور ان کو اس کی کیا حاجت پڑی کہ ملکیت کی صفت ذات کی صفت ہے شبلی کی نسبت سنا ہے کہ ان کا کوئی ہمنشیں تھا ایک روز اس نے شبلی سے کہا میں توبہ کرنا چاہتا ہوں شبلی نے کہا کہ اپنا مال بیچ ڈال اور قرض ادا کر اور اپنی بی بی کو طلاق دے اور اپنی اولاد کو یتیم کر اور اپنے تعلق سے انکو نا امید کر تاکہ تجھکو مرے ہوؤں میں شمار کریں وہ شخص کچھ ٹکڑے لایا جو اس نے جمع کئے تھے شبلی نے کہا یہ ٹکڑے فقیروں کے سامنے ڈالدے اور ان کے ساتھ کھا اور محمد بن ادریس شافعی کہتے ہیں کہ مینے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے کہ میں نے بیس برس صوفیہ کی صحبت اختیار کی تو ان سے صرف یہی دو باتیں حاصل کیں کہ الوقت سیف یعنی وقت تلوار ہے اور افضل عصمت یہ ہے کہ تجھکو قدرت حاصل نہ ہو **(شطحیات اور دعووں کے بارہ میں صوفیہ پر تلبیس ابلیس کا بیان)** مصنف رح نے کہا جاننا چاہئے کہ علم خوف اور کسر نفسی اور کثرت سکوت کا باعث ہوتا ہے جب تم علماے سلف کو آزماؤگے تو ان پر خوف غالب پاؤگے اور دعوؤں سے دور دیکھوگے چنانچہ ابوبکر رض کہتے ہیں کہ کاش میں مومن کے سینے کا ایک بال ہوتا عمر رض نے نزع کی حالت میں کہا کہ اگر عمر بخشا نہ گیا تو اس پر افسوس ہے ابن مسعود رض نے کہا کاش میں مرکر ہو نہ اٹھایا جاتا عائشہ رض نے کہا کاش میں بالکل بھولی بسری ہوگئی ہوتی۔

وقال سفیان الثوری لحماد بن سلمة عند الموت اترجوان یغفر لمثلی قال المصنف وانما صدر مثل هذا عن هؤلاء السادات لقوة علمهم بالله وقوة العلم به یورث الخوف والخشیة قال الله عز وجل انما یخشی الله من عباده العلماء وقال علیه السلام انا اعرفکم بالله واشدکم له خشیة ولما بعد عن العلم اقوام من الصوفیة لاحظوا اعمالهم واتفق لبعضهم من اللطف ما یشبه الکرامات انبسطوا بالدعاوی کما روی عن ابی یزید البسطامی انه قال وددت ان قد قامت القیامة حتی انصب خیمتی علی جهنم فسأله رجل منا ولم ذاک یا ابا یزید فقال انی اعلم ان جهنم اذا رأتنی تخمد فاکون رحمة للخلق وعن ابی موسی الدبیلی قال سمعت ابا یزید یقول اذا کان یوم القیامة وادخل اهل الجنة الجنة واهل النار النار فاسأله ان یدخلنی النار فقیل له لم ذلک قال حتی یعلم الخلائق ان بره ولطفه فی النار مع اولیائه قال المصنف هذا الکلام من اقبح الاقوال لانه یتضمن تحقیر ما عظم الله امره من النار فانه تعالی بالغ فی وصفها فقال فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة وقال اذا رأتهم من مکان بعید سمعوا لها تغیظا وزفیرا الی غیر ذلک من الآیات وقد اخبر صلی الله علیه وسلم ان نارکم هذه مما یوقد بنو آدم جزء من سبعین ۔

ترجمہ سفیان ثوری نے موت کے وقت حماد سے کہا کہ کیا تم امید کرتے ہو کہ مجھ ایسا شخص بخشا جائے مصنف نے کہا ان بزرگوار وں سے ایسے کلمات اسلئے صادر ہوئے کہ خدا تعالی کو خوب جانتے تھے اور خدا کو اچھی طرح جاننا خوف و دہشت کا باعث ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی اللہ تعالی سے فقط اہل علم ہی ڈرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم سے زیادہ اللہ کو پہچانتا ہوں اور تم سے زیادہ اس سے ڈرتا ہوں صوفیہ کی جماعتیں چونکہ علم سے دور ہیں لہذا انہوں نے اپنے اعمال کا لحاظ کیا اور بعض سے جو اتفاقیہ کرامات کے مشابہ کچھ لطیفہ سرزد ہو گئے تو بلا تکلف بڑے بڑے دعوے کر بیٹھے چنانچہ ابو یزید کی نسبت بیان کرتے ہیں کہ کہتے تھے میں چاہتا ہوں کہ قیامت قائم ہو تا کہ اپنا خیمہ دوزخ پر نصب کروں تو ہم میں سے ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ اے ابو یزید ایسا کیوں کروگے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں کہ دوزخ جب مجکو دیکھیگا تو سرد ہو جائیگا لہذا میں مخلوق کے لئے رحمت ہو جاؤنگا ابو موسی دبیلی کہتے ہیں میں نے ابو یزید کو سنا کہتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اہل جنت جنت میں اور اہل دوزخ دوزخ میں داخل ہو جائینگے تو میں خدا سے درخواست کرونگا کہ مجھ کو دوزخ میں داخل کرے لوگوں نے پوچھا یہ کیوں کروگے جواب دیا کہ اس لئے تا کہ مخلوق کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالی کی عنایت و لطف اپنے اولیا پر دوزخ میں ہے مصنف رحمہ اللہ نے کہا یہ کلام قبیح تر اقوال میں سے ہے کیونکہ یہ قول اس چیز کے حقیر جاننے پر شامل ہے جسکو اللہ تعالی امر عظیم قرار دیتا ہے اللہ تعالی نے دوزخ کی صفت میں مبالغہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة یعنی اس آگ سے بچو جسکا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں نیز فرمایا اذا رأتهم من مکان بعید سمعوا لها تغیظا وزفیرا جب دوزخ اہل دوزخ کو دور سے دیکھیگا تو ان کو اس کے جوش و خروش کی آواز سنائی دیگی اسیطرح اکثر آیات آئی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی اور فرمایا کہ یہ آگ جو بنی آدم جلاتے ہیں دوزخ کی حرارت کے ستر

جزء امن حرّ جهنم قالوا له الصحابة والله ان كانت لكافية يا رسول الله قال فانها فُضّلت عليها بتسعة و ستين جزءً اكلهن مثل حرّها اخرجاه فى الصحيحين وفى افراد مسلم من حديث ابن مسعود عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال يؤتى بجهنم يومئذ لها سبعون الف زمام مع كل زمام سبعون الف ملك يجرّونها وعن كعب قال قال عمر بن الخطاب يا كعب خوّفنا فقلت يا امير المؤمنين اعمل عمل رجل لو قامت القيامة وقمت بعمل سبعين نبيا لازدريت عملك فما ترى فاطرق عمر مليا ثم افاق فقال زدنا يا كعب قلت يا امير المؤمنين لو فتح من جهنم قدر منخر ثور بالمشرق ورجل بالمغرب لغلا دماغه حتى يسيل من حرها فاطرق عمر مليا ثم افاق فقال زدنا يا كعب قلت يا امير المؤمنين ان جهنم لتزفر يوم القيمة زفرة لا يبقى ملك مقرب ولا نبى مرسل الا خرّ جاثيا على ركبتيه يقول رب نفسى نفسى لا اسئلك اليوم غير نفسى وحدثنا ابن السائب عن زاذان قال سمعت كعب الاحبار يقول اذا كان يوم القيامة جمع الله الاولين والآخرين فى صعيد واحد ونزلت الملائكة فصارت صفوفا فيقول يا جبرئيل ائتنى بجهنم فياتى بها جبرئيل فيقاد بسبعين الف زمام حتى اذا كانت من الخلائق على قدر مائة عام زفرت زفرة طارت لها افئدة الخلائق

ترجمہ جزؤں سے ایک جزو ہے صحابہ نے یہ سنکر عرض کیا یا رسول اللہ عذاب کو تو یہی آگ کافی ہے فرمایا کہ وہ آگ اس آگ سے انہتر حصے زیادہ ہے ہر حصہ اس آگ کی گرمی کے برابر ہے یہ حدیث صحیحین میں ہے صحیح مسلم میں ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن دوزخ کو لائینگے اس روز اسکی ستر ہزار مہاریں ہونگی ہر مہار کے ساتھہ ستر ہزار فرشتے اسکو کہینچتے ہونگے کعب رضہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضہ نے فرمایا اے کعب ہمکو خوف کی باتیں سناؤ مینے کہا یا امیر المومنین جسقدر ایک آدمی سے ہو سکتا ہے اسیقدر عمل کیجیے کیونکہ جب قیامت قائم ہوگی تو اگر آپ ستر نبیون کے اعمال لیکر بھی اُٹھینگے تو آپ کے اعمال ناقص ہونگے زیادہ کیا کہوں حضرت عمر نے دیر تک سر جھکایا پھر سر اوٹھا کر فرمایا اے کعب اور زیادہ بیان کرو کعب بولے۔ یا امیر المومنین اگر دوزخ میں سے بیل کے نتھنے کی برابر مشرق کی جانب کھلجائے اور ایک آدمی مغرب میں ہو تو اس کا دماغ پکنے لگے یہانتک کہ اسکی گرمی سے بہ نکلے حضرت عمر دیر تک سر جھکائے رہے پھر افاقہ میں آکر فرمایا اے کعب اور زیادہ سناؤ کعب نے کہا یا امیر المومنین قیامت کے دن دوزخ ایک سانس لے گی جس کی وجہ سے ہر ایک فرشتہ مقرب اور ہر ایک نبی مرسل گھٹنوں کے بل گر پڑے گا۔ اور عرض کرے گا رب نفسی نفسی اے خدا مجھے بچا مجھے بچا۔ آج اپنے سوا کسی کے لئے تجھسے درخواست نہیں کرتا ابن السائب نے زاذان سے روایت کیا اونہون نے کعب احبار سے سنا کہتے تھے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالےٰ سب اگلوں پچھلوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا اور فرشتے اوتریں گے اور صفیں باندہ کر کہڑے ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ فرمائے گا۔ کہ اے جبریل میرے سامنے دوزخ کو لاؤ۔ جبریل اُسکو لینے جائین گے۔ اور ستر ہزار مہاروں سے کہینچتے ہوئے لائینگے۔ یہان تک کہ جب مخلوق سے سو برس کی راہ پر کے فاصلہ پر ہوگی۔ تو ایک سانس لے گی جس سے مخلوقات کے دل اوڑ جائینگے۔

ثم زفرت ثانیۃ فلا یبقی ملک مقرب ولا نبی مرسل الا جثی علی رکبتیہ ثم تزفر الثالثۃ فتبلغ القلوب الحناجر وتذھل العقول فیفزع کل امرأ الی عملہ حتی ابراھیم الخلیل یقول بخلتی لا اسئلک الا نفسی ویقول موسی بمناجاتی لا اسئلک الا نفسی وان عیسی لیقول باکرامتنی لا اسئلک الا نفسی ولا اسئلک مریم التی ولدتنی **قال المصنف** وقد روینا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا جبریل مالی اری میکائیل لا یضحک فقال ما ضحک میکائیل من خلقت النار وما جمدت عینی من خلقت النار مخافۃ ان اعصی اللہ فیجعلنی فیھا **وبکی** عبد اللہ بن رواحۃ یوما فقالت امرأتہ مالک تبکی فقال انبئت انی وارد ولم انبأ انی صادر **قال المصنف** فاذا کان ھذہ حالۃ الملائکۃ والانبیاء والصحابۃ وھم المطھرون من الادناس وھذا انزعاجھم لاجل النار فکیف ھان عند المدعی ویقطع لنفسہ بالولایۃ وبالنجاۃ وھل قطع بالنجاۃ الا لقوم مخصوصین من الصحابۃ **وقد قال** صلی اللہ علیہ وسلم من قال انی فی الجنۃ فھو فی النار وھذا محمد بن واسع یقول عند موتہ یا اخوتاہ اتدرون این یذھب بی واللہ الذی لا الہ الا ھو الی النار او غیر **وحکی رجل من اھل** بسطام انہ سمع ابا یزید البسطامی یقول اللھم ان کان فی سابق علمک انک تعذب احدا من خلقک بالنار فعظم خلقی حتی لا تسع معی غیری

---

**ترجمہ** پھر دوسرا سانس لیگی جس سے تمام مقرب فرشتے اور مرسل نبی گھٹنوں کے بل گر پڑینگے پھر تیسرا سانس لیگی جس سے دل مونہہ کو آئینگے اور عقلیں زائل ہو جائینگی ہر شخص گھبرا کر اپنے عمل کو دیکھے گا حتی کہ ابراہیم خلیل اللہ کہینگے اے خداوند ذریعہ اپنی خلت کے آج اپنے سوا کسی کی نسبت درخواست نہیں کرتا اور موسی کہینگے بوسیلہ اپنی کلام کے آج اپنے سوا کچھ نہیں سوال کرتا عیسے کہینگے ببرکت اسکے کہ تو نے میرا اکرام فرمایا ہی آج اپنی جان کے سوا کسی کے لئے کچھ نہیں مانگتا حتی کہ مریم جس سے میں پیدا ہوا ہوں اُسکی نسبت بھی سوال نہین کرتا **مصنف** نے کہا ہم روایت کر چکے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا اے جبریل کیا وجہ ہے کہ میں نے میکائیل کو ہنستے نہیں دیکھا عرض کیا جب سے دوزخ مخلوق ہوئی ہے میکائیل نہیں ہنسے اور جب سے دوزخ پیدا ہوئی ہے میرے آنسو نہیں تھمے اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کر بیٹھوں وہ مجھکو اس میں جھونکدے **عبد اللہ بن رواحہ** ایک روز رونے لگے ان کی بی بی نے پوچھا تم کیوں روتے ہو جواب دیا کہ مجھکو یہ تو خبر دی گئی ہے کہ دوزخ پر گذر ہوگا لیکن یہ نہیں بتایا گیا کہ اس سے نکل بھی جاؤنگا **مصنف** نے کہا کہ جب یہ حالت ملائکہ اور انبیا اور صحابہ کی ہو جو نجاستوں سے پاک تھے اور دوزخ کی وجہ سے ایسا گھبرائیں تو پھر یہ دعوی کرنیوالا دوزخکو کیونکر سہل چیز سمجھتا ہی اور اپنی ذات پر ولایت اور نجات کا قطعی حکم لگاتا ہے حالانکہ نجات کا قطعی حکم صرف صحابہ میں سے ایک جماعت کیلئے لگایا گیا ہی اور رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جو شخص دعوی کرے کہ میں جنتی ہوں وہ دوزخی ہے اور محمد ابن واسع کو دیکھو کہ اپنی موت کیوقت کہتے تہی کہ بھائیو تم جانتے ہو کہ مجھے کہاں لیجائینگے قسم اس ذات کی جسکے سوائے کوئی معبود نہیں میں نہیں جانتا کہ دوزخکی طرف لیجائینگے یا دوسری طرف **اہل بسطام** میں سے ایک شخص نے نقل کیا کہ اسنے ابویزید کو یوں دعا کرتے سنا کہ یا اللہ اگر تیری علم ازلی میں مقدر ہو کہ تو اپنی مخلوق میں سے کسیکو عذاب کریگا تو میری خلقت کو بڑا دے حتی کہ میرے ساتھ کوئی دوسرا

**قال المصنف** اما ما تقدم من دعاویه فما یخفی قبحها واما هذا القول فخطأ من ثلثة اوجه **احدها** انه قال ان کان فی سابق علمك وقد علمنا قطعا انه لا بد من تعذیب خلق بالنار وقد سمی الله عز وجل منهم جماعة کفرعون وابی لهب فکیف یجوز ان یقال بعد القطع والیقین ان کان **والثانی** قوله فعظم خلقی فلو قال لادفع عن المؤمنین ولکنه قال حتی لا یسع غیری فاشفق علی الکفار ایضا وهذا تعاط علی رحمة الله **والثالث** لا یخلو اما ان یکون جاهلا بقدر هذه النار او واثقا من نفسه بالصبر وکلا الامرین معدوم منه **ولقد بلغنی** عن سمنون انه کان یسمی نفسه الکذاب بسبب ابیاته التی قال فیها ؎ ولیس لی فی سواك حظ ٭ فکیف ما شئت فامتحنی ٭ **قال المصنف** انه لیقشعر جلدی من هذه الترهات علی من یتقاوی وانما هذه ثمرة الجهل بالله سبحانه ولو عرفه لم یسئله الا العافیة وقد قال من عرف الله کل لسانه **واخبرنا** ابو یعقوب الخراط قال قال ابو الحسین النوری قال کان فی نفسی من هذه الکرامات شیٔ فاخذت من الصبیان قصبة وقمت بین زورقین وقلت وعزتك لئن لم یخرج لی سمکة فیها ثلثة ارطال لا یزید ولا ینقص لاغرقن نفسی فقال فخرجت سمکة فیها ثلثة ارطال قال فبلغ ذلك الجنید

---

**ترجمہ مصنف**رحؒ نے کہا کہ ابویزید کے پہلے دعوے جو مذکور ہو چکے ان کی قباحت تو پوشیدہ نہیں باقی رہا یہ قول سو تین وجہ سے خطا ہے ایک یہ کہ انہوں نے یوں کہا اگر تیرے علم ازلی میں مقدر ہو حالانکہ ہم قطعی جانتے ہیں کہ ایک مخلوق کو دوزخ کا عذاب ہوگا۔ ان میں سے ایک جماعت کا نام خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہے جیسے فرعون اور ابولہب پھر کیونکر جائز ہے کہ قطعی یقین کے بعد یوں کہا جائے کہ اگر تیرے علم میں مقدر ہو۔ دوسرے یوں کہنا کہ میری خلقت کو بڑھا دے اگر اس کے بعد یوں کہتے کہ تا میں مومنوں سے دوزخکو دور رکھوں تو ایک بات تھی۔ مگر انہوں نے تو یوں کہا کہ میرے سوا اس میں دوسرا نہ سما سکے لہذا کفار پر بھی شفقت کی حالانکہ یہ خدا کی رحمت کو چھوڑ دینا ہے۔ تیسری یہ کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس آگ کی حقیقت نہیں جانتے یا اپنی نفس پر صبر کا وثوق ہوتا۔ حالانکہ دونوں میں سے ان میں ایک بھی بات نہیں **سمنون** کی نسبت مینے سنا ہے کہ وہ اپنا نام کذاب رکھتے تھے بوجہ چند اشعار کے جو انہوں نے کہے تھے ایک کا ترجمہ یہ ہے مجھے تیرے سوا کسی میں مزا نہیں ملتا تو جس طرح چاہے مجکو آزمالے۔ تو اوسی وقت انکا پیشاب بند ہو گا۔ اس کے بعد وہ مکتبوں میں پھرا کرتے تھے اور ہاتھ میں ایک شیشہ ہوتا تھا جس میں ان کا پیشاب ٹپکتا تھا۔ اور لڑکوں سے کہتے تھے اپنے کذاب چچا کے لئے دعا کرو **مصنف** نے کہا اس قصے سے میرے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں دیکھو تو سہی یہ شخص کس کے سامنے دعوی کرتا ہے یہ سب جہالت کا نتیجہ ہے اگر اللہ کو پہچانتا تو بجز عافیت کے اس سے کسی چیز کا سوال نہ کرتا **صوفیہ** خود ہی کہتے ہیں کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اسکی زبان گونگی ہو جاتی ہے **ابو یعقوب** خراط نے بیان کیا کہ ابوالحسن نوری نے کہا کہ میرے دل میں ان کرامات کے بارے میں کچھ شبہ تھا مینے لڑکوں سے ایک نرسل لیا اور دو کشتیوں کے درمیان میں کھڑا ہوا اور کہا تیری عزت کی قسم اگر اسوقت میرے لئے ایک ایسی مچھلی نہ نکل پڑی جو پورے تین رطل سے کم ہو نہ زیادہ تو میں اپنے آپکو ڈبو دونگا کہا کہ پھر ایک مچھلی نکلی جو تین رطل کی تھی یہ خبر جنید کو ملی ٭

فقال كان حكمه ان يخرج له افعى وعن محمد بن ابان قال سمعت اباسعيد الخراز يقول اكثر ذنبي اليه معرفتي اياه قال المصنف هذا ان حمل على معنى انى لما عرفته لم اعمل بمقتضى معرفته فعظم ذنبي كما يعظم جرم من علم وعصى والا فهو قبيح دخل قوم على الشبلي في مرضه الذي مات فيه فقالوا له كيف تجدك يا ابابكر فانشأ يقول ان سلطان حبه قال لا اقبل الرشا ؞ فسلوه فديته لم تقبلي تحرشا ؞ وقال ابن عقيل وقد حكى عن الشبلي انه قال ان الله سبحانه نعم قال ولسوف يعطيك ربك فترضى والله لا رضى محمد صلى الله عليه وسلم وفي النار من امته احد قال ان محمدا يشفع في امته وانا اشفع بعده في النار حتى لا يبقى فيها احد قال ابن عقيل والدعوى الاولى على النبي صلى الله عليه وسلم كاذبة فان النبي صلى الله عليه وسلم لا يرضى بعذاب الفجار دعوى باطلة واقدام على جهل كيف وقد لعن في الخمر عشرة فدعوى انه لا يرضى بتعذيب الله عز وجل للفجار دعوى باطلة واقدام على جهل بحكم الشرع ودعواه بانه من اهل الشفاعة في الكل وانه يزيد على محمد صلى الله عليه وسلم كفر لان الانسان متى قطع لنفسه بانه من اهل الجنة كان من اهل النار فكيف وهو يشهد بانه على مقام يزيد على المقام المحمود وهو الشفاعة وعن محمد بن الحسين السلمي قال وجدت في كتاب ابي بخطه سمعت ابا العباس الدينوري يقول

**ترجمہ** اونہوں نے کہا اسکا حکم یہ ہے کہ ایک سانپ نکلے اور اسے کاٹ کھائے **محمد بن ابان** نے کہا میں نے ابو سعید خراز کو سنا کہتے تھے خدا کے یہاں میرا سب سے بڑا گناہ اسکی معرفت ہے مصنف نے کہا میں کہتا ہوں کہ اگر یہ قول اس معنی پر محمول ہو کہ جب مجکو اسکی معرفت حاصل ہوئی تو مینے اس معرفت کے موافق عمل نہیں کیا لہذا مجھ سے بڑا گناہ ہوا جیسے کوئی شخص جان بوجھکر نافرمانی کرے اس کا گناہ بڑا ہوگا یہ معنی ٹھیک ہو سکتے ہیں۔ ورنہ یہ قول قبیح ہے **شبلی** کی مرض موت میں کچھ لوگ اون کے پاس گئے پوچھنے لگے اے ابوبکر کیا کیفیت ہے شبلی نے دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے ؏ اس کا بادشاہ عشق کہتا ہے کہ میں رشوت نہیں لیتا ؏ میں اس کے قربان جاؤں اس سے کہو کہ مجھ کو ویسے ہی قبول کرے ابن عقیل نے کہا شبلی سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے اللہ تعالے فرماتا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضے یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم کو خدا اسقدر دیگا۔ کہ تم راضی ہو جاؤ گے خدا کی قسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم راضی نہ ہونگے جبتک ایک بھی ان کی امت میں سے دوزخ میں ہوگا۔ پھر شبلی بولے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی شفاعت کرینگے۔ اور ان کے بعد میں شفاعت کرونگا یہانتک کہ کوئی دوزخ میں باقی نہ رہیگا ابن عقیل کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پہلا دعوی کرنا غلط ہے کیونکہ یہ بات کہ رسول اللہ صلعم فاجروں کے عذاب پر راضی نہ ہونگے غلط دعوی اور جہالت پر پیشقدمی ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ شراب کے بارے میں دس آدمی ملعون ہو چکے ہیں پھر یہ دعوی کرنا کہ آپ فاجروں کے عذاب ہونے پر راضی نہونگے باطل ہے اور حکم شریعت کے نجاننے پر اقدام ہے اور یہ دعوی کرنا کہ خود بھی اہل شفاعت ہیں سب کی شفاعت کرینگے رسول اللہ صلعم کی شفاعت پر زیادہ بڑہ جائینگے کفر ہے کیونکہ انسان جب قطعی طور سے اپنے آپکو اہل جنت سمجھیگا وہ اہل دوزخ سے ہوگا پھر اس شخص کی نسبت بھلا کیا کہا جائے جو اپنے آپ کو یہ خیال کرتا ہو کہ مقام محمود سے بھی بڑہکر اسکو مقام ملیگا اور وہ مقام شفاعت ہے محمد بن حسین سلمی نے کہا مینے اپنے باپ کی کتاب میں خود انہیں کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا کہ مینے ابو العباس دینوری سے سنا کہتے تھے

قد نقضوا اركان التصوف وهدموا سبيلها وغيروا معانيها باسامي احدثوها سموا الطمع زيادة وسوء الادب اخلاصا والخروج عن الحق شطحا والتلذذ بالمذموم طيبة وسوء الخلق صولة والبخل جلادة واتباع الهوى ابتلاء والرجوع الى الدنيا وصولا والسوال عملا وبذاء اللسان ملامة وما هذا طريق القوم وقال ابن عقيل عبرت الصوفية من الحرام بعبارات غيروا لها الاسماء مع حصول المعنى فقالوا فى الاجتماع على الطيبة والغناء والتحكرة اوقات وقالوا فى المردان شهود وفى المعشوقة اخت وفى المحبة مريدة وفى الرقص الطرب وجد وفى مناخ اللعب والبطالة رباط وبهذا التغيير للاسماء لا يباح

**بيان جملة مروية عن الصوفية من الافعال المنكرة** قد سبق ذكر افعال كثيرة كلها منكرة وانما نذكر ههنا من امهات الافعال وعجائبها ذكر عن ابى الكرينى وكان استاذ الجنيد انه اصابته جنابة وعليه مرقعة ثخينة فجاء الى شاطئ الدجلة والبرد شديد فحرنت نفسه عن الدخول فى الماء لشدة البرد فطرح نفسه فى الماء مع المرقعة ولم يزل يغوص ثم خرج وقال عقدت ان لا انزعها عن بدنى حتى يجف علي فلم تجف عليه شهرا وانما ذكر هذا لنا ليتبين فضله فى ذلك جهل محض لان هذا الرجل عصى الله سبحانه فيما فعل وانما يعجب هذا الفعل العوام الحمقاء لا العلماء ولا يجوز لاحد ان يعاقب نفسه وقد جمع هذا النفسه فنونا من التعذيب القاؤها فى الماء البارد وكونه فى مرقعة لا يمكنه الحركة فيها

ترجمہ کہ ان لوگوں نے تصوف کے ارکان توڑ ڈالے اور اسکی راہ کو منہدم کر دیا۔ اور اس کے معانی کو بدل ڈالا اور اپنی طرف سے نام تراش لئے طمع کا نام زہد رکھا اور بے ادبی کو اخلاص کہتے ہیں اور راہ حق سے خارج ہونا شطح ہے اور مذموم چیز سے لذت اٹھانا طیبہ ہے اور بد اخلاقی صولت ہے اور بخل جوانمردی ہے۔ اور اتباع ہوا امتحان ہے اور دنیا کی طرف رجوع کرنا وصول ہے اور بھیک مانگنا عمل ہے اور بدزبانی ملامت ہے حالانکہ یہ طریقہ قوم کا نہیں اور ابن عقیل نے کہا ہے صوفیہ نے حرام کو ایسی عبارتوں سے ادا کیا کہ ان کے نام تو بدل ڈالے اور معنی باقی رہے تو ظرافت اور گانے وغیرہ پر جمع ہونیکو اوقات کہا اور ان لوگوں نے امردوں کو شہود کہا۔ اور معشوقہ کو بہن اور محبت رکھنے والی عورتوں کو مریدہ اور رقص و طرب و وجد اور لعب اور بطالت کے ٹھکانے کو رباط۔ حالانکہ ناموں کے بدلنے سے یہ چیزیں مباح نہیں ہوسکتیں (**چند افعال منکرہ کا بیان جو صوفیہ سے نقل کئے جاتے ہیں**) بہت سے افعال کا ذکر پہلے گذر چکا کہ وہ سب کے سب برے تھے اور یہاں پر ہم ان کے صرف بڑے بڑے اور عجیب فعل ذکر کرتے ہیں ابو الکرینی کی نسبت جو جنیدؒ کے استاد تھے بیان کرتے ہیں کہ انکو احتلام ہوا وہ ایک موٹی کپڑے کا خرقہ پہنے ہوئے تھے دجلے کے کنارے آئے سردی سخت تھی انکے نفس نے بوجہ سردی کے پانی میں داخل ہونیسے انکار کیا انہوں نے خرقہ سمیت اپنی آپ کو پانی میں ڈالدیا اور برابر غوطہ لگاتے رہے پھر نکلکر بولے کہ میں عہد کرتا ہوں جبتک میرے جسم پہ یہ خرقہ خشک نہ ہو جائیگا نہ نکالونگا ایک مہینہ بھر تک وہ خرقہ خشک نہ ہوا اس شخص نے اپنا یہ قصہ لوگوں کے سامنے اس لئے بیان کیا کہ اسکی بزرگی ظاہر ہو حالانکہ یہ جہل محض ہے کیونکہ اس شخص نے اپنی اس حرکت میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اس فعل سے عوام نادان خوش ہوتے ہیں علما پسند نہیں کرتے اور کسی شخص کو جائز نہیں کہ اپنے نفس کو عذاب کرے اس شخص نے اپنی ذات کے لئے کئی قسم کے عذاب جمع کئے اپنے آپکو ٹھنڈے پانی میں ڈالنا اور ایسے خرقے میں ہونا کہ حسب خواہش حرکت نہ کرسکے

كما يريد ولعله قد بقى من معابنه ما لم يصل الماء لكثافة هذه المرقعة وبقاؤها عليه متبلة شهرا وذلك يمنع لذة النوم وكل هذا خطأ واثم **قيل وكان** بين احمد بن الحوارى وبين ابى سليمان عقد ان لا يخالفه فى شئ يامره به فجاءه يوما وهو يتكلم فى المجلس فقال ان التنور قد سجر فما تامرنا فما اجابه فاعاد مرة او مرتين فقال له فى الثالثة اذهب فاقعد فيه ففعل ذلك فقال ابو سليمان الحقوه فانه بينى وبينه عقد ان لا يخالفنى فى شئ امره به فقام وقاموا معه فجاؤا الى التنور فوجدوه قاعدا فى وسطه فاخذ بيده واقامه منه فما اصابه خدش **قال المصنف** هذه الحكاية بعيدة عن الصحة ولو صحت كان دخوله فى النار معصية **وفى الصحيحين** من حديث على كرم الله وجهه قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية واستعمل عليهم رجلا من الانصار فلما خرجوا وجد عليهم فى شئ فقال لهم اليس قد امركم رسول الله صلى الله عليه وسلم ان تطيعونى قالوا بلى قال اجمعوا حطبا فجمعوا ثم دعا بنار فاضرمها ثم قال عزمت عليكم لتدخلنها قال فهم القوم ان يدخلوها فقال لهم شاب انما فررتم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من النار فلا تعجلوا حتى تلقوا النبى صلى الله عليه وسلم فان امركم ان تدخلوها فادخلوا فرجعوا الى النبى صلى الله عليه وسلم فاخبروه فقال لهم لو دخلتموها ما خرجتم ابدا انما الطاعة فى المعروف

**ترجمہ** اور عجب نہیں کہ اسکی کثافت کی وجہ سے نیچے کے کچھ حصے میں پانی نہ پہونچا ہو۔ پھر اسی طرح بھیگا ہوا خرقہ مہینے بھر تک جسم پر رہنا جس نے اسکو لذت خواب سے باز رکھا یہ سب کچھ کثیر خطا اور گناہ ہے کہتے ہیں کہ احمد بن ابی الحواری اور ابو سلیمان میں باہم معاہدہ تھا کہ جو کچھ ابو سلیمان حکم کریں وہ اس کے خلاف نہ کریں ایک روز ابو سلیمان مجلس میں بیٹھے کچھ باتیں کر رہے تھے احمد آئے اور کہنے لگے کہ ہم تنور گرم کر چکے آپ کیا حکم کرتے ہیں ابو سلیمان نے کچھ جواب نہ دیا احمد نے پھر دوبارہ یا تین بار کہا تیسری مرتبہ ابو سلیمان بولے جاؤ اور تم تنور میں بیٹھ جاؤ۔ احمد نے ایسا ہی کیا۔ ابو سلیمان لوگوں سے بولے جاؤ اسکو جا کر دیکھو کیونکہ مجھ میں اوس میں باہم معاہدہ ہے کہ جو کچھ میں حکم کرونگا اس کے خلاف نہ کریگا یہ کہکر خود اٹھے اور لوگ بھی ان کے ساتھ اوٹھہ کھڑے ہوے۔ تنور پر آکے دیکھا تو اسکے بیچ میں احمد کو بیٹھا پایا ابو سلیمان نے ان کا ہاتھ پکڑا اور تنور سے نکالکر کھڑا کیا۔ دیکھا تو کچھ خراش بھی ان کو نہ پہنچی تھی **مصنف** نے کہا یہ حکایت صحت سے بعید ہے اور اگر صحیح بھی ہو تو اس شخص کا آگ میں داخل ہونا گناہ ہی **صحیحین** میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک لشکر کا ٹکڑا بھیجا اور انصار میں سے ایک شخص کو سردار بنایا جب وہ چلے تو رستے میں وہ انصاری کسی بات سے اون پر غصہ ہو گئے اور ان سے کہا کہ کیا تمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم نہیں فرمایا کہ ہر بات میں میری اطاعت کرو سب بولے بیشک فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ اچھا لکڑیاں جمع کرو لوگوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں پھر آگ منگا کر سلگائی پھر کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس آگ میں داخل ہو جاؤ لوگوں میں سے داخل ہونیکا قصد کیا ایک نوجوان شخص نے ان سے کہا کہ تم لوگ فقط آتش دوزخ ہی کے مارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس بہاگ آئے سو جلدی نکرو پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل لو اگر آپ تمکو اوس میں داخل ہونے کا حکم دیں تو داخل ہو جاؤ سب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ اگر تم اوس آگ کے اندر چلے جاتے تو پھر کبھی باہر نہ آتے۔ فرمانبرداری صرف حکم شرعی میں کی جاتی ہے ❖

**وحدثنا** ابو الخیر الدیلمی قال کنت جالسا عند خیر النساج فاتته امرأة وقالت اعطنی المندیل الذی دفعته الیک قال نعم فدفعه الیها فقالت کم الاجرة فقال درهمان قالت ما معی الساعۃ شیٔ فانا قد ترددت الیک مرارا فلم ارک وانا آتیک به غدا ان شاء الله تعالی فقال لها ان اتیتنی به ولم تجدینی فارمی به فی الدجلۃ فانی فاذا رجعت اخذته فقالت المرأة کیف تاخذ من الدجلۃ فقال لها خیر هذا التفتیش فضول منک افعلی ما امرتک قالت ان شاء الله فمرت المرأة قال ابو الخیر فجئت من الغد وکان خیر غائبا واذا المرأة جاءت ومعها خرقۃ فیها درهمان فلم تر خیرا فقعدت ساعۃ ثم قامت ورمت بالخرقۃ فی دجلۃ فاذا سرطان قد تعلقت بالخرقۃ وغاصت وبعد ساعۃ جاء خیر وفتح باب حانوته وجلس علی الشط یتوضأ فاذا بسرطان خرج من الماء تسعی نحوه والخرقۃ علی ظهرها فلما قرب من الشیخ اخذها فقلت له رأیت کذا وکذا فقال احب ان لا تبوح به فی حیاتی فاجبته الی ذلک **قال المصنف** صحۃ مثل هذا تبعد ولو صح لم یخرج هذا الفعل عن مخالفۃ الشرع لان الشرع قد امر بحفظ المال وهذا اضاعۃ **وفی الصحیحین** ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن اضاعۃ المال ولا التفات الی قول من یقول هذه کرامۃ لان الله تعالی لا یکرم من خالف شرعه وقد حکی ابو حامد الغزالی فی کتاب الاحیاء قال کان بعض الشیوخ فی بدایۃ ارادته یکسل عن القیام فالزم نفسه القیام علی رأسه طول اللیل لتسمح بالقیام عن طوع

**ترجمہ** ابو الخیر الدیلمی نے بیان کیا کہ میں خیر نساج کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ایک عورت آئی اور بولی کہ لاؤ مجھکو وہ رومال دو جو میں نے تم کو دیا تھا خیر نساج نے کہا بہت اچھا یہ کہکر وہ رومال اسکو دیا وہ بولی کہ اسکی اجرت کیا ہے کہا کہ دو درم عورت نے کہا اسوقت میرے پاس کچھ نہیں اور میں تمہارے پاس کئی مرتبہ آئی اور تم کو نہ دیکھا کل انشاء اللہ تم کو دیدونگی خیر نساج بولے کہ اگر تم میرے پاس اجرت لاؤ اور میں تم کو نہ ملوں تو دجلہ میں ڈالدینا جب میں آؤنگا لیلونگا عورت بولی کہ دجلہ سے تم کیونکر لیلوگے خیر نساج نے کہا اسکی تحقیق کرنا تم کو فضول ہے جسطرح میں کہتا ہوں وہ کرو عورت انشاء اللہ کہکر چلی گئی ابو الخیر کہتے ہیں کہ میں دوسرے روز علی الصباح پھر خیر کے پاس گیا خیر وہاں موجود نہ تھے۔ وہ عورت آئی اور دو درم ایک کپڑے کے ٹکڑے میں باندہکر لائی تھی جب خیر نہ ملے تو تھوڑی دیر تک بیٹھی پھر کھڑی ہوئی اور کپڑے کو دجلہ میں پھینکدیا۔ یکایک ایک کیکڑا نکلا اور اس کپڑے کو لیکر پانی میں چلا گیا کچھ دیر بعد خیر آئے اور اپنی دوکان کا دروازہ کہولا اور دجلہ کے کنارے بیٹھکر وضو کرنے لگے ناگاہ وہی کیکڑا پانی سے نکلکر ان کی طرف دوڑتا آیا اسکی پشت پر وہ کپڑے کا ٹکڑا تھا جب ان کے پاس آیا انہوں نے وہ ٹکڑا لیلیا ابو الخیر کہتے ہیں میں نے خیر نساج سے کہا کہ ایسا ایسا واقعہ میرے سامنے گذرا ہے خیر بولے میں چاہتا ہوں کہ میری زندگی میں کسی پر یہ قصہ ظاہر نہو میں نے اس بات کو قبول کیا **مصنف** رح نے کہا اس حکایت کا صحیح ہونا بعید ہے اور اگر صحیح ہی ہو تو یہ حرکت شرع کی مخالفت سے خارج نہیں کیونکہ شرع نے مال کی نگہداشت کا حکم کیا ہے اور یہ مال کو ضائع کرنا ہے **صحیحین** میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کے تلف کرنے سے منع فرمایا اور اس شخص کے قول کی طرف توجہ نہیں کرتے جو کہتا ہو کہ یہ کرامت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کا اکرام نہیں فرماتا جو اسکی شرع کے خلاف کرے ابو حامد غزالی نے کتاب احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ کوئی بزرگ آغاز ارادت میں قیام کرنے میں کسل کرتے تھے انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ تمام رات سر کے بل کھڑا رہونگا تاکہ پھر نفس خوشی سے قیام کو آسان سمجھے

قال وعالج بعضهم حب المال بان باع جميع ماله ورماه في البحر اذ خاف من تفريقه على الناس رعونة الجود ورياء البذل قال وكان بعضهم يستاجر من يشتمه على ملأ من الناس ليعود نفسه الحلم قال وكان آخر يركب البحر في الشتاء عند اضطراب الموج ليصير شجاعا قال المصنف اعجب من جميع هؤلاء عندي ابو حامد كيف يحكي هذه الاشياء ولم ينكرها وكيف ينكرها وقد اتى بها في معرض التعليم للمريدين فقال فيبل لمن يورد هذه الحكايات ينبغي للشيخ ان ينظر الى حالة المبتدي فان رأى معه مالا فاضلا عن قدر حاجته اخذه فصرفه في الخير وفرغ قلبه منه حتى لا يلتفت اليه وان رأى الكبر غلب عليه امره ان يخرج الى السوق للكد والسؤال ويكلفه المواظبة على ذلك فان رأى الغالب عليه البطالة استخدمه في تعهد بيت الماء وتنظيفه وكنس المواضع القذرة وملازمة المطبخ ومواضع الدخان وان رأى شره الطعام غالبا عليه الزمه الصوم فان رأى عزبا يكسر شهوته الصوم امره ان يفطر ليلة على الماء دون الخبز وليلة على الخبز دون الماء ويمنعه اللحم راسا قال المصنف لا اعجب من ابي حامد كيف يأمر بهذه الاشياء التي تخالف الشريعة وكيف يحل ان يقوم على راسه طول الليل فينعكس الدم الى وجهه ويورث ذلك مرضا قبيحا وكيف يحل رمي المال في البحر وهل يحل سب مسلم بلا سبب وهل يجوز للمسلم ان يستأجر على ذلك وكيف يحل السؤال لمن يقدر ان يكتسب فما ارخص ما باع ابو حامد الفقه بالتصوف وعن الحسن بن علي الدامغاني قال كان رجل من اهل بسطام

---

ترجمہ ایک جگہ ابو حامد لکھتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے مال کی محبت کا علاج یوں کیا کہ اپنا تمام مال بیچ ڈالا اور اسکو دریا میں پھینکدیا اس لئے کہ اگر اسکو لوگوں پر تقسیم کریں تو خوف ہے کہ کہیں جود و سخاوت کی رعونت نہ آجائے اور خیرات میں ریا نہ واقع ہو ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ بعض بزرگ اجرت پر ایسے شخص کو لیتے تھے کہ انکو بڑے آدمیوں کے سامنے گالیاں دے تاکہ اُن کا نفس حلم و بردباری سیکھے۔ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ بعض لوگ جاڑے میں دریا کا سفر کرتے ہیں جب موج زوروں پر ہوتی ہے تاکہ بہادر ہو جاویں مصنف نے کہا سب سے زیادہ مجھکو ابو حامد پر تعجب آتا ہے کہ ان باتوں کو کیونکر جائز رکھتے ہیں اور ان پر انکار کیوں نہیں کیا اور مقام تعلیم میں انکا تذکرہ کیا اور ایک جگہ لکھتے ہیں کہ شیخ کو مبتدی کی حالت دیکھنا چاہئے اگر اسکے پاس مال ضرورت سے زائد دیکھے تو اسکو لیکر کار خیر میں صرف کرے حتیٰ کہ اس کی طرف وہ مبتدی کچھ توجہ نکرے اور اگر شیخ دیکھے کہ اسپر کبر و غرور غالب ہے تو اسکو حکم دے کہ بازار جاے اور سوال کرنیکی تکلیف اوٹھا لے پھر بھی اگر فساد دیکھے تو حمام اور پاخانہ اور بہارو وغیرہ جھونکنے کی خدمت اس سے لے اور اگر کھانیکی حرص اُسپر غالب پاوے تو روزہ اُسپر لازم کردے اور اگر دیکھے کہ وہ بن بیاہا ہے اور روزہ سے اسکی شہوت فرو نہیں ہوتی تو اُسکو حکم کرے کہ ایک رات فقط پانی پر افطار کرے اور روٹی نہ کھاوے اور دوسری رات صرف روٹی پر افطار کرے اور پانی نہ پئے اور گوشت سے اسکو بالکل باز رکھے مصنف نے کہا مجھے ابو حامد سے تعجب ہے کہ کیونکر ان باتوں کا حکم کرتے ہیں جو شرع کے خلاف ہیں اور کیونکر جائز ہے کہ آدمی تمام رات سر کے بل کھڑا رہے جس سے خون کا سیلان الٹا ہو جاوے اور مرض شدید کا باعث ہو اور کیونکر جائز ہے کہ مال کو دریا میں پھینکدے اور کیونکر جائز ہے کہ بلا سبب مسلمان کو گالیاں دے اور بھلا مسلمان کے لئے کیا یہ جائز ہے کہ گالیاں دینے کیواسطے اجرت پر ایک شخص کو لے اور کیونکر جائز ہے کہ جو شخص کسب کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔ وہ سوال کرے غرضکہ ابو حامد نے تصوف کے بدلے میں فقہ کو کس قدر ارزان فروخت کردیا حسن بن علی دامغانی سے منقول ہے کہ ایک شخص اہل بسطام میں سے تھا + + + + + + + + + + +

لاینقطع من مجلس ابی یزید ولا یفارقہ فقال ذات یوم انا منذ ثلاثین سنۃ اصوم الدھر واقوم اللیل و
قد ترکت الشھوات ولیس اجد فی قلبی من ھذا الذی تذکرہ شیئا البتۃ فقال لہ ابو یزید لو صمت ثلث مائۃ سنۃ و قمت
ثلث مائۃ سنۃ وانت علی ما اراک لا تجد من ھذا العلم ذرۃ قال لم یا استاذ قال لانک محجوب بنفسک فقال لہ فلھذا دواء حتی
ینکشف ھذا الحجاب قال نعم ولکنک لا تقبل ولا تفعل قال بلی اقبل واعمل ما تقول قال ابو یزید اذھب الساعۃ الی الحجام و احلق
راسک ولحیتک وانزع عنک ھذا اللباس واتزر بعباءۃ وعلق فی عنقک مخلاۃ واملاھا جوزا واجمع حولک صبیانا
وقل باعلی صوتک یا صبیانا من صفعنی صفعۃ اعطیتہ جوزۃ وادخل الی سوقک الذی تعظم فیہ وینظر الیک من عرفک
علی ھذہ الحال فقال یا ابا یزید سبحان اللہ تقول لی مثل ھذا وتحسن ان افعل مثل ھذا فقال ابو یزید قولک سبحان اللہ شرک
قال کیف قال ابو یزید لانک عظمت نفسک فسبحتھا فقال یا ابا یزید ھذا لیس اقدر علیہ ولیس افعلہ ولکن دلنی علی غیرہ
حتی افعلہ فقال لہ ابو یزید ابتد بھذا قبل کل شیء حتی یسقط جاھک وتذل نفسک ثم بعد ذلک اعرفک ما یصلح لک قال لا
اطیق ھذا قال قد قلت انک لا تقبل **قال المصنف** لیس فی شرعنا بحمد اللہ شیء من ھذا بل فیہ تحریم ذلک والمنع منہ وقد قال نبینا صلی اللہ
علیہ وسلم لیس للمؤمن ان یذل نفسہ وقد فاتت الجمعۃ لحذیفۃ فلقی الناس راجعین فاستتر لئلا یرونہ التقصیر فی الصلوۃ

---

**ترجمہ** جو ابو یزید کی مجلس سے کبھی جدا نہیں ہوتا تھا اور نہ اسکو چھوڑتا تھا ایک روز اس نے انسے کہا کہ میں تیس برس سے دنکو ہمیشہ روزہ
رکھتا ہوں اور رات کو قیام کرتا ہوں اور نفس کی خواہشیں چھوڑ دیں لیکن آپ جو ذکر کرتے ہیں اس میں سے کوی بات اپنے دل میں نہیں
پاتا ہوں تو ابو یزید نے اس سے کہا کہ میرے خیال میں اگر تو تین سو برس روز رکھیگا اور تین سو برس قیام کریگا جب بھی تجھکو
ایک ذرہ اس شے حاصل ہوگا کہا اے استاد کیوں کہا تو اپنے نفس کی وجہ سے حجاب میں ہے کہا اس کے واسطے کوئی دوا بھی ہے جس سے
یہ حجاب جاتا رہے جواب دیا کہ ہاں ہے لیکن تو منظور نہ کریگا وہ کہنے لگا کہ میں قبول کرونگا اور جو کچھ آپ حکم دینگے اسپر عمل کرونگا ابو یزید بولے
کہ ابھی حجام کے پاس جاکر اپنا سر اور ڈاڑہی منڈوا ڈال اور یہ لباس اپنا نکالکر ایک چادر کا تہبند باندہ اور اپنے گلے میں ایک جھولی
ڈالکر اسکو اخروٹوں سے بھرلے اور اپنے چاروں طرف لڑکونکو جمع کرکے بلند آواز سے پکار کہ جو مجکو ایک تھپڑ ماریگا اسکو ایک اخروٹ
دونگا اور اوس بازار میں جا جہاں تیری تعظیم ہوتی ہے وہ شخص سنکر بولا کہ اے ابو یزید سبحان اللہ آپ مجھ ایسے شخص کو یوں
ہدایت کرتے ہیں ابو یزید کہنے لگی کہ تیرا سبحان اللہ کہنا شرک ہی اوسنے پوچھا کہ یہ کیونکر ہی جواب دیا اسلئے کہ تو نے اپنے نفس کی تعظیم کی اور
اس سے محبت رکھتا ہی کہا اے ابو یزید اسپر میں قادر نہیں ہوں اور نہ کرونگا لیکن اور کوئی بات بتائیے تاکہ اسکو کروں تو ابو یزید نے اس
سے کہا کہ تمام باتوں سے پہلے یہ کر تاکہ تیری عزت جاتی رہے اور تیرا نفس ذلیل ہو جائے پھر بعد اسکے جو تیرے لئے بہتر ہوگا بتاونگا کہا میں اس
کی قدرت نہیں رکھتا کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تو قبول نہ کریگا مصنف نے کہا الحمد للہ کہ ہماری شریعت میں ایسی خرافات باتیں نہیں بلکہ
انکی حرمت اور ممانعت ہی ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اپنے آپکو ذلیل کرے حذیفہ رض سے ایکبار جمعہ
فوت ہوگیا اونہوں نے جب آدمیوں کو نماز سے لوٹتے ہوے آتے دیکھا تو چھپ گئے تاکہ نماز کے حق میں نقص کی نگاہ سے نہ دیکھے جائیں

وهل طالب الشرع احدا بجواز اثر النفس وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اتی شیئا من هذه القاذورات فلیستتر بستر الله
کل هذا الانتقاء علی حظ النفس لو امر جاهل المبتدی ان یصفعوه کان قبیحا فنعوذ بالله من هذه العقول الناقصة التی تطالب المبتدی
بما لا یرضا الشرع فیتبعه وحکی ابو حامد عن ابن الکرینی قال نزلت فی محلة فعرفت فیها بالصلاح فتشتت علی قلبی فدخلت الحمام وعینت علی ثیاب فاخرة
فسرقتها ولبستها ثم لبست مرقعتی فوقها وخرجت وجعلت امشی قلیلا قلیلا فلحقونی فنزعوا مرقعتی واخذوا الثیاب وصفعونی
واوجعونی ضربا فصرت بعد ذلك اعرف بلص الحمام فسکنت نفسی قال المصنف وای حال اقبح من حال من خالف الشرع
ورأی المصلحة فی المنهی عنه وکیف یجوز ان یطلب صلاح القلوب بفعل المعاصی وقد عدم فی الشریعة ما یصلح به القلب حتی یستعمل
ما لا یحل فیها وهذا من جنس ما یفعله الامراء الجهلة من قطع من لا یجب قطعه وقتل من لا یجوز قتله ویسمونه سیاسة ومضمونه ان
الشریعة ما تفی بالسیاسة وکیف یحل للمسلم ان یعرض نفسه لان یقال عنه سارق وهل یجوز ان یقصد وهن دینه ومحو جاهه عند شهداء
الله فی الارض ولو ان رجلا وقف مع امرأته فی طریق یکلمها ویلمسها لیقال عنه هذا فاسق کان عاصیا بذلك ثم کیف یجوز
التصرف فی مال الغیر بغیر اذنه ثم فی نص مذهب الشافعی ان من سرق من الحمام ثیابا علیها حافظ وجب قطع یده

ترجمہ بھلا کیا شریعت کسی سے یہ چاہتی ہے کہ نفس کا اثر مٹا دے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو کوئی ان ناپاک امور
میں سے کسی بات میں مبتلا ہو تو اسکو چھپانا چاہئے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پردہ پوشی کرے گا یہ سب اسی لئے فرمایا کہ نفس کا جاہ و مرتبہ قائم
رکھا جائے اگر یہ جاہل مرید کو حکم کرے کہ وہ ان کو چانٹے لگائیں تو بری بات ہوتی۔ ایسی ناقص عقلوں سے خدا پناہ دے جو مبتدی
سے ان امور کی درخواست کریں جن سے شریعت راضی نہیں ابو حامد نے بیان کیا کہ ابن کرینی نے کہا کہ میں ایکبار ایک مقام
پر اترا اور میری خیر و صلاح کی وہاں شہرت ہو گئی میں حمام میں گیا وہاں ایک لباس فاخرہ دیکھکر اسکو چرا لیا اور نیچے وہ لباس پہنکر
اوپر سے اپنا خرقہ پہنا اور حمام سے نکلا آہستہ آہستہ چلنے لگا لوگ میرے پاس آئے اور میرا خرقہ اوتارا اور وہ لباس مجھ سے چھین کر
مجھکو پیٹا اس کے بعد میں حمام کا چور مشہور ہو گیا۔ اسوقت میرے نفس کو قرار آیا مصنفؒ نے کہا اس شخص کی حالت سے کونسی
حالت قبیح تر ہو گی جو شریعت کے خلاف کرے اور امر ممنوع میں مصلحت خیال کرے اور کیونکر جائز ہے کہ معاصی کا مرتکب ہو کر صلاح قلوب
طلب کرے کیا شرع میں وہ چیز نہیں ملتی جس سے صلاح قلب حاصل ہو کہ امر ناجائز کو عمل میں لایا جائے یہ حرکت ایسی ہے جیسے بعض جاہل حکام کرتے ہیں
کہ جسکا ہاتھ کاٹنا واجب نہیں اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا جسکو قتل کرنا جائز نہیں اسکو مار ڈالا اور اسکو سیاست کہتے ہیں اسکا مطلب
یہ ہوا کہ شریعت سیاست کیلئے کافی نہیں ہے مسلمان کو کیونکر جائز ہے کہ اپنے آپکو چور مشہور کردے بھلا کیا یہ جائز ہے کہ اس کے دین کو شکست
کہا جائے یا ایسی حرکتیں ان لوگوں کے سامنے کرے جو زمین پر خدا کی طرف سے شہادت دینے والے ہیں اگر کوئی آدمی سر راہ کھڑا ہو کر
اپنی بی بی سے باتیں کرے تاکہ ناواقف لوگ اسکو فاسق کہیں تو اس حرکت سے گنہگار ہو گا پھر کیونکر جائز ہے کہ غیر کے مال میں بغیر
اس کی اجازت کے تصرف کرے۔ پھر شافعی کے مذہب میں نص ہے۔ کہ جو شخص حمام سے
وہ کپڑے چرائے جن پر نگہبان موجود ہو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا واجب ہے + .........

ومن ارباب الاحوال حتى يعملوا بواقعاتهم كلا والله لنا شريعة لو رام ابوبكر الصديق ان يخرج منها الى العمل برايه لم
يقبل منه فتعجبي من هذا الفقيه المستلب عن الفقه بالتصوف اكثر من تعجبي من هذا المستلب للثياب وعن الحضرمي
يقول مكث ابوجعفر الحداد عشرين سنة يعمل كل يوم بدينار وينفقه على الفقراء ويصوم ويخرج بين العشائين
فيتصدق من الابواب مايفطر عليه **قال المصنف** لو علم هذا الرجل ان المسئلة والصدقة لا تجوز لمن يقدر على الاكتساب
لم يفعل ولو قدرنا جوازها فاين انفة النفوس من ذل الطلب وعن ابن عمر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لاتزال المسئلة باحدكم حتى يلقى الله عزوجل وليس على وجهه مزعة لحم وعن الزبير بن العوام قال قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لان يحمل الرجل حبلا فيحتطب ثم يجيئ فيضعه فى السوق فيبيعه ثم يستغني به
فينفقه على نفسه خير له من ان يسأل اعطوه او منعوه انفرد باخراج هذا الحديث البخاري واتفقا على الذي قبله وعن عبدالله
بن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لاتحل الصدقة لغني ولا لذي مرة سوي والمرة القوة واصلها من فتل الحبل يقال مررت الحبل اذا
فتلته فمعنى المرة فى الحديث شدة اسر الخلق وصحة البدن التي يكون معها احتمال الكد والتعب **وقال الشافعي** لاتحل
الصدقة لمن يجد قوة يقدر بها على الكسب **وحكى** يونس ابن ابى بكر الشبلي عن ابيه انه قام على حافة السطح ليلة كاملة

---

**ترجمہ** کونسے لوگ صاحب احوال ہیں کہ لوگ ان کے واقعات پر عمل کریں ہرگز نہیں خدا کی قسم ہماری شریعت وہ شریعت ہے
کہ اگر ابوبکر صدیق بھی چاہیں کہ اسکو چھوڑ کر اپنی رائے پر عمل کریں تو ان کی بات نہ مانی جائیگی کہتے ہیں کہ ابوجعفر حداد نے بیس
برس اس طرح گذارے کہ ہر روز ایک دینار کماتے تھے اور اسکو فقیروں پر خیرات کر دیتے تھے اور خود روزہ رکھتے تھے اور مغرب
و عشا کے درمیان گھروں سے بھیک مانگ لاکر اسپر افطار کرتے تھے **مصنفؒ** نے کہا اگر یہ شخص جانتا کہ جو آدمی کسب کر سکتا ہے
اسکو سوال کرنا اور صدقہ لینا جائز نہیں تو ایسا نہ کرتا اور اگر ہم اسکو جائز ہی مان لیں تو اس سوال کرنیسے نفسوں کی غیرت
کہاں جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے جو کوئی ہمیشہ سوال کرتا رہیگا قیامت کے دن
خدا کے سامنے جائیگا۔ اور اسکے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا بھی نہو گا اور نیز آپ نے فرمایا کہ آدمی ایک رسی لے اور اس میں لکڑیاں باندھ
لائے پھر انکو بازار میں رکھکر بیچے اور اس سے تونگری حاصل کرکے اپنا خرچ چلائے تو اس کے لئے یہ بہتر ہوگا اس سے کہ لوگوں سے
سوال کرے وہ اسکو کچھ دیں یا نہ دیں۔ یہ پچھلی حدیث فقط بخاری میں ہے اور اس سے پہلے والی حدیث متفق علیہ ہے عبداللہ بن
عمرو سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ لینا نہ تونگر کو جائز ہے اور نہ پوری قوت والے کو حدیث شریف
میں ذی مرۃ کا لفظ آیا ہے مرۃ کے معنی قوت کے ہیں اور اصل میں رسی کی مضبوطی کے لئے آیا ہے بولا جاتا ہے مررت
الحبل جبکہ رسی کو مضبوط بٹتے ہیں پس حدیث میں مرۃ کے معنی یہ ہیں کہ جسم مضبوط ہو اور بدن تندرست ہو جس تندرستی میں
کوشش اور تعب کا برداشت کر سکے **شافعیؒ** نے کہا جو شخص ایسی قوت رکھتا ہے جس سے کسب پر قادر ہو اسکو صدقہ لینا جائز
نہیں **یونس بن ابی بکر الشبلی** نے اپنے باپ سے حکایت کی کہ وہ ایک رات تمام شب کوٹھی پر چھت کے کنارے کھڑے رہے

وقال یا بنی لئن اطرقت لارمین بك الی الدار فما زال علی تلك الحال فلما اصبح قال یا بنی ما سمعت اللیلة ذاکرا لله الا دیکا یساوی دانقین **قال المصنف** هذا الرجل قد جمع بین شیئین لا یجوز احدهما فخاطر بنفسه فلو غلبه النوم وقع وکان معینا علی النفس ولا شك انه لو رمی بنفسه کان قد اتی معصیة عظیمة فتعرضه بالوقوع معصیة **والثانی** انه منع عینه حظها من النوم **وقد قال** علیه السلام ان لجسدك علیك حقا وقال اذا نعس احدکم فلیرقد **ومر بحبل** قد مدته زینب فاذا فترت امسکت به فامر بحله وقال لیصل احدکم نشاطه فاذا کسل او فتر فلیقعد **وقد** سبقت هذه الاحادیث فی کتابنا هذا **وحکی** لنا محمد بن ابی صابر الدلال قال وقفت علی الشبلی فی قبة الشعراء فی جامع المنصور والناس مجتمعون علیه فوقف علیه فی الحلقة غلام جمیل لم یکن ببغداد فی ذلك الوقت احسن وجها منه یعرف بابن مسلم فقال له تنح فلم یبرح فقال له الثانیة تنح یا شیطان عنا فلم یبرح فقال له فی الثالثة تنح والا والله خرقت کلما علیك وکانت علیه ثیاب فی غایة الحسن تساوی جملة کبیرة فانصرف الفتی **قال الشبلی**

طرحوا اللحم للبزاة علی ذروتی عدن
ثم لاموا البزاة اذ جعلوا فیهم الرسن
ابرزوا وجهك الجمیل لاموا من افتتن
لو ارادوا صیانتی ستروا وجهك الحسن

**قال ابن عقیل** من قال هذا فقد اخطأ طریق الشرع

**ترجمہ** اور بولے کہ اے آنکھ اگر تو جھپکی تو میں تجھکو صحن دار میں گرا دونگا غرض اسیطرح کھڑے رہے صبح کو بیٹے سے کہنے لگے بیٹا آجکی رات میں کسیکو ذکر الٰہی کرتے نہ سنا بجز ایک مرغ کے جو دو دانگ کے برابر تھا **مصنف** نے کہا اس شخص نے دو ناجائز حرکتیں ایک ساتھ کیں ایک تو اپنے نفس کو خطرے میں ڈالا اگر اسپر نیند غالب آجاتی تو گر پڑتا اور نفس کے ہلاک کرنے میں کوشش کرتا اور اسمیں شک نہیں کہ اگر وہ اپنے آپکو نیچے گرا دیتا تو بڑے گناہ کا مرتکب ہوتا اس کا گر پڑنے پر آمادہ ہونا معصیت ہے۔ دوسرے یہ کہ اس شخص نے اپنی آنکھوں کو خواب کی راحت سے باز رکھا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر تمہارے بدن کا حق ہے اور فرمایا کہ جب کسی پر غنودگی غالب آجائے تو چاہئے کہ سو رہے اور نیز آپ نے ایک رسی دیکھی جو حضرت زینب نے تان رکھی تھی اور جب تھک جاتی تھیں تو اس رسی کو تھام لیتی تھیں آپ نے اس رسی کے کھول ڈالنے کا حکم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جبتک دل خوش رہے اسوقت تک نماز پڑھا کرو جب کسل ہو یا تھک جاؤ تو بیٹھ جایا کرو اکثر احادیث ہم اس کتاب میں پیشتر بیان کر چکے **محمد بن ابی صابر** دلال نے ہمسے بیان کیا کہ قبہ شعرا میں جامع منصور میں شبلی کے پاس میں کھڑا ہوا اور لوگ ان کے گرد جمع تھے اسی حلقہ میں ایک خوبصورت لڑکا آکر کھڑا ہوگیا جس سے زیادہ خوبصورت اسوقت تمام بغداد میں نہ تھا اسکا نام ابن مسلم تھا شبلی نے اس لڑکے سے کہا کہ الگ ہو جا وہ وہیں کھڑا رہا۔ پھر دوبارہ کہا کہ او شیطان الگ ہو جا وہ لڑکا نہ ٹلا تیسری بار کہا کہ چلا جا ورنہ جو کچھ تیرے جسم پر ہے سب جلا دونگا اوس لڑکے کے بدن پر بڑے قیمتی کپڑے تھے یہ سنکر وہ چلا گیا شبلی نے چند شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ کوہ عدن کی چوٹی پر بازوں کیلئے گوشت ڈالدیا۔ پھر بازوں کو ملامت کرنے لگے۔ اور انکو گرفتار کیا۔ تیری خوبصورت چہرے کو بے پردہ کیا اور پھر جو مفتون ہوا اسکو ملامت کرنے لگے۔ اگر مجھے محفوظ رکھنا چاہتے تو تیرے پیارے چہرے کو چھپا دیتے **ابن عقیل** نے کہا جس شخص نے یہ شعر کہے اس نے طریق شرع سے خطا کی +

لانه يقول ما خلق الله هذه الاشياء الا للانتفاع بها وليس كذلك انما خلقها للاعتبار والامتحان فان الشمس خلقت
لتضيء لا لتعبد **وعن** ابي علي الدقاق يقول ان الشبلي اكتحل بكذا وكذا من الملح ليعتاد السهر ولا ياخذه النوم **قال المصنف**
وهذا قبيح لا يحل للمسلم ان يؤذي نفسه وهو سبب للعمى ولا يخفى ادامة السهر لان فيها استحقاق النفس والظاهر ان دوام
السهر والتقلل اخرجهم الى هذه الاحوال والافعال **وعن** حسين بن عبد الله القزويني قال حكى لنا من كان مجالسا لنا انه قال اخذ
على قوتي يوما ولحقتني ضرورة فرأيت قطعة ذهب مطروحة في الطريق فاردت اخذها لقطة ثم تركتها ثم ذكرت الحديث
الذي يروى لو ان الدنيا كانت دما عبيطا لكان قوت المسلم منها حلالا فاخذتها وتركتها في فمي ومشيت غير بعيد فاذا بحلقة فيها صبيان واحدهم
يتكلم عليهم فقال له واحد منهم متى يجد العبد حقيقة الصدق فقال اذا رمى القطعة من الشدق فاخرجتها من فمي ورميتها
**قال المصنف** لا يختلف الفقهاء ان رميه اياها لا يحل والعجب له رماها بقول صبي لا يدري ما
قال **وحكى** ابو حامد ان شقيقا البلخي جاء الى ابي هاشم الزاهد وفي طرف كسائه شيء مصرور
فقال له ابو هاشم ايش معك قال لوزات دفعها الي اخ لي وقال احب ان تفطر عليها
فقال يا شقيق وانت تحدث نفسك انك تبقى الى الليل

---

کیونکہ وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں صرف فائدہ اٹھانے کے لئے پیدا کی ہیں حالانکہ ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالے نے عبرت حاصل
کرنے اور امتحان کے واسطے خلق فرمایا ہے آفتاب اسلئے پیدا ہوا ہے تا کہ روشنی پہونچاوے اس واسطے نہیں کہ اسکی پرستش کی جاوے ابو علی
دقاق کہتے ہیں کہ شبلی کی نسبت ہمکو خبر ملی ہے کہ انہوں نے اپنی آنکھوں میں فلاں فلاں قسم کا نمک لگایا تھا کہ بیداری کی عادت پڑ جاوے اور نیند
نہ آئے مصنف نے کہا یہ حرکت قبیح ہے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اپنے نفس کو تکلیف دیں اور نابینائی کا یہ سبب ہے اور ہمیشہ بیدار رہنا
جائز نہیں کیونکہ اس میں نفس کی حق تلفی ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ بیدار رہنے اور کم کھانے کی وجہ سے لوگ ایسے احوال و
افعال میں پڑ گئے۔ حسین بن عبد اللہ قزوینی کہتے ہیں کہ ایک روز مجھکو میسر روزینہ نہ ملا اور مجھکو ضرورت لاحق ہوئی تو میں نے راستہ میں ایک سونے کا
ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا اسکو اٹھانا چاہا پھر خیال آیا کہ یہ لقطہ ہے تو میں نے چھوڑ دیا بعد ازاں مجھکو وہ حدیث یاد آئی جو روایت کی جاتی ہے کہ اگر تمام دنیا خون
ہوتی تو اس سے مسلمان کی روزی حلال ہوتی میں نے اسکو اٹھا کر اپنے مونہہ میں رکھ لیا تھوڑی دیر چلا تھا کہ ایک لڑکوں کا غول دیکھا انہیں
سے ایک لڑکا کچھہ کلام کر رہا تھا۔ دوسرے نے اس سے پوچھا کہ آدمی صدق کی حقیقت کب پاتا ہے اس لڑکے نے جواب دیا جبکہ اپنے مونہہ میں
سے روپیہ پھینکدے۔ یہ سنکر میں نے وہ ٹکڑا مونہہ سے نکالکر پھینکدیا **مصنف** نے کہا کہ فقہا کے نزدیک بلا اختلاف اس شخص کا وہ
ٹکڑا پھینکدینا جائز نہیں اور تعجب تو یہ ہے کہ اسنے ایک لڑکے کے کہنے سے پھینکدیا جس کو خبر بھی نہیں کہ میں کیا کہتا ہوں •
**ابو حامد** نے بیان کیا کہ ابو ہاشم زاہد کے پاس شفیق بلخی آئے ان کی چادر میں کچھ بندھا ہوا تھا ابو ہاشم نے ان سے پوچھا کہ یہ تمہارے
ساتھ کیا چیز ہے۔ جواب دیا کہ چند بادام ہیں میرے بھائی نے میرے پاس بھیجے ہیں۔ اور کہا ہے۔ کہ میں چاہتا
ہوں تم ان سے روزہ افطار کرو ابو ہاشم بولے۔ کہ اے شقیق تم اپنے نفس سے گفتگو کرتے ہو کہ رات تک زندہ رہوگی

لا كلمتك ابدا فاغلق الباب فى وجهه ودخل **قال المصنف** انظر الى هذا الفقيه الاحمق كيف هجر مسلما على فعل جائز بل مندوب لان الانسان مامور ان يستعد لنفسه ما يفطر عليه واستعداد الشئ قبل مجيئه وقته حزم لذلك **قال الله تعالى** واعدوا لهم ما استطعتم من قوة **وقد ادخر** رسول الله صلى الله عليه وسلم لازواجه قوت سنة **وجاء** عمر بنصف ماله وادخر الباقى ولم ينكر عليه فالجهل بالعلم افسد هؤلاء الزهاد **وعن** احمد بن اسحاق العمانى قال بلغنا ان رجلا منهم كان بالهند يعرف بالصابر قد اتى عليه مائة سنة قد غمض احدى عينيه فقلت له يا صابر ما بلغ من صبرك قال انى هويت النظر الى زينة الدنيا فلم احب ان اشتفى منها فغمضت عينى منذ ثمانين سنة فلم افتحها **قال المصنف** كان قصده ان ينظر الى الدنيا بعين **فصل وفى الصوفية قوم يسمون الملامتية** اقتحموا الذنوب وقالوا مقصودنا ان نسقط من اعين الناس فنسلم من آفات الجاه وهؤلاء قد اسقطوا جاههم عند الله بمخالفة الشرع **قال المصنف وفى القوم طائفة يظهرون للخلق من انفسهم اقبح ما فيهم ويكتمون احسن ما بهم** فهم عند الله من اهل الولاية وعند الناس من اهل الآفات **قال المصنف** هذا من اقبح الاشياء **وقد** قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ابتلى من هذه القاذورات فليستتر بستر الله **وقال** فى حق ماعز هلا سترته بثوبك يا هزال

ترجمہ میں تم سے کبھی بات نکروں گا یہ کہکر دروازہ بند کر لیا اور اندر چلے گئے **مصنف** نے کہا کہ اس باریک بین فقیہ کو دیکھنا چاہئے کہ کیونکر ایک مسلمان کو ایسے فعل پر چھوڑ دیا جو جائز بلکہ مستحب تھا کیونکہ انسان مامور ہے کہ اپنے لئے افطاری کا سامان تیار کرے اور وقت آنے سے پیشتر کسی چیز کا تیار کرنا ضروری ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا واعدوا لهم ما استطعتم من قوة یعنی کفار کے لئے جس قدر ہوسکے قوت تیار کرکے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کیلئے ایک سال کا روزینہ ذخیرہ فرمایا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نصف مال لائے اور نصف ذخیرہ رکھہ آئے آپ نے اپر کوئی انکار نہیں فرمایا جہالت نے ان زاہدوں کو فاسد کر دیا احمد بن اسحاق عمانی کہتے ہیں کہ ہم کو خبر ملی ہے کہ ہندوستان میں ایک شخص صابر کے نام سے مشہور تھا انہوں نے سو برس سے اپنی ایک آنکھ بند کر رکھی تھی ان سے پوچھا گیا کہ اے صابر تمہارے صبر کی انتہا کس قدر ہے جواب دیا کہ میں نے زینت دنیا کی طرف دیکھنا چاہا اور اس سے راحت لینا پسند نہ کیا لہذا اسی برس ہوئے کہ اپنی آنکھ بند کر لی پہ ایک برس تک نہیں کہولی **مصنف** نے کہا اس شخص کا قصد یہ تھا کہ دنیا کو ایک آنکھ سے دیکھے **فصل** صوفیہ میں سے ایک فرقہ ہے جسکو ملامتیہ کہتے ہیں وہ گناہوں کی طرف جھک پڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کی نظروں سے گر پڑیں تاکہ جاہ ومرتبہ کی آفتوں سے سلامت رہیں حالانکہ شریعت کی مخالفت کرکے ان لوگوں نے اپنا رتبہ خدا کے نزدیک بھی ساقط کر دیا اس قوم میں ایک طبقہ ہے جو اپنی قبیح حالت مخلوق پر ظاہر کرتے ہیں اور اچھی کیفیت چھپاتے ہیں لہذا گویا وہ خدا کے نزدیک اہل ولایت ہیں۔ اور خلقت کی نزدیک اہل آفت ہیں **مصنف** نے کہا یہ حالت تمام چیزوں سے قبیح تر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان نجاستوں میں سے اگر کوئی شخص کسی میں مبتلا ہو جائے تو چاہئے کہ خدا کی پردہ پوشی سے چھپائے ماعز اسلمی کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہزال

وجاء عليه بعض الصحابة وهو يكلم صفية زوجته فقال له انها صفية فقد علم الناس التحافظ عما يوجب سوء الظن فان
المؤمنين شهداء الله في الارض **وخرج** حذيفة الى الجمعة ففاتته فرای الناس يرجعون فاستتر لئلا يسوء
ظن الناس به **وقال** ابوبكر الصديق رضي الله عنه لرجل قال له اني لمست امرأة وقبلتها فقال تب الى الله ولا تحدث
احدا **وقال** رجل بعض الصحابة اني فعلت كذا وكذا من الذنوب فقال لقد ستر الله عليك
لو سترت على نفسك فهؤلاء القوم قد خالفوا الشريعة وارادوا قطع ما جبلت عليه النفوس **فصل**
**وقد اندس في الصوفية اهل الاباحة** فتشبهوا بهم حفظا لدمائهم وهم ينقسمون قسمين
**الاول** كفار فمنهم قوم لا يقرون بالله سبحانه ومنهم من يقر به ولكن يجحد النبوات ويرى ان ما جاء به الانبياء
محال وهؤلاء لما ارادوا اطلاق انفسهم في شهواتهم لم يجدوا شيئا يحقنون به دماءهم ويستترون به وينالون فيه اغراض النفوس
كمذهب الصوفية فدخلوا فيه ظاهرا وهم في الباطن كفرة وليس لهؤلاء الا السيف **القسم الثاني** يقرون بالاسلام الا انهم
ينقسمون قسمين **القسم الاول** مقلدون في افعالهم لاشياخهم من غير اتباع دليل ولا شبهة فهم يفعلون ما يامرونهم به وما رأوهم
عليه **القسم الثاني** عرضت لهم شبهات فعملوا بمقتضاها والاصل الذي نشأت منه شبهاتهم انهم لما هموا بالنظر في مذاهب الناس لبس عليهم ابليس

**ترجمہ** ایک بار آپ صفیہ اپنی بی بی سے کچھ گفت گو فرماتے تھے بعض صحابہ کا ادھر گذر ہوا تو آپ نے انسے فرمایا کہ یہ عورت صفیہ ہے اس سے
ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو تعلیم دی کہ جو چیز بدگمانی کا باعث ہو اس سے دور رہیں کیونکہ اہل ایمان زمین پر خدا کیطرف
سے شاہد ہیں **حذیفہ** رضہ جمعہ کی نماز پڑھنے چلے نماز آپکو نہ ملی لوگوں کو دیکھا کہ نماز پڑھکر چلے آتے ہیں حذیفہ چھپ رہے تا کہ لوگ آپ کے ساتھ
بدگمان نہوں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ مین نے ایک عورت کو ہاتھ لگایا اور بوسہ لیا آپ نے اس سے فرمایا کہ توبہ کر
اور کسی سے یہ حال بیان نکر **بعض صحابہ** سے کسی نے آکر بیان کیا کہ مینے فلان فلان گناہ کئے انہوں نے جواب دیا کہ اگر تو خود چھپائے
رکھتا تو اللہ تعالی بھی تیری پردہ پوشی کرتا۔ اس قوم صوفیہ نے شریعت کے خلاف کیا اور یہ چاہا کہ نفوس میں جو بات فطری اور جبلی
ہے اسکو دور کریں **فصل** صوفیہ میں اہل اباحت شامل ہو گئے اور اپنی جان بچانے کے لئے صوفیہ سے مشابہت کی ان لوگوں کی دو
جماعتیں ہیں ایک تو کافر ہیں جنہیں سے ایک فرقہ تو وہ ہے جو خدا تعالی کا اقرار نہیں کرتا اور دوسرا گروہ وہ ہے جو خدا کا اقرار کرتا
ہے مگر نبوت کا انکار کرتا ہے اور کہتے ہیں کہ انبیا نے جو کچھ بیان کیا وہ محال ہے ان لوگوں نے جب اپنے نفسوں کو شہوات سے خوش
کرنا چاہا تو صوفیہ کے مذہب کی برابر کوئی چیز انکو نہ ملی جس سے اپنی جانیں بچائیں اور اغراض نفوس حاصل کریں لہذا بظاہر صوفیہ کے مذہب میں داخل ہو گئے
حالانکہ باطن میں کافر ہیں انکا علاج بجز تلوار کے کچھ نہیں دوسری جماعت وہ ہے جو اسلام کا اقرار کرتی ہیں مگر انکی دو قسمیں ہیں **قسم اول**
وہ جو کہ اپنے افعال میں اپنے شیوخ کی تقلید کرتے ہیں بغیر اسکے کہ دلیل کے پیچھے پڑیں اور کوئی شبہ لائیں لہذا جو کچھ پیر انکو حکم دیتے
ہیں اور جو اپنے پیروں کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ ہی وہی کرتے ہین **قسم ثانی** وہ ہیں کہ انکو شبہات پیش آتے ہیں تو اس چیز کے مطابق
عمل کرتے ہیں اور وہ بات جس سے انکی شبہات پیدا ہوئے ہیں یہ ہے جب انہوں نے لوگوں کے مذہب پر غور کرنیکا قصد کیا تو شیطان نے انکو فریب دیا۔

فاراهم ان الشبهة تعارض الحجج وان التمييز يعسر وان المقصود اجل من ان ينال بالعلم وانما الظفر به رزق يساق الى العبد لا بالطلب فسد عليهم باب النجاة الذي هو طلب العلم فصاروا يبغضون اسم العلم كما يبغض الرافضي اسم ابی بکر وعمر رضی الله عنهما ويقولون العلم حجاب والعلماء محجوبون عن المقصود بالعلم فان انكر عليهم عالم قالوا لاتباعهم هذا موافق لنا في الباطن وانما يظهر ضد ما نحن فيه للعوام الضعاف العقول فان جلی خلافهم قالوا هذا ابله مقيد بقيود الشريعة محجوب عن المقصود ثم عملوا على شبهات وقعت لهم ولو فطنوا لعلموا ان عملهم بمقتضى شبهاتهم علم فقد بطل انكارهم للعلم وانا اذكر شبهاتهم واكشفها ان شاء الله وهي ست شبهات **الشبهة الاولى** انهم قالوا اذا كانت الامور مقدرة في القدم وان اقواما خصوا بالسعادة واقواما بالشقاوة والسعيد لا يشقى والشقي لا يسعد والاعمال لا تراد لذاتها بل لاجتلاب السعادة ودفع الشقاوة وقد سبقنا وجود الاعمال فلا وجه لاتعاب النفس في عمل ولا لكفها عن ملذ وذلك المكتوب في القدر واقع لا محالة **و**جواب هذه الشبهة ان يقال لهم هذا رد لجميع الشرائع وابطال لاحكام جميع الكتب وتبكيت الانبياء كلهم فيما جاؤا به

**ترجمہ** اور دکھلا دیا۔ کہ دلائل میں پڑجانا یہی شبہ ہے اور تمیز کرنا دشوار ہے اور مقصود اصلی اس سے اعلیٰ و برتر ہے کہ علم سے مل جائے اس کا حاصل ہونا صرف امر تقدیری ہے جو خود بخود بندہ کو ملتا ہے کوئی طلب سے حاصل نہیں لہٰذا ان پر شیطان نے نجات کا دروازہ جو کہ طلب علم ہے بند کر دیا اب انکی یہ حالت ہوگئی کہ علم کے نام سے ایسے ناراض ہوتے ہیں جس طرح رافضی حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی نام سے جلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ علم حجاب ہے اور علما اس سے محجوب ہیں جو علم سے مقصود ہے اگر کوئی عالم ان پر انکار کرتا ہے۔ تو اپنے پیروؤں سے کہتے ہیں کہ یہ باطن میں ہمارے موافق ہے۔ صرف ظاہر میں عوام ضعیف العقول کے دکھانیکو ہماری مخالفت کرتا ہے پھر اگر خوب زور کے ساتھ انکا خلاف کرے۔ تو کہتے ہیں کہ یہ احمق ہے شریعت کی بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے مقصود اصلی سے محجوب ہے۔ پھر جو کچھ شبہات انکو واقع ہوتے ہیں انہیں پر عمل کرتے ہیں اگر انکو عقل ہوتی تو جان لیتے کہ شبہات کے مطابق انکا عمل کرنا بھی تو ایک علم ہے۔ لہٰذا علم کا انکار کرنا باطل ہوگیا ہم انکے شبہات ذکر کرتے ہیں اور ان کو کھولتے ہیں وہ شبہات چھ ہیں **پہلا شبہ** یہ ہے کہ کہتے ہیں جب تمام امور ازل میں مقدر ہوچکے اور کچھ لوگ سعادت کے ساتھ کچھ لوگ شقاوت کے ساتھ مخصوص ہوگئے اور نیک آدمی بد اور بد آدمی نیک نہیں ہوسکتا اور اعمال بذات خود مقصود نہیں ہوتے بلکہ صرف اس لئے ہیں کہ سعادت حاصل کی جائے اور شقاوت کو دور کیا جائے حالانکہ اعمال کا وجود پہلے پیشتر ہوچکا لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ نفس کو اعمال کے رنج میں ڈالا جائے۔ اور لذتوں سے اسکو روکا جائے کیونکہ جو کچھ تقدیر میں لکھا جاچکا ہے وہ لامحالہ واقع ہوگا ✦

**جواب** اس شبہ کا یہ ہے کہ اس قوم سے کہا جائے کہ اس قول سے تو تمام شرائع رد ہوئی جاتی ہیں۔ اور سب احکام باطل ٹھہرتے ہیں اور جمیع انبیا علیہم السلام جو کچھ لائے ہیں۔ گویا ان کو سرزنش کرنا ہے ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦

لانه اذا قال فی القرآن اقیموا الصلاة قال القائل لماذا ان کنت سعید المصیر الی السعادة وان کنت شقیا فما ینفعنی اقامة الصلوٰة وکذا اذا قال ولا تقربوا الزنا یقول القائل لماذا امنع نفسی ملذوذها والسعادة والشقاوة قد فرغ منهما وقضی کذلک لفرعون ان یقول لموسیٰ حین قال له هل لک الی ان تزکی مثل هذا الکلام ثم یترقی الی الخالق فیقول ما فائدة ارسالک الرسل وسیجری ما قدرته وما یفضی الی رد الکتب وتجهیل الرسل محال باطل وهذا هو الذی رده الرسول صلی الله علیه وسلم علی اصحابه حین قالوا افلا نتکل فقال اعملوا فکل میسر لما خلق له **واعلم** ان للآدمی کسبًا هو اختیاره فعلیه یقع الثواب والعقاب فاذا خالف بان لنا ان الله قد قضی فی السابق بانه یخالف وانما یعاقبه علی خلافه لا علی قضائه ولهذا یقتل القاتل ولا یعتذر له بالقدر وانما امرهم الرسول صلی الله علیه وسلم عن ملاحظة القدر الی العمل لان الامر والنهی حال ظاهر والمقدر من ذلک امر باطن ولیس لنا ان نترک ما عرفنا من تکلیف لما لا نعلمه من المقتضی **وقوله** فکل میسر لما خلق له اشارة الی اسباب المقدرات فان من قضی له بالعلم یسر له طلبه وحبه وفهمه ومن حکم له بالجهل نزع حب العلم من قلبه

**ترجمہ** کیونکہ جب کہا جائیگا کہ قرآن شریف میں آیا ہے اقیموا الصلوٰة یعنی نماز قائم رکھو کہنے والا کہے گا۔ کہ کیوں ایسا کروں اگر میں سعید ہوں تو میری بازگشت سعادت کی طرف ہوگی۔ اور اگر میں شقی ہوں تو نماز قائم رکہنی سے مجھکو کچھ نفع نہ ہوگا۔ اسیطرح جب کہا جائیگا کہ لا تقربوا الزنا یعنی زنا کے قریب نہ جاؤ سننے والا جواب دیگا کہ میں اپنے نفس کو اس کی لذت سے کیوں باز رکہوں سعادت اور شقاوت سے فراغت ہو چکی اور قضا و قدر فیصلہ کر چکی ہی علی ہذا القیاس ایسا ہی جواب فرعون بھی حضرت موسیٰ کو دے سکتا تہا جب انہوں نے اس سے کہا تہا هل لک الی ان تزکی یعنی کیا تو چاہتا ہے کہ پاک ہو جائے پہر اس سے بہی ترقی کر کے خالق تک پہونچے اور اس سے کہے کہ تو نے جو پیغمبر بھیجے اس سے کیا فائدہ جو کچھ تو نے حکم لگایا اور مقدر فرمایا وہ جاری ہوگا اور وہ بات جس سے کتابوں کا رد کرنا اور رسولوں کا جاہل ٹھہرانا لازم آئے وہ محال غلط ہے اور یہی وہ بات ہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رد کیا جب صحابہ نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم لوگ تقدیر پر بہروسا نہ کریں فرمایا کہ تم عمل کرو جو شخص جس کے لیے پیدا ہوا ہے اسکو اسی کی توفیق ملے گی*

**جاننا چاہیئے** کہ آدمی کا ایک کسب ہوتا ہے جو اسکے اختیار میں ہے اسی پر ثواب اور عذاب واقع ہوتے ہیں جب وہ اس اختیاری امر میں خلاف کرتا ہی تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں مقدر فرمایا تہا کہ وہ خلاف کریگا صرف اس خلاف پر اسکو عذاب کریگا اپنی تقدیر پر سزا نہ دیگا اور اسی لیے قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا ہی اور اسکا یہ عذر نہیں مانا جاتا کہ تقدیر میں یونہیں لکھا تہا رسول اللہ صلعم نے صحابہ کو صرف اسواسطے تقدیر پر نظر کرنیسے ہٹا کر عمل میں لگا دیا کہ امر و نہی ظاہری حالت ہی اور جو کچھ انمیں سے مقدر ہی وہ امر باطن ہے ہمارا یہ منصب نہیں کہ جسقدر تکلیف شرعی ہم کو معلوم ہوئی اسکو چھوڑ دیں کیونکہ ہم نہیں جانتے قضا کیا جاری ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ہر شخص کو اسی کی توفیق ملیگی جو اس کیلئے مقدر ہی اسباب تقدیری کیطرف اشارہ ہی کیونکہ جس شخص کیلیے علم مقدر ہو چکا اسکو علم کی تلاش اور اس کی محبت اور اسکے سمجھنے کی توفیق ہوگی اور جسکیلئے جہل کا حکم ہوا اسکے دل سی علم کی محبت دور کر دے جائیگی

وكذالك من قضى له بولد يسر له النكاح ومن لم يقض له لم يتيسر له **الشبهة الثانية** انهم قالوا ان الله سبحانه
مستغن عن اعمالنا غير متأثر بها معصية كانت او طاعة فلا ينبغي لنا ان نتعب انفسنا في غير فائدة **وجواب هذه الشبهة** انا
نجيب اولا بالجواب الاول ونقول هذا رد على الشرع فيما امر به فكانا قلنا للرسول او للمرسل لا فائدة فيما امرتنا به ثم نتكلم على الشبهة فنقول
من توهم ان الله تعالى ينتفع بطاعة او يستضر بمعصية او ينال بذلك غرضا فما عرف الله تعالى لانه مقدس عن الاغراض والاعراض من
انتفاع او ضرر وانما نفع الاعمال يعود الى انفسنا كما قال الله تعالى ومن جاهد فانما
يجاهد لنفسه ومن تزكى فانما يتزكى لنفسه وانما يامر الطبيب المريض بالحمية لمصلحة المريض لا لمصلحة
الطبيب وكما ان للبدن مصالح من الاغذية ومضار فللنفس مصالح ومضار من العلم والجهل والاعتقاد والعمل
فالشرع كالطبيب فهو اعرف لما يامر به من المصالح هذا مذهب من علل واكثر العلماء قالوا افعاله لا
تعلل **وجواب آخر** اذا كان غنيا عن اعمالنا فهو غني عن معرفتنا له وقد اوجب علينا معرفته فكذالك
وجبت طاعته فينبغي ان ينظر الى امره لا الى الغرض بامره **الشبهة الثالثة** قالوا قد ثبتت
سعة رحمة الله سبحانه وهو لا يعجز عنا فلا وجه لحرمان نفوسنا مرادها **والجواب كالجواب الاول**

**ترجمہ** اسی طرح جس کے لئے اولاد مقدر ہے اسکو نکاح کی توفیق ملیگی۔ اور جس کے لئے مقدر نہیں اس کو توفیق نہوگی **دوسرا** شبہہ
یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں اللہ تعالے ہمارے اعمال سے مستغنی ہے خواہ معصیت ہو یا طاعت اللہ تعالی پر اس سے کچھ اثر نہیں پڑتا لھذا کیا ضرورت
ہے کہ ہم بے فائدہ اپنی جانوں کو زحمت میں ڈالیں **جواب** اس شبہ کا اول تو وہی پہلا جواب ہے کہ ہم کہیں اس سے شریعت کے امور
رد ہوے جاتے ہیں گویا ہمنے رسول یا اس کے بھیجنے والے یعنی خدا سے یوں کہا کہ تم جس چیز کا ہمکو حکم دیتے ہو اسمیں کچھ فائدہ نہیں یہ جواب
دیکر ہم اس شبہ پر کلام کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس شخص کو وہم ہو کہ طاعت سے اللہ تعالی کو نفع پہونچتا ہی یا معصیت سے ضرر ہوتا ہی یا
اسمیں اس کی کوئی غرض ہے تو اس شخص نے خدا کو نہیں پہچانا کیونکہ خدا تعالی اغراض اور نفع وضرر سے پاک ہی بات صرف یہ ہی کہ اعمال
کا نفع خود ہمیں کو پہونچتا ہے چنانچہ فرمایا ومن جاهد فانما يجاهد لنفسه یعنی جو جہاد کریگا وہ اپنی ذات کیلئے جہاد کریگا ومن تزكى
فانما يتزكى لنفسه یعنی جو گناہوں سے پاک رہیگا وہ اپنے واسطے پاک رہیگا طبیب جو مریض کو پرہیز بتاتا ہے تو مریض کی مصلحت کے
لئے ہوتا ہے طبیب کا کوئی نفع نہیں جسطرح بدنکا نفع اور نقصان غذائیں ہیں اسیطرح نفس کا نفع ونقصان بھی علم اور جہل اور عقیدہ اور عمل
ہیں پس شریعت بمنزلہ طبیب کے ہے جن مصلحتونکا حکم شریعت نے دیا ہے انکو وہی خوب جانتی ہے یہ مذہب ان علما کا ہے جو علت نکالتے ہیں اور
اکثر علما یوں کہتے ہیں کہ افعال آلہی کیلئے کوئی علت نہیں دوسرا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالی ہمارے اعمال سے مستغنی ہے۔ تو
تو اس سے بھی مستغنی ہے کہ ہم اسکی معرفت حاصل کریں حالانکہ اپنی معرفت اسنے ہمپر واجب کر دی ہے پس اسیطرح اسکی طاعت بھی
واجب ہے لہذا اوسکے حکم پر نظر کرنا چاہیے یہ نہ دیکھنا چاہیئے کہ اس حکم سے غرض کیا ہی **تیسرا شبہ** وہ کہتے کہ اللہ کی رحمت کا وسیع ہونا ثابت
ہی اور خدا اسمیں عاجز نہوگا لہذا کیا ضرورت ہی کہ ہم اپنے نفسونکو انکی مراد سے محروم رکھیں **جواب** اس کا وہی پہلا جواب ہے

لان هذا القول يتضمن اطراح ما جاءت الرسل من الوعيد وتهوين ما شددت في التحذير منه وبالغت في ذكر عقابه **وما ينكشف** التلبيس في هذا ان الله تعالى كما وصف نفسه بالرحمة وصفها بشديد العقاب ونحن نرى الانبياء و الاولياء يبتلون بالامراض والجوع ويؤاخذون بالزلل كيف وقد خافه من قطع له بالنجاة فالخليل يقول يوم القيامة نفسي نفسي والكليم يقول نفسي نفسي وهذا عمر يقول الويل لعمر ان لم يغفر له **واعلم** انه من رجا الرحمة تعرض باسبابها فمن اسبابها التوبة من الزلل كما ان من رجا ان يحصد الزرع وقد قال الله تعالى ان الذين آمنوا والذين هاجروا وجاهدوا في سبيل الله اولئك يرجون رحمة الله يعني ان الرجاء لهؤلاء يليق **واما** المصرون على الذنوب وهم يرجون الرحمة فرجاؤهم بعيد **وقد** قال النبي صلى الله عليه وسلم الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله الاماني **وقال** معروف الكرخي رجاؤك لرحمة من لا تطيعه خذلان وحمق **واعلم** انه ليس في افعال الحق بينها ما يوجب ان يؤمن عقابه انما في افعاله ما يمنع الياس من رحمته وكما لا يحسن الياس لما يظهر من لطفه في خلقه لا يحسن الطمع لما يبدو من اخذه وانتقامه

لمغفرة

**ترجمہ** کیونکہ یہ قول اس بات کو شامل ہے کہ انبیا علیہم السلام جو وعید لائے ہیں اونکو پس پشت ڈالدیا جائے اور جس چیز سے ڈرانے میں اونھوں نے تشدد کیا ہے اور مبالغہ کے ساتھہ اسکا عذاب بیان کیا اسکو ہیچ سمجھا جائے یہ شیطانی فریب اسطرح پر ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو جسطرح رحمت کے ساتھہ موصوف فرمایا ہے اسیطرح شدید العقاب بھی صفت بیان کی ہے ہم انبیا علیہم السلام کو دیکھتے ہیں کہ امراض ورفاقہ کی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں اور لغزشوں پر انکا مواخذہ ہوتا ہے بھلا کیونکر ایسا نہ ہو جبکہ وہ بزرگ اُس سے ڈرتے ہیں جن کے لئے قطعی طور پر نجات ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ قیامت کے دن نفسی نفسی کہینگے اور حضرت موسی کلیم اللہ نفسی نفسی پکارینگے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسا شخص کہتا ہے الویل لعمر ان لم یغفر لہ یعنی افسوس ہی عمر کیلئے اگر بخشا نہ گیا اور جاننا چاہئے کہ جو شخص رحمت کی امید کرے اسکو چاہئے کہ اسباب اختیار کرے ان اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ خطاؤں سے توبہ کرے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کھیتی کاٹنے کا امیدوار ہو خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین آمنوا و ھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ اولئک یرجون رحمۃ اللہ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا وہ رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں مطلب یہ ہے کہ یہی لوگ اس قابل ہیں کہ رحمت خدا کی امید کریں باقی رہے وہ لوگ جو گناہوں پر اڑے ہوئے ہیں اور رحمت کی امید کرتے ہیں تو انکی امید بعید ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل کرے اور آخرت کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس امذخواہش کی پیروی کرے اور اللہ سے آرزوئیں رکھے اور مغفرت کی تمنا کرے **معروف کرخی** کا قول ہی کہ تو جس کی اطاعت نہیں کرتا اسکی رحمت کا امیدوار ہونا رسوائی اور حماقت ہی اور جاننا چاہئے کہ افعال آلٰہی میں وہ بات نہیں جس سے لازم آئے کہ اسکے عذاب سے آدمی بیخوف ہو جاوے البتہ اسکے افعال میں وہ بات ہے جو اسکی رحمت سے ناامید ہونیکی مانع ہے جسطرح ناامید ہونا خوب نہیں کیونکہ اسکا لطف احسان خلق پر ظاہر ہے اسیطرح طمع کرنا بھی اچھا نہیں کیونکہ اسکا پکڑنا اور بدلا لینا عیاں ہے

فان من قطع اشرف عضو بربع دینار لا یؤمن ان یکون عقابه غداً هکذا **الشبهة الرابعة** ان قوما منهم وقع لهم ان المراد ریاضة النفوس لیتخلص من کدوراتها الردیة فلما راضوها مدة ثم انهم رأوا وتعذر الصفاء قالوا ما لنا نتعب انفسنا فی امر لا یحصل لبشر فترکوا العمل **وکشف هذا التلبیس** انهم ظنوا ان المراد قلع ما فی البواطن من الصفات البشریة مثل قمع الشهوة والغضب وغیر ذلک ولیس هذا مراد الشرع ولا یتصور ازالة ما فی الطبع بالریاضة وانما خلقت الشهوات لفائدة اذ لولا شهوة الطعام لهلک الانسان ولولا شهوة النکاح لانقطع النسل ولولا الغضب لم یدفع الانسان عن نفسه ما یؤذیه وکذلک حب المال مرکوز فی الطبع لانه یوصل الی الشهوات وانما المراد من الریاضة کف النفس عما یؤذی من جمیع ذلک وردها الی الاعتدال **وقد مدح** الله عز وجل من نهی النفس عن الهوی وانما ینهی عما تطلبه ولو کان طلبه قد زال عن طبعها ما احتاج الانسان الی نهیها **وقد قال تعالی** والکاظمین الغیظ وما قال والفاقدین الغیظ والکظم رد الغیظ یقال کظم البعیر علی جرته اذا ردها فی حلقه فقد مدح من رد النفس عن العمل بمقتضی هیجان الغیظ فمن ادعی ان الریاضة تغیر الطباع ادعی المحال وانما المقصود بالریاضة کسر شره النفس والغضب لا ازالة اصلها والمرتاض کالطبیب العاقل

**ترجمہ** جو شخص چوتھائی دینار کے بدلے اشرف عضو یعنی ہاتھ کو کاٹ ڈالے تو اس سے نڈر نہیں ہو سکتے کہ قیامت کو اسکا عذاب بھی ایسا ہی ہو **چوتھا شبہ** صوفیہ میں سے ایک قوم کا خیال ہے کہ نفسوں کو ریاضت میں ڈالنے سے یہ مراد ہی کہ ناقص کدورتوں سے نجات پاوے لہذا جب اونہوں نے ایک مدت تک ریاضت کی پھر انہوں نے دیکھا کہ صفا کا حاصل ہونا دشوار ہی تو بول اوٹھے کہ ہم کو کیا حاجت ہی کہ اپنی جانوں کو ایسے امر کے لیئے رنج میں ڈالیں جو بشر کو حاصل نہو یہ سمجھکر عمل کو چھوڑ بیٹھے اس شیطانی فریب کا دور کرنا یوں ہی کہ ان لوگوں کا یہ گمان ہی کہ بواطن میں جو صفات بشری پائی جاتی ہیں انکا مٹا دینا مقصود اصلی ہی مثلاً شہوت اور غصہ وغیرہ کو بالکل نیست کرے حالانکہ شریعت کی مراد یہ نہیں اور ممکن نہیں کہ یہ ریاضت سے طبعی چیز زائل ہو جائے خواہشیں کسی نکسی فائدے کے لیئے پیدا کی گئیں ہیں کیونکہ اگر کھانیکی خواہش نہوتی تو انسان ہلاک ہو جاتا اور اگر خواہش نکاح نہوتی تو نسل منقطع ہو جاتی اور اگر غصہ نہوتا تو انسان آزار دینے والی چیز کو اپنے سے دفع نہ کر سکتا اسیطرح مال کی محبت طبیعت میں جما دی گئی ہے کیونکہ مال خواہشوں تک پہونچنے کا ذریعہ ہی ریاضت سے مراد فقط یہ ہے کہ ان خواہشوں میں سے نفس کو جو تکلیف دے اس سے نفس کو روکے اور اعتدال پر اسکو لے آئے خود حق سبحانہ وتعالیٰ نے اس شخص کی تعریف کی ہے جو نفس کو خواہش سے باز رکھے کہ ونہی النفس عن الھوی نفس کو اسی چیز سے باز رکھا جا سکتا ہی جسکی طلب اسمیں موجود ہو اور جب اسکی طلب ہی اسکی طبیعت سے زائل ہو گئی تو انسان کو اس کے باز رکھنے کی حاجت نہیں نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والکاظمین الغیظ یعنی غصہ روکنے والے یوں نہ فرمایا والفاقدین الغیظ یعنی غصہ کھو دینے والے کظم کے معنی ہیں غصہ کو ہٹانا بولا جاتا ہے۔ کظم البعیر علی جرتہ جب اونٹ اپنی جگالی نگل جاوے اللہ نے اس شخص کی مدح فرمائی جو نفس کو اس بات سے روکے کہ جوش غضب کے موافق عمل کرے اب جس شخص کو یہ دعوی ہے کہ ریاضت سے طبیعتیں بدل جاتی ہیں تو یہ ایک امر محال کا دعوی ہے ریاضت سے مراد یہی ہے کہ نفس کے شر اور غضب کو توڑ ڈالے نہ یہ کہ بالکل نفس کو زائل کر دے ریاضت کرنیوالا ایسا ہے جیسے طبیب عاقل

عند حضور الطعام يتناول ما يصلحه ويكف عما يؤذيه وعادم الرياضة كالصبي الجاهل يأكل ما يشتهي ولا يبالي بما جنى

**الشبهة الخامسة** ان قوما منهم داموا على الرياضة مدة فرأوا انهم قد تجوهروا فقالوا لا نبالي الآن ما عملنا وانما الاوامر والنواهي رسوم العوام ولو تجوهروا لسقطت عنهم قالوا وحاصل النبوة ترجع الى الحكمة والمصلحة والمراد منها ضبط العوام ولسنا نحن من العوام فندخل في حجر التكليف لانا قد تجوهرنا وعرفنا الحكمة وهؤلاء رأوا ان من اثر تجوهرهم ارتفاع الحمية عنهم حتى ان رتبة الكمال لا تحصل الا لمن رأى اهله مع اجنبي فلم يقشعر جلده فان اقشعر فهو ملتفت الى حظ نفسه لم يكمل بعد اذ لو كمل لماتت نفسه فسموا الغيرة نفسا وسموا هذه الحمية التي هو وصف المخانيث كمال الايمان وكشف هذه **الشبهة** انه اذا دامت الاشباح قائمة فلا سبيل الى ترك الرسوم الظاهرة من التعبد فان هذه الرسوم وضعت لمصالح الناس وقد يجلب صفاء القلب على الطبع الا ان الكدر يرسب مع المداومة على الخير ويركد فاقل شيء يحركه كالمدرة تقع في الماء التي تحته حمأة وما مثل الطبع الا كالماء يجري بسفينة النفس والعقل ملاح فلو ان الملاح عشرين فرسخا ثم اهل عادت السفينة تنحدر ومن ادعى تغير طبعه كذب ومن قال لا التفت الى المستحسنة بشهوة لم يصدق كيف وهؤلاء لو فاتتهم لقمة او شتمهم شاتم تغيروا فاين تاثير العقل

**ترجمہ** کہ اس کے سامنے کھانا رکھا ہے وہ اسمیں سے جو اسکے لئے نافع ہوگا کھائیگا اور جو تکلیف دیگا اس سے باز رہیگا اور ریاضت نکرنیوالا ایسا ہی جیسے نادان بچہ کہ جو جی میں آتا ہی کھاتا ہی اور گناہ کرنیکی کچھ پرواہ نہیں کرتا **پانچواں شبہ** ان میں سے ایک قوم وہ ہے جو ایک مدت ریاضت کرتے رہے لہذا انہوں نے اپنے آپ میں ایک جوہر پایا تو کہنے لگے کہ اب ہمکو اعمال کی پرواہ نہیں ہے اوامر و نواہی صرف عوام کے لئے رسمیں ہیں اگر عوام میں بھی جوہر آجائے تو انسے اعمال ساقط ہوجائیں کہتے ہیں کہ نبوت کا ماحصل حکمت اور مصلحت ہے جس سے مراد یہ ہے کہ عوام کو بند کیا جاے اور ہم لوگ کچھ عوام میں سے نہیں کہ تکلیف شرعی کے احاطہ میں داخل ہوں کیونکہ ہمنے جوہر حاصل کرلیا اور حکمت کو خوب پہچان گئے اور اس قوم کی رائے ہے کہ جوہر حاصل کرنیکا اثر یہ ہے کہ محبت و غیرت بالکل دور ہوجاے حتی کہ کمال کا مرتبہ فقط اس شخص کو حاصل ہوگا جو اپنی بی بی کو کسی اجنبی آدمی کے ساتھ دیکھے تو اسکے رونگٹے نہ کھڑے ہوں اگر اسکو حرارت آگئی تو حظ نفس کی طرف متوجہ ہے ابھی کامل نہیں ہوا کیونکہ اگر کامل ہوتا تو اسکا نفس مرجاتا اس قوم نے غیرت و حمیت کا نام تو نفس رکھا ہی اور بے غیرتی کو جو مخنثوں کا خاصہ ہی کمال ایمان کہتے ہیں اس شبہ کا ازالہ کرنا اسطور پر ہی کہ جبتک صورتیں قائم ہیں کسی صورت سے عبادت کی ظاہری رسمیں چھوٹ نہیں سکتیں کیونکہ یہ رسمیں لوگوں کی مصلحتوں کے لئے رکھی گئی ہیں اور صفائی قلب کدورت طبع پر غالب آجاتی ہے لیکن انسان ہمیشہ اعمال خیر میں رہتا ہے تو کدورت بیٹھ جاتی ہے اور ٹھہر جاتی ہے پھر ذرا سی چیز اسکو جنبش دیدیتی ہے جیسے ڈلا اس پانی میں پڑجائے جسکی تہ میں مٹی بیٹھی ہو طبیعت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے پانی جسمیں نفس کی کشتی جاری ہے اور عقل مثل ملاح کی کے ہے اگر ملاح بیس فرسخ تک کشتی کو کھیتا رہے پھر چھوڑ دے تو کشتی نشیب کی جانب ہولیگی جو شخص طبیعت کی متغیر ہوجانیکا دعوی کرے وہ جھوٹا ہے اور جو یوں کہے کہ میں اچھی صورت کو شہوت سے نہیں دیکھتا وہ سچا نہیں اور یہ کیونکر ہوسکتا ہے جب ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ اگر ان سے ایک لقمہ فوت ہوجائے یا انکو کوئی گالی دے تو بدلجاتے ہیں اب عقل کی تاثیر کہاں باقی رہی

والهوى يقوم بهم وقد رأينا اقواما منهم يصافحون النساء **وقد** كان رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو المعصوم لا يصافح امرأة **وبلغنا** عن جماعة منهم انهم يؤاخون النساء ويخلون بهن ثم يدّعون السلامة **وقد رأوا** انهم سلموا من الفاحشة وهيهات فاين السلامة من اثم الخلوة المحرمة والنظر الممنوع منه واين الخلاص من جولان الفكر الردي **وقد قال** عمر بن الخطاب رضي الله عنه لو خلا عظمان نخران لهمّ احدهما بالآخر يشير الى الشيخ والعجوز **و** عن ابن شاهين قال من الصوفية **قوم اباحوا** الفروج بادّعاء الأخوّة فيقول احدهم للمرأة تواخيني على ترك الاعتراض فيما بيننا **قال المصنف** وقد ادعوا موت الشهوة وهذا لا يتصور مع حياة الآدمي انما يضعف والانسان قد لا يقدر على الجماع ولكنه يشتهي اللمس والنظر ثم يقدّر ان جميع ذلك ارتفع عنه أليس نهي الشرع عن النظر باق وهو عام **و** عن عبد الرحمن السلمي قيل لابي نصر النصراباذي ان بعض الناس يجالس النسوان ويقول انا معصوم في رؤيتهن فقال مادامت الاشباح قائمة فان الامر والنهي باق والتحليل والتحريم مخاطب به ولن يجترئ على الشبهات الا من هو يتعرض للمحرمات **وقد قال** ابو علي الروذباري **وقد** سئل عمن يقول قد وصلت الى درجة لا يؤثر فيّ اختلاف الاحوال فقال قد وصل ولكن الى السقر

**ترجمہ** یہ لوگ خواہش نفسانی کے تابع ہیں اور ہمنے اکثر قوم کو دیکھا کہ عورتوں سے مصافحہ کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ معصوم تھے عورتوں سے مصافحہ نہ فرماتے تھے ہمنے سنا ہے کہ صوفیہ میں سے ایک جماعت ہے جو عورتوں سے دوستی کرتے ہیں۔ اور ان کے ساتھ تخلیہ کرتے ہیں۔ پھر سلامت رہنے کے مدعی ہیں اور ان کا خیال ہے کہ یہ لوگ فوحش سے سلامت ہیں اور ہیہات اگر سلامت بھی رہے تو خلوت حرام اور ممنوع چیز کے دیکھنے سے کہاں سلامت رہے اور ناقص خیال کے دوڑانے سے اخلاص کہاں رہا **عمر ابن الخطاب** رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر دو بوسیدہ ہڈیاں بھی خلوت میں تنہا ہوں تو ایک دوسرے کا قصد کریگی۔ بوسیدہ ہڈی کا اشارہ بڈھے اور بڑھیا کی طرف ہے ابن شاہین کہتے ہیں کہ صوفیہ میں سے ایک وہ قوم ہے۔ جنہوں نے اخوت کا دعویٰ کر کے شرمگاہوں کو مباح کر لیا ہے۔ انہیں سے ایک شخص کسی عورت سے کہتا ہے کہ تم میری منہ بولی بہن بن جاؤ تاکہ جو کچھ ہمارا تمہارا معاملہ ہو اوس پر کوئی اعتراض نہ کر سکے **مصنف**رح نے کہا کہ یہ لوگ شہوت کے مرجانے کا دعوے کرتے ہیں حالانکہ یہ باجود آدمی کی زندگی کے ممکن نہیں۔ اتنی بات ہے کہ شہوت کمزور ہوجاتی ہے اور انسان کو جماع کی قدرت نہیں رہتی لیکن جب بھی ہاتھ لگانے اور دیکھنے کی خواہش رکھتا ہے پھر اگر یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ یہ سب خواہشیں اس سے دور ہوگئیں تو کیا نظر ڈالنے سے شریعت کی ممانعت باقی نہیں جو عام ہے اور عبد الرحمن سلمے کہتے ہیں کہ ابو نصر نصرآبادی سے کہا گیا کہ بعض صوفیہ عورتوں کے پاس بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم معصوم ہیں۔ تو کہا کہ جبتک صورتیں قائم ہیں امر اور نہی باقی ہے اور حلال وحرام کا خطاب شرعی موجود ہے اور شبہات میں پڑجائیگی جرات وہی کریگا جو محرمات کا سامنا کریگا ابو علی رودباری سے کسی نے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جو یوں کہتا ہے کہ میں ایسے درجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ احوال کا اختلاف مجھ میں کچھ اثر نہیں کرتا جواب دیا کہ وہ ضرور پہونچگیا ہے مگر جہنم میں پہونچ گیا ہے۔

**وقد ذکر** عن ابی القاسم الجنید یقول لرجل ذکر المعرفة فقال الرجل اهل المعرفة بالله یصلون الی ترک الحرکات من باب البر والتقرب الی الله فقال الجنید ان هذا قول قوم تکلموا باسقاط الاعمال وهذه عندی عظیمة **والذی** یسرق ویزنی احسن حالا من الذی یقول هذا وان العارفین بالله اخذوا الاعمال عن الله والیه رجعوا فیها ولو بقیت الف عام لم انقص من اعمال البر ذرة الا ان یحال بی دونها لانه اوکد فی معرفتی واقوی لحالی **وقد قال** ابو الحسین النوری من رأیته یدعی مع الله عز وجل حالة تخرجه عن حد علم شرعی فلا تقربه ومن رأیته یدعی حالة باطنة لا یدل علیها ولا یشهد لها حفظ ظاهر فاتهمه علی دینه **الشبهة السادسة** ان اقواما بالغوا فی الریاضة فرأوا ما یشبه نوع کرامة او منامات صالحة او فتح علیهم کلمات لطیفة اثمرها الفکر والخلوة فاعتقدوا انهم قد وصلوا الی المقصود فرفضوا الاوامر والنواهی وقالوا انما هی ادوات الوصول الی المقصود وقد وصلنا فما یضرنا شیٔ ومن وصل الی الکعبة انقطع عنه السیر فترکوا الاعمال الا انهم یزینون ظواهرهم بالمرقعة والسجادة والرقص والوجد ویتکلمون بعبارات الصوفیة فی المعرفة والوجد والشوق وجوابهم هو جواب الذین قبلهم **قال** ابن عقیل اعلم ان الناس شردوا علی الله تعالی وبعدوا عن وضع الشرع الی اوضاعهم المخترعة

ترجمہ ابو القاسم جنید کی نسبت ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک آدمی نے ان کے سامنے معرفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا جو خدا کے عارف ہیں ایسے مقام پر پہونچ جاتے ہیں کہ نیکی اور تقرب الی اللہ وغیرہ تمام حرکات ترک کر دیتے ہیں۔ جنید نے جواب دیا کہ یہ قول اس قوم کا ہے جو اعمال کے ساقط کر دینے میں گفتگو کرتے ہیں۔ اور یہ بات میرے نزدیک بڑا گناہ ہے اس قول کے قائل سے اس شخص کا حال اچھا ہے۔ جو چوری اور زنا کرتا ہے۔ جو خدا کے عارف ہیں۔ انہوں نے خدا ہی سے اعمال لئے ہیں۔ اور ان میں اوسی کی طرف رجوع کیا ہے۔ اگر میں ہزار برس تک زندہ رہوں تو اعمال نیک سے ایک ذرہ کم نکروں جبتک مجھ میں اور اعمال خیر میں موت حائل نہو جائے نہ چھوڑوں۔ کیونکہ یہ اعمال میرے معرفت حاصل کرنے میں تاکید کرنیوالے ہیں اور ایک قوی حالت ہی۔ **ابو الحسن** نُوری نے کہا جس شخص کو تم دیکھو۔ کہ اللہ تعالی کے ساتھ ایسی حالت کا دعوی کرتا ہے جو اسکو علم شرعی کی حد سے خارج کر دے تو اسکے نزدیک نہ جاؤ۔ اور جس شخص کو دیکھو کہ باطنی حالت کا دعوی کرتا ہی اور اسپر اوسکی ظاہری حفاظت نہ دلالت کرتی ہے نہ شہادت دیتی ہے تو اُسکو اُسکے دین بارے میں تہمت لگاؤ **چھٹا شبہ** کچھ لوگوں نے خوب ریاضت کی اسمیں اونھوں نے کرامت کی قسم سے کچھ دیکھا یا اچھے خواب نظر آئے یا کلمات لطیفہ جو فکر و خلوت سے پیدا ہوئے اُنپر منکشف ہوئے اس سے وہ سمجھ گئے کہ مقصود اصلی کو پہنچ گئے لہذا اوامر و نواہی کو ترک کر دیا اور کہنے لگے کہ اوامر و نواہی حصول مقصود کے ذریعے ہیں اور ہم مقصود پا چکے اب ہمکو کوئی چیز مضر نہیں کرتی جو شخص کعبہ پہونچگیا اسکی سیر منقطع ہوگئی اس خیال سے انلوگوں نے اعمال چھوڑ دیئے مگر اتنا ضرور ہے کہ یہ لوگ اپنے ظاہر کو خرقہ اور جا نماز اور رقص اور وجد سے زینت دیتے ہیں۔ اور معرفت اور وجد اور شوق کے بارے میں صوفیہ کے طریقہ پر گفتگو کرتے ہیں جواب انلوگوں کا وہی ہے جو پیشتر والوں کا جواب ہے ابن عقیل نے کہا جاننا چاہیے کہ لوگ اللہ تعالی سے بھاگے اور طریق شریعت سے دور ہو کر اپنے ایجاد کردہ طریقوں میں پڑ گئے

فمنہم من عبد سواہ تعظیما لہ عن العبادۃ وجعل تلک وسائل علی زعمہم **ومنہم** من وحد الا انہ اسقط العبادات و
قال ہذہ اشیاء نصبت للعوام لعدم المعارف وہذا نوع شرک فان اللہ تعالی لما علم ان معرفۃ ذات تعر بعید وجو عال بعید ان یتقی من
لم یعرف خوف بالنار لان للخلق قدعرفوا قدر لذعہا **وقال** لاہل المعرفۃ ویحذرکم اللہ نفسہ وعلم ان التعبدات
اکثرہا یقتضی الانس بالامثال ووضع الجہات والامکنۃ والابنیۃ والحجارۃ للانسان والاستقبال فابان عن حقائق
الایمان **فقال** تعالی لیس البر ان تولوا وجوہکم قبل المشرق والمغرب **وقال تع** لن ینال اللہ لحومہا فعلم ان المعول علی
المقاصد ولا یکفی مجرد المعارف من غیر امتثال کما عول علیہ الملحدۃ الباطنیۃ وشطاح الصوفیۃ **وقد** ورد عن الشافعی رحمہ اللہ
قال لو ان رجلا تصوف اول النہار لایاتی الظہر حتی یصیر احمق **وعنہ ایضا** انہ قال ما لزم احد الصوفیۃ اربعین
یوما فعاد الیہ غفلۃ ابدا **وانشد الشافعی** رحمہ اللہ ودع الذین اذا اتوک تنکسوا واذا خلوا کانوا ذئاب خفاف
**وقال یحیی** بن معاذ اجتنب صحبۃ ثلثۃ اصناف من الناس العلماء الغافلین والقراء والمتصوفۃ الجاہلین و ہؤلاء
السلف کانوا یفرون من ادنی بدعۃ ویہجرون علیہا تمسکا بالسنۃ **ولقد** حدثنی ابو الفتح **قال**

ترجمہ ان میں اکثر ایسے ہیں۔ جو غیر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اسی عبادت کو خدا کی تعظیم جانتے ہیں اور اپنے خیال میں وسائل گردانتے
ہیں۔ اور اکثر ان میں ایسے ہیں جو توحید کے قائل ہیں لیکن عبادات کو ساقط کر دیا۔ اور کہتے ہیں کہ یہ چیزیں عوام کیلئے مقرر ہیں کیونکہ
وہ معارف سے محروم ہیں حالانکہ یہ ایک قسم کا شرک ہے کیونکہ اللہ تعالی نے جب یہ جانا کہ اسکی معرفت ایک قعر بعید اور مقام عالی کہتی
ہے اور جو نہیں جانتا اسکی سمجھ سے باہر ہے لہذا دوزخ کی آگ سے ڈرایا کیونکہ آگ کے جلا دینے کا اندازہ لوگ پہچانتے ہیں اور اہل معرفت
سے فرمایا ویحذرکم اللہ نفسہ یعنی تم کو اللہ تعالی خود اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور خدا نے جانا کہ عبادتیں ایسی ہیں کہ جو اس امر کی مقتضی
ہیں کہ صورتوں کی ساتھ اور جہات اور مقامات اور مکانات اور پتھروں سے انسان کو انس ہو اور قبلہ رو ہونے سے مانوس ہو تو ایمان
کی حقیقتیں ظاہر کیں اور فرمایا لیس البر ان تولوا وجوہکم الخ یعنی یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم مشرق و مغرب کیجانب مونہہ کر دو اور فرمایا۔
لن ینال اللہ لحومہا یعنی قربانیوں کے گوشت کی اللہ تعالی کو ضرورت نہیں پس معلوم ہو گیا کہ معتمد علیہ مقاصد ہیں اور فقط معارف
بغیر امتثال امر کے کافی نہیں جس طرح ملحدین باطنیہ اور اہل شطح صوفیہ نے اعتماد کیا **شافعی** رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے
کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اگر کوئی آدمی چاشت کے وقت صوفی بنے ظہر سے پہلے پہلے ضرور احمق ہو جائے گا۔ اور نیز شافعی
علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ کہ جو شخص چالیس روز صوفیہ کے پاس رہیگا پھر کبھی اسکی عقل اسکے پاس نہ آئیگی شافعی علیہ الرحمہ
نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے ایسے لوگوں کو چھوڑ دو کہ جب تمہارے پاس آئیں تو سر جھکا لیں۔ اور مسکین بن
جائیں۔ اور جب تنہا ہوں۔ تو چالاک دست بھیڑیے بن جائیں **یحیی بن معاذ** نے کہا تین قسم کے لوگوں کی صحبت
سے پرہیز کرو ایک وہ علما جو غافل ہیں دوسرے وہ لوگ جو چرب زبان ہیں اور تیسرے وہ صوفیہ جو جاہل ہیں سلف وہ تھے
کہ ذرا سی بدعت سے بھاگتے تھے اور اس کو چھوڑ کر سنت کو لازم پکڑتے تھے ابو الفتح نے ہم سے بیان کیا۔

جلس الفقہاء فی بعض الاربطة للعزاء بفقیہ مات فاقبل الشیخ ابو الخطاب الکلواذی الفقیہ متکئا علی یحیی وقف بباب الرباط فقال یعز علی لو رآنی اصحابنا القدماء وانا ادخل ہذا الرباط **قال المصنف** علی ہذا کان اصحابنا و مشائخنا فاما فی زماننا ہذا فقد اصطلح الذئب والغنم وقال ابن عقیل ونقلتہ من خطہ قال انا اذم الصوفیة لوجوہ یوجب الشرع ذم من فعلہا منہا انہم اتخذوا مناخ البطالة وہی الاربطة فانقطعوا الیہا عن الجماعات فی المساجد فلا ہی مساجد ولا بیوت ولا خانات وصمدوا فیہا للبطالة عن اعمال المعاش وبدنوا انفسہم بدن البہائم للاکل والشرب والرقص والغناء وعولوا علی الترقیع المعتمد بہ والتحسین تامیعا وشوارک بالوان مخصوصة ثم یقبلون الطعام والنفقات من الظلمة والفجار وغاصبی الاموال کالعداد والاجناد وارباب المکوس وتصحبہم المردان فی السماعات مع ضوء الشموع ویسمون الطرب وجدا والدعوة وقتا والغناء قولا واقتسام ثیاب الناس حکما ولا یخرجون عن بیت دعوا الیہ الا عن الزام دعوة اخری یقولون انہا وجبت واعتقاد ذلک کفر وفعلہ فسوق **ومن اعتقد** المکروہ والحرام قربة کان بہذا الاعتقاد کافرا والناس بین تحریمہ وکراہتہ ویسلمون انفسہم الی شیوخہم ولو کان لنا شیخ نسلم الیہ حالہ لکان ذلک الشیخ ابا بکر الصدیق

**ترجمہ** کہ چند فقہا کسی رباط میں ایک فقیہ کی تعزیت کے لئے جو انتقال کر گیا تھا بیٹھے۔ اتنے میں شیخ ابو الخطاب الکلواذی فقیہ میرے ہاتھ کے سہارے وہاں آئے اور رباط کے دروازے پر کھڑے ہو کر بولے میری شان سے بعید ہے کہ میرے قدیمی اصحاب مجکو اس رباط میں داخل ہوتے ہوئے دیکھیں **مصنف**ؒ نے کہا کہ ہمارے مشائخ و اصحاب کا یہی طریقہ رہا ہے مگر اس ہمارے زمانہ میں بھیڑیا اور بکری ایک ہو گئے اور میں نے ابن عقیل کی کتاب سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں صوفیہ کو ان وجہوں سے برا کہتا ہوں جسکے کرنیوالے کو شریعت برا کہتی ہے انہیں میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے بطالت کا گھر یعنی رباطیں اختیار کر لی ہیں۔ مسجدوں اور جماعتوں کو چھوڑ کر رباطوں کے ہو رہے پس یہ رباطیں نہ مسجدیں ہیں نہ گھر ہیں نہ سرائیں ہیں بطالت سے ان میں بیٹھ کر **اعمال معاش** سے جو آتا ہے کھاتے ہیں اور بہائم کی مانند کھانے پینے ناچ گانے پر اپنے آپکو جھکا رکھا ہے اور خرقہ پوشی اور حسن کی چمک دمک اور خاص رنگوں میں رنگے ہوئے کپڑوں پر اعتماد کیا ہے پھر ظالم اور بدکار اور مال غصب کرنیوالے مثلاً بنجر زمین پر محصول لگانے والے اور سپاہی چونگی لینے والے جوان کو کھانا اور خیرات دیتے ہیں قبول کر لیتے ہیں اور گانے کے وقت ان کی صحبت میں امرد رہتے ہیں اور شمعیں روشن ہوتی ہیں۔ اور یہ لوگ طرب کو وجد اور دعوت کو وقت اور راگ کو قول اور لوگوں کے کپڑے بانٹ لینے کو حکم کہتے ہیں اور جس گھر میں ان کی دعوت ہوتی ہے اس میں سے بغیر دوسری دعوت لازم کئے ہوئے باہر نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ دوسری دعوت واجب ہو گئی حالانکہ یہ عقیدہ رکھنا کفر اور ایسا کرنا فسق ہے اور جو شخص مکروہ و حرام کو قربت اعتقاد کریگا اس اعتقاد کیوجہ سے کافر ہو جائیگا اور اس دوسری دعوت کے لزوم کو بعض لوگ حرام اور بعض مکروہ بتاتے ہیں صوفیہ اپنے آپکو اپنی پیروں کے حوالے کر دیتے ہیں ہم لوگوں کا اگر کوئی ایسا شیخ ہوتا کہ اپنا حال اس کے سپرد کر دیتے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوتے۔

وقد قال ان اعوججت فقوموني ولم يقل فسلموا الی ثم انظر الی الرسول صلی الله علیه وسلم کیف اعترضوا علیه فهذا عمر یقول ما بالنا نقصر وقد امنا وآخر یقول تنهانا عن الوصال وانت تواصل وآخر یقول امرتنا بالفسخ ولم تفسخ ثم ان الله تعالی یقول له الملائکة اتجعل فیها ویقول موسی اتهلکنا بما فعل السفهاء منا وانما هذه الکلمة جعلتها الصوفیة ترفیها القلوب المتقدمین وسلطنة سلکوها علی الاتباع والمریدین کما قال تعالی فاستخف قومه فاطاعوه ولعل هذه الکلمة من القائلین منهم بان العبد اذا عرف لم یضره ما فعل وهذه نهایة الزندقة لان الفقهاء اجمعوا علی انه لا حالة ینتهی الیها العارف الا ویضیق علیه التکلیف کاحوال الانبیاء یضایقون فی الصغائر فالله الله فی الاصغاء الی هؤلاء الفراغ الذین جمعوا بین مدارع العمال مرقعات وصفو بین اعمال الخلفاء الملحدة اکل ورقص وسماع ووجد واهمال لاحکام الشرع ولم یتجاسر الزنادقة ان ترفض الشریعة حتی جاءت المتصوفة فوضعوا اسماء فقالوا حقیقة وشریعة وهذا قبیح لان الشریعة ما وضعه الحق لمصالح الخلق فما الحقیقة بعدها سوی واقع فی النفوس من القاء الشیاطین وکل من رام الحقیقة فی غیر الشریعة فمغرور ومخدوع

ترجمہ حالانکہ خود حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اگر میں کجی اختیار کروں تو تم لوگ مجھکو سیدہی پر لاؤیوں نہیں فرمایا کہ تم اسکو تسلیم کر لو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر غور کرنا چاہیئے کہ صحابہ رضی اللہ آپ پر کسطرح اعتراض کرتے تھے ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا تہا کہ ہم ہر طرح امن میں ہیں پھر نماز کیوں قصر کریں ایک اور صحابی نے آپ سے عرض کیا تہا کہ ہم کو تو آپ دوروزی ناکر رکہنے سے منع فرماتے ہیں حالانکہ آپ رکہتے ہیں ایک دوسری صحابی بولے تھے کہ ہمکو تو آپ فسخ بیع کا حکم دیتے ہیں۔ اور آپ فسخ نہیں فرماتے پہر اس سے آگی بڑہکر خود اللہ تعالی سے فرشتے کہتے ہیں اتجعل فیہا یعنی کیا تو زمین پر ایسی مخلوق پیدا کریگا حضرت موسیٰ کہتے ہیں اتہلکنا بما فعل السفہاء منا یعنی اے خدا کیا تو بیوقوفوں کی حرکات پر ہمکو ہلاک کئے ڈالتا ہی صوفیہ کا یہ کلام کہ جو پیر کہے اُسے تسلیم کر لو صرف اپنے مقلدین کا دل خوش کرنیکو ہی اور ایک حکومت ہے جو اپنے پیروں اور مریدوں پر جماتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ فاستخف قومہ فاطاعوہ یعنی لوگونکو سامری نے احمق بنا لیا اونہوں نے اسکی اطاعت کرلی اور شائد یہ کلام بھی اونہیں لوگونکا ہے۔ جو کہتے ہیں کہ بندہ جب معرفت حاصل کر لیتا ہے تو پھر وہ جو چاہے کرے اسکو کچھ ضرر نہیں پہونچتا حالانکہ یہ قول کمال زندیقیت ہی کیونکہ فقہا کا قول بالاتفاق ہی کہ عارف جسقدر حالت پر ترقی کرتا ہے تکلیف شرعی میں اسپر سختی ہوتی ہے جیسے انبیا علیہم السلام کا حال ہی کہ صغائر میں بھی اونپر گرفت ہوتی ہی اب خدا خدا کرنا چاہیئے بہلا اس قوم کی طرف کیا کوئی کان لگائے جو دین سے فارغ ہیں اور جنہوں نے ظالم عاملوں کے لباس یعنی مرقعہ اور پشمینے اور ملحد خلیفوں کے اعمال یعنی کہانا اور ناچ اور گانا اور وجد اور احکام شرع کا چھوڑ دینا اختیار کر رکہے ہیں۔ زنادقہ کی تو اتنی جرات نہوئی کہ شریعت کو چھوڑ دیا جاسے اب صوفیہ آئے ہیں انہوں نے ایک نام مقرر کیا اور کہنے لگے کہ حقیقت اور ہی شریعت اور ہی حالانکہ یہ قول قبیح ہے کیونکہ شریعت وہ ہے جسکو اللہ نے مخلوق کی مصلحتوں کے لئے مقرر فرمایا ہے تو بعد اسکے سوا ان باتوں کے جو شیاطین دلوں میں ڈالتا ہی اور کیا حقیقت ہوگی لہذا جو شخص شریعت کو چھوڑکر حقیقت کو طلب کرے وہ بہکا ہوا اور دہوکا کھائے ہوئے ہے +

وان سمعوا احدا یروی حدیثا قالوا مساکین اخذوا علمہم میتا عن میت واخذنا علمنا عن الحی الذی لا یموت فمن قال حدثنی ابی عن جدی قلت حدثنی قلبی عن ربی فہلکوا بہذہ الخرافات قلوب الاغمار وانفقت علیہم لاجلہا الاموال لان الفقہاء کالاطباء والنفقۃ فی ثمن الدواء واصعبۃ والنفقۃ علی ہؤلاء کالنفقۃ علی المغنیات وبغضہم للفقہاء اکبر الزندقۃ لان الفقہاء یحصرونہم بفتاویہم عن ضلالہم وفسقہم والحق ثقیل کما یثقل الزکوۃ وما اخف جدی المغنیات واعطاء الشعراء علی المدائح وکذلک بغضہم لاصحاب الحدیث وقد ابدلوا ازالۃ العقل بالخمر بشئ سموہ السماع والوجد والتعرض للوجد المزیل للعقل حرام کفا اللہ الشریعۃ شر ہذہ الطائفۃ الجامعۃ بین دہشۃ فی الکیش وطیبۃ فی العیش وخداع بالفاظ مغسولۃ لیس تحتہا سوا اہمال التکالیف وہجران الشرع ولذلک خفوا علی القلوب ولا دلالۃ علی انہم باطل اوضح من محبۃ طباع ارباب الدنیا لہم کمحبتہم ارباب اللہو المغنیات **قال ابن عقیل** فان قال قائل نعم ارباب نظافۃ ومحاریب وحسن اخلاق **قال فقلت** لو لم یصبغوا طریقۃ یجتذبون بہا قلوب امثالکم لم یدم لہم عیش والذی وصفتہم بہ رہبانیۃ النصاری و النظرانیۃ لورأیت نظافۃ اہل التطفیل علی الموائد ومخانیث بغداد ودماثۃ المغنیات

**ترجمہ** صوفیہ اگر کسی کو سنتے ہیں کہ حدیث روایت کرتا ہے تو کہتے ہیں کہ ان بیچاروں نے اپنا علم مرے ہوؤں سے لیا ہے اور ہمنے اپنا علم زندہ پاوید یعنی اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے لہذا اگر یہ کہتے ہیں حدثنی ابی عن جدی تو ہم کہتے ہیں حدثنی قلبی عن ربی غرض صوفیہ نے ایسی خرافات سے نادانوں کے دلوں کو ہلاک کردیا اور اسی سبب سے جہال انکو مال دیتے ہیں کیونکہ فقہا بمنزلہ اطبا کے ہیں اور دوا کے لئے خرچ کرنا سخت ضرورت پر ہوا کرتا ہے اور ان صوفیہ کا دینا ایسے ہے جیسا گانیوالیوں کو دیا جاتا ہے اور صوفیہ کا علما سے بغض رکھنا بڑی بددینی ہے کیونکہ علما لوگونکو اپنے فتووں کے ذریعہ سے ان کی گمراہی اور فتوے روکرتے ہیں اور حق ہمیشہ گران گزرتا ہے جیسے زکوۃ دینا ناگوار ہوتا ہے اور گانے والی عورتوں کو اجرت اور شاعرونکو قصیدوں کے صلے دینا کسقدر سبک معلوم ہوتا ہے اور ایسے ہی صوفیہ کا اہلحدیث سے بغض رکھنا ہے صوفیہ نے شراب سے عقل زائل کرنیکے بدلے میں دوسری چیز اختیار کی اور اسکا نام سماع اور وجد رکھا حالانکہ ایسے وجد میں پڑنا جو عقل کو زائل کردے حرام ہے اللہ تعالیٰ شریعت کو اس گروہ کے شر سے محفوظ رکھے جنمیں یہ باتیں جمع ہیں کہ مذہب پر خاک ڈالتے ہیں اور خوب عیش مناتے ہیں اور ایسے بمعنی الفاظ سے لوگونکو بہکاتے ہیں جو محض مہمل اور بر تکلف ہیں اور شرع کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور اسی وجہ سی انکی عزت لوگونکے دلوں میں کم ہوگئی اس قوم کے باطل ہونے پر اس سے زیادہ روشن کوئی دلیل نہیں کہ اہل دنیا کی طبیعتیں انسے ایسی محبت رکھتی ہیں جیسے کھیل تماشے والوں اور گانیوالیوں سے ابن عقیل نے کہا اگر کوئی کہنے والا کہے اچھے لوگ ہیں جو صاف ستھرے ہیں اور محرابوں میں پڑے رہتے ہیں اور بڑے خوش اخلاق ہیں۔ میں جواب دونگا کہ اگر یہ لوگ ایسا طریقہ نہ اختیار کرتے جس سے تم ایسوں کے دل کھینچیں تو انکا عیش باقی نہ رہتا اور جس چیز کی تم انمیں تعریف کرتے ہو وہ نصاریٰ کی رہبانیت ہے اور اگر تم دسترخوانوں پر طفیلیوں کی اور بغداد کے مخنثوں کی صفائی ستھرائی اور گانے والیوں کی خوش خلقی و نرم خوئی دیکھو۔

لعلمت ان طريقتهم طريقة الفكاهة والخداع وهل يخدع الناس الا بطريقة او لسان فاذا لم يكن للقوم قدم في العلم
ولا طريقة فبما يجتذبون قلوب ارباب الاموال **واعلم** ان حمل التكليف صعب ولا اسهل على اهل الخداعة من
مفارقة الجماعة ولا اصعب عليهم من حجر ومنع صدر عن اوامر الشرع ونواهيه وما على الشريعة اضر من المتكلمين
والمتصوفين فهؤلاء يفسدون العقائد بتوهيمات شبهات العقول وهؤلاء يفسدون الاعمال ويهدمون قوانين
الاديان يحبون البطالات وسماع الاصوات وما كان السلف كذلك بل كانوا في باب العقائد عبيد تسليم وفي
باب الاخرار باب جد والشغل بالمعاش اولى من بطالة الصوفية والوقوف على الظواهر احسن من توغل المتحلة **وقد**
**خبرت** طريقة الفريقين فغاية هؤلاء الشك وغاية هؤلاء الشطح **وقولهم عن اصحاب الحديث**
اخذوا علمهم ميتا عن ميت فقد طعنوا في النبوات ومن قال حدثني قلبي عن ربي فقد صرح انه غني عن الرسول صلى الله عليه
وسلم **ومن صرح** بذلك فقد كفر وهذه كلمة مدسوسة في الشريعة تحتها هذه الزندقة **ومن** رايناه
يزري على النقل علمنا انه قد عطل امر الشرع وما يؤمن هذا القائل حدثني قلبي عن ربي ان يكون ذلك من
القاء الشيطن **فقد قال الله** تعالى وان الشياطين ليوحون الى اوليائهم وهذا هو الظاهر لانه ترك الدليل المعصوم

**ترجمہ** تو سمجھ جاؤ کہ ان لوگوں کا طریقہ مسخرے پن اور دغابازی کا ہے آدمیوں کو کسی طریقہ سے دہوکا دیتے ہیں یا زبان سے اور جب
ایک قوم کو نہ علم سے بہرہ ہو اور نہ کوئی طریقہ آتا ہو تو وہ مال ددولت والوں کے دل کس چیز سے اپنی طرف کھینچیں اور جان لینا چاہیے
کہ تکلیف برداشت کرنا بہت مشکل ہے اور دہوکا دینے والوں کے لئے جماعت کی مفارقت سے زیادہ آسان اور شریعت کے
اوامر ونواہی کی پابندی سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں شریعت کو اہل کلام اور اہل تصوف سے بڑھکر کسی نے ضرر نہیں پہونچایا اہل
کلام تو عقلی شبہات کے وہم میں ڈالکر عقائد کو فاسد کرتے ہیں اور اہل تصوف اعمال میں فساد لاتے ہیں اور شرعی قوانین کو منہدم کرتے ہیں۔
بطالت اور خوش آوازی کو پسند کرتے ہیں۔ حالانکہ سلف ایسے نہ تھے بلکہ عقائد کے بارے میں تسلیم کے بندے تھے اور اعمال کے حق
میں کمال جفاکش تھے صوفیہ کی بطالت سے اپنے معاش میں مشغول ہونا بہت بہتر اور ظواہر پر موقوف کرنا بیہودگی میں پڑنے سے
اچھا ہے ان دونوں فریق کے طریق کو میں نے جانچا تو اہل کلام کی انتہا تو شک ہے اور اہل تصوف کا انجام شطح ہے **صوفیہ** نے جو اہل
حدیث کی نسبت یوں کہا کہ انہوں نے مرے ہوؤں سے اپنا علم لیا ہے تو گویا نبوت پر طعن کیا اور جس نے یہ کہا کہ حدثنی قلبی عن ربی
تو صریح ظاہر ہوا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستغنی ہے اور جب صریحاً یہ معلوم ہوا تو وہ شخص کافر ہوگیا اور شریعت کے نزدیک اس کلمے
کے تحت میں یہ زندقہ پایا جاتا ہے اور ہم جس شخص کو دیکھیں گے کہ نقل پر حرف گیری کرتا ہے تو جان لینگے کہ اُسنے امر شرع کو بیکار کر دیا۔
اور یہ شخص جو کہتا ہے حدثنی قلبی عن ربی اس بات سے کیوں بے خوف ہے کہ یہ شیطان
کے القا سے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان الشیاطین لیوحون الی اولیائہم یعنی شیاطین اپنے
اولیا کو وحی کرتے ہیں اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس شخص نے معصوم کی دلیل چھوڑ دی۔

وعول علی ما یلقی فی قلبہ الذی لم یثبت حراستہ من الوسواس وھؤلاء لیسون ما یقربھم خاطراً قال و
الخوارج علی الشریعۃ کثیر الا ان اللہ تعالیٰ یردھا بالنقلۃ حفظ الاصلھا وبالفقہا حفظ المعناھا وھم سلاطین
العلماء لا یترکون لکذاب رأسا یرتفع قال ابن عقیل والناس یقولون اذا احب اللہ بخراب بیت یاجر عاشر
الصوفیۃ قال وانا اقول فیخراب دینہ لان الصوفیۃ قد اجازوا لبس النساء الخرق من الرجال الاجانب
فاذا حضروا السماع والطرب فربما جرت فی خلال ذلک مغازلات واستحل بعض الاشخاص بعضا
فصارت الدعوۃ عرسا للشخصین فلا یخرج القوم الا وقد تعلق قلب شخص الی شخص ومال طبع الی طبع
وتغیر المرأۃ علی زوجھا فان طابت نفس الزوج سمی بالدیوث وان حبسہا طلبت الفرقۃ الی من تلبس
منہ المرقعۃ والاختلاط بمن لا یضیق للخناق ولا یحجر علی الطباع ویقال تابت فلانۃ والبسہا الشیخ
الخرقۃ وصارت من بناتہ ولم یقنعوا بان یقولوا ھذا لعب وخطاء حتی قالوا ھذہ امر مقامات
الرجال ومرت علی ھذہ السنون ورد حکم الکتاب والسنۃ فی القلوب ھذا کلہ من کلام ابن عقیل رضی اللہ
عنہ ولقد کان ناقدا مجیدا فقیھا عن ابی محمد عبد الرحمن بن عمر التجیبی قال انشدنا الحسن بن علی بن یسار

ترجمہ اور اسپر اعتماد کیا جو اس کے دل میں القا ہوتا ہے حالانکہ اس کے دل کا وسوسہ سے محفوظ رہنا ثابت نہیں ان لوگوں کے دل
میں جو بات آتی ہے اسکو خطرہ کہتے ہیں ابن عقیل کہتے ہیں کہ شریعت پر حملہ کرنے والے بہت ہیں لیکن اللہ تعالیٰ بذریعہ اہل نقل کے اس
کے اصل کی حفاظت کے لئے ان کو روکتا ہے اور بذریعہ فقہا کے اسکے معنی کی حفاظت کیلئے انکو روکتا ہے اور فقہا علماء دلائل شعار
ہیں جن کے سامنے کذابوں کا سر نہیں اٹھتا ابن عقیل نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ جو کوئی یہ چاہے کہ اجرت دیکر اپنا گھر خراب کرے
تو صوفیہ کی صحبت میں رہے اور میں کہتا ہوں کہ فقط گھر ہی نہیں بلکہ دین بھی خراب کرے کیونکہ صوفیہ نے عورتوں کو اجنبی مردوں کے کپڑے
پہننا جائز رکھا ہے جب یہ لوگ سماع وطرب کے جلسہ میں ہوتے ہیں تو اکثر اس درمیان میں عورتوں سے باتیں ہوتی ہیں ایک شخص کی
آنکھیں ایک عورت کی طرف گڑ کر رہجاتی ہیں لہذا وہ دعوت کا جلسہ دو شخصوں کے لئے بزم شادی ہوجاتا ہے حاضرین مخفل جانے نہیں پاتے
کہ ایک شخص کا دل دوسرے پر آجاتا ہے اور ایک طبیعت دوسری طبیعت پر مائل ہوجاتی ہے اور عورت اپنے خاوند سے بدلجاتی ہے اب اگر
خاوند اس امر پر رضامند ہوگا تو اسکو دیوث کہا جائیگا اور اگر عورت کو روک رکھیگا تو وہ اس سے طلاق مانگیگی اور جس نے خرقہ پہنایا ہے اس
سے جا ملیگی اور ایسے شخص سے اختلاط رکھیگی جس میں حرارت کی طاقت ہو اور نہ طبیعت کو باز رکھہ سکتا ہے اور لوگوں میں مشہور ہوجاتا ہے کہ
فلاں عورت نے توبہ کی شیخ نے اسکو خرقہ پہنایا تھا وہ اسکی بیٹیوں میں شامل ہوگئی اور اسی پر قناعت نہیں کرتے کہ یوں کہیں یہ لعب
اور خطا ہے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ یہ مردوں کے مقامات ہیں اور ان عورتوں کے حق میں موت ہے اور کتاب وسنت کا حکم دلوں سے
اٹھہ جاتا ہے۔ یہانتک ابن عقیل رحمہ اللہ کا کلام ہے حقیقت میں ابن عقیل بڑے نقاد اور اعلیٰ درجہ کے فقیہ تھے۔ ابو محمد عبد الرحمن
بن عمر تجیبی کہتے ہیں کہ حسین بن علی بن سیار نے چند شعر کہے ہیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے +

رأيت قوما عليهم سمة الـ خير يحمل الركاء مبتهله
صوفية للقضاء صابرة | ساكنة تحت حكمه نزله
فلم ازل خادما لهم زمنا | حتى تبينت انهم سفله
سل شيخهم الكبير مختبرا | عن فرضه لا تخاله عقله
علمهم بينهم اذا جلسوا | علم اعر الرعاع ولخبيله
قد لبسوا الصوف كي يروم صلحا | وهم شرار الذياب والختله
وليس من عفة ولا ورعة | لكن لتحصيل راحة العطله
| واستغفر الله من كلامهم

اعتزلوا الناس في جوامعهم | سالت عنهم فقيل متكله
فقلت اذ ذاك هؤلاء هم الناس ومن دون هؤلاء رذله
ان اكلوا كان اكلهم سرفا | او لبسوا كان شهرة مثله
واسئله عن وصف شادن غنج | من الملاح تراه قد جهله
الوقت والحال والحقيقة والبرهان والعكس عندهم مثله
وجانبوا الكسب المعاش لكي | يستناصلوا الناس شرها اكله
فقل لمن مال باختيار اليهم | تب فانهم بطله
ولا تعاود لعشرة الجهله |

## قال الصوري وانشدني بعض شيوخنا

اهل التصوف قد مضوا | صار التصوف مخرقه
صار التصوف صيحة | وتواجدا و مطبقه
كذبتك نفسك ليس ذا | سنن الطريق الملحقة
تجري عليك صروفه | وهموم سرك مطرقه

ترجمہ میں نے ایک قوم کو دیکھا جو ظاہر میں اچھے لوگ ہیں شکیزہ یا لوٹا لئے پھرتے ہیں + لوگوں سے برطرف ہو کر ایک جگہ بیٹھ رہے میں نے لوگوں سے انکا حال پوچھا تو جواب ملا کہ اہل توکل ہیں + صوفیہ ہیں اور قضاء الٰہی پر صابر ہیں جو اسکا حکم نازل ہوا اسپر ٹھہرے ہوئے ہیں + میں یہ سنکر جی میں کہا کہ در اصل یہی لوگ انسان ہیں اور ان کے سوا سب رذیل ہیں لہذا ایک زمانہ تک انکی خدمت کرتا رہا یہانتک کہ بعد میں ثابت ہوا کہ وہ لوگ کمینے ہیں۔ اگر کھانے پر آمادہ ہوئے تو انکا کھانا اسراف ہی اور اگر پہنتے ہیں تو شہرت اور نمائش کیلئے ہوتا ہے + ان کے پیر اور ان کے بڑے سے امتحان کے طور پر اسکا فرض دریافت کرو تو ضرور غافل پاؤگے + اور کسی معشوق ناز و کرشمہ والے کی تعریف پوچھو تو نا واقف نہ دیکھو گے ۔ جب وہ باہم جمع ہو کر بیٹھتے ہیں تو انکا علم وہی ہے جو چرواہوں کمینوں اور رذیلوں کا علم ہے + وقت اور حال اور حقیقت اور برہان اور عکس ان کے نزدیک سب برابر ہیں + انہوں نے صوف کا لباس اس لیئے پہنا ہے کہ نیک معلوم ہوں حالانکہ وہ شریر بھیڑئے اور حیلہ ساز ہیں + کسب و معاش سے اسواسطے الگ ہو گئے ہیں کہ لوگوں کی بیخکنی کرکے انکا مال شرارت سے کھا جائیں کسب کا چھوڑ دینا کچھ عفت اور پرہیزگاری کے لحاظ سے نہیں بلکہ بیکاری کی راحت حاصل کرنیکی غرض سے ہے + جو شخص انکی مکر کیوجہ انکی طرف مائل ہو اس سے کہدو کہ انسے دور رہو کیونکہ وہ اہل بطالت ہیں + اور انکی کلام سے استغفار کرو اور پھر دوبارہ جاہلوں کی صحبت میں نہ جاؤ۔ صوری کہتے ہیں کہ بعض شیوخ نے مجکو چند شعر سنائے جنکا ترجمہ یہ ہی جو اہل تصوف تھی وہ گذر گئی اب تو تصوف دروغگوئی ہو بیا ہی۔ چیخنا اور وجد کرنا اور تالیاں بجانا تصوف رہ گیا ہے تو زمانے کی گردشیں اٹھا رہا ہی اور تیری دل کی خواہشیں رکی ہوئی ہیں تمہارا نفس تم سے جھوٹ بولتا ہے خبردار یہ طریق راست نہیں ہے +

## الباب الحادی عشر فی ذکر تلبیس ابلیس علی المتدینین بما یشبہ الکرامات قال المصنف

قد بینا فیما تقدم ان ابلیس انما یتمکن من الانسان علی قدر قلۃ العلم فکلما قل علم الانسان کثر تمکن ابلیس منہ وکلما کثر العلم قل تمکنہ منہ **ومن العباد** من یری ضوءا او نورا فی السماء فان کان فی رمضان قال رأیت لیلۃ القدر وان کان فی غیرہ قال قد فتحت لی ابواب السماء وقد یتفق لہ الشیٔ الذی یطلبہ فیظن ذلک کرامۃ وربما کان کرامۃ وربما کان اتفاقا وربما کان اختبارا وربما کان من خدع ابلیس والعاقل لا یساکن شیئا من ہذا ولو کان کرامۃ **وقد ذکرنا** فی باب الزہاد **عن** مالک بن دینار وحبیب العجمی انہما قالا ان الشیطان لیلعب بالقراء کما یلعب الصبیان بالجوز **قال المصنف** ولقد استغوی بعض ضعفاء الزہاد بان اراہ ما یشبہ الکرامات حتی ادعی النبوۃ کان یاتی رخامۃ فی المسجد فینقرہا بیدہ فتسبح وکان یطعمہم فاکہۃ الصیف فی الشتاء ویقول اخرجوا حتی اریکم الملائکۃ واشیاء کثیرۃ یلعب بہ الشیطان **وکان رجل** من اہل البصرۃ قد اتی بیت المقدس فدخل علی الحارث فاخذ فی التحمید ثم اخبرہ بامرہ وانہ نبی مبعوث مرسل فقال لہ ان کلامک لحسن ولکن فی ہذا نظر قال فانظر فخرج البصری ثم عاد الیہ فرد علیہ کلامہ فقال ان کلامک لحسن وقد وقع فی قلبی

**ترجمہ گیارھواں باب** ان لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں جو کرامت کے مشابہ کیفیت کو دین سمجھتے ہیں **مصنف** نے کہا ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں کہ ابلیس کم علمی کے مطابق انسان پر قابو پاتا ہے جسقدر انسان کا علم کم ہوگا اسیقدر اسپر ابلیس زیادہ قابو پائیگا اور جتنا علم زیادہ ہوگا اتنا ہی اسکا قابو کم ہوگا عبادت کرنیوالوں میں سے کسی کو روشنی یا نور آسمان پر نظر آتا ہے تو اگر یہ کیفیت ماہ رمضان میں ہوتی ہے تو کہتا ہے کہ یہ مینے شب قدر دیکھی ورنہ کہتا ہی کہ آسمان کے دروازے کہل گئے تھے بعض اوقات جس چیز کی اسکو تلاش ہوتی ہے اتفاق سے وہ ملجاتی ہے تو اسکو کرامت خیال کر بیٹھتا ہے حالانکہ کبھی تو کرامت ہوتی ہے اور کبھی اتفاقیہ ایسا ہوجاتا ہے ۔ اور کبھی امتحانا ہوتا ہے اور کبھی شیطان کے فریب سے ہوا کرتا ہے اور عاقل کی ایسی باتوں سے تسکین نہیں ہوتی خواہ کرامت کیوں نہو ۔ ہم زاہدوں کے باب میں اسکا ذکر کر چکے ہیں **مالک** بن دینار اور حبیب عجمی کہتے ہیں کہ شیطان قاریوں کی ساتھہ اسطرح کھیلتا ہی جیسے لڑکے اخروٹوں سے کھیلتے ہیں **مصنف**ؒ نے کہا کہ شیطان نے ایک کم عقل زاہد کو دہوکا دیا کہ اسکو کرامت کے مشابہ کچھ شعبدہ دکھادیا حتے کہ اسنے نبوت کا دعوی کیا وہ مسجد میں آکر فرش کو ہاتھہ سے کریدتا تھا تو جو کنکریاں اس کے ہاتھہ میں آتی تھیں تسبیح پڑھا کرتی تہیں اور وہ شخص لوگونکو گرمی کے میوے جاڑو نمیں کھلایا کرتا تہا ۔ اور کہا کرتا تہا کہ آو تم کو فرشتے دکہادوں اور بہت سی چیزیں دکہاتا تہا شیطان اس شخص کے ساتھہ کھیل کرتا تہا اہل **بصرہ** کا میں سے ایک آدمی بیت المقدس کو گیا وہاں حارث سے ملا حارث نے پہلے حمد الٰہی کی پہر اپنا قصہ سنایا ۔ اور کہا کہ میں نبی مرسل خدا کی طرف سے مبعوث ہوں بصری نے کہا ۔ کہ تمہارا کلام تو اچھا ہے ۔ لیکن یہ معاملہ غور طلب ہے اس نے کہا غور کر یہ کہہ کر وہاں سے چلا آیا ۔ پھر دوبارہ اس کے پاس گیا اس نے اپنا کلام دہرایا ۔ بصری نے جواب دیا ۔ کہ تمہاری باتیں عمدہ ہیں ۔ اور میرے دل میں گھر کر گئیں ؛

وقد امنت بك هٰذا الدين المستقيم فامران لايحجب عنه فاقبل البصری يتردد اليه ويعرف مداخله ومخارجه وابن
يهرب حتى صار من اخص الناس به ثم قال له ائذن لی قال الی این قال الی البصرة اكون اول داع لك
بها قال فاذن له فخرج مسرعا الی عبد الملك وهو بالبصرة فلما دنی من سرادقه صاح النصيحة
فقال اهل العسكر وما نصيحتك قال نصيحة لامير المؤمنين فدنی من امير المؤمنين فامر عبد الملك
ان ياذنوا له فدخل وعنده اصحابه قال وصاح النصيحة قال وما نصيحتك فقال اخلنی ولا يكون عندك احد فاخرج
من كان عنده ثم قال ادن فدنی وعبد الملك علی السرير قال ما عندك قال الحارث فلما ذكر الحارث طرح نفسه من السرير
ثم قال این هو قال يا امير المؤمنين هو ببيت المقدس قد عرفت مداخله ومخارجه فقص عليه قصته وكيف صنع به فقال وانت
امير بيت المقدس وامیرها ههنا فمرنی بما شئت قال ابعث لی كل شمعة ببيت المقدس وادفع كل شمعة الی رجل ورتبهم علی
ازقة بيت المقدس فاذا قلت اسرجوا جميعا وتقدم البصری وحده الی منزل الحارث فاتی الباب فقال للحاجب استاذن لی
علی نبی الله قال فی هٰذه الساعة ما يؤذن عليه حتى يصبح قال اعلمه فدخل عليه فاعلمه فامره بفتح الباب قال ثم صاح البصری
اسرجوا فاسرجت الشموع حتى كانت كالنهار ثم قال من مر بكم فاضبطوه دخل هو الی الموضع الذی يعرفه

**ترجمہ** اور میں تمہارا ایمان لے آیا یہ تمہارا دین راست ہے حارث نے اسکو حکم دیا کہ مجھ سے غائب نہ بنا بصری نے منظور کیا اور اس کے پاس جانے آنے
لگا اور اسکے اندر باہر کے سب ٹھکانے معلوم کرنے لگا کہ کہاں کہاں بھاگ کر ٹھکانا لیتا ہے یہاں تک کہ حارث کے خاص مقربوں میں سے ہو گیا۔
بعد اسکے اس سے بولا کہ اب آپ مجھ کو اجازت دیجیے حارث نے پوچھا کہاں جانے کی اجازت مانگتے ہو جواب دیا کہ بصرے جا کر سب سے پیشتر
لوگوں کو آپ کے دین کی طرف بلاؤں حارث نے اجازت دی وہ شخص فوراً بصرہ میں عبد الملک کے پاس گیا جب عبد الملک کے خیمہ سے
قریب ہوا۔ تو چلا کر بولا کہ نصیحت نصیحت لشکر والوں نے پوچھا کہ کیسی نصیحت ہے۔ جواب دیا کہ امیر المؤمنین کے لئے ایک نصیحت لایا ہوں
عبد الملک کو اطلاع ہوئی حکم دیا کہ اسکو آنیکی اجازت دیں وہ شخص خیمہ میں داخل ہوا عبد الملک کے پاس اسکے اصحاب بیٹھے تھے کہتے ہیں کہ وہ چلایا
کہ نصیحت اس شخص نے کہا کہ خلوت کیجیے کوئی دوسرا آپ کے پاس نہ ہو عبد الملک نے سب کو باہر کر دیا اور کہا کہ قریب آکر بیان کر وہ قریب آیا۔
عبد الملک تخت پر بیٹھا تھا پوچھا کہ کیا خبر لایا ہے جواب دیا کہ حارث کی خبر ہے عبد الملک نے جب حارث کا نام سنا تو اپنے آپ کو تخت سے گرا دیا اور پوچھا کہ وہ کہاں
ہے جواب دیا کہ یا امیر المؤمنین وہ بیت المقدس میں ہے میں نے اس کے اندر باہر کے سب ٹھکانے معلوم کر لیے اسکا تمام قصہ جو کچھ گذرا تھا بیان کیا عبد الملک نے کہا۔
تجکو یہاں کی اور بیت المقدس کی حکومت بخشی جو کچھ تو مجھ سے کہو وہ کروں کہنے لگا کہ آپ میرے لیے بیت المقدس کی تمام شمعیں یکجا کرائیے اور ہر ایک شمع
ایک آدمی کو دیجیے اور سب کو بیت المقدس کی گلیوں پر ترتیب وار کھڑا کیجیے جب میں حکم دوں کہ روشن کرو تو سب شمعیں روشن کر لیں یہ انتظام کر کے وہ بصری
گیا اور حارث کے مقام پر گیا اور دروازہ پر کھڑا ہو کر دربان سے کہا میرے لیے نبی اللہ سے اجازت لو دربان نے کہا یہ وقت ان سے ملنے کا نہیں وہ شخص بولا کہ انکو اطلاع
[illegible] دربان گیا اور اس شخص کا پتہ بتایا حارث نے حکم دیا کہ دروازہ کھولدو بصری نے پکار کر کہا روشن کرو تمام شمعیں روشن ہو گئیں گویا دن نکل آیا
اور لوگوں کو حکم دیا کہ جو کوئی تمہاری طرف سے گزرے اسکو گرفتار کر لو یہ کہکر خود حارث کی منزل میں گیا جس کو پہچانتا تھا۔

فطلبه فلم يجده فقالت اصحابه هيهات تريدون ان تقتلوا نبی الله قد رفع الی السماء فطلبه فوجده فی سرب قد هيأه فادخل البصری يده فی ذلك السرب فاذا هو به فاخرجه الی خارج ثم قال للقوم اضبطوه فربطوه فبينا هم يسيرون به علی البريد حتی اتوا به عبد الملك فلما سمع به امر بخشبة فنصبت فصلبه وامر رجلا يطعنه فاصاب ضلعا من اضلاعه فكفت الحربة فجعل الناس يصيحون الانبياء لا يجوز فيهم السلاح فلما رأی ذلك رجل من المسلمين تناول الحربة فطعنه بها فقتله قال الوليد بلغنی ان خالد بن يزيد بن معاوية دخل علی عبد الملك فقال لو حضرتك ما امرتك بقتله قال ولم قال انما كان به المذهب فلو جوعته ذهب عنه **فصل** قال المصنف وقد اغتر اقوام بما يشبه الكرامات فقال بعضهم اصبحت اليوم مهتم بدين علی وهی ستة دراهم فبينا انا امشی علی شط الفرات اذا انا بستة دراهم فاخذتها فوزنتها فاذا هی ستة لا يزيد ولا ينقص قال له ابو عمران تصدق بها وابو عمران هو ابراهيم النخعی فقال له ابو عمران تصدق بها فانها ليست لك فانظر الی كلام الفقهاء وبعد الاغترار عنهم وكنت اعلمه انها لقطة ولم يلتفت الی ما يشبه الكرامة وانما امره بتعريفها لان مذهب الكوفيين انه لا يجب التعريف لما دون الدينار وكانه انما امره بالتصدق بها لئلا يظن انها كرامة اكرم بها

ترجمہ وہاں ڈہونڈہا تو حارث کو دپایا حارث کے اصحاب بولے کہ ہیہات تم پیغمبر خدا کو قتل کرنا چاہتے ہو جو آسمان پر اوٹھایا گیا۔ بصری نے اسکو تلاش کیا تو ایک گڑہے میں پایا جو اس نے تیار کر رکھا تھا بصری اپنا ہاتھ اس تنگ گڑھے میں ڈالا اور اسکو باہر نکالا۔ اور حکم دیا کہ اسکی مشکیں باندہ لو لوگوں نے اسکو جکڑا۔ اور گرفتار کر کے بڑاو در بڑاو عبد الملک کے پاس لائے جب عبد الملک نے اسکی خبر سنی تو ایک سولی نصب کرنے کا حکم دیا اور ایک آدمی سے کہا کہ اس کو نیزہ مارے اسنے مارا تو نیزہ اس کی ایک پسلی میں اگر رہگیا لوگ شور مچانے لگے کہ انبیا پر ہتھیار چلانا روا نہیں مسلمانوں میں سے ایک شخص نے جو یہ کیفیت دیکھی تو بڑھکر برچھا لیا اور حارث کے بھونک کر اس کو مار ڈالا ولید نے کہا میں نے سنا ہے کہ عبد الملک کے پاس خالد بن یزید بن معاویہ نے آکر کہا کہ اگر میں اسوقت موجود ہوتا۔ تو تم کو اس کے مار ڈالنے کی اجازت ندیتا۔ عبد الملک نے کہا یہ کیوں جواب دیا۔ کہ اس کو فقط وحشت تھی اگر تم اس کو بھوکا رکھتے تو زائل ہو جاتی **فصل** مصنف رح نے کہا کہ کرامت کے مشابہ کوئی کرشمہ دیکھکر اکثر صوفیہ بہک گئے ہیں ایک شخص بیان کرتا ہے کہ آج مجھکو چھ درم کے لئے تشویش تھی جو مجھ پر قرض تھے ۔ اتفاقاً فرات کے کنارے جا رہا تھا۔ کہ چھ درم پڑے پائے میں نے اُن کو اوٹھا لیا۔ تو پورے چھ تھے نہ کم نہ زیادہ اس شخص سے ابو عمران ابراہیم نخعی نے کہا کہ یہ درم خیرات کر ڈالو کیونکہ تمہاری ملکیت نہیں فقہا کے کلام پر غور کرنا چاہئے ۔ اور دیکھنا چاہئے کہ کیسا فریب کہانے سے دور رہتے ہیں ان درموں کو لقطہ بتایا۔ اور کرامت کی طرف کچھ توجہ نہ کی۔ اور تعریف کا حکم اس لئے نہیں دیا کہ کوفیوں کے مذہب میں دینار سے کم کے لئے تعریف واجب نہیں۔ اور خیرات کرنے کا حکم شاید اس واسطے دیا۔ کہ کہیں وہ شخص اسس کو کرامت نہ سمجھے۔

**وقال آخر منهم** احتجت يوما الى الوضوء فاذا انا بكوز من جوهر وسواك من الفضة رأسه الين من الخز فاستكت بالسواك وتوضأت بالماء وتركتهما وانصرفت **قال المصنف** انظر الى قلة عقل هذا الرجل اذ لو كان يفهم الفقه علم ان استعمال الفضة لا يجوز ولكن قل علمه فاستعمله فظن انها كرامة والله تعالى لا يكرم بما يمنع من استعماله شرعا الا ان يكون اظهر له ذلك على سبيل الامتحان **فصل** قال **المصنف** ولما علم العقلاء شدة تلبيس ابليس حذروا من اشياء ظاهرها الكرامة وخافوا ان يكون من تلبيسه **قال** وسمعت زهرون يقول كلمني الطير وذلك اني كنت في البادية فتهت فرأيت طيرا ابيض فقال لي يا زهرون انت تائه فقلت يا شيطان غر غيري فوثب في الثالثة وصار على كتفي وقال ما انا بشيطان انت تائه ارسلت اليك ثم غاب عني **وحدثنا** محمد بن عمرو قال حدثتني زلفى قالت قلت لرابعة العدوية يا عمه لم لا تاذنين للناس يدخلون عليك قالت وما ارجو من الناس ان اتوني حكوا عني ما لم افعل لقد يبلغني انهم يقولون اني اجد الدراهم تحت مصلاتي ويطبخ لي القدر بغير نار **قالت** فقلت لها ان الناس يكثرون فيك القول يقولون ان رابعة تصيب في منزلها الطعام والشراب فهل تجدين شيئا فقالت يا بنة اخي لو وجدت في منزلي شيئا ما مسسته

**ترجمہ** ایک صوفی نے بیان کیا کہ مجھے ایک روز وضو کرنے کی ضرورت ہوئی یکایک کیا دیکھا کہ میرے سامنے ایک لوٹا جواہرات کا آیا اور ایک چاندی کی مسواک جسکا سر ریشم سے زیادہ نرم تھا مینے وہ مسواک کی اور اس لوٹے کے پانی سے وضو کیا اور وہ دونوں چیزیں وہیں چھوڑکر چلا آیا **مصنف** نے کہا اس شخص کی کم عقلی پر غور کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر یہ شخص فقہ کو سمجھتا تو جان لیتا کہ چاندی کا استعمال کرنا جائز نہیں لیکن چونکہ کم علم تھا۔ لہذا اسکا استعمال کیا اور سمجھا کہ وہ کرامت ہی حالانکہ اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ اکرام نہیں فرماتا جسکے استعمال سے شرعًا منع کیا ہے ہاں یہ ممکن ہی کہ بطور امتحان کے اسکے لئے ظاہر کیا ہو **فصل مصنف**ؒ نے کہا کہ اہل عقل نے جب جان لیا کہ ابلیس کی فریب دہی بہت سخت ہی تو ان چیزوں سے پرہیز کیا جو بظاہر کرامت معلوم ہوتی ہیں اس خوف سے کہ کہیں یہ بھی اس کا فریب نہو **زہرون** سے مینے سُنا کہتے تھے کہ مجھ سے پرندہ نے گفتگو کی واقعہ یہ ہے کہ ایک بار میں جنگل میں تھا وہاں لیٹ رہا مینے ایک سفید پرندہ دیکھا مجھ سے بولا کہ ای زہروں تم راہ بھولی ہوئے ہو مینے کہا لے شیطان کسی دوسرے کو دھوکا دینا دوبارہ اسنے ایسا ہی کہا اور مینے یہی جواب دیا تیسری مرتبہ کود کر میرے شانہ پر آبیٹھا اور بولا کہ میں شیطان نہیں ہوں واقعی تم رستہ بھولے ہوئے ہو مجکو خدا نے تمہارے پاس بھیجا ہے یہ کہکر غائب ہو گیا **محمد** بن عمرو نے ہمسے بیان کیا کہ مجھسے زلفا نے ذکر کیا۔ کہ میں نے رابعہ عدویہ سے کہا۔ اے چچی تم لوگونکو اپنے پاس آنے کی اجازت کیوں نہیں دیتی ہو جوابدیا کہ مجھ کو لوگوں سے امید ہی کیا ہے یہی ہے کہ میرے پاس آئینگے اور پھر مجھ پر ایسی باتیں جوڑکر بیان کرینگے جو میں نہیں کرتی سنتی ہوں کہ لوگ بیان کرتے ہیں اپنی جانماز کے تلے درم پاتی ہوں اور میری ہنڈیا بغیر آگ کے پک جاتی ہے۔ زلفا کہتی ہیں مینے کہا لوگ تو تمہاری نسبت بہت سی باتیں بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ رابعہ کو اپنے گھر میں کھانا اور پانی مل جاتا ہے۔ کیا واقعی تم کو ملتا ہے جوابدیا کہ اے بھتیجی اگر مجھ کو میرے گھر میں کچھ ملتا بھی تو میں اسکو ہاتھ نہ لگاتی ٭

ولا وضعت یدی علیہ ولقد اصبحت صائمۃ فی یوم بارد فنازعتنی نفسی الی شئ من الطعام السخن افطر علیہ وکان عندی شحم فقلت لوکان لی معہ بصل عالجتہ فاذا طائر قد جاء فسقط من منقارہ بصلۃ فلما رأیتہ رجعت عما اردت وخفت ان ھذا من الشیطٰن **ولقد بلغنا** انھم کانوا یرون وھیبًا انہ من اھل الجنۃ فاخبر بھا اشتد بکاؤہ وقال قد خشیت ان یکون ھذا من الشیطٰن **وبلغنا** ان ابا حفص النیسابوری خرج ذات یوم ومعہ جماعۃ من اصحابہ فی السیاحۃ فجلس واصحابہ حولہ فتکلم علیھم فطابت انفسھم ثم نظرنا فاذا ایل قد نزل من الجبل فبرك بین یدی الشیخ فبکی الشیخ بکاءً شدیدًا فلما سکن سالوہ الجماعۃ فقالوا یا استاذ تکلمت علینا وطابت قلوبنا فلما جاء ھذا الوحش وبرك بین یدیك ازعجك وابکاك فقال نعم رأیت اجتماعکم حولی وقد طابت قلوبکم فوقع فی قلبی لو ان لنا شاۃ ذبحتھا ودعوتکم علیھا فما تحکم ھذا الخاطر حتی جاء ھذا الوحش فنزل بین یدی فخیل لی انی مثل فرعون الذی سال ربہ ان یجری لہ النیل فاجراہ لہ **قلت** فما یومننی ان یکون اللہ تعالٰی ان یعطینی کل حظ لی فی الدنیا وابقی فی الاٰخرۃ فقیرًا لا شئ لی فھذا الذی ازعجنی ولقد اخذ رجل فی زماننا ابریقا جدیدا اشتری فیہ عسلا فبیست الخزف بطعم العسل واستصحب الابریق فی سفرہ فکان اذا اغترف بہ الماء من النھر وسقی اصحابہ وجدوا طعم العسل

**ترجمہ** ایک روز جاڑے میں سینے روزہ رکھا میرے نفس نے کچھ گرم کھانا مانگا جسپر افطار کروں میرے پاس چربی تھی مینے جی میں کہا۔ کہ اگر اس کے ساتھ پیاز ہوتا تو اس میں ملالیتی اتنے میں ایک پرندہ آیا اور اس کی چونچ میں سے ایک پیاز گرا جب مینے اس کو دیکھا تو اپنے ارادہ سے باز آئی اور ڈری کہ کہیں یہ شیطان کی طرف سے نہ ہو **وھیب** کی نسبت مینے سُنا ہے کہ لوگ خواب میں دیکھا کرتے تھے۔ کہ وہیب بہشتی ہیں وہیب کو اس کی خبر ہوئی تو بہت روے اور کہا میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ شیطان کا فریب نہ ہو۔ **ابو حفص** نیشاپوری کی نسبت سنا ہے کہ ایک روز باہر نکلے اور ان کے ساتھ ان کے سفر کے ہمراہی تھے ایک جگہ بیٹھ رہے اور ان کے گرد ان کے اصحاب تھے ان کو کچھ باتیں سنائیں جس سے ان کے دل خوش ہوئے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بارہ سنگھا پہاڑ سے اوترا اور شیخ کے سامنے آبیٹھا شیخ بہت روے۔ جب کچھ ٹھہرے تو لوگوں نے عرض کیا اے استاد تم نے ہم کو وعظ سنایا ہم خوشدل ہوئے جب یہ وحشی جانور آکر تمہارے سامنے بیٹھا تو تم کو بیقرار کیا اور رولادیا۔ جواب دیا کہ ہاں مینے اپنے گرد تمہارا مجمع دیکھا اور تمہارے دل خوش ہوے میرے دل میں یہ بات آئی کہ اگر اسوقت کوئی بکری ہوتی تو اس کو ذبح کرتا اور تمہاری دعوت کرتا یہ خطرہ ہنوز اچھی طرح دل نشیں نہ ہوا تھا کہ یہ وحشی جانور آیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا مجھ خیال پیدا ہوا کہ کہیں ہم فرعون کی مانند تو نہ ہوں کہ اس نے اللہ تعالٰی سے دریائے نیل کے جاری ہو جانیکا سوال کیا تھا خدا نے اسکو جاری کردیا ہیں نے سوچا کہ میں کیونکر اس بات سے بیخوف ہو سکتا ہوں کہ میرا تمام حصہ اللہ تعالٰی مجکو دنیا میں عطا فرمائے اور آخرت میں فقیر تہیدست رہجاؤں اسی خیال نے مجکو بیقرار کردیا ایک شخص نے ہمارے زمانے میں ایک کورا لوٹا لیا اس میں شہد چھوڑا اس لوٹے نے شہد کا مزا جذب کرلیا وہ شخص ایک سفر میں لوٹے کو ساتھ لیگیا جب نہر سے اسمیں پانی بھرتا تھا اور اپنے ساتھیوں کو پلاتا تھا وہ اسمیں شہد کا مزا پاتے تھے ؎

**الباب الثاني عشر في ذكر تلبيس ابليس على العوام** قال المصنف وقد بينا ان تلبيس ابليس يقوى على قدر قوة الجهل وقد افتن فيما فتن بالعوام لا يمكن ذكره لكثرته وانما نذكر الامهات مما يستدل به على جنسه والله الموفق

**فمن ذلك** انه ياتي الى العامي فيحمله على التفكر في ذات الله وصفاته فيتشكك **وقد** اخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك فيما اخبرنا به عنه ابو هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليسئلون حتى يقال هذا الله خلقنا فمن خلق الله قال فقال ابو هريرة فوالله اني لجالس يوما اذ قال لي رجل من اهل العراق هذا الله خلقنا فمن خلق الله قال ابو هريرة فجعلت اصبعي في اذني ثم صحت صدق الله ورسوله الله الواحد الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد **قال** المصنف انما وقعت هذه المحنة لغلبة الحس وهو انه ما راى شيئا الا مفعولا فيقال لهذا العامي الست تعلم انه خلق الزمان لا في الزمان والمكان لا في مكان فاذا كانت هذه الارض وما فيها لا في مكان ولا تحتها شيء وحسك ينفر من هذا لانه ما الف شيئا الا في مكان فلا يطلب بالحس من لا يعرف بالحس شاور عقلك فانه سليم المشاورة **وتارة** يلبس ابليس على مقتضى الحس فيعتقدون التشبيه **وتارة** يلبس عليهم من جهة العصبية للمذاهب فترى العامي يلاعن ويقاتل في امر ما يعرف حقيقته **فمنهم** من يخص بعصبية ابي بكر ومنهم من يخص عليا وكم قد جرى في هذا من الحروب وقد جرى في هذا بين اهل الكرخ واهل باب البصرة على ممر السنين من القتل واحراق المال ما يطول ذكره

---

ترجمہ۔ **بارھواں باب** عوام پر تلبیس ابلیس کے بیان میں **مصنف** نے کہا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ شیطان کا فریب بقدر قوت جہالت کے قوت پاتا ہے عوام کو ایسے ایسے فتنوں میں ڈال رکھا ہے کہ بوجہ کثرت کے انکا ذکر کرنا غیر ممکن ہے ہم فقط اصول ذکر کرتے ہیں انہیں پر انکی مثل کو قیاس کرنا چاہیئے وہ یہ کہ شیطان ایک عامی کے پاس آتا ہے اور اسکو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں غور کرنے پر برانگیختہ کرتا ہے لہٰذا وہ عامی اللہ تعالیٰ کے لیے صورت قرار دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان باتوں کی خبر دی ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئیگا کہ لوگ عجیب عجیب سوال کیا کرینگے حتیٰ کہ پوچھا جائیگا کہ ہمکو اللہ نے پیدا کیا ہے مگر اللہ کو کسنے پیدا کیا ابوہریرہؓ کہتے ہیں ایک روز میں بیٹھا ہوا تھا اتنے میں ایک عراقی آدمی نے مجھ سے سوال کیا کہ ہمکو تو خدا نے پیدا کیا خدا کو کسنے پیدا کیا ہے یہ سنکر مینے اپنے کانوں میں انگلی کر لی اور با آواز بلند کہا صدق اللہ وصدق رسولہ اللہ الواحد الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد **مصنف**ؒ نے کہا کہ یہ خرابی اسلئے واقع ہوئی کہ حواس غالب ہیں کیونکہ حس کو جو چیز نظر آتی ہے وہ کسی کی بنائی ہوئی ہوتی ہے اس عامی کو جواب دینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے زمان کو غیر زمان میں اور مکان کو غیر مکان میں پیدا کیا جبکہ یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہی لامکان میں ہے اور اسکے نیچے کچھ نہیں حالانکہ تمہارا حس اسکو بعید جانتا ہے کیونکہ اُسنے ہر چیز کو مکان ہی میں پایا۔ تو وہ ذات کس طرح حس سے طلب کی جا سکتی ہے جسکو حس سے نہیں پہچان سکتے تم اس بارہ میں اپنی عقل سے مشاورت کرو کیونکہ عقل اچھی مشیر ہے شیطان کبھی تقاضائے حس کے مطابق فریب دیتا ہے لہٰذا عوام تشبیہ کا عقیدہ رکھتے ہیں اور کبھی تعصب مذہبی کی رو سے بہکاتا ہے لہٰذا ایک عامی ایسے امر کے بارہ میں جسکی وہ حقیقت نہیں جانتا گالی گلوچ اور مرنے مارنے پر تیار ہو جاتا ہے بعض تعصب سے خاص حضرت ابوبکر کو برا مانتے ہیں بعض حضرت علی کو خاص کرتی ہیں اور اسمیں بہت سی لڑائیاں ہوئیں اہل کرخ اور اہل باب بصرہ میں باہم اسی بنا پر برسوں جنگ وقتال اور آتش زنی رہی جسکا

وتری کثیرا ممن یخاصم فی ھذا من یلبس الحریر و یشرب الخمر و یقتل النفس و ابوبکر و علی رضی اللہ عنھما بریئان منھم
**ومن العوام** من یقول لربہ کیف تقضی وتعاقب **ومنھم** من یقول لم ضیق رزق المتقی و اوسع علی العاصی و
**منھم** من یشکر علی النعم فاذا جاء البلاء اعرض وکفر **ومنھم** من یقول ای حکمۃ فی ھدم الاجساد بعد بنائھا
**ومنھم** من یستبعد البعث **ومنھم** من یحیل الیہ مقصود او یبتلی ببلاء فیکفر و یقول انا ما ارید اصلی وربما غلب فاجر نصرانی
مؤمنا فقتلہ او ضربہ فیقول العوام قد غلب الصلیب ولماذا نصلی اذا کان الامر کذا وکل ھذہ الافات تمکن بھا منھم ابلیس
لبعدھم عن العلم والعلماء فلو انھم استفھموا اھل العلم لاخبروھم ان اللہ حکیم ومالک فلا یبقی مع ھذا اعتراض +
**فصل قال المصنف** ومن العوام من یرضی عن عقل نفسہ فلا یبالی بمخالفۃ العلماء فمتی خالفت فتواھم غرضہ اخذ
یرد علیھم و یقدح فیھم **وقد کان** ابن عقیل یقول قد عشت ھذہ السنین فلو دخلت یدی فی صنعۃ صانع
لقال افسدتھا علی فلو قلت انا رجل عالم لقال بارک اللہ لک فی علمک لیس ھذا من شغلک وشغلہ امر حسی
لو تعاطیتہ فھمتہ والذی انا فیہ امر عقلی فاذا افتیتہ لم یقبل **فصل قال المصنف** ومن تلبیسہ علیھم
تقدیم المتزھدین علی العلماء فلو رأوا جبۃ صوف علی اجھل الناس عظموہ خصوصا اذا طأطأ راسہ

ترجمہ اکثر لوگ جو اس بارے میں بحث کرتے ہیں وہ ہیں جو ریشم پہنتے ہیں شراب پیتے ہیں اور بیچارے لوگوں کو مار ڈالتے ہیں حضرت ابوبکر و علی رضی اللہ عنہما ایسے شخصوں سے بیزار ہیں **عوام** میں سے بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے خدا خود ہی مقدر کرے اور پھر عذاب کرے بعض کہتے ہیں خدا نے متقی کو تنگدست اور گنہگار کو فارغ البال کیوں کیا بعض ایسے ہیں کہ خدا کی نعمتوں کا شکر کرتے ہیں جب کوئی بلا آتی ہے تو پھر جاتے ہیں اور کفر کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ جسموں کو بنا کر بگاڑ دینے میں کیا حکمت ہے بعض قیامت کے قائل نہیں بعض ایسے ہیں کہ اُنکا مقصد بر نہ آیا یا کسی بلا میں مبتلا ہو گئے تو کفر اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنا نہیں چاہتے اکثر اوقات کوئی فاجر نصرانی کسی مومن پر غالب آ جائے اسکو مار ڈالے یا مارے تو عوام کہتے کہ صلیب غالب آگیا جب ایسا ہی تو ہم نماز کیوں پڑھیں اور یہ تمام آفتیں کہ جن سے عوام پر شیطان قابو پا گیا ہے اس لئے ہیں کہ یہ لوگ علم اور علماء سے دور ہیں۔ اگر اہل علم سے دریافت کرتے تو وہ ان کو بتاتے کہ اللہ تعالیٰ حکیم اور مالک ہے پھر کچھ اعتراض نہ رہتا **فصل مصنف** نے کہا عوام میں بعض وہ ہیں جو اپنی عقل پر راضی ہیں اور علما کے خلاف کرنے میں کچھ پروا نہیں کرتے لہذا جب علما کا فتوی ان کی غرض کے خلاف ہوتا ہے تو اسکو رد کرتے ہیں اور علما میں نقص نکالتے ہیں **ابن عقیل** کہا کرتے تھے کہ میں اتنے برسوں زندہ رہا جب کبھی کسی کام والے کے کام میں ہاتھ ڈالا تو اس نے کہا تم نے میرا کام خراب کر دیا اگر میں نے کہا کہ میں عالم آدمی ہوں تو جواب دیا کہ خدا تمہارے علم میں برکت دے یہ تمہارا کام نہیں اگر تم کرتے ہوتے تو سمجھتے حالانکہ اسکا کام ایک امر حسی تھا اور میں جس شغل میں ہوں وہ امر عقلی ہے لہذا جب میں نے اسکو فتوی دیا تو قبول نہیں کیا **فصل مصنف** نے کہا عوام کو شیطان نے ایک یہ بھی دھوکا دیا ہے کہ زاہدوں کو عالموں پر شرف دیتے ہیں لہذا اگر صوف کا جبہ کسی جاہل سے جاہل آدمی پر بھی دیکھ لیتے ہیں تو اسکی تعظیم کرتے ہیں خاصکر جبکہ وہ شخص اپنا سر جھکا لے

وتخشع لهم ويقولون اين هذا من فلان العالم ذالك طالب الدنيا وهذا زاهد لا ياكل عنبة ولا رطبة ولا يتزوج قط جهلا منهم بفضل العلم على الزهد وايثار المتزاهدين على شريعة محمد بن عبد الله صلى الله عليه وسلم الم يروا هؤلاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يكثر التزويج ويصطفى السبايا ويأكل لحم الدجاج ويحب الحلواء والعسل **فصل قال المصنف** واكثر ميلهم الى الغرباء فهم يوثرونهم على اهل بلدهم ممن قد خبروا الحال وعرفوا عقيدته وانما ينبغي تسليم النفوس الى من خبرت معرفته **قال** الله عز وجل فان آنستم منهم رشدا فادفعوا اليهم اموالهم ومن الله سبحانه في ارسال محمد صلى الله عليه وسلم الى الخلق بانهم يعرفون حاله فقال عز وجل لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم **وقال** يعرفونه كما يعرفون ابناءهم **ومنهم** من يقول الرب كريم والعفو واسع والرجاء من الدين فيسمون تمنيهم واغترارهم رجاء وهذا الذي اهلك عامة المذنبين **قال** ابو عمرو بن العلاء ان الفرزدق جلس الى قوم يتذاكرون رحمة الله فكان اوسعهم في الرجاء صدرا فقالوا له لم تقذف المحصنات فقال اخبروني لو اذنبت الى والدي ما اذنبته الى ربي عز وجل اتراهما كانا يطيبان نفسا ان يقذفاني في التنور قالوا لا انما كانا يرحمانك قال فاني اوثق برحمة ربي منهما

**ترجمہ** اور انکے سامنے خشوع وعجز کا اظہار کریں اور کہتے ہیں کہ بھلا کجا یہ بزرگ اور کجا فلاں عالم وہ تو دنیا کا طالب ہے اور یہ حضرت زاہد ہیں نہ انگور کھاتے ہیں نہ چھوارا چکھتے ہیں نہ کبھی نکاح کرتے ہیں جہالت کے سبب سے یہ نہیں جانتے کہ زہد سے علم افضل ہے محمد بن عبد اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو چھوڑ کر زاہدوں کو اختیار کر رکھا ہے کیا یہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے کہ شادی کثرت سے فرماتے تھے قید ہو کر جو عورتیں آتی تھیں ان سے اپنے لئے منتخب کرتے تھے مرغ کا گوشت کہاتے تھے شہد اور حلوا پسند فرماتے تھے **فصل مصنف** نے کہا کہ اکثر عوام کی توجہ اور رغبت مسافر اور بیرونی زاہدوں کی طرف ہی انکو اختیار کرتے ہیں اپنے شہر والوں کو چھوڑتے ہیں جنکی حالت آزما چکے اور عقیدہ پہچان چکے حالانکہ اپنے آپ کو اسی کے حوالے کرنا چاہیے جسکی معرفت کا امتحان ہو چکا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فان آنستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم یعنی جب تم یتیموں کو دیکھو کہ ان میں رشد ہی تو انکا مال ان کے حوالے کر دو اور نیز اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خلقت کیطرف بھیجکر احسان فرمایا ہی کہ کفار آپکا حال خوب جانتے ہیں ارشاد ہوتا ہی کہ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یعنی اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر احسان فرمایا کہ ان کے پاس انہیں میں سے ایک رسول بھیجا اور فرمایا۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم یعنی یہ لوگ آپکو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں بعض عوام کہتے ہیں کہ خدا کریم ہی اور اسکا عفو وسیع ہی اور رجا عین ایمان ہی اپنی خام خیالی اور دہوکا کہانیکا نام رجا رکھا ہی اور اسی بات نے عام گنہگاروں کو ہلاک کر دیا۔ **ابو عمرو بن العلا** نے کہا کہ فرزدق ایک جماعت میں بیٹھا جو رحمت الٰہی کا ذکر کرتی تھی فرزدق رحمت کا امید وار ہونیمیں سب سے زیادہ فراخ سینہ تھا لوگوں نے اس سے کہا کہ تو پاکدامن عورتوں کو تہمت کیوں لگایا کرتا ہی جواب دیا کہ بھلا مجکو یہ تو بتاؤ کہ جو گناہ میں اپنے پروردگار کا کرتا ہوں اگر یہی گناہ اپنے ماں باپ کا کروں تو کیا انکا دل اسبات کو گوارا کریگا کہ مجکو تنور میں جھونکدیں لوگوں نے کہا نہیں بلکہ تجھپر رحم کرینگے بولا کہ مجکو اپنے پروردگار

**قال المصنف** وهذا هو الجهل المحض لان رحمة الله سبحانه ليست برقة طبع ولو كان كذلك لما ذبح عصفور ولا
اميت طفل ولا دخل احد الى جهنم **قال الاصمعي** كنت مع ابي نواس بمكة فاذا انا بغلام امرد يستلم الحجر الاسود فقال
لي ابو نواس والله لا ابرح حتى اقبله عند الحجر فقلت ويلك اتق الله عز وجل فانك ببلد حرام وعند بيته فقال ما لي
منه بد ثم دنا من الحجر فجاء الغلام فبادر ابو نواس فوضع خده على خد الغلام فقبله وانا ارى فقلت ويلك في حرم
الله تعالى فقال دع ذا عنك فان ربي رحيم **ثم انشأ يقول** وعاشقان التف خداهما ؎ عند استلام الحجر الاسود ؎ فاشتفيا من غير ان ياثما ؎ كانما كانا على موعد ؎ **قال المصنف** انظروا الى هذه الجرأة التي نظر فيها الى الرحمة ونسي شدة العقاب بانتهاك تلك الحرمة **ولقد دخلوا**
على ابي نواس في مرض موته فقالوا له تب الى الله تعالى فقال اياي تخوفون حدثني حماد بن سلمة عن
يزيد الرقاشي عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لكل نبي شفاعة واني اخبأت شفاعتي لاهل
الكبائر من امتي افترى لا اكون منهم **قال المصنف** رحمه الله اخطأ هذا الرجل من وجهين **احدهما** انه نظر الى
جانب الرحمة ولم ينظر الى جانب العذاب **والثاني** انه نسي ان الرحمة انما تكون للتائب كما قال عز وجل واني لغفار لمن تاب **وقال**

**ترجمہ مصنف** نے کہا یہ خیال محض جہالت ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت رقت طبع سے نہیں ہے اور اگر ایسا ہوتا تو نہ کوئی چڑیا ذبح ہوتی اور نہ کوئی بچہ مرتا اور نہ کوئی دوزخ میں جاتا **اصمعی** نے کہا میں ابو نواس کے ساتھ مکہ میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک امرد لڑکا حجر اسود کو بوسہ دیتا ہے ابو نواس مجھ سے کہنے لگا کہ واللہ میں حجر اسود کے پاس سے لڑکے کا بوسہ لئے بغیر نہ ٹلونگا میں نے کہا تجھ پر خدا کی مار خدا سے ڈر اس وقت تو حرمت والے شہر میں ہے اور خدا کے گھر کے پاس ہے جواب دیا کہ میں اسمیں مجبور ہوں۔ یہ کہکر سنگ اسود کے پاس گیا لڑکا آیا ابو نواس نے بڑھکر اپنا رخسارہ لڑکے کے رخسارہ پر رکھکر اس کا بوسہ لیا میں نے کہا وائے ہو تجھ پر اللہ تعالیٰ کے حرم میں ایسا کرتا ہے بولا کہ یہ باتیں رہنے دو میرا پروردگار رحیم ہے پھر دو شعر پڑھے جنکا ترجمہ یہ ہے۔ عاشق ومعشوق کے رخسارے حجر اسود کو بوسہ دینے کے وقت باہم ملگئے + عاشق کی مراد برآئی اور دونوں پر کچھ گناہ بھی نہ ہوا۔ گویا وہ دونوں وعدہ کر چکے تھے **مصنف** نے کہا اس جرأت پر غور کرنا چاہیئے جس میں وہ رحمت کی طرف دیکھتا ہے۔ اور اس حرمت کی کے اوٹھا دینے پر عذاب کی سختی بھولتا ہے **ابو نواس** کی مرض موت میں لوگ اس کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ اب توبہ کرو۔ جواب دیا کہ کیا تم مجھے ڈراتے ہو مجھ سے حماد بن سلمہ نے بیان کیا کہ یزید رقاشی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک نبی کے لئے ایک شفاعت ہے اور میں نے اپنی شفاعت اپنی امت کے اہل کبائر کے لئے پوشیدہ کر رکھی ہے تو کیا عجب کہ میں بھی اونہیں میں سے ہوں
**مصنف** نے کہا اس شخص نے دو وجہ سے خطا کی ایک تو یہ کہ جانب رحمت کو دیکھا اور جانب عذاب پر غور نہ کیا دوسرے اسبات کو بھول گیا کہ رحمت فقط توبہ کرنے والے کے واسطے ہے چنانچہ فرمایا وانی لغفار لمن تاب یعنی جو توبہ کرتا ہے۔ میں اس کا بخشنے والا ہوں۔ اور فرمایا

ورحمتی وسعت کل شیٔ فساکتبہا للذین یتقون وھذا التلبیس ھو الذی یہلک عامۃ العوام **فصل** ومن العوام
من یقول ھٰؤلاء العلماء ما یحافظون علی الحدود وفلان یفعل کذا وفلان یفعل کذا فامری قریب **ویکشف** ھذا
التلبیس ان الجاھل والعالم فی باب التکلیف سواء فغلبۃ الھوٰی للعالم لا یکون عذر الجاھل **و** بعضہم یقول ما قدر ذنبی
حتٰی اعاقب ومن انا حتٰی اواخذ وذنبی لا یضرہ وطاعتی لا تنفعہ وعفوہ اعظم من جرمی کما قال قائلہم من انا عند اللہ
حتٰی اذا اذنبت لا یغفر لی ذنبی وھذہ حماقۃ عظیمۃ کانہم اعتقدوا انہ لا یؤاخذ الا ضدًا او ندًا وما علموا انہم بالمخالفۃ قد
صاروا فی مقام معاند سمع ابن عقیل رضی اللہ عنہ رجلا یقول من انا حتٰی یعاقبنی اللہ فقال لہ انت الذی لو امات اللہ جمیع
الخلائق وبقیت انت لکان قولہ تعالٰی یا ایہا الناس خطابا لک **ومنہم** من یقول ساتوب واصلح وکم من سائل امل
من املہ فاختطفہ الموت قبلہ **ولیس** من الحزم تعجیل الخطأ وانتظار الصواب **و**
**ربما** لم تتہیا التوبۃ وربما لم تصح وربما لم تقبل ثم لو قبلت بقی الحیاء من الخیانۃ ابن قدامۃ داہ
خاطر المعصیۃ حتی تذہب اسہل من معاناۃ التوبۃ حتٰی تقبل **ومنہم** من یتوب ثم ینقض فیلج
ابلیس بالمکائد لعلمہ بضعف عزمہ **حدثنا** المبارک بن فضالۃ عن الحسن انہ قال

ترجمہ ورحمتی وسعت کل شیٔ فساکتبہا للذین یتقون یعنی میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے میں اس کو متقیوں کے لئے لازم
کرونگا یہی شیطان کا فریب عام عوام کو ہلاک کرتا ہے **فصل** بعض عوام کہتے ہیں کہ یہ علما لوگ حدود آلٰہی کی نگہداشت نہیں
کرتے فلاں ایسا کرتا ہے۔ اور فلاں ایسا کرتا ہے بس میری حالت ٹھیک ہے اس شیطانی فریب کا اظہار اسطور پر ہے کہ تکلیف
شرعی کے بارے میں جاہل اور عالم برابر ہیں لہذا عالم پر خواہش نفسانی کا غلبہ ہونا جاہل کے لئے عذر نہ ہوگا۔ **بعض** کہتے ہیں کہ
ہمارے گناہ ہی کسقدر ہیں جو ہمکو عذاب ہوگا اور ہم کون ہیں جن سے مواخذہ ہوگا ہمارے گناہ سے خدا کا کچھ نقصان نہیں اور ہماری
اطاعت سے اسکا کوئی نفع نہیں اور اسکا عفو ہمارے جرم سے عظیم تر ہے چنانچہ انہیں سے ایک شخص نے کہا خدا کے سامنے میری حقیقت
ہی کیا ہے کہ میں گناہ کروں اور وہ میرا گناہ نہ بخشے حالانکہ یہ بہت بڑی حماقت ہے شاید ان لوگوں کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالٰی اپنی
ضد اور مثل سے مواخذہ کرتا ہے یہ نہیں جانتے۔ کہ مخالفت کیوجہ سے یہ لوگ معاند کے مقام میں ہونگے **ابن عقیل** نے ایک آدمی
کو سنا کہتا تھا میں کون ہوں کہ خدا مجکو عذاب کریگا اس سے کہا کہ تو وہ ہے کہ اگر اللہ تعالٰی تمام مخلوقات کو موت دیدے اور فقط تو باقی رہجائے۔
تو یا ایہا الناس تجھکو خطاب آلٰہی ہوگا **بعض** عوام کہتے ہیں کہ ہم آیندہ توبہ کرلینگے اور نیک بنجائینگے حالانکہ بہت سے امید کرنیوالے
اپنی امید ہی رہ گئی اور موت نے پہلے ہی خاتمہ کردیا خطا میں جلدی کرنا اور راستی کے منتظر رہنا کوئی گناہ بسا اوقات توبہ میسر نہیں
ہوتی اور اکثر توبہ ٹھیک نہیں ہوتی اور بعض دفعہ قبول نہیں ہوتی پھر اگر توبہ قبول بھی ہوگئی تو گناہ کی شرمندگی ہمیشہ رہتی ہے لہذا
گناہ کے خیال کو ہٹانا حتٰی کہ دور رہے اس بات سے آسان ہے کہ توبہ کی محنت اٹھائی جتنے کہ قبول ہو یا نہ ہو بعض ایسے ہیں کہ توبہ کرتے ہیں اور
پھر توڑ ڈالتے ہیں شیطان ان کے ارادہ کا ضعف معلوم کرکے ان کو اپنے مکر و فریب میں پھنسا لیتا ہے ہم سے مبارک بن فضالہ نے بیان کیا کہ حسن نے

اذا نظر الیک الشیطان فرآک مداوما علی طاعۃ اللہ فبغاک فاذا رآک مداوما فی طاعتہ ملک ورفضک واذا رآک مرۃ ھکذا ومرۃ ھکذا طمع فیک **ومن تلبیسہ علیھم** ان یکون لاحدھم نسب فیغتر بنسبہ فھذا ابی بکر وھذا یقول انا من اولاد علی وھذا یقول انا قریب النسب من فلان العالم او من فلان الزاھد ھؤلاء یبنون امرھم علی امرین **احدھما** ان من احب انسانا احب اولادہ واھلہ **والثانی** ان ھؤلاء لھم شفاعۃ واحق من شفعوا فی اولادھم واھلھم وکلا الامرین غلط اما المحبۃ فلیست محبۃ اللہ تعالی کمحبۃ الآدمیین وانما یحب من اطاعہ فان اھل الکتب من اولاد یعقوب ولم ینتفعوا باٰبائھم ولو کانت محبۃ الاب تسری لیسری البغض ایضا **واما الشفاعۃ** فقد قال اللہ تعالی ولا یشفعون الا لمن ارتضی ولما اراد نوح حمل ابنہ فی السفینۃ قیل انہ لیس من اھلک ولم یشفع ابراھیم فی ابیہ ولا نبینا فی امہ **وقد قال علیہ السلام** لفاطمۃ رضی اللہ عنہا لا اغنی عنک من اللہ شیئا ومن ظن انہ ینجو بنجاۃ ابیہ کان کمن ظن انہ یشبع باکل ابیہ

**فصل ومن تلبیسہ علیھم** ان یعتمد احدھم علی خلۃ خیر ولا یبالی بما فعل بعدھا **فمنھم من یقول**

**ترجمہ** جب تجکو شیطان ہمیشہ خدا کی اطاعت میں دیکھتا ہے تو تیرا ماتم کرتا ہے اور جب اپنا محکوم پاتا ہے تو تجھکو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتا ہے اور جب دیکھتا ہے کہ تو کبھی ویسا ہے اور کبھی ایسا تو طمع کرتا ہے عوام کے لئے یہ بھی ایک شیطان کا دہوکا ہے کہ کسی کا کوئی نسب ہوتا ہے۔ تو اپنے نسب پر مغرور ہوتا ہے ایک کہتا ہے کہ میں ابو بکر کی اولاد سے ہوں دوسرا کہتا ہے میں اولاد علی ہوں تیسرا کہتا ہے میرا نسب فلاں عالم یا فلاں زاہد سے ملتا ہے یہ لوگ اپنے امر کی بنا دو امروں پر رکھتے ہیں ایک تو یہ کہ جو شخص کسی آدمی سے محبت رکھیگا اس کی اولاد اور اس کے گھر والوں کو بھی چاہے گا۔ دوسرے یہ کہ بزرگوں کے لئے شفاعت ہے اور ان کی شفاعت کی زیادہ حقدار ان کی اولاد ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ رہی محبت سو اللہ تعالی کی محبت ایسی نہیں جیسی آدمیوں کی محبت ہے۔ وہ تو اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ اہل کتاب بھی تو یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں اُن کو اپنے باپ دادا سے کچھ نفع نہیں اور اگر باپ کی محبت اثر کرتی ہے تو بغض بھی ضرور اثر کرتا ہی باقی رہی شفاعت تو اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ولا یشفعون الا لمن ارتضی یعنی شفاعت اسیکی کرینگے جن کے لئے اللہ تعالی راضی ہوگا نوح علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے کو کشتی میں بٹھانا چاہا تو ارشاد ہوا انہ لیس من اہلک یعنی اے نوح یہ تمہارا لڑکا تمہاری اہل میں سے نہیں ہے حضرت ابراہیم کی شفاعت اپنے باپ کے حق میں اور ہمارے نبی کی شفاعت اپنی ماں کے حق میں مقبول نہ ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تہا کہ خدا کے یہاں میں تمہارے کچھ کام نہ آونگا جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے باپ کی نجات سے اسکی بھی نجات ہو جائیگی اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی یوں سمجھ بیٹھے کہ اس کے باپ کے کھانے سے اسکا پیٹ بھر جائیگا **فصل** عوام کو شیطان کا ایک فریب یہ بھی ہے کہ وہ مرد صالح کی محبت پر اعتماد کرتے ہیں پھر اس کے بعد جو کچھ کریں اسکی پرواہ نہیں کرتے ایک انمیں سے کہتا ہے

انا من اهل السنة علی خیر ثم لا یتحاشے عن المعاصے وکشف هذا التلبیس ان یقال له الاعتقاد فرض والکف عن المعاصی فرض فلا یکفی احدهما عن صاحبه وکذلک ما یقول الرافضة نحن یدفع عنا موالاة اهل البیت وکذبوا فانه انما یدفع التقوی ومنهم من یقول انا الازم الجماعة وافعل الخیر وهذا یدفع عنی وجوابه کجواب الاول ومن

**تلبیسه علی العیارین فی اخذ اموال الناس** فانهم یسمون بالفتیان وقالوا الفتی لا یزنی ولا یکذب ویحفظ الحرم ولا یهتک ستر امرأة ومع هذا لا یتحاشون من اخذ اموال الناس وینسبون بغلی الاکباد علی الاموال ویسمون طریقتهم الفتوة وربما حلف احدهم بحق الفتوة فلم یاکل ولم یشرب ویجعلون اللباس لباس السراویل للداخل فی مذهبهم کالباس الصوفیة لمرید المرقعة وربما یسمع احدهم لاعن ابنته او اخته کلمة لا تصلح وربما کانت منحرفة فقتلها ویدعون ان هذه فتوة وربما افتخر احدهم بالصبر علی الضرب وعن عبد الله بن احمد بن حنبل انه کان یقول کنت کثیرا اسمع والدی یقول رحم الله ابا الهیثم فقلت من ابو الهیثم قال الحداد لما مددت یدای للعقاب واخرجت السیاط اذا انا بانسان یجذب ثوبی من ورائی ویقول لے

**ترجمہ** کہ میں اہل سنت میں سے ہوں اور اہل سنت خیر پر ہیں۔ اور پھر گناہ سے دور نہیں رہتا یہ فریب اس طور سے دور کیا جاسکے کہ اُنسے کہا جائے اعتقاد فرض ہی اور گناہوں سے بچنا بھی فرض ہے لہذا ان میں سے ایک دوسرے کو کفایت نہیں کرتا اسی طرح رافضی کہتے ہیں کہ ہم اہل بیت کی محبت سے عذاب سے دور ہیں حالانکہ وہ جھوٹ کہتے ہیں کیونکہ فقط تقویٰ عذاب کو دور رکھتا ہی بعض کہتے ہیں کہ ہم جماعت کو لازم پکڑے ہوئے ہیں اور خیر کرتے ہیں یہ ہم سے عذاب کو دور رکھیگا۔ اس کا جواب بھی وہی پہلا جواب ہے

## (عیاروں پر لوگوں کے مال لینے میں تلبیس ابلیس کا بیان)

ان لوگوں کا نام جوانمرد ہے اور کہتے ہیں کہ جوانمرد نہ زنا کرتا ہی اور نہ جھوٹ بولتا ہی اور حرمت کی حفاظت کرتا ہی اور کسی عورت کی پردہ دری نہیں کرتا یہ لوگ باوجود ان سب باتوں کے لوگوں کا مال لوٹنے سے پرہیز نہیں کرتے اور اس بات میں مشہور ہیں کہ مال کے لئے اپنے کلیجے جلا دیتے ہیں اور اپنے طریقہ کا نام جوانمردی رکھا ہے بسا اوقات ان میں سے کوئی قسم کھاتا ہی کہ بحق الفتوة یعنی جوانمردی کی قسم پھر نہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے جو ان کے مذہب میں داخل ہو اس کا لباس پائجامہ مقرر کرتے ہیں جیسے صوفیہ نے مرید کا لباس مرقعہ رکھا ہے اکثر اوقات ان میں سے کوئی اپنی بیٹی یا بہن سے ایسا کلمہ سنتا ہی جو شان کی خلاف ہو اور بسا اوقات وہ منحرف ہو جاتی ہے۔ تو اس کو مار ڈالتا ہے۔ اور دعوے کرتے ہیں۔ کہ یہ جوان مردی ہے۔ اکثر اس پر فخر کرتے ہیں کہ ہم مار پیٹ پر صابر ہیں **احمد بن حنبل** کے بیٹے عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اکثر اپنے باپ سے سنا کرتا تھا۔ کہ کہا کرتے تھے۔ ابو الہیثم پر خدا رحم کرے میں نے پوچھا۔ ابو الہیثم کون ہے۔ جواب دیا کہ ایک لوہار ہے۔ جب سزا کے لئے میرے ہاتھ باندھے گئے اور کوڑے نکالے گئے میں نے یکایک ایک آدمی کو دیکھا کہ میرے کپڑے پیچھے سے کھینچتا ہے اور مجھ سے کہتا ہے

تعرفني قلت لا قال انا ابو الهيثم العيار اللص الطرار مكتوب في ديوان امير المؤمنين اني ضربت ثمانية عشر الف سوط بالتفاريق وضربت ذلك على طاعة الشيطن لاجل الدنيا فاصبر انت في طاعة الرحمن لاجل الدين **قال المصنف** ابو الهيثم هذا يقال له ابو خالد الحداد كان يضرب المثل بصبره وقال له المتوكل ما بلغ من جلدك قال املأ لي جرابا عقارب ثم ادخل يدي فيه واني ليولمني ما يولمك واجد لاخر سوط من الالم ما اجد لاول سوط ولو وضعت في فمي خرقة وانا اضرب لاحترقت من حرارة ما يخرج من جوفي ولكن وطنت نفسي على الصبر فقال له الفتح ويحك مع هذا اللسان والعقل ما يدعوك الى ما انت عليه من الباطل فقال احب الرياسة فقال المتوكل نحن خليدية وقال الفتح انا خليدي وقال رجل لخالد يا خالد ما انتم لحوم ودماء يولمكم الضرب فقال بلى يولمنا الضرب ولكن معنا عزيمة صبر ليست لكم **قال داود بن علي** لما قدم بخالد اشتهيت ان اراه فمضيت اليه فوجدته جالسا غير متمكن لذهاب لحم اليته من الضرب واذا حوله فتيان فجعلوا يقولون ضرب فلان وفعل بفلان كذا فقال لهم لم تتحدثون عن غيركم افعلوا انتم حتى يحدث عنكم

**ترجمہ** کہ تم مجکو پہچانتے ہو میںنے کہا میں تمکو نہیں جانتا جواب دیا کہ میں ابو الہیثم عیار طرار چور ہوں جسکا نام امیر المؤمنین کے دفتر میں لکھا ہی میںنے متفرق طور پر اٹھارہ ہزار کوڑے کہائے ہیں اور یہ سب ضرب دنیا کے لئے شیطان کی اطاعت پر تھی لہذا تم صبر کرو کہ دین کے لئے رحمان کی اطاعت پر ضرب کہاتے ہو **مصنف** نے کہا یہ ابو الہیثم وہ ہے جسکو ابو خالد حداد کہتے ہیں یہ شخص صبر کرنے میں ضرب المثل ہے خلیفہ متوکل باللہ نے اس سے پوچھا کہ تیرا صبر کس حد تک ہے جواب دیا۔ کہ آپ ایک تھیلی میں بچھو بھر دیجے پہر میں اس میں اپنا ہاتھ ڈالدوں حالانکہ جس چیز سے آپکو تکلیف ہوتی ہے اس سے مجھ کو بہی ایذا پہونچتی ہے اور آخری کوڑے کی تکلیف مجکو اسیقدر ہوتی ہے جسقدر پہلے کوڑے کی جب مجھپر ضرب پڑتی ہے اگر میں اسوقت اپنے مونہہ میں کپڑے کا ٹکڑا رکھہ لوں تو میرے اندر سے جو حرارت نکلتی ہے اسکو جلا دے لیکن میںنے اپنے نفس کو صبر پر قرار دیا ہے یہ سنکر اس سے فتح نے کہا وائے ہو تجھپر باوجود اس زبان اور عقل کے کیا چیز تمکو اس بطالت کی حالت پر آمادہ کرتی ہی جواب دیا کہ میں ریاست کو پسند کرتا ہوں متوکل یہ سنکر بولا کہ ہم خلیدی ہیں فتح نے کہا کہ میں بھی خلیدی ہوں کسی شخص نے خالد سے کہا اے خالد تم میں بہی تو گوشت اور خون ہے کیا ضرب سے تم کو تکلیف نہیں ہوتی جواب دیا کیوں نہیں ہوتی ضرب سے تکلیف ضرور ہوتی ہے لیکن ہم میں وہ قوی صبر ہے جو تم میں نہیں ہے **داود بن علی** نے کہا جب خالد پکڑا آیا تو میںنے اسکو دیکھنا چاہا اس کے پاس گیا اسکو دیکھا کہ بیٹھا ہے لیکن ایک جانب قرار نہیں پکڑتا کیونکہ ضرب کیوجہ سے اسکے سرین کا گوشت جاتا رہا تہا اس کے گرد بہت سے جوان آدمی تھے وہ لوگ کہنے لگے کہ فلان نے آج کوڑے کہائے اور فلان کے ساتہہ ایسا کیا گیا خالد نے اُن سے کہا کہ تم دوسروں کی باتیں کیوں کرتے ہو تم بہی ایسا کرو تاکہ لوگ تمہاری باتیں کریں

قال **المصنف** فانظروا الى الشيطان كيف يتلاعب بهؤلاء فيصبرون على شدة الالم ليحصل لهم الذكر ولو صبروا على يسير التقوى ليحصل لهم الاجر والعجب انهم يظنون حالهم مرتبة وفضيلة مع ارتكاب العزائم **فصل** ومن العوام من يعتمد على نافلة ويضيع فرائض مثل ان يحضر المسجد قبل الاذان ويتنفل فاذا صلى ماموما سابق الامام **ومنهم** من لا يحضر فى اوقات الفرائض ويزاحم ليلة الرغائب **ومنهم** من يتعبد ويبكى وهو مصر على الفواحش لا يتركها فان قيل له قال سيئة وحسنة والله غفور رحيم وجمهورهم يتعبد برايه فيفسد اكثر مما يصلح ورايت رجلا منهم حفظ القرآن وتزهد ثم جب نفسه وهذا من افحش الفواحش **فصل** وقد لبس ابليس على خلق كثير من العوام يحضرون مجالس الذكر ويذكرون ويكتفون بذلك ظنا منهم ان المقصود هو الحضور فى مجلس الذكر ولو علموا ان المقصود انما هو العمل وان لم يعمل كان زيادة فى الحجة عليه وانى لاعرف خلقا يحضرون المجلس منذ سنين ويبكون ويخشعون ولا يتغير احدهم عما اعتاده من المعاملة بالربا والغش فى البيع والجهل باركان الصلوة والغيبة للمسلمين والعقوق للوالدين وهؤلاء قد لبس ابليس عليهم فاراهم ان حضور المجلس والبكاء يدفع ما يلابس من الذنوب وارى بعضهم ان مجالسة العلماء والصالحين يدفع عنكم

**ترجمہ مصنف** رحمۃ اللہ علیہ نے کہا غور کرنا چاہیے شیطان ان لوگوں کے ساتھ کیسا کھیلتا ہے کہ تکلیف کی سختی پر صبر کرتے ہیں تاکہ ان کو شہرت حاصل ہو اور اگر تھوڑے سے تقویٰ پر صبر کریں تو ان کو ثواب ملے تعجب تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے حال کو مرتبہ اور فضیلت خیال کرتے ہیں حالانکہ بڑے گناہوں کے مرتکب ہیں **فصل** اکثر عوام نفل پر اعتماد کرتے ہیں اور فرض کو ضائع کرتے ہیں مثلاً مسجد میں اذان سے پہلے آتے ہیں اور نفل پڑھتے ہیں پھر جب مقتدی ہو کر فرض ادا کرتے ہیں تو امام پر سبقت کرتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ فرائض کے وقتوں میں نہیں آتے اور لیلۃ الرغائب یعنی ماہ رجب کی ستائیسویں شب میں ہجوم کرتے ہیں بعض وہ ہیں کہ عبادت کرتے ہیں اور روتے ہیں حالانکہ بڑی بڑی باتوں پر اڑے ہوئے ہیں ان سے باز نہیں آتے اگر ان سے کوئی کچھ کہتا ہے تو کہتے ہیں کہ آدمی سے نیکی بدی دونوں ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے جمہور عوام اپنی رائے سے عبادت کرتے ہیں لہٰذا جس قدر بھلائی کرتا ہے اس سے زیادہ برائی کرتا ہے میں نے ایک عامی کو دیکھا کہ قرآن حفظ کیا اور زاہد بنا پھر اپنے آپ کو مجبوب کر دیا یعنی اپنا عضو تناسل کاٹ ڈالا حالانکہ یہ افحش الفواحش ہے **فصل** عوام میں خلق کثیر کو شیطان نے دھوکا دیا وہ وعظ کی مجلسوں میں آتے ہیں ذکر سنتے ہیں اور اسی پر اکتفا کرتے ہیں اس خیال سے کہ ان کے نزدیک مقصود اصلی فقط مجلس وعظ میں حاضر ہونا ہے کاش یہ جانتے کہ مقصود اصلی تو عمل ہے جب آدمی سنی ہوئی بات پر عمل نہ کریگا تو حجت الٰہی میں اور زیادتی ہوگی میں بہت سی مخلوق کو جانتا ہوں کہ برسوں سے وعظ میں آتے ہیں اور روتے ہیں اور عجز کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ کسی کی عادت میں تغیر نہیں آیا معاملہ میں انکی وہی حالت ہے کہ ریاکار ہیں اور خرید و فروخت میں دھوکا کرتے ہیں ارکان نماز سے واقف نہیں مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں ماں باپ کے نافرمان ہیں ان لوگوں کو شیطان نے فریب دیا اور سمجھا دیا کہ مجلس میں آنا اور رونا سب گناہوں کو دور کرتا ہے اور بعض کو پڑھا دیا کہ علماء اور صالحین کے پاس بیٹھنے سے گناہ دور ہوتے ہیں +

فصل وقد لبس ابلیس علی اصحاب الاموال من اربعة اوجه احدها من جهة کسبها فلا یبالون کیف حصلت و
قد فشی الربا فی اکثر معاملاتهم وانسوه حتی ان جمهور معاملاتهم خارجة عن الاجماع وقد روی ابو هریرة عن النبی صلی
الله علیه وسلم انه قال لیاتین علی الناس زمان لا یبالی المرء اخذ المال بحلال او حرام والثانی من جهة البخل بها فمنهم من
لا یخرج الزکوة اتکالا علی العفو ومنهم من یخرج بعضها ثم یغلبه البخل فیظن ان المخرج یدفع عنه ومنهم من
یحتال لاسقاطها مثل ان یهب المال قبل الحول ثم یسترده ومنهم من یحتال باعطاء الفقیر ثوبا یقوم
علیه بعشرة دنانیر وهو یساوی دینارین ویظن ذلک الجاهل انه قد تخلص ومنهم من یعطی الزکوة
من یستخدمه طول السنة فهی علی الحقیقة اجرة وعن الضحاک عن ابن عباس قال اول ما ضرب الدرهم
اخذه ابلیس فقبله ووضعه علی عینیه وعلی سرته وقال بک اطغی وبک اکفر رضیت من ابن ادم بحبه
الدنیا من ان یعبدنی وعن الاعمش عن شقیق عن عبد الله قال ان الشیطان یرید الانسان بکل ریبة فاذا
اعیاه اضطجع فی ماله فیمنعه ان ینفق منه شیئا والثالث من حیث التکثر بالاموال فان الغنی یری نفسه خیرا من
الفقیر وهذا جهل لان الفضل بفضائل النفس اللازمة لها لا بجمع حجارة خارجة عنها

---

**ترجمہ فصل** مالدار لوگوں کو چار صورت سے شیطان نے فریب دیا ایک تو مال حاصل ہونے کی جہت سے وہ کچھ پرواہ نہیں
کرتے کہ کیونکر حاصل ہوا اُن کے اکثر معاملات میں کھلم کھلا ربا ہے وہ اسکو بالکل بھولی ہوئی ہیں حتی کہ انکے تمام معاملات اجماع سے
خارج ہیں ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا آپنے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا۔ کہ آدمی
پرواہ نہیں کریگا کہ اسکو حلال ذریعہ سے مال حاصل ہوا یا حرام سے دوسری بخل کی جہت سے اکثر مالدار ایسے ہیں کہ عفو الٰہی پر بھروسا کرکے زکوۃ نہیں
نکالتے بعض ایسے ہیں کہ کچھ زکوۃ کیلئے نکالتے ہیں پھر انپر بخل غالب آتا ہی تو خیال کرتے ہیں کہ اسیقدر نکالا ہوا کافی ہی بعض ایسے
ہیں کہ زکوۃ کو ساقط کرنے کے لئے حیلہ کرتے ہیں مثلاً سال پورا ہونے سے پیشتر مال کو ہبہ کر دیتے ہیں اور پھر واپس لے لیتے
ہیں اور بعض اسطور پر حیلہ کرتے ہیں کہ فقیر کو ایک کپڑا دیتے ہیں اور اسکی قیمت اسکو دس دینار بتلاتے ہیں حالانکہ وہ دو دینار کی برابر
ہوتا ہی اور یہ دینے والا جاہل خیال کرتا ہی کہ زکوۃ سے بری الذمہ ہوگیا اور بعض اس شخص کو زکوۃ دیتے ہیں جو سال بھر تک انکی خدمت
کرتا ہی اور در حقیقت وہ اجرت ہوتی ہے ضحاک نے ابن عباس سے روایت کیا کہ ٹکسال میں جب پہلے درہم ڈھالا گیا تو شیطان نے
اسکو لیکر بوسہ دیا اور اسکو اپنی آنکھوں اور ناف پر رکھکر کہا کہ تیرے ذریعہ سے میں سرکش بناؤنگا اور تیری بدولت کافر
کرونگا میں فرزند آدم کی اس بات سے خوش ہوں کہ دینار کی محبت کی وجہ سے میری پرستش کرتا ہی اعمش نے شفیق سے روایت کیا کہ عبد اللہ نے
کہا شیطان ہر عمدہ چیز کے ذریعہ سے انسان کو فریب دیتا ہی جب تنگ آجاتا ہی تو اسکے مال میں لیٹ رہتا ہی اور اسکو کچھ خیرات کرنے سے باز رکھتا
ہی تیسری کثرت مال کی حیثیت سے اسطور پر کہ اپنے آپکو فقیر سے بہتر جانتا ہی حالانکہ یہ نادانی ہی کیونکہ فضیلت ان فضائل سے حاصل ہوتی
ہی جو نفس کے لئے لازم ہیں پتھر جمع کرنے سے فضیلت نہیں حاصل ہوتی جو نفس سے خارج چیز ہے +

كما قال الشاعر غنى النفس لمن يعقل خير من غنى المال ✦ هو فضل الناس في الانفس ليس الفضل في الحال والرابع انفاقه فمنهم من ينفقها على وجه التبذير والاسراف تارة في البنيان الزائد على مقدار الحاجة وتزويق الحيطان وزخرفة البيوت وعمل الصور وتارة في اللباس الخارج بصاحبه الى الكبر والخيلاء وتارة في الطعام الخارجة الى السرف وهذه لا يسلم صاحبها من فعل محرم او مكروه وهو مسئول عن جميع ذلك وعن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا ابن ادم لا تزول قدماك يوم القيمة بين يدي الله عز وجل حتى تسأل عن اربع عمرك فيما افنيته وجسدك فيما ابليته ومالك من اين اكتسبته واين انفقته ومنهم من ينفق في بناء المساجد والقناطير الا انه يقصد الرياء والسمعة وبقاء الذكر فيكتب على ما يبني ولو كان عمله لله تعالى لاكتفى بعلمه سبحانه فلو كلف ان يبني حائطا من غير ان يكتب اسمه عليه لم يفعل ومن هذا الجنس اخراجهم الشمع في رمضان في الانوار طلبا للسمعة ومساجدهم طول السنة مظلمة لان اخراجهم قليلا من دهن كل ليلة لا يؤثر في المدح ما يؤثر اخراج شمعة في رمضان ولقد كان اغناء الفقراء بثمن الشمع اولى وربما خرجت الاضواء الكثيرة الى السرف الممنوع منه غير ان الرياء يعم عمله وقد كان احمد بن حنبل يخرج الى المسجد وفي يده سراج

---

**ترجمہ** چنانچہ کسی شاعر کا شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہے عقلمند کے نزدیک مال کی تونگری سے نفس کی تونگری بہتر ہے کیونکہ انسان کی فضیلت تو ذات سے ہوتی ہے حالت میں فضیلت نہیں ہوتی چوتھے مال کے خرچ کرنے میں بعض ایسے ہیں کہ بطور فضول خرچی کے صرف کرتے ہیں کبھی مکان بنواتے ہیں جو مقدار ضرورت سے زائد ہوتا ہے دیواروں کو خوب آراستہ کرتے ہیں کمروں میں نقش و نگار کرتے ہیں تصویریں بناتے ہیں جو سب کو نظر آئیں جس سے کبر و غرور ظاہر ہو اور کبھی کھانے ایسے کرتے ہیں جنہیں اسراف ہوتا ہے اور ان سب حرکتوں کا کرنیوالا حرام یا مکروہ فعل سے محفوظ نہیں رہتا حالانکہ اس سے ہر چیز کا سوال ہوگا انس بن مالک نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای فرزند آدم اللہ تعالی کے سامنے سے تیرے قدم نہ ہٹینگے یہانتک کہ تجھ سے چار چیزوں کا سوال ہو ایک عمر کو کس کام میں برباد کیا دوسرے جسم کو کس چیز میں مبتلا رکھا تیسرے مال کہاں سے حاصل کیا چوتھے مال کس جگہ صرف کیا بعض مالدار ایسے ہیں جو مسجد اور پل بنوانے میں مال خرچ کرتے ہیں مگر نمایش اور شہرت مقصود ہوتی ہے اور چاہتے ہیں کہ نام باقی رہے لہذا جو کچھ اُسنے بنوایا ہے اسپر سرزنش کیجائیگی اور اگر اسکا یہ عمل خدا تعالی کیلئے ہوتا تو علم الٰہی پر کفایت کرتا اگر اُس سے کہا جائے کہ ایک باغ معہ چار دیواری تیار کرے بغیر اسکے کہ اسپر اسکا نام لکھا جائے تو کبھی ایسا نکریگا اسی قسم سے ان لوگوں کا یہ عمل ہے کہ رمضان شریف میں شہرت طلب کرنے کے لئے مسجدوں میں روشنی کے واسطے چراغ لیجاتے ہیں حالانکہ انکی مسجدیں سال بھر تک اندھیری پڑی رہتی ہیں کیونکہ ہر رات انکا تھوڑا سا تیل دینا اسقدر تعریف اور مدح میں اثر نہ کریگا جسقدر رمضان شریف میں ایک شمع لیجاتے میں تعریف ہوگی حالانکہ اس شمع کی قیمت دیکر محتاجوں کو خوش کر دینا بہتر ہوگا۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بہت سی روشنی کرنے سے اسراف لازم آتا ہے جو ممنوع ہے گر کیا کیا جائے۔ ریا اپنا عمل کر رہا ہے احمد بن حنبل مسجد میں جایا کرتے تھے آپ کے ہاتھ میں ایک چراغ ہوتا تھا ✦

تیضعه ویصلی **ومنهم** من اذا تصدق اعطی الفقیر والناس یرونه فیجمع بین قصد مدحهم وبین اذلال الفقیر و
**منهم** من یحمل معه الدنانیر فیکون فی الدینار قیراطین ونحو ذلک وربما کانت ردیة فیتصدق بها بین الجمع مکشوفة لیقال قد
اعطی فلان دینارا او بالعکس من هذا جماعة من الصالحین المتقدمین یجعلون فی القرطاس الصغیر دینارا ثقیلا یزید وزنه
علی دینار ونصف ویسلمونه الی الفقیر فی سر فاذا رای القرطاس صغیرا ظنه قطعة فاذا المسه جدته وبرکا ظنه درهم نقرة فرح
فاذا راٰه ثقیلا ظنه یقارب الدینار فاذا وزنه فراٰه زائدا علی الدینار اشتد فرحه فالثواب یضاعف للمعطی عند کل مرتبة
**ومنهم** من یتصدق علی الاجانب ویترک ایراه قاربه هو اولی **اخبرنا** هشام عن حفصة عن سلیمان بن عامر
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الصدقة علی المسکین صدقة والصدقة علی ذی الرحم اثنتان صدقة وصلة **ومنهم** من
یعلم فضیلة التصدق علی القرابة الا ان یکون بینهما عداوة دنیویة فیمتنع من مواساته مع علمه بفقره ولو واساه
کان له اجر الصدقة والقرابة ومجاهدة الهوی **وقد روی** عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم افضل الصدقة علی ذی الرحم الکاشح **قال المصنف** وانما فضلت هذه الصدقة لمخالفة الهوی

**ترجمہ** اسکو سامنے رکھکر نماز پڑھتے تھے۔ بعض مالداروں کا قاعدہ ہو کہ جب خیرات کرتے ہیں تو فقیر کو دیتے ہیں اور لوگ انکو
دیکھتے ہیں اس میں اپنی مدح چاہتے ہیں اور فقیر کا ذلیل کرنا منظور رہتا ہے بعض ایسے ہیں کہ دینار لیتے ہیں اور وہ دینار کم و
بیش چار وانگ ہوتا ہے اکثر اوقات کھوٹے دینار ہوتے ہیں سب کے سامنے کھولکر ان کو خیرات کرتے ہیں تاکہ لوگ
کہیں فلاں امیر نے دینار فقیروں کو دیئے اور اس کے برخلاف متقدمین صلحا کا قاعدہ تہا کہ ایک چھوٹے سے کاغذ میں بہاری
دینار جو ڈیڑہ دینار کے وزن سے زیادہ ہوتا تہا لپیٹ کر چپکے سے فقیر کو دیدیا کرتے تھے وہ فقیر جب کاغذ کو چھوٹا دیکھتا تہا
تو خیال کرتا تہا کہ کچھ ذرا سا ٹکڑا اس میں ہوگا پھر جب اُسکو ٹٹولتا تہا اور اسکو گول پاتا تہا تو سمجھتا تہا کہ چاندی کا درم ہی لہذا
خوش ہوتا تہا پھر جب تولکر دیکھتا تہا کہ دینار سے زائد ہے تو اسکی خوشی بہت بڑہ جاتی تہی لہذا ہر مرتبہ پر دینے والے کا ثواب
دوچند ہوتا جاتا تہا بعض مالدار ایسا کرتے ہیں کہ غیروں کو خیرات دیتے ہیں اور اپنے اقربا کو چھوڑتے ہیں حالانکہ بہتر اقربا کو دینا ہے
**ہشام** نے حفصہ سے روایت کی۔ کہ سلیمان بن عامر نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے کہ
کہ مسکین کو صدقہ دینا صرف ایک صدقہ ہی ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینا دو باتیں ہیں ایک صدقہ دوسرے صلہ رحم
بعض امیر ایسے ہیں کہ اقارب کو صدقہ دینے کی فضیلت جانتے ہیں مگر ان میں باہم دنیاوی عداوت ہوتی ہے لہذا باوجود
اقربا کی محتاجی کا علم ہونے کے ان کی خبرگیری سے باز رہتے ہیں حالانکہ اگر انکی اعانت کرتے تو تین ثواب پاتے ایک
صدقہ دوسرے قرابت تیسرے خواہش نفسانی کا مارنا **ابوایوب انصاری** سے روایت ہے
کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ افضل صدقہ وہ ہے۔ جو کینہ رکھنے والے رشتہ دار
کو دیا جائے **مصنف** نے کہا صدقہ افضل اسلئے ہو کہ خواہش نفسانی کی مخالفت کی جاتی ہے

فان من تصدق علی ذی قرابا نہ یحبہ فقد انفق علی ھواہ **ومنھم** من یتصدق ویضیق علی اھلہ فی النفقۃ
**اخبرنا** ابو الزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الصدقۃ عن ظھر غنی وابدأ
بمن تعول **وقال** تصدقوا فقال رجل عندی دینار فقال تصدق بہ علی نفسک ثم قال عندی دینار اخر فقال تصدق بہ
علی زوجتک قال عندی دینار اخر قال تصدق بہ علی ولدک قال عندی دینار اخر فقال تصدق بہ علی خادمک قال
عندی دینار اخر قال انت ابصر **ومنھم** من یجور فی وصیتہ ویزوی الوارث ویری انہ مالہ یتصرف فیہ کما یشاء و
ینسی انہ بالمرض قد تعلقت حقوق الوارثین بہ **وقد قال** علیہ السلام من حاف عند الوصیۃ قذف
فی الویا والویا وادفی جھنم **وعن** الاعمش عن خیثمۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
الشیطن یقول ما غلبنی علیہ ابن ادم فان یغلبنی فی ثلث امرہ باخذ المال من غیر حقہ وانفاقہ فی غیر
حقہ ومنعہ من حقہ **فصل وقد لبس ابلیس علی الفقراء فمنھم** من یظھر الفقر وھو غنی فان
اضاف الی ھذا السوال والاخذ من الناس فانما یستکثر من نار جھنم **وعن** ابی ھریرۃ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سال الناس اموالھم تکثیرا فانما یسال جمرا ۲۱

ویذوی

**ترجمہ** کیونکہ جو شخص اپنے رشتہ داروں کو محبت کیوجہ سے صدقہ دیگا تو وہ اپنی خواہش پر خیرات کریگا بعض مالدار ایسے ہیں - کہ
خیرات کرتے ہیں اور اپنے گھر والوں کو نفقہ دینے میں تنگی کرتے ہیں **ابو زبیر** نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سنا کہتے تھے۔
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل صدقہ وہ ہے جو بعد اپنی فراغت کے ہو اور پہلے انکو دو جو تمہاری عیال ہیں اور نیز ایک
بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ دو ایک آدمی نے عرض کیا کہ میرے پاس ایک دینار ہے آپ نے فرمایا اسکو اپنے اوپر خرچ
کرو اسنے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسکو اپنی بی بی پر خرچ کرو وہ بولا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اُسے
اپنی اولاد کو دو کہنے لگا میرے پاس ایک اور دینار ہے فرمایا اسکو اپنے نوکر کو بخشو اس نے کہا میرے پاس ایک اور دینار ہے
فرمایا اب تم جانو تمہارا کام جانے بعض کا قاعدہ ہے کہ وصیت کرنے میں حد سے تجاوز کرتے ہیں اور وارث کو محروم رکھتے ہیں اور سمجھتے
ہیں کہ یہ ہمارا مال ہے جسطرح چاہیں اسمیں تصرف کریں اور یہ نہیں یاد رکھتے کہ انکے بیمار ہونے ہی وارثوں کے حقوق اس مال کو
متعلق ہوگئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وصیت کرتے وقت خیانت کریگا ویا میں پھینکا جائیگا - اور ویا دوزخ میں
ایک جنگل کا نام ہے **اعمش** نے خیثمہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان کہتا ہے کہ فرزند آدم مجھپر غالب
نہیں آتا اور اگر غالب بھی آتا ہے تو میں اسکو تین باتوں کا حکم کرتا ہوں مال کا غیر حق سے لینا غیر حق میں صرف کرنا حق سے باز رکھنا
**فصل** فقرا کو بھی شیطان نے فریب دیا بعض فقیر ایسے ہیں کہ فقر کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ غنی ہوتے ہیں اب اگر اسکی ساتھ وہ سوال
کرتے ہیں اور لوگوں سے کچھ لیتے ہیں تو فقط آتش دوزخ جمع کرتے ہیں **ابو ھریرۃ** نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جو شخص مال بڑھانے کے لئے لوگوں سے سوال کرتا ہے تو وہ آگ کے انگارے مانگتا ہے ٭

فليستقل منه او ليستكثر فان لم يقبل هذا الرجل من الناس شيئا وكان مقصوده باظهار الفقر ان يقال رجل زاهد فقد رايا و ان كتم نعمة الله عنده يظهر عليه الفقر لئلا ينفق ففي ضمن بخله الشكوى من الله وقد ذكرنا فيما تقدم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم رأى رجلا باذ الهيئة فقال هل لك من مال قال نعم قال فاير نعمة الله عليك فان كان فقيرا محتاجا فالمستحب له كتمان الفقر واظهار التجمل فقد كان في السلف من يحمل مفتاحا ويوهم ان له دارا ولا يبيت الا في المساجد **ومن تلبيس ابليس على الفقراء** انه يرى نفسه خيرا من الغني اذ قد زهد فيما رغب ذلك الغني فيه وهذا غلط وان الخيرية ليست بالوجود والعدم انما هي بامر وراء ذلك **وقد لبس ابليس على جمهور العوام** بالجريان مع العادات وذلك من اكثر اسباب هلاكهم **فمن** ذلك انهم يقلدون للآباء والاسلاف في اعتقادهم فترى الرجل يعيش خمسين سنة على ما كان عليه ابوه ولا ينظر على صواب كان ام على خطاء **ومن هذا** تقليد اليهود والنصارى والجاهلية اسلافهم **وكذلك المسلمون** يجرون في صلاتهم وعباداتهم مع العادة فترى الرجل يعيش سنين يصلي على صورة ما يرى الناس يصلون ولا يقيم الفاتحة

**ترجمہ** اب چاہے کم کرے یا زیادہ کرے اور اگر یہ شخص لوگوں سے کچھ سوال نہیں کرتا اور اظہار فقر سے اس کی مراد یہ ہے کہ لوگ اسکو مرد زاہد کہیں۔ تو ریا کار ہے اور اگر اللہ تعالے نے جو نعمت بخشی ہے اسکو چھپا کر فقر کا اظہار اس لئے کرتا ہے کہ خیرات نہ کرنا پڑے۔ تو اپنے بخل کے ساتھ خدا کا ناشکر گزار ہے اور ہم پیشتر ذکر کر چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پھٹے پرانے حال میں دیکھا دریافت فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال ہے۔ جواب دیا ہاں فرمایا کہ پھر خدا کی نعمت کا اظہار کرنا چاہئے اور اگر فقیر محتاج ہو تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ فقر کو چھپائے اور تجمل کا اظہار کرے کیونکہ سلف میں اکثر ایسے بزرگ تھے جو اپنے ساتھ ایک کنجی رکھتے تھے اور خیال دلاتے تھے کہ انکا کوئی گھر ہے حالانکہ رات کو فقط مسجدوں میں رہا کرتے تھے **فقرا** پر ایک شیطان کا فریب یہ ہے کہ اپنے آپ کو مالدار سے اچھا سمجھتے ہیں اس لئے کہ جس چیز کی مالدار کو رغبت ہے یہ لوگ اس سے بے رغبت ہیں حالانکہ یہ بات غلط ہے کیونکہ خیر و صلاح ایک چیز کے عدم و وجود پر موقوف نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایک اور امر پر منحصر ہے **اکثر عوام** کو شیطان نے فریب دیا کہ عادت کے موافق عمل جاری رکھیں اور یہی اسباب اکثر انکی ہلاکت کے ہیں ان باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ عوام اپنے اعتقاد میں اپنے باپ دادا اور بزرگوں کی تقلید کرتے ہیں تم دیکھتے ہو کہ ایک آدمی پچاس برس تک اسی طریقہ پر زندگی بسر کرتا ہے جس پر اس کا باپ تھا اور اس بات کو نہیں دیکھتا کہ خطا پر تھا یا صواب پر اسی قسم کی تقلید یہود و نصارے اور اہل جاہلیت اپنے اسلاف کی کرتے تھے اور اسی طرح مسلمان اپنی نماز اور عبادتوں میں عادت کے موافق عمل کرتے ہیں ایک آدمی برسوں زندہ رہتا ہے اور جس طرح لوگوں کو دیکھتا ہے اسی طرح نماز پڑھ لیا کرتا ہے۔ حالانکہ سیدھی طرح الحمد نہیں پڑھ سکتا

ولا یدری ما الواجبات ولا یسهل علیه ان یعرف ذلک اهانا بالدین ولو انه اراد تجارة لسال قبل سفره عما ینفق فی ذلک البلد ثم تری احدهم یرکع قبل الامام ویسجد قبل الامام ولا یعلم انه اذا رکع قبله فقد خالفه فی رکن فاذا رفع قبله فقد خالف فی رکنین فبطلت صلاته وربما یسلم عند تسلیم الامام فقد بقی علیه من التشهد الواجب شیٔ وذلک امر لا یحمله الامام فتکون صلوته باطلة وربما یترک احدهم فریضة وزاد فی نافلة وربما اهمل غسل بعض العضو کالعقب وربما کان فی یده خاتم قد حصر الاصبع فلا یدیره وقت الوضوء ولا یصل الماء الی ما تحته فلا یصح الوضوء **واما بیعهم وشراؤهم** فاکثر عقودهم فاسدة وهم لا یعرفون حکم الشرع فیها ولا یخف علی احدهم ان یقلد فقیهاً فی رخصته استنفاقاً لانهم للدخول تحت حکم الشریعة وقل ان یبیعوا شیئاً الا وفیه غش وتغطیة لعیب والجلاء یغطی عیوب الذهب الردی حتی ان المرأة تضع الغزل فی الندی وتندیه لتقل وزنه **ومن جریانهم** مع العادة ان احدهم یتوانی فی صلوة المفروضة فی رمضان ویفطر علی الحرام ویغتاب الناس وربما قبل ولو ضرب بالخشب لم یفطر فی العادة لان العادة استبشاع الفطر

**ترجمہ** اور نہ یہ جانتا ہے کہ واجبات کیا ہیں اسقدر سیکھ لینے کی توفیق اُسکو اس لئے نہیں ہوتی کہ دین کو فضول سمجھتا ہے اور اگر تجارت کا ارادہ کرے تو سفر سے پیشتر اس شہر کے اخراجات کا حال پوچھتا پھرے پھر تم دیکھتے ہو کہ ایک آدمی امام سے پہلے رکوع اور سجدہ کرتا ہی اور اتنا نہیں جانتا کہ جب امام سے پہلے رکوع کیا تو ایک رکن میں اس کی مخالفت کی اور پھر جب امام سے پہلے سر اٹھایا تو دو رکنوں میں مخالفت ہوگئی لہذا اسکی نماز باطل ہوئی بسا اوقات امام کے ساتھ سلام پھیر دیتا ہے حالانکہ اوسپر تشہد واجب باقی رہگیا ہی جسکا ذمہ دار امام نہیں لہذا اس کی نماز باطل ہوگی اکثر اوقات بعض لوگ فرض چھوڑتے ہیں اور نوافل زیادہ پڑھتے ہیں اور بسا اوقات وضو میں بعض عضو مثلاً ایڑی خشک رہجاتی ہے اکثر اوقات ہاتھ میں انگوٹھی ہوتی ہے جو انگلی میں تنگ ہوا کرتی ہے وضو کے وقت اسکو پھراتے نہیں اور اسکے نیچے پانی نہیں پہنچتا لہذا وضو صحیح نہیں ہوتا۔ رہے ان کے معاملات خرید و فروخت میں ان کی یہ حالت ہے کہ اکثر فاسد ہوتی ہے اور وہ شریعت کا حکم نہیں جانتے ان لوگو نپر یہ امر دشوار گذرتا ہے کہ معاملات میں کسی فقیہ کی تقلید کریں کیونکہ حکم شرعی کے تحت میں داخل ہونا ناپسند کرتے ہیں بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی چیز فروخت کریں اور اس میں کھوٹ نہ ہو اور اس کا عیب نہ چھپایا گیا ہو۔ ردی سونے کا عیب جلا دیکر چھپاتے ہیں حتے کہ عورت سوت کات کر اسکو تر کرلیتی ہے تاکہ وزن بھاری ہوجائے **عوام** کا عادت کے موافق عمل ایک یہ بھی ہے۔ کہ رمضان شریف میں نماز فرض میں تاخیر کرتے ہیں اور حرام پر افطار کرتے ہیں اور لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور بسا اوقات بوسے لیتا ہے حالانکہ اگر لکڑی سے بھی مارا جائے تو عادت کے طور پر روزہ نہیں توڑیگا کیونکہ عادتاً روزہ توڑنا برا سمجھا جاتا ہے ؎

**ومنهم** من يدخل في الرياء بالاستيجار فيقول معي عشرون دينارا لا املك في غيرها فان انفقتها ذهبت وانا استاجر بها دارا واكل اجرة الدار ظنا منه ان هذا الامر قريب ومنهم من يرهن الدار على شئ ويؤدي الربا ويقول هذا موضع ضرورة وربما كانت له دار اخرى وفي بيته الات لو باعها لاستغنى عن الرهن والاستيجار ولكنه يخاف على جاهه ان يقال قد باع داره او انه يستعمل الخزف مكان الصفر والنحاس ومما جروا فيه على العادات اعتمادهم على قول الكاهن والمنجم والعراف وقد شاع ذلك بين الناس واستمرت به عادات الاكابر فقل ان ترى احدا منهم يسافر او يفصل ثوبا او يحتجم الا سأل المنجم وعمل بقوله ولا يخلو دارهم من تقويم وكم دار له ليس فيها مصحف وفي الصحيح عن النبي صلعم انه سئل عن الكاهن فقال ليس بشئ فقالوا يا رسول الله انهم يحدثونا احيانا بشئ يكون حقا فقال رسول الله صلعم تلك الكلمة من الحق يخطفها الجني فيقرها في اذن وليه تقر الدجاجة فيخلطون فيها اكثر من مائة كذبة وفي صحيح مسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من اتى عرافا فسأله عن شئ لم تقبل له صلوة اربعين ليلة وروى ابوداود من حديث ابي هريرة رض

**ترجمہ** بعض عوام وہ ہیں کہ کوئی چیز اجرت پر لینے سے ریا میں داخل ہو جاتے ہیں کوئی کہتا ہی کہ میرے پاس بیس دینار ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں اگر خرچ کر ڈالونگا تو چک جائینگے میں ان سے ایک مکان اجرت پر لوں اور اسکی اجرت کھاؤں یہ شخص خیال کرتا ہے کہ اسکی یہ حرکت درست ہی بعض ایسے ہیں کہ مکان کو کچھ نقد پر رہن رکھتے ہیں اور اس کا سود ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ضرورت کی جگہہ ہے اکثر اوقات ایک شخص کے پاس دوسرا مکان ہوتا ہی اور اس کے گھر میں اسقدر اسباب ہوتا ہے کہ اگر اسکو بیچ ڈالے تو رہن رکھنے کی ضرورت نہ پڑے اور کرایہ لینے کی حاجت نہو لیکن اس کو اپنے جاہ و مرتبہ کا خوف ہوتا ہے کہ کہیں لوگ یوں نہ کہنے لگیں فلاں شخص نے اپنا مکان بیچ ڈالا یا وہ شخص تانبے کی جگہہ مٹی کے برتن استعمال کرتا ہے ایک انکا عادت کیموافق عمل کرنا یہ ہی کہ کاہن اور نجومی اور رمال کے قول پر اعتماد کرتے ہیں اور یہ امر لوگوں میں شائع ہے ہمیشہ سے بڑے بوڑھوں کی عادت رہی کمتر ایسا ہوتا ہی کہ کوئی شخص سفر کرے یا کپڑے بدلے یا حجامت کرائے۔ اور نجومی سے پوچھکر اُسکے قول پر عمل نہ کرے ان کے گھر جنتری سے خالی نہیں رہتے اور بہت سے ایسے گھر ہیں جنمیں کوئی قرآن شریف نہیں صحیح بخاری میں رسول اللہ صلعم سے روایت ہے کہ کسی نے آپ سے کاہن کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ کوئی چیز نہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کاہن لوگ کبھی کبھی ایسی بات بیان کرتے ہیں جو ٹھیک ہوتی ہی فرمایا کہ وہ کلمہ حق ہوتا ہی جسکو جن اُچک لیتا ہی اور آکر اپنے ولی کے کان میں پھونک دیتا ہی جسطرح مرغی چونچ مارکر ایک دانہ اُٹھا لیتی ہے اور اس میں سو سے زیادہ جھوٹی باتیں ملا دیتا ہی صحیح مسلم میں روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جوتشی کے پاس آوے اور اس سے کچھ پوچھے تو چالیس روز اسکی نماز مقبول نہ ہوگی ابوداود میں ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد برئ مما انزل علی محمد ۴
ومن عاداتھم لبس الحریر والتختم بالذھب وربما تورع احدھم عن لبس الحریر ثم لبسہ
فی وقت کالخطیب یوم الجمعۃ ومن عاداتھم اھمال انکار المنکر حتی ان الرجل یری اخاہ او
قریبہ یشرب الخمر ویلبس الحریر فلا ینکر علیہ ولا یتغیر بل یخالطہ مخالطۃ حبیب ومن
عاداتھم ان یبنی الرجل علی باب دارہ مصیطبۃ یضیق بھا طریق المسلمین المارۃ وقد
یجتمع علی باب دارہ ماء مطر ویکون یجب علیہ ازالتہ فلا یفعل وقد یرش رشا کثیرا فلو زلق زالق فیہ
وجب علیہ الضمان واثم بکونہ سببا لاذی المسلمین ومن عاداتھم دخول الحمام بلا مئزر وفیھم من
اذا دخل بمئزر رفع مئزرہ ورمی بہ علی فخذیہ فتری جوانب الیتیہ ویسلم نفسہ الی
المدلک فیری بعض عورتہ لان العورۃ من الرکبۃ الی السرۃ ثم ینظر
ھو الی عورات الناس ولا یکاد یغض ولا ینکر ومن عاداتھم ترک القیام بحق الزوجۃ وربما
اضطروھا الی ان تسقط مھرھا ویظن الزوج انہ قد سقط عنہ وقد یمیل الرجل الی احدی زوجتیہ عن الاخری

**ترجمہ** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات سچ جانے تو وہ شخص اس سے بیزار ہے۔ جو
محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے **عوام** کی عادتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ریشم اور سونے کی انگوٹھی پہنتے ہیں اور اکثر بعض
آدمی ریشم کے پہننے سے پرہیز کرتے ہیں پھر خاص وقت میں پہنتے ہیں مثلاً خطیب جمعہ کے دن اور نیز ان کی عادات میں سے
ہے کہ بری بات پر انکار کرنا مہمل جانتے ہیں حتی کہ ایک آدمی اپنے بھائی یا رشتہ دار کو دیکھتا ہی کہ شراب پیتا ہی ریشمی کپڑے
پہنتا ہے اور اسپر انکار نہیں کرتا اور نہ اوس سے کچھ کشیدہ ہوتا ہے بلکہ بڑے دوست کی طرح اس سے میل جول رکھتا ہی
ایک انکی عادت یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے گھر کے دروازے پر چبوترا بناتا ہے جس سے مسلمانوں کا عام رستہ تنگ ہوجاتا ہے۔ کبھی
اس کے گھر کے دروازے پر بہت سا بارش کا پانی جمع ہوجاتا ہے جس کا دور کرنا اسپر واجب ہی اور وہ نہیں کرتا بعض دفعہ اپنے
گھر کے دروازے پر چھڑکاؤ کرتا ہے اور زیادہ پانی ڈالتا ہی ایسے میں کوئی وہاں پھسل کر گر پڑے تو اسپر ضمان واجب ہے اور اسکا
اسکو گناہ ہوا کہ مسلمانوں کی اذیت کا سبب بن گیا ہے ایک ان لوگوں کی عادت ہی کہ حمام میں بغیر تہبند کے داخل ہوتے ہیں
اور بعض ایسے ہیں کہ جب تہبند باندھے داخل ہوتے ہیں تو سمیٹ کر تہبند کو رانوں پر ڈال لیتے ہیں جس سے سرین کے دونوں
جانب نظر آتے ہیں اور بدن ملنے والے کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں وہ بعض شرمگاہ دیکھتا ہے کیونکہ شرمگاہ گھٹنے سے ناف تک
ہے پھر خود وہ شخص دوسرے لوگوں کی شرمگاہیں دیکھتا ہے اور نہ باہم آنکھیں نیچی کرتے ہیں نہ اس پر انکار کرتے ہیں ایک انکی
عادت ہے کہ بی بی کا حق پورے طور پر ادا نہیں کرتے بعض وقت بی بی کو اسبات پر مجبور کرتے ہیں کہ وہ اپنا مہر معاف کردے
اور خاوند خیال کرتا ہی کہ اُسکے ذمہ سے بی بی کا مہر ساقط ہوگیا بعض آدمی اپنی ایک بی بی کی جانب دوسری بی بی سے زیادہ متوجہ ہوتے ہیں

فیجورن فی القسم بینهما و نا بذلک ظنا ان الامر فیه قریب وقد روی ابو هریرة رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال من کانت له امرأتان یمیل الی احدٰهما علی الاخری جاء یوم القیٰمة یجر احدی شقیه ساقطا او مائلا ومن عاداتهم ادفان المیت فی التابوت وهذا فعل مکروه والمغالات فی الکفن وانما ینبغی ان یکون وسطا ویدفنون معه جملة من الثیاب وهذا حرام لانه اضاعة للمال ویقیمون النوح علی المیت وفی صحیح مسلم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال النائحة اذا لم تتب قبل موتها تقام یوم القیامة وعلیها سربال من قطران ودرع من جرب وفی الصحیحین عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال لیس منا من شق الجیوب ولطم الخدود ودعی دعوی الجاهلیة ویلبسون بعد الموت ادون الثیاب ویبقون علی ذلک شهرا او سنة وربما لم ینا موا هذه المدة فی سطح ومن عاداتهم زیارة القبور فی لیلة النصف من شعبان وایقاد النار عندها واخذ تراب القبر المعظم قال ابن عقیل لما صعب التکالیف علی الجهال والطغام عدلوا عن اوضاع الشرع الی تعظیم اوضاع وضعوها لانفسهم فسهلت علیهم اذ لم یدخلوا بها تحت امر غیرهم قال وهم کفار عندی

**ترجمہ** بلحاظ تقسیم میں حد سے تجاوز کرتے ہیں اس بات کو سہل انکاری سمجھ کر خیال کرتے ہیں کہ اس میں کوئی قباحت نہیں **ابو ھریرہ** رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا جس شخص کی دو بی بیاں ہوں اور ایک کی دوسری سے زیادہ وقعت کرے قیامت کے دن اس حالت میں آئیگا کہ اپنا ایک جانب کا دھڑ کھینچتا ہوگا جو گرتا ہوا یا جھکتا ہوا ہوگا ایک ان لوگوں کی عادت ہے کہ میت کو تابوت میں رکھکر دفن کرتے ہیں۔ اور یہ فعل مکروہ ہے اور کفن کو گراں قیمت رکھتے ہیں حالانکہ کفن اوسط درجہ کا ہونا چاہیئے اور میت کے ساتھ اس کے سب کپڑے دفن کرتے ہیں حالانکہ یہ حرام ہے کیونکہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے اور میت پر نوحے و ماتم قائم رکھتے ہیں **صحیح مسلم** میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نوحہ کرنے والی عورت اگر مرنے سے پہلے توبہ نہ کریگی تو قیامت کے دن کھڑی کی جائیگی اور اس کے جسم پر ایک گندھک کا کرتا اور خارش کی کرتی ہوگی **صحیحین** میں ہے کہ آپ نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو گریبان پھاڑے اور منہ پر طمانچے مارے اور جاہلیت کا کفر بکے یہ لوگ میت کے بعد کم درجہ کا لباس پہنتے ہیں اور مہینوں اور برسوں یہ حالت رکھتے ہیں اکثر اس مدت میں کوٹھے پر نہیں سوتے ایک انکی عادت ہے کہ شعبان کی پندرہوین رات کو قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور وہاں جاکر آگ جلاتے ہیں اور بڑی بزرگ کی قبر سے مٹی لیتے ہیں **ابن عقیل** نے کہا جب جاہلوں اور کھانے کے بندوں پر شرعی تکلیفیں سخت پڑیں تو انہوں نے شرعی طریقے چھوڑکر ان طریقوں کی تعظیم شروع کی جنکو خود انہوں نے اپنے لئے مقرر کیا ہے وہ طریقے ان کو آسان معلوم ہوئے کیونکہ اُن کی بدولت کسی غیر کے حکم کے ماتحت ہوکر نہ رہے یہ لوگ میرے نزدیک کافر ہیں +

بھذہ الاوضاع مثل تعظیم القبور والتزامھا بما نھی الشرع عنہ من ایقاد النیران وتقبیلھا وتخلیقھا وخطاب الموتی بالحوائج وکتب الرقاع فیھا یا مولای افعل بی کذا وکذا واخذ التربۃ تبرکا وافاضۃ الطیب علی القبور وشد الرحال الیھا والقاء الخرق علی الشجر اقتداء بمن عبد اللات والعزی والعجب فی ھؤلاء من یحقق فی زکوٰۃ فیسأل عن حکم یلزمہ والویل لمن لم یقبل مشھد الکف ولم یتمسح بحیطان مسجد المامونیۃ یوم الاربعاء ولم یقل الحمالون علی جنازۃ ابی بکر الصدیق او محمد وعلی ولم یکن معھا نیاحۃ او لم یعقد علی ابیہ ازجا بالجص والاجر ولم یشق ثیابہ الی الذیل ولم یرق ماء الورد علی القبر ویدفن معہ ثیابہ **فصل**

**واما تلبیس ابلیس علی النساء** فکثیر جدا وقد افردت کتابا للنساء ذکرت فیہ ما یتعلق بھن من جمیع العادات وغیرھا وانا اذکرھھنا کلمات فمن ذلک ان المرأۃ تطھر من الحیض بعد الزوال فتغتسل بعد العصر فتصلی العصر وحدھا وقد وجبت علیھا الظھر وھی لا تعلم وفیھن من تؤخر الغسل یومین وتحتج بغسل ثیابھا ودخول الحمام وقد تؤخر غسل الجنابۃ فی اللیل

**ترجمہ** جنہوں نے ایسے طریقے نکالے مثلاً قبروں کی تعظیم کرتے ہیں اور ان سے لپٹتے ہیں شریعت نے انہیں باتوں سے منع کیا ہے کہ قبروں پر آگ جلائی جائے اور ان کو بوسہ دیا جائے اور انپر حلقہ باندھا جائے اور اپنی حاجتوں میں میت کو خطاب کیا جائے اور اس مضمون کے رقعے لکھے جائیں کہ اے میرے آقا میرے لئے ایسا ایسا کرو نیز تبرکاً قبر کی مٹی لی جائے اور قبروں پر خوشبو چھڑکی جائے اور دور دور سے قبروں پر سفر کرکے آئیں اور خرقے درخت پر ڈالے جائیں۔ یہ سب حرکتیں انلوگون کی پیروی ہے جو لات وعزی کو پوجتے تھے تم کو کوئی ان لوگوں میں ایسا نہ ملیگا جو زکوٰۃ کے بارے مین تحقیق کرے اور وہ حکم دریافت کرے جو اسپر لازم ہے ان کے نزدیک قابل افسوس وہ شخص ہے جو مشہد الکف کو بوسہ نہ دے اور چار شنبہ کے روز مسجد مامونیہ کی دیواریں نہ چھوے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق وحضرت علی رضی اللہ عنہما کا جنازہ حمالوں نے نہیں اوٹھایا نہ اسکی ساتھ نوحہ خوانی ہوتی تھی انکی قبریں چونے اور اینٹ سے گچ نکی گئیں نہیں دامن تک ان کے کپڑے چاک نہیں کئے اور قبر پر گلاب کا عرق نہیں چھڑکا اور کپڑوں سمیت انکو دفن نہیں کیا **فصل** عورتوں کو جو شیطان نے فریب دئے ہیں وہ بہت کثرت سے ہیں مینے جدا گانہ عورتوں کے لئے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان کے متعلق تمام عادات وغیرہ کا ذکر کیا ہے اس مقام پر چند کلمے بیان کرتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ عورت زوال کے بعد حیض سے پاک ہوتی ہے اور عصر کے وقت غسل کرتی ہے اور فقط عصر کی نماز ادا کرتی ہے حالانکہ ظہر واجب ہو چکا اور یہ اسکو نہیں جانتی بعض عورتیں ایسی ہیں کہ دو دو دن تک نہیں غسل کرتیں اور عذر پیش کرتی ہیں کہ کپڑوں کو دھونا ہے اور حمام میں جانا ہے رات کو غسل جنابت میں تاخیر کرتی ہیں +

الى ان تطلع الشمس فاذا دخلت الحمام لم تتستر بمئزر وتقول ما تدخل على الا الثلاثة انا واختى وجاريتى وهن نساء مثلى فممن استتر وهذا كله حرام فان تاخير الغسل من غير عذر لا يجوز ولا يحل للمرءة ان تنظر من المرءة ما بين سرتها وركبتها ولو كانت ابنتها او امها الا ان تكون البنت صغيرة فاذا بلغت سبع سنين استترت واستترمنها وقد تصلى المرءة قاعدة وهى تقدر على القيام فالصلوة حينئذ باطلة وقد تحتج بنجاسة ثوبها ببول طفلها وهى تقدر على غسله ولو ارادت الخروج الى الطريق لتهيأت واستعارت وانما هان عندها امر الصلوة وقد لا تعرف من واجبات الصلوة شيئا ولا تسأل وقد تنكشف من هذه الحرة ما يبطل صلوتها وتستهين به وقد تستهين المرءة باسقاط الحبل ولا تدرى انها اذا اسقطت ما قد نفخ فيه الروح فقد قتلت مسلما ثم تستهين بالكفارة الواجبة عليها عند ذلك فانه يجب عليها ان تتوب وتؤدى ديته الى ورثته وهى غرة عبد او امة قيمتها نصف عشر دية ابيه او امه ولا يرث الام من ذلك شيئا ثم تعتق رقبة فان لم تجد صامت شهرين متتابعين وقد تسئ المرءة عشرتها مع الزوج وربما كلمته بالمكروه وتقول هذا ابو اولادى

ترجمہ یہاں تک کہ دن نکل آتا ہے اور جب کوئی عورت حمام میں داخل ہوتی ہے تو تہبند نہیں باندھتی اور کہتی ہے کہ میرے پاس فقط تین ہی شخص تو آتے ہیں میں ہوں میری بہن ہے لونڈی ہے یہ سب بھی میری طرح عورتیں ہیں۔ پھر پردہ کس سے کروں حالانکہ یہ تمام باتیں حرام ہیں غسل میں بلا عذر تاخیر کرنا جائز نہیں اور نہ عورت کو یہ روا ہے کہ دوسری عورت کا جسم ناف سے گھٹنوں تک دیکھے خواہ بیٹی ہو یا ماں ہو ہاں اگر لڑکی چھوٹی ہو تو کچھ حرج نہیں لیکن جب سات برس کی ہو جائے تو اس سے پردہ کرنا چاہیے اور اسکو بھی پردہ کرنا چاہیے بعض اوقات عورت بیٹھکر نماز پڑھتی ہے حالانکہ کھڑے ہونے کی قدرت رکھتی ہے ایسی حالت میں نماز باطل ہوتی ہے کبھی عذر پیش کرتی ہے کہ آج بچے نے کپڑے نجس کر دیئے حالانکہ اس کے دھونے پر قادر ہے اور کہیں جانے آنے کا ارادہ کرے تو خوب تہیہ کرے اور مانگ کر کپڑے بدلے مگر نماز اس کے نزدیک ایک امر سہل ہے اکثر عورتیں نماز کے واجبات کچھ نہیں جانتی ہیں اور کسی سے نہیں پوچھتیں اکثر حرہ عورت کا وہ بدن نماز میں کھلجاتا ہے جو نماز کو باطل کرتا ہے اور وہ اس میں کچھ قباحت نہیں خیال کرتی بعض عورتیں حمل ساقط کر دینے کو آسان سمجھتیں ہیں۔ اور یہ نہیں جانتیں کہ روح دمیدہ کو ساقط کر دینگی تو ایک مسلمان کا خون کرینگی پھر جو کفارہ اپنر واجب ہوا اسکی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔ کفارہ یہ ہے کہ عورت توبہ کرے اور اس کی دیت اس کے وارثوں کو دے اور وہ دیت ایک غلام یا لونڈی ہے جسکی قیمت اس بچے کے ماں یا باپ کی دیت کا بیسواں حصہ ہو اور اس دیت کے مال سے اس ماں کو جس نے حمل ساقط کیا کچھ ورثہ نہ ملیگا اگر دیت نہ دے سکے تو ایک غلام آزاد کرے اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینے کے روزے رکھے کبھی عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہنے سہنے کو برا کہتی ہے اور کبھی خاوند کو برے کلموں سے یاد کرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ یہ تو میری اولاد کا باپ

وما بيننا هذا وتخرج بغير اذنه وتقول ما خرجت بمعصية و نفس خروجها لا يؤمن منه فتنة
وفيهن من تلازم المقابر وتحد لا على زوج وقد صح عن رسول صلعم انه قال لا تحل لامرءة تؤمن بالله
واليوم الاخر ان تحد على ميت الا زوج اربعة اشهر وعشرا وقد يدعوها زوجها الى فراشه وتابى
وتظن ان هذا الخلاف ليس بمعصية وقد اخبرنا ابو حازم عن ابي هريرة رض قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم اذا دعا الرجل امرءة الى فراشه فابت وبات وهو عليها ساخطا لعنتها الملائكة حتى تصبح
اخرجاه في الصحيحين وقد تفرط المرءة في مال زوجها ولا تحل لها ان تخرج من بيته شيئا الا ان ياذن
لها او تعلم رضاه وقد تعطي من يلعب بها بالحصى ومن يسحر وتسمي ذلك عطفا وكل
هذا حرام وقد تستهين بثقب اذان الاطفال وهو حرام فان افلحت وحضرت مجلس
الوعظ فربما لبست خرقة من يد الشيخ الصوفي وصافحته وصارت من بنات فخرجت
الى عجائب وينبغي ان نكف عنان القلم اقتصارا على هذه النبذة فان هذا الامر يطول ولو بسطنا
النبذ المذكور في هذا الكتاب اوشيدنا ردنا على من رددنا عليه بالاحاديث والاثار

**ترجمہ** اور ہم دونوں میں یہ معاملہ ہے اور خاوند کے بغیر اجازت کہیں چلی جاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ کچھ کسی گناہ میں تو نہیں گئی
تھی حالانکہ فقط اس کا گھر سے نکلنا فتنہ سے خالی نہیں بعض عورتیں ایسی ہیں کہ قبروں پر جا کر بیٹھ رہتی ہیں اور شوہر کے سوا دوسروں
کے لئے ماتمی لباس پہنتی ہیں سوگ رکھتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا جو عورت
اللہ تعالی اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اسکو جائز نہیں کہ کسی میت کے سوگ میں بیٹھے بجز اپنے شوہر کے کہ اس کا
چار مہینے دس روز تک کرے بعض اوقات عورت کو اسکا شوہر اپنے بستر پر بلاتا ہے وہ انکار کر دیتی ہے اور سمجھتی ہے
کہ یہ خلاف کرنا کوئی گناہ نہیں ابو حازم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب آدمی اپنی بی بی کو اپنے بچھونے پر بلائے اور وہ انکار کرے جس سے رات بھر اسکا شوہر اسپر ناراض رہے
تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں یہ حدیث صحیحین میں ہے۔ کبھی عورت اپنے شوہر کے مال میں تصرف
کرتی ہے حالانکہ اسکو جائز نہیں کہ شوہر کے گھر سے بغیر اسکی اجازت کے کوئی چیز نکالے یا اسکی رضامندی جان لے۔
بعض اوقات اس شخص کو کچھ دیتی ہے جو اس کے لئے کنکریوں سے کھیلتا ہے یا اسکو شوہر کی محبت کے لئے تعویذ گنڈا پھونک
پڑھکر دیتا ہے حالانکہ یہ سب حرام ہے اور کبھی لڑکوں کے کان چھدانے میں کچھ مضایقہ نہیں سمجھتی حالانکہ یہ حرام ہے اور اگر
ایسی باتوں سے بچی رہی اور مجلس وعظ میں آگئی تو بسا اوقات شیخ صوفی کے ہاتھ سے خرقہ پہنتی ہے اور اس سے مصافحہ
کرتی ہے اور ان بزرگ کی بیٹیوں میں داخل ہو جاتی ہے اور عجائب حرکاتیں پھنس جاتی ہے ہم کو اسی قدر بیان پر اقتصار
کرکے عنان قلم کو روکنا چاہیے کیونکہ یہ امر بہت طویل ہے اگر ہم بیانات مذکورہ ہی کو شرح وبسط سے بیان کریں۔

اجتمعت مجلدات وانما ذكرنا اليسير ليدل على الكثير وقد اقتنعنا في ذكر فاحش القبيح من افعال الغالطين بنفس حكاية دون رده لان الامر فيه ظاهر والله يعصمنا من الزلل بمنه و كرمه انه جواد كريم

## الباب الثالث عشر في ذكر تلبيس ابليس على جميع الناس بطول الامل

كم قد خطر على قلب يهودي ونصراني حب الاسلام فلا يزال ابليس يثبطه ويقول لا تعجل وامهل في النظر فيسوفه حتى يموت على كفره وكذلك يسوف العاصي بالتوبة فيجعل له غرضه من الشهوات ويمنيه الانابة كما قال الشاعر

تعجل الذنب كما تشتهي ۞ وتامل التوبة من قابل ۞

وكم من عازم على الجد سوفه وكم ساع الى مقام فضيلة ثبطه فربما اعزم الفقيه على اعادة درسه فقال استرح ساعة وانتبه العابد في الليل ليصلي فقال له عليك وقت ولا يزال يحبب الكسل ويسوف بالعمل ويسند الامر الى طول الامل وينبغي للحازم ان يعمل على الحزم والحزم بدار الوقت وترك التسويف والاعراض عن الامل فان المخوف لا يؤمن والفوات قد يبعث وسبب كل تقصير في خير او ميل الى شر طول الامل فالانسان لا يزال يحدث نفسه بالنزوع عن الشر والاقبال على الخير الا انه يعد نفسه بذلك ولا ريب

**ترجمہ** تو یہ کتاب کئی جلدوں میں جمع ہو جیسے فقط تھوڑا سا بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو خطاؤں اور لغزشوں سے بچائے رہے۔ اور نیک بات اور نیک کام کی توفیق دے

## تیرھواں باب طول امل کے ساتھ تمام لوگوں پر تلبیس ابلیس کے بیان میں

**مصنف** رح نے کہا اکثر یہودی اور نصرانی کے دل میں محبت اسلام گذرتی ہے ابلیس ہمیشہ اسکو مشغول رکھتا ہی اور کہتا ہی کہ جلدی نہ کرو اور اچھی طرح سمجھ بوجھ لے اسی طرح اسکو ٹالتا رہتا ہے حتی کہ اسی کفر پر مرجاتا ہے اسی طرح گنہگار کو توبہ کے لئے ٹالتا ہے اور اسکو شہوات سے غرض حاصل کرنے میں جلدی کراتا ہے اور توبہ کر لینے کی آرزو دلاتا ہے چنانچہ کسی شاعر کا شعر ہے جسکا ترجمہ یہ ہی تو خواہش کیموافق گناہ میں جلدی کر اور آیندہ سال توبہ کرنے کی امید رکھہ۔ بہت سے لوگ جنہوں نے نیکی کا ارادہ کیا شیطان نے ان کو ٹال دیا اور بہت سے وہ لوگ جنہوں نے مقام فضیلت پر پہونچنے کی کوشش کی شیطان نے اُن کو دوسری طرف لگا دیا بسا اوقات فقیہ آدمی اپنے درس کو دوبارہ دیکھنا چاہتا ہے شیطان اس سے کہتا ہے تھوڑی دیر آرام کر لو یا عبادت کرنیوالا رات کو نماز پڑھنے کے لئے اٹھتا ہے۔ اس سے کہتا ہے کہ ابھی تیرے لئے بہت وقت ہے اسیطرح ہمیشہ کسل اور سستی کی محبت دلاتا رہتا ہی اور عمل میں ٹالا کرتا ہی اور نہایت طول امل پر حالت پہنچ جاتی ہے لہذا عقلمند کو چاہیئے کہ دور اندیشی پر عمل کرے وقت کا خیال رکھے اور آیندہ پر کام موقوف رکھنا چھوڑ دے اور امید کرنے سے روگردانی کرے کیونکہ جس شخص کو خوف دلایا گیا ہے وہ نڈر نہیں ہوا کرتا اور فوت شدہ چیز کبھی ہو جایا کرتی ہے اور تمام نیکی میں کوتاہی اور بدی میں رغبت کرنے کا سبب طول امل ہے اور آدمی ہمیشہ اپنے جی میں باتیں کیا کرتا ہے کہ برائیاں چھوڑ کر نیکیاں کرے لیکن اس کا نفس یہ وعدہ ہی دیتا رہتا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں

انه من امل ان یمشی سار بالنهار سیرا فاترا ومن امل ان یصبح عمل باللیل عملا ضعیفا ومن صور
الموت عاجلا جد وقد قال ع صل صلوٰة مودع وقال بعض السلف انذرکم سوف فانها اکبر جنود
ابلیس ومثل العامل علی الحزم والمساکن الطول الامل کمثل قوم کانوا فی سفر فدخلوا قریة فمضی الحازم
فاشتری مایصلح لتمام سفره وجلس متاهبا للرحیل ثم قال المفرط سأتاهب فربما اقمنا شهرا فضرب بوق الرحیل فی
الحال فاغتبط المتحرز واعتبط الاسف المفرط فهذا امثل الناس فی الدنیا فمنهم المستعد
المستیقظ فاذا جاء ملک الموت لم یندم ومنهم المغرور المسوف یتجرع مرارة الندم وقت
الرحلة واذا کان فی الطبع حب التوانی وطول الامل ثم جاء ابلیس یحث علی العمل
بمقتضی ما فی الطبع صعبت المجاهدة الا انه من انتبه لنفسه علم انه فی صف حرب وان عدوه
لایفرعنه فان فرفی الظاهر ابطن له مکیدة وانامل کمینا ونحن نسأل
الله عزوجل السلامة من کید العدو وفتن الدنیا انه قریب مجیب ۱۲

ترجمہ کہ جس شخص کو یہ امید ہو کہ شام تک چلیگا تو دن بھر سست رفتار رہیگا اور جسکو صبح تک زندگی کی امید ہوگی۔ تو
رات میں کم کام کریگا اور جو کوئی موت کی صورت سامنے تصور کرے گا وہ کوشش میں سرگرم ہوگا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جو نماز ادا کیا کرو اسکو رخصتی اور آخری نماز سمجھا کرو کسی بزرگ نے کہا ہے کہ میں تم کو لفظ بہت جلد سے
سے ڈراتا ہوں کیونکہ یہی لفظ شیطان کا بڑا لشکر ہی (مطلب یہ ہی کہ یوں نہ کہنا چاہئے کہ میں عنقریب ایسا کرلونگا یا آیندہ چل کر
دیکھا جائیگا جو شخص دور اندیشی پر عمل کرتا ہے اور جو طول امل کی وجہ سے ٹھہر جاتا ہے ان دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے کچھ
لوگ سفر میں گئے اور ایک گاؤں میں داخل ہوئے دور اندیش آدمی گیا اور سفر کے لئے جو ضروری چیزیں تھیں وہاں سے
خرید لیں اور کوچ کرنے کے لئے تیار ہو بیٹھا کوتاہی کرنیوالے نے دل میں کہا کہ عنقریب تیار ہو جاؤنگا کیونکہ اکثر مہینہ ایک ایک مہینہ
قیام کیا ہے اتنے میں ایک دم کوچ کا نقارہ بج گیا دور اندیش نے فوراً اپنی گٹھری سنبھالی اور کوتاہی کرنیوالا افسوس اور رشک
کرتا رہا اسیطرح جب ملک الموت آجائیگا تو پہلے شخص کو کچھ ندامت نہ ہوگی اور دوسرا جسنے آیندہ پر کام اٹھا رکھا اور دہوکا کھایا
موت کے وقت نادم ہو کر شور و غل مچائیگا جب طبیعت میں کاہلی اور طول امل کی محبت ہوتی ہے پھر شیطان آکر ابھارتا
ہے کہ مقتضائے طبیعت پر عمل کرے تو جفاکشی اور محنت گراں گذرتی ہے مگر جو شخص اپنے نفس کو بیدار کرے وہ جان لیگا۔
کہ میں لڑائی کے صف میں ہوں اور دشمن بھاگتا نہیں اور اگر بھاگ بھی جاتا ہے تو خفیہ طور پر اس کے لئے کوئی مکر و فریب
کوتاہی لہٰذا وہ شخص دشمن کے لئے کمینگاہ قائم کرے گا ہم اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے ہیں کہ دشمن کے مکر سے ہمکو سلامت
رکھے اور دنیا کے فتنوں اور نفس کی شرارتوں سے بچائے اسی کا نام قریب مجیب ہے غرض دنیا کی لوگوں کی مثال یہ ہی بعض ایسے
وہ ہی ہیں جو مستعد اور بیدار دل ہیں اللہ تعالےٰ ہمکو بھی انہیں میں سے کرے آمین۔

تمت

# خاتمۃ الطبع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔ اما بعد اہل بصیرت پر ظاہر ہے کہ ہر کام کے لیے اُسکے درجہ کے موافق موانع ہوتے ہیں ۔ معمولی کام کے لیے معمولی مانع ہوتا ہے اور بڑے کام کے لیے بڑا ۔ چونکہ شریعت اسلام ایک عظیم الشان امر ہے لہٰذا اس قاعدہ کے موافق ضروری ہے کہ اسپر عمل کرنے کے موانع بھی زبردست ہوں ۔ چنانچہ یہ بات بداہتہً دکھائی بھی دے رہی ہے ۔ نفسانی خواہشیں الگ مانع ہیں اور شیطانی وسوسے علیحدہ سدّراہ ہیں ۔ معہذا شیطان اپنے خیالات اِس خوبصورتی سے ظاہر کرتا ہے کہ دشمنی کر جاتا ہے اور دوست کا دوست بنا رہتا ہے ۔ لہٰذا اس شاہراہ پر چلنے والے کو ضرور ہے کہ وہ نفسانی اور شیطانی ہتھکنڈوں سے واقف ہو ۔ اگرچہ شیطان اپنے کام سے کبھی غافل نہیں رہا اور نہایت سرگرمی سے اپنا کام کرتا رہا لیکن جسقدر زمانہ نبوت سے قریب رہا اُسیقدر اُسکو اپنے کام میں ناکامی ہوتی رہی اور جسقدر زمانہ نبوت سے بُعد ہوتا گیا اُسکی کامیابی ترقی کرتی گئی ۔ اور اُس کے راستے پر چلنے کے لیے کثرت سے لوگ آمادہ ہوتے گئے یہاں تک کہ آج مکائد شیطانی کا بازار کھلا ہُوا ہے اور ہر ہر قدم پر شیطانی جال بچھا ہُوا ہے ۔ جب حکمائے اسلام نے یہ حالت دیکھی تو مستقل طور پر خاص مکائدِ شیطانی کے بارے میں کتابیں لکھیں اور اُسکے تمام فریبوں کو نہایت تشریح کے ساتھ بیان کیا ۔ انہیں میں سے یہ کتاب **تلبیس ابلیس** بھی ہے ۔ اِس کتاب میں یہ بات نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ شیطان مختلف خیالات کے لوگوں کو کیا کیا روپ بدلکر بہکاتا ہے چونکہ موجودہ زمانہ کے لیے ایسی کتاب کی اشد ضرورت ہے ۔ لہٰذا اِس کتاب کا شائع کرنا مناسب بلکہ ضروری معلوم ہوا ۔ لیکن چونکہ یہ کتاب عربی تھی ۔ اردو خوان نفع نہیں اُٹھا سکتے تھے لہٰذا اصل کتاب مع ترجمہ کے شائع کی گئی تاکہ علماء اور اُردو خواں تمام حضرات برابر فائدہ اُٹھائیں ۔

۱۵ ۔ ذی الحجہ ۱۳۲۳ ہجری

**خادم الاسلام**

عاجز سید محمد عبد السلام عفی عنہ ابن السید محمد معظم مالک مطبع فاروقی دہلی